تربیت السالک

مجدد ملت، حکیم الامت، محی السنت،
حضرت شاہ محمد اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ

جزو اول

ناشر
مکتبۂ زکریا
پوسٹ بکس نمبر ۲۱۳۷
کراچی ۱۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیت السالک

مجدد ملت، حکیم الامت، محی السنت،

حضرت شاہ محمد اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ

جزاول

اہتمام:
مکتبہ زکریا
پوسٹ بکس نمبر ۲۱۳۷
کراچی ۱۸

تعداد ـــــــــــــ ایک ہزار
سالِ اشاعت ـــــــــــــ سنہ ۱۴۰۳ھ مطابق سنہ ۱۹۸۲ء
پریس ـــــــــــــ ماس پرنٹنگ پریس، کراچی

قیمت ـــــ جزاوّل ـــــــــــــ
قیمت ـــــ جزدوم ـــــــــــــ
قیمت ـــــ جزسوم ـــــــــــــ
قیمت ـــــ ہرسہ جز ـــــــــــــ

ملنے کے پتے :

۱۔ ادارۃ المعارف ، ڈاک خانہ دارالعلوم ، کراچی ۱۴
۲۔ ادارہ اسلامیات ، ۱۹۰۔ انارکلی لاہور (پاکستان)
۳۔ مکتبہ دارالعلوم ، کراچی ۱۴
۴۔ کتب خانہ دارالاشاعت ، اردو بازار ۔ کراچی ۱

پیش لفظ

حضرت حکیم الامّت مجددِ ملّت محی السنّت شاہ محمد اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ کا چودھویں صدی ہجری میں بحیثیت ایک عالمِ ربّانی نہایت مُمتاز اور ایک مُنفرد مقام تھا' اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کے انتقال کو چالیس سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود آج بھی ان کا وہی منفرد مقام قائم ہے۔ یوں تو اس مجددِ اعظم کا دائرہ کار تبلیغ و اشاعتِ دینِ اسلام جیسی ہمہ گیر خدمات پر محیط رہا ہے لیکن دین کے اہم شعبے تصوّف و سلوک میں اپنی خاص مجددانہ اندازِ تربیت سے شریعت و طریقت میں جو مقام اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا وہ آج بھی اپنے مرتبہ میں بے نظیر و منفرد ہے اور جس کی آج تک کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ یوں تو حضرت والا علیہ الرحمہ کی قریباً گیارہ سو تصانیف و تالیفات علومِ قرآن' علومِ حدیث اور علومِ فقہ کے حقائق اور معارف سے معمور ہیں' لیکن "تربیتُ السّالک" علومِ باطنی کا وہ بے مثال اور بیش بہا خزینہ ہے کہ جس میں پہلی بار حضرت کے مجددانہ انداز میں علوم طریقت نہ صرف ایک فن کی صورت میں مدوّن ہوئے بلکہ یہ تمام علوم "احساسات" کی شکل میں ہمارے سامنے آگئے۔ اس کی مثال تربیتِ باطن و تزکیۂ نفس کے متعلق آج تک کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتی۔

"تربیتُ السّالک" کی پہلی جلد نصف صدی قبل بارہ سو صفحات سے زائد پر ایک بڑی ضخیم شکل میں ہندوستان میں شائع ہوئی تھی جس میں حضرت علیہ الرحمہ کے سنہ ۱۳۵۰ھ تک کے جواہر پارے شامل تھے۔ یہ ضخیم جلد اس وقت بالکل نایاب ہے۔ سنہ ۱۳۵۰ھ کے بعد سے حضرت کی وفات تک کے جواہر پارے پاکستان میں "تربیتُ السّالک" جلد دوم کی شکل میں چند سال قبل شائع ہوئے۔ یہ دوسری جلد قریباً چھ سو صفحات پر مشتمل تھی۔ آج یہ دوسری جلد بھی نایاب ہے۔ عرصہ سے مرشدی وسیّدی عارف باللہ حضرت قبلہ ڈاکٹر عبدالحی صاحب مدظلہٗ العالی کی مجالسِ بابرکات میں "تربیتُ السّالک" کی نایابی کو شدت سے

محسوس کیا جاتا رہا۔ تشنگانِ سلوک و وارفتگان شریعت و طریقت کی یہ خواہش شدت اختیار کر گئی کہ مجددِ ملت حکیم الامت حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کا یہ مایۂ ناز دینی و علمی کارنامہ زیورِ طباعت سے آراستہ کیا جائے تاکہ سالکین کی تشنگی دُور ہو سکے۔ اس وقت جہاں حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کے ذریعے حضرت والا علیہ الرحمہ کی متعدد کتب سالکین کی راہ نمائی اور رُشد و ہدایت کے لئے شائع ہو رہی ہیں۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کی یہ خواہش رہی کہ "تربیتُ السالک" بھی جلد از جلد طبع ہو کر سالکین کی فیض رسانی کے لئے پہنچ جائے۔

الحمد للہ حضرت قبلہ کی دُعاؤں اور توجّہ خاص سے حضرت کے خدّام نے دین سے محبت رکھنے والے مخیّر حضرات اور چند دینی کتب کے اشاعتی اداروں کے تعاون سے سلوک و طریق کی اس بیش بہا اور مایۂ ناز خزانہ "تربیتُ السالک" کو نہایت دیدہ زیب اور جاذب قلب و نظر تین جلدوں میں شائع کرنے کا اہتمام کر لیا اور آج یہ باطنی خوبیوں سے بھرپور ظاہری دلکشی اور باطنی جاذبیت کے ساتھ "تربیتُ السالک" آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے جس کی انشاء اللہ یہ تجدیدی اشاعت آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے تصوّف و سلوک کی رہنمائی میں ایک مشعلِ راہ اور اصلاحِ نفس کے لئے ایک معتبر و مستند راہنما ثابت ہو گی۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور کرم سے اُن تمام حضرات کے ایثار اور جذبۂ تبلیغِ دین کو قبول فرمائیں کہ جنہوں نے اس بے لوث دینی خدمت میں خندہ پیشانی و اخلاص نیت کے ساتھ بھرپور حصّہ لیا اور ان تمام دینی اداروں کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے کہ جنہوں نے اس کارِ خیر کی انجام دہی میں دستِ تعاون دراز فرما کر بمصداق "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" حضرتِ والا کے ان خدّام کی اعانت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہماری ان ناچیز مساعی کو مقبول و مشکور فرمائیں۔ آمین۔ واللہ المستعان وبہ التوفیق۔

ناچیز

محمد الیاس

ڈاکٹر حافظ محمد الیاس عفی عنہ

۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ - ۱۱ نومبر ۱۹۸۲ء

اِمتنان و تشکّر

الحمدللہ ۔ ثم الحمدللہ ۔ کتاب پیشِ نظر کی اشاعت سے میری دِلی تمنّا پوری ہورہی ہے اور تصوّف وسلوک کا بڑا گرانقدر سرمایہ رفاہِ عام کے لئے مشہدِ وجود میں آرہا ہے ۔ انشاء اللہ ہمارے حضرت قدس سرہٗ العزیز کی رُوحِ مبارک مسرور ہوجائے گی اور عنداللہ اس کی مقبولیت ہم سب کے لئے سرمایۂ سعادتِ دارین ثابت ہوگی ۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے تمام معاونین کو اپنی رضائے کاملہ کا مورد بنادیں، آمین ۔

محمد عبدالحی عفی عنہ

۲۷ ـــ محرم الحرام ـــ ۱۴۰۳ھ

۱۴ ـــ نومبر ـــ ۱۹۸۲ء

قال اللہ تعالیٰ قد افلح من زکّٰہا وقال تعالیٰ یتلوا علیکم اٰیاتنا ویزکیکم الآیۃ

چون آیۂ اولیٰ دال ست بر مطلوبیت تزکیۂ نفس خود و اشارہ نیز
و آیۂ ثانیہ بر مطلوبیت تزکیۂ نفس غیر و رسالہ

تبویب تربیت السالک

[illegible] مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دام ظلہم [illegible]

کہ تربیت السالک مبوب ست اجمع و انفع رسائل بود در ابواب طرق این عمل خیر
بنا بر علیہ احقر عبد المجید وقاہ اللہ تعالیٰ کل ضیر

جید برقی پریس بلیماران دہلی طبع کنانیدہ

فہرست مضامین تبویب تربیت السالک

مضامین — نمبر صفحہ
تمہید ۳
تبویب تربیت السالک وتنجیۃ الہالک 〃
خطبہ تربیت السالک وتنجیۃ الہالک ۵
حقیقت طریقت ۶
حقوق طریقت ۸
شیخ کامل کی پہچان ۱۰
تفسیر شریعت وطریقت ومعرفت وحقیقت ۱۱
شرح الفاظ ثلاثہ علم الیقین عین الیقین حق الیقین 〃
متقدمین اور محققین کے طریق سلوک میں فرق اور محققین کے طریق کو ترجیح 〃
شیخ وطالب میں اتحاد مذاق کا شرط ہونا انتفاع کے لئے اور حضرت حکیم الامۃ دامت برکاتہم کا امتیازی مذاق تربیۃ۔ ۳۵
باب اول ۳۸
بیعت وصحبت شیخ کے بیان میں۔
بیعت کی غرض اصلاح دین ہے۔ 〃
جس پیر کے مرید بے نمازی ہوں وہ قابل بیعت نہیں۔ 〃
ولایت کا دینا پیر کے اختیار میں نہیں 〃
ارتکاب کبائر سے بیعت فسخ نہیں ہوتی ۳۹
طالب کو خستہ حالی بھی شیخ سے ظاہر کرنی چاہئے 〃
معاصی سے تنفر پیدا ہونیکا طریق صحبت پیر مرشد ہے حجاب ہو کر مستفید ہونا چاہیئے 〃
غیر متبع پیر سے بیعت جائز نہیں 〃
علامت تکمیل۔ ۴۱

مضامین — نمبر صفحہ
اجازت بیعت اور اہلیت کی شرط ۴۱
نسبت ایک ہی ہے۔ ۴۲
نسبت سلب نہیں ہوتی۔ 〃
نسبت بدون مجاہدہ بھی حاصل ہوتی ہے ۴۳
صاحب نسبت کی پہچان کا طریقہ 〃
نہایت سلوک مثل بدایت ہے۔ 〃
نسبت اور رضا میں فرق۔ ۴۴
توجہ شیخ کا اثر۔ 〃
ولایت کے معنی۔ ۴۵
اصلاح اعمال واجب ہے مگر یہ بیعت پر موقوف نہیں۔ 〃
بزرگوں کے حالات کا مطالعہ قائم مقام صحبت شیخ ہے۔ ۴۶
صحبت شیخ کی ضرورت 〃
باز خط ذیل از کاتب خط بالا رسید۔ ۴۷
پیر کے نوازنے کا مطلب۔ ۴۸
ہر شخص کی تربیت اسکی استعداد کے موافق ہوتی ہے۔ ۴۹
مجالست صلحاء کا نافع ہونا۔ ۵۰
ڈر کا علاج اور تصور شیخ 〃
طالب کا طریق علاج خود تجویز کرنا مذموم ہے ۵۱
سلسلۂ امدادیہ کی امتیازی شان ۵۲
شیخ کی عادات طبعیہ میں اتباع کرنیکا حکم 〃
اشتیاق صحبت شیخ ومکاتبۃ بھی قائم مقام صحبت کے ہے۔ ۵۳

مضامین — نمبر صفحہ
حضرات مشائخ کو سورۂ اخلاص میں ایصال ثواب ۵۳
بیعت جلدی کر لینا یا نہ کر لینا شیخ کے قلبی رجحان پر موقوف ہے۔ ۵۴
شیخ کو عدم حال کی اطلاع دینا بھی مفید ہے ۵۵
اپنے شیخ کے متعلق کیا اعتقاد ہونا چاہیئے 〃
تصور شیخ بعقیدہ مضر ہونا۔ ۵۶
بیعت ہونیکا مناسب طریقہ۔ 〃
متعلقین پر عتاب کرنا مقتدی کا منصب ہے ۵۷
طالب میں بجائے تجویز خود تفویض ہونی ضروری ہے۔ ۵۸
شیخ کے بیعت نہ لینے کے سبب متکبرانہ ناخوشی کا علاج۔ 〃
شیخ کا طالب کو امراض باطنہ پر متنبہ کرنا بغرض اصلاح۔ ۶۱
طالب کا اپنے علم کو کافی سمجھنا مذموم ہے ۶۵
شیخ میں قوت بقیہ گمان کرنا پسندیدہ نہیں 〃
محبت شیخ کلید کامیابی ہے۔ ۶۶
خود رائی طریق مذموم 〃
نفس کا محاسبہ اعمال اور شیخ کو اسکی اطلاع ۶۸
اطلاع حالت کا نافع ہونا۔ ۶۹
محبت شیخ طریق میں بیحد نافع ہے۔ 〃
شیخ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا۔ 〃
شیخ کے لباس سے حصول برکات۔ ۷۰
آسانی کی درخواست فضول ہے۔ 〃
شیخ سے حسن ظن کا نافع ہونا۔ ۷۱

	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین
״	ضرورت اتباع شیخ۔	۹۲	محبت شیخ کا واسطہ آنحضرت صلعم کی محبت کے	۱۱۳	مرید کرنے کے لئے اہلیت کا شرط ہونا۔
״	شیخ کی توجہ کا مطلب۔	۹۳	حب خدا و رسول کو شیخ کے لئے دعا کرنا۔	۱۱۴	بیعت کی ضرورت
۷۲	اصول طریق جاننے کا مطلب۔	״	رسالہ النسیم فی السم وطریق سلوک۔	״	آثار عدم مناسبت با شیخ۔
״	مقصود سمجھنے سے پہلے بیعت نہونا چاہیئے	۹۴	رسالہ النظم فی السم در ماہیت اصلاح	۱۱۵	حب شیخ کا علامت حب اللہ ہونا۔
۷۳	شیخ سے قرب و بعد میں فرق۔	״	اصلاح اعمال کا بیعت و ذکر و شغل سے	۱۱۶	حب شیخ و حب رسول کا مفتاح سعادت ہونا
״	اتباع شیخ کے معنے۔		مقدم ہونا۔	״	حب شیخ۔
۷۴	آثار عبدیت وسرایت سنت۔	״	ضرورت اطلاع حالات واتباع شیخ۔	۱۲۰	شیخ ملقن کی ہر خرابی کا اثر طالب پر ہونا۔
۷۵	شیخ سے قرب روحانی کی صورت حال۔	۱۰۰	شیخ و طالب میں اتحاد مذاق کا شرط ہونا	۱۲۱	شیخ سے استفادہ کی شرط۔
۷۶	صحبت شیخ نافع ہے گو کام تھوڑا ہو۔		انتفاع کے لیئے۔	״	بیعت میں عجلت نہونا۔
״	مقدمہ کامیابی۔	۱۰۳	مجاز کا خدمت دین سے پہلوتہی کرنا۔	״	بیعت کا بعد الموت نہونا۔
۷۸	بعد وفات شیخ اول۔ رجوع بشیخ آخر۔	״	کسی کا بدون اجازت شیخ تعلیم کرنے میں	۱۲۲	غیر اہل کو بیعت لینے سے ممانعت
۷۹	ان دونوں جوابوں کے بعد دونوں		مجاز ہونا۔	۱۲۳	شیخ پر اعتراض کا باعث محرومی ہونا۔
	شیخ کا یہ جواب آنا۔	۱۰۴	حصول اجازت کے لئے شرائط۔	۱۲۴	منافع صحبت شیخ و تعلیم کتابی
۸۳	ایسی درخواست کہ جس میں شیخ کو رائے	״	صاحب موصوف کا دوسرا خط۔	۱۲۵	خلاف شرع پیر سے بیعت فسخ کرنیکا وجوب
	دینا مترشح ہونا چاہیئے۔	۱۰۵	صحبت شیخ کی ضرورت۔	״	فسخ بیعت کا طریقہ۔
״	ابتدائے نسبت کی علامت۔	۱۰۶	طالب کو رائے دینے کا حق نہیں۔	״	تربیت کے طریق کا مختلف ہونا۔
۸۴	برکات صحبت۔	۱۰۷	شیخ کے سوائے معمولات پر دوسرے کو اطلاع	۱۲۶	شیخ کا زجر و توبیخ کرنا۔
״	اجازت بیعت۔		نہ دینا۔	۱۲۷	معالجہ ایک ہی شیخ سے کرانا چاہیئے
۸۶	خط میں لکھے ہوئے سلام کا شیخ سے نہ کہنا	۱۰۸	پیر کو بواسطہ سلام پیام نہ پہنچانا اور ادب	۱۲۸	خدا تک پہنچنا بیعت پر موقوف نہیں۔
	باعث الزام نہیں۔		کا مدار عرف پر ہونا۔	۱۲۹	بیعت ہونے کے شرائط۔
״	طالب کا ثمرات کو خود تجویز کرنا خلاف ادب ہے	״	پیر کی نشستگاہ کی طرف نہ تھوکنا۔	۱۳۰	ضرورت تربیت۔
״	بیعت بدون مناسبت نافع نہیں۔	״	شیخ کو ہدیہ دینے کے شرائط۔	۱۳۱	اصلاح باطن کے لئے ضرورت شیخ
۸۸	کسی خاص شغل کی درخواست شیخ سے کرنا	۱۰۹	بیعت بعد مناسبت کے کرنا۔	۱۳۲	اصلاح باطن کے لئے ضرورت شیخ کامل
	خلاف ادب ہے۔	۱۱	طالب و شیخ میں مناسبت کی ضرورت	۱۳۳	شیخ سے مناسبت پیدا ہونیکا طریق
״	حب شیخ۔	۱۱۱	تجدید بیعت۔	۱۳۵	صحبت شیخ کی ضرورت
״	وجہ ضرورت شیخ اور شیخ کے پاس قیام کی شرط	״	شیخ سے عدم مناسبت کے اسباب	۱۳۶	شیخ کی صورت مثالیہ کا قلب پر بلا کسب
۹۱	طریق میں تفویض شرط ہے۔	۱۱۲	بیعت لینے میں طالب کے اخلاق کو		مرتسم ہونا نعمت ہے۔
۹۲	القائے نسبت کا طریق۔		دیکھنا نہ تعلیم کرنے میں۔	״	ابتدائے نسبت باطنیہ
״	شیطان کا صورت شیخ میں نہ آنا اکثری ہے	۱۱۳	ارتکاب معصیت سے بیعت کا فسخ نہونا	۱۳۷	**باب دویم**
	نہ دائمی۔	״	شیخ کے پاس آنے کی شرائط۔	״	اخلاق حمیدہ کے بیان میں

	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین
۱۳۶	خلوت وسفر اور توبہ و توکل میں تفصیل	۱۶۵	غلبہ تواضع و وسعت رحمت وعظمت حق تعا	۱۸۹	اعتدال کی ضرورت۔
	تحصیل محبت خدا اور رسول و ازالہ محبت	۱۶۶	اعتقاد ناکامی و فقدان اہلیت مدار	،،	عشق مقید کا عشق اللہ ہونا۔
	غیر اللہ کا طریق ۔		ختم کامیابی و اہلیت کا ہے۔	۱۹۱	آثار غلبہ توحید و فنار و عبدیت و
،،	خشوع پیدا ہونے کا طریق۔	۱۶۹	کمال توبہ کی علامت ۔		تمکین بعد التلوین و فرق مابین
۱۳۹	آثار محبت ۔	،،	وصول الی اللہ کی حقیقت ۔		نسبت و ملکہ یادداشت وغیرہ۔
۱۴۰	غلبہ محبت اللہ و محبت شیخ ۔	،،	خوف آخرت مطلوب ہے ۔	۲۱۰	حصول جمعیت و محبت کا طریق ۔
۱۴۱	علامت عبدیت ۔	،،	اصلاح باطن جو فرض ہے ۔	،،	رضا بالقضاء
۱۴۲	آثار محبت و عبدیت ۔	۱۷۰	نسبت کے متعلق تحقیق جو طریق کا	۲۱۲	آثار وصول الی اللہ۔
۱۴۷	توکل۔		مقصود ہے ۔	،،	توجہ الی اللہ کے حصول کا طریق۔
۱۵۳	طریق ازدیاد محبت خدا و رسول۔	۱۷۵	غلبہ بغض فی اللہ۔	،،	آثار حیاء
۱۵۴	توفیق توبہ کامیابی کی علامت ہے	۱۷۶	تواضع کمالات سے ہے۔	،،	خشوع کی حقیقت
،،	یاد خدا پیدا ہونے کے ذریعہ میں ترقی کرنا	،،	حضور و خواص کے مراتب مختلف ہیں	۲۱۳	آثار بغض فی اللہ۔
۱	حصول رضاء حق کا طریق ۔	،،	محبت کے الوان مختلف ہیں ۔	۲۱۴	حصول محبت اللہ کے اسباب ۔
،،	تعلق رضاء حق کا طریق	۱۷۷	نسبت کے مختلف الوان	۲۱۵	خلوص و خشوع کے حصول کا طریق
،	تعلق مع اللہ بڑھ جانا اصل مقصود ہے	،،	غلبہ ادب ۔	،،	شکر کی حقیقت
۱۵۵	غلبہ توحید ۔	۱۷۸	آثار تواضع ۔	،،	تحصیل شکر کا طریقہ۔
۱۵۶	آثار عبدیت و نزول کامل ۔	۱۷۹	توبہ کی ضرورت۔	۲۱۶	تحصیل زہد کا طریقہ ۔
۱۵۷	خوش اخلاقی سے ملنے کی وجہ۔	،،	رضا بالقضاء۔	،،	صدق و اخلاص کی حقیقت اور اسکی
۱۵۸	علامت حقیقت شناسی ۔	،،	شکر نعمت۔		تحصیل کا طریقہ ۔
،،	آثار خشیت ۔	،،	خدا و رسول صلعم کی محبت میں ترتیب	۲۱۷	اخلاص اور خشوع و خضوع میں فرق
۱۵۹	غلبہ تفویض و توکل۔	۱۸۰	خلوت کا فائدہ	۲۱۸	رضاء بالقضاء کی حقیقت اور اسکے
۱۶۰	تعلق مع اللہ کے سامنے لطائف و انوار	،،	تکلف و ادب میں فرق ۔		تحصیل کا طریقہ ۔
	کی کچھ قدر نہیں۔	۱۸۱	اعتقاد و عدم قبولیت توبہ کا مذموم ہونا	۲۱۹	توکل مستحب کی تحصیل کا طریقہ۔
،	اصلاح قلبی ۔	،	آثار خشیت۔	،،	صبر کی حقیقت اور اسکی تفصیل۔
۱۶۱	غلبہ تواضع و شکر۔	،،	طریق عشق الٰہی کے معنے۔	۲۲۱	تحقیق فضیلت حب عقلی و عشق۔
۱۶۲	عقلی خوف کی ضرورت ۔	۱۸۴	خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں		**باب سوم**
۱۶۳	دوا یا دعاء رضاء بالقضاء کے خلاف نہیں	،،	تلازم ہونا۔	،،	اخلاق رذیلہ کے بیان میں
۱۶۴	قرب بصورت بعد۔	،،	آثار تواضع ۔	۲۲۲	معاصی سے بچنے کا علاج ہمت و استغفار ہے
۱۶۵	حب حق تعالیٰ و حب نبوی صلعم میں	۱۸۶	غلبہ حب فی اللہ و بغض فی اللہ	،،	زبان درازی کا علاج
	تلازم ہے ۔	،،	عبدیت کا مقصود ہونا۔	،،	غیبت اور بے فائدہ کلام سے پرہیز کا طریق

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۲۲۳	کم ہمتی کا علاج ہمت ہے۔	۲۶۰	تکبر کی حقیقت۔	۲۹۳	ریا کا علاج۔
۲۲۸	نظر بد کا علاج۔	۲۶۲	غصہ کی حالت میں کسی عاصی کو حقیر	۲۹۴	لڑکوں سے محبت کا مذموم ہونا
۲۳۰	ترفع کا علاج۔		سمجھنے کا علاج۔	۲۹۵	کبر کی علامت۔
۲۳۴	بد اعمالیوں پر حسرت و افسوس عجب نہیں	//	حسن پرستی کا علاج۔	//	کبر و غضب و غیبت کا علاج۔
۲۳۵	عشق کا علاج۔	۲۶۳	کسی کی عیب جوئی کا علاج	۲۹۶	حب دنیا کا علاج۔
۲۳۶	کثرتِ کلام کا علاج۔	//	تذلیلِ مذموم کے غلبہ کا علاج	//	تقاضائے نفس سے بچنے کا علاج۔
//	توبہ شکنی کا علاج	۲۶۴	باتیں بنانا و تلبیس کرنا طالب کے لئے مضر ہے	۲۹۷	آثار شوخی نفس۔
۲۳۷	عشق اجنبیہ کا علاج۔	۲۶۵	سوال فضول سے احتراز	//	شہوت پرستی کا علاج۔
۲۴۶	سرعتِ غضب کا علاج۔	//	غلطی تسلیم نہ کرنے کا علاج	۲۹۸	معاصی اختیاریہ کا علاج
//	غصہ کا علاج۔	۲۶۶	ہر عیب سے تنفر عقلاً مکلف بہ ہے۔	۲۹۹	آثار ریا۔
۲۵۰	امرد پرستی اور ترک فرائض کا علاج	//	معاصی کی طرف رغبت اور عبادت میں	//	فضول گوئی کا علاج۔
۲۵۱	خوشامد کا ممنوع ہونا۔		سستی اور بزرگوں سے بدظنی کا علاج	//	ریا میں قصد شرط ہے۔
۲۵۲	ناغہ ہونے پر غصہ آنے کا علاج	۲۶۷	محبت غیر اللہ کا علاج	۳۰۰	مجلسِ سوء سے پرہیز کرنا۔
//	شہوت کا علاج۔	۲۶۸	تفاخر و تکبر ریا کا علاج	//	عبث سوال سے بچنا۔
//	فضول تعلقات ترک کرنے کی تدبیر	//	غصہ غیر مذموم	//	امارد سے محبت کا علاج۔
۲۵۳	حب مال کا علاج۔	۲۷۰	ریا کی حقیقت اور اسکے ازالہ کا طریق	۳۰۶	کبر و حسد وغیرہ امراض باطنہ کا علاج
۲۵۴	نام کے ساتھ بلا ضرورت نسبت لکھنا	۲۷۱	غرور و تکبر کا علاج	۳۰۷	حب جاہ کا علاج۔
		//	عجب و حسد وغیرہ کا علاج		
	مذموم ہے۔	۲۷۳	مضر صحبت سے احتراز	۳۱۴	نفسانی نگاہ سے بچوں کو دیکھنا بھی گناہ ہے
//	غصہ ضبط کرنے میں فضیلت۔	۲۷۴	شحِ نفس کا علاج۔	//	غیبت کا علاج۔
۲۵۵	معصیت کو مضر نہ سمجھنا شیطانی کید ہے	//	غیبت لغو کلام۔ کبر۔ حرص کا علاج	۳۱۸	حسد۔ ریا۔ عجب کا علاج۔
//	فضول اشغالات دنیویہ کا علاج	۲۷۵	حرصِ طعام و عجب کا علاج۔	۳۲۰	زنا و لواطت کا علاج۔
۲۵۶	وساوس معصیت کا علاج و محاسبۂ نفس	۲۷۶	حقیقت عشق مجازی جو قنطرہ حقیقت ہے	۳۲۱	حرص و طمع کا علاج۔
//	حب دنیا کا علاج۔	//	عشق اجنبیہ کا علاج۔	//	عجب کا علاج۔
۲۵۷	مشتبہ مال سے پرہیز	۲۸۰	خود بینی اور بد بینی کا علاج	۳۲۴	وسوسہ نظر بد کا علاج۔
//	فضول کلام اور فضول خیال سے پرہیز	//	علمی و عملی عجب کا علاج	۳۲۵	حسن پرستی کا علاج۔
//	کلام میں خشونت کا علاج۔	۲۸۱	غیبت کا علاج	۳۲۷	فضول کلام کرنیکا علاج
۲۵۸	ریا اختیاری ہے۔	۲۸۳	عجب کا علاج	۳۲۸	حسد کا علاج۔
۲۵۹	امام مقتدی کی رعایت کرنا ریا نہیں	۲۸۵	اخلاق رذیلہ کے مغلوب ہونے سے	۳۲۹	کینہ کا علاج۔
	ریا کی صورتوں کو ہر قیاس کرنا صحیح نہیں		انکے قلع و قمع کی بھی امید ہوتی ہے	۳۳۰	شبہ بخل کا علاج۔
۲۶۰	خوف ریا واجب التحرز نہیں۔	۲۸۷	کبر کا علاج۔	//	رغبت الی المعصیت کا علاج۔

مضامین

۳۳۷ کبر کا علاج
۳۳۸ بد زبانی کا علاج
۳۳۹ بڑھاپے میں بعض وجوہ سے شہوت کا اور زیادہ ہونا
// خیال بد خواہی کا علاج۔
۳۴۰ ضرورت ترک فعل عبث
// غصہ کا علاج۔
۳۴۸ ناشائستہ حرکات کرنیکا علاج
۳۴۹ وسوسہ ریاء کا علاج
۳۵۰ غلبۂ خواہش نفسانی کا علاج۔
۳۵۱ ایک طبیب کے خط کا خلاصہ۔
۳۵۲ بدگمانی کا علاج
// اسراف کا علاج
۳۵۳ وسوسۂ بخل کا علاج
// نعمت کی ناشکری کا علاج۔
۳۵۴ اخلاق مذمومہ کے امالہ وازالہ کے متعلق انبیاء علیہم السلام و غیر انبیاء علیہم السلام میں تفاوت
// خیالی زنا کا علاج۔
۳۵۶ رذائل میں امالہ ہونا چاہیے
// ہر مرض باطنی کا علاج جدا جدا ہونا چاہئے
۳۵۷ خود رائی کا علاج۔
// وسوسہ ناشکری کا علاج۔
// حسد و غبطہ کی حقیقت۔
۳۵۸ خیالی زنا کی حرمت۔
// آثار تکبر و حقیقت تکبر۔
۳۶۱ انانیت و خودی کا علاج۔
// ریاء کی حقیقت اور اس کا علاج۔
۳۶۴ وسوسۂ کبر کا علاج۔

باب چہارم
اعمال کے بیان میں

۳۶۵

نمبر شمار مضامین

۳۶۵ عام التفات واعظ بقبول و ناقبول
// اقامت مدارس کا افضل الاعمال ہونا۔
// دوام عمل کی حقیقت۔
// بوجہ نیند تہجد نہ پڑھ سکنا قابل افسوس نہیں
۳۶۶ بعد العشاء نوافل تہجد۔
۳۶۸ غیر واجب کا ترک موجب شیطان نہیں
// بیوی کی نااتفاقی کیوجہ سے کلفت اٹھانا بھی مجاہدہ ہے۔
۳۶۹ تعلیم و تلقین کا نافع ہونا اور اس میں کلفت کا مصیبت نہ ہونا۔
۳۷۱ قبل نماز فجر تلاوت قرآن و مناجات مقبول میں مضائقہ نہیں۔
۳۷۲ تمنائے دیدار آنحضرت صلعم سے اقدام ضرورت عمل ہے۔
// دعا بعد ختم ذکر و تلاوت قرآن
// بعذر سفر ناغہ مضر نہیں۔
۳۷۳ تعلیم طلبہ و نصیحت ترک نہ کرنا چاہیے
۳۷۴ تلاوت قرآن کی ترکیب۔
// طلب شہرت کیلئے وعظ مشغلہ منع ہے
۳۷۵ ضرورت دوام عمل۔
۳۹۶ ضرورت اصلاح اخلاق
// احادیث افضل الاعمال میں تطبیق
۳۹۷ تہجد میں کاہلی کا علاج
// تصور ربوبیت سجدۂ نماز۔
// منعم حقیقی سے تعلق باعث طمانیت قلبی ہے۔
۴۰۰ عدم تقلیل منام
// جبلی طور پر ناغہ ہو جانا خلاف دوام نہیں
۴۰۱ طالب علمی میں تہجد و نوافل پڑھنا۔
// نماز میں دلجمعی نہ ہونا۔

نمبر شمار مضامین

۴۰۲ اتباع سنت سب مصالح پر راجح ہے
// ثواب رسانی مشائخ سلسلہ۔
۴۰۳ کام کی غرض سے نفس سے وعدہ
// بجائے تلاوت قرآن مجید روزانہ تفسیر بیان القرآن پڑھنا۔
// اکثار درود شریف۔
۴۰۴ اگر ذکر و مناجات سے دلچسپی ہو تو وہ بہتر ہے
// تلاوت بدون تفکر استحضار بھی کافی ہے
// دعا میں ہاتھ اٹھانے سے انقباض کا علاج۔
۴۰۵ حفظ قرآن و تلاوت میں کسکو ترجیح ہے
// نماز میں آنکھ بند کرنا۔
// ضرورت استقامت۔
۴۰۶ نماز با جماعت میں قلب سے درود کا جاری ہونا۔
// اتباع سنت نعمت عظمیٰ ہے۔
۴۰۷ صفائی قلب اصلاح اعمال سے ہوتی ہے
// استقامت علی الاعمال بواسطہ شیخ فضل ربانی ہے۔
۴۰۸ بے تکلف تلاوت مع تدبر معانی میں حرج نہیں۔
// اشعار پڑھنے میں تقلیل۔
// طالب سہولت ہونا۔ بندگی نفس کو بندگی حق پر ترجیح دینا ہے۔
۴۰۹ ترک مستحبات گندی حالت نہیں
// جماعت کی پابندی سنت کے موافق حالت ہے۔
// علامات قابلیت طریق و ضرورت عمل
۴۱۲ عمل کو کیفیت پر ترجیح
۴۱۳ نوافل و اذکار کا اس لئے ترک کرنا کہ

مضامین
۴۱۳ لوگ اچھا نہ سمجھیں محض شیطانی خیال ہے
〃 اصل چیز اتباع شرع کا رسوخ ہے نہ کیفیات۔
۴۱۵ تلاوت بدون جی لگے بھی درست ہے
〃 شب خیز کو سونا بھی چاہیئے۔
۴۱۶ خاص وقت میں مقرر کام اور عارضی میں سے مقدم کسکو کیا جاوے
〃 عبادت نفلی بقدر تحمل ہونی چاہیئے
۴۱۷ نماز میں جمعیت قلبی اور مبتدی کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خطرناک ہونا۔
۴۱۸ تعلیم ترجمہ قرآن مجید بطور جدید یا تصنیف کا خیال بعد التفرغ عن المشاغل العلمیہ ہونا چاہیئے۔
۴۱۹ کثرت تلاوت قرآن مجید۔
۴۲۰ کبھی عزم فعل بھی علاج ہوتا ہے۔
〃 حصول نسبت کی دعا مطلوب ہے۔
۴۲۱ نماز فرض و سنت و نفل کی ادا میں طبعی تفاوت۔
〃 نماز میں سہو کا علاج۔
۴۲۲ خاص خط کے وقت وضو کرنا حدود شرعیہ میں تصرف ہے۔
〃 استقامت علی الاعمال حال سے بڑھکر ہے۔
〃 گنہگار سے نفرت اور نہی عن المنکر مبتدی کے لئے مضر ہے۔
۴۲۳ مداومت معمولات سے رسوخ پیدا ہوتا ہے
〃 مبتدی کے لئے اخبار بینی مضر ہے
۴۲۴ تمکین مقصود ہے بشرطیکہ مداومت

نمبر شمار مضامین
اعمال و ملازمت تقوی ہو۔
۴۲۵ عمل کو باعث استحقاق درجہ و قابل قبولیت نہ سمجھنا چاہیئے
۴۲۶ معنی سوچکر قرأۃ ترتیل سے پڑھنا عین سنت ہے۔
〃 دل لگے یا نہ لگے کام پورا کرنا چاہیئے
۴۲۷ ہمت کی ضرورت۔
〃 عوام کو خود کتب کا مطالعہ مناسب نہیں
〃 استقامت فوق الکرامت ہے۔
۴۲۸ کتب بینی و تلاوت میں توسط
〃 بر تقدیر عدم ادائگی حق واجب سے معافی لینا ضروری ہے
〃 نابالغ کا حق ادا کرنا ضروری ہے
۴۲۹ اصلی مقصود کام ہے۔
〃 مطالعہ مواعظ کا طریق نافع۔
〃 تہجد و ذکر و شغل میں ناغہ کی تلافی
۴۳۰ تعداد رکعت تہجد۔
۴۳۱ ایک رکعت میں ایک سورت مکرر پڑھنا خلاف اولی ہے۔
〃 دن میں تہجد کے عوض نفل۔
〃 تقلیل طعام۔
۴۳۲ بیوی کا ستانا بھی مجاہدہ ہے۔
〃 بدون تدبر تلاوت میں مضائقہ نہیں
〃 درود شریف ماثور پڑھنا افضل ہے
〃 اسباب ترقی کا مختلف ہونا۔
۴۳۳ تفصیل اختلاط مع الانام۔
۴۳۴ حقوق معاف کرانیکا طریقہ۔
〃 اختلاط بلا ضرورت کا علاج۔
۴۳۵ خدا کی بے ادبی کا علاج۔
۴۳۶ شیخ کی وضع و لباس اختیار کرنا۔
〃 مشائخ سلسلہ کو ایصال ثواب۔

نمبر شمار مضامین
۴۳۷ عمل پر اعتماد خلاف عبدیت ہے۔
〃 انہماک کے معنی۔
۴۳۸ دفع قرض کے لئے دعا کرنا۔
〃 ضرورت ہمت
〃 عمل میں کوتاہی کا خیال مطلوب ہے
۴۳۹ بدقسمتی کہنا خدا پر الزام ہے۔
〃 نوافل تہجد بعد العشا۔
۴۴۰ ضرورت اعمال اختیاریہ۔
۴۴۱ کوشش کا ضروری ہونا۔
〃 قلب سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔
〃 نماز قضا ہوجانے پر جرمانہ۔
〃 نفلی روزے۔
۴۴۲ مطالعہ مواعظ۔
〃 تہجد کا وقت۔
〃 نماز سری میں بھی جہری کیطرح ترتیل
〃 تہجد پڑھنے کی تاکید۔
۴۴۳ اعتکاف میں معمولات۔
〃 دلائل الخیرات کا پڑھنا۔
〃 وطن کا نہ ہونا مضر نہیں۔
۴۴۴ تصور بوقت نماز۔
〃 تصور بوقت تشہد۔
〃 نماز ہول قبر کا بے اصل ہونا۔
۴۴۵ شیخ سے طلب دعا۔
۴۴۶ تصور شیخ۔
〃 صحبت شیخ۔
۴۴۷ نوافل تہجد بعد العشاء۔
۴۵۰ اعمال میں کوتاہی کی وجہ۔
〃 نوافل تہجد میں آنکھ بند کرنا۔
〃 تہجد میں بہ نسبت فرائض و سنن موکدہ کے زیادہ دلجمعی کی حکمت۔

نمبر صفحہ — مضامین

۴۵۱ رکعات تہجد۔
〃 نماز تہجد کا مخصوص طریقہ ہونا
〃 نوم بعد نماز تہجد۔
۴۵۲ دنیاوی غرض سے روزہ رکھنا خلاف عبدیت ہے۔
〃 غفلت کی حقیقت۔
〃 وسوسہ قساوت قلبی کا علاج۔
۴۵۳ ترک دعوی علم کا محمود ہونا۔
〃 عمل کو توجہ و تصرف پر ترجیح۔
〃 مطالعہ تربیت السالک کی ترغیب۔
۴۵۵ دھن کی ضرورت۔
〃 نماز میں سہو مضر نہیں۔
〃 نفلی نماز کی تاکید۔
۴۵۶ دعا میں الحاح کی تفسیر
〃 مطالعہ کتب اصلاح اخلاق۔
۴۵۷ تقلیل کلام۔
۴۵۸ دعا میں غلو نہ چاہیئے۔
〃 نماز قضا شدہ کا پڑھنا۔
〃 دعا کا خلاف رضا نہ ہونا۔
۴۵۹ نماز میں آنکھ بند کرنا۔
〃 دعا برائے کشائش مشکل۔
〃 فرائض و نوافل کے قضا ہونے میں فرق
۴۶۰ سونے سے نماز قضا ہو جانا۔
۴۶۱ تقلیل اختلاط مع الانام اور مبتدی کے لئے طریق وعظ۔
۴۶۷ قرآن یاد کرنیکا طریقہ
〃 توسط یا انتہائے سلوک میں مجاہدہ ثانیہ کی ضرورت۔
۴۶۹ فکر و کوشش کی ضرورت۔
۴۷۰ قضا شدہ نمازوں کی قضا میں سستی کرنا

نمبر صفحہ — مضامین

مضر طلب ہے۔
۴۷۰ دعا خلاف عبدیت نہیں۔
۴۷۱ عاصی کو استغفار کی ضرورت نہ تسلی کی رکھنا
〃 اشراق و چاشت بلا فصل پڑھنا۔
۴۷۲ دوام کا مختلف الانواع ہونا۔
۴۷۳ قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کر حفظ نہ پڑھ سکنے کا علاج
۴۷۴ نماز میں بکثرت سہو ہونے کا علاج۔
۴۷۵ تکثیر ذکر و عمل کو مطالعہ کتب پر ترجیح
۴۷۶ ضرورت اہتمام اتباع۔
۴۷۷ ضرورت مطالعہ مواعظ۔
〃 فرائض و نوافل میں طبعی تفاوت
۴۷۹ تقلیل طعام نہ کرنا۔
〃 نماز سری و جہری میں طبعی تفاوت۔
〃 طالب العلمی میں اصلاح اعمال کا ضروری ہونا
۴۸۰ بوقت گرانی طبع عبادت میں اجر مزید ہونا
۴۸۱ عمل قلیل یا کثیر کا بقدر وسع اثر میں مساوی ہونا
۴۸۲ شغل علمی۔

۴۸۳ باب پنجم

احوال کے بیان میں

۴۸۳ عدم مطلوبیت لذت و ذوق و فرق مابین حال و مقام۔
〃 لذت مطلوب نہیں۔
〃 عدم مطلوبیت لذت و ذوق۔
۴۸۴ امور غیر اختیاریہ پر مواخذہ نہ ہونا۔
۴۸۵ حالات کا مقصود نہ ہونا۔
۴۸۶ احوال میں تبدیل کا مطلوب ہونا۔
〃 نماز میں دل کی گھبراہٹ کا علاج
۴۸۷ عاصی کو مایوس نہ ہونا چاہیئے۔
〃 استقامت علی الاعمال حالت رفیعہ ہے
〃 تنگدستی و تنگدلی کا علاج۔

نمبر صفحہ — مضامین

۴۸۷ آثار رضا۔
۵۰۱ حصول تمکین کا علاج
〃 کثرت نیند کا علاج
۵۰۳ قساوت قلبی و تصنع کی حقیقت۔
۵۰۵ آثار غلبہ یبوست و حرارت۔
〃 اسباب پر نظر علامت قلت حال ہے نہ اختلال عقائد۔
〃 رقت کے آنسو پونچھنا نہ پونچھنا برابر ہیں
〃 آثار قبض و بسط
۵۰۶ آثار غیبت و فنا۔
۵۰۷ تمرین میں تصنیف وغیرہ مشاغل سے ذہن خالی کرنے کی ضرورت۔
۵۰۸ جوش چھوڑ کر ہوش سے کام لینا ضروری ہے
۵۰۹ مبتدی و منتہی کے حالات میں تفاوت
۵۱۰ یکسوئی نہ ہونے کا علاج
〃 کیفیات شوقیہ کا بقا ضروری نہیں
〃 طوالت قبض مضر نہیں۔
〃 انوار مثالیہ قابل التفات نہیں۔
۵۱۱ شوق کا طبعی رفتار سے بڑھنا مفید ہے نہ اہتمام سے
۵۱۲ کیفیات سے وصول یا حرماں پر استدلال کا غلط ہونا اور رفع اس سوء ظنی کا علاج
۵۱۴ آثار ہیبت۔
〃 سہو بعارضہ مجوزہ مذموم نہیں
〃 ناغہ ہونے سے شکستہ دلی پیدا ہونیکا علاج۔
۵۱۸ حزن بقید خاص مجاہدہ ہے۔

	مضامین
۵۱۸	یکسوئی کی اقسام۔
〃	آثار قبض۔
۵۱۹	خلوت کا نافع ہونا۔
〃	غلبہ ہیبت و انس۔
۵۲۰	نزول تجلی۔
〃	تجلی اسمائے متقابلہ۔
〃	رونا ضبط نہ کرنا چاہیئے
۵۲۱	آثار نزول۔
۵۲۲	نادرستی کا اندیشہ بھی درستی کی علامت ہے
〃	شوق و انس میں فرق
۵۲۳	عالم غیب سے جذب کی کیفیت
۵۲۴	اعمال میں بے توجہی اور گھبراہٹ کا علاج۔
〃	موت آنے سے دماغ میں اضطراب پیدا ہونے کا علاج۔
۵۲۵	نوافل میں بیوی کی طرف میلان میں حرج نہیں۔
〃	آثار حالات باطنیہ۔
〃	شہادت قلبیہ پر عمل کی شرط۔
۵۲۶	وارد کو روکنا نہ چاہیئے بلکہ اسکا اتباع کرنا چاہیئے۔
〃	آثار خشیت۔
۵۲۷	احوال کی آرزو تنزل کی آرزو ہے۔
〃	مایوس کن باتیں القائے شیطانی ہیں
۵۲۸	علامت رقت۔
〃	کسل طبعی مضر نہیں۔
〃	قلبی حالت پر افسوس رہنا علامت خیر ہے۔

نمبر صفحہ	مضامین
۵۲۹	بشارت کے انتظار میں کھانا نہ کھانا حرام ہے
۵۳۱	تحصیل استقلال کی تدبیر۔
〃	قبض کا علاج
۵۳۲	اتباع دین پر استقامت حالت رفیعہ ہے
۵۳۳	انوار قابل التفات نہیں
〃	غلبہ خیال موت کا علاج ہے
۵۳۴	ہاتھوں میں کسی شے کے رینگنے کی حقیقت
〃	امور دنیویہ میں عدم استقلال کا علاج
〃	محبوبہ بیوی کی موت سے صدمہ کا علاج
۵۳۵	مقام فنا کی تحقیق۔
۵۳۷	تمکن و سکون غلبہ عقل کی دلیل ہے
۵۳۸	انوار والوں کا مکشوف ہونا۔
۵۳۹	تجلی رحمانی و شیطانی کی پہچان
۵۴۰	حالت بسط میں اعمال کی زیادتی
〃	نسبت فنا کا مقام ہو جانا
〃	فنا و رضا میں فرق
۵۴۱	فنا کس غلبہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔
〃	بقا کی تفسیر
〃	احوال کا غلبہ مبتدی و منتہی سبکو ہوتا ہے
〃	رقت مقصود نہیں
۵۴۲	استقامت و تمکن تدریجی امور ہیں۔
〃	قبض کے بعض اسباب۔
〃	نماز میں لذت نہ آنا۔
۵۴۳	رقت قلبی مبارک حالت ہے۔
〃	اپنا حال بے اختیار ظاہر ہو جانے میں حرج نہیں۔
〃	اطمینان قلبی کی تقسیم و تفسیر۔
۵۴۴	حبط اعمال کا خوف علامت ایمان ہے
〃	دنیاوی پریشانیوں کا علاج۔

نمبر صفحہ	مضامین
۵۴۵	سوزش قلبی کا علاج۔
〃	وہم کا علاج
۵۴۶	گانا و مزامیر وغیرہ حرام شرعی انوار قلبی کا ذریعہ نہیں ہو سکتے۔
〃	کیفیات نہ ہونے سے پریشان نہ ہونا چاہیئے
۵۴۷	ثمرات کی ترتیب حسب استعداد مختلف طور پر ہوتی ہے۔
〃	آثار ہیبت
۵۴۹	جمعیت قلبی کا مقصود ہونا۔
۵۵۰	منافع قبض
۵۵۲	انوار کو دیکھنا۔
〃	بیوی سے محبت بڑھانا علامت تقوی ہے
۵۵۳	تڑپنے اور بھاگنے کا علاج
〃	ضعف قلب کا علاج
۵۵۴	آثار ادب۔
〃	توجہ الی اللہ میں اضطراری کمی مضر نہیں۔
۵۵۷	آثار ضعف دماغ
۵۵۸	استجابت دعا نعمت ہے۔
〃	تجلی ذاتی۔
۵۵۹	غلبہ تصرف دماغ۔
۵۶۰	وارد کے ہونے سے نہ ہونا کبھی زیادہ نافع ہوتا ہے۔
〃	معاصی سے ڈرا کر مایوس کر دینا کید شیطانی ہے۔
۵۶۱	دعا میں گھبراہٹ کا علاج
〃	غیر اللہ کی طرف التفات عقلی مذموم ہے نہ التفات طبعی۔
۵۶۲	وارد کو غلبہ کے وقت روکنا نہ چاہیئے۔

	مضامین
۵۶۲	یکسوئی کے حصول کا طریقہ
۵۶۳	نسیان قلب کی خرابی کا باعث نہیں
۵۶۴	تنہائی اور اختلاط میں تفاوت
〃	آثار وجد
〃	حالت گذشتہ کے اعادہ کا اہتمام مضر باطن ہے
۵۶۵	شوق افضل ہے خوف سے
	یکسوئی نہ ہونے کا علاج
۵۶۶	یکسوئی نہ ہونا مضر نہیں
〃	احوال کا مطلوب نہ ہونا۔
〃	طلب مواجید ولذت مرض ہے۔
۵۶۸	مواجید واحوال کی تمنا لغو ہے۔
۵۶۹	حالات رفیعہ۔
〃	غیر اختیاری امور قابل شرمندگی نہیں
〃	تمنا تعجیل سفر آخرت شوقاً الی اللقاء درست ہے
۵۷۰	نیا حال ہونا بھی ایک حال ہو اور تصور شیخ
۵۷۱	سینہ میں حرارت معلوم ہونیکا علاج
〃	ذکر میں شوق زیادت کی اصلاح
〃	ذکر میں لذت مقصود نہیں
۵۷۳	روشنی نظر آنا
〃	علامات کامیابی
۵۷۴	فجر کے وقت آنکھ کھلنے کی ترکیب
۵۷۵	کسی روز آنکھ نہ کھلنا مضر نہیں
〃	کثرت نیند کا علاج۔
۵۷۷	انوار وکشف قابل التفات نہیں
۵۷۹	بعض عنوانوں سے تمنائے موت خلاف عبدیت ہو۔
〃	آثار فنا وتفویض وعشق
۵۸۱	بیوی سے ہمبستری کا باعث پریشانی

نمبر صفحہ	مضامین
	لاحق ہونیکا علاج
۵۸۲	مخلوق کا خوف خالق سے زیادہ ہونا منجملہ امور طبعیہ ہے۔
۵۸۳	خوف ورجا دونوں کی ضرورت
۵۸۴	افتقار وانکسار کلید کامیابی ہے
〃	حالت شوق وانس۔
۵۸۵	خوش فہمی۔
〃	حق تعالیٰ کا خوف مرض نہیں۔
〃	حالت انکسار
〃	مدح وذم کا اثر نہ ہونے کی ترکیب
۵۸۶	خوش فہمی کا مفہوم
〃	غلبۂ خوف کا علاج
۵۸۷	افتقار وانکسار کلید کامیابی ہے
〃	ضعف دماغ پریشانی کا باعث نہ ہونا چاہیئے۔
۵۸۸	حقیقت جذبہ۔
〃	کرامت کے متعلق تحقیق انیق۔
۵۹۱	علاج بعضے اقسام قبض۔
۵۹۲	علاج بعضے اقسام وحشت وشورش قلبی
۵۹۴	معالجہ صدمہ مفرط
۵۹۵	عجیب مضامین وارادہ کا ضبط کرنا
۵۹۶	میت کی حالت کے متعلق غم کا علاج
〃	کیفیت شوق
〃	سالک کو خاص وارد حاضر کا اتباع کرنا
۵۹۷	آثار فنا۔
۶۰۲	ایک صالحہ کا حال۔
۶۰۶	کیفیت کا دوام نہیں ہونا۔
۶۰۷	کاہلی کا علاج
۶۰۸	وقت کو اضاعت سے بچانا محمود ہے

نمبر صفحہ	مضامین
۶۰۹	حالات رفیعہ
۶۱۱	کیفیات کا مقصود نہ ہونا۔
۶۱۴	بازار میں لوگوں کو دیکھکر دل کا گھبرانا اور پریشان ہونا۔
〃	امر غیر اختیاری کے عدم حصول پر غم نہ ہونا چاہیئے
〃	عدم حضور قلبی کا علاج
〃	آثار قابلیت
۶۱۵	طبائع میں جداگانہ خصوصیات
〃	افسوس دل کا گریہ ہے۔
〃	بوقت استحضار کمالات باری اسمہٗ سبحان اللہ پڑھنا۔
〃	اصلاح حال قلب وغیرہ مقاصد کے متعلق تنقیح۔
۶۱۶	سالک کو دیوانہ کہنے سے عار نہ ہونا چاہیئے
〃	غلبۂ حضوری بہت سے امور مطلوبہ کے لئے مانع ہے۔
〃	تلوینات مقصود نہیں
۶۱۷	حصول فنا کا طریق
〃	انوار مقصود نہیں
〃	فوات امور غیر اختیاریہ باعث حرمان نہیں۔
۶۱۸	قبض کا علاج
۶۲۱	آثار حرارت مزاج
〃	مبتدی کا معاصی کو یاد کرکے رونا
۶۲۲	گریہ کا نہ ہونا۔
〃	امور اختیاریہ میں کوتاہی کا واجب الاصلاح ہونا۔ اور امور غیر اختیاریہ کا غیر قابل التفات ہونا۔

نمبرصفحہ	مضامین
۶۲۲	پستان کے نیچے حرکت نظر آنا
۶۲۳	حضور بواسطہ وبلا واسطہ
"	ہیبت وانس
"	غلبہ خوف ۔خوف کا علاج۔
۶۲۴	عقلیات شرعیہ کا ذوقیات پر غلبہ محمود ہے
"	تلاوتِ قرآن شریف سے دلچسپی نہ ہونے کا علاج
"	مبتدی کا غیر سلسلہ بزرگوں سے ملنا مضر ہے۔
	اپنے اندر ندامت بڑھنا مفید ہے۔
۶۲۵	وحشتِ طبعی اور التفاتِ عقلی جمع ہوسکتے ہیں۔
"	اہتمام سرقہ کے خیال سے پریشانی کا علاج۔
"	نکاح نہ ہوسکنے سے تکلیف کا علاج
۶۲۶	لوگوں سے بے تعلقی رکھنا۔
۶۲۷	حالِ اضطراری مقصود نہیں۔
۶۲۸	حالات کا ورود ترقی کی علامت ہے
"	حضورِ قلب کے حصول کا طریق
۶۲۹	پڑھائی میں طبیعت کی گھبراہٹ کا علاج
"	مجاہدہ اضطراریہ یعنی مرض وغم اور فکر وغیرہ کا نافع ہونا۔
۶۳۲	حالاتِ محمودہ۔
۶۴۰	دینی اشکالات و وساوس سے بچنے کی تدبیر
۶۴۳	حضورِ قلبی۔
۶۴۴	یکسوئی حاصل ہونے کی تدبیر۔
"	کم ہمتی کا علاج۔
۶۴۵	برکاتِ فاقہ
۶۴۸	دنیوی امور میں رقت آنا اور دینی میں نہ آنا اس فرق کی وجہ۔
"	آثار علامت طلب
۶۵۰	آثار جذب
۶۵	شیخ کی عدم اتباع کا علاج
"	آثار ہیبت
"	آثار غلبہ معیت
"	غفلت کا علاج
"	قساوت کی تفسیر
۶۵۳	آثار قساوت
"	قساوتِ قلبی کی شناخت
۶۵۴	آثار غلبہ فنا
"	امور محمودہ عقلیہ مع العمل کافی نہیں
"	موت کا فکر۔
۶۵۵	حزن کا مجاہدہ ہونا۔
"	شدت حزن کا علاج
"	تمنائے موت
۶۵۶	طبعی رنج کا مضائقہ نہیں۔
"	جو حال بلا قصد اختیاریہ ہو ترقی ہے
"	نظافت پسندی۔
۶۵۷	اپنی صفت پر نظر نہ ہونی چاہیئے۔
"	حلاوت کی تفصیل کے درپے نہ ہونا چاہیئے
"	دعا میں مجبور ہو جانے کے اسباب
۶۵۸	بی بی سے تعلق رکھنا۔
۶۵۹	مباشرتِ اہل کا خلاف نفس کشی نہ ہونا
"	غلبۂ حال
۶۶۰	غلبہ نیند کا علاج
"	بیٹھ کر ذکر کرنے سے گھبراہٹ کا علاج
"	شیخ سے حضور وغیبوبت میں فرق
"	حال ومقام عبدیت
"	نسبت کا سلب کر سکنا اور صاحب تصرف بننا۔
۶۶۳	حصولِ نسبت مع اللہ کا طریق۔
"	غلبہ توحید وجودی و فنا و علاج کبر و ذکر لطائف۔
۶۶۷	رجاء۔
۶۶۷	رجاء وخوف کے متعلق بعض شبہات کا ازالہ۔
۶۶۸	مشتمل بر سوال وجواب
۶۷۰	رفع بعض شبہات متعلقہ تحقیق بالا
۶۷۱	حضور کا مختلف اعراب ہونا
۶۷۲	نسبت کی حقیقت اور صاحب نسبت کی علامت
۶۷۳	کم ہمتی کا علاج
۶۷۶	خوش فہمی۔
۶۷۹	حالات ابتدائیہ
"	ترقی عقلی مطلوب ہو گو بواسطہ ہو نہ طبعی
۶۸۰	مرض جسمانی سے مرض نفسانی کا علاج
۶۸۱	آثار کا غیر مطلوب ہونا۔
"	یکسوئی پسندیدہ ہونا۔
۶۸۲	مواعظ کا اثر باقی رہنا۔
"	آثار انس
"	منتہی میں کیفیتِ روحانیہ کا غالب ہونا اور جسم کے نفع میں قوت وبقا کا شرط ہونا۔
۶۸۳	اولیاء اللہ کے مزارات پر آثار محسوس ہونے کا سبب
"	نوم کے بعد روشنی نظر آنا۔
۶۸۴	تلاوتِ قرآن مجید میں یکسوئی نہ ہونے کا علاج
"	نیند غالب ہونے کا علاج
۶۸۵	سینہ میں حرکت کا غیر قابلِ التفات ہونا۔
"	نکاح کا سلوک میں مخل ہونا یا غیر مخل ہونا۔
"	آثار کا بیان۔
۶۸۶	ضرورت فہم سلیم۔
۶۸۹	آثار قبض
۶۹۱	منافع ومصالح قبض

	مضامین
۶۹۷	منافع و مصالح قبض
〃	مطلوبیت مقامات نہ حالات
۶۹۹	التماس۔
۷۰۰	حالات
〃	خاکسار کے اشعار
۷۰۲	نماز میں روشنی دیکھنا
〃	مال اور اولاد و صحت کے فوات میں تفاوت اثر
۷۰۳	مقصودیت اعمال نہ احوال
〃	مضمون کلی۔
۷۰۵	خط طالب مع جواب
۷۱۰	غیر صاحبِ حال کا جنت سے بے پرواہ ہونا مذموم ہے۔
〃	آثار فنا۔
۷۱۴	رقت قلبی مقصود ہونا۔
〃	ہم سلسلہ جنیم سے اپنی باطنی حالات کے تذکرہ کا جواز
〃	حالاتِ مبارکہ
۷۱۵	انوار کا قابلِ التفات نہ ہونا۔
۷۱۷	ضرورت خلوت۔
〃	انوار ذکر
〃	پریشانی کا علاج
۷۱۹	خوراک زیادہ کھانے کی اجازت۔
〃	آثار غلبہ انکسار و عطیۂ عظمتِ شیخ
۷۲۰	تشبیہ اصلاحی اور توحید وجودی میں فرق
۷۲۱	محبوبیتِ ورد
〃	صفائی قلب کا محسوس ہونا۔
〃	ترک تداوی سے تداوی کو فضیلت
۷۲۴	بدحالی کا علاج
۷۲۵	معصیت کے بعد بوجہ محبت الٰہی ندامت ہونا

نمبر صفحہ	مضامین
۷۲۶	اپنی حالت پر اطمینان نہ ہونا
〃	نماز و ذکر میں دل جمعی۔
〃	آثار جذب۔
۷۲۷	دیوانگی کا مطلب بالذات
〃	تلاوت قرآن پاک اور وظیفہ میں دلجمعی کا فرق
〃	وظیفہ میں روشنی نظر آنا۔
۷۲۸	وحشت کا علاج
〃	آثار انانیت
۷۲۹	آیاتِ بشارت پر رونا۔
〃	وارد کا اتباع کرنا۔
۶۳۲	ضرورت حضور قلب
〃	حالات باطنہ و علوم ظاہرہ کا غلط نہ ہونا
〃	آثار شوق و محبت۔
۷۳۳	احوال میں دوام نہ ہونا
〃	آثار غلبہ توحید وجودی۔
〃	حضور دائمی کا مقصود ہونا۔
۷۳۴	تلوین کا مقدمہ تمکین ہے۔
〃	غیر امر شرعی پر غصہ اور رحم آنا
〃	اپنے نفس پر غصہ آنا۔
۷۳۵	جدید وارد کا نہ ہونا۔
〃	اتباع اثر اشعار سے احتراز
〃	دن اور رات کی نمازوں میں یکسوئی کا تفاوت
۷۳۶	انقباض قلبی کا علاج
۷۳۸	حب موت کی علامت ولایت ہونا
۷۳۹	فراغ قلبی کا اہتمام
۷۴۰	اپنے نفس پر سوءظنی رکھنا۔
۷۴۱	اپنی حالت پر اطمینان نہ ہونیکا علاج
۷۴۳	نماز میں جوش قلبی کو ضبط کرنا۔

نمبر صفحہ	مضامین
۷۴۴	آثار رقت قلبی۔
۷۴۵	آثار غلبہ وحشت۔
۷۴۶	تمنائے رویت اللہ مع دعائے سفر آخرت۔
۷۴۷	تلونیات۔
〃	بیوی سے محبت کا غیر مضر ہونا۔
۷۴۹	امور طبعیہ کا قابلِ التفات نہ ہونا
۷۵۰	جوش عقلی کا مطلوب ہونا نہ طبعی کا
۷۵۱	دعا میں جی نہ لگنے کا علاج۔
〃	یاد الٰہی۔
۷۵۲	کیفیت حسی کا محسوس نہ ہونا۔
〃	اختلاج قلب کا علاج۔
〃	شوقِ موت۔
۷۵۳	گوشہ نشینی۔
〃	کسل کا علاج۔
۷۵۴	ضعف قلب کا علاج۔
〃	آثار محبت و عظمت۔
۷۵۵	آثار تجلی تنزیہ۔
〃	آثار ہیبت۔
۷۵۶	مبتدی کو کسی کے کلام کا واسطہ بننا
۷۵۷	کیفیات کا غیر مقصود ہونا۔
۷۵۹	کیفیاتِ فنا۔
۷۶۱	حالات محمودہ۔
۷۶۵	حصولِ جمعیت کا طریقہ
۷۶۸	آواز دل سنکر کیفیت بیخودی طاری ہونا
〃	آثار ضعفِ قلب۔
۷۶۹	جاذب الی اللہ
〃	کیفیت عشقیہ۔
۷۷۰	کیفیات غیر اختیاریہ نہ ہونیکا علاج
〃	نماز میں حضور قلبی نہ ہونیکا علاج

مضامین | نمبر صفحہ

۷۷۰ تمنائے استحضار نام حق تعالیٰ
۷۷۱ کدورت قلبی کا علاج
۷۷۲ احوال انتہائے سلوک خط یکے از اجازت یافتگاں۔
〃 وقت تلاوت غلبۂ حال میں لفظ اللہ باواز بلند کہنا۔
〃 تنگی معاش کے فکر کا علاج۔
۷۷۳ سالکوں سے بے مہری
〃 ذوق و خشوع کا مختلف الالوان ہونا
〃 حضور دائمی۔
〃 آثار عبادت
۷۷۴ مایوسی کا علاج
〃 امور عقلیہ و طبعیہ میں فرق
۷۷۵ اتباع سنت
〃 آثار شیطانی۔
〃 مطالعہ کتب وغیرہ کے اثر کا محسوس ہونا
۷۷۶ آثار استقامت
〃 مایوسی کا مذموم ہونا۔
۷۷۷ مخلوق کا خالق سے طبعاً ڈر زیادہ ہونے کی وجہ
〃 حقوق العباد کا فکر ہونا۔
۷۷۸ آثار تمکین۔
۷۷۹ آثار عروج و نزول
۷۸۰ خلق خدا کی خدمت اصلاح سے سلوک میں ترقی ہونا۔
〃 آثار خشیت و ضعف قلب۔
۷۸۱ آثار قبولیت صلوٰۃ
〃 آثار انس و ہیبت۔
۷۸۲ مقدمۂ علاج کا فرض نہ ہونا
〃 سکون قلبی کے لئے بقا کا نہ ہونا۔

مضامین | نمبر صفحہ

فرائض و نوافل میں تفاوت خشوع کی وجہ۔ ۷۸۳
امور اختیاریہ کا قابل علاج ہونا نہ غیر اختیاریہ کا۔ 〃

باب ششم
ذکر و شغل کے بیان میں

زبانی تسبیح بھی بقصد موثر ہے۔ ۷۸۵
سلطان الاذکار کے آثار 〃
آثار ذکر۔ ۷۹۷
ذکر میں گریہ کو نہ روکنا۔ اور تعداد مقررہ سے زائد ذکر کرنا محمود ہے ۸۰۶
ذکر میں حضور قلبی نہ ہونے کا علاج ۸۰۷
ذکر تنہا بآسانی ہو سکے کافی ہے 〃
ذکر خفی۔ 〃
دوام حضور کا طریق ۸۰۸
ذکر لسانی 〃
تھوڑا وظیفہ بھی کافی ہے۔ ۸۱۰
ذکر خفی و غیبی سلام کا جواب ۸۱۱
ذکر و شغل کے آثار تمام کا کسی رسالہ میں جمع نہ ہونے کی حکمت۔ 〃
تیمم سے ذکر ۸۱۲
جنبی کا ہاتھ منہ دھو کر ذکر کرنا ۸۱۳
عامی کا بعد ترقی سابق تسبیح و تہلیل نہ چھوڑنا۔ 〃
ذکر اسم ذات کا طریق 〃
تاوین کی حالت میں ذکر و شغل کا طریق 〃
شغل پر ذکر کو ترجیح۔ ۸۱۴
مجلس واحدہ میں ذکر کرنا زیادہ نافع ہے ۸۱۵
تکان میں ذکر کی کمی۔ 〃
تصور شیخ 〃

مضامین | نمبر صفحہ

ذکر و طاعات کے مخصوص ہونے میں حکمت ۸۱۶
ذکر و شغل کے لئے اہتمام اجتماع نہ ہونا چاہیئے ۸۱۷
مراقبہ موت و مابعد الموت 〃
بعذر ذکر میں تخفیف۔ ۸۱۸
مراقبہ کی تعلیم۔ 〃
ذکر قلبی کے اقسام 〃
مراقبہ توحید ۸۱۹
مراقبات محض علاج ہیں۔ ۸۲۰
ذکر بوقت یاد ۸۲۱
قلب کا جاری ہونا 〃
صاحب ذکر قلبی کو زبانی ذکر بھی کرنا چاہیئے 〃
سلطان الاذکار اور انحد میں نسبت 〃
بحالت عذر مختلف اوقات میں ذکر کرنا مضر نہیں۔ ۸۲۲
مشغول سے جو ہو سکے غنیمت ہے۔ 〃
مراقبہ میں آنکھ بند کرنا نہ کرنا۔ 〃
مقدار مقررہ پر ذکر میں زیادتی 〃
ذکر لسانی سے تھک جائے تو فکر دل سے رکھے۔ ۸۸۳
دوام تہلیل پر نافع ہے۔ ۸۲۴
معمولات میں کمی و بیشی ۸۲۵
ذکر کی قضا کی بجائے استغفار کافی ہے 〃
بلا وضو ذکر کرنا۔ 〃
پاخانہ اور جماع کے وقت ذکر لسانی منع ہے 〃
تہجد کا ذکر بعد فجر کرنا۔ ۸۸۶
ایک سانس میں کئی بار ذکر نفی و اثبات یا اسم ذات کرنا۔ 〃
ذکر میں آنکھ بند کرنا۔ 〃
تصور بوقت ذکر۔ 〃
متعین مقدار ذکر پر اضافہ کرنا۔ 〃

	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین
۸۲۶	ذکر سے مناسبت کی علامت	۸۴۳	ذکر جہر و خفی میں سے کون افضل ہے اور	۸۵۴	وظیفہ نہ پڑھنے کے دن دنیوی معاملات
″	تصور بوقت تلاوت قرآن پاک		ریا کی حقیقت و تصور شیخ		میں دل نہ لگنے کا راز
۸۲۷	ذکر کے لئے ایک مجلس شرط نہیں۔	۸۴۴	ذکر میں تمباکو والا پان مضر نہیں	۸۵۶	ناغہ ہونے میں فوائد کثیرہ
″	تصور شیخ بوقت استحضار نام مبارک	″	ذکر میں دانہ تسبیح کی موافقت ضروری نہیں	۸۵۷	غنودگی میں ذکر کرنے کا حکم۔
	آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم	″	تمنا رویت انوار ذکر مضر ہے۔	″	کثرت تلاوت کو ذکر پر ترجیح۔
۸۲۸	سونے میں یا سانس کی آواز سے	۸۴۵	لفظ اللہ ادا کرنے میں کوئی خصوصیت نہیں	۸۵۸	معمول شروع کرنے کی اجازت لینے
	ذکر جاری رہنا کمال نہیں۔	۸۴۶	مراقبہ		میں حرج نہیں۔
″	تعلیم ذکر اللہ کی ترجیح میں تفصیل	″	سفر میں ذکر بلا وضو یا تیمم بھی کافی ہے	″	ذکر جہر سے اگر کسی کو تکلیف ہو تو خفی کیا جائے
۸۲۹	ترک معصیت ذکر و شغل سے افضل ہے	۸۴۷	مبتدی کے لئے کثرت ذکر نسبتاً تلاوت	۸۵۹	ذکر میں دوسرے ذاکر کی آواز سے
″	وظیفہ اتنا معمول رکھے جس پر دوام ہو سکے		وغیرہ سے زیادہ نافع ہے۔		آواز ملانا۔
۸۳۰	شیخ کے نزدیک رہ کر ذکر کرنے کی شرط	″	مرض کی وجہ سے ترک وظائف میں	″	وہمی مراقبہ۔
۸۳۱	آثار سرایت ذکر۔		کچھ حرج نہیں اور فکر قائم مقام ذکر ہے	۸۶۰	ذکر قلبی بوقت خطبہ و وعظ
۸۳۲	مختلف اشکال نظر آنا کچھ مقصود نہیں	۸۴۸	مجموعہ وظیفہ کی تعداد پوری ہونی	″	اوراد جتنے ہو سکیں نعمت سمجھنے چاہئیں
۸۳۳	ذاکر کا معاش سے تعلق۔		ضروری ہے خواہ باہمی اجزا میں کمی بیشی	۸۶۱	ذکر لسانی میں غفلت کا علاج
۸۳۴	عورت ذکر بلا جہر و ضرب کرے		ہو جائے	″	اثنائے ذکر میں اشعار کا پڑھنا۔
″	وقت معمول میں تبدیلی مراقبہ موت	۸۴۹	ذکر و نماز میں تصور کی کیفیت۔	″	تصور شیخ کا خطرناک ہونا۔
″	ذکر میں ضروری بات کرنا جائز ہے۔	″	ذکر میں سر کو جھکا دینا اور مخرج پر زور	″	وصول الی اللہ کا اوراد و وظائف میں
″	ذکر میں مختلف الوان نظر آنا		دینا ضروری نہیں۔		منحصر نہ ہونا۔
″	ذکر میں آواز سننا کہ ظاہری تعلیم کرتے ہیں	۸۵۰	ذکر جہر میں ضرب کا کوئی خاص طریقہ نہیں	۸۶۳	آثار ذکر۔
۸۳۶	مراقبہ کے معنے اور طریق	۸۵۱	ذکر بلا قید لطائف	۸۶۵	عامی کو عالم کا ورد شروع کرانے کے
″	چلتے پھرتے تسبیح ہمراہ رکھنا۔	″	کشف انوار وغیرہ قابل التفات نہیں		بعد بدون مانع ترک نہ کرانا چاہیے
″	نوافل تہجد بعد العشاء۔	″	بعذر مرض تعلیل ذکر میں کچھ حرج نہیں	۸۶۶	تصور بوقت ذکر
۸۳۹	قلب سے اللہ اللہ کی آواز مسموع ہونا	″	تعویذات حب اور مناجات قلبیہ میں	۸۶۹	ذکر میں تصرف متخیلہ۔
۸۴۰	تعلیم اسم ذات۔		سے افضل کون ہے۔	″	انوار ذکر۔
″	اصلاح عادات سے قبل ذکر و شغل نافع نہیں	۸۵۲	اوراد کے لئے اجازت اصطلاحیہ کی	۸۷۰	بوقت ذکر جوش کو ضبط کرنا چاہیے
″	شیخ کی اجازت کے بغیر کوئی وظیفہ نہ پڑھنا		ضرورت نہیں۔	″	ذکر جہر و خفی میں ترجیح۔
	چاہیے	″	ذکر کثیر میں شمار کی ضرورت نہیں	۸۷۰	اوراد پورے نہ ہونے کا علاج
۸۴۱	ناغہ مضر نہیں۔	″	تصور بوقت تلاوت قرآن مجید۔	″	ناغہ مضر ہونا۔ حرکت میں برکت ہونا۔
″	پاس انفاس۔	″	ذکر و تدریس جمع ہو سکتے ہیں۔	۸۷۱	لطائف کے متعلق تحقیق کہ مخلوق
۸۴۲	تصور بوقت ذکر۔	۸۵۴	تعلیم مراقبہ		مجرد ہیں اور ذکر قلبی و ستر و روح میں فرق

مضامین
۸۷۳ نقل سوال و جواب از تربیت السالک صفحہ ۵۴
۸۷۴ بوجہ عذر علالت ناغہ کا خلاف عادت ہونا
〃 ذکر کے اثر نہ ہونے کا علاج
۸۷۵ ذکر میں اشعار پڑھنا۔
〃 ذکر و قرآن میں ترجیح۔
〃 تصور ذات حق سبحانہ
۸۷۶ معنی ذکر جلی و خفی
〃 حد ذکر جلی و خفی
〃 معنی ربط قلب۔
۸۷۷ ذکر میں بیٹھنے کی کوئی خاص کیفیت نہیں
〃 کثرت استغفار
۸۷۸ سلطان الاذکار کا شغل اور تربیۃ السالک کا مطالعہ
〃 ذکر میں روشنی نظر آنا۔
۸۷۹ حزب البحر پڑھنے پر دوسرے وظائف کو ترجیح۔
〃 کمزوری کے سبب ناغہ ہونے میں فوائد
۸۸۰ محبت ذکر۔
〃 ذکر میں اعتدال
۸۸۱ ذکر میں اضافہ
〃 ذکر قلب کا جاری ہونا
〃 ذکر لسانی کو قلب پر ترجیح۔
〃 ذکر لسانی۔
۸۸۲ ذکر میں پیاس لگنے کا علاج۔
۸۸۳ ذکر میں تسبیح پاس رکھنا۔
〃 ذاکر کو نمازی کی رعایت کرنا
〃 بی بی اور بچوں کے پاس ذکر کرنا۔
〃 ذکر میں کوئی خاص کیفیت مقصود نہیں
۸۸۴ تصور شیخ مقصداً ناپسندیدہ ہے
〃 پاس انفاس۔
۸۸۵ ذکر کو مراقبہ پر ترجیح
〃 تصور بوقت تلاوت قرآن مجید۔
〃 عورت کو ذکر بلا ضرب و جہر۔

نمبر صفحہ مضامین
۸۸۶ ذکر باشمار اور بے شمار میں فرق۔
〃 لطائف ستہ کے متعلق عبادت تعلیم الدین پر شبہات کا جواب۔
۸۸۷ ذکر کے وقت بزرگوں کی صورت نظر آنا
〃 ضرورت دوام ذکر۔
۸۸۸ ذاکر کو مسجد میں سونے والے کی رعایت رکھنا
〃 ذکر میں سانس لینا۔
۸۸۹ ترک تصور کا محبوب ہونا۔
〃 تصور شیخ
۸۹۰ ایک کام کے دو جگہ تعلق کا موجب تشویش ہونا۔
〃 تصور بوقت نماز۔
۸۹۲ التزام معمول بقدر تحمل ہونا۔
۸۹۳ گھر میں پابندی ذکر کی ترغیب۔
۸۹۵ ذکر کا وقت۔
〃 ضرورت ذکر۔
〃 معمولات میں اضافہ
〃 آثار ذکر و حبس
۸۹۶ ذکر کے لئے تعین وقت باعدم ضرورت
〃 ذکر کرتے وقت منہ میں مٹھاس معلوم ہونا
〃 آثار ذکر۔
۹۰۷ ذکر لا الہ الا اللہ اور اللہ اللہ میں فرق
۹۰۸ شغل انحد میں آواز مسموع کا مخلوق حادث ہونا۔
۹۰۹ ذکر لا الہ الا اللہ میں خیال غیبت کی تصحیح
〃 ذکر میں بی بی کا درد فراق پیش آنا۔
۹۱۰ ذکر میں دل لگ جانا۔ قائم مقام شغل ہے۔
〃 ذکر میں ریا کا علاج
〃 ذکر کے وقت وحشت ہونے کا علاج
۹۱۱ کثرت تلاوت کو کثرت ذکر پر ترجیح۔
۹۱۲ ذکر لسانی۔
۹۱۳ سوتے میں ذکر قلبی۔

نمبر صفحہ مضامین
۹۱۳ ورد میں ناغہ نہ ہونا چاہیئے
۹۱۴ انوار ذکر۔
〃 مراقبہ میں کتا و سانپ نظر آنا
۹۱۵ مراقبہ میں انوار و لطائف نظر آنا
۹۱۶ ذکر بلا تصور
〃 شغل میں لذت آنا
〃 ذکر میں نیند آنا
〃 آثار شغل انحد۔
۹۱۷ نماز عشاء سے پہلے وظیفہ پڑھنا۔
〃 کثرت استغفار
۹۱۸ ذکر قلبی۔
〃 ذکر لسانی اور نوافل میں زیادہ جی لگنے میں راز۔
۹۱۹ تعلیم مراقبہ
۹۲۰ ذکر شیخ
〃 تصور بوقت ذکر۔
۹۲۳ تصور بوقت تلاوت قرآن مجید اور نظر بد کا علاج۔
۹۲۴ ذاکرین بالجہر کے ساتھ شمولیت
۹۲۵ مراقبہ میں قیود خاص کا لحاظ رکھنا
۹۲۶ وظیفہ میں آنکھ بند کرنا۔
۹۲۷ وظیفہ میں ضروری بات کرنا۔
〃 لیٹ کر درود شریف پڑھنا۔
〃 تصور حق سبحانہ تعالیٰ۔
〃 لا الہ الا اللہ کے محمد رسول اللہ کا ضم بلا قید عدد مخصوص۔
۹۲۸ ذکر جہر بلا ضرب۔
〃 آثار سرایت ذکر۔
۹۲۹ ذکر نفی و اثبات میں خاص تصور کا باعث تشتت ہونا۔
〃 ناغہ ہو جانے میں حکمتیں۔
〃 ذکر کے وقت آواز مسموع ہونا
۹۳۰ ذکر کے وقت روشنی نظر آنا۔

	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین
۹۳۱	ذکر میں غنودگی آنا	۹۴۳	ذکر حق کا قلب میں دائمی ہونا	۱۱۸۸	ضرورت شدیدہ میں پیشاب سے علاج
〃	اذان کے وقت ذکر۔		باب ہفتم	〃	تعریف مشاہدہ و معاینہ۔
〃	کسی نمازی کے پاس ذکر جہر۔	۹۴۵	رویا و کشف کے بیان میں	〃	انضباط اوقات کی تنظیم۔
〃	ذکر کے وقت کلام کرنا	۹۸۸	ہر خواب قابل التفات نہ ہونا۔	۱۱۸۹	رسالہ تنظیم دین میں قدرے مبالغہ ہے
۹۳۲	مجلس شیخ میں ذکر	۱۰۱۵	خواب مع جواب ملقب بہ المحفوظ الکبیر	۱۱۹۰	جو قرض بآسانی ادا ہو سکے مضائقہ نہیں
〃	باوضو ذکر کرنا۔		الحافظ الصغیر۔	〃	گانے کی طرف التفات نہ کرنا چاہیے
〃	آثار سلطان الاذکار	۱۰۲۸	الرویا من صاحب المحفوظ الکبیر	〃	عزم ادائے قرض آخرت میں بمنزلہ
۹۳۳	وقت کی پابندی۔	۱۰۹۱	کشف عالم مثال		ادا کے ہے۔
〃	معمول وقتی کا مقدم ہونا قضا پر	۱۰۹۵	کشف الانوار وغیرہ قابل التفات نہیں	۱۱۹۱	قول اذا تم الفقر فهو الله کی تاویل
〃	ذکر میں اشعار پڑھنا۔	〃	کشف قبور	〃	لفظ اللہ کا ادب
〃	تعلیم سلطان الاذکار	〃	کشف سے بے التفاتی ہونا۔	〃	غائب اور مشاہدہ میں فرق۔
۹۳۴	مراقبہ اللہ السمیع الخ مع حبس دم۔		باب ہشتم	۱۱۹۲	قرضہ ادا کرنا چاہیے۔
۹۳۵	حُبِّ ذکر۔	۱۰۹۷	وساوس و خیالات کے بیان میں	〃	تعویذ گنڈے کا حکم۔
۹۳۶	استغراق سے ذکر و فکر کا افضل ہونا		وساوس کے فوائد اور اس کا علاج	۱۱۹۳	حب و تسخیر کا عمل کرنا درست نہیں۔
〃	بزرگوں کے مزار کے پاس مراقبہ	۱۱۰۷	وساوس عشقیہ کا علاج	〃	طبائع میں جداگانہ خصوصیات
۹۳۷	ٹہلتے ہوئے ذکر کرنا۔	۱۱۲۲	یکسوئی کا پسندیدہ ہونا	〃	احیاء العلوم وغیرہ کا مطالعہ بعض
〃	تعیین وظائف	۱۱۵۳	حالت طالب بالا بعد جواب بالا		کے لئے نافع نہ ہونا۔
۹۳۸	مراقبہ موت وما بعد الموت	۱۱۵۸	رسالہ التقدیس القدسی عن تدنیس التلبیس	۱۱۹۴	ایصال ثواب۔
۹۳۹	ذکر میں اضافہ	۱۱۶۵	تتمہ تقدیس القدسی۔	〃	مسائل اختلافیہ میں طرز عمل۔
〃	ذکر سے مناسبت میں تفاوت۔	۱۱۷۳	تلاوت قرآن میں یکسوئی نہ ہونیکا	۱۱۹۵	سنن موکدہ ملحق بفرائض ہیں۔
〃	وظائف کی اجازت کا مطلب۔		علاج۔	〃	عدم جواز ضرب صبیان متجاوز از حد
۹۴۰	مراقبہ میں تصور قبر۔	〃	نماز میں خیالات کا آنا اور اسکا علاج	〃	متعلق بیع السمک وغیرہ۔
〃	زمانہ حیض میں تلاوتِ قلبی کرنا۔	〃	بوقت ذکر وساوس آنے کا علاج	۱۱۹۷	رسمی دعوت برادری میں جانا۔
〃	سب اوراد کا نافع ہونا۔	〃	تصور ذات حق میں وساوس کا علاج	۱۱۹۸	دیوان حافظ و مثنوی کا مطالعہ
۹۴۱	تکثیر ذکر میں رغبت قلبی کا ملحوظ ہونا	۱۱۷۵	وسوسہ ریا کا علاج۔	〃	مدرسہ سے تنخواہ مانگنا عار نہیں
〃	مبتدی کو دل لگنے کے اہتمام کا مفید ہونا	۱۱۷۶	وسوسہ ریا و عجب کا علاج	〃	پردہ کی تاکید۔
〃	ذکر میں اذان کا جواب دینا۔	〃	وسوسہ ناشکری کا علاج	۱۲۰۱	قوت قدسیہ کی تعریف۔
〃	معمول غیر ماثور پر چند روزہ ترجیح میں حکمت	〃	وسوسہ عجب کا علاج	۱۲۰۲	تطبیق مابین عبارت حضرت مجدد
۹۴۲	آثار دعا۔	۱۱۷۷	نماز میں تشتت قلبی کا علاج۔		صاحب و مولانا جامی علیہما الرحمۃ
۹۴۳	زمانہ محدود تنگ کے لئے معمول میں		باب نہم		وعبارت مالا بد منہ
	اضافہ کرنا خلاف دوام نہیں		متفرقات کے بیان میں	〃	خود رائی کی ممانعت اور اخیر شب
〃	تکثیر تلاوت	〃	تنخواہ لینے میں مصلحت۔		جاگنے کی تدبیر۔
۹۴۴	مراقبہ نیت	〃	زیارت مزارات سے نفع کی امید	۱۲۰۳	حافظ قرآن کا ادب قرآن مجید

	مضامین
	کی طرح نہیں۔
١٢٠٤	تصرف قوت متخیلہ و دماغ۔
١٢٠٥	مقام جمع الجمع اور تحقیق ہمہ اوست
١٢١٠	غیر حق سے تعلق کی تغیر
〃	اعتقاد ہمہ اوست وغیرہ بدون غلبہ
	حال کفر ہے۔
١٢١١	غیبی سلام کا جواب
〃	روایت میں احتیاط کرنیکا مطلب
〃	سوال زجر سائل سے ممانعت کی وجہ
١٢١٢	متصدق متفرق ایام میں خیرات کرنا
〃	تشبیہ اصطلاحی۔
〃	روضۂ مبارک آنحضرت صلعم کے
	نقشہ کو بوسہ دینا خلاف سنت ہے
١٢١٣	عشق اور عافیت جمع نہیں ہوسکتے
١٢١٤	حفاظت اولیاء و عصمت انبیاء میں فرق
〃	تقلید اصطلاحی فقہی اور تقلید معقولی
	میں فرق۔
١٢١٦	تکرار سورت نوافل میں بلا التزام
	جائز ہے۔
〃	مناجات مقبول درود شریف پڑھنے
	کی اجازت لینے کے متعلق تفصیل
١٢١٧	فجر کی سنت و فرض کے درمیان الم
	اور سورۂ فاتحہ پڑھنا۔
〃	تفسیر و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ
١٢١٨	ضعف دماغ و نگاہ کا علاج۔
〃	علامات سیر طریق و حسن خاتمہ
〃	سورۂ نصر کا بے اختیار دل و زبان
	میں آنا فیوض باطنی کی بشارت ہے
١٢١٩	فراق کو وصل پر فضیلت۔

نمبر صفحہ	مضامین
١٢١٩	محبت کی حقیقت اور اعتقاد و تصرف
	اولیاء میں بوئے شرک۔
١٢٢١	وجدانیات عبارت میں نہیں آسکتے
〃	اظہار مافی الضمیر میں کمی آجانا
	عی کا ظہور ہے۔
〃	حدیث الحیاء والعی شعبتان من الایمان
	لفظ عی کی متعدد تفسیریں۔
١٢٢٢	لفظ عی کی تفسیر پر ایک شبہ کا جواب
١٢٢٥	اشعار سے دلچسپی شرط عدم اکثار
	مذموم نہیں۔
〃	طریق سے ناواقفی کا علاج
١٢٢٦	عربی کی طرح اردو الفاظ بھی اللہ
	تعالیٰ کی طرف منسوب ہوسکتے ہیں
〃	گلزار ابراہیم سننا نافع ہے۔
〃	خلافت کمیٹی کے متعلق مکاتیب
	(ایک اجازت یافتہ کے چند خطوط
	کی نقل معہ جواب)
١٢٣٣	مسمریزم کے اثر سے پاگل ہونیوالے کا
	علاج۔
١٢٣٥	آثار انہماک وحدۃ الوجود۔
〃	بینائی قائم رکھنے کا عمل۔
١٢٣٦	استفادہ از اہل قبور۔
١٢٣٧	اموات سے درخواست دعا کا ثبوت نہیں
١٢٣٨	وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود کی تفسیر
	بذریعہ کشف۔
١٢٤١	جامع دعاؤں کے علاوہ خاص خاص
	دعاؤں میں حکمت۔
〃	مسجد میں سونا۔
〃	نوافل میں سجدۂ واقعہ کو بہ نیت ایصال

نمبر صفحہ	مضامین
	ثواب و دفع فاقہ پڑھنا۔
١٢٤٢	سالک کو تصنیف وغیرہ میں مشغول ہونے سے نہ رکنا
〃	غیر واجب صوم کی بعض صورتوں میں مکروہ ہونا
١٢٤٣	اسوۂ نبی اللہ کے لحیہ کے متعلق ایک شبہ اور
	اس کا جواب۔
١٢٤٤	تصرف متخیلہ۔
١٢٤٥	بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا غم
	ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا میں بے ادبی ہے
١٢٤٦	حفاظت مال کا عبادت ہونا۔
١٢٤٧	التزام مالا یلزم کا بدعت ہونا۔
〃	مجذوب سے برتاؤ۔
١٢٥٠	نسبت الی الاسباب میں حکمت
١٢٥١	ایصال ثواب
〃	مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق مولانا جامی کا حل
١٢٥٢	سلاسل اربعہ میں [illegible]
١٢٥٣	ادعیہ قرآنیہ کے بصیغہ جمع اور ادعیہ ماثورہ
	کے بصیغہ مفرد وارد ہونے میں حکمت
〃	صوفیہ کرام کو موحش کلام سے بدگمانی
	پیدا ہونیکا راز۔
١٢٥٥	قانون کے پابند عہدہ دار کو امداد کا طریق
〃	دعا ماثورہ اللہم لا تجعل لفاجر عندی
	نعمۃ اکافئہ بہا الخ میں نعمت کی تفسیر۔
〃	مقتدی کے لئے معیت اختیاری
	و غیر اختیاری کا برابر ہونا۔
〃	بغیر اشراف نفس ہدیہ لینا
١٢٥٧	قول من عرف نفسہ فقد عرف ربہ
	کی شرح۔
١٢٥٨	حضرت مجدد الف ثانی کی ایک عبارت
	مکتوبات پر شبہ کا جواب۔ تمت
	ضمیموں کی فہرست ١٢٦٠ تا ١٢٧٠ پر

قال الله تعالى قد افلح من زكها وقال تعالى يتلوا عليكم آياتنا ويزكيكم الآية

چون آیۂ اولی دال ست بر مطلوبیت تزکیۂ نفس خود در اشارۂ سیر

و آیۂ ثانیہ بر مطلوبیت تزکیۂ نفس غیر و رسالہ

تبویب تربیت السالک

[illegible] مولانا شاه محمد اشرف علی صاحب تھانوی دام اظلالهم علی رؤس [illegible]

کہ تربیت السالک مبوب ست اجمع وانفع رسائل بود در ابواب طرق این عمل خیر

بنا بر علیہ احقر عبد المجید وقاه الله تعالى كل ضير

جید برقی پریس بلیماران دهلی طبع کنانید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

تبویب تربیۃ السالک وتنجیۃ الہالک

از مولوی وصی اللہ عفی عنہ یکے از خدام آستانہ علیہ اشرفیہ تھانویہ

منصب مشیخت ایک بہت بڑا منصب ہے۔ کیونکہ دعوۃ الی اللہ منصب نبوۃ ہے۔ اور منصب مشیخت اس کی نیابت ہے۔ لہذا اس کے اعظمیت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اسی واسطے بزرگوں کا ایک مقولہ مشہور ہے: "الشیخ فی قومہ کالنبی فی اُمتہ" حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ بھی اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں ؎

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند   نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند
ہزار نکتۂ باریکتر زمو اینجاست   نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

اس منصب کے لوازم میں سے دو امر ایسے ہیں۔ جن پر مدار ہے صاحب منصب کے محق اور مدعی کے امتیاز کا۔ اول یہ کہ طالبین کی استعداد اور خصوصیات مزاج کے پہچاننے میں مہارت تامہ رکھتا ہو۔ دوسرے شان ارشاد و تربیت اس میں علی وجہ الکمال ہو۔ مشائخ کی عظمت شان ان کی شان ارشاد و تربیت ہی سے معلوم کیجاتی ہے۔ اور ان کے شہرت کی بناء عند الخواص یہی شان وارشاد و تربیت ہوتی ہے۔ جو شیخ اپنے زمانہ میں اس شان ارشاد میں سب مشائخ موجودین پر فوقیت رکھتا ہے۔ اس کو قطب الارشاد کہا جاتا ہے جیسے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ اور حضرت غوث پاک قدس اللہ سرہٗ۔ وغیرہ وغیرہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ان حضرات اکابر کا طرز تربیت کیا تھا اور کیا اب بھی مشائخ کا وہی طرز ہے۔ یا اس میں تغیر و تبدل ہو گیا ہے۔ امر اول کے متعلق یہ عرض ہے کہ شیخ محی الدین ابن العربی اپنے رسالہ آداب الشیخ والمرید صفحہ ۱۴ میں تحریر فرماتے ہیں فلا بدّ یکون عند الشیخ

دین الانبیاء وتدبیر الاطباء وسیاسة الملوک وحینئذ یقال لہ الاستاذ ویجب علی الشیخ ان لا یقبل مریدا حتی یختبرہ ۔ اور یواقیت میں ہے ۔ عن ابراہیم الدسوقی لو ان الفقیہ اتی العبادۃ والمامورات الشرعیة بغیر علة کما امرہ اللہ تعالیٰ استغنی عن الشیخ ولکنہ اتی العبادات بعلل وامراض فلذلک احتاج الی طبیب یداویہ حتی یحصل لہ الشفاء ومن ہہنا استغنی التابعون عن الخلوۃ والریاضة کما علیہ تلامذۃ الاشیاخ انتہی ۔ ج ۲ ص ۱۰۴

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ان اکابر کا مقصود اصلاح نفس اور مامورات شرعیہ کا اخلاص کے ساتھ بجا لانا اور منہیات سے احتراز کرنا تھا ۔ اور شیخ و مرید میں مریض و طبیب کا سا تعلق تھا ۔ اور اصلاح ایک مستقل فن تھا ۔ جیسا کہ "تدبیر الاطباء" کے لفظ سے مفہوم ہوتا ہے اور دعویٰ مشیخت کا صدق اسی وقت مسلم ہوتا تھا ۔ کہ شیخ عبادات کے علل وامراض اور ان کے طرق معالجات سے بخوبی ماہر و واقف ہو اور مرید کو ان امور کی تعلیم اور ان پر کاربند کرتا ہو ۔ اور بوقت ضرورت سیاست سے بھی کام لیتا ہو اور مرید کو ان امور میں مطلق العنان نہ چھوڑتا ہو ۔ آہستہ آہستہ ایسا انقلاب ہوا کہ قریب قریب یہ فن مُردہ ہوگیا ۔ عوام تو کیا خواص بلکہ اخص الخواص جو کہ مسند ارشاد پر متمکن ہوتے ہیں ان میں بھی اکثر اس فن کی حقیقت سے ناواقف ہو گئے ۔ جب طبیب ہی بیمار ہو یا اصول کے موافق علاج نہ کرے تو پھر بیماروں کے اچھے ہونے کی کیا صورت ۔ کیونکہ رائے العلیل علیل (حقیقةً او حکماً) بس مشائخ محققین کے یہاں بھی ارشاد و تربیت کا انحصار صرف تعلیم اذکار و اشغال میں ہوگیا ۔ مشائخ نے اپنا فرض منصبی اسی تعلیم کو سمجھا اور طالبین نے ان کی پابندی کو اور ان پر کیفیات و احوال کے طاری کو وصول الی اللہ سمجھا اگرچہ باطن رذائل کبر و حسد و ریا وغیرہ اخلاق مذمومہ سے ملوث ہو ۔ حالانکہ کیفیات کا حصول دلیل مقبولیت عند اللہ کی نہیں کیونکہ خاص تدبیرات سے یہ فاسقوں بلکہ کافروں کو بھی حاصل ہو جاتی ہیں ۔ عادۃ اللہ ہمیشہ سے جاری ہے ۔ کہ طریق مردہ کے احیاء کے لئے ہمیشہ انبیاء ۔ و علماء و مجددین کو قائم فرماتے رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عادۃ مستمرہ کے موافق اس زمانہ میں بھی علماء و مشائخ کو قائم فرمایا منجملہ ان کے حضرت مجدد الملت محی السنة قامع البدعت سیدی و مولائی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی بلاشبہ اس صدی کے مجدد اور غزالی وقت حکیم الامة ہیں ۔ آپ کی شان تربیت وارشاد مشائخ متقدمین جیسی ہے ۔ تصوف کی مبہم اور مجمل حقیقت قرنوں کے بعد ایسی صاف اور منقح و مفصل کر دی ہے کہ اس کی

حقیقت سمجھنے میں کسی قسم کا خفا باقی نہیں رہا ہے۔ میں بآواز دہل کہتا ہوں کہ جس کا جی چاہے آپ کی کتابوں اور ملفوظات سے اس کا فیصلہ کرلے۔ عیاں راچہ بیاں۔ یوں یہ مضامین آپ کی قریب قریب سب کتابوں میں ملتے ہیں مگر اس موضوع میں **تربیۃ السالک** خصوصیت کے ساتھ بے نظیر کتاب ہے۔ جو چھپ کر متفرق رسالوں میں وقتاً فوقتاً مدت طویلہ سے شائع ہو رہی ہے۔ جس میں فن اصلاح و تربیت کا بیش بہا خزانہ ہے۔ آج تک فن تربیۃ میں کوئی کتاب ایسی مدون و مرتب نہیں ہوئی جس میں اصول و فروع تربیت مدون ہوں۔ ہر قسم کے حالات جو سالکین کو پیش آتے ہیں اور ان کے متعلق تحقیقات جو حضرت مدظلہ نے بیان فرمائی ہیں۔ اسی طرح اعمال و حالات کے متعلق سوالات اور ان کے جوابات کا کافی ذخیرہ ہے۔ کہ فہیم آدمی کو اس کے مطالعہ سے کافی مناسبت اس فن سے ہو سکتی ہے۔ اور فن کی حقیقت خوب منقح ہو سکتی ہے۔ اور مزید یہ کہ ہر قسم کے مسائل و تحقیقات ہیں۔ جو کم و بیش ہر شخص کے حالات پر منطبق ہو جاتے ہیں۔ جس سے اپنے حال کے اچھے یا برے ہونے کی کافی اطلاع ہو جاتی ہے۔ میرے خیال میں اس کا ہر مسلمان کے پاس رہنا نہایت ضروری ہے مگر چونکہ اس کے مضامین بایکدگر مخلوط تھے جس کی وجہ سے ایک قسم کی تحقیقات مجتمعاً نہ مل سکتی تھیں اور مجتمع کا انفع ہونا مختصر سے ظاہر ہے اس لئے مولانا مولوی عبدالمجید صاحب سلمہ کے استدعا پر مولانا مولوی خیر محمد صاحب سلمہ جالندھری نے اس کی نہایت لطیف تبویب فرما دی ہے۔ کل مضامین دس ابواب پر منقسم ہو گئے ہیں۔ اب اور بھی اس کے مضامین کے سمجھنے میں سہولت ہو گئی۔ اور بہت عمدہ مجموعہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ دونوں مولانا صاحبان کی سعی مقبول فرمائے۔ اور سب مسلمانوں کو اس سے منتفع فرمائے۔ اور حضرت مدظلہم العالی کے فیوض و برکات کو مدت مدید تک بایں خیر و خوبی جاری رکھے۔ آمین۔ فقط۔

عہ ، عمہ ، سہ ۔ تینوں صاحب مجازین میں سے ہیں

نوٹ:۔ ناظرین پر واضح ہو کہ اس کتاب میں ۱۳۲۰ھ ہجری سے لیکر ۱۳۵۰ھ ہجری تک کا مجموعہ شائع ہو گیا اور حضرت والا نے جو تربیۃ السالک و تنجیۃ الہالک ماہ ذیقعد کے خطبہ کے اخیر میں تحریر فرمایا ہے ۔ کہ امداد الفتویٰ میں جو مضامین اس رسالہ کے رنگ کے نقل کر دیئے گئے ہیں ان کے لے لینے کا بھی ارادہ ہے ۔ سو وہ مضامین بھی التکشف سے نقل کر کے اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں ۔ اب بحمد اللہ یہ مجموعہ ان تین امور پر مشتمل ہے ایک تمہید جو احقر نے بمشورہ حضرت مولنا خیر محمد صاحب لکھی ہے ۔ اور ایک خطبہ جو حضرت والا نے تحریر فرمایا ہے ۔ اور ایک اصل کتاب جو ایک مقدمہ اور ابواب ذیل پر ناظرین کی سہولت کے لئے منقسم کر دی گئی ہے ۔ مقدمہ حقیقت طریقت اور حضرت والا کی شان ارشاد و تربیت کی خصوصیت و دیگر ضروری امور کے بیان میں

باب اول ۔ بیعت و صحبت شیخ کے بیان میں ۔ دوسرا باب ۔ اخلاق حمیدہ کے بیان میں

تیسرا باب ۔ اخلاق رذیلہ کے بیان میں   چوتھا باب ۔ اعمال کے بیان میں

پانچواں باب ۔ احوال کے بیان میں   چھٹا باب ذکر و شغل کے بیان میں

ساتواں باب ۔ رویا و کشف کے بیان میں   آٹھواں باب وساوس کے بیان میں

نواں باب ۔ متفرقات کے بیان میں

خطبہ تربیت السالک و تنجیۃ الہالک

اما بعد الحمد والصلوٰۃ فقد قال اللہ تعالیٰ ولکن کونوا ربانیین الایہ وھو الذی یربی الناس بصغار العلوم قبل کبارہا کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ آیت بنا بر تفسیر مذکور تربیت دینیہ کو بلحاظ استعداد مامور بہ بتلا رہی ہے ۔ جس کے مختلف و متعدد شعبوں میں ایک خاص قسم تربیت کی علماً و عملاً قریب قریب مفقود ہو رہی ہے ۔ اور وہ تربیت باطن کی ہے ۔ باعتبار مقامات و احوال و افعال و آثار و واردات و خطرات کے ۔ اور تجربہ ہے کہ بدون اس تربیت خاص کے اصلاح باطن کی نہیں ہوتی ۔ اور جس کو بدون اس کے اصلاح سمجھا جاتا ہے وہ خود حالت غیر مقصود ہے ۔ اور اس غلطی میں بکثرت مستفیدین و مفیدین مبتلا ہیں ۔ الحمد للہ والمنۃ کہ شیخین جلیلین حضرت مولانا و مرشدنا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی ۔ اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت مولنا و ہادینا الحافظ

الحاج رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ وادام برہا کی خدمات بابرکات کی حاضری وکثرت لزوم کی بدولت اس تربیت کے اصول صحیحہ جوگوش ہوش تک پہنچے وہ اپنے لئے بھی اور دوسرے طالبین کے لئے بھی غلطیوں سے نکالنے والے اور تشویش وکلفت سے بچانے والے اور حق تک پہونچانے والے اور شفا وجمعیت کے بخشنے والے ثابت ہوئے اسلئے اپنا بھی دل چاہا اور بعض اکارم احباب نے بھی تحریک فرمائی۔ کہ اس قسم کے جو خطوط آیا کریں اور اُن کے جواب جایا کریں اگر وہ نقل کرلئے جایا کریں اور جب کچھ معتد بہ حصہ ہوجایا کرے وقتاً فوقتاً شایع کردئے جایا کریں۔ تو مبتلی بہ کے لئے ایک نہایت بکارآمد دستور العمل تیار ہوجاوے۔ چنانچہ غرۂ شوال ۱۳۳۰ھ سے اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائے اتمام کرتا ہوں اور اس کا نام تربیتہ السالک رکھتا ہوں اور ان مضامین میں بعضے سوال وجواب کی شکل میں ہیں اسکی علامت س اور ج ہے اور بعضے جو اپنے حال کی اطلاع دیتے ہیں اور اس پر رائے ظاہر کیجاتی ہے۔ اس کو بلفظ حال وتحقیق لکھا گیا ہے۔ اور گو یہ مضامین دقیق اور لذیذ نہیں ہیں مگر نسخہ طبیہ میں نہ غموض ہوتا ہے۔ اور نہ کسی کو اس پر وجد ہوتا ہے۔ ایسے مضامین غامضہ علمیہ کی امداد الفتاوٰی میں نقل ہونیکا التزام کیا گیا ہے۔ اور امداد الفتاوٰی میں جو مضامین اس رسالہ کے رنگ کی نقل کردی گئی ہیں۔ اس رسالہ میں اُن کے لے لینے کا بھی ارادہ ہے اور ایک خط کے مضامین کو دوسرے خط کے مضامین سے متمیز کرنے کے لئے درمیان میں ایک خط فاصل بنادیا گیا تاکہ ہر خط کے اجزاء کا تناسق سہولت سے سمجھ میں آسکے۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

حقیقت طریقت

خلاصۂ سلوک (۱) نہ اس میں کشف وکرامات ضروری ہے (۲) نہ قیامت میں بخشوانے کی ذمہ داری ہے۔ (۳) نہ دنیا کی کاربرآری کا وعدہ ہے کہ تعویذ گنڈوں سے کام بن جاویں یا مقدمات دعا سے فتح ہوجایا کریں۔ یا روزگار میں ترقی ہو۔ یا جھاڑ پھونک سے بیماری جاتی رہے۔ یا ہونے والی بات بتلادی جایا کرے (۴) نہ تصرفات لازم ہیں کہ پیر کی توجہ سے مرید کی ازخود اصلاح ہوجاوے۔ اس کو گناہ کا خیال بھی نہ آوے۔ خودبخود عبادت کے کام ہوتے رہیں۔ مرید کو زیادہ ارادہ بھی نہ کرنا پڑے یا علم دین وقرآن میں ذہن وحافظہ بڑھ جائے۔ (۵) نہ ایسے باطنی کیفیات پیدا ہونے کی

کوئی میعاد ہے کہ ہر وقت یا عبادت کے وقت لذت سے سرشار رہے۔ عبادت میں خطرات ہی نہ آویں۔ خوب رونا آوے۔ ایسی محویت ہو جائے کہ اپنی پرائی خبر نہ رہے (۶)، نہ ذکر و شغل میں انوار وغیرہا کا نظر آنا یا کسی آواز کا سنائی دینا ضرور ہے (۷)، نہ عمدہ عمدہ خوابوں کا نظر آنا۔ یا الہامات کا صحیح ہونا لازمی ہے۔ بلکہ اصل مقصود حق تعالیٰ کا راضی کرنا ہے۔ جس کا ذریعہ ہے شریعت کے حکموں پر پورے طور سے چلنا۔ ان حکموں میں بعضے متعلق ظاہر کے ہیں جیسے نماز۔ روزہ۔ و حج۔ و زکوٰۃ وغیرہا اور جیسے نکاح و طلاق و ادائے حقوق زوجین و قسم و کفارۂ قسم وغیرہ اور جیسے لین دین و پیروی مقدمات و شہادت۔ و وصیت و تقسیم ترکہ وغیرہ اور جیسے سلام و کلام و طعام و منام و قعود و قیام و مہمانی و میزبانی وغیرہ ان مسائل کو علم فقہ کہتے ہیں۔ اور بعضے متعلق باطن کے ہیں۔ جیسے خدا سے محبت رکھنا۔ خدا سے ڈرنا۔ خدا کو یاد رکھنا۔ دنیا سے محبت کم کرنا۔ خدا کی مشیت پر راضی رہنا۔ حرص نہ کرنا۔ عبادت میں دل کا حاضر رکھنا۔ دین کے کاموں کو اخلاص سے کرنا۔ کسی کو حقیر نہ سمجھنا۔ خود پسندی نہ ہونا۔ غصہ کو ضبط کرنا وغیرہ ان اخلاق کو سلوک کہتے ہیں۔ اور مثل احکام ظاہری کے ان احکام باطنی پر عمل کرنا بھی فرض و واجب ہے۔ نیز ان باطنی خرابیوں سے اکثر ظاہری اعمال میں بھی خرابی آجاتی ہے۔ جیسے قلت محبت حق سے نماز میں سستی ہوگئی یا جلدی جلدی بلا تعدیل ارکان پڑھ لی۔ یا بخل سے زکوٰۃ اور حج کی ہمت نہ ہوئی۔ یا کبر و غلبۂ غضب سے کسی پر ظلم ہو گیا۔ حقوق تلف ہو گئے۔ و مثل ذلک۔ اور اگر ان ظاہری اعمال میں احتیاط کی بھی جاوے تب بھی جب تک نفس کی اصلاح نہیں ہوتی وہ احتیاط چند روز سے زیادہ نہیں چلتی۔ پس نفس کی اصلاح ان دو سبب سے ضروری ٹھیری۔ لیکن یہ باطنی خرابیاں ذرا سمجھ میں کم آتی ہیں، اور جو سمجھ میں آتی ہیں ان کی درستی کا طریقہ کم معلوم ہوتا ہے۔ اور جو معلوم ہوتا ہے نفس کی کشاکشی سے اس پر عمل مشکل ہوتا ہے۔ ان ضرورتوں سے پیر کامل[عہ] کو تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھ کر آگاہ کرتا ہے اور ان کا علاج و تدبیر بھی بتلاتا ہے اور نفس کے درستی کی استعداد اور ان معالجات میں سہولت اور تدبیرات میں قوت پیدا ہونے کے لئے کچھ اذکار و اشغال کی بھی تعلیم کرتا ہے۔ اور خود ذکر اپنی ذات میں بھی عبادت ہے۔ پس

[عہ] - پیر کامل کی پہچان قصد السبیل کی ہدایت سوم میں منقول ہے۔ جو آگے آتی ہے۔

سالک کو دو کام کرنے پڑتے ہیں۔ ایک ضروری کہ احکام شرعیہ ظاہری و باطنی کی پابندی ہے۔ دوسرا مستحب کہ کثرت ذکر ہے۔ اس پابندی احکام سے خدائے تعالیٰ کی رضا اور کثرت ذکر سے زیادت رضا و قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ ہے خلاصہ سلوک کے طریق اور مقصود کا۔

حقوق[عہ] طریقت

طریقہ میں داخل ہو کر جو کام کرنے پڑینگے (۱) بہشتی زیور کے گیارہ[عہ] حصے اول سے آخر تک۔ ایک ایک حرف کر کے پڑھنے یا سننے پڑینگے۔ (۲) اپنی سب حالتیں بہشتی زیور کے موافق رکھنا پڑینگی۔ (۳) جو کام کرنا ہو اور اس کا جائز ناجائز ہونا معلوم نہ ہو کرنے سے پہلے علماء اہل حق سے پوچھنا پڑیگا۔ اور ان کے تبلانے کے موافق عمل کرنا ہوگا۔ (۴) نماز پانچوں وقت جماعت[سہ] سے (مسجد میں) پڑھنا ہوگی۔ البتہ اگر کوئی عذر شرعی ہو تو جماعت معاف ہے۔ اور اگر بلا عذر غفلت سے رہ جاوے ندامت کے ساتھ استغفار کرنا چاہیئے۔ (۵) اگر مال بقدر زکوٰۃ ہو تو زکوٰۃ دینا ہوگی۔ مسائل اس کے بہشتی زیور میں ملینگے۔ اسی طرح کھیت اور باغ کی پیداوار میں دسواں بیسواں حصہ دینا ہوگا۔ اس کے مسائل زبانی معلوم کر لئے جائیں (۶) اگر حج کی گنجائش ہو تو حج کرنا پڑیگا اسی طرح گنجائش کی صورت میں عید کو صدقۂ فطر اور بقر عید کو قربانی ضروری ہوگی (۷) اپنی بی بی بچوں کے حقوق ادا کرنا ہونگے۔ ان کا یہ بھی دینی حق ہے کہ ان کو ہمیشہ شرع کے احکام بتلاتے رہو۔ آسان طریقہ اس کا پڑھے ہوؤں کے لئے یہ ہے کہ شب و روز میں تھوڑا سا کوئی وقت مقرر کر کے بہشتی زیور اول سے آخر تک اپنے گھر والوں کو پڑھکر سُنا دیں اور سمجھا دیں۔ اور جب وہ ختم ہو جاوے پھر شروع کر دیں۔ جب تک ان کو مسائل خوب پختہ یاد نہ ہو جاویں سُناتے رہیں۔ اور اَن پڑھ ایسا کریں کہ جو بات دین کی کسی عالم سے سُنا کریں اُس کو یاد کر کے گھر والوں سے ضرور کہدیا کریں۔

اور یہ کام چھوڑنا پڑینگے۔ داڑھی منڈانا۔ داڑھی کاٹنا جبکہ چار انگل سے زاید نہ ہو۔ داڑھی چڑھانا۔ سر میں چاند کھلوانا۔ کھڈی رکھانا۔ یا آگے سے منڈوانا۔ ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا۔ یا لنگی باندھنا۔ یا کرتہ چوغہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ یا عمامہ کا شملہ

[عہ] یہ حقوق سب مسلمانوں کے ذمہ واجب ہیں گو کسی سے بیعت بھی نہ ہوں۔ [عہ] البتہ عورتوں کے لئے گیارہواں حصہ نہیں ہے

[سہ] مگر عورتوں کے لئے جماعت نہیں ہے۔ ؎ عورتوں کے واسطے درست ہے۔ ۱۲ منہ

آدھی کمر سے نیچے چھوڑنا۔ یا کسم و زعفران کا رنگا ہوا یا ناپاک رنگ کا رنگا ہوا کپڑا پہننا یا ریشمی یا زری کا لباس چار انگل سے زیادہ خود پہننا یا لڑکوں کو پہنانا۔ یا کفار کا سا لباس پہننا یا مردوں کو چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یا زائد یا سونے کی انگوٹھی پہننا یا عورتوں کو کپڑا جوتا یا مردانہ لباس پہننا یا باجہ دار زیور پہننا۔ یا ایسا کپڑا باریک یا چھوٹا پہننا جس میں بدن کھلا رہے۔ کسی عورت یا مرد کو بری نگاہ سے دیکھنا۔ یا عورتوں لڑکوں سے زیادہ میل جول رکھنا۔ مرد کو کسی نامحرم عورت کے پاس یا عورت کو کسی نامحرم مرد کے پاس بیٹھنا یا تنہا مکان میں رہنا یا بدون سخت مجبوری کے سامنے آجانا۔ اگرچہ وہ پیر ہی ہو یا رشتہ دار ہوں۔ اور جہاں سخت مجبوری ہو وہاں سر اور بازو اور کلائی اور پنڈلی اور گلا کھولنا نامحرم مرد کے سامنے حرام ہے۔ منہ کے سامنے بھی گھونگٹ رہنا بہتر ہے۔ اور عمدہ پوشاک اور زیور سے تو سامنے آنا بالکل ہی برا ہے۔ اسی طرح نامحرم مرد و عورت کا باہم ہنسنا بولنا ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا یہ سب چھوڑ دینا چاہیئے۔ ختنہ یا عقیقہ یا شادی میں جمع ہونا یا برات میں جانا البتہ عین نکاح کے وقت پاس پاس کے مردوں کا جمع کر لینا مضایقہ نہیں۔ یا کوئی کام فخر و نمود کا کرنا جیسے آجکل رسم رسوم کا کھلانا لینا دینا ہوتا ہے۔ اسی میں نوتہ بھی آگیا اس کو بھی چھوڑنا چاہیئے۔ اسی طرح فضول خرچی کرنا یا کپڑے میں بہت تکلف کرنا۔ کہ یہ بھی فخر و نمود میں داخل ہے مردہ پر چلا کر رونا۔ اس کا تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں وغیرہ کرنا۔ دور دور سے عرصہ عرصہ تک میت کے پیچھے آنا۔ بدون شرع کے موافق تقسیم کئے ہوئے مردہ کے کپڑے خیرات کر دینا لڑکیوں کا حصہ نہ دینا۔ اہل حکومت و ریاست کو غربا پر ظلم کرنا۔ جھوٹی نالش کرنا۔ موروثی کا دعویٰ کرنا۔ رہن یا رشوت کی آمدنی کھانا۔ تصویر بنانا یا رکھنا۔ یا براہ شوق کتے پالنا یا کنکوا و آتش بازی یا کبوتر بازی و مرغ بازی وغیرہ کا شغل کرنا۔ یا بچوں کو اجازت اور پیسے دینا گانا سننا۔ باجے سے یا بے باجے اسی میں گرامون بھی داخل ہے عرسوں میں جانا۔ بزرگوں کی منت ماننا۔ فاتحہ نیاز۔ گیارہویں وغیرہ متعارف طور پر کرنا۔ رواج کے موافق مولد شریف کرنا۔ تبرکات کی زیارت کے لیے عرس کا سا انتظام کرنا۔ یا اس وقت مردوں عورتوں کا خلط یا سامنا ہو جانا۔ شب برات کو حلوا پکانا۔ یا محرم کو تہوار منانا۔ یا رمضان میں ختم قرآن پر شیرینی ضرور کر کے بانٹنا۔ یا ٹونے ٹوٹکے کرنا۔ یا سیتلا وغیرہ کو ماننا۔ یا فال وغیرہ کھلوانا کسی نجومی یا آسیب زدہ سے کوئی بات پوچھنا۔ غیبت کرنا۔ چغلی کھانا۔ جھوٹ بولنا۔ تجارت

میں دغا کرنا۔ بلا اضطرار ناجائز نوکری کرنا۔ یا جائز نوکری میں کام خراب کرنا۔ عورت کا خاوند کے سامنے زبان درازی کرنا۔ یا اس کا مال بلا اجازت خرچ کرنا۔ یا بلا اجازت کہیں جانا اور حافظوں کا مُردوں پر قرآن پڑھکر یا تراویح میں قرآن سُنا کر کچھ لینا۔ مولویوں کو وعظ پر یا مسئلہ بتلانے پر اجرت لینا۔ یا بحث مباحثہ میں پڑنا۔ یا درویش وضع لوگوں کو پیری مریدی کی ہوس کرنا۔ یا تعویذ گنڈوں کا مشغلہ رکھنا۔ یہ فہرست مختصر کرنے نہ کرنے کے کاموں کی اور تفصیل احقر کے رسالوں میں بقدر ضرورت ملیگی۔

شیخ کامل کی پہچان

شیخ کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں (۱) بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو۔ (۲) عقائد و اعمال و اخلاق میں شرع کا پابند ہو۔ (۳) دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو۔ کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو۔ کہ یہ بھی شعبۂ دنیا ہے۔ (۴) کسی شیخ کامل کی صحبت میں چندے رہا ہو۔ (۵) اس زمانہ کے منصف علماء و مشائخ اس کو اچھا سمجھتے ہوں (۶) بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم دیندار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں۔ (۷) اس سے جو لوگ بیعت ہیں ان میں اکثر کی حالت باعتبار اتباع شرع و قلت حرص دنیا کے اچھی ہو۔ (۸) وہ شیخ تعلیم و تلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہو اور اُن کی کوئی بُری بات سنے یا دیکھے تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو۔ یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اُس کی مرضی پر چھوڑ دے۔ (۹) اُس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔ (۱۰) خود بھی وہ ذاکر و شاغل ہو۔ کہ بدون عمل یا عزم عمل تعلیم میں برکت نہیں ہوتی۔ جس شخص میں یہ علامات ہوں پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی صادر ہوتی ہے یا نہیں۔ یا اس کو کشف بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ یا یہ جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے یا نہیں۔ یا یہ صاحب تصرف ہے یا نہیں۔ کیونکہ یہ امور لوازم مشیخت یا ولایت ہی سے نہیں۔ اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اس کی توجہ سے لوگ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ یہ بھی لوازم بزرگی سے نہیں۔ اصل میں یہ ایک نفسانی تصرف ہے۔ جو مشق سے بڑھ جاتا ہے۔ غیر متقی بلکہ غیر مسلم بھی کر سکتا ہے۔ اور اس سے چنداں نفع بھی نہیں۔ کیونکہ اس کے اثر کو بقاء نہیں ہوتا۔ صرف مرید غبی کے لئے جو ذکر سے اصلاً متاثر نہ ہوتا ہو۔ چند روز تک شیخ کے اس عمل کرنے سے اس میں ایک گونہ تاثر و انفعال قبول آثار ذکر کا پیدا ہو جاتا ہے

یہ نہیں کہ خواہ مخواہ لوٹ پوٹ ہی ہو جاوے۔ از قصد السبیل۔

تفسیر شریعت وطریقت ومعرفت وحقیقت

سوال۔ ایک مختصر مضمون میں شریعت اور طریقت اور معرفت اور حقیقت کی حقیقت اور ان کا باہمی تعلق لکھکر مرحمت فرمائیے۔

جواب۔ شریعت نام ہے مجموعۂ احکام تکلیفیہ کا اس میں اعمال ظاہری و باطنی سب آگئے۔ اور متقدمین کی اصطلاح میں لفظ فقہ کو اس کا مرادف سمجھتے تھے جیسے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے معرفۃ النفس مالہا وما علیہا۔ پھر متاخرین کی اصطلاح میں شریعت کے جزو متعلق باعمال ظاہرہ کا نام فقہ ہو گیا۔ اور دوسری جزو متعلق باعمال باطنہ کا نام تصوف ہو گیا۔ ان اعمال باطنی طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔ پھر ان اعمال باطن کی درستی سے قلب میں جو جلا و صفا پیدا ہوتا ہے اس سے قلب پر بعض حقایق کونیہ متعلقہ اعیان و اعراض بالخصوص اعمال حسنہ و سیئہ و حقائق الٰہیہ صفاتیہ و فعلیہ بالخصوص معاملات فیما بین اللہ و بین العبد منکشف ہوتے ہیں۔ ان مکشوفات کو حقیقت کہتے ہیں اور انکشاف کو معرفت کہتے ہیں۔ اور اس صاحب انکشاف کو محقق اور عارف کہتے ہیں۔ پس یہ سب امور متعلق شریعت کے ہی ہیں۔ اور عوام میں جو یہ شایع ہو گیا ہے کہ شریعت صرف جزو متعلق باحکام ظاہرہ کو کہنے لگے ہیں یہ اصطلاح کسی اہل علم سے منقول نہیں اور عوام سے اس کا منشا بھی صحیح نہیں کہ وہ اعتقاد تنافی ہے ظاہر اور باطن میں واللہ اعلم۔ ۱۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ

شرح الفاظ ثلاثہ علم الیقین وعین الیقین وحق الیقین

یقین کہتے ہیں اعتقاد جازم مطابق للواقع کو اگر ادراک کا صرف یہی مرتبہ ہے تو علم الیقین ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ غلبۂ حال بھی ہو لیکن اس غلبہ میں مدرک کو غیر مدرک سے غیبت نہ ہو تو عین الیقین ہے اور اگر ایسا غلبہ ہے کہ غیر مدرک سے غیبت بھی ہے تو حق الیقین ہے۔ اسی کو کتب فن میں مختلف عنوان سے لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔ ۲۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ

متقدمین اور محققین کے طریق سلوک میں فرق اور محققین کے طریق کو ترجیح

سوال۔ ایک گمنام کمترین خدام بحضور ماوا و ملجائے بیکساں رہنمائے گمراہاں حضرت مولانا

اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ عرض رسا ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا و مصلیا

اما بعد ۔ آج احقر کچھ عرض حال کی اجازت چاہتا ہے ۔ گو وہ حالات نہایت گندے اور قابل شرم ہیں نیز حرج اوقات گرامی بھی ہے ۔ مگر کیا کیا جاوے انما شفاء العی السوال[1] اور حق تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کے ہاتھ میں وہ کیمیا دی ہے ؎ گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنند امید ہے کہ بندگان والا احسن کما احسن اللہ الیک[2] پر نظر فرما کر حرج کو گوارا فرماوینگے احقر کو ذات والا صفات سے بڑی بڑی امیدیں ہیں ؎

خواہی کہ خدائے بر تو بخشد
با خلق خدائے کن نکوئی

جناب کو معلوم ہے کہ احقر نے بری بھلی تعلیم پائی ہے ۔ اور بفضلہ تعالیٰ بزرگان کی کفش برداری سے بھی کچھ حصہ ملا ہے ۔ اسی کی بدولت بندہ کی قلبی حالت معمولی طور پر اچھی تھی ۔ ہر بات صحیح سمجھ میں آتی تھی ۔ اور وعظ و نصیحت اور تلاوت قرآن وغیرہ کا اثر ہوتا تھا ۔ ہر بات کی تہ تک نظر پہونچتی تھی ۔ اب سے چھ سات سال پہلے کا ذکر ہے کہ ذرا دیر بھی اگر کسی بری صحبت میں شرکت کا اتفاق ہوتا تھا تو معاً قلب کو انکار اور نفرت محسوس ہونے لگتی تھی ۔ اور نیک صحبت اور اچھی بات سے فوراً طبیعت میں بشاشت اور نشاط پیدا ہوتا تھا ۔ ایک مرتبہ جناب حافظ عبد الرحمٰن صاحب مراد آبادی کے یہاں حاضر ہونیکا اتفاق ہوا ۔ اس سے پہلے میں حافظ صاحب سے اچھی طرح واقف بھی نہ تھا لیکن قلب میں ایسا ایک نیک اثر محسوس ہوا جس سے میں نے پہچان لیا کہ حافظ صاحب مرد صالح ہیں اور اُن کی صحبت صحبت نیک ہے ۔ چنانچہ اُس کے بعد ہر طرح تحقیق کیا اُس کو صحیح پایا ۔ علیٰ ہذا ایک مرتبہ دہلی میں شہر کے باہر ایک مسجد میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ۔ مسجد سے ملا ہوا ایک مزار تھا ۔ اُس کی طرف خواہ مخواہ قلب کو ایسا میلان ہوا کہ بے اختیار اُس کے پاس گیا اور وہاں سے ہٹنے کو جی نہ چاہا ۔ اُس کا کتبہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے ۔ غرض ہر چیز اچھی اور بری کا احساس بہت ہی صحیح ہوتا تھا ہر بات کا خیر و شر گویا رائی یعنی دودھ کا دودھ پانی کا پانی نظر آجاتا تھا ۔ بہت سے موقع

---

[1] ترجمہ ناواقف کا علاج صرف پوچھنا ہے ۔ [2] دوسروں کے ساتھ بھلائی کر جیسا کہ تیرے ساتھ خدا تعالیٰ نے بھلائی کی ۱۲ منہ

ایسے ہوئے کہ جہلاء اور عوام سے کسی بات میں تقریر کرنے کا اتفاق ہوا تو اُس کی کُنہ بندہ نے ایسی بیان کی جس سے مخالف و موافق دونوں کو اتفاق ہوا۔ اور حقیقت حال عیاں ہو جانے سے ثابت ہو گیا کہ نزاع لفظی ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک مجلس میں اس پر بحث تھی کہ مزامیر بہت سے امراض کے لئے علاج ہیں۔ ایسی چیز منع کیوں ہو۔ میں نے کہا کہ یہ غور کرنا چاہیئے کہ مزامیر سے نفع کیوں ہوتا ہے۔ مزامیر سے آواز پیدا ہونیکی اصلیت یہ ہے کہ اون میں ایک قسم کی روح ہے۔ اُس کو آجکل لوگ بجلی کہتے ہیں اُس کو خاص صوت سے حرکت ہوتی ہے۔ اور اُس کی حرکت سے ہوا میں یا ہوا کی بھی بجلی میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ روح انسانی کو کچھ نہ کچھ جمادی روح سے مجانست ہے یا یوں کہیئے کہ بدن انسان میں بجلی ہے اس واسطے اُس کو بھی میلان خارج کی طرف ہو جاتا ہے اسی کا نام سرور اور انعاش حرارت غریزی ہے۔ اور چونکہ انسانی روح اشرف ہے اسواسطے روح انس اس ہوائی علاقہ سے کھچکر روح انسانی میں شامل ہو جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ روح انسانی میں رفتہ رفتہ کثافت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور وہ نورانیت نہیں رہتی جو انسانی روح میں ہونی چاہیئے۔ آثار اس کے یہ ہیں کہ علوم عالیہ سے مناسبت کم ہو جاتی ہے اور دناوت بڑھ جاتی ہے۔ افعال و عادات وغیرہ سب میں لطافت کی جگہ کثافت آجاتی ہے حتی کہ رفتہ رفتہ روح سے تجاوز کر کے جسم پر اثر پڑتا ہے۔ ایسے لوگوں کو امراض دموی اور صفراوی بہت کم ہوتے ہیں۔ بلغمی اور سب سے زیادہ سوداوی ہوتے ہیں۔ (اس کا تجربہ شاہد ہے کہ فی زمانہ دموی مزاج ہی باقی نہیں رہے۔ زیادہ تر سوداوی ہو گئے ہیں) تو یہ کہنا صحیح نہیں کہ مزامیر کسی مرض کا علاج ہیں۔ صرف تحریک روح پا کر جسے دوسرے لفظ میں سرور رکھا گیا۔ ایسا خیال کر لیا گیا ہے۔ ورنہ انجام ان کا افساد روح و بدن ہے بلکہ ٹھیک ماہیت جیسا کہ شراب میں ہے کہ نباتات کا سریع النفوذ مقطر جوہر روح میں شامل ہو کر تخلخل پیدا کر دیتا ہے۔ روح بوجہ زیادتی حجم خارج کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اسی کا نام انعاش حرارت غریزی ہے۔ اور اسی کو جاہل لوگ قوت سمجھتے ہیں۔ لیکن جو روح دماغ میں کام کرتی تھی اس میں اجنبی اجزاء شامل ہونے سے افعال میں اُن کا اثر آجاتا ہے۔ اور افعال انسانی نہیں رہتے۔ بمقدار اُن اجزاء کے افعال میں اختلال پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام نشہ ہے۔ چند روز تک پینے سے روح انسانی کثافت میں مستقر ہو جاتی ہے۔ اور اختلال افعال طبیعت ثانیہ

بنجاتا ہے۔ اور اُن علوم سے جو مناسب طبیعت انسانی ہیں بالکل اجنبیت ہو جاتی ہے۔ کہا تو جاتا ہے کہ شراب مقوی جملہ قوی ہے۔ اس کا تو مقتضیٰ یہ تھا کہ شرابیوں میں دماغی ترقی زیادہ ہوتی۔ مگر مشاہدہ اور آخری نتیجہ اس کے خلاف ہے۔ انگلستان میں جہاں شراب بہت باقاعدہ اور احتیاط سے پی جاتی ہے وہاں سے تحقیق سے ثابت ہوا کہ دیوانے زیادہ ہوتے ہیں۔ فی ۸۳ ایک دیوانہ کا اوسط ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ یہ سرور اور قوت دھوکہ ہے حقیقت اس کی صرف تخلخل روح ہے۔ اور درحقیقت لاشفاء فی الحرام بالکل صحیح ہے۔ ان چیزوں کے استعمال سے انسانی طبیعت بدل کر غیر انسانی بنجاتی ہے اور اخلاط میں بھی غلبہ سوداء کو ہو جاتا ہے۔ اس تقریر کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔ اور کہا بالکل ٹھیک ہے۔ جو لوگ اس کا خاص مشغلہ رکھنے والے ہیں۔ وہ سوداویت کا منبع ہیں۔ (کسبیان وغیرہ) اسی طرح بہت باریک باتوں میں بارہا تجربہ ہوا لیکن بڑا شکر اس کا ہے کہ قول اساتذہ کا کان میں پڑا ہوا تھا۔ کہ یہ باتیں قابل التفات نہیں۔ اس واسطے کبھی ان کو کچھ کمال نہیں سمجھا۔ اگر یہ حاصل ہوئیں الحمد للہ کہا اور نہ ہوئیں تو پروا نہ کی۔ مگر تقریباً تین برس کا عرصہ ہوا کہ قلب میں ان کی ضد پیدا ہوئی۔ اُس حالت محمودہ کا ہونا یا نہ ہونا تو کچھ قابل التفات نہ تھا۔ مگر ضد پیدا ہونے سے وہ بےچینی ہوئی کہ نعوذ باللہ اب یہ حالت تھی کہ بری باتوں میں بھلائی اور بھلائی میں بُرائی اسی طرح نظر آنے لگی جیسا پہلے اس کا عکس تھا۔ الحمد للہ کبھی مغلوب ہونے کی نوبت تو نہیں آئی۔ لیکن یہ ضرور تھا کہ اچھی بات مکرر سننے سے بھی مطلق اثر نہیں ہوتا تھا۔ اور بُری بات کی ہوا بھی لگ جانے سے اثر ہوتا اور اُس طرف طبیعت کو انجذاب بے اختیار ہو جاتا تھا۔ رسوم کفار کی خوبیاں اور ضرورت سائنس حال کی تحقیقات پر فریفتگی ہر بات میں نیچری خیالات کی طرفداری۔ حق بات کا قلب پر اثر نہ ہونا۔ اور باطل کا فوراً اثر ہونا۔ علی گڈھ کے طلبہ کی نظر میں وقعت اور اسلامی مدارس کے طلبہ کی کم وقعتی۔ امراء کی طرف انجذاب قلب۔ غرباء سے کشیدگی۔ عزت کی خواہش اور ضرورت بعض شرعی مسائل پر نعوذ باللہ اعتراض اور اُن کی ترمیم کی ضرورت۔ ترقی کے وہی معنی جو ابناء زمان لیتے ہیں۔ یہ سب باتیں بار بار ذہن میں آتی تھیں۔ اور اس درجہ مدلل اور واضح ہو کر بعض وقت شرح صدر کا سا مرتبہ ہوتا تھا۔ اور اس کے مقابل کا کوئی ثبوت ذہن میں نہ رہتا تھا۔ الحمد للہ کہ رہا یہ سب کچھ وسوسہ ہی کے مرتبہ میں اور اُس کو بندہ نے ہمیشہ خطرناک سمجھا۔ اور بالاختیار اُس کے دفعیہ کی اور انفعال

تک اُس کا اثر نہ آنے کی کوشش کی مثلاً سوائے علماء صلحاء کے عوام سے بھی ملنا ترک کیا ایک بات یہ عجیب دیکھی کہ اس حالت کو اغیار سے ملنے سے نقصان کم پہونچتا تھا ۔ اور شناساؤں سے زیادہ اس واسطے شناساؤں سے زیادہ عزلت کردی) حالانکہ یہ میرے پیشہ کے لئے مضر ہے ۔ اخبار کا دیکھنا بھی بالکل چھوڑ دیا ۔ آنے والوں سے کہہ دیتا کہ سوائے اپنی ضروری باتوں کے کوئی گفتگو نہ کریں ۔ اسی عزلت کی تکمیل کے لئے اچکن تک پہننا ترک کر کے طلبہ کی وضع اختیار کی ۔ کہ لوگوں کو خصوصاً امراء کو خود ہی کشیدگی ہو جاوے ۔ اس کا یہ اثر تھا کہ لوگ مولوی صاحب کہکر پکارنے لگے ۔ اور دیگر الفاظ میں تامل کرتے تھے ۔ پیشے کو جو کچھ اس سے ضرر پہونچنے کا احتمال تھا اُس کی پروانہ کی ۔ اس سے پہلے چونکہ قلب میں سلامت تھی اس وقت اگرچہ حالت معکوس تھی مگر باطل کی طرف میلان ہوتے وقت اتنی بات ضرور محسوس ہو جاتی تھی کہ یہ احساس اُس احساس کے خلاف ہے ۔ جو پہلے ہو چکا ہے ۔ لہٰذا اُس کی طرف سے خیال کو بالقصد پھیر لیتا تھا ۔ اور دوسرے کسی خیال میں لگ جاتا تھا ۔ اور جب کسی طرح وہ خیال نہ بھولتا تو کسی دنیاوی کام میں مثلاً خطوط نویسی یا بات چیت میں لگ جاتا تھا ۔ اور اگر اس سے بھی کچھ نہ ہوتا تو آخری علاج یہ تھا کہ دو رکعت نماز پڑھکر دعا مانگتا ۔ اللّٰہم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک بفضلہ تعالیٰ اس سے ضرور نفع ہوتا تھا ۔ کبھی آخری علاج یہ تھا کہ دل میں کہتا کہ حق تعالیٰ کے احکام کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں لانا ۔ نہ احکم الحاکمین بحمد اللہ یہ مضمون احقر کے قلب میں زمانہ طالب علمی سے ایسا بیٹھا ہوا ہے ۔ کہ گویا بداہت کا مرتبہ ہے ۔ اس میں کسی قسم کا خطرہ تک نہیں ۔ رسوم کفار کی اگرچہ معقول تردید اس وقت ذہن میں نہ آتی ۔ لیکن اُس کے فراموش کرنے کے لئے بالقصد اُس کے خلاف پر زبان سے تقریر کرتا ۔ ایجادات حال کو اپنے پاس نہ آنے دیتا ۔ حتی کہ گھڑی کو بلا ضرورت جیب میں نہ ڈالتا ۔ نیچرہ کی تصانیف سے بالکل اجتناب باوجود عدم تاثر عن الحق وعظوں میں ضرور شریک ہوتا ۔ علی گڈھ کے طلباء سے اگر ملاقات ہوتی تو بے التفاتی سے پیش آتا ۔ اور طلبہ مدارس اسلامی سے بتکلف ملتا اور اُن کے دکھ درد میں شرکت کرتا ۔ غرباء کو بتکلف امراء پر ترجیح دیتا ۔ بعض دفعہ اتفاق ہوا کہ ایک امیر آدمی کے یہاں بلایا گیا اور اُسی وقت ایک بیوہ عورت کے یہاں جانے کی ضرورت تھی

اول اُس کے یہاں گیا ۔ بعد ازاں وہاں جب جاہ کا ایک علاج یہ رہا کہ بعض جگہ کسی مشورہ کے لئے مجھکو اور میرے ہم پیشہ دوسرے کسی کو بھی بلایا گیا ۔ تو باوجود اس کی تجویز اپنے نزدیک خلاف اور غلط ہونیکے اسی کو ترجیح دی ۔ اور کام اُسی کے سپرد رکھا ۔ اگر بہت بیقاعدگی دیکھی تو اس کو مشورہ دیدیا ۔ مگر کام میں اپنا نام نہ آنے دیا ۔ اس سے اپنا مالی نقصان بھی ہوا مگر پروانہ کی بعض احباب کے ساتھ کبھی کبھی شکار کو جانیکا اتفاق ہوتا ہے فیر کرنے کا پہلا نمبر میرا ہوتا تھا ۔ اُس کو ہٹا کر اپنا نمبر سب سے اخیر رکھا ۔ امور شرعیہ میں جہاں کچھ اختراع کا وسوسہ پیدا ہوتا تھا ان کو بجبر قلب سے بُھلا دیا ۔ اور بے دلیل مان لیا اگر زیادہ ہجوم ہوا تو قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا اور کسی کام میں لگ گیا ۔ اس میں بفضلہ تعالیٰ پوری کامیابی رہی کبھی مغلوبیت کی نوبت نہیں آئی ۔ وسوسہ کا بھی ادنیٰ ہی درجہ رہا ہوگا ۔ اساتذہ کی صحبت سے یہ بات ذہن میں اچھی طرح بیٹھی ہوئی ہے ۔ کہ خدائے تعالیٰ حاکم مطلق ہیں ۔ کسی قانون اور کسی مصلحت سے مجبور نہیں ۔ ان واردات مذمومہ کے خطروں سے حفاظت کے لئے یہ سب علاج پابندی اور نہایت نگرانی کے ساتھ کئے ان میں اگر کچھ کوتاہی ہو جاتی تو استغفار سے کام لیتا ۔ مگر باوجود اس سب اہتمام کے قلب میں استعداد ان کی ایسی پیدا ہو گئی تھی ۔ کہ جب ذرا سی ان معالجات سے غفلت ہوئی تو معلوم ہوتا تھا کہ قلب ایمان سے خالی ہے ۔ اور جب ذرا سا بھی گناہ یا خلاف اولیٰ کوئی کام ہو گیا تو گویا یہ سب محنت رائگاں گئی ۔ اور قلب کی وہ حالت ہو گئی جو ایک گرم توے کی ہوتی ہے ۔ جس پر گیلا کپڑا رکھا گیا ہے ۔ کہ جب تک کپڑا گیلا ہے ۔ ٹھنڈا معلوم ہوتا ہے ۔ اور ذرا نمی کم ہوئی اور کپڑا تک بھی جل گیا ۔ اور وہ حالت حقیقت شناسی کی تو کوسوں دور ہو گئی جو اس سے پہلے تھی گو اس حالت کی تمنا تو تھی کیونکہ یہ شعر کان میں پڑا ہوا تھا ؎

گر بعلم آئیم ما ایوان اوست
در بجہل آئیم ما زندان اوست

مگر یہ اندیشہ تھا کہ نہ معلوم اس کا انجام کیا ہونا ہے ۔ اس اثنا میں بارہا جناب والا کا وعظ سننے کا اتفاق ہوا ۔ مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ مضامین دل کے اوپر سے گذرتے چلے جاتے ہیں ۔ اور مطلق اثر نہیں بلکہ ہر ہر مضمون کی تردید بالبدیہہ دل پر گذرتی جاتی اور اس کا اثر ہوتا اور باقی رہتا باطل کا اثر بد تو تھا ہی حق سے بھی یہ اثر بد ہی ہوتا تھا ۔ نعوذ باللہ منہ ۔ ایک مرتبہ احقر نے تھوڑی دیر ریل کا سفر جناب والا کے ساتھ کیا اور یہ حال مختصراً عرض کیا ۔ تو جناب نے

ارشاد فرمایا کہ تشویش کی بات نہیں یہ یا تو تحریش من الشیطان ہے یا کوئی حالت محمودہ بہت اعلیٰ درجہ کی پیدا ہونیوالی ہے۔ اور کوئی علم القا ہونیوالا ہے۔ اس سے بہت اطمینان ہوا۔ لیکن اس کو بھی عرصہ گذر گیا۔ اور وہ حالت کچھ بڑھتی ہی جاتی تھی حتیٰ کہ نعوذ باللہ دین اسلام ایک خیالی ڈھکوسلا دکھائی دیتا تھا۔ اور دیگر جملہ مذاہب اس سے کچھ نہ کچھ اچھے معلوم ہوتے تھے۔ ہندو مذہب کی خوبیاں ذہن میں آتی تھیں۔ (اب وہ ذرا بھی یاد نہیں۔) اور سب سے زیادہ دہریت حق معلوم ہوتی تھی۔ اور علیٰ قدر مراتب جملہ باطل فرقے حق کے مقابلے میں اچھے معلوم ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ سُنیوں سے شیعہ اور مقلدین سے غیر مقلدین اور مانعین بدعت سے بدعتی خاصکر اہل تصوف سے زیادہ اجنبیت تھی مگر الحمد للہ اتنا ہوش تھا۔ کہ میرا مذاق منعکس ہوگیا ہے۔ اس واسطے یہ یقین کرلیا تھا کہ جو اس وقت جتنا بُرا نظر آتا ہے وہ اتنا ہی اچھا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل گذارش ہے کہ اس حالت کو تین چیزوں سے بڑا فرق ہوتا تھا۔ تہجد سے اور تلاوت قرآن سے خواہ کیسی ہی سرسری اور بے توجہی کے ساتھ کیوں نہ ہو اور جناب والا کی صحبت سے جس روز تہجد یا تلاوت قضا ہوجاتی تو میری موت تھی۔ اور چوتھی نہایت مفید چیز شجرہ مشائخ چشتیہ پڑھنا تھا۔ اس کے پڑھتے ہی ایک عجیب حالت ہوتی تھی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ دل پر سے کوئی چیز چھیل دی گئی۔ اور وہ خیالات سب کے سب کچھ دیر کے لئے زائل ہوگئے۔ میں اس حالت کو بیان اس سے زیادہ نہیں کرسکتا۔ کہ دنیا سے ایک دم بے رغبتی ہوجاتی تھی۔ اس حالت میں تقریباً تین سال گذر گئے۔ بزرگوں سے یہ سُنے ہوئے تھا کہ واردات کا کچھ اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ نہ اچھے کا نہ بُرے کا اسواسطے گونہ اطمینان تھا۔ لیکن کتاب امداد السلوک میں ایک دفعہ نظر پڑا کہ وساوس کی مثال تبخیر کی سی ہے کہ بہت پریشان کرنے والی چیز ہے۔ لیکن خود کوئی مرض نہیں نہ اس کے انسداد کی تدبیر سے کچھ نفع ہوسکتا ہے۔ اس کے لئے مادہ ہوتا ہے۔ جس سے یہ پیدا ہوتی ہے تاوقتیکہ اس کا اخراج نہ ہو یہ موقوف نہیں ہوسکتی اور اس مادہ کی تلاش اور اخراج میں سعی کرنا مردان خدا کا کام ہے۔ اس تحریر کے بموجب ان خطرات کے مواد کی تلاش میں سعی کی مگر جن جن چیزوں سے نقصان پایا باوجود ان کے ترک کے نفع عاجل کے سوا کچھ نہ تھا اس سے یہ وحشت ہوئی کہ آخر کیا ہونا ہے۔ کیا میری ترقی کی راہ مسدود ہی ہوگئی۔ اگر ایسی حالت میں موت آگئی تو کیسی ہوگی۔ ایک مرتبہ ایک مہینے کے قریب شیعوں کی صحبت

رہی اُس سے یہ حالت بہت ترقی کر گئی۔ حتی کہ آثار ضعف اعضاء میں ظاہر ہونے لگے۔ ریل کی آواز سے اختلاج محسوس ہوتا تھا۔ اس کے بعد میں ایک دن کے لئے ڈپٹی خواجہ عزیز الحسن صاحب کے یہاں مقیم ہوا۔ معلوم نہیں ان کی ایک دن کی صحبت سے کیا اثر ہوا کہ بہت سکون ہوا یہ اختلاج وغیرہ مطلق نہ رہا۔ یہ سکون کچھ دنوں تک باقی بھی رہا مگر پھر وہی۔ میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا کرتا تھا۔ کہ یا اللہ یہ وہی نظر ہے جو ہر چیز کو سیدھا دکھاتی اور تہ تک پہنچ جاتی تھی۔ یا اب بالکل برعکس کام کرتی ہے۔ مخلوط باتوں میں سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دیتی تھی۔ یا اب الگ کرنا تو درکنار پانی کو دودھ اور دودھ کو پانی دکھاتی ہے۔ اس اثنا میں پھر ایک مرتبہ میں نے بمقام تھانہ بھون حضور عالی میں اپنی یہ حالت عرض کی۔ تو جناب والا نے پوچھا کہ کیا کسی جدید کتاب کے دیکھنے کا اتفاق ہوا یا کوئی صحبت بُری رہی میں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں۔ میں تو حتی الامکان ان سے بالقصد اجتناب کرتا ہوں۔ اخبار تک نہیں دیکھتا۔ ذرا تامل کر کے جناب نے فرمایا اس کی وجہ لطافت طبع معلوم ہوتی ہے اور انشاء اللہ عنقریب یہ حالت از خود رفع ہو جاویگی۔ اس ارشاد والا سے بہت تسلی ہوئی۔ اس کو غالباً سات آٹھ ماہ ہوئے ہوں گے۔ تھوڑے عرصہ تک اطمینان رہا۔ بعد ازاں پھر وہی سودا شروع ہوا۔ اس وقت میں نے یہ احتیاط کی کہ اپنے فہم کو بالکل غیر معتمد قرار دیا حتے کہ کوئی فقہی مسئلہ بھی پوچھتا تو کسی دوسرے سے پوچھنے کو کہدیتا۔ گانے کے متعلق جو کتاب بندہ نے لکھی ہے وہ اُسی زمانہ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس پر بندہ کو اس وجہ سے اطمینان نہیں کہ یہ زمانہ تقلب فہم کی لکھی ہوئی ہے۔ خدا جانے کیا حق ناحق قلم سے نکل گیا ہو۔ بہت سی جگہ اس میں نشان لگا دیئے ہیں جہاں کھٹکا ہوا کہ یہ مضمون غلط ہے اسی ضرورت سے جناب والا کو مذہبی حصہ اُس کا کل سنایا تھا۔ بندہ کا ارادہ اس کا طبی حصہ سنانے کا بھی تھا مگر زیادہ حرج اوقات مناسب نہ سمجھا۔ بایں خیال کہ اگر طبی مضمون میں غلطی بھی ہوگی تو کونسا گناہ لازم آجائیگا۔ اُس حالت کے تفصیلی واقعات کہاں تک عرض کروں۔ وعظ سننے اور کتاب دیکھنے سے بچتا تھا۔ کہ جو اچھی بات کان میں پڑتی ہے اُس سے اور زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ کبھی بُری سے بُری بات بھی سنکر نفع ہی ہوتا تھا۔ کئی مرتبہ جناب والا کے وعظ سننے کا اتفاق ہوا جن کا یہ اثر ہوتا کہ وہی پرانی باتیں ہیں جو مولوی لوگ کہا کرتے ہیں۔ میں اُس حالت کو مختصراً ظاہر کر سکتا ہوں۔

تو بس اس طرح کہ جذبات محسن الملک اور دیگر اہلِ دُنیا کے قلب میں تھی۔ وہی میرے دل میں اُتر آئی تھی۔ ہاں اتنا فرق تھا کہ بفضل خدا دعائے بزرگان میں اُس سے مغلوب نہ ہونے پایا۔ جیسے وہ لوگ ہوگئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک اتنا ہوش برابر رہا کہ یہ حالت حالت منکسرہ ہے جہل مرکب سے بچا رہا۔ بہت سوچا کہ کس معصیت کا یہ وبال ہے۔ مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا اب ایک نیا کرشمہ سُنئے۔ جناب والا کا ایک وعظ مسجد خیر نگر میرٹھ میں اس آیت پر ہوا۔ انما الحیوۃ الدنیا لعب ولہو وان تؤمنوا وتتقوا یؤتکم اجورکم ولا یسئلکم اموالکم جس میں بخل کی مذمت اور ترکِ چندہ کی تحریک تھی۔ بندہ کی عادت ہمیشہ یہ ہے۔ کہ بیان کو اپنے حالات پر منطبق کرتا جاتا ہے۔ جو حال بیان کے خلاف پایا اُس کو خصوصیت کے ساتھ ذہن میں محفوظ کر لیا۔ باقی مضامین معمولی طور سے سُن لئے اگر ایسی باتیں زیادہ ہوگئیں تو ان میں سے جتنی محفوظ ہو سکیں کر لیں۔ باقی کو چھوڑ دیا۔ اس نظر سے کہ ساری کے پیچھے آدھی بھی نہ جاتی رہے۔ بنا بریں اس وعظ میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ مجھ میں صفت بخل ہے۔ اُس کو اس وقت اچھی طرح محفوظ کر لیا۔ اور کئی دن تک غائر نظر سے تحقیق کیا۔ تو ثابت ہوا کہ یہ خیال صحیح ہے۔ اور بخل معمولی نہیں حد افراط تک پہونچا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ پہننے کے کپڑے صدقہ کرنا تو درکنار خود پہنتے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ پہنونگا تو میلے ہو جاوینگے۔ گو اس خیال کا اثر عملاً ظاہر نہ ہوتا ہو۔ لیکن یہ خیال آتا ضرور تھا۔ اُس کو ہمیشہ ایک معمولی بات سمجھا کیا۔ اب آنکھ کھلی کہ یہ وہ شعبۂ بد ہے کہ جو جہنم میں جڑ رکھتا ہے۔ کپڑا اگر کوئی محتاج مانگتا تو سخت گراں گذرتا۔ بلکہ دوسرے کسی کو دیتے دیکھتا تو تعجب ہوتا۔ جب کوئی چندہ دینا پڑتا تو گو یہ نہ ہوا کہ دیا نہ ہو مگر ناگوار ضرور ہوتا اس کو میں غلطی سے یہ سمجھتا رہا کہ باعث زیادتی ثواب ہے۔ کہ باوجود ناگواری کے دیتا ہوں اس کی طرف کبھی خیال نہ کیا کہ اس کا منشا بخل ہے۔ زیور کی زکوٰۃ واجب فی الذمہ تھی اور دو برس سے آل ٹال رہی۔ جسکی وجہ صرف سہل انکاری ہے۔ غرض غور سے ثابت ہوا کہ صفت بخل میرے اندر موجود ہے۔ وعظ مذکور کے سُننے کے بعد میری حالت میں ایک ایسا تغیر پیدا ہوا جو میرے بیان میں نہیں آتا۔ اضطراب قلب عجیب طرح کا عارض ہوا۔ اور یہ معلوم ہوا کہ قلب ایمان سے خالی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی محسوس ہوتا تھا کہ یہ حالت اس سے پہلی حالت سے ضرور اچھی ہے۔ اگر اس کی مثال میں دے سکتا ہوں تو وہ یہ ہے کہ جیسے ایک سرسام کے مریض کا تنقیہ کیا جاوے تو اس کا اختلال حواس وغیرہ جاتا رہتا ہے۔ مگر ضعف

بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور اُٹھنے بیٹھنے سے بھی مجبور ہو جاتا ہے۔ اس سے خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ اوسکو آرام نہیں ہے مگر درحقیقت یہ ضعف اُس قوت سے اچھا ہے جس سے وہ اُٹھ اُٹھکر بھاگتا تھا۔ اس ضعف کی حالت میں اس کی طبیعت دمبدم بحال ہوتی جاتی ہے۔ اور افعال صحیح ہوتے ہیں۔ گو ناقص ہیں۔ ایسے ہی مجھکو یہ محسوس ہوتا تھا کہ نعوذ باللہ قلب ایمان سے خالی ہے۔ مگر جانے کیا بات ہے۔ کہ طبیعت اندر سے کھلتی جاتی ہے اور یہ حالت اُس حالت سے ضرور اچھی ہے۔ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ اُسی فساد ذوق کا کوئی شعبہ ہے۔ یا اس کی کچھ اصلیت ہے۔ غرض اُسی قول بزرگان کو یاد کر کے کہ واردات کا کچھ اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ اُس کے حُسن و قبح سے قطع نظر کر کے یہی قرار دیا کہ بلا سے قلبی حالت کچھ بھی ہو مرض بخل سے نجات حاصل کرنا ضرور ہے اس میں اختیار کو دخل ہے۔ اس کا میں مکلف ہوں۔ اور اُس کے علاج کی طرف متوجہ ہوا۔ اور تبکلف خرچ کرنا شروع کیا۔ خانگی اخراجات میں تنگی کر کے زکات ادا کرنا شروع کی تھوڑے ہی دنوں میں پچاس روپے نکال دئے۔ اتفاق سے جنگ روم و بلقان کا زمانہ تھا۔ اس سب رقم کی تملیک کر کے اس چندہ میں دلوادی۔ کچھ روپیہ اس سے پہلے میں دیچکا تھا۔ یہ سب ملا کر سو روپیہ کے قریب ہو گئے۔ جس دن زکوٰۃ ادا ہو چکی یکلخت یہ معلوم ہوا کہ وہ کیفیت قلبی ایسی پلٹ گئی جیسا کسی کی آنکھ موتیا بند کے پانی سے اندہی ہو گئی ہو۔ اور وہ برسوں تک نابینا رہ کر بصارت سے ناامید ہو چکا ہو پھر ایک دم ڈاکٹر اُس کی آنکھ میں سے پانی نکالدے یہ بلا مبالغہ نیا جنم اس کو نصیب ہو جاتا ہے اور بجائے اندہیرے کے نور کے عالم میں آجاتا ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ قلب میں مطلق تشویش نہیں اور ایک سکون محض ہے۔ سب باتیں سیدہی سمجھ میں آتی ہیں۔ مگر ایک قسم کا تکان ضرور ہے۔ جیسے کہ سرسام کے مریض کو بحران جید ہو کر ایک دم صحت ہو جاوے۔ کہ اس کے افعال میں صلاحیت تو پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر ضعف رہتا ہے۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی حالت گو اچھی حالت ہے لیکن اس سے گونہ اجنبیت ہے۔ جیسے کہ کسی کی کوئی چیز عرصہ سے کھوئی ہوئی ایک دم مل جاوے۔ تو اس کو اس کے پہچاننے میں قدرے تامل ضرور ہوتا ہے۔ یا جیسے کوئی سخت اندہیرے میں دیر تک رہنے کے بعد یک لخت روشنی میں نکل آوے تو اس کی آنکھ خیرگی کرنے لگتی ہے۔ اول تو یہ خوف ہوا کہ یہ کوئی اور اُس سے بھی بدتر حالت نہ ہو جس کو میں نے پہچانا نہ ہو۔ مگر دو ایک دن کے بعد بداہتہً محسوس ہوا کہ انشاء اللہ یہ حالت محمودہ ہی ہے۔ تاہم میں نے کچھ نفلیں پڑھکر اور

سو مرتبہ درود شریف پڑھکر دعا مانگی رَبِّ[1] اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا ○ اور اس خوف سے کہ مبادا کسی غلطی میں نہ پڑجاؤں میں نے چندہ اس کی طرف التفات نہیں کیا۔ ہاں یہ غور کرتا رہا کہ یہ نفع کس چیز سے پہونچا۔ بعد غور بسیار یہی سمجھ میں آیا کہ وہ وبال تاخیرِ زکوۃ اور بخل کا تھا۔ اور زکوۃ ادا ہونے سے حق تعالیٰ نے یہ فضل کیا اور اُس وقت اس آیت کے معنی سمجھ میں آئے۔ [2] وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كَافِرُوْنَ ○ اس کے شکریہ میں میں نے پچاس روپے اور ترکی چندہ میں دینے کا قصد مصمم کرلیا اور اگرچہ صدقہ میں اخفاء افضل ہے مگر اس چندہ کے لئے اعلان کو زیادہ اچھا سمجھا۔ تاکہ تحریک و تحریض ہو۔ اور ایک تقریب میں بجائے دیگر اخراجات مروجہ کی یہ رقم اظہار کیساتھ دی اور اہل جلسہ سے کہا کہ میں تقریب میں یہ رقم اسواسطے دیتا ہوں کہ آپ لوگ بھی تقریبات میں اس کو رواج دیں۔ اس وقت میرے عزیز و اقارب اور ہم پلہ لوگ وہ موجود تھے جن کو معلوم تھا کہ میں عسرت سے بسر کرتا ہوں۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ ان کے سامنے یہ رقم چندہ میں دینے سے ان کو یہ خیال ضرور ہوگا کہ یہ مالدار ہے۔ اور ہم سے اخفار کرتا رہا ہے۔ نیز یہ خیال ہوا کہ اس وقت یہ رقم میرے پاس موجود بھی نہیں ہے۔ واجب فی الذمہ کرلینا ٹھیک نہیں۔ ادا ہو یا نہ ہو۔ میرے یہ لوگ شاید تعریف کریں اور اس سے عجب پیدا ہو۔ لیکن میں نے کہا کہ جب میں دل میں نیت کرچکا ہوں تو اس کے خلاف کرنا کہیں اس کا مصداق نہ ہوجاوے۔ [3] وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ○ اور آج خدا خدا کرکے جس قید سے میں نکلا ہوں کہیں اس میں پھر نہ پھنس جاؤں۔ اور معاملہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ صاف ہونا چاہیے۔ عزیز و اقارب مالداری سمجھیں گے تو کیا اور عجب وغیرہ سب نفس کی شرارتیں اور تخویفات ہیں۔ اس وقت اگر چوک گیا تو سوائے ندامت کے اور کچھ نہ ہوگا۔ تحریک چندہ ترکی کا امر کیسے پورا ہوگا۔ غرض ان سب مواقع کو خداع نفس سمجھکر

---

[1] ترجمہ: اے اللہ داخل کر مجھکو داخل کرنا سچائی کا اور نکال مجھکو نکالنا سچائی کا۔ اور کر میرے واسطے غلبہ امداد دینے والا۔ [2] اور خرابی ہے مشرکین کے لئے جو زکوۃ نہیں دیتے۔ اور وہ آخرت کے منکر ہیں ۱۲۔ [3] یہ آیت بعض منافقین کی شان میں ہے۔ ترجمہ یہ ہے۔ بعض ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے خدائے تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہم کو مال عطا کریگا تو ہم خیرات کریں گے۔ اور نیکوکار رہینگے۔ پس جب ان کو خدائے تعالیٰ نے مال دیا تو انہوں نے بخل کیا۔ اور منہ پھیر کر چلے گئے۔ لہذا خدائے تعالیٰ نے اس کی پاداش میں ان کے دلوں میں نفاق ڈالدیا اس وقت تک کہ جب وہ خدائے تعالیٰ سے ملیں گے۔ (یعنی وفات کے وقت تک)۔ اس وجہ سے کہ خدا کے ساتھ عہد شکنی کی اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے۔

اور مَن یَّتَّقِ اللّٰہ[1] یَجعَل لَّہٗ مَخرَجاً وَّیَرزُقہُ مِن حَیثُ لَا یَحتَسِبُ پر نظر کر کے بلا پس و پیش اعلان کے ساتھ پچاس روپیہ اپنے ذمہ کر لیا۔ اس میں قدرتی بات یہ پیش آئی کہ جب لوگوں نے دیکھا کہ نئی بات ہوئی اور چندہ کے لئے مفید ہے تو اکثر نے واہ واہ کی جس سے عجب کے خیال کی تصدیق ہوئی جو مجھے خیال ہوا کہ کسی تقریب میں دس پانچ روپے سے زیادہ ترکی چندہ میں کوئی نہیں دیتا۔ میں نے پچاس کی رقم دی اگرچہ میں نے اس خیال کی مطلق پرواہ نہیں کی اس وجہ سے کہ یہ خیال عارض بعد الاعطار تھا نہ کہ مبنی اعطار کا۔ مگر شکر خدا ہے کہ قدرتی علاج اس خیال کا بھی پیدا ہوا وہ یہ کہ اسی وقت مجمع میں سے ایک شخص بولے یہ کوئی بات نہیں۔ ابھی ایک قصبہ میں ایک رئیس کے یہاں کوئی تقریب تھی۔ جس میں مٹھائی کا خرچ پانچسو روپیہ تخمینہ کیا گیا انھوں نے مٹھائی کو مطلقاً موقوف کر کے پورا پانچسو روپیہ ترکی چندہ میں دیدیا۔ نیز ایک قدرتی علاج یہ پیدا ہوا کہ اُسی وقت ایک بیوہ عورت نے پندرہ روپے بھیجے۔ ان دونوں رقموں کے سامنے میری رقم کچھ بھی چیز نہ تھی۔ کمّاً اور کیفاً میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ کہ اس کے بعد غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اب بخل بہت کم ہے۔ اور جس طرح طبیعت خرچ کرنے سے رُکا کرتی تھی۔ اب نہیں رُکتی۔ ایک روز میں مسجد سے آتا تھا ایک شخص نے سوال کیا کہ میں ننگے پاؤں ہوں میں نے فوراً اپنے پیر کا جوتہ اُس کو دیدیا۔ اور غور کیا کہ طبیعت رکتی ہے یا نہیں سو اب الحمد للہ رکاوٹ نہ تھی۔ ایسے متعدد موقعوں پر طبیعت کا امتحان کیا۔ اب وہ بات نہیں ہے اور اگر کچھ بخل باقی رہا بھی ہوگا تو میں اس سے انشاء اللہ غافل نہیں ہوں۔ ایک علامت فارق بین الصحۃ والسقم بندہ کے ذہن میں حرص طعام تھی۔ بموجب حدیث شریف المومن یاکل فی معاً واحد والکافر یاکل فی سبعۃ امعاءٍ بہت جگہ غور کر کے دیکھا جس قوم میں کھانیکے انواع متنوع اور اہتمام زیادہ پایا اُن کی حالت کبھی اچھی نہیں پائی۔ علیگڈہ کالج اور مدارس اسلامیہ میں اس میں بین امتیاز موجود ہے۔ ایک سفرائی بیرسٹر سات سو روپیہ ماہوار کھانے میں خرچ کرتا ہے بندہ نے بہت دفعہ غور کیا۔ حالت سابقہ میں کھانیکی حرص اور اُس کے اہتمام کی ضرورت گویا بداہتہ کے مرتبہ میں ذہن میں آتی تھی اور اُن صلحاء پر ایک گونہ اعتراض رہتا تھا۔ جن کے قصے قلت اکل کے مشہور ہیں۔ جیسے خواجہ علاء الدین صابر رحمۃ اللہ علیہ اس سے بندہ جانتا تھا کہ قلب میں کفر کا تخم ہے۔ الحمد للہ اب وہ نہیں ہے۔ اب اگر دسترخوان پر پلاؤ قورمہ اور

---

[1] جو کوئی خدا سے ڈریگا تو نکالیگا خدا تعالیٰ اُس کے واسطے کوئی سبیل اور رزق دیگا اس جگہ سے کہ اسکو گمان بھی نہ ہوگا۔ مسلمان ایک آنت

وال دونوں چیزیں ہوں تو دونوں یکساں سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور طبیعت شکم سیر ہونے سے کم کھانیکو ترجیح دیتی ہے۔ اب وہ وجوہات بھی یاد نہیں جو اس وقت میں کثرت اکل کے لئے ذہن میں تھیں۔ الغرض جب سے بندہ کی زکوۃ ادا ہو گئی حالت بھی پلٹ گئی۔ اب بحمد للہ بات سیدھی سمجھ میں آتی ہے اور اچھی اچھی اور بری بری معلوم ہوتی ہے۔ اہل علم کی طرف رغبت اور امراء سے بے رغبتی ہے۔ اب بری صحبت یا اخبار بینی سے بھی وہ اثر نہیں ہوتا جو پہلے ہوتا تھا۔ بلکہ بری صحبت سے بھی بعض دفعہ اچھی بات حاصل ہو جاتی ہے (اس کے معنی یہ نہیں کہ اب میں بری صحبت سے بچنے کو ضروری نہیں سمجھتا۔ ضروری پہلے سے بھی زیادہ سمجھتا ہوں۔ یہ امر واقعی کا بیان ہے) کہ پہلے کبھی اگر بے اختیار بھی صحبت بد کا اتفاق ہو جاتا تھا۔ تو بجلی کی طرح اثر بد سرایت کر جاتا تھا۔ اور اس پر اپنا اثر تو کہاں اس سے متاثر نہ ہونا بھی ناممکن تھا۔ اور اب بحمد اللہ صحبت بد سے ایسا نہیں ہوتا۔ تاثر تو بالکل نہیں ہوتا۔ کبھی اپنا ہی اثر آجاتا ہے۔ اور طبیعت حق بات کو لے لیتی۔ اور باطل کو چھوڑ دیتی ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے اس کا عکس ہو گیا تھا۔ تو اب بحمد اللہ وہ حالت عود کر آئی جو اس بری صحبت سے پہلے تھی۔ مع اپنے اضافہ کے کہ پہلے شر کا علم نہ تھا اب شر کا علم بھی ہے۔ وبضدها تعرف الاشياء ومن لا يعرف الشر من الناس يقع فيه۔ اس تطویل سے اپنا یا جناب والا کا وقت ضائع کرنا مقصود نہیں۔ تین ضرورتوں سے اس کی جرأت کی گئی ایک یہ کہ اس خوشی میں جس کو میرا دل ہی جانتا ہے۔ آپ جیسے مربی کو کیسے شریک نہ کروں کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست اور مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ کو کس طرح بھول جاؤں میں بے رو و ریا عرض کرتا ہوں کہ جناب والا کا شکریہ میں اس سے زیادہ ادا نہیں کر سکتا ؎

از دست گدائے ناتواں یا بد ہیچ   جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند

وہ وقت بھی مجھکو یاد ہے جبکہ زیادہ پریشانی ہوتی تھی۔ اور کچھ بن نہیں آتی تھی تو بے اختیار یوں دعا مانگتا تھا۔ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي بحق اشرف علی وبحق امداد اللہ وبحق رشید احمد وبحق اولیاءک وبحق حبیبنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسری ضرورت یہ ہے کہ مجھکو بتلایا جاوے یہ خیال میرا صحیح ہے یا نہیں۔ کہ ایتاء زکوۃ اس کا سبب تھا ایسا نہ ہو کہ سبب کچھ اور ہو جس کی مجھے خبر نہ ہو اور یہ نفع عارضی ہو اور بوجہ بقا سبب مرض پھر عود کر آئے۔ تیسری ضرورت یہ ہے کہ بندہ کو خیال ہوا ہے کہ جب زکوۃ کا ادا نہ ہونا جو ایک عمل ظاہری ہے یہ اثر رکھتا ہے۔ تو اعمال

قلبی جو اس سے بہت زیادہ موکد ہیں کیا اثر رکھتے ہوں گے ۔ میں جناب والا کا دامن پکڑتا ہوں ۔ کوئی طریقہ ایسا تبلایا جائے کہ میں معلوم کرلوں کہ کیا کیا مرض میرے اندر موجود ہیں ۔ اور اُن کے علاج کیا ہیں تاکہ اُن کے دفعیہ کی کوشش کروں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنا عیب اپنے آپ کو نظر آنا مشکل ہے اور اقران اور رفقا کی عادت ہے کہ کسی بات پر تعریف تو مُنہ پر کردیں لیکن عیب ظاہر نہیں کرتے ۔ وہ اپنے نزدیک اس کو عیب پوشی سمجھتے ہیں ۔ اور میرے نزدیک یہ دوستی نہیں ترکِ اصلاح ہے کوئی شاذ نادر ایسا بھی رفیق ملا جس نے مجھکو کسی بات پر ٹوکا اور میں نے غور کیا تو وہ عیب واقعی مجھ میں موجود تھا اور اس کی اصلاح کرلی ۔ میں نے رفاقت حقیقی اسی کو سمجھا ۔ جب اقران اور رفقاء کی یہ حالت ہے تو اپنا عیب کیونکر معلوم ہو ۔ اس کے لئے میں نے قرائن سے لوگوں کے خیالات اپنی طرف معلوم کئے ۔ کہ گو مُنہ پر نہ کہیں لیکن درحقیقت اُن کے خیالات کیا ہیں ۔ تو بعض لوگوں کا خیال تو میری نسبت یہ ثابت ہوا کہ مجھکو متکبر سمجھتے ہیں ۔ یہ خیال بعض میرے عزیز واقارب کا ہے ۔ میں نے اس میں جہاں تک غور کیا تو یہ ثابت ہوا کہ اس کی اصلیت کم گوئی اور کسی کی شکوہ وشکایت میں شامل نہ ہونا اور اپنے معمولات کی پابندی میں اتنا اختلاط لوگوں سے نہیں ہوسکتا جتنا وہ چاہتے ہیں ۔ اور کسی کے بُرے بھلے میں پڑنے کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ کسی کی بیجا شکایت کو صحیح کہو یا اُس کی مخالفت کرو ۔ صحیح کہنا جھوٹ ہے اور کسیکی غیبت یا بہتان کو متضمن ہے ۔ اور مخالفت اگر اپنے برابر کے ساتھ ہے تو عادۃً بے سود ہے ۔ اور اگر اپنے بڑے کے ساتھ ہے تو بے سود ہونیکے ساتھ ترکِ ادب بھی ہے ۔ اور مخالفت کی صورت میں بھی بات کہیں سے کہیں پہنچکر غیبت اور بہتان ۔ اور بہت سے مفاسد تک پہونچ ہی جاتی ہے اور اس عرصہ میں چونکہ تجربہ ہوا کہ شناساؤں سے اُس حالت منکسرہ کو زیادتی ہوتی تھی ۔ اور اغیار سے نقصان کم پہونچتا تھا ۔ اس وجہ سے بھی شناساؤں سے بانسبت علیحدگی رہی ۔ اس وجہ سے اُن کو یہ خیال ہوا مگر میں نے اس کی زیادہ پروا نہیں کی ۔ اس وجہ سے کہ اصلیت اس کی یہ سمجھ چکا ہے ۔ اور زبان کسیکی کہاں تک پکڑی جاسکتی ہے ۔ اُن سے علیحدگی میں اس سے زیادہ کیا نقصان ہے ۔ کہ متکبر کہہ لینگے ۔ اغیار سے چونکہ نقصان کم پہونچتا ہے اس وجہ سے اُن سے بولنے چالنے ملنے میں فراخ دلی رہتی ہے ۔ اس واسطے یہ لوگ مجھکو متکبر نہیں کہتے ۔ بلکہ غربا مجھ سے زیادہ مانوس ہیں بعض لوگ ایسے بھی موجود ہیں جن سے مجھکو بارہا تکلیف پہونچی ۔ مگر میں نے اُن کی کبھی بُرائی تک بھی نہیں کی وہ میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور میں اُن کے

پیچھے برابر نماز پڑھتا ہوں۔ غرض اغیار مجھکو متکبر نہیں کہتے۔ نہ معلوم کونسا خیال صحیح ہے۔ یہ تو ایک ایسا مرض ہوا جس کی نسبت لوگوں کا خیال ہے کہ مجھ میں ہے اور میرا خیال ہے کہ نہیں ہے، اور ایک مرض ایسا ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ مجھ میں نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ ہے۔ وہ مرض حسد ہے۔ جب کسی کو اپنے اقران میں سے کوئی نعمت ملتے دیکھتا ہوں تو کسیقدر ناگوار ہوتا ہے؛ یہ خیریت ہے کہ فوراً یہ بھی محسوس ہو جاتا ہے کہ یہ حسد ہے۔ اور اس کا علاج میں یہ کرتا ہوں کہ بجائے اس کے میں اُس نعمت کے اوس شخص کو حاصل ہونے میں مخل ہوں اگر میرے اختیار کو کچھ دخل ہو تو اُس کے واسطے اُس کے حصول میں ساعی ہو جاتا ہوں۔ اس حد تک کہ میرا کچھ نقصان اور حرج بھی ہو جاوے۔ ابتک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس میں میں نے نفس سے دھوکا کھایا ہو تاہم خیال ہے کہ دل پر اتنا بھی اثر کیوں ہوتا ہے۔ اگر یہ حسد ہے تو اس کا کوئی معقول علاج ارشاد ہو۔ اس قبیل سے ایک مرض احقر میں عجب ہے جو لوگوں کو معلوم نہیں۔ اور مجھے معلوم ہے۔ جب کوئی کام اپنے ہاتھ سے اچھا بنجاتا ہے تو خواہ مخواہ دل چاہتا ہے کہ کوئی دیکھے اور تعریف ہو۔ اس کا علاج تو حتی الامکان کرتا ہوں۔ مگر بعض صورتیں ایسی پیدا ہو جاتی ہیں کہ علاج سمجھ میں نہیں آتا مثلاً میرا ایک ہم پیشہ جب کام میں غلطی کرتا ہے اور میں صحیح کرتا ہوں۔ تو ضرور اپنی طرف اچھا خیال ہوتا ہے اور جبکہ بداہتہ وہ غلطی کر رہا ہے تو اپنے کام کو غلط اور اُس کو صحیح کیسے کہدوں۔ اتنا جب بھی کرتا ہوں کہ اگر میرا ہم پیشہ مشورہ میں شریک کیا گیا۔ اور اُس سے غلطی ہوئی تو اگر زیادہ فاش غلطی نہ ہو جس سے صریح نقصان کا اندیشہ ہو تو اپنے کام کو غلط اور اُس کو صحیح کہتا ہوں۔ اور خود دستکش ہو کر کام اُس کے سپرد رکھتا ہوں۔ یہ میرے پاس انتہائی علاج ہے۔ اس میں مالی نقصان بھی ہوتا ہے مگر اُس پر بھی خیال یہ ہے کہ جب اپنے کام کو صحیح اور اُس کے کام کو غلط قرار دے لیا تو عجب تو ہو ہی گیا۔ مالی نقصان بھی ہوا۔ اور اصل علت باقی رہی۔ ان چند امراض کا حس تو مجھکو ہوا ہے و علم الامراض عند طبیبہا۔ میں جناب والا کی ذات پر بڑا بھروسہ رکھتا ہوں اس مرتبہ بھی کہتا ہوں کہ انشاء اللہ عنقریب تھانہ بھون حاضر ہونگا۔ یہ میری حاضری صرف زیارت کیلئے نہ ہوگی بلکہ طالبعلمانہ ہوگی ارادہ عید الفطر کے قریب حاضری کا ہے زیادہ تردد عریضہ ہذا ہی کے لکھنے میں لگی۔ اس وقت جو کچھ الٹا سیدھا خیال میں آتا گیا قلمبند کر کے روانہ کرتا ہوں عبارت و ارتباط سے قطع نظر فرما کر ملاحظہ فرماویں اپنے بُرے حالات کے اظہار سے بھی شرم آتی ہے مگر کیا کروں نتوان نہفتن درد از طبیباں ؎

نانکہ تو ہر خار را گلشن کنی
دیدہ ہر کور را روشن کنی

وھا انا اختم الکلام واقتصر علی السلام وافوض امری اللہ الملک العلام والصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام وآلہ واصحابہ الکرام۔

۱۵؍ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ از میرٹھ۔

الجواب:۔ بعد حمد و صلوٰۃ جواباً عرض ہے کہ مقصود اصلی طریق میں صرف رضا اور قرب حق ہے۔ اور جتنے امور کو ان میں دخل ہے وہ بقدر دخل کے مامور بہ ہیں۔ اور درجہ دخل کا بتلانا فرض درجہ شارع کا ہے۔ خواہ صراحۃً بتلائیں یا دلالۃً جس کا ظہور قیاس صحیح سے ہوتا ہے۔ اور اسی جگہ سے کہا گیا ہے القیاس مظہر لا مثبت۔ اسی طرح مجتنب عنہ اور مذموم اصلی سخط و بعد عن الحق ہے۔ اور جتنے امور کو اسمیں دخل ہے وہ بقدر دخل کے منہی عنہ ہیں۔ خواہ صراحۃً یا دلالۃً جیسا اوپر مامور بہ میں مذکور ہوا۔ ایک مقدمہ قابل استحضار کے یہ ہے۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ جتنے امور کو قرب یا بعد میں دخل ہے وہ سب امور اختیاریہ ہیں۔ ان میں کوئی امر غیر اختیاری نہیں۔ اور یہی معنی ہیں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا[1] کے۔ تیسرا مقدمہ یہ ہے کہ امور اختیاریہ عام ہیں امور ظاہرہ قالبیہ و باطنہ قلبیہ کو اور تتبع نصوص و رجوع الی الوجدان سے یقیناً ثابت ہے کہ امور ظاہرہ اعمال جوارح ہیں حسنہ یا قبیحہ۔ اور امور باطنہ دو قسم کے ہیں عقائد صحیحہ یا باطلہ اور اخلاق محمودہ یا مذمومہ۔ پس جن امور کو قرب حق میں دخل ہوگا۔ وہ یہ ہیں اعمال حسنہ اور عقائد صحیحہ اور اخلاق محمودہ اور یہی مامور بہا بھی ہوں گے۔ اور جن امور کو بعد عن الحق میں دخل ہوگا وہ یہ ہیں۔ اعمال قبیحہ اور عقائد باطلہ۔ اور اخلاق مذمومہ اور یہی منہی عنہا ہونگے چوتھا مقدمہ جو دوسرے مقدمہ سے لازم آیا۔ اور بدلیل مستقل بھی ثابت ہے۔ کہ جو امور اختیار سے خارج ہیں ان کو نہ قرب میں دخل ہے نہ بعد میں۔ اسلئے نہ وہ مامور بہ ہوں گے اور نہ منہی عنہ ہوں گے۔ پانچواں مقدمہ یہ ہے کہ امور غیر اختیاریہ اقسام کثیرہ ہیں۔ لیکن جن پر بعض کو اشتباہ موجب قرب و بعد ہونیکا ہوجاتا ہے۔ وہ صرف چند قسم کے ہیں۔ ایک احوال محمودہ اور کمالات وہبیہ باب قرب میں اسی طرح وساوس و خطرات یا اقسام قبض یا کسی معصیت کی طرف میلان ضعیف یا قوی درجہ تقاضا میں باب بعد میں اور ان اقسام امور غیر اختیاریہ پر قرب و بعد کے مرتب ہونے کی نفی کرنے سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ یہ بھی قرب و بعد پر مرتب نہیں ہوتے۔ یہ ممکن ہے کہ حق تعالیٰ نے کسی کو عمل یا محض فضل سے مقرب بنایا ہو پھر اسکو

---

[1] اللہ تعالیٰ کسیکو اس کی قدرت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ ۱۲

بعض کمالات وہبیہ کے ساتھ موصوف کردیا ہو۔ اسی طرح ممکن ہے کہ حق تعالیٰ نے کسی کو عمل مذموم سے (نہ کہ بلا عمل) مطرود بنایا ہو پھر اُس کو بعض بلیات غیر اختیاریہ میں مبتلا کردیا ہو۔ مگر یہ بلیات سبب بعد نہ ہوں گے گو مسبب عن البعد ہوں جن کا تدارک صرف اعمال مبعدہ کے تدارک سے ہوسکتا ہے۔ ان مقدمات کے بعد جاننا چاہیئے۔ کہ خلاصہ آپ کی سرگذشت کا چند مضامین ہیں۔ (۱) ادراک صحیح ہونا۔ (۲) امور نافعہ سے انفعال ہونا۔ (۳) حقائق و اسرار کا منکشف ہونا۔ مگر اس کو کمال نہیں سمجھا (۴) اس کے بعد اچھی باتوں میں بُرائی اور بُری باتوں میں بھلائی نظر آنے لگنا۔ گو اس سے مغلوبیت نہیں ہوئی۔ (۵) اچھی باتوں سے اثر نہ ہونا اور بُری باتوں سے اثر ہونا۔ اس طرح سے کہ اُدھر انجذاب ہونے لگا۔ آگے اس کی کچھ مثالیں ہیں (۶) مگر ساتھ ہی اس کو وسوسہ و خطرناک سمجھنا اور اُس کے دفع کی کوشش کرنا۔ اور اس کے بعد طرق دفع کی کچھ تفصیل ہے۔ جس میں خیال کے پھیرنے میں مبالغہ سے کام لینا بھی ذکر کیا ہے۔ اور اس مبالغہ کی کچھ جزئیات لکھی ہیں۔ (۷) لیکن ذرا معالجہ سے غفلت ہوجاتی تو یہ سب محنت رائگاں ہوتی (۸) باطل حق نظر آتا تھا۔ (۹) یہ فکر کہ ترقی کا راہ بند ہوگیا۔ (۱۰) اس کے بعد کچھ آثار اختلاج و ضعف قلب کے ذکر کئے ہیں۔ (۱۱) اچھی بات کان میں پڑنے سے زیادہ نقصان ہوتا تھا۔ (۱۲) بخل کا اپنے اندر معلوم ہونا۔ (۱۳) اس کا علاج انفاق سے کرنا۔ (۱۴) اُس علاج کا بخل کے ساتھ دوسرے امراض عارضہ کے لئے شفا و نافع ہونا۔ (۱۵) اس نفع کے شکریہ میں اور انفاق کی نیت کرنا۔ اور باوجود منازعت نفس کے اس پر عمل کرنا (۱۶) بعض واقعات جن سے مرض بخل کا زوال معلوم ہوتا ہے۔ (۱۷) قلت حرص سے بھی صحت باطن پر استدلال (۱۸) عود حالات سابقہ (۱۹) ترقی در علم بہ علم باشر (۲۰) بعض غایات اظہار سرگذشت مفصل (۲۱) استفسار حقیقت حال خود مع علاج خصوص حسد و عجب۔ میں نے ان سب مضامین کو نہایت دلچسپی اور بہت تعمق سے ایک ایک حرف کرکے بلکہ اکثر مقاموں کو مکرر پڑھا۔ میں جو کچھ اس باب میں سمجھا ہوں اور وہی لکھنا بھی چاہتا ہوں اس کی نسبت یہ دعویٰ نہیں کرسکتا اور نہ کرتا ہوں کہ بس صحیح وہی تشخیص اور وہی تجویز ہے۔ لیکن انتہائی خیرخواہی اس سے زیادہ نہیں ہوسکتی۔ کہ جس قدر سمجھ میں آوے اُس کے پیش کرنے میں دریغ نہ کرے اور جو اپنے لئے پسند کرے وہی اُس کے لئے پسند کرے۔ پس جس طرح طب میں مسالک مختلف ہیں۔ اور آپ مثلاً طبیب ہیں مرض کے لئے خصوص مریض محبوب کے لئے وہی طریقہ

برتیں گے جو آپ کے نزدیک سب سے زیادہ راجح اور نافع ہو۔ بس اسی اصل کے موافق میں بھی لکھنا چاہتا ہوں۔ [1] فاستمعوا ان رضیتم فاتبعوا عارفین کا ارشاد ہے [2] (طریق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق۔ اسی لئے ہر زمانہ میں گو کلیات اصلیہ تو اس طریق وصول کے نہیں بدلے مگر باوجود حفاظت کلیات اون کلیات کے بہت سے جزئیات طریق معالجات میں حسب اختلاف مذاق و استعداد و اسباب عارضہ ہر زمانہ میں اور ہر شخص کے لئے بجید متبدل ہوتی رہیں۔ پس میں نے جو طریق اپنے مرشد علیہ الرحمۃ سے سمجھا۔ اور اس کو صدہا مریضوں کے لئے بچشم خود نافع دیکھا جس سے اس کو مجرب المجرب کہنا میرے نزدیک بالکل صحیح اور یقینی ہے۔ اس کا حاصل صرف وہی ہے جو اجمالاً مقدمات خمسہ مذکورہ بالا سے۔ آپ بفضلہ تعالیٰ سمجھ گئے ہوں گے۔ مگر تتمیماً و تفہیماً و تسہیلاً و تکمیلاً للفائدہ۔ کسی قدر تفصیل سے بھی گو مختصر ہی ہو عرض کئے دیتا ہوں۔ جو جو مضائق و مصاعب و عقبات و بلیات آپ نے لکھے ہیں یہ تو سو حصوں میں سے ایک حصہ بھی نہیں۔ جو جو بعض کو پیش آتے ہیں۔ (اس وقت مجھکو بعض کے احوال یاد آگئے۔ اور سر سے پاؤں تک اس نے مجھکو ہلا دیا ہے۔ بمشکل سے اپنے کو سنبھال کر لکھنے کو موقوف نہیں کیا) مگر وہ ان سب پریشانیوں کو محبوب کی نعمت سمجھکر بزبان حال مترنم ہوتے ہیں ؎

خوشا وقت شوریدگان غمش   اگر ریش بینند و گر مرہمش
دما دم شراب الم در کشند   اگر تلخ بینند دم در کشند

اور صبر کرکے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرکے اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ اور اپنے انجام کار کو خدائے تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور کچھ تدبیر نہیں کرتے۔ اور یہی بے تدبیری ہزاروں تدبیر سے بڑھکر کام دیتی ہے۔ اور انجام کار اس تفویض کی برکت سے وہ نصیب ہوتا ہے کہ [3] ما لا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ اے من لا یفعل کذلک۔ مگر یہ جواب خاص اہل حال کے مذاق کا ہے۔ اہل استدلال کو اس کے بعد بھی انتظار تحقیق کا رہیگا اس لئے اس کی شرح اصول علمیہ بھی کرتا ہوں۔ گو اس کا مرجع بھی اخیر میں ذوق و وجدان فطری ہی ہے اور ہر استدلال کا اخیر فطرت ہی ہوتی ہے جیسا کہ معلوم ہے۔ وہ شرح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

---

[1] پس غور سے سنو اور اگر پسند آوے تو اس کے کاربند ہو ۱۲ [2] وصول الی اللہ کے طریقے اتنے کثیر ہیں جتنی مخلوقات کی سانس ۱۲

[3] وہ چیز کہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گذرا۔ اقتباس ہے حدیث اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔

نے فطرۃً ہر بشر میں کم و بیش دو چیزیں ایسی پیدا کی ہیں کہ عمر بھر بھی زائل نہیں ہوتیں۔ ایک خیال علوم کے متعلق دوسرے میلان نفس اعمال کے متعلق۔ نہ ان کا حدوث اختیاری ہے نہ ان کا بقا۔ اور اس لئے ان کا انسداد یا ازالہ بھی اختیاری نہیں۔ حتی ورد فی الحدیث قصہ قولہ علیہ السلام ان الذی معہا مثل الذی معہا وحتی قال علیہ السلام انی بشر انسی کما تنسون واغضب کما تغضبون او کما قال الحدیث وحتی کان علیہ السلام یھم ان یتردی من الجبل فی زمان فترۃ الوحی الحدیث اتنا فرق ہے کہ عوام کو بعض خیالات و وساوس کے ہجوم کی اور میلان و داعیہ معاصی کے غلبہ اور تقاضے کی نوبت آجاتی ہے۔ خواہ عمل کرے یا نہ کرے۔ اور خواص کو جو کہ مجاہدہ کر چکے ہوں یا مجاہدہ کے قائم مقام کوئی حال استغراق وغیرہ اُن پر غالب کر دیا جاتا ہے یا قویٰ طبعیہ ان کے ضعیف کر دئے جاتے ہیں ہجوم اور تقاضے کی نوبت نہیں آتی۔ یا شاذ و نادر آتی ہے۔ مگر گزرتا ہوا یا تھوڑی دیر ٹھہرتا ہوا خطرہ اور خفیف اور ضعیف سا میلان معصیت کا پیدا ہوتا ہے مگر عمل سے بچنے کے لئے اس کو بھی ہمت اور قصد ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح صدور پر بھی قدرت رہتی ہے۔ البتہ عامی غیر مجاہد کو اُس کی مخالفت و دفع کے لئے زیادہ تعب و تکلف کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور مجاہد حقیقۃً یا حکماً کو آسانی سے اس دفع و مخالفت میں کامیابی ہو جاتی ہے۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام کو یہ بات بلا مجاہدہ محض موہبت سے عطا ہو جاتی ہے۔ باوجودیکہ کبھی وہ کسی حال سے مغلوب نہیں ہوتے۔ نہ اُن کے قویٰ طبعیہ میں کوئی ضعف ہوتا ہے۔ اور مادہ منازعت نفس کا دست قدرت سے اُن میں سے نکال دیا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شرح صدر کے قصہ میں جس جزو کا قلب مبارک سے خارج کیا جانا مذکور ہے وہ یہی[1] معلوم ہوتا ہے۔ اور انبیاء[2] علیہ السلام میں ممکن ہے اس کا دوسرا طریق ہو اور حدیث نعم ولکن اسلم کی بنا یہی[3] معلوم ہوتی ہے اور یہی[4] حاصل ہے مسئلہ عصمت کا اور یہ نہیں کہ بچنے کے لئے قصد کی ضرورت نہ ہو۔ اور فعل پر قدرت نہ رہے جیسا کہ[5] اوپر خواص مجاہدین کے حال میں بیان کیا گیا ہے۔ غرض عامی کے قلب میں وسوسہ زیادہ

---

[1] قولہ یہی یعنی مادہ منازعت نفس ۱۲ [2] قولہ اور انبیاء السلام الی قولہ طریق ہو جملہ معترضہ ہے۔ لہذا قولہ اور حدیث نعم ولکن اسلم سے کوئی تعلق نہیں ہے
[3] قولہ یہی یعنی مادہ منازعت نفس کا نکال دیا جانا [4] قولہ اور یہی حاصل ہے یعنی مادہ منازعت نفس کا نکال لیا جانا ۱۲۔

[5] قولہ جیسا کہ اوپر الخ یعنی جیسا کہ خواص مجاہدین کا نفس مغلوب ہو جاتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے عمل سے بچنے کے لئے قصد ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے ہی انبیاء علیہم السلام کو بھی باوجود اخراج مادہ منازعت نفس اختیار سلب نہیں ہو جاتا۔ لہٰذا قصد سے عمل سے بچتے ہیں۔ ۱۲۔

ٹھہرتا ہے۔ اور میلان معصیت کا بدرجہ تقاضا ہوتا ہے اور خواص میں سے یہ دونوں درجہ مجاہدہ حقیقتہً یا حکماً سے جاتے رہتے ہیں۔ یعنی غالب احوال میں ان کا تحقق نہیں ہوتا۔ اور شاذ و نادر سے وہ بھی خالی نہیں[1]۔ ویبقی ہذا الاحتمال فی کل حین الی ان یموتوا۔ اور انبیا علیہ السلام میں سے بلا اکتساب ان کی نفی کر دیجاتی ہے۔ اس کے بعد اب طرز سالکین و شیوخ تربیت کا مختلف ہے بعض تو ہر ہر وسوسے کے دفعیہ کے لئے اور ہر ہر خلق ذمیم کے رجس سے داعیہ معصیت ظاہری یا باطنی کا پیدا ہوتا ہے۔ قلع کے لئے تفصیلی معالجات کرتے ہیں اور تبلاتے ہیں اور ہر وقت قلب اور نفس کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں اور جب کبھی کوئی مرض دیکھتے ہیں پھر تجدید معالجہ کی کرتے ہیں اور احیاء العلوم کتب وغیرہ سلوک کا حاصل یہی ہے۔ اور آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بھی یہی طریقہ اختیار فرمایا ہے اس سے آپ کی پریشانی شدید اور ماجرا طویل ہوگیا مگر الحمد للہ کامیابی ہوئی اور اس کامیابی کا مقتضا یہ تھا کہ اس خط کے جواب میں طویل نہ کرتا کیونکہ جو شکایت جاتی رہی اس کی تحقیق امر زائد ہے۔ صرف دو اخیر کے مضمون یعنی نمبر۲۰ و نمبر۲۱ کے متعلق مختصر سا لکھکر ختم کرتا۔ لیکن چونکہ مجھکو آئندہ کے متعلق دستور عمل تبلانا ہے اس لئے اس تمام تطویل کی حاجت ہوئی۔ غرض ایک طریق سلوک و تربیت کا یہ ہے۔ اور ظاہر ہے۔ آپ نے تو مشاہدہ بھی فرمالیا کہ اس میں کس قدر تعب ہے اور اس تمامتر تعب کے بعد بھی راحت نہیں ملتی کیونکہ پھر اندیشہ عود امراض کا لگا ہوا بلکہ عود سے متجاوز ہوکر خود بعض امراض کے وجود کا بھی خلجان اور اس کے ساتھ ماضی پر حسرت الگ۔ غرض ہر وقت تین سوہان روح تیار۔ ماضی کی حسرت حال کے تبہات مستقبل کا خوف حسب محققین۔ مجتہدین۔ مجددین فی الطریق نے (ومنہم اکملہم مرشدی رح والفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء) دیکھا بلکہ حق تعالیٰ نے الہاماً ان کو دکھلا دیا کہ اس طریق میں تعب شدید اور حصول ثمرہ تربیت میں ضرورت زمان مدید کے بعض اوقات مصرع مشہدی کا مصداق ہوجاتا ہے۔ ع تا تو بمن میرسی من بخدا میرسم۔

پھر قویٰ اہل زمانہ کے ضعیف اور ہمم قاصر۔ ان سب امور پر نظر کرکے بالہام حق ایک دوسرا طریق تربیت کا اختیار فرمایا وہ یہ کہ یہ سب ماضی و مستقبل حجاب عن الحق ہے۔ حق تعالیٰ نے اپنے مشاہدہ کے لئے پیدا کیا ہے۔ نہ کہ ماضی مستقبل کے مطالعہ کے لئے۔ ولنعم ما قال الرومی ماضی

---

[1] ترجمہ اور یہ احتمال یعنے وسوسہ کا زیادہ ٹھہرنا اور میلان معصیت بدرجہ تقاضا ہونا ہر وقت میں باقی رہتا ہے یہاں تک کہ موت آجاوے۔

وستقبلت پردہ خدا است۔ البتہ توبہ کی ضرورت سے ماضی پر اور عزم علی التقویٰ کی ضرورت سے مستقبل پر نظر ضروری تھی۔ لیکن الضروری[1] یتقدر بقدر الضرورۃ کے قاعدہ سے اس نظر میں ضرورت پر اکتفا کرے۔ یعنی گذشتہ گناہوں سے خوب توبہ بشرائطہا کر کے پھر بار بار اس کا سبق دل میں تکرار نہ کرے۔ اور اجمالاً مستقبل کے لئے توکلاً علی اللہ قصد کرے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ پھر یہ گناہ نہ کرونگا۔ بس اس کے بعد ہر وقت اسی قصہ میں لگا رہے۔ اس سے زیادہ دوسرا کام ہے جس کو حدیث میں ان لفظوں سے تعبیر فرمایا ہے۔ راقب[2] اللہ تجدہ تجاھک اس میں مشغول ہونا چاہیئے۔ یعنی ذکر اور فکر اور اوقات عمل میں عمل کہ وہ بھی ذکر میں داخل ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قرب کو مقصود سمجھے۔ اور جو اس کے لئے طریق موضوع ہے یعنی بعد تصحیح عقائد کے اعمال اختیاریہ جس وقت میں جو عمل ہو خواہ یہ ظاہری ہو مثل صلوٰۃ و زکوٰۃ خواہ باطنی ہو جیسے خوف و رجا و شکر و صبر وغیرہ اور ذکر و فکر کہ وہ بھی فرد عمل کی ہے اکثر اوقات میں بس اس میں مشغول رہے اور جو اسباب بعد کے ہیں یعنی معصیت ظاہری یا باطنی اس سے مجتنب رہے۔ نہ اس کی ضرورت کہ اسباب قرب میں بلکہ پیدا کرنے کی فکر کرے۔ اور نہ اس کی حاجت کہ اسباب بعد کے مادہ کو منقلع کرے۔ امور اختیاریہ میں سے جس میں کوتاہی ہو جاوے اس کو مضر اور مہتم بالشان سمجھے۔ اور اس کی اصلاح کرے اور امور غیر اختیاریہ کے وجود و عدم پر التفات ہی نہ کرے۔ اور اس اصلاح میں بھی زیادہ کاوش نہ کرے۔ مثلاً اگر کسی ضروری عمل میں خلل ہو گیا اس کی قضا کرلے۔ اگر کوئی امر منکر صادر ہو گیا اس سے استغفار کرلے۔ اور پھر اپنے کام میں مشغول ہو جاوے۔ اسی ایک بات کے پیچھے نہ پڑجاوے۔ کہ ہائے یہ کام مجھ سے کیوں فوت ہوا۔ یا یہ کام مجھ سے کیوں صادر ہوا۔ اس کو یہ لوگ غلو اور مبالغہ سمجھتے ہیں۔ جس سے کتاب و سنت نے منع فرمایا ہے لا[3] تغلوا فی دینکم من[4] شاق شاق اللہ علیہ سددوا[5] وقاربوا واستقیموا۔ ولن تحصوا من[6] غلبہ النوم۔ فلیرقد لا تفریط[7] فی النوم انما التفریط فی الیقظۃ

---

[1] ضروری چیز کا اندازہ ضرورت کی مقدار سے ہوتا ہے۔ [2] ترجمہ خدا تعالیٰ سے دھیان لگا کر اس کو تو اپنے سامنے پائیگا۔ [3] دین میں غلو مت کرو۔ [4] جو کوئی اپنے کو مشقت میں ڈالے حق تعالیٰ اس پر مشقت ڈالدیں گے اس لئے کہ نباہ نہ ہو سکیگا۔ [5] ٹھیک ٹھیک چلو اور میانہ روی اختیار کرو اور جمے رہو۔ اور دین کو انتہا تک کبھی احاطہ نہ کر سکو گے۔ یعنی اگر یہ ہوس ہے کہ دین پر تم غالب آجاؤ اور کوئی دقیقہ اس کا تم سے نہ رہ جاوے تو ہرگز ہرگز نہ کر سکو گے [6] جس پر نیند غالب آنے لگے وہ لیٹ رہے [7] نیند کی حالت میں کچھ قصور نہیں۔ تقصیر بیداری کی حالت میں ہے

حضرت عارف شیرازی فرماتے ہیں۔ سخت میگیرد جہاں بر مردمان سخت کوش اور اس غلو اور مبالغہ کا اثر خصوص اس وقت کے قوی اور ہمم پر یہ ہوتا ہے۔ کہ بہت جلد مایوسی اپنا رنگ لاتی ہے اور سالک کو معطل کر دیتی ہے۔ اور کبھی جان پر اور کبھی ایمان پر اس کا اثر پہونچتا ہے۔ جان پر تو یہ کہ صحت خراب ہوجاتی ہے۔ کثرت تخیلات وافکار سے سودا بڑھ جاتا ہے۔ اور ایمان پر یہ کہ باوجود مبالغہ فی العمل والمعالجہ کے کامیابی مزعوم یعنی شفاء مطلق کے نہ ہونے یا دیر میں ہونے سے یا ہوکر پھر زائل ہوجانے سے اور امراض کے بار بار عود کر آنے سے حق تعالیٰ سے تنگی اور شکایت پیدا ہوکر کیفیت کراہت اور ناراضی کی پیدا ہوجاتی ہے۔ کہ ہمکو اتنے دن سر مارتے ہوگئے۔ مگر والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا[1] کے وعدے خدا جانے کہاں گئے ہزاروں آدمی جان یا ایمان سے اس طریق میں ہلاک ہوگئے ہیں۔ اور ایک مرض ہر وقت اس کو یہ گلوگیر رہتا ہے کہ اپنے عمل کو بالغ اور اپنی سعی کو سابغ سمجھکر ہر وقت ثمرات کا منتظر رہتا ہے۔ بس اپنے عمل کا پلہ عطاء حق سے بڑھا ہوا سمجھتا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ کبھی اپنے کو کامیاب نہیں سمجھتا۔ اس لئے ناشکری ہی میں مبتلا رہتا ہے۔ اور اگر بزعم خود کامیاب بھی ہوگیا اگر وہ کامیابی پھر زائل ہوگئی کیونکہ ایسے انقلاب عمر بھر رہتے ہیں۔ پھر وہی تنگی اور پریشانی شروع ہوئی تو اس کا سلسلہ عمر بھر بھی منقطع نہیں ہوتا۔ اس کا یا اس کو دیکھکر دوسرے کا نفس کہتا ہے۔ کہ اس راہ خدا سے خدا کی پناہ جس میں بجز مصیبت کے راحت کا نام ہی نہیں۔ تو دیکھ لیجئے کتنا بڑا خطرناک طرز ہے۔ اور خطر لازمی بھی اور متعدی بھی۔ بس اس غلو کے یہ مضار ومفاسد دیکھکر انھوں نے یہ تجویز کیا کہ ان تدقیقات وتعمقات کو اصلاً نظر انداز کردے۔ اگر کوئی وارد محمود آوے نہ اُس کو کمال سمجھے نہ اُس کے بقا کی تمنا کرے۔ نہ اُس کے فوت پر حسرت کرے۔ اگر کوئی وسوسہ پیدا ہو اس کی دفع میں تن دہی نہ کرے۔ ذکر کی طرف بہت مبالغہ سے نہیں بلکہ سرسری طور پر متوجہ ہوجاوے۔ خواہ وہ دفع ہو یا نہ ہو۔ اور اس سے دفع ہو ہی جاتا ہے۔ مگر اس شخص کو دلیر ہوکر اس پر بھی آمادہ رہنا چاہیئے کہ گو دفع نہ ہو یعنی ذکر بقصد قرب کرے نہ بقصد دفع وسوسہ۔ اگر قبض پیش آوے اُس کو مذموم نہ سمجھے۔ اس کے رفع کی نہ فکر کرے نہ تمنا کرے۔ خلاصہ یہ کہ طالب رضاء حق وہارب عن سخط الحق رہے۔ جس امر کو رضا میں دخل ہو وہو منحصر فی المامور بہ وجوباً او ندباً۔ اس پر عمل رکھے۔ اگر فوت ہوجاوے

---

[1] ترجمہ جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں ضرور دکھلائیں گے ۱۲۔

قضا کرے وہو[1] یسیر کل الیسر لا عسر فیہ قال تعالیٰ وما[2] جعل علیکم فی الدین من حرج اور جس امر کو سخط حق میں دخل ہو وہو منحصر فی المنہی عنہ اُس سے اجتناب رکھے۔ وہو ایضاً یسیر بالدلیل المذکور۔ اگر اس کا صدور ہو جاوے استغفار کرے۔ نہ اپنے کو خواص میں سمجھے کہ احوال عامیہ سے گھبراوے۔ نہ ثمرات کا عاجلہ میں اور نہ مراتب علیا کا آجلہ میں طالب رہے۔ بس اس کی دعا کرتا رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اعمال کی توفیق اور آخرت میں جنت عطا فرماوے اور دوزخ سے نجات بخشے۔ بس ہو گیا مسنون سلوک اور اگر اس پر یہ شبہ ہے کہ اگر وساوس یا میول معاصی مضر نہیں محض عمل مضر ہے تو یہ بات تو بلا مجاہدہ بھی میسر ہو سکتی ہے۔ پھر مجاہدہ کیوں کرتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ واقعی اس کے لئے مجاہدہ فرض و واجب نہیں صرف اُس میں یہ نفع ہے کہ میل الی المعصیت کے مقابلہ میں زیادہ تعب نہیں ہوتا۔ آسانی سے نفس پر غالب آجاتا ہے اور غیر مجاہد دشواری سے آسکتا ہے۔ بس یہ فائدہ ہے مجاہدہ میں باقی یہ نہیں کہ میل ہی جاتا رہتا ہو۔ میں اس کی ایک مثال دیا کرتا ہوں کہ گھوڑا شائستہ ہو کر بھی کبھی کبھی شرارت و شوخی کرتا ہے۔ مگر بوجہ شائستگی کے جلدی رام ہو جاتا ہے بخلاف غیر شائستہ کے کہ اُس کے رام کرنے میں بہت مشکل لاحق ہوتی ہے۔ اب بعض منافع و مصالح وساوس و بعض اقسام قبض اور میل الی المعصیت کے سالک کے حق میں بیان کر کے اس عجالہ کو ختم کرتا ہوں اس میں چند خفی الطاف رحمانیہ ہیں جن کو دیکھکر مبتلائے بلیہ بیساختہ کہکر پوری تسلی حاصل کرلیگا۔

شعر[3] الا لا یجزعن اخو البلیہ   فللرحمٰن الطاف خفیہ

نمبر۱۔ اس شخص کو کبھی عجب نہیں ہوتا۔ سمجھتا ہے کہ میں بدحال ہوں۔

نمبر۲۔ ہمیشہ ترساں رہتا ہے اپنے علم و عمل پر ناز نہیں ہوتا۔ سمجھتا ہے کہ میرا علم و عمل و حال کیا چیز ہے اس کی حقیقت دیکھ چکا ہوں۔

نمبر۳۔ اگر عقبہ پیش آچکتا ہے۔ شیطان کے مقابلہ میں اس میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اُس سے ڈرتا نہیں کہ بس اس سے زیادہ کیا کرلیگا اور بدون اس کے گذرے ہوئے لطیف الطبع کو ہر مضر صحبت تک سے اندیشہ رہتا ہے جس کو میں نے ایکبار بیان کیا تھا۔ کہ اس کی وجہ

---

[1] اور یہ نہایت ہی آسان ہے۔ اس میں کچھ بھی دشواری نہیں۔ ۱۲

[2] ترجمہ اور نہیں کی تمہارے اوپر دین میں کچھ تنگی۔ ۱۲

[3] ترجمہ خبردار نالہ و فریاد نہ کرے مبتلائے مصیبت کیونکہ خدائے مہربان کے یہاں بہت سی پوشیدہ رحمتیں ہیں۔ ۱۲

لطافت صبح معلوم ہوتی ہے۔

نمبر۴ مرتے وقت اگر دفعۃً یہ حالت پیش آتی تو پریشان ہوکر خدا جانے کس کس خیال میں مرتا۔ اگر یہ عقبہ گذر جاوے تو اس کے تحمل کی قوت ہو جاتی ہے۔ اگر اس وقت بھی ایسا ہوا پریشان اور حق تعالیٰ پر بدگمان نہ ہوگا۔ اطمینان و محبت حق میں جان دیگا۔

نمبر۵ یہ شخص محقق ہو جاتا ہے دوسرے مبتلا کی دستگیری آسانی سے کرسکتا ہے۔

نمبر۶۔ ہر وقت اپنے اوپر حق تعالیٰ کی رحمت دیکھتا ہے۔ کہ ایسے نالائق کو ایسی نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔

نمبر۷۔ اس حدیث کے معنی برائ العین دیکھ لیتا ہے کہ مغفرت عبد کے عمل سے نہ ہوگی رحمت حق سے ہوگی۔ وغیر ذلک مما لا یحصیٰ۔ اور میں نے اسی مجموعہ کو کہا تھا کہ کوئی حالت محمودہ پیدا ہونیوالی ہے۔ اُمید ہے کہ باوجود بے ارتباطی عبارت کے آپ اس مضمون کو اپنے مضمون کے اجزاء پر منطبق کرکے انشاء اللہ تعالیٰ سب مشکلیں حل کرلینگے ہر ہر تحریر پر منطبق کرنے کی مجھکو ضرورت نہیں البتہ صرف اخیر کے دو مضمون یعنی نمبر۲۰ و نمبر۲۱ گو یہی مقصود بالسوال بھی ہیں۔ دو چار جملے بالتخصیص والتعیین لکھدینا مصلحت معلوم ہوتا ہے۔

قولہ۔ دوسری ضرورت الخ اقول نہ سبب کی فکر کیجئے اور نہ عود سے اندیشہ کیجئے۔ نفس کو ان[ل] عدتم عدنا کہدیجئے۔

قولہ تیسری ضرورت الخ اقول نہ امراض کی فکر میں پڑئے نہ مفصل معالجات کی۔

قولہ اس میں تکبر ہے الخ وقولہ حسد ہے۔ وقولہ عجب ہے۔ اقول اس کی فکر ہی چھوڑئے۔ اگر بالفرض ہو بھی تو ان اخلاق کے مادہ کا ہونا مضر نہیں۔ ان پر عمل مضر ہے۔ اور عمل بھی وہ جو قصد سے ہو۔ ورنہ وہ وسوسۂ عمل ہے عمل نہیں ہے۔ وھا انا اختم الکلام واودعکم وافوض نفسی الی اللہ ذی الجلال والاکرام ونرجو انشاء اللہ تعالیٰ لنا ولکم حسن الختام وھو المفضال المنعام فی کل مقال ومقام کتبہ اشرف علی فی جلسۃ واحدۃ کانت قدر ثلث ساعات

من ۱۸ محرم سنہ ۱۳۳۲ھ

[ل] ترجمہ اگر تم پھر شرارت کروگے تو ہم بھی پھر وہی علاج کرینگے ۱۲-

تمت

شیخ و طالب میں اتحاد مذاق کا شرط ہونا انتفاع کیلئے اور حضرت حکیم الامۃ دامت برکاتہم کا امتیازی مذاق تربیۃ

حال۔ حضرت اقدس السلام علیکم و علیٰ من لدیکم۔ یہ تو غالباً حضور والا کو معلوم ہی ہوگا کہ نیاز مند سلسلہ ...... منسلک ہے اور ایک ایسے شیخ طریقت کے دست مبارک پر بیعت ہوا جس کی وفات ظاہری کے بعد اُن جیسا جامع کمالات صوری و معنوی آج تک نظر سے نہیں گذرا جن کے خلق عظیم خلق محمدیہ کا اعتراف نہ صرف حلقہ بگوشان سلسلہ کو ہے بلکہ اغیار بھی معترف ہیں مگر آہ اپنی بدقسمتی کہ اس مظہر جلال و جمال رحمانی سے بوجہ اپنی تغافل شعاری کے استفادہ نہ کرسکا۔ حضرت مولانا ...... قدس سرہٗ نقش محبت ہنوز دل پر مستحکم ہے اور یقین ہے کہ تاحیات قائم رہیگا۔ بڑے بڑے مشاہیر مشائخ نظروں سے گذرے مگر واللہ ثم باللہ مولٰنا کے عشر عشیر بھی نظروں میں نہ جمے۔ خدا جانے یہ میری محرومی کی علامت ہے یا ایک روز یہ چنگاری صدہا من تودۂ تغافل سے نکلے اور خرمن ہستی کو پھونک دے۔ آہ ؎

آفاقہا گردیدہ ام   مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام   لیکن تو چیزے دیگری

مگر اس کے ساتھ ہی مولٰنا کی حیات ظاہری میں گوشۂ خاطر اس طرف بھی مائل تھا۔ جو حرم محترم میں شیخ العالم و شیخ الکل اس زمانہ میں مرجع خلائق تھے۔ اگرچہ مبدا فیاض اپنے مرشد حقیقی ہی کو سمجھ رکھا تھا چنانچہ ایک کارڈ میں بندہ نے اپنے اشتیاق زیارت و دیدار فیض آثار میں استدعاء دعا لکھکر حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے بھیجا۔ ؎

زباں پہ بار خدا یہ کس کا نام آیا   کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

اگرچہ اس کارڈ کا کچھ جواب نہیں ملا اور حضرت حاجی صاحب کا چندہی ماہ بعد وصال ہوگیا مگر بعد الوصال بندہ نے ایک خواب دیکھا جس سے بالکل کامل یقین ہوگیا کہ یہ منجانب اللہ میرے اس کارڈ کا جواب ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ شانہ کوئی ایسا وقت قریب ہی لائے کہ میں بالمشافہ و بالمواجہ حضور والا میں زبانی اس خواب کو عرض کروں اور پھر باادب التجا کروں کہ للہ اس خواب کی تعبیر پوری فرمائیے۔ جو اس وقت حضور کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ زبان قلم سے اظہار جواب کرتے ہوئے غیرت مانع ہے ؎

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

حضرت والا مولٰنا وصال فرما گئے۔ مولٰنا کے بعد جہان تاریک نظر آتا ہے۔ اس تاریکی میں۔ چاروں طرف نظریں دوڑاتا ہوں۔ اندھوں کی طرح ٹٹولتا ہوں مگر سوائے یاس کے بھیانک صورت کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ رہ رہ کر دل سے کہتا ہوں ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

مگر وہ خواب کسی قدر حقیقت سے امید کی جھلک دکھا دیتا ہے۔ اور دل کو ڈھارس بندھا دیتا ہے۔ کہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ مولٰنا ابتدا میں بعد وصال حضرت مرشدی روحی و ابی و امی فداہ جناب والا کی طرف سے میرے دل میں کسی قدر شکوک بہ تقاضائے بشری در تبع تھے جن کا اظہار میرے لئے باعث ننگ و عار ہے مگر الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مظفر نگر میں یک نظر جمال جہاں آرا دیکھنے سے وہ ظلمت قلب مبدل بہ انوار رحمت ہو گئی حضور کی زیارت نے وہ جملہ ظنون و اوہام ساترۃ للقلوب دل سے نکال کر پھینک دیئے ؎

اے خدا قربان احسانت شوم
ایں چہ احسان است قربانت شوم

اس وقت دل کی آگ روز افزوں ترقی پر ہے۔ اور وہ چنگاری جو حضرت مرشدی قدس سرہٗ نے دل میں پیدا کر دی تھی اور جس پر مرور ایام اور تغافل شعاریوں نے راکھ کے تودے جما دیئے تھے۔ اب پھر کانون قلب میں سے حضور والا کی قوت کہربائی کی زبردست کشش سے نکلنے والی ہے۔ لہٰذا اب استغنا و بے نیازی کو کام میں نہ لائیے۔ اور اس گم کردہ راہ کی دستگیری فرمائیے۔ اور جس دولت لازوال کی خواہش نے ایک کامل وقت کے دست مبارک میں میرا ہاتھ دیا تھا۔ اور بد قسمتی سے اُس دولت سے محروم رہا۔ لہٰذا وہ دولت عطا فرمائیے۔ کیونکہ آنحضرت اقدس کے شیخ طریقت قدس سرہٗ کی روحانی وصیت بھی بذریعہ خواب کے اس عاجز کے بارے میں ہے۔ (آمدم برسر مطلب) اس وقت میری حالت بعینہٖ اس شعر کی مصداق ہے ؎

دو گونہ رنج عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلےٰ

مدرسہ اسلامیہ میں ملازمت اور حضور اقدس کا اشتیاق زیارت (اس کے بعد ملازمت موجودہ کی تشویشات لکھکر مثلاً تنخواہ کا وقت پر نہ ملنا یا کبھی کبھی چندہ وصول کرنے کے لئے دورہ کرنا مشورہ طلب کیا تھا۔ کہ مسجد کی امامت بہتر ہے یا مدرسہ کی علمی اور آخر میں اپنے طویل

عریضہ کی معذرت چاہی تھی ۔)

تحقیق ۔ آپ کا خط جس کو بلا تکلف صحیفۃ الصدق کہنا زیبا ہے ۔ موجب انشراح قلب ہوا ۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ بمقتضائے ہل جواب الصدق الا الصدق خط پڑھکر جو قلب پر وارد ہوا ۔ بے تکلف راست راست ظاہر کردوں اور وہ چند امور ہیں (۱) اس طریق میں ہر صاحب طریق کا مذاق جدا ہوتا ہے ۔ (۲) شرط انتفاع تناسب مذاقین ہے ۔ (۳) تعجیل فی اتخاذ الشیخ ممنوعات طریق سے ہے ۔ (۴) بدون صحبت طویلہ کسی کے مذاق کا ادراک صحیح نہیں ہوتا ۔ (۵) میرا مذاق مولنا مرحوم کے مذاق سے بہت امور میں جُدا ہے ۔ یہ تو مقدمات تھے ۔ اب مقصود عرض کرتا ہوں ۔ مجھکو کسی مسلمان کی خدمت سے بھی انکار نہیں ۔ لیکن آپ کی مصلحت یہ ہے کہ اس تجویز میں جلدی نہ کیجئے ۔ للامر الثالث ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ میرا مذاق آپ سے جُدا ہو ۔ للامر الاول اور اس صورت میں نفع نہ ہو للامر الثانی بلکہ ضرورت اس کی ہے ۔ کہ بار بار ملاقات کی جاوے اور جانچ کی جاوے یا مکاتبت طویلہ کی جاوے کہ ملاقات حکمی ہے ۔ للامر الرابع پس اگر مولنا مرحوم کے مذاق سے منصبغ ہو چکے ہونگے تو میرے مذاق سے دلچسپی نہ ہوگی ۔ للامر الخامس گو سوء ظن بھی نہ ہو حملا علی الاختلاف الاجتہادی الفطری اور اگر پورا انصباغ نہوا ہوگا یا اس انصباغ میں تبدل ہوگیا ہو اور اختلاف احوال سے ایسا بھی ہو سکتا ہے تو ممکن ہے کہ مناسبت ہو جائے ۔ اس کے بعد جو رائے قائم کیجاوے وہ معتد بہ ہوگی ورنہ ممکن ہے کہ اپنی تجویز سے رجوع کرنا پڑے ۔ اور اس رجوع کا اظہار موجب بدمزگی ہے اور اس کا اخفاء موجب تنگی و تلبیس ۔ وکلاہما مضر اور تبرعاً اپنے مذاق کے بعض جزئیات مناسبہ مقام عرض بھی کرتا ہوں منجملہ اس کے عدم التفات الی الاوراد ہے ۔ منجملہ اس کے عدم انحصار بالتصرفات ہے ۔ منجملہ اس کے انقباض عن المنامات ہے ۔ منجملہ اس کے اباء عن التقیید بالرسوم ہے ۔ گو وہ رسوم مباح ہی ہوں ۔ منجملہ اس کے عدم التصدی للمعرض ہے ۔ منجملہ اس کے یہ ہے کہ مجھکو احوال کا اہتمام نہیں صرف اعمال کا ہے ۔ منجملہ اس کے یہ ہے کہ میرے نزدیک مجاہدہ ترک معاصی و تقلیل مباحات ہے ۔ نہ کہ ترک مباحات و امثال ذلک کثیر اخیر کے مضمون کے متعلق عرض ہے کہ میں تعلیم کے کام کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں بشرطیکہ تنخواہ میں تشویش نہ ہو ۔ اور تحصیل چندہ کو سب سے زیادہ ناپسند کرتا ہوں ۔ اور اگر قید مذکور کے ساتھ تعلیم کا کام نہ ملے تو اخیر درجہ امامت وغیرہ جزوی مشورہ دینا معمول کے خلاف ہے ۔ ان کلیات پر منطبق کر لیجئے ۔ اور تطویل ضروری مخل نہیں ہوتی ۔

باب اوّل بیعت وصحبت شیخ کے بیان میں

بیعت کی غرض اصلاح دین ہے

حال - برکت تصرف حضور عالی بیعت فرما لینے کے بعد بھی غلام کے گھر میں سے جن کا خلل جاتا رہا۔ اور سال بھر سے زاید کی تپ کافور ہو گئی۔ اب بالفعل نہ مرضیہ کو شکایت ہے۔ اور نہ بچہ پر کچھ اثر ہے غلام اخیر رمضان میں علیل ہو گیا بوجہ ضعف و علالت اب تک صحت نہیں ہوئی ہے۔ جس سے ذکر سے جو کسی قدر یکسوئی پیدا ہوتی تھی جاتی رہی اور وہ ذوق و شوق مٹ گیا۔ میری بڑی سالی کو اپنی بہن کی حالت سنکر کمال اشتیاق بیعت پیدا ہوا ہے۔ چونکہ اُن کے میاں کے درمیان میں مناقشہ تھا اس لئے میں نے درستیٔ اخلاق کی نصیحت کر دی ہے۔ اور کہدیا ہے کہ اس کے بعد حضرت کو بیعت کے لئے لکھونگا۔ اور اُن کو جلدی ہے جیسا ارشاد ہو۔

تحقیق - صحت مرضی سے مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرما دیں۔ اور ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھیں مگر ان کی بہن کو جو یہ قصہ دریافت کر کے اشتیاق بیعت ہوا یہ ان کی ناواقفی کی دلیل ہے۔ نہ یہ کوئی کمال ہے اور نہ اُس کو باطن سے کچھ تعلق ہے اور نہ یہ خود بھی یقینی ہے کہ صحت میں بیعت کو کچھ دخل نہیں ہے۔ بیعت تو اصلاح دین کے لئے ہے۔ اس لئے اُن کو اسباب میں حقیقت سے آگاہ کر دیا جاوے۔ پھر ان کی جو رائے ہو۔ ذوق و شوق و یکسوئی یہ مقاصد نہیں کام شروع کیجئے۔ اور مقصود رضا کو سمجھئے۔ تربیت حصہ اول صـ۴۲

جس پیر کے اکثر مرید بے نمازی ہوں وہ قابل بیعت نہیں

س - جس پیر کے مرید اکثر بلکہ قریب قریب کل بے نمازی ہوں کیا وہ شخص بیعت کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ج - صلاحیت نہیں رکھتا۔

ولایت کا دینا پیر کے اختیار میں نہیں

س - کیا ولایت ایسی شے ہے کہ جس کو پیر چاہے یوں کہکر کہ تجھکو امانت سونپتا ہوں دلسکتا ہے۔

ج - ولایت ایسی چیز نہیں بعض کیفیات میں ایسا ہو سکتا ہے۔ جو کہ ولایت میں کچھ دخیل نہیں

تربیت حصہ اوّل صـ۷

ارتکاب کبائر سے بیعت فسخ نہیں ہوتی

حال۔ اس ناکارہ کا جہاز بحر کبائر میں غرق ہو رہا ہے۔ یہ عاصی ذلیل ان دنوں بُری حالت میں مبتلا ہو گیا ہے۔ یعنی چند بار مرتکب کبائر کا باوجود ہر بار توبہ کے ہو گیا ہے۔ سوانح حضرت مولنا گنگوہی قدس سرہٗ سے ارتکاب کبائر سے فسخ بیعت ہو جانا معلوم ہوا تو یہ مضمون دیکھ کر اور بھی سخت پریشان ہوں خاص توجہ و ہمت اس ذلیل کے قلب کی طرف مبذول فرما کر اصلاح قلب فرماویں اور خبر لیں۔

تحقیق۔ فسخ بیعت کا مضمون میرے نزدیک صحیح نہیں۔ اگر حضرت قدس سرہٗ سے منقول ہے تو ماؤل ہے۔ فسخ برکات بیعت کے ساتھ اور اگر غیر کا ہے تو حجت نہیں جو کام آپ کے کرنے کا ہو میں اس میں کیا خبر لوں۔ تربیت حصہ اول ص ۲۰

طالب کو خستہ حالی بھی شیخ سے ظاہر کرنی چاہیئے

حال۔ اپنی حالت ظاہر کرنے کو اگرچہ جی چاہتا ہے مگر پھر ساتھ ہی یہ خیال آجاتا ہے کہ ان خرافات کو کیا عرض کروں۔ جب کہ مجھ سے ہوتا تو کچھ بھی نہیں۔ اس لئے عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔

تحقیق۔ ضرور ظاہر کرنا چاہیئے۔ تربیت حصہ اول ص ۳۵

معاصی سے تنفر پیدا ہونے کا طریق صحبت ہے

حال۔ میری حالت کچھ عرصہ سے بہت خراب ہو گئی ہے۔ خدمت اقدس میں پیش کرتا ہوں اگرچہ شرم مانع ہے لیکن طبیب سے چھپانا سخت مضر ہے۔ میرے بعض اوقات وظائف وغیرہ کے مقرر تھے۔ وہ ترک ہو گئے اور طبیعت معصیت کی جانب مائل اور جن بُری باتوں سے مجھے تنفر تھا اب اُن سے تنفر نہیں پاتا ہوں۔ میرے واسطے دعا فرمایئے اور کوئی وظیفہ تعلیم فرمائیگا۔ کہ خدا اس کی برکت سے میرا نقصان دفع فرمادیں۔

تحقیق۔ یہ باتیں دور سے نہیں ہوا کرتیں چند روز یہاں رہنا چاہیئے۔ مگر جب آنے کا خیال ہو اول تعین وقت میں مجھ سے مشورہ کر لیا جاوے۔ تربیت حصہ اول ص ۴۰

مرشد سے بے حجاب ہو کر مستفید ہونا چاہیئے

حال۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ گزشتہ

وحشت عرض کرتا ہے۔ آجکل وحشت کا دورہ ہے۔ لیکن غلبہ نہیں۔ حضرتا میرے کسی خیال کو قیام نہیں ایسے اوہام طاری ہوتے ہیں جو عقل سے دفع نہیں ہوتے بلکہ عقل ہی نہیں رہتی۔ ضروری جائز کام جن کی ہر فرد بشر کو ضرورت ہے اور نہایت آسانی سے انجام دیتے ہیں نہایت مشکل دکھائی دیتے ہیں۔ اور ہرگز ہوس جرأت نہیں ہوتی حضرتا کیا تھر ہوں کس کو کہوں۔ اور کون سُنے۔ بوست وغیرہ علالت وہ بھی موجود ہے۔ خبر نہیں کیوں ہے۔ باوجودیکہ دوسرا کوئی تعلق نہیں۔ اگر کچھ ہے تو برداشت نہیں ہوتی۔ لیکن اپنے آپ کو کہاں چھوڑ دوں اگر کچھ ذوق پیدا ہوتا ہے تو جہاں کی رہنمائی کا خیال اگر تنگی ہوتی ہے تو ہر ایک سے نفرت کسی بات کو قرار نہیں۔ بھلا جس میں نقیضین جمع ہوں اس سے کیا ہو سکتا ہے۔ بخدا میں بیکار ہوں۔ کوئی چیز مجھے اپنی ایسی نہیں معلوم ہوتی جو اس سے نفع لوں۔ بخدا میں کچھ بھی نہیں۔ کیا کہوں اور کون کون سی بات کہوں۔ اور کہاں تک میرا رب جانتا ہے۔ حضرتا میں لاچار ہوں۔ قلم بھی بیکار ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ جب غلبہ ہوتا ہے تو کچھ نہیں رہتا۔ جہاں پڑا رہوں پڑا رہوں آپ کے پاس آتا ہوں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ وہ دورے کے دن نہیں ہوتے۔ آپ فرماتے ہیں کچھ کرو لیکن کیا کروں جو کچھ لکھا سچ لکھا لیکن غلط لکھا۔ مجبور ہوں ادھر اپنے حضرت صاحب سے شرم آتی ہے۔ وہ کیا فرمائیں گے۔ واقعی کامل ہیں لیکن میں خود خراب ہوں۔ مجبور ہوں۔ بیوقوف ہوں مجبور ہوں۔ لائق رحم ہوں۔ اللہ جانتا ہے اب گھبرا رہا ہوں۔

تحقیق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ قال الشیرازی ؎

چندآنکہ گفتیم غم با حبیباں — درماں نہ کردند مسکیں غریباں
ما حال دل را بایار گفتیم — نتواں نہفتن درد از طبیباں

جب تک کسی ایک کو اپنا مطاع نہ بنائیں گے اور اس سے بالکل حجاب نہ اٹھائیں گے اور اس کے سوا سب کو کالعدم نہ سمجھ جائیں گے۔ کچھ نہیں ہوگا۔ میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں۔ شاید مجمل کہتا تھا۔ آج صاف صاف کہدیا باقی ؎ دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست۔ بے تکلف بات یہ ہے کہ اگر اپنے حضرت مرشد مدظلہ سے پورا پورا اعتقاد ہے اور ان کو پوری شفقت ہے۔ تو ان سے حجاب توڑیئے اور سب سے منہ موڑیئے۔ اور اگر کسی جزو میں کمی ہے تو جس سے اطمینان ہو اس کی علی الاطلاق اطاعت کیجئے۔ اور مرشد صاحب

کو صرف برکت کے لئے رکھئے ۔ تربیت حصہ دوم صـ۱۳ و ۱۴

غیر متبع پیر سے بیعت جائز نہیں **حال** ۔ میری ہمشیرہ ایک بدعتی کے نکاح میں ہے مگر اُن کے عقائد بفضلہ تعالیٰ بہت اچھے ہیں ۔ مگر ان کا شوہر ان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ ایک بدعتی سے بیعت کریں میرے بہنوئی خود بھی مجاور و پیرزادہ قوم کے ہیں ۔ اور یہ پیری عرس کرتے ہیں ۔ اور یہ میرے بہنوئی اُن کے کشف کے متعلق بہت کچھ کرامات بیان کرتے ہیں ۔ میں نے یہ کہدیا کہ اُن سے کہو کہ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھادو تو بیعت کریں گے ۔ سو انھوں نے وعدہ کرلیا ہے کہ دکھادیں گے ۔ اگر وہ دکھادیں تو کیا اُن کی بیعت کرلینا جائز ہے ۔ کیا کوئی خلاف شرع شخص اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھادے تو اُس سے بیعت جائز ہے ۔ یا اُس کے کامل ہونے کی دلیل ہے ۔

الجواب ۔ السلام علیکم ۔ ورحمۃ اللہ ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلا دینا اگر شبہ تخیل سے قطع نظر کرلیجاوے کوئی مقبولیت کی دلیل نہیں وہ ایک قسم کا تصرف ہے ۔ جب تک اصل معیار یعنی اتباع شریعت و برکت صحبت نہ دیکھا جاوے ۔ اس وقت بیعت جائز نہیں ۔

تربیت حصہ دوم صـ۱۵ ۔

علامت تکمیل **حال** ۔ آج تین دن سے میرے دل کے اندر کسی طرح کا تردد اور پریشانی معلوم نہیں ہوتی ۔ بلکہ ہر وقت اطمینان ہے ۔

تحقیق ۔ یہ علامت تکمیل کی ہے ۔ مبارک ہو ۔ تربیت حصہ دوم صـ۲۷

اجازت بیعت اور اہلیت کی شرط **حال** ۔ عرصے سے خواہش یہ تھی کہ چندے جناب کی خدمت میں رہکر اپنی اصلاح باطنی کی کوشش کرتا ۔ مگر پردۂ غیب سے اب تک اس اُمید کا ظہور نہ ہوا ۔ اور اہل و عیال کے خیالات و نیز کم مائگی مانع ہوتی ہے اور اس تحریر کی زیادہ ایک اور بھی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات بعض بعض اشخاص مجھ سے بیعت کے طالب ہوتے ہیں اور میرے ذریعہ سے سلسلہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ۔ میں ان کو جناب کی طرف اشارہ کرتا ہوں ۔ اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ ہم میں اتنی مقدرت نہیں جو ہم وہاں جائیں اور

مولنا صاحب تشریف فرما ہوتے ہیں تو بیعت نہیں کرتے اور اپنے پاس بلاتے ہیں۔ لہذا یہ آسان ہے کہ تمہارے ذریعہ سے ہم داخل سلسلہ تو ہو جائیں گے۔ اور یہ صورت بغیر اجازت کے ممکن نہیں۔ اور اجازت بغیر استعداد باطنی کے مشکل۔ آجکل خیالات اکثر لوگوں کے رسمی بیعت پر زیادہ رہا کرتے ہیں۔ یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ خلاف شریعت والوں کے پھندوں میں پڑ کر ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں۔

تحقیق۔ اصلاح باطن اگر اس غرض سے کیجاوے کہ میں لوگوں کو بیعت کیا کروں گا۔ تو ایسے شخص کی اصلاح باطن ہی کبھی نہ ہوگی۔ کبر اس کا لازم حال رہیگا۔ اس سے توبہ کیجئے۔ پھر اصلاح مفید ہو سکتی ہے۔ رہا لوگوں کے کسی کے ہاتھ میں پھنس جانے کے خیال سے اگر ہر شخص بیعت کی اجازت مانگنے لگے تو بعد چندے پھر وہی معذور لازم آویگا۔ جس معذور سے بچنے کے لئے یہ اجازت دیگئی تھی۔ اور اگر اہلیت شرط ہو تو سب سے اول شرط اہلیت کی یہ ہے کہ وہ شخص اپنے کو اہل نہ سمجھے۔ پس اجازت لینے کی کسی حال میں گنجائش نہ ہوئی۔ اخلاص پیدا کیجئے

تربیت السالک جلد دوم صـ۳۰

نسبت ایک ہی ہے

سوال۔ نسبتیں بکثرت معلوم ہوتی ہیں۔

جواب۔ فرمایا نسبت ایک ہی ہے۔ الوان اس کے مختلف ہیں۔ کسی کو خشیت ہوتی ہے۔ اور کسی کو محبت اور کسی کو حضور مع اللہ ہوتا ہے۔ اور ظہور اس کا اس کی استعداد کے موافق رہتا ہے۔ تربیت حصہ اول صـ۳۲

نسبت سلب نہیں ہوتی

سوال۔ کیا نسبت سلب کرنے سے سلب ہو جاتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ اصل نسبت جو عبارت ہے حضور مع اللہ سے جو کسی کے سلب کرنیسے سلب کس طرح ہو سکتی ہے۔ ہاں صدور معصیت سے سلب ہو جاوے تو یہ دوسری بات ہے۔ البتہ کیفیت شوقیہ جو ایک نوع کی حق تعالیٰ کے ساتھ ہے سالک کو ہو جاتی ہے۔ جو لوگ اس سلب کی مشق کرتے ہیں وہ اُس کو سلب کر سکتے ہیں۔ جس طرح نشاط کے وقت اگر طبیعت کو حزن پیدا ہو جاوے تو وہ کیفیت نشاط کی جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح تصرف سلب سے وہ کیفیت شوقیہ جاتی رہتی ہے۔ اور ایک قسم کی افسردگی و غباوت ہو جاتی ہے مگر پھر ذکر کی برکت سے

عود کر آتی ہے۔

حصہ دوم صـ ۳۴

نسبت بدون مجاہدہ بھی حاصل ہوتی ہے **سوال**۔ عام مومن جو تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس میں مشغول نہیں ہوتے ان میں بھی صاحب نسبت ہوتے ہیں۔ یا نہیں۔ کیونکہ بعض لوگ باعتبار تہذیب نفس اخلاص اور اعمال کے بہت اچھے اور ایمان اور تقویٰ میں کامل ہوتے ہیں

جواب فرمایا بعض اُن سے بھی اچھے ہوجاتے ہیں جو تزکیہ نفس اور ریاضت و مجاہدہ سے سالہا سال میں تحصیل نسبت کرتے ہیں۔ اور پھر بھی ناقص کے ناقص ہی رہتے ہیں۔ لیکن فرق اتنا ہوتا ہے کہ اہل ریاضت کو اس کا علم اور حضور ہوجاتا ہے۔ اور ان کو اپنے صاحب نسبت ہونیکا بھی علم نہیں ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ مقبول بندے ہیں۔ تربیۃ مذکور صـ ۳۴

صاحب نسبت کی پہچان کا طریقہ۔ **سوال**۔ اہل اللہ اور صاحب نسبت کے پہچاننے کا کوئی خاص طریقہ ہے۔ یا صرف اعمال و احوال سے پہچانے جاتے ہیں۔

جواب۔ فرمایا کہ اعمال و احوال سے بھی پہچانے جاتے ہیں لیکن احوال میں تھوڑے کشف کی بھی ضرورت ہے۔ کہ اپنے کو سب خیالات سے خالی کرکے اس کی طرف متوجہ ہوں۔ پھر جو حال اپنے اندر معلوم ہو اس صاحب نسبت میں وہی نسبت ہے اور صرف کشف سے بھی ادراک ہوتا ہے۔ مگر اس کا احسن طریقہ اعمال سے پہچاننے کا ہے۔ کہ اس میں اتباع کامل شرع کا ہے۔ یا نہیں۔ کامل یعنی مستقیم یہ تو علامت ہے خود اس کے کمال کی باقی تکمیل کی علامت اس کی صحبت کا موثر ہونا ہے۔ تربیۃ حصہ دوم صـ ۳۵

نہایت سلوک مثل بدایت ہے۔ **سوال** تاریخ ۲۶ ر ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ ابتدائے سلوک میں واردات غلبیہ سالک کو بکثرت پیش آتے ہیں۔ اور بعد ازاں رفتہ رفتہ غلبہ اس کا یوماً فیوماً جاتا رہتا ہے۔ اور عام لوگوں کی سی حالت سالک کی بھی ہوجاتی ہے۔ حالانکہ اوراد وغیرہ سب کچھ وہی ہوتے ہیں۔ شاید صوفیوں کے یہاں جو یہ مشہور ہے کہ نہایت سلوک کی مثل بدایۃ کے ہے۔ اس کے یہی معنی ہیں۔

جواب۔ فرمایا کہ ہاں اُس کے یہی معنی ہیں وہ احوال امور عادیہ بن جاتے ہیں۔ اور عادیات میں جوش و خروش نہیں ہوتا۔ حصہ مذکور ص ۳۶

نسبت اور رضا میں فرق **سوال۔** تاریخ یکم ذی الحجہ ۳۱ھ لوازم نسبت سے یہ امر ہے کہ سالک کو اس قدر ملکہ یاد داشت کا راسخ اور امر طبعی بن جاوے۔ کہ اعمال شرعیہ باضطرار بلا تکلف اس سے صادر ہونے لگیں۔ اور ناگواری نہ ہو۔ اور رضا میں بھی یہی بات ہے۔ ناگواری اور شکایت قلب میں پیدا نہ ہو۔ پھر دونوں میں فرق کیا رہا۔

جواب۔ فرمایا پہلی صورت اعمال امور اختیاریہ میں ہے۔ مثلاً نماز روزہ ذکر وغیرہ میں سہولت اور بے تکلفی ہو جاوے۔ ناگواری نہ ہو۔ اور دوسری صورت احوال و امور غیر اختیاریہ میں ہے مثلاً کوئی بلا اور مصیبت پیش آوے۔ اور اس میں ناگواری اور شکایت کا اثر پیدا نہ ہو۔

حصہ مذکور ص ۳۶

توجہ شیخ کا اثر **سوال۔** تاریخ ۱۰ ذی الحجہ ۳۱ھ اکثر اولیاء اللہ کے حالات میں پایا جاتا ہے کہ فلاں شیخ نے فلاں شیخ کو ایک نظر اور توجہ میں ولی اور خدا رسیدہ بنا دیا اور تکمیل کر دی۔ اُس کے کیا معنی ایا اُس میں استعداد اور قابلیت تکمیل کی اپنے تصرف سے پیدا کر دی۔ یا ایک نظر میں پوری تکمیل کامل کمل خدا رسیدہ بنا دیا۔

جواب۔ فرمایا اس میں استعداد اور صلاحیت اعمال امور اختیاریہ کے کرنے کی ہو جاتی ہے۔ تکمیل نہیں ہوتی ہے۔ تکمیل تو جب ہی ہوگی۔ جب بقصد عمل کریگا۔ ایک نظر اور توجہ میں ولی اور خدا رسیدہ بنا دینے کے یہی معنی ہیں اھ۔ احقر یعنی جامع ملفوظات کہتا ہے کہ اولاً تو ایک نظر میں تکمیل ہونے کے لئے استعداد قوی شرط ہے۔ ورنہ متصرف کا تصرف کسی درجہ میں بھی موثر نہ ہوگا۔ اور دوم یہ بات بذریعہ دعا، یا بطور خرق عادت کہیں کسی ولی سے ہو گئی ہے ورنہ بغیر مشغولی تھوڑی بہت ریاضت و مجاہدہ کے کچھ کام نہیں چلتا۔ یہ دائمی امر نہیں ہے۔ کہ جس وقت جو چاہا کر دیا۔ کوئی اس گمان میں اگر کسی شیخ کے اعتماد پر بیٹھ رہے۔ کیونکہ یہ فعل اور تصرف شیخ کا اختیاری نہیں ہے۔ کہ ایک نظر میں صاحب ولایت بنا دیوے۔ بلکہ اس کا بھی ایک وقت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کسی ولی سے ایسا بھی کرا دیتے ہیں ؎

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست   فانی ست و گفت او گفت خداست

سالک اپنے کام میں لگا رہے اس گمان میں آکر ریاضت و مجاہدہ سے مستغنی نہ ہو جاوے یہ امر النادر کالمعدوم ہے ؎ کار کن کار بگذر از گفتار ⁂ اندریں رہ کار باید کار   تربیۃ مذکور صہ ۳۰

ولایت کے معنی **سوال**۔ ولایت کس سے عبارت ہے۔

جواب۔ ارشاد فرمایا کہ ولایت مقبولیت کو کہتے ہیں اور نسبت بھی اسی کو کہتے ہیں۔ حصہ مذکور صہ ۳۸

اصلاح اعمال واجب ہے مگر بیعت پر موقوف نہیں

حال۔ بتاریخ بست و نہم رمضان المبارک از جانب آں قبلۂ سالکان رحمت نامہ فیض شمامہ مع فہرست شرائط وغیرہ ظل ورود انداختہ سر احقر را از فلک الافلاک گزرانیدہ جزاک اللہ تعالیٰ اما چونکہ بندہ بیکجا مقیم نیست بنا برآں متردد بود کہ از کدام نشان طالب جواب شوم مگر باتاخیر جواب راہمیں علت است ورنہ لمحہ تاخیر نکردے۔ امید کہ عفو فرمائید اکنوں بیک گونہ سراغ یافتہ بجواب صحیفہ حضور پرداختم و آں اینکہ ہمہ شرائط مرسلہ را مطالعہ کردم ہمہ بجان و دل قبول می کنم لیکن بعضے از اوامر حضور بندہ را در حالت سفر عمل کردن ممکن نیست۔ کہ بجا آرم چوں شنوانیدن بہشتی زیور اہل خانہ را و نیز بعضے از مناہی حضور نیز در احقر موجود ست لیکن ثلثین بل اکثر بدعائے حضور از نفس احقر قبل ارسال شرائط دورست و بعضے را از کشاکشی نفس نمی توانم و برائے ہمیں جستجوئے پیر کامل و طبیب حاذق بود اکنوں معلوم می شود کہ خدائے تعالیٰ بر احقر مہربان شد اگر حضور نیز مہربانی فرمایند عجیب نیست کہ گل مراد احقر از خارستان مناہی بدست رسیدہ مشام جان و تن منور و معطر سازد۔ ع

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم ز ابنائے جنس

خلاصہ اینکہ بندہ جامع و مانع شرائط مرسلہ علی وجہ الکامل نیستم تاہم از درگاہ سدرہ پایگاہ حضور نیستم۔ پس رجا کہ آں قبلۂ اعظم و افخم نظر بر آیت کریمہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ فرمودہ ایں مریض نفس را از دوائے لطف و کرم خود شفا بخشند۔ بیت ؎

مرض دارم ز عصیاں لا دوائے   مگر الطاف تو باشد طبیبم

آرے برائے اصلاح کردن نفس آں ذات والا صفات ملکی ملکات را طبیبے کامل و پیر مکمل تصور کردہ خطے بحضور فرستادہ بودم اکنوں امید قوی و رجائے واثق اینکہ ایں غریب و فقیر را از فیوض درگاہ خود نا امید نساختہ سبقے

31983

اولیں از کتاب طریقت سلوک تعلیم فرمودہ خوشنود و ممتاز فرمایند۔

تحقیق۔ بیعت واجب نیست اصلاح اعمال واجب است و تقدیم واجب واجب است۔ آرے اگر بیعت موقوف علیہ اصلاح بودے ہم واجب بودے۔ وازلیس تلبیس کار شروع فرمایند و از حالات مطلع فرمودہ باشند ہر گاہ مناسب خواہم دید انکار نخواہم کرد۔ حصہ مذکور ص۴۲۔

بزرگوں کے حالات کا مطالعہ قائم مقام صحبت شیخ ہے

حال۔ احقر تا ہنوز بموضع بہادر گنج میں درس و تدریس میں مشغول ہے۔ نفس کی کشش خرافات کی جانب اور روح کی کشش حسنات کی جانب ہے۔ اس کشاکش میں اوقات عزیز گزرتے ہیں ہر وقت یہ دل چاہتا ہے کہ کوئی ایسی صورت نکل آئی کہ نفس بالکل مغلوب ہو جاتا۔ ذکر الہی سے غفلت نہ ہوتی۔ قلب میں وسعت کی صورت دکھائی دیتی مگر اس کے لئے غالباً صحبت شیخ کی ضرورت ہے۔ اور ادھر نفقہ کا وجوب اس امر سے مانع ہے کہ کسی کی خدمت میں جا پڑوں۔ اس کے لئے کیا تدبیر ہے۔

تحقیق۔ ایسی حالت میں بزرگوں کے حالات و مقالات کے مطالعہ کا التزام بھی انشاء اللہ تعالیٰ بجائے صحبت شیخ کے نافع و کافی ہے۔ اگر میرے مواعظ برابر مطالعہ میں رہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب شکایات دور ہو جائیں گی۔ حصہ سوم ص۲۰

صحبت شیخ کی ضرورت

حال۔ ایں حقیر ذی تقصیر ناداں از جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور کہ شاگرد و مرید جناب مولنا رشید احمد صاحب بودند بیعت شدہ فیض حاصل کردہ بود اما آں جناب اقدس بعد چند سال انتقال فرمودند ایں بندہ را عجائب و غرائب حالات واقع شدن گرفت بعض بخواب و بعض در بیداری بعد چند روز دیوانہ شدہ۔ تارک نماز گشتم و قریب موت رسیدم از حد غایت لاغر شدم و از بیروں شہر شدہ راہ بیاباں گرفتم۔

ترجمہ اس حقیر ذی تقصیر نادان نے جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور سے کہ جناب مولنا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و مرید تھے بیعت ہو کر فیض حاصل کیا تھا۔ لیکن وہ جناب اقدس بعد چند سال کے انتقال فرما گئے۔ اور اس بندہ کو عجیب و غریب حالات پیش آنا شروع ہو گئے بعض خواب میں اور بعض بیداری میں۔ بعد چند روز کے دیوانہ اور تارک نماز ہو گیا۔ اور قریب المرگ ہو گیا اور بحد لاغر ہو گیا اور شہر سے باہر جا کر راستہ جنگل کا اختیار کیا

بدعات و خلاف شرع از من بظہور آمد اندریں عرصہ نزد مولوی عبد الرحمٰن صاحب ثانی کہ مرید و تلمیذ جناب حضرت اقدس اند رفتم و عرض نمودم کہ حالم بغایت خراب شدہ اما ہرگہ جزاء الاعمال مطالعہ شروع نمودم۔ قدرے قلیل صحت یافتم دراں وقت مولوی صاحب موصوف گفت ایں حالات بخدمت حضرت اقدس عرض باید کرد۔ بجز آں اصلاح ندانم۔ لہٰذا دست بستہ بخدمت عالی عرض نمایم کہ بہر طریکہ خیر باشد راہ ارشاد فرمایند۔ و بر بندہ خوف کفر بغایت غالب شدہ و دین و دنیا بندہ بغایت خراب و خواب من قلیل۔ لہٰذا دست بستہ عرض نمایم کہ از بندگان جناب دانستہ ایں بندہ را ارشاد فرمایند زیادہ از کلام طویل خوفناکم۔ زیادہ والسلام۔

تحقیق۔ حالات گذشتہ نوشتن کافی نیست حالات حاضرہ مفصل نویسند کہ مزاج چسانست و صحت چساں۔ بہ یکے از طبیباں رجوع نمودہ بقیہ مرض را علاج شروع نمایند و اطلاع دہند

بدعات اور خلاف شرع امور مجھ سے ظہور میں آئے اسی عرصہ میں مولوی عبد الرحمٰن صاحب ثانی کے پاس کہ مرید اور شاگرد حضرت اقدس کے ہیں گیا اور عرض کیا کہ حال میرا بے حد خراب ہو گیا ہے۔ لیکن جب کبھی جزاالاعمال کا مطالعہ شروع کیا کچھ تھوڑی سی صحت پائی۔ اس وقت مولوی صاحب موصوف نے کہا کہ ان حالات کو حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کرنا چاہئیے۔ بجز اس کے اصلاح نہیں جانتا ہوں۔ لہٰذا دست بستہ جناب عالی کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جس طور پر بہتر ہو ہدایت کی راہ بتائیں اور بندہ پر خوف کفر بہت غالب ہے اور دین و دنیا بندہ کا بالکل خراب اور نیند بہت کم۔ لہٰذا دست بستہ عرض کرتا ہے کہ بندہ کو اپنے غلاموں سے جان کر ارشاد فرما دیں۔ زیادہ طول کلام سے خوفناک ہے۔ زیادہ والسلام

ترجمہ۔ گذشتہ حالات لکھنا کافی نہیں ہے حالات حاضرہ مفصل لکھیں۔ کہ مزاج کیسا ہے اور صحت کیسی ہے اور طبیبوں میں سے کسی سے رجوع کر کے بقیہ مرض کا علاج شروع کریں اور اطلاع دیں۔

باز خط ذیل از کاتب خط بالا رسید

حال۔ حال بندہ بالفعل بدینگونہ می گذرد کہ شخصے بنام مولوی حسن علی صاحب خلاف شرع یعنی برہنہ و تارک الصلوٰۃ و دیوانہ بعضے اوقات نزد بندہ آمدہ امر خلاف شرع تلقین نمودہ بودند لہٰذا بر بندہ بالفعل سہ امر بخوبی جاری شدہ

ترجمہ۔ بندہ کا حال بالفعل اس طرح گذرتا ہے کہ ایک شخص مولوی حسن علی صاحب نامی خلاف شرع یعنی برہنہ اور تارک صلوٰۃ اور دیوانہ نے بعض اوقات بندہ کے پاس آکر خلاف شرع امر تلقین کئے تھے لہٰذا بندہ پر بالفعل تین باتیں پوری طرح

اول اینکہ بر چہرہ بندہ مثل ابر سیاہ وسفید آمیختہ نمودار گردد۔ باعث آں عجائب وغرائب می بینم۔ و دوم ایں کہ ہر جا نظر نمایم یعنی درخت وغیرہ را اگر نظر می کنم مثل صورت انساں بنظر می آید۔ وسوم اینکہ ہر وقت بنظر بندہ مثل کلکلہ یعنی حقہ یا مثل کرمان یا مثل انسان حاضر می ماند۔ ایں امور بالا از بندہ چگونہ مندفع گردد بندہ نوازی فرمودہ اطلاع فرمائید و طبیبے نیز مقرر کردہ شد باعث آن مندفع نگردید زیادہ بحق بندہ دعائے خیر فرمائند۔

تحقیق۔ مشورہ رجوع بہ طبیباں بغرض اصلاح عوارض جسمانی دادہ بودم۔ اما عوارض نفسانی کہ اہم آنہا فساد خیال است طریق اصلاحش بجز صحبت عاقل کامل نیست۔ اگر آنجا میسر باشند اہتمام نمائید۔ ورنہ اگر ہمت ووسعت باشد بسوئے ایں نواح سفر نمائید کہ بفضلہ تعالےٰ مجمع عقلاء وکملاء است۔ ورنہ خلوت واشغال ہمہ ترک نمودہ۔ تلاوت قرآن ومطالعہ مواعظ بندہ وصحبت صلحاء خوش مزاج وہم مذاق اختیار نمائند وازحال خود باز اطلاع دہند۔

جا بجا ہو گئیں۔ اول یہ کہ بندہ کے چہرہ پر مثل ابر سیاہ وسفید کے ملا ہوا نمودار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے عجیب غریب باتیں دیکھتا ہوں۔ اور دوسرے یہ کہ جس جگہ نظر کرتا ہوں یعنی اگر درخت وغیرہ کو دیکھتا ہوں تو مثل صورت انساں نظر آتے ہیں۔ اور تیسرے یہ کہ ہر وقت بندہ کی نظر میں کلکلہ یعنی حقہ کے یا مثل کیڑوں کے یا مثل انسان کے حاضر رہتے ہیں۔ یہ امور بالا بندہ سے کس طرح مندفع ہونگے۔ بندہ نوازی فرما کر مطلع فرما دیں اور ایک طبیب بھی مقرر کیا تھا اس کی وجہ سے مندفع نہیں ہوا۔ زیادہ بندہ کے حق میں دعائے خیر فرما دیں۔

ترجمہ۔ طبیبوں سے رجوع کرنے کا مشورہ عوارض جسمانی کی اصلاح کے لئے دیا تھا میں نے لیکن عوارض نفسانی کہ ان میں سے اہم خیال کا فساد ہے۔ اس کے اصلاح کا طریقہ سوا عاقل و کامل کی صحبت کے نہیں ہے اگر اس جگہ میسر ہو اہتمام کریں ورنہ اگر ہمت اور وسعت ہو تو اس نواح کی طرف سفر کریں کہ بفضلہ تعالیٰ مجمع عقلاء کملاء کا ہے۔ ورنہ خلوت اور تمام اشغال کو چھوڑ کر قرآن کی تلاوت اور بندہ کے مواعظ کا مطالعہ اور صحبت صلحاء خوش مزاج وہم مذاق کی اختیار کریں اور اپنے حال سے پھر اطلاع دیں۔ تربیۃ حصہ سوم ص ۲۳

پیر کے نوازنے کا مطلب

سوال۔ مرشدین جب کسی مرید سے خوش ہوتے ہیں تو اُن کو دولت عظمیٰ سے نوازتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ مرید طاعۃ بجا لائیگا اس قدر مقبول الہی ہوگا پس مراد اسے طاعۃ پر اس کی مقبولیت متزائد ہوتی رہتی ہے۔ پھر پیر کے نوازنے کے کیا معنی جیسے شاہ بھیک اور شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہما کا قصہ میں نے خود حضرت کے وعظ میں سُنا ہے

کہ خوش ہوئے اور بلاکر لقمہ کھلادیا ۔ اس لقمہ کے کھاتے ہی ان پر فیض باری ہوا ۔ یا بعض دیگر بزرگوں کے قصے ہیں کہ ٹوپی پہنادی یا خرقہ پہنادیا تو اُن کا قلب روشن ہوگیا ۔ یا کوئی پیالہ دیا تو معمور ہوگئے ۔

جواب ۔ یہ بعد مجاہدات وطاعت کے ہوتا ہے ۔ جیسا بعد مطالعہ کے سبق سمجھنے کی خوب استعداد ہوتی ہے ۔ پھر سمجھنے کا فیض اُستاد کی طرف منسوب ہوتا ہے ۔ حصہ مذکور صہ ۲۷

ہر شخص کی تربیت اُس کی استعداد کے موافق ہوتی ہے

حال ۔ افسوس دل کسی کام کا نہیں رہا ۔ قویٰ مضمحل ہو چکے ۔ سیاہ سفید ہونے کو آئے مگر دل اسی طرح تیرہ و تاریک اعمال میں غفلت ہے ۔ اور طبعی فطری آزادی سونے پر سہاگہ کا کام دے رہی ہے ۔ طبیعت ابتدائے شورش پسند واقع ہوئی ہے ۔ نیک حالت ہو یا بد سب میں شورش کا امتزاج ہے ۔ زمانہ پیری کا اگرچہ قریب آلگا ہے مگر حضرت جنوں کی وحشت انگیز شورش روبہ ترقی ہے ؎

بجوش آورد پیری بیشتر در عشق خون ما   قدِ خم کار ناخن کرد با داغ جنوں ما

کبھی کبھی ویسے ہی یا وعظ میں رقت ہوتی ہے ۔ آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں ۔ مگر اسی وقت یہ خیال آتا ہے کہ رونے دھونے سے کچھ نہیں ہوتا ؎

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال   صد سال می تواں بہ تمنا گریستن

پھر آنسو پی جاتا ہوں اور ضبط کرتا ہوں ؎

گراں افتادہ لنگر کوہ درد سینہ فرسا را   خدا صبر دہد دلہائے از جا رفتہ مارا
عمر رفت و سفر عشق بآخر نرسید   گریہ آغاز بناکامئے انجام کنیم
جنوں را کارہا باقیست با مشت غبار ما   کہ بازیچگاہ طفلاں می شود خاک مزار ما
سر آمد زندگی و زنارسائیہائے خود دستے   بزلف او نزد بخت پریشاں روزگار ما
نہ جاں را وصل دلخواہی نہ دل را قوت آہے   من حسرت نصیب از زندگانی تہمتے دارم
نہ در کنعان نہ در بازار مصرش می تواں دیدن   بیاباں گرد حیرت کرد نقش کارواں مارا

ولنعم ما قال العارف الجامی قدس سرہٗ ؎

عاشقاں از ہیبت تیغ تو سر پیچیدہ اند   جامی بیچارہ را چوں دیگراں پنداشتی
ماحال دل را بایار گفتیم   نتواں نہفتن درد از طبیباں

تحقیق۔ ہر شخص کی تربیت اس کی استعداد کے موافق ہوتی ہے۔ اس کیفیت سے آپ کی تربیت ہو رہی ہے۔ خدا کا شکر کیجئے اور منتظر وہب رہیئے۔

حال۔ ان سب مرقومہ بالا احوال میں البتہ یہ بات باقی رہگئی ہے۔ کہ آپ سے وابستگی ہے اور آپ کی صورت دیکھنے سے نشاط سکون اور اطمینان ہوتا ہے۔

تحقیق۔ ہذا مفتاح السعادۃ و مصباح البدایۃ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حصہ چہارم صہ ۳۵

مجالست صلحاء کا نافع ہونا

حال یا جو تدبیر حضور ارشاد فرمائیں عمل کروں۔ اپنے خیال سے میں نے بظاہر یہ تدبیر کر رکھی ہے کہ اپنے ہم خیال حضرات سے بکثرت ملتا ہوں۔ بلکہ سب سے زیادہ کثرت سے .... ملتا رہتا ہوں۔ اور وہاں پہونچکر کسی قدر تشفی بھی ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ اکثر اوقات نیک ذکر اچھی باتیں فرماتے رہتے ہیں۔ زیادہ تر آنجناب کی تصنیفات کا زیادہ شغل رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دعوات عبدیت کے حصے مطالعہ میں بکثرت رکھتا ہوں۔ یہ تدبیریں مسکن ضرور ہوتی ہیں یعنی تسکین تو ہوتی ہے۔ لیکن بہت کم اب جو ارشاد حضور ہوگا عمل کرونگا۔

تحقیق۔ ہاں یہ بہت اچھا معمول ہے۔ لیکن خواجہ صاحب سے یا کسی اپنے ہم مشرب سے تنہائی میں ملئے۔ جب مجمع زیادہ ہو جاوے اُٹھ جائے۔ راقم عارض ہے کہ اتفاق سے میرا کانپور جانا ہوگیا۔ اور یہ سب جواب میں نے زبانی کہدئے جو بہت نافع ہوئے۔ حصہ مذکور صہ ۴۳

ڈر کا علاج اور تصور شیخ

"اول یہ خط آیا تھا"

حال۔ احقر آپ کا خادم ہے۔ دو جوگی بیٹھے تھے ان کو دیکھکر ڈر گیا تھا۔ اس روز جب آپکا وعظ سُنا تو اس وقت بھی جوگی نظر پڑے تھے۔ اور ہم ڈر کر حضور کے سامنے رونے لگے۔ حضور نے تسلی دی۔ پھر ڈر جاتا رہا۔ آج پھر ایک فقیر کو دیکھکر ڈر گیا۔ سخت پریشانی ہے۔ اور کام کرنے میں دل نہیں لگتا۔ اور وظیفہ سبحان اللہ والحمد للہ الخ ۲۵ مرتبہ اور فارغ رہا تو سو مرتبہ پڑھتا ہوں اُمید کہ میرے مناسب علاج کوئی یا دعا ارشاد فرمایا جاوے اور اُردو کی مناجات بھی پڑھتا ہوں۔ فقط۔

اس کا یہ جواب گیا تھا

درود شریف پڑھا کرو۔ اور میرا خیال کر لیا کرو۔ اسی وقت کا خیال جب میں وعظ کہہ رہا تھا

اور پھر حال سے اطلاع دو۔ اور یہ خط بھی ساتھ بھیجنا۔

" اس جواب کے بعد پھر یہ خط آیا "

جناب والا نے جو تجویز میرے لیئے فرمائی ہے اس سے مجھکو افاقہ ہوگیا۔ اب جوگی کبھی نظر نہیں پڑتا۔ اور دہشت بھی نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں البتہ صرف سینہ پر کچھ گرمی محسوس ہوتی ہے حضور نے یہ لکھا تھا کہ جو حالت ہو اس کو مع میرے اس خط کے روانہ کرنا۔ لہٰذا اپنی حالت مع اس پہلے خط کے ارسال خدمت ہے۔ والسلام

" پھر یہ جواب دیا گیا "

افاقہ سے دل خوش ہوا۔ الحمد للہ ابھی درود شریف اور تصور مرقوم خط سابق کا معمول جاری رکھو۔ اور گاجریں تراش کر اس پر شکر چھڑک کر رات کو شبنم میں رکھکر صبح ہی کھالیا کرو۔ اور پھر اطلاع دو۔ ربیع الاول سنہ ۳۲ھ   حصہ مذکور ص ۴۶

طالب کا طریق علاج خود تجویز کرنا مذموم ہے۔

پہلے یہ خط آیا۔

سوال۔ ایک عرض یہ ہے کہ کوئی مراقبہ بنظر محفوظ رہنے کے گناہ سے ارشاد ہو کہ اللہ پاک اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ اور اس کی برکت سے وبرکت دعائے حضرت گناہوں سے محفوظ رہوں۔

اس کا یہ جواب گیا

جواب۔ کیا آپ ہی خود اپنے لیئے طریق علاج بھی تجویز فرما سکتے ہیں۔ افسوس جو میں نے علاج تلایا یعنی ہمت اس کو ردی کردیا۔ اور خود تجویز کیا تو آپ جب خود شیخ ہیں پھر دوسرے سے کیوں رجوع فرماتے ہیں

پھر یہ خط آیا

حال۔ ہدایت نامہ بجواب عریضہ عتاب آمیز ورود ہوا سخت نادم ہو کر امیدوار معافی کا ہے۔ براہ بزرگانہ معاف فرمایا جاوے۔ ہرگز نہ بندہ کو طریق علاج تجویز کرنے کا حق ہے اور نہ خود شیخ ہے اور نہ ارشاد فرمودہ ما سبق یعنی ہمت کو احقر نے ردی کیا ہے۔ اور نہ کرسکتا ہے۔ بلکہ خدا کا شکر ہے کہ حضرت کے ارشاد کی وقعت دل میں بہت کچھ ہے۔ اور خدا کرے کہ ایسا ہی رہے۔ آمین خلاصہ یہ کہ معاف فرمایا جاوے۔

اس کا جواب گیا

تحقیق۔ معافی کو معافی ہی ہے۔ میں کچھ بدلا تھوڑا ہی لے رہا ہوں۔ لیکن کیا غلطی پر مطلع بھی نہ کیا

جاوے اور یہ پتہ اب بھی نہ دیا کہ اس علاج پر عمل بھی کیا یا نہیں فضول باتوں سے خط بھر دیا۔ اس کا بھی افسوس ہے۔ ربیع الاول ۳۴۳ھ حصہ چہارم صـ۶۸

سلسلہ امدادیہ کی امتیازی شان

حال۔ دیگر عرض یہ ہے کہ بعض اوقات حقوق العباد کے بارے میں قلب پر اس قسم کا بوجھ پڑتا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جان غم میں گھلی جاتی ہے جب تک کہ اس کا کچھ تدارک نہیں ہوتا چین نہیں آتا۔

تحقیق۔ مبارک ہو یہی حالت موافقہ للسنۃ مابہ الامتیاز ہے بسلسلہ امدادیہ کا اور علامت ہے اس کے قبول کی۔ حصہ چہارم صـ۶

شیخ کی عادات طبعیہ میں اتباع کرنیکا حکم

حال۔ اور شیخ کی وہ عادتیں جو طبعی ہیں اس میں اگر مرید اتباع کرے تو باعث اجر ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ اجر کی کوئی وجہ نہیں۔

حال۔ اور مفید ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ بلا واسطہ تو مفید نہیں اور بواسطہ مفید ہے۔ کہ موثر ہے۔ محبت میں یا اثر ہے محبت کا اور محبت کا مفید ہونا ظاہر ہے۔

حال۔ اور شرعاً کچھ مخالفت تو نہیں۔

تحقیق۔ مخالفت کی بھی کوئی وجہ نہیں۔ البتہ اس میں ایسا انہماک کہ دوسری ضروریات میں مخل ہو مضر ہے۔

حال۔ اور اس سے رسول اللہ صلعم کے ساتھ برابری کرنے کا شبہ تو نہیں ہوتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم کے حرکات سکنات میں اتباع کرنے میں اجر ہے اور صحابہ بوجہ محبت عادات طبعیہ میں۔ بھی کرتے تھے۔

تحقیق۔ اوپر اجر کی نفی لکھی گئی اب شبہ نہیں رہا۔

حال۔ خلاصہ یہ ہے کہ میری طبیعت بھی چاہتی ہے کہ جیسے آپ چلتے ہیں ویسے چلوں اور جیسے آپ گردن مبارک کو بائیں طرف کبھی کبھی سینہ کی طرف جھکا دیتے ہیں اسی طرح جھکاؤں۔ اور جیسے آپ داڑھی آدھی پھاڑ کر رومال سے پوچھتے ہیں پوچھوں۔ اور نماز سے فارغ ہو کر جب

حضرت منہ پھیر کر بیٹھتے ہیں تو ہاتھ سے کرتہ بعض دفعہ ہٹایا کرتے ہیں ہٹایا کروں۔ یہ سب ادائیں مجھے بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اگر کچھ حرج نہ ہو تو اجازت فرمادیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا ہوں کہ یا اللہ اپنے فضل سے مجھ میں اخلاق اور عادات اور طرز اور انداز حضرت کا پیدا کردے۔ حضرت بھی دعا فرمادیں حضرت کی روش کی محبوبیت یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ جو وظائف میں نے حضرت سے اپنی طرف سے اجازت لے کر پڑھنا شروع کئے تھے۔ اب یوں جی چاہتا ہے کہ سب چھوڑ دوں اور جو حضرت پنجگانہ نماز کے بعد پڑھا کرتے ہیں وہی میں بھی پڑھا کروں اور بڑے بڑے معمولات بحالہا باقی رکھوں اس میں حضرت کیا فرماتے ہیں۔ اور دعائے حزب البحر ہر نماز کے بعد پڑھتا تھا اسے بھی ایک ہی دفعہ پڑھتا ہوں۔ اس سے اس وجہ سے دل اُٹھ گیا کہ حضرت نے فرمایا میں نہیں پڑھتا۔ اس وجہ سے کہ اس کے پڑھنے والوں کو لوگ بزرگ جانتے ہیں۔ اور جس سے بزرگی ٹپکے اور وہ شرعاً ضروری نہ ہو تو میں اسے پسند نہیں کرتا۔ اس کے متعلق بھی میرے مناسب جو ہو ارشاد فرمائیں۔ اور اگر حضرت کے معمولات جو پنجگانہ نماز کے بعد پڑھتے ہیں میرے لئے مناسب ہوں تو ایک پرچہ پر لکھدیں۔ یا جہاں یہ آپ کے معمولات مذکورہ لکھے ہوں اس سے مطلع فرمادیں۔ کیا کروں حضرت کو تکلیف نہ دیتا مگر طبیعت میں بہت دنوں سے یہ تقاضا ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے یہ تکلیف دی معاف فرمائیگا۔

تحقیق۔ میرے نزدیک یہ انہماک ہے۔ حصہ پنجم ص ۸۱

اشتیاق صحبت شیخ و مکاتبت بھی قائم مقام صحبت کے ہے

حال۔ بہت جی چاہتا ہے کہ شرف ملازمت و صحبت حاصل کروں مگر مشاغل عدیدہ مہلت نہیں دیتے۔

تحقیق۔ یہ اشتیاق بھی نفع میں قریب قریب پاس ہونے کے ہی ہے۔ خصوص جبکہ مکاتبت بھی رہے۔ حصہ پنجم ص ۹۷

حضرات مشائخ کو سورہ اخلاص ایصال ثواب

حال۔ ایک بات اور بھی یاد نہ رہی تھی کہ بندہ نے کئی سال سے یہ معمول رکھا ہے کہ روزانہ وتر کے بعد تین تین مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھکر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی حضرت خواجہ معین الدین اجمیری حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند حضرت مولٰنا محمد قاسم حضرت مولٰنا رشید احمد حضرت حاجی امداد اللہ

مہاجر مکی۔ حضرت مولٰنا سانجی نور محمد حضرت مولٰنا شاہ عبد الرحیم ولایتی قدس اللہ اسرارہم کی ارواح طیبہ کو اس کا ثواب پہنچاتا ہے (روزانہ ۵۴ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھتا ہے اور اخیر میں یہ کہدیتا ہے کہ اے اللہ اس مجموعہ کا ثواب ان بزرگوں کی ارواح کو پہنچا دے۔ اس معمول میں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق۔ قاعدے سے تو مضائقہ نہیں مگر آپ کے سوال سے آپ کے مذاق کا کچھ پتہ چلا۔ جو غالبًا میرے مذاق کے موافق ہے۔ اس لئے اپنے مذاق کی اطلاع کرتا ہوں۔ اگر آپ کا بھی یہی مذاق ہو تو آپ اس عمل کو چھوڑ کر دیسے ہی ان سب حضرات کے لئے دعا رضائے حق و درجاتِ مزید کی کیا کیجئے۔ میرا مذاق یہ ہے کہ مقصود نفس کو اس عمل سے یہ ہوتا ہے کہ ان کو ثواب بخشا جائے تو ان کی ارواح طیبہ خوش ہو کر حق تعالٰی کی جناب میں التجا کریں یا باذن حق میری طرف توجہ کر کے مجھکو باطنی نفع یا اس نفع میں ترقی وقوت کا سبب بنیں گے۔ سو میں اس کو توحید خالص کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اور ان حضرات کے ادب کے بھی خلاف کہ ان کو ثواب بخشا جاتا ہے۔ اپنی غرض کے لئے میری ایک مبسوط تحریر اس باب میں ہے جو تتمہ ثانیہ امداد الفتاوی بابت سنہ ۲۱ و ۳۲ کے صفحہ ثانیہ ۱۲ میں طبع ہوئی ہے۔ جو قابل ملاحظہ ہے۔ حصہ پنجم ص۹۷)

بیعت جلدی کرلینا یا نہ کرلینا شیخ کے قلبی رجحان پر موقوف ہے

حال۔ عرض یہ ہے کہ اکثر لوگ جن کو ابھی اپنے مشائخ سے اجازت اخذ بیعت اور کار تربیت سپرد نہیں ہوا اس کام کو آسان سمجھتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ پیر بننے میں بھلا کیا تکلیف ہے۔ سو واقعی رسمی پیر بننا اور سجادہ نشینی یہ تو ایک بڑی مزیدار بادشاہت ہے۔ لیکن اس کی حقیقت ایک دشوار کام ہے۔ امر تربیت بھی اس خاص قسم کا مجاہدہ ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مجاہدہ بدون تکلیف کے نہیں ہوتا۔ مجھے امر تربیت میں بعض دفعہ بہت تکلیف ہوتی ہے۔ خصوصًا جب مخاطب قلب سے تصور اور حقیقت شناسی سے دور اور محض عرف اور رسم کا پابند و مجبور ہو۔ اور عوام کی عقیدت و محبت بھی خلل اور فتور کی بنیاد پر مبنی ہوتی ہے۔ اسی لئے بیعت کرنے سے ایک حد تک کنارہ کرتا ہوں۔ بلکہ بعض دفعہ تو جو لوگ بیعت ہو گئے ہیں ان کو بھی چھوڑ دینا پسند کرتا ہوں لیکن یہ بات چونکہ اہل طریق کے ہاں پسندیدہ نہیں اس لئے اپنے کو صبر پر مجبور کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جلدی بیعت کر لینے میں پیچھے بڑی خرابی نکلتی ہے۔ جن جن باتوں کی آپ نے شکایت فرمایا

کرتے تھے وہ سب ذرہ ذرہ صحیح پاتا ہوں ؎

ایک ایک قطرہ کا مجھے دینا پڑا حساب　　خون جگر ودیعت مژگان یار تھا

دوسری طرف اہل بدعت وضلالت کا شیوع اور ہمہ گیری بعض دفعہ اس قدر مجبور کردیتی ہے کہ خیال ہوتا ہے کہ جو شخص بھی درخواست بیعت کرے اس کو بلا تامل بیعت کرلیا جاوے۔ اگر اور کچھ نہوا تو اہل ضلالت کے پنجہ سے تو چھوٹ جاویگا۔ غرض اس قسم کے پیچ و تاب اور کشش و پنج میں جی گرفتار ہوجاتا ہے ؎

پھنسا تھا دل کو گیسوئے پیچاں میں پھنس گیا
قسمت میں ہو جو پیچ تو کیوں کر نہ بل پڑے

شب تاریک و بیم موج و گرداب چنیں حائل　　کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

اس بارہ میں جو ارشاد عالی ہو اس کو باعث نجات تصور کرونگا۔

تحقیق۔ عین وقت پر جس شق کو دل زیادہ قبول کرے انشاء اللہ تعالیٰ اسی میں خیر ہوگی۔

مطبوعہ الامداد بابتہ ماہ رمضان ۱۳۳۵ھ صہ ۱۱۳

شیخ کو عدم حال کی اطلاع دینا بھی مفید ہے

حال۔ اپنا حال آجکل یہ ہے کہ کوئی حال نہیں۔

تحقیق۔ اس کی اطلاع بھی نافع ہے بعض اوقات اس میں بھی کوئی بات ہوتی ہے۔

مطبوعہ الامداد ۳۵ھ صہ ۱۱۶

اپنے شیخ کے متعلق کیا اعتقاد ہونا چاہیئے

حال۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ دنیا میں کسی سے دین کے متعلق استفادہ کا خیال نہیں ہوتا۔ یہ دل میں یقین ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہیں حضور ہی ہیں حالانکہ بزرگ دنیا میں بہت ہوں گے مگر نہیں معلوم دل کسی کا معتقد فضیلت نہیں ہوتا۔ اور دوسرے سے فیض پہونچنے کے خیال کی بابت تو اس قدر نفرت ہے۔ جیسے شرک و کفر سے نفرت ہو۔ کسی بزرگ کو حضور کے مقابلہ میں بزرگ سمجھنا ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کفر کا خیال کرنا اگر بزرگوں کی نسبت ایسا خیال برا ہے۔ تو حضور میرے اصلاح قلب کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیق۔ شدت محبت میں ایسے مبالغہ سے انسان معذور ہے۔ اور اصل صرف اس قدر ہے

کہ اپنے شیخ کی نسبت ایسا سمجھے کہ مجھکو میری کوشش سے اس سے زیادہ نفع پہنچانے والا میسر نہ ہوگا۔ باقی بزرگی کی کمی زیادتی یہ اللہ کو معلوم ہے۔ بس اس اعتقاد میں کوئی غبار نہیں۔

مطبوعہ الامداد ۳۵ھ صہ ۱۱۹

تصور شیخ بقصد مضر ہونا **سوال** تصور حضور والا اذکار میں کمترین کو نفع دیتا ہے۔ اگر حکم والا صادر ہو تو تصور شیخ برابر جاری رکھوں۔

جواب۔ شیخ کا تصور بالخصوص نماز میں قصداً اخلاف سنت اور بعض حالات میں بے حد مضر ہوجاتا ہے۔ البتہ بلا قصد اگر آئے تب بھی اختیار سے اس کو باقی نہ رکھا جاوے۔ ذکر کی طرف یا مذکور کی طرف التفات تازہ کرلیا جاوے۔ اگر اس پر بھی باقی رہے۔ تو وہ مبارک حالت ہے۔ اس کو نعمت سمجھکر خدا کا شکر کیا جائے۔ کہ ناشی ہے محبت شدیدہ سے بمثل دوسرے خیالات فاسدہ کے اس کو واجب الدفع نہ سمجھا جاوے۔ کہ خیال مانع عن اللہ خیال موصل الی اللہ کی برابر نہیں اگر سمجھ میں نہ آیا دوبارہ تفصیل دریافت کرلی جاوے۔ الامداد بابتہ رمضان ۳۵ھ صہ ۱۲۰

بیعت ہونے کا مناسب طریقہ **حال** ۔ میں جناب مولٰنا .... کے حلقہ میں داخل ہوا تھا کچھ عرصہ تک حلقہ میں شامل رہا۔ اب مولٰنا کے یہاں کی حالت بہت نازک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ کشف ایسا یقینی سمجھا جاتا ہے کہ اس پر ملازمین پر احکام قطعی جاری کئے جاتے ہیں۔ اور پوچھا جاتا ہے کہ کیا دیکھا۔ دیوبندیوں کو فاسد العقیدہ کہا جاتا ہے۔ میلاد شریف میں قیام کیا جاتا ہے۔ اور کئی آدمی ملکر سلام پڑھتے ہیں۔ مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں پھول لٹائے جاتے ہیں ایک صاحب کو کشف ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور پھول اٹھاتے ہیں۔ یا پھول اٹھا کر اپنی گود میں رکھتے ہیں۔ ایک شخص مولٰنا کے خاص ملازموں میں سے وہ نماز نہیں پڑھتا ہے۔ اس کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے صرف ایک عیب ہے۔ کہ نماز نہیں پڑھتا۔ ان خرافات کا کہاں تک بیان کرکے جناب کا وقت خراب کروں۔ میں نے اب حلقہ سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ اسم ذات جس قدر ہوسکتے ہیں پڑھ لیتا ہوں۔ اور جناب سے اُمیدوار ہوں کہ میری دستگیری فرمائی جاوے۔ اور مجھکو بیعت سے مشرف فرمایا جاوے۔ اور جیسا حکم فرمایا جاوے۔ ویسا عمل کروں۔ فقط

تحقیق۔ ایک دفعہ جلدی کرکے اب تک پچھتا رہے ہیں کبھی دوسری بار پھر نہ پچھتانا پڑے۔ لہٰذا بیعت میں تعجیل مناسب نہیں۔ اچھی صورت یہ ہے کہ جس سے بیعت ہونے کا قصد ہو پہلے اس کے پاس مہینہ دو مہینہ قیام کرلیا جاوے۔ جب ہر طرح قلب مطمئن ہوجاوے تب درخواست کیجاوے اگر درخواست کے وقت دوسرے کا قلب بھی مطمئن ہوگا تو قبول کرلے گا۔ اور اگر اس نے کچھ عذر کیا تو اور قیام کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے۔ کہ اس طرح کرنے سے دوسرے کا انکار طویل نہ ہوگا۔ ایسی بیعت کا لطف دیکھنے کے قابل ہوگا۔ باقی یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے کہ جس کو سنا اس کے پیچھے ہوئے۔ بقول کسی شاعر کے ؎

لختے برد از دل گزرد ہر کہ ز پیشم
من قماش فروش دل صد پارہ خویشم

مطبوعہ الامداد بابتہ شوال ۳۵ھ ص ۱۲۴

متعلقین پر عتاب کرنا مقتدی کا منصب ہے

حال۔ احقر بفضل خدا ہو اپنے وظیفہ میں سرگرم ہے۔ لیکن میرا حال مختلف قسم کا رہتا ہے۔ کیا ہوجاتا ہے کہ اہل مکان کو شرع کے خلاف چلنے سے اُن پر غضبناک ہوجاتا ہوں تحمل نہیں کرسکتا۔ یہاں تک کہ ایسی نوبت پہونچی کہ مکان والے سب مجھ پر خفا و ناراض ہوئے۔ حضرت والد صاحب بھی دلگیر ہیں۔ بلکہ مجھکو دیوانہ سمجھ رکھا ہے۔ اور درحقیقت حال بھی دیوانوں کی طرح ہی ہوجاتا ہے۔ گاؤں میں بھی دشمن بہت ہیں کبھی دل میں یہ خیال آتا ہے کہ شاید کسی نے مجھ پر جادو کیا ہوگا۔ کہ مربیوں کے ساتھ جنگ و جدال کرتا ہوں۔ ان لوگوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ کبھی دل میں رحم بھی آجاتا ہے۔ مگر مکان کے غیر جگہ میں حالت اچھی رہتی ہے۔ مکان جانے سے وہی حال ہوجاتا ہے۔ اس وقت پردیس میں اچھا حال ہے۔ مدرسہ میں پڑھانے سے بھی خوش رہتا ہے۔ مگر مدرسہ کا کام تلاوت قرآن و مناجات مقبول کے وقت کے بعد پورا کرتا ہوں۔ ذکر کے وقت اگر نہ کروں تو طلبہ کو اور وقت پڑھنے کا میسر نہیں ہوتا پس کیا ذکر منفصل کرنے کی اجازت ہے۔ یعنی بعد تلاوت قرآن مناجات کے گھنٹہ دو گھنٹہ طلبہ کو پڑھا کے باقی وظیفہ جو چھ ہزار مرتبہ ذکر اللہ ہے ادا کروں۔

تحقیق۔ یہ منصب مربی اور مقتدی کا ہے۔ کہ اپنے متعلق پر عتاب کیا جاوے۔ آپ خود ابھی اپنے کام سے فارغ نہیں ہوئے۔ آپ کو کسی سے الجھنا مناسب نہیں۔ اگر مدرسہ میں دل مطمئن رہتا ہے تو مدرسہ ہی میں زیادہ رہا کیجئے۔ ذکر بلا اتصال بھی نافع ہوگا۔ الامداد شوال ۳۵ھ ص ۱۲۹

طالب میں بجائے تجویز خود تفویض ہونی ضروری ہے

حال۔ میں نے پہلے عریضہ میں دلائل الخیرات اور ربنا آتنا الخ کے پڑھنے کی اجازت کے واسطے عرض کیا تھا صرف مقصود میرا یہ ہے کہ میری آخرت درست ہوجائے۔ بزرگوں کے ارشاد کے موافق جو کام کیا جاتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ برکت فرماتے ہیں۔ میں پڑھتا برابر رہتا ہوں کہ جو ثواب سے خالی نہیں ہے۔ لیکن ایک خود کسی نسخہ کو استعمال کرنا اور ایک حکیم کے فرمان کے بموجب اس پر عمل کرنا اس میں بہت بڑا فرق ہے۔

تحقیق۔ جو مصلحت آپ نے اجازت مانگنے میں لکھی ہے وہ ٹھیک ہے۔ مگر اس کا یہ طریق نہیں جو آپ نے تجویز کیا کہ نسخہ خود تجویز کیا اور طبیعت سے اجازت مانگی جاتی ہے۔ بلکہ طریق اس کا یہ ہے کہ اپنی پوری حالت کسی معتقد فیہ کے سامنے پیش کر کے اپنے کو اس کی تفویض میں دیدیا جائے۔ جو نسخہ میرے لئے تجویز کیا جاویگا میں اس کا استعمال کروں گا۔ چونکہ ایسے مضمون کا آپ کا کوئی خط نہیں آیا لہذا میں کوئی متعین مشورہ نہیں دیسکتا ہوں۔ جب ایسا خط آئیگا انشاء اللہ مشورہ عرض کروں گا۔ الامداد بابت ذیقعدہ ۳۵ھ ص ۱۳۸

شیخ کے بیعت نہ لینے کے سبب متکبرانہ ناخوشی کا علاج

ایک صاحب کا خط جو بیعت نہ لینے کے سبب ناخوش اور شاکی ہو کر چلے گئے تھے۔ **حال**۔ منبع الجود والکرم حضرت مولنا مولوی شاہ اشرف علی صاحب سلمہ ربہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ من جانب بندہ ...... بخدمت سراپا برکت سے مشرف ہو کر واپس آیا۔ اب۔ دوبارہ کمترین اپنا ایک رؤیا بطور استفسار پیش خدمت کرتا ہوں۔ امید کرتا ہوں جناب اس کی تعبیر سے آگاہ فرمائیں گے۔ عبارت ذیل میں درج ہے بندہ درود شریف پڑھکر در شب جمعہ بدیں نیت بدرگاہ باری تعالیٰ کہ اپنے حبیب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف فرمائے۔ سو گیا۔ اس کے بجائے جو میں نے خواب میں دیکھا ہے وہ یہ ہے۔ میں نے آپ کو ایک بالاخانہ میں پایا جب آپ نیچے کو آتے تھے تو میں روتا ہوا نیچے کو آتا ہوں جب آپ اوپر کو تشریف لیجاتے ہیں تو میں روتا ہوا اوپر کو جاتا ہوں علیٰ ہذا نیچے کو آتے ہو تو میں بھی روتا ہوا نیچے کو آتا ہوں بسبب رعب کے بات نہیں کر سکتا ہوں اور قریب نہیں ہو سکتا ہوں۔ آخر سیڑھی سے اترتے وقت میری طرف چنگارے آرہے ہیں ان سے

آواز آرہی تھی کہ یہ تجھے جلادیں گے۔ میں نے کہا کہ اس سیڑھی کی پناہ میں میں اس کے شر سے محفوظ ہوں۔ آپ کی طرف سے اتنا ہی سُننا ہے کہ میں سمجھونگا۔

تحقیق ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہاں آئے تھے۔ بہت سوچنے سے بطور احتمال کے یہ پتے ذہن میں آئے ہیں۔ (۱) آپ ان دو شخصوں میں سے ایک شخص ہیں جنہوں نے ایک ہی خط میں اپنی درخواست لکھی تھی۔ اور میں نے مشورہ دیا تھا کہ علیحدہ علیحدہ خط آنا چاہئے۔ (۲) آپ نے آتے ہی میرا خط دکھلایا تھا اور ایک یا دو روپیہ پیش کیا تھا جس کے لینے سے میں نے عذر کیا۔ اور آپ کے اصرار پر آپ کو منع کردیا گیا (۳) آپ نے بیعت پر اصرار کیا اور میں نے اس کے شرائط بیان کئے جس میں غالباً یہ بھی تھا کہ جلدی نہ کرنا چاہئے۔ آپ نے پھر اصرار کیا۔ میں نے انکار کردیا۔ آپ کو ناگوار ہوا اور ناگواری میں آپ اٹھکر کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔ اور باہر جاکر میری شکایت کی۔ اب معلوم نہیں میرا یاد صحیح ہے یا غلط۔ اگر میرا یاد غلط ہے تو اپنا پورا پتہ لکھئے۔ جس میں آپ کو پہچان سکوں اور ہر حال میں اصل خط بھی جواب کے ساتھ واپس آنا چاہئے۔ اس وقت جواب دونگا۔

“اس جواب بالا کے بعد دوسرا خط ان کا اور آیا”

حال السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ من جانب ...... جناب کے جملہ احتمالات صحیح ہیں۔ اور بندہ خاکسار وہی خادم ہے جس سے خدمت اقدس میں حرکات ناشائستہ بمقتضائے وقت ظہور میں آئیں۔ آئندہ بارادت صادق بخلوص قلب جبران والا پر ایفا کے لئے مستعد ہوں۔ نہیں معلوم کہ اصل خط جناب نے کونسا تصور فرمایا ہو۔ لہذا ہر دو تحریر معہ نوازش نامہ ارسال خدمت ہے۔

تحقیق ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ معلوم نہیں قطع نظر خواب سے آپ کو اپنے حرکات کا ناشائستہ ہونا دلائل شرعیہ سے بھی معلوم ہوا یا نہیں۔ یا صرف خواب ہی کی بناء پر معلوم ہوا۔ اگر صرف خواب ہی پر بناء ہے تو خواب حجت شرعیہ نہیں۔ آپ ڈریں نہیں بے فکر رہیں۔ یہ انگارے تو کیا چیز ہیں اگر کوئی خواب میں اپنے کو دوزخ میں جلتا ہوا بھی دیکھ لے اور دخول ابدی کا بھی حکم سن لے اور اس کی حالت شریعت کے مطابق ہو۔ تب بھی وہ خواب کوئی چیز نہیں۔ اور اگر دلائل شرعیہ کی بناء پر اپنی غلطی آپ سمجھے ہیں تو اس کی تقریر لکھئے۔ کہ وہ کیا غلطیاں ہیں اور کس بناء پر سمجھا ہے۔ اگر جواب بھیجا جاوے تو یہ دونوں خط پھر بھیجدیجئے۔

"بعد خط مندرجہ صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴ کے پھر یہ خط آیا"

بندہ کو اپنی حرکات کا ناشائستہ ہونا رویت خواب سے نہیں ہوا۔ بلکہ بدلیل شرعی ثابت ہوا وہ یہ ہے کہ مجادلۂ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر ہر دو صاحبوں کی آواز بلند نہ ہونے پر آیت نازل ہوئی۔ برائے ادب آموزی یعنی کلام کے وقت اپنی آواز بھی نبی کی آواز پر بلند نہ ہونے دو۔ الآیہ یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ لہذا جناب بھی چونکہ سجادہ نشین نبوی ہیں۔ بعد تامل معلوم ہوا کہ ایسے الفاظ شایان شان آں حضرت نہ تھے۔ جو بندہ سے سرزد ہوئے۔ اُن گستاخانہ کلمات سے مستغفی ہوں بر کریماں کارہا دشوار نیست۔

"اس کا یہ جواب گیا"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ آیت خاص جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں وارد ہوئی ہے۔ غیر کی طرف حکم کا تعدیہ قیاس ہے۔ اور قیاس جو حجت شرعیہ ہے وہ صرف مجتہد کا قیاس ہے۔ سو یہ استدلال کسی مجتہد سے منقول ہے۔ اور اگر کسی مجتہد سے منقول نہیں ہے۔ تو پھر آپ اس دلیل کو دلیل شرعی کیسے کہتے ہیں۔ دوسرے آپکے اس استدلال سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص سجادہ نشین نبوی نہ ہوں اُس کو زبان سے ناحق ایذا پہنچانا اور بے وجہ اس کی شکایت کرنا آپ کے نزدیک خلاف شرع نہیں ہے۔ سو اگر آپ کا یہی اعتقاد ہے تو محض غلط ہے۔ نصوص کثیرہ اس پر شاہد ہیں اور اگر یہ اعتقاد نہیں ہے تو حکم مذکور میں سجادہ نشین نبوی کی کیا تخصیص ہے۔ اس کی تحقیق کے بعد کچھ عرض کروں گا۔ والسلام

"اس کے بعد پھر ایک خط ناگوار مضمون کا آیا جس کے جواب میں یہاں سے چند مختصر الفاظ لکھدیئے گئے۔ اس پر خط ذیل آیا"

معدن الفتوت والبرکات سلمہ ربہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ منجانب ...... نوازش نامہ جناب کا آیا۔ جس کے آنے سے بندہ یقیناً عرض کرتا ہے کہ قلب پژمردہ پر ایسا تیر ہدف ہوا کہ قابل بیان نہیں ہے۔ جس کا اثر حالت بیداری اور خواب میں کسی وقت زائل نہیں ہوتا واللہ اعلم۔ آپ نے کس سوز وگداز یا کس لفظ سے اس کو تعبیر کروں۔ بندہ گویا نیم بسمل مرغ کی طرح بحالت اضطراب ہے۔ غرض خدمت عالی میں حاضر ہونے کی اجازت فرمائی جاوے تو بہتر ورنہ دروازہ نہیں چھوڑونگا۔ تھانہ بھون کے اندر یا ارد گرد جہاں ارشاد ہوگا وہاں ٹھہرا رہونگا

اور دروازہ نہیں چھوڑونگا۔ جو الفاظ حضور نے فرمائے وہ یہ ہیں (ان بعض الظن (اثم مکرر) (حرج کس کا ہوا۔) بہتر۔ جو آپ کے نزدیک مراد ہے وہ بندہ کو معلوم نہیں۔ اور اثر بندہ پر طاری ہے

الجواب

اگر تکبر کو طاق میں رکھکر اور ہر قسم کی ذلت کے لئے آمادہ ہوکر اور میرے تمام سوالات خط سابق سوالات جدیدہ کے جواب کے لئے آمادہ ہوکر اور جس کا جواب نہ آوے اس میں یہ کہنے کے لئے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ آمادہ ہوکر آؤ تو ممانعت نہیں یہ خط اور پہلے خطوط سب لاکر پیش کرنا ہوں گے۔

الامداد بابتہ ذی الحجہ ۳۵ھ ص ۱۴۳ لغایتہ ۱۴۶

شیخ کا طالب کو امراض باطنہ پر متنبہ کرنا بغرض اصلاح

ایک عالم صاحب نے جو ایک شیخ طریقت سے مجازی بھی ہیں۔ حضرت والا کی شان مقدس میں بے احتیاطی سے ایک تحریری گستاخی کی تھی اور پھر معافی کی درخواست کی۔ جس میں مختلف تحریرات کا جانبین سے اتفاق ہوا۔ یہ تحریر جانبین کی جو نہایت نافع ہے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

خط عالم صاحب۔ سیدی و مولائی دام مجدکم۔ خادمانہ سلام مسنون کے بعد عرض ہے اس وقت مولنا ...... صاحب کا والا نامہ آیا۔ میں ممدوح کا غایت ممنون ہوا کہ انھوں نے تفصیل کے ساتھ مجھکو میری غلطی پر متنبہ فرمایا اور سچی ہمدردی اور اخلاص کا حق ادا فرمادیا۔ اور دل وزبان سے اس فضل خداوندی پر شکر ادا کیا۔ کہ بحمدللہ وہ احباب نصیب ہیں جن کی ہر مسلمان کو تمنا ہوتی ہے۔ اور مولنا ممدوح کے لئے دعا بھی کی کہ حق تعالیٰ اس اخلاص کے صلہ میں ان کو دارین کے برکات عطا فرمائے۔ اب جناب کی خدمت میں عرض ہے کہ اپنی غلطی پر متنبہ ہوکر واقعی یقین ہوا کہ جن سماعی یا تحریری نقول پر یہ خیال قائم ہوا جس کا ظہور میری تحریر بنام ...... میں ہوا وہ قابل وثوق شرعاً نہ تھیں۔ اور نہ ان کی بنا پر ایسا خیال قائم کرنا صحیح یا جائز تھا۔ اس لئے حق تعالیٰ شانہ سے معصیت کی توبہ کرتا ہوں۔ اور جناب سے اس خطا کی معافی چاہتا ہوں۔ جو جناب کے لئے موجب ملال وشکایات ہوئی پہلے خط میں جو طلب عفو تھی۔ اور اس کو جناب نے صورت معافی پر حمل فرمایا۔ واقعی منشا غلطی منقح نہ ہونے کے سبب غلطی وخطا کی اذعان سے معرّیٰ تھی۔ چونکہ مولوی صاحب کے خط سے منشا شکایت معلوم ہوا اور اپنی غلطی کا یقین ہوا کہ واقعی جب تک کوئی امر شرعاً پایہ ثبوت کو نہ پہونچے۔ اس کا یقین یا انتساب جائز نہیں

اور الحمد للہ کہ آپ حضرات سے وابستگی کی بدولت یہ نعمت نصیب ہے۔ کہ اپنی غلطی پر اڑنا یا اس کے اقرار سے گریز کرنا یا تاویل گھڑنی۔ جو موجب سخط باری عز اسمہ و شائبہ کبر ہے۔ اس لئے نہ اس کی توبہ سے عار ہے نہ اقرار سے ننگ۔ اللہ گواہ ہے اس کا دل اقرار کئے ہوئے ہے کہ خطاؤں سے خالی نہیں ہوں۔ اور اسی لئے خطا کے تسلیم کرنے میں کبھی دریغ بھی نہیں ہوا۔ آپ حضرات کا دامن اس لئے نہیں پکڑا کہ وہ اٹھارہ بیس برس کے بعد خدانخواستہ چھوٹے۔ قلب میں اس تعلق کی خاص قدر ہے اور یہ محض فضل ہے حق تعالیٰ کا جو آپ حضرات کے تعلق ہی کی بدولت قائم ہوا ہے۔ حق تعالیٰ اس میں برکت بخشے۔ اور اسی پر دنیا سے اٹھائے۔ حضرت والا سے خوردانہ باادب اتنی درخواست ضرور ہے کہ چونکہ ضعیف و مریض ہوں اس لئے زیادہ قلق و حزن کا تحمل دشوار ہے۔ یہ تو یقینی ہے کہ آئندہ بھی کوئی خطا و لغزش ظاہر ہو تو بعید نہیں لیکن اگر حضرت بزرگانہ و مربیانہ قدیم تعلق کی بنا پر صاف یوں فرما دیا کریں کہ یہ تیری غلطی ہوئی اس کو تسلیم کر اور توبہ کر۔ انشاء اللہ کبھی بھی انحراف نہ ہوگا۔ جناب کا اپنے لئے مربی و آمر و ناصح ہونا زبان نہیں بلکہ دل تسلیم کئے ہوئے ہے۔ آئندہ جس طرح بھی حضرت کی مصلحت ہو مقصود اظہار حال ہے۔ مشورہ دینا نہیں۔ خدا کرے کہ میرے لئے خطا کا زمانہ تبدیل السیئہ بالحسنہ کا زمانہ بنے۔ اور جناب کے دیگر روحانی اکابر کے تعلق روز افزوں اور موجب برکات بنتے رہیں والسلام نعم الختام میں عزم عرض کرتا ہوں اور جناب سے دعا چاہتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس قسم کی دیگر غلطیوں سے محفوظ رکھے۔ اور بچنے کی توفیق بخشے۔

جواب از حضرت مولنا صاحب قبلہ

مشفقم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا۔ ہر چند کہ ضابطہ کا مقتضا یہ تھا کہ اس کے بعد بجز اس کے کہ میں نے معاف کر دیا اور کچھ نہ عرض کرتا۔ مگر چونکہ آپ نے اپنی محبت بلکہ اپنے کمال سے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ صاف یوں فرمایا کریں کہ یہ تیری غلطی ہوئی۔ جس میں استدعا یا کم از کم اذن ضرور ہے۔ کہ میں کچھ عرض کر دیا کروں۔ اس لئے وہ تو معروض ہے ہی کہ میں نے دل و جان سے معاف کر دیا۔ اور اب میں دل سے ویسا ہی خادم ہوں۔ باقی اس کے علاوہ اس اذن کی بناء پر اور بھی کچھ معروض ہے۔ مگر یہ معروض معتدبہ اور دلالت میں کافی اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب میں تو اس قدر بے تکلف عرض کروں جیسا اپنے باضابطہ مرید سے کہتا اور آپ جواب ایسے صدق و خلاص سے دیں جیسا حضرت مولنا ...... ظلہ کو دیتے۔ (اور یہ تشبیہ صدق و خلوص کے اعتبار سے ہے نہ کہ تعظیم و اعتقاد کے اعتبار سے۔ واللہ شہید علی ذلک۔ اب وہ معروض

ظاہر کرتا ہوں۔ آپ کی معذرت کا حاصل ایک صغریٰ ایک کبریٰ ہے۔ صغریٰ۔ کہ میرا فعل نسبت من غیر دلیل شرعی تھا۔ اور کبریٰ یہ کہ نسبت من غیر دلیل شرعی ناجائز ہے۔ اور پھر تنبہ کو مولوی …… کے خط پر محمول فرمایا ہے۔ سو میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ دونوں مقدمے تو میرے خط اول میں بھی نہایت مصرح تھے۔ پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ میرے خط سے تو تنبہ نہ ہوا اور مولوی …… کے خط سے تنبہ ہوا۔ چونکہ باوجود سوچنے کے تو میرے خیال میں اس کی کوئی وجہ نہیں آئی اس لئے میرے ذہن میں تین احتمال آئے۔ (اور یہ سوء ظن من غیر دلیل نہیں ہے۔ بلکہ بدون جزم احد الاحتمالات آپ سے استفسار کرتا ہوں۔ ممکن ہے کہ کوئی چوتھی بات نکل آوے۔ یہ میرے احتمالات طبیب کی اس تشخیص کے طور پر ہیں جس میں اس کو جزم نہ ہو اس لئے بعضے امور وہ مریض سے پوچھے کہ کہ تم نے کیا فلاں چیز کھائی تھی۔ یا تم ہوا میں نکلے تھے۔ اگر مریض نے چھپایا تو وہ اپنا ضرر کرتا ہے اور طبیب کو اگر جواب سے اس کا شبہ ہو گیا تو اس کو ظن کذب تو بلا دلیل جائز نہیں لیکن علاج سے عذر کر دینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر اس خط کے جواب میں مجھکو صدق کا اندازہ ہوا تو میں اس حکم کی تعمیل آیندہ بھی کر سکونگا کہ میری غلطیوں پر متنبہ کر دیا کرو۔ ورنہ اس خدمت سے عذر کر دونگا جس میں نہ میرا ضرر کہ کوئی میری مصلحت اس پر موقوف نہیں۔ نہ آپ کا ضرر کہ بفضلہ تعالیٰ آپ کے معالج اللہ تعالیٰ سلامت رکھے موجود ہیں) وہ تین احتمال یہ ہوئے (۱) ایک یہ کہ اب بھی دل سے اذعان غلطی کا نہیں ہوا۔ اور محض مولوی …… کے مصالح پر توجہ کرنے سے یہ معذرت وقوع میں آئی (۲) یہ کہ میرے خط سے بھی سمجھ میں آگیا تھا مگر قبول کرنے سے عار آئی۔ اور اب بھی اس طرح نباہا کہ اس دعوے سے کہ اشرف کے خط سے نہ سمجھا تھا اب بھی رجوع نہیں کرتا۔ کہ رجوع عن الدعویٰ عار کی بات ہے اس لئے باوجود اعتراف غلطی کے اس عار کو اب بھی گوارا نہیں کیا۔ بلکہ ایک دوسرے خط کی طرف اس تنبہ کو منسوب فرمایا۔ (۳) یہ کہ واقعی میرے خط سے سمجھ میں نہ آیا تھا اور اب سمجھ میں آگیا۔ تو اس صورت میں باوجود دونوں خطوں کے تساوی فی الدلالۃ کے یہ فرق ہونا اس کی وجہ بجز اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ میرے خط کے وقت غصہ اور غش دل تھا بوجہ اس کے مجھکو اپنا خیر خواہ نہ سمجھتا تھا۔ اور میری محبت دل میں نہ تھی۔ وہ حجاب ہو گیا سمجھنے کا۔ اور مولوی …… کو اپنا خیر خواہ سمجھا اور ان کی محبت دل میں تھی اور اس فرق کا سبب بجز تحزب و گروہ بندی کے غلبہ کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ مجھکو دوسرے سلسلہ کا سمجھا اس لئے تعلق کم ہوا اور ان کو اپنے سلسلہ کا سمجھا اس لئے تعلق پورا تھا تو تتبع حق کو یہ تحزب کیسا۔ یہ محذور تو شق ثالث میں

ہے۔ اور شق اول میں ریا اور ثانی میں کبر ظاہر ہے۔ اس کی وجہ بتلائی جاوے۔ دوسرا امر قابل عرض یہ ہے کہ جو شخص ذرا بھی زبان کے فہم اور جذبات کا ادراک رکھتا ہوگا۔ وہ آپ کی اس اس عبارت سے کہ " یہ نعمت نصیب ہے کہ اپنی غلطی پر اڑنا یا اس کے اقرار سے گریز کرنا یا تاویل گھڑنی موجب سخط باری عز اسمہ و شائبہ کبر ہے۔ اس لئے نہ اس کی توبہ سے عار ہے نہ اقرار سے ننگ۔ دو امر سمجھیگا ایک یہ کہ اس موقع پر کہ ایک شخص کے سامنے جس پر بہتان باندھا تھا معذرت کرتے ہوئے جس قدر شکستگی اور ندامت قلب پر مستولی ہونا چاہیئے۔ اس کے ہوتے ہوئے یہ قواعد کلیہ قلم سے نہیں نکل سکتے۔ یہ تو نہایت فرصت کی باتیں ہیں۔ اس کا معیار یہ ہے کہ اگر یہی غلطی آپ سے مولانا مدظلہ کی شان میں ہوگئی ہوتی معذرت کے وقت ایسے جملوں کے لکھنے کی آپکی ہمت ہوتی بلکہ خط ہی لکھنے کی ہمت نہ ہوتی۔ پریشان ہو کر دوڑتے اور پاؤں پکڑتے۔ سچ یہ ہے۔ کہ یہ طرز بالکل تبلاتا ہے۔ کہ آپ کا قلب پریشان نہوا تھا تو بس یہ بھی ایک کمال کا دعویٰ ہے۔ اور دعویٰ بھی غلط اور اس غلط دعویٰ پر اللہ کو گواہ کیا گیا ہے) غلط ہونا اس سے ظاہر ہے کہ میرے خط کے بعد یہ اقرار کیوں نہ ہوا۔ کیا اتنا مسئلہ شرعیہ آپ کو معلوم نہیں۔ اول تو تنبیہ کی حاجت نہ تھی۔ اور تنبیہ کے بعد تو تنبہ ضروری تھا پھر یہ قول و فعل میں تناقض نہیں تو اور کیا ہے۔ تیسرا معروض یہ ہے کہ اس زمانہ میں آپ کے جو اقوال سنے گئے اور نیز آپ کی جو وضع و شان مستمر ہے وہ کبر سے خالی نہیں۔ اس کا علاج کیجئے۔ چوتھا امر یہ کہنے کا ہے کہ اب تو آپ کی سمجھ میں آیا ہوگا۔ کہ ذکر و شغل اصلاح و اخلاق کے لئے کافی نہیں۔ پانچواں امر یہ کہنے کے قابل ہے کہ جن لوگوں کی تقریرات و تحریرات سے غلطی میں اپنا پڑنا تحریر فرمایا ہے۔ ان کے متعلق یہ درخواست ہے کہ اگر وہ لوگ مجھ سے بیعت نہیں تب تو میں ان کے نام دریافت نہیں کرتا کہ نہ ان کی شکایت ہے نہ ان کی اصلاح میرے سپرد ہے۔ اگر وہ بیعت ہیں تو ان کے نام ظاہر ہونے میں میری تو کوئی مصلحت نہیں لیکن ان کی اصلاح کی مصلحت اس اظہار کو مقتضی ہے۔ تاکہ ان کو بھی بنظر اصلاح بنظر الزام و جدال تنبیہ کروں۔ اگر آپ خود دعویٰ محبت و تعلق خاص کا اب بھی نہ فرمادیں تو اس حالت میں آپ کو اس اظہار پر مجبور نہیں کرتا۔ لیکن اگر یہ دعویٰ اب بھی باقی ہے تو اس کے لوازم میں سے ہے۔ اس درخواست کا قبول کرنا اور اپنی سوچی ہوئی مصلحت کو اس امتثال کے مقابلہ میں ہیچ سمجھنا اور انتفاع لازم سے ملزوم کا انتفاع ظاہر ہے۔ والسلام۔

طالب کا اپنے علم کو کافی سمجھنا مذموم ہے

ایک طالب علم کا خط باستفسار بعض تحقیقات علمیہ آیا تھا۔ اس کا جواب یہ گیا۔

جواب۔ مجھکو یاد پڑتا ہے۔ کہ آپ نے اس کی قبل اصلاح باطن کے متعلق مجھ سے رجوع فرمایا تھا۔ اگر میرا یاد صحیح ہے۔ اور اب بھی آپ کا وہ ارادہ ہے۔ تو اس کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علوم غیر ضروریہ میں اس سے (یعنی ایسے شخص سے جس سے اصلاح باطن کے بارہ میں رجوع کر رکھا ہے ۱۲ جامع) رجوع نہ کیا جاوے اور اگر وہ ارادہ نہیں رہا۔ تو اس سوال کا مضائقہ نہیں دوبارہ بھیجدیجئے۔

حال۔ نامہ عالی شرف صدور لایا۔ جوبات پہلے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ اس کے مطالعہ سے ذہن نشین ہو گئی گو میں نے پہلے بھی مخالفت نہیں کی تھی۔ لیکن واقعی اس طرح نہیں سمجھا تھا۔ جیسا اب سمجھا بیشک یہ اصول ہمیشہ کے لئے ہمارے اچھے رہبر ہیں۔ اب میں نے یہ قصد کرلیا ہے بلکہ شروع کردیا کہ بعد مغرب یا عشا یا خدا توفیق دیوے تو آخر شب میں پانچسو مرتبہ نفی اثبات روزانہ جس طرح ممکن ہوگا کرلیا کرونگا اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرماوے۔ چونکہ دماغ بہت ضعیف ہوگیا ہے اس لئے تعداد اسی قدر مقرر کی اور یہ بھی کہ نہ بالکل آہستہ اور نہ زیادہ جہر سے کہ کوئی دوسرا جاگے حتی الوسع خلوت میں اور ضرب خفیف حرکت کے ساتھ اطلاعاً عرض ہے۔ آئندہ جیسے ارشاد ہو۔

تحقیق۔ مجھکو جس طرح اس مضمون کے اب ذہن نشین ہوجانے سے مسرت ہوئی اسی طرح اس کے ساتھ ہی اس کا تاسف ہوا کہ یہ طلب کیسی ہے کہ ملقن کے کلام کو ایسی بے پروائی و بے توجہی و بے وقعتی سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ باوجود صاف ہونے کے ذہن نشین نہیں ہوتا۔ تو ایسی حالت میں ملقن کا کیا دل بڑھیگا۔ حضرت اس کا سبب اکثر یہ ہوتا ہے کہ طالب اپنے علم کو کافی سمجھے ہوئے ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے خلاف دوسری بات کی وقعت دل میں نہیں ہوتی اگر یہ ہے تو اس سے بڑھکر راہ خدا کا کوئی رہزن نہیں۔ والسلام

الامداد بابت صفر سنہ ۳۶ صفحہ ۱۵۶

شیخ میں قوت برقیہ گمان کرنا پسند نہیں

سوال۔ خدائے تعالیٰ آپ کی برقی قوت کو کسی قدر اس طرف بھی لگائے رکھے جو اس ناکارہ کی دین و دنیا سنور جائے۔ واللہ میرا اس دنیا میں کوئی یار نہیں ہے۔ ایک صرف آپ کے دم پر بے فکری ہے۔

جواب۔ آپ کی محبت کی وجہ سے یہ شکایت ہے کہ آپ نے میری نسبت قوت برقیہ کا گمان کیا۔ اور اس کو اپنی طرف کھینچنے کی دعا کی۔ آپ نے اچھی قدر کی۔ ہم کو تو یہ ناز ہے کہ اللہ تعالٰے نے حضرت حاجی صاحب کی برکت سے ان شعبدوں سے ہم کو محفوظ رکھا۔ آپ نے ہمارے سارے ناز پر پانی ہی پھیر دیا۔ اگر آپ کو محبت نہ ہوتی تو کچھ شکایت نہ تھی۔ نیز قوت برقیہ کو دین کے سنورنے میں کیا دخل۔ بلکہ دنیا بھی اکثر بگڑتے ہی دیکھی۔ حصہ مذکور صـ۱۵۵

محبتِ شیخ کلید کامیابی ہے

حال۔ معمولات تو بفضلہ تعالٰی جاری ہیں۔ الحمد للہ کسی روز ناغہ بھی نہیں ہوتے۔ ڈیڑھ دو بجے اُٹھ جاتا ہوں اسی وقت سے برابر صبح تک مشغولی رہتی ہے بعض روز عجیب حال ہوتا ہے۔ کہ معلوم بھی نہیں ہوتا کہ یہ سب معمولات بیداری میں کئے گئے ہیں یا بحالت نوم ادا ہوئے۔ کچھ خبر نہیں ہوتی جس کا رنج وافسوس برابر رہتا ہے۔ اور استغفار کرتا ہوں اور کیا عرض کروں نہ کوئی حال ہے۔ اور نہ کوئی کیفیت ہے۔ اس وجہ سے عریضہ لکھتے ہوئے شرم بھی آتی ہے۔ اگر کوئی چیز ذریعہ نجات سمجھتا ہوں تو وہ یہ ہے کہ خدام والا کی محبت اپنے دل میں بے حد پاتا ہوں جس کے سامنے اپنے تمام عزیزوں کی محبت کی کوئی حقیقت نہیں۔ حتیٰ کہ اب اپنے والدین کی محبت سے بھی بدرجہا زائد پاتا ہوں۔ اسی کو مدار نجات اور مفتاح سعادت یقین کرتا ہوں۔ اور کیا عرض کروں۔ احقر کے لئے دعا فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ آپ کہتے ہیں کہ کوئی حالت اور کیفیت نہیں۔ ڈیڑھ بجے رات سے صبح تک مشغول رہنا اس کے سامنے کیفیت اور حال کیا چیز ہے۔ بعض تواضع بجحود نعمت ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالٰی کا شکر کیجئے۔ استقامت اور برکت کی دعا کیجئے۔ اور کام میں لگے رہئے حالات سے اطلاع دیتے رہئے گو وہ حالت آپ کے نزدیک قابل اطلاع نہ ہوں۔ اور جو بے خبری کی حالت لکھی ہے۔ اگر وہ نیند کا غلبہ ہے۔ تب تو وہ امر طبعی ہے نہ محمود نہ مذموم۔ اور اگر نیند کا غلبہ نہیں ہے۔ تو یہ ربودگی آثار ذکر سے ہے جو محمود ہے۔ گو مقصود نہیں اور جو محبت کا تذکرہ لکھا ہے حقیقت میں یہ شرط طریق ہے۔ اور اعون فی الوصول گو اس محبت کا متعلق اس کا اہل نہ ہو مگر محب کو اس کے اعتقاد کی بنا پر بے حد نفع ہوتا ہے۔ الامداد بابتہ صفر ۳۶ھ صـ۱۶۱

خود رائی طریق میں مذموم

حال۔ حضرت عدم ذوق سے میری مراد مثل نماز کے کہ مجھ سے کام ظاہر

سے جیسے نماز روکتی ہے۔ ایسے ہی اوراد باطنی برائیوں سے روکنے کے ساتھ مختص ہیں۔ اور باوجود میرے پڑھنے کے بھی وہ مجھکو جانی امراض سے نہیں روکتے۔ تو ضرور کچھ نقص ہے۔ اور اوراد کے پڑھنے کی غایت و مقصود بالذات مجھکو واللہ سوائے رضائے باری تعالیٰ کے اور کچھ نہیں نہ کرامت نہ کشف نہ عزت بین الناس وغیرہ اور مطلب کو پہونچنے سے مراد میری رضائے خداوندی کو پہونچنا و پانا ہے۔

تحقیق۔ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر کی تفسیر آپ نے خود تراش لی ہے۔ اسی بناء پر اپنے شبہ کو مبنی کیا ہے۔ تو یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے۔ کیا آپ نے ایسے نمازی نہیں دیکھے جو فحشاء اور منکر میں مبتلا ہیں۔ غالباً وہاں آپ کو قرآن پر اشکال ہوا ہوگا۔ اگر ہوا ہے تو اول اس کو رفع کرنا چاہیئے۔ اگر نہیں ہوا ہے۔ تو بناء اشکال ہوتے ہوئے کیوں نہیں ہوا۔ جو جواب اشکال کا آپ کے ذہن میں وہاں ہے۔ اسی کو یہاں بھی جاری کیجیئے۔ اور مطلب کو پہونچنے کی تفسیر آپ نے ٹھیک لکھی ہے۔ اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔

اس کے بعد یہ خط آیا۔

بحمد اللہ تعالیٰ میرے دل سے سارے اشکال بوجہ احسن جاتے رہے۔ اب اگر کوئی نقص مجھ میں ہے تو بنظر ناقص یہ ایک خدشہ و خرخشہ ہے۔ کہ جب میں پڑھنے کو اوراد بیٹھتا ہوں تو فوراً یہ خیال و وہم آموجود ہوتا ہے۔ کہ تیرا کوئی راہ نما و پیشوا کہ جس سے تجھکو تعلق نسبت حاصل ہوتا۔ وہ نہیں تو کب فائز المرام ہو سکتا ہے۔ یہ خیال اس قدر ترقی کر جاتا ہے۔ کہ سارے وظیفہ کو حاوی ہو جاتا ہے۔ اور پھر بعد کو وظیفہ پڑھکر اس ذلیل خیال پر سخت پشیمان و رنجیدہ ہوتا ہوں۔ لیکن یہ نہیں جاتا پر نہیں جاتا۔ اسی خیال نے اب تو نماز میں بھی اپنا قدم آجمایا ہے۔ مجھکو اس حالت پر اکثر اوقات ایسا غصہ آجاتا ہے۔ کہ چاقو یا چھری کوئی لیکر اپنے آپ کو ہلاک کرڈالوں۔ لیکن اس حالت میں اپنے کو کبھی نہ دیکھوں۔ واللہ اس کا کوئی مفید علاج فرمائیے۔ اگر سلسلہ میں منسلک فرمالیں تو شاید بے حد مفید ہو۔ جیسے حکم ہو تابعدار ہوں۔

یہ جواب دیا گیا

اشکال جاتے رہنے سے مسرت ہوئی۔ آپ کو جدید وہم غالب ہوا ہے کہ جب تجھکو کسی سے تعلق نسبت نہیں تو تو کب فائز المرام ہو سکتا ہے۔ تعلق سے مراد مطلق ہے۔ یا تعلق خاص اگر مطلق تعلق ہے تو اس کے انتفاع کا حکم غلط ہے۔ کیونکہ تعلیم و تلقین کی خدمت کرنے والا آپ کے لئے

ایک شخص موجود ہے۔ اور اگر تعلق خاص مراد ہے تو اس پر فوز مرام کے موقوف ہونے کا حکم غلط ہے کیونکہ ہر حکم کے لئے ایک دلیل صحیح کی ضرورت ہے۔ سو آپ کے پاس اگر کوئی صحیح دلیل ہے تو پیش کیجئے۔ اور اگر نہیں ہے تو محض حکم وہمی ہے۔ اس کو آپ غلط سمجھیں اس پر بھی اگر اس خیال کا ہجوم ہو تو وہ ہجوم طبعی ہے۔ جو باطن کو ذرا بھی مضر نہیں۔ جیسے فرض کیجئے۔ کسی مرض جسمی کا ہجوم ہو جاتا جس سے اطبا جواب دیتے تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں۔ ایسا شخص فائز المرام نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ اس کا التزام کرلیں تو نصوص شرعیہ کا یہ حکم کہ مریض زیادہ مورد رحمت ہے۔ کہاں جاویگا۔ اس میں بار بار غور کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ مرض جاتا رہے گا۔ آپ اپنی رائے پر چلنے سے ہمیشہ پریشان رہے اور اب بھی آپ کی آنکھیں نہیں کھلیں۔ اگر آپ کو اپنی خیر مطلوب ہے تو اپنی رائے سے بالکل کام نہ لیجئے۔ اپنے ذمہ اس سے زیادہ کوئی کام نہ سمجھئے کہ جس سے اعتقاد ہو۔ اس کو اپنے حالات کی اطلاع کرتے رہیئے۔ اور وہ جو رائے دے اس کا اتباع کرتے رہیئے۔ اور اپنے نفس کو ناکامی پر راضی کر دیجئے۔ اگر یہ نہ کیا جاوے گا۔ آپ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکیں گے۔ آخر خط میں اپنا علاج آپ نے خود تجویز کیا ہے۔ کہ اگر سلسلہ میں داخل کرلیں۔ تو شاید مفید ہو تو آپ مثل اس مریض کے ہیں کہ طبیب کے نسخہ لکھنے کے بعد ایک نسخہ خود لکھکر طبیب کو دکھلاتے ہیں۔ کہ شاید یہ نسخہ زیادہ مفید ہو۔ الامداد ماہ ربیع الاول ۳۶ھ ص ۱۶۹

نفس کا محاسبہ اعمال اور شیخ کو اسکی اطلاع

حال نفس کو قطع محبت کے لئے خادم کا خیال ہے کہ ایسا کرے روزانہ اپنے حالات ادائیگی نماز پنج وقت۔ جماعت یا بے جماعت۔ وقت پر یا قضا۔ وظیفہ چھ سو مرتبہ کلمہ شریف کا بعد نماز عشاء چھ رکعت قبل از وتر عشاء قلمبند کرتا ہوں تین چار یوم بعد خدمت حضوری میں ارسال کر دیا کروں۔ آہستہ آہستہ نفس پر سختی کرتا جاؤں۔ نفس خود بخود عادی ہوتا جائیگا۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ ناحق حضور کا وقت لوں۔ فقط چند سطور ہوا کرینگی۔ نفس شرارت سے باز آجاویگا۔ بخوف احتساب اور محتسب بھی حضور سا گو مریض کو کوئی حق نہیں ہے کہ طبیب کو رائے دے۔ مریض کا دل اکثر چیزوں کو چاہا کرتا ہے طبیب کو اختیار ہے جو چاہے سو کرے۔ جیسا چاہے حکم دے۔ میں نے ڈرتے ڈرتے یہ گزارش کیا ہے چند روز سے ایسا گزارش کرنے کا ارادہ تھا طبیعت کو روکتا رہا۔ آخر لاچار گزارش کرنا ہی پڑا۔ اگر خلاف مزاج عالی ہو تو تنبیہ فرمادیں۔

جواب ۔ بہت مبارک ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہوگا ۔ الامداد ماہ ربیع الاول ۳۶ھ صـ ۱۷۴

اطلاع حالت کا نافع ہونا

حال ۔ اس نالایق غلام سے ایک بہت بڑی خطا یہ ہوئی ہے کہ جب سے حاضر خدمت ہوا ہے صرف ایک مرتبہ اپنا حال خدمت عالی میں عرض کیا ہے ۔ اس خطا کی نہایت ادب سے معافی چاہتا ہوں ۔ اور آیندہ کے لئے عہد کرتا ہوں کہ حالات سے جلد جلد اطلاع دیتا رہوں گا ۔ حضور والا کے کرم سے اُمید قوی معافی کی ہے ۔ آیندہ ایسی خطا نہ ہوگی ۔

تحقیق ۔ ہاں اطلاع کرتے رہنا بے حد نافع ہے ۔ الامداد ربیع الاول ۳۶ھ صـ ۱۷۶

محبت شیخ طریق میں بیحد نافع ہے

حال تب ہی سے قلب کی گرانی جاتی رہی بکل سے حضور والا کی محبت کا بیحد غلبہ ہے ۔ دل چاہتا ہے کہ حضور پر سے اپنی جان قربان کردوں اور میرے بدن سے کھال اُتار کر اگر اس کا جوتہ بنا کر حضور کے پائے مبارک میں پہنا دیا جائے تو دل ٹھنڈا ہو ۔ اب اپنے عشق و محبت کو حضرت کی طرف نسبت کرنیکو دل چاہتا ہے ۔ یعنی اپنے کو عاشق کہوں اور حضرت کے اتباع کو باعث رضائے خداوندی سمجھتا ہوں ۔ دل چاہتا ہے کہ تمام اقوال و افعال اور حرکات و سکنات میرے حضور والا کے مطابق ہو جائیں ۔ اور قلب میرا حضور کے قلب کے مشابہ ہو جائے ۔ تاکہ میں وہی باتیں پسند کروں جو حضور کو پسند ہوں ۔

تحقیق ۔ یہ محبت طریق میں بے حد نافع ہے ۔ الامداد بابتہ ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ صـ ۱۸۶

شیخ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا

حال ۔ کل بعد نماز جمعہ سے یہ دل چاہ رہا ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں ایک پگڑی پیش کروں اور حضرت والا اسے اپنے سر مبارک پر باندھیں اور میں اپنی آنکھوں سے حضرت کے سر مبارک پر وہ پگڑی دیکھوں ۔ اس کی نسبت کیا ارشاد ہے اگر اجازت ہو تو پیش کروں ۔ یہ خیال خود بخود دفعتہً پیدا ہو گیا ہے ۔ جو ارشاد ہوگا اس کے موافق تعمیل کرونگا ۔

تحقیق ۔ دو چار روز کے بعد اگر پھر تقاضا ہو تو بہت ہلکے داموں کی مضائقہ نہیں ۔ اور اگر تقاضا نہ رہے تو تکلف نہ لایا جائے ۔

الامداد بابتہ ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ صـ ۱۹۰

شیخ کے ملابس سے حصول برکات

حال۔ آج صاحبہ ۶ بجے صبح رخصت ہوئیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس روز سے وہ یہاں تشریف لائیں تھیں قلب میں عجیب کیفیت سکون و انبساط اور اطمینان پیدا ہوا۔ میں نے اس کو خیال سمجھکر التفات نہ کیا۔ ایک دن خواجہ صاحب نے بھی کہا کہ میری بھی یہی حالت ہے کہ مجھے اپنی حالت میں اس دن سے بڑا فرق محسوس ہوتا ہے

تحقیق۔ مقدمہ اولیٰ۔ قال اللہ تعالیٰ ھن لباس لکم و انتم لباس لھن

مقدمہ ثانیہ۔ جس شخص سے دینی تعلق ہوتا ہے اس کے لباس سے عرفی جس کو زیادہ ملابست بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اول تو صرف جلد سے ہوتی ہے۔ دوسرے زیادہ مدید نہیں ہوتی۔ برکت محسوس ہوتی ہے۔ نتیجہ تو اس لباس شرعی سے جو کہ زیادہ ملابست رکھتا ہے۔ کیونکہ اول تو وہ باطن تک پہونچی ہوتی ہے۔ دوسرے مدید ہوتی ہے۔ برکت محسوس ہونا کیا بعید ہے اور میرا وجدان و مشاہدہ اس وقت تک یہ ہے کہ وہ خدا کی بندی بفضلہ تعالیٰ خود بھی بعض برگزیدہ صفات خاصہ سے موصوف ہے۔ تو اس صورت میں وہ سب جمع ہو گئے۔

الامداد بابتہ ماہ جمادی الاول سنہ ۳۶ ھ ص ۱۹۶

آسانی کی درخواست فضول ہے

سوال۔ احقر بعارضہ ضعف دماغ علیل ہے تلاوت و ذکر موقوف ہے۔ اللہ پاک کی یاد کرنے اور خصوص ذکر و تلاوت کے کرنے کو طبیعت بیحد چاہتی ہے ہمیشہ خیال ہوتا ہے کہ عمر بہت کم رہی ہے۔ قرب الٰہی کے طریقے حاصل کر کے عاقبت کی فکر کریں رضائے الٰہی حاصل ہو نجات کا سامان جمع کریں۔ کوئی آسان یا دقیق طریقہ جس سے دماغی محنت نہ ہو مطلع فرمادیں۔ آیندہ ہمیشہ مفصل معمولات و حالات پابندی سے لکھا کرونگا۔ بچند وجوہ اب لکھ نہیں سکتا۔

جواب۔ افسوس آپ نے بھی کوئی کام کی بات نہیں لکھی۔ یہ خوب فرمائش کی ہے کہ کوئی آسان یا دقیق طریقہ جس میں دماغی محنت نہ ہو بتلایا جاوے۔ تو کیا آپکا یہ گمان ہے کہ آسان طریقہ کے ہوتے ہوئے اہل طریق بندگان خدا پر مصیبت ڈالتے ہیں۔ اگر یہ گمان ہے۔ تو ایسوں سے پوچھنا ہی لاحاصل ہے۔ اور اگر یہ گمان نہیں ہے تو اس فرمائش کے کیا معنی اس جہل کا علاج اور نیز طریقہ کی تعیین بدون پاس رہے ممکن نہیں آگے

آپ کو اختیار ہے۔ اگر احقر سے آپ کی تسلی نہ ہو تو آپ کو خوشی سے اجازت ہے کہ جس شیخ سے چاہیں رجوع کریں۔ مگر خدا کے لئے وہ شیخ النار نہ ہوں شیخ النور ہوں۔ اُمید ہے کہ آئندہ کوئی فضول مضمون آپ کی طرف سے نہ آویگا۔ ضروری خدمت سے عذر نہیں۔

الامداد بابتہ ماہ رجب سنہ ۳۶ھ ص ۲۰۵

شیخ سے حُسنِ ظن کا نافع ہونا

حال۔ اس سے پہلے کے یعنی کل کے عریضہ میں میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ حضور والا نے جو حسبنا اللہ کا پڑھنا بلا تعداد بتلایا ہے تو مجھے خیال ہی نہیں رہتا بہت ہی کمی کے ساتھ کبھی کبھی جب یاد آجاتا ہے تو پڑھ لیتا ہوں۔ اور ہنوز وہ عریضہ حضور کی خدمت میں نہ پہونچا ہوگا کہ آج ہی بلا اختیار خود بخود قلب سے حسبنا اللہ جاری ہوگیا جس کی کہ زبان نے بھی شرکت کی۔ اب سوا اس کے کہ یہ حضور کی کرامت سمجھی جاوے اور کیا ہو سکتا ہے۔

تحقیق۔ آپ کو یہ حسن نافع ہوگا خواہ وجہ کچھ ہی ہو۔ الامداد بابتہ ماہ رجب سنہ ۳۶ھ ص ۲۱۱

ضرورت اتباع شیخ

حال۔ اب میں عجب معذوری کی حالت میں ہوں۔ اپنی بدقسمتی پر آنسو بہاتا رہتا ہوں۔ کہ کوئی صورت بہتری کی نظر نہیں آتی۔ کمترین نے اپنے ایک دوست کے پاس جناب کی تصنیف کردہ ایک دو کتابیں دیکھیں۔ اور دل میں جناب کی تمام تصنیفات کے منگوا کر مطالعہ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ بہشتی زیور حصہ اول و دوم و ہفتم اور الاحتباد اور تعلیم الدین تو پوری پڑھ چکا ہوں۔ قصد السبیل بھی آج ختم ہو چکی ہے۔ اصلاح الرسوم اور فروع الایمان زیرِ مطالعہ ہیں۔ ان کے مطالعہ سے طبیعت میں بہت کچھ اطمینان حاصل ہوا ہے لیکن بعض وقت پھر وہی نا اُمیدی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ کوئی مناسب علاج تجویز فرمایا جاوے۔

تحقیق۔ کسی محقق صاحب حال و کمال سے تعلق راسخ کر کے اس کا اتباع کیا جاوے ص ۲۱۹

شیخ کی توجہ کا مطلب

سوال میں حضور کی توجہ و دعا کا اُمیدوار ہوں جب تک حضور کی توجہ میرے حال پر نہیں ہوگی اس وقت تک میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ مجھ میں کچھ اثر ہونے کی اُمید معلوم ہوتی ہے۔

جواب۔ توجہ کا مطلب صاف لکھئے نیز یہ کہ آیا میرے اختیار میں ہے یا آپ کے صـ۲۲۱

اصول طریق جاننے کا مطلب

حال۔ آج ملفوظات حضرت کے نمبر ۱۲۰ میں دیکھا کہ بدون اصول طریق کے جانے ہوئے فقط ذکر پر قناعت کرنے سے جمعیت حاصل نہیں ہوتی جس کے بغیر کوئی کام درست نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے سب اصول جان لے پھر ذکر شروع کرے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ کام کرتا رہے۔ اور حالات سے اطلاع دیتا رہے۔ اس اطلاع ہی کے ضمن میں اصول کی تعلیم ہو جاویگی۔ اور جتنے اصول معلوم ہوتے جاویں ان کی پابندی ہوتی رہے۔

تربیۃ السالک۔ مطبوعہ الامداد بابتہ ماہ شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ صـ۲۲۵

مقصود سمجھنے سے پہلے بیعت نہ ہونا چاہئیے

حال۔ ایک ہفتہ ہوا میں اب ہمیرپور میں آگیا ہوں۔ جو اذکار حضور نے ہدایت فرمائے تھے وہ پابندی کے ساتھ ادا کر رہا ہوں۔ ذوق و شوق اب تک نہیں پیدا ہوا۔ جیسی حالت پہلے تھی ویسی ہی اب بھی ہے۔ حضور کی توجہ و دعا کا محتاج ہوں۔ میرے حق میں اتباع سنت اور محبت خداوندی کی دعا فرماویں۔

تحقیق۔ یہاں کے قیام کے زمانہ میں آپ کو بہت جلدی جلدی اپنی حالت کی اطلاع دینی چاہئے تھی۔ بہت سے سوالات کا حل بالمشافہ خوب ہوتا ہے۔ اب بجز اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ آپ کام میں لگے رہیں حالات سے اطلاع دیتے رہیں۔ وقتاً فوقتاً جو مناسب ہوگا تعلیم دیتا رہونگا۔ ایک بات سے ضرور میرا دل تنگ ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ آپ کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے نزدیک ذوق و شوق بھی مطلوب ہے۔ جو نہ آپ کے اختیار میں ہے نہ میرے اختیار میں ہے۔ اس کا فیصلہ آپ کو بیعت کے قبل کرنا چاہئیے تھا اور جانچ کے زمانہ میں جب آپ نے اس کے آثار نہ دیکھے تھے۔ آپ کو یہ امر ظاہر کرنا چاہئیے تھا۔ اس پر میں جو کچھ جواب دیتا جس کا حاصل وہی غیر اختیاری ہونا اس کا تھا اس جواب کو اگر آپ کا دل قبول نہ کرتا تو آپ کو بیعت نہ کرنا چاہئیے تھا۔ اور اگر دل قبول کر لیتا تو آپ کو اس وقت اس کے فقدان کے شکایت کی نوبت نہ آتی۔ جب آپ نے بار بار

بیعت کی درخواست کی مجھکو دہوکا ہوا کہ آپ کو اپنے مطلوب کے آثار مطلوب ہوتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ درخواست کرتے ہیں مجھکو غیب کا علم نہ تھا کہ آپ دل میں کیا لئے ہوئے ہیں اب آپ اپنے نزدیک مجھکو ان کیفیات کے پیدا کرنے کا ذمہ دار سمجھتے ہیں جس کی نسبت آپ سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ میں نے کب ذمہ داری کی تھی۔ یا کب کہا تھا کہ یہ لوازم طریق سے ہیں۔ آپ رجما بالغیب اپنے ذہن میں ایک شیخ چلی کا گھر بنا بیٹھے۔ اور منشی کا سا حساب لگا لیا۔ جس نے کہا تھا کہ لکیا جوں کاتوں کنبا ڈوبا کیوں۔ کہ اب جب وہ آثار مزعومہ مرتب نہیں ہوئے تو شکایت پیدا ہوتی ہے ایسی حالت میں اگر اس کا غیر اختیاری ہونا سمجھا جاوے تو طالب کا نفس اس جواب کو دفع الوقتی و حیلہ پر محمول کرتا ہے۔ بس یہ ہے وہ تنگی کا سبب۔ اب آپ کے ذمہ لازم ہے کہ مفصل فیصلہ اس مسئلہ کا کر لیجئے کہ آپ کو طریق میں مطلوب کیا ہے اور کس کس ثمرہ کے مرتب ہونیکی آپ کو امید ہے میں بھی بے تکلف ظاہر کر دونگا کہ کون کون باتیں ہونے والی ہیں اور کس کا ہونا مشکوک ہے۔ پھر آپکو اختیار ہوگا کہ خواہ اس دوکان سے اس متاع کو خریدیں یا دوسری دوکان تلاش کریں۔ اور مجھکو بھی اختیار ہوگا کہ اس خریدار کو اپنی دوکان پر بیٹھنے دوں یا آگے کو چلتا کر دوں۔ اب بھی آپ کی سمجھ میں آیا کہ میں نے پہلی بار آپ سے بیعت سے انکار کر دیا تھا اور اکثر لوگوں سے عذر کر دیتا ہوں یہ اس کا سبب ہے۔ تاکہ نہ طالب کو دہوکا ہو نہ مجھکو دہوکا ہو۔ گول بول قصہ میں جانبین کو بےمزگی ہوتی ہے۔ بہت جلد جواب دیجئے۔ اور اس جواب کے ساتھ یہ خط بھی بعینہٖ واپس کیجئے والسلام

تربیۃ السالک مطبوعہ الامداد سنہ ۳۶ صہ ۲۳۵

شیخ سے قرب و بعد میں فرق

حال۔ ایک عجیب بات اس وقت عرض کرتا ہوں کہ جب تک میں حضرت کی خدمت سے دور رہتا ہوں اکثر یہی حال جوش وغیرہ کا رہتا ہے اور جہاں سامنے گیا بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے جلتی آگ پر پانی کا چھینٹا ڈالدیا۔ وہاں جاکر لذت تو بے حد رہتی ہے مگر یہ جوش و خروش طبیعت میں نہیں رہتا۔ نہ معلوم کیا بات ہے۔

تحقیق۔ بعد میں شوق کا غلبہ ہوتا ہے۔ قرب میں انس کا و ہذا ہو مقتضی سلامۃ الفطرۃ و یکون خلافہ بعارض۔

تربیۃ السالک مطبوعہ الامداد ماہ رمضان المبارک سنہ ۳۶ھ صہ ۲۳۸

اتباع شیخ کے معنی

سوال۔ حضرت کی خدمت میں نہایت ادب سے اتنا عرض کرتا ہوں

خدا کے واسطے صرف بارہ تسبیح کے ذکر کی خواہ جہر سے یا اخفا کے ساتھ مقررہ تعداد کی اجازت مرحمت فرما دیجئے۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ایسی جگہ ذکر کرونگا کہ کسی شخص کو اطلاع نہ ہوگی۔ اور دل میں چلتے پھرتے ذکر خفی ہی جاری رکھونگا۔ اگر حضور والا اجازت مرحمت نہ فرمادیں گے تب بھی میں راضی ہوں چونکہ بہت دل بیقرار ہے اس لئے عرض کر دیا۔ آئندہ جو حضور کی مرضی ہو وہی درست ہے۔ مریض کا دل تو بد پرہیزیوں کو چاہا ہی کرتا ہے۔ لیکن طبیب اگر منظور کرے تو مریض کی موت ہی آجائے۔

جواب۔ جزاک اللہ اتباع کے یہی معنی ہیں اور یہی اتباع مفتاح نجاح و فلاح ہے۔ باقی میں آپ کو دوبارہ تمام کارخانہ کے افتتاح کی اجازت دیچکا ہوں۔

تربیۃ السالک مطبوعہ الامداد ماہ رمضان المبارک سنہ ۳۶ھ صہ ۲۴۵

آثار عبدیت و سرایت سنت

حال۔ ہفتہ عشرہ سے قلب کے اندر از غیب یہ تقاضا شروع ہے کہ حالات باطنہ سے حضور کو مطلع کر کے علمی ترقی و عروج درجات باطنہ کی درخواست کروں۔ لہٰذا بہ تقاضائے مذکورہ کچھ چھوٹ موٹ عرض کرتا ہوں۔ اب یہ حالات جیسے ہوں مذموم ہوں خواہ محمود محض حضور کی توجہ الوز فیض کے ثمرے ہیں ورنہ کیا ہستی بچہ شیر خوار کی بحر ناپیدا کنار میں غوطہ زنی کرے۔ جزاک اللہ آمین ثم آمین۔ بفضلہ تعالیٰ و بدعائے حضور طبعًا عبادت کی رغبت و معصیت سے نفرت پیدا ہوگئی۔ ادنیٰ سے ادنیٰ معصیت کو سبب پرسش و ادنیٰ خیر کو موجب نجات معلوم کر لیا۔ گو ہر لحظہ غفلت و معصیت ہی میں گزرتا ہے۔ قلب ذکر سے بے حد مانوس ہوگیا۔ اب زیادہ دیر تک مہلت نہیں دیتا۔ بیداری میں دس پانچ منٹ بھی غفلت قلب پر گراں ہے۔ دیر تک کسی دوسری طرف متوجہ ہونے سے اضطراب شروع ہوجاتا ہے۔ اور یوں ہی بحالت غیر مشغولی ملکۂ یادداشت کے اعتبار سے ذکر و مذکور کے ساتھ ایک خاص تعلق و لگاؤ رہتا ہے۔ مشغولی میں نہ تنگی ہوتی ہے نہ طبیعت اکتاتی ہے۔ پوری جمعیت رہتی ہے۔ ذوق و شوق سوز و گداز سرور و مستی علم و یقین رضا و تسلیم انس و محبت میں ترقی محسوس ہے۔ تصور اسم ذات کا رہتا ہے۔ وساوس و خطرات کو اسی تصور سے دفع کرتا رہتا ہوں۔ مطلوب محض ذات حق ہے صفات پر چنداں نگاہ نہیں۔ ذکر حبیب کے سامنے جملہ لذات دنیا پر خاک ڈالتا ہوں۔ لغو و فضول گوئی پر ندامت ہوتی ہے۔ سکوت و خلوت محبوب ہے۔ شرکت مجمع و جماعت سے تو قطعًا بزور رد کر دیا گیا۔ بسط کو غلبہ ہے ضبط پر بآسانی قدرت ہے۔ نیستی و پستی کا یہ غلبہ ہے کہ اگر

اختیار ہو تو از خود زمین میں دھنس جاؤں۔ دعویٰ کا وہم تک بھی نہیں ہوتا۔ دل میں یہی بات گڑی ہے کہ اس پرسش پر صاف یہی کہدونگا کہ الٰہی سراپا تقصیروار ہوں۔ اور بالکل مفلس میرے پاس جز اُمید مغفرت اور کچھ بھی نہیں کشف و کرامات نگاہ میں ہیچ بیقدر ہیں۔ خلوت سے زیادہ خدمت ہی پسند ہے۔ اسی کی توفیق کی درخواست سے ہجر یار سے دل بیقرار ہے۔ زندگی سے جی بیزار ہے۔ دنیا بلا و قید سی لگی ہے۔ اس سے جلد چھوٹنیکی تمنا ہے۔ اصلی وطن کی رغبت ہے۔ یہاں کی بود و باش سے سخت بیکلی ہے۔ ولولۂ شوق ہجرت سے قلب لبریز ہے۔ مدینہ طیبہ میں مرنیکی ہوس ہے۔ بلا و مصیبت میں تشویش و پشیمانی نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ گاہے تو اُس کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ ادنیٰ و ضروری تعلق بھی گراں ہے حتی کہ جامۂ تن بھی بار ہے اہل دنیا سے پوری فراغت حاصل ہے۔ نہ کسی سے خوف و رجا ہے۔ نہ کسی کے مدح و مذموم کی پروا ہمت و تقویت میں افزائش ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے۔ ہر صورت میں اُن کو اپنا شفیق ہی جانتا ہوں بس ختم ہوئی احقر کے تکلف و ریا کی تحریر جو حالات قابل اصلاح ہوں اُمید کہ اُن کی اصلاح فرمائی جاوے گی

ما حال دل را بایار گفتیم
نتواں نہفتن درد از طبیباں

اُمید کہ دعائے ترقی و توجہ باطنی سے ہمیشہ یاد فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو مقام اقرب عطا فرما دیں۔ آمین۔ فقط ہاں ہر چند احقر وساوس نفسانی سے بالکل بے پروا ہے مگر تاہم اس ملعون کے نیت و ارادوں سے گاہے سخت تکلیف و پریشانی ہوتی ہے

تحقیق ماشاء اللہ حالات رفیعہ ہیں۔ سب کا حاصل عبدیت خالصہ و سرایت سنت ہے۔ مبارک ہو۔

تربیۃ حصہ ششم سنہ ۳۶ھ ص ۱۴۱

شیخ سے قرب روحانی کی صورتحال

حال میں ایک غریب شخص ہوں حضور کی تصانیف کے مطالعہ سے اشتیاق دیدار کا ہوا خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کے دیدار سے مشرف کر دیا اور میرے حق میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے جو بہتری ہونیوالی ہے حضور کی ذات و برکات سے وہ بھی ہو جائیگی۔ اللہ سے اُمید قوی ہے۔ اور آپ کے شفقت کے بھروسے اب میں ارادہ مکان جانیکا رکھتا ہوں۔ پھر حضور کی خدمت میں آنیکی توقع نہیں۔ کیونکہ راہ خرچ آمد و رفت کا چھتیس روپے ہے۔ علاوہ اس کے خوراک۔ اس خیال سے دل پر نا اُمیدی چھا جاتی ہے

حضور میرے حق میں جو بہتر ہو تجویز کریں۔

تحقیق ۔ دوری جسمانی مضر نہیں اور قرب روحانی اس طرح رہتی ہے کہ ہمیشہ اطلاع حالات و اتباع تعلیمات کا التزام رکھا جاوے۔ تربیۃ السالک حصہ ششم ص۲۷

صحبت شیخ نافع ہے گو کام تھوڑا ہو

حال ۔ تخمیناً بیس روز سے ایسی طبیعت کمزور ہے کہ معتد بہ محنت نہیں ہو سکتی۔ اتفاق سے میرے تمام مشاغل دینی و دنیوی سب کے سب دماغی ہیں۔ اس لئے معدہ و دماغ دونوں میں فتور محسوس ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات تکلیف ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے عریضہ روانہ کرنے میں عرصہ مدید ہو گیا خصوصاً ایسے وقت میں کہ بجائے حال کے بدحالی ہو رہی ہے۔ تاہم بالکل ترک نہیں کیا۔ غالباً تھانہ بھون برسات قریب الختم ہوگی۔ سرما کا موسم بھی شروع ہو گیا ہوگا۔ اس لئے تقاضائے طبیعت ہے کہ رخصت لیکر حاضر ہوں۔ مگر وہاں حاضر ہونے کے بعد تو محنت ہی محنت ہے۔ اس لئے خیال ہوتا ہے کہ شاید برداشت نہ ہو سکے۔ غرض حالت یہ ہے کہ اقدم رجلا و اؤخر اخری کا معاملہ ہے۔ اب آئندہ جیسی حضرت کی رائے عالی ہو سمعاً و طاعۃً عمل کروں گا۔ بظاہر اسباب میری حاضری میں کوئی مانع نہیں ہیں۔

تحقیق ۔ دلگیر نہ ہونا چاہئے ایسے عوارض سب کو پیش آتے ہیں جن سے انشاء اللہ تعالیٰ کچھ ضرر نہیں۔ المعذور ماجور لا مازور ضعف دماغ کو مانع تشریف آوری نہ قرار دیا جائے۔ اگر کام بھی زیادہ نہ کیا جاوے پاس رہنا بھی نافع ہے۔ بنفع معتد بہ۔ حصہ مذکور ص۲۸

مقدمہ کامیابی

حال ۔ احقر آجکل بفضلہ تعالیٰ چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات اور بیس ہزار مرتبہ استغفار اور ایک پارہ قرآن شریف روزانہ پڑھ لیتا ہے اور بعد تہجد دوازدہ تسبیح پڑھتا ہے اور ایک وعظ بلاناغہ حضرت کا مع دوسری تصانیف مثل تعلیم الدین وغیرہ مطالعہ کرتا ہے۔ حضرت دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرما دیں۔ کیونکہ بوجہ شرارت نفس کے کبھی کبھی گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ کبھی نفس جب غالب آتا ہے تو کام مقررہ میں کمی ہو جاتی ہے۔ اور جب اللہ میاں مجھکو توفیق عطا فرماتے ہیں تو میں غالب آکر کسر نکال لیتا ہوں۔ غرض ہر وقت کشمکش رہتی ہے مگر ایسے وقت حضور کا ارشاد شدہ شعر مثنوی کا کہ

اندریں رہ می تراش و می خراش
تادم آخر دمے فارغ مباش

یاد کر کے تسلی کر لیتا ہوں۔

تحقیق۔ یہ سب مقدمہ کامیابی ہے۔

حال۔ قلب کی حالت نہایت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کی برکت سے قلب میں ایک نور ہے۔ جس کی وجہ سے مجھکو میرے عیوب نظر آتے ہیں۔

تحقیق۔ بڑی رحمت ہے۔

حال۔ چنانچہ پرسوں میں بیٹھا ہوا ذکر کر رہا تھا اور گذشتہ گناہوں کا خیال پیش نظر تھا تو یہ معلوم ہوا کہ میرے اندر تکبر کا ایک مرض ایسا موجود ہے جس کی وجہ سے یہ سب گناہ صادر ہوئے ہیں۔ اور اس مرض ہی کے سبب سے مجھکو دین و دنیا کے نقصانات برداشت کرنے پڑے ہیں۔ چنانچہ میں نے نہایت عجز و زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی چاہی اور پختہ عہد کیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں کسی دین یا دنیا کے کام میں کبر نہیں کرونگا۔ اور تواضع اختیار کرنے کا اقرار بھی کر کے تواضع شروع کر دی ہے حضرت بھی دعا فرمادیں۔

تحقیق۔ بدل و جان دعا ہے۔ آپ نے بالکل ٹھیک سمجھا۔

حال۔ دیگر گزارش یہ ہے کہ اکثر اوقات میں تنہائی میں رہتا ہوں۔ لیکن حضرت خلوت طویلہ میسر نہیں ہوتی۔ جی گھبراتا ہے باوجودیکہ مجھ کو بوجہ بیکاری کار دنیا کے بالکل فراغت ہے۔ اگرچہ خلوت طویلہ اختیار کرنے کی اسلئے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ قلب میں ایک حالت عجیب خلوت سے ہو جاتی ہے۔ جو معین ہوتی ہے۔ ذکر اللہ میں بعد قطع خلوت کے قلب میں تکدر معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے میری گذارش یہ ہے کہ اگر حضور تجویز فرمادیں تو میں چالیس روز کے لئے تھانہ بھون حاضر ہو جاؤں۔ مگر حالت یہ ہے کہ بوجہ بیکاری کار دنیا کے عسرت نہایت غالب ہے۔ مقروض بھی زیادہ ہوں یہاں تک کہ قریب دس ہزار روپیہ قرض کا دینا ہے۔ اور طرح طرح کی دقتیں درپیش ہیں۔ تو اور کچھ قرض لینا ہوگا کہ جو چالیس یوم تک یہاں متعلقین کو اور وہاں مجھکو کافی ہو۔ اور اتنا عرض کر دینا بھی ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ قرض سودی نہیں ہے۔ رعایتی ہے تو ایسی حالت میں اگر اجازت مناسب ہو تو ارشاد فرمایا جاوے۔ تاکہ حاضر ہو جاؤں۔

تحقیق۔ اگر اس مقدار پر قرض لینے کے سوا اور کوئی حرج نہ ہو تو اتنے بڑے قرض میں اتنا اضافہ اور سہی۔

حال۔ اور حضرت اس قرض اور عسرت وغیرہ سے اللہ جانتا ہے کہ مجھکو اس قدر نفع باطنی ہوا ہے کہ ہزاروں مجاہدوں سے بھی نہ ہوتا۔ چنانچہ اس سے پیشتر تو میں تقلیداً اس کا قائل تھا کہ ع

درد از یادست و درماں نیز ہم   اور ع ہر چہ آں خسرو کند شیریں بود

لیکن واللہ اب پوری طرح تجربہ ہو گیا کہ حضرت کھلی آنکھوں نفع بیشمار دیکھتا ہوں۔ بلکہ حالت موجودہ عسرت وغیرہ بے انتہا رحمت معلوم ہوتی ہے اور اس حالت میں جس قدر لذت اور لطف مجھکو حاصل ہے شاید کسی بادشاہ کو بھی میسر ہو۔

تحقیق۔ بیشک یہ ایسی ہی چیز ہے۔

حال۔ ذکر کی برکت سے استغنا قلب بے انتہا ہے۔ جو اللہ کی نعمت ہے۔ الحمد للہ بے زر و گنج بصد حشمت قاروں باشی کا مضمون معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق۔ مبارک ہو۔

سوال۔ حضور استقامت کی دعا فرمادیں اور یہ بھی دعا فرمادیں کہ اللہ میاں مجھکو اپنی اور اپنے حبیب کی کامل محبت عطا فرمادیں اور اتباع سنت کی توفیق بھی عطا فرمادیں۔ اور حضرت براہ کرم اللہ کے واسطے میرے لئے یہ بھی دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے میں مجھکو نسبت باطنی بہت جلد عطا فرمادیں۔ جس سے میرے سارے عیبوں کی اصلاح ہو جائے۔

جواب۔ سب دعائیں کرتا ہوں۔   حصہ مذکور صـ ۳۴

بعد وفات شیخ اول رجوع بشیخ آخر

سوال۔ ایک خدشہ دل میں پیدا ہو گیا ہے وہ یہ کہ خدام والا کی طرف رجوع کرنے کے بعد کبھی کبھی دل میں یہ خطرہ آتا رہا کہ میرا یہ رجوع کہیں بزرگان طریق کے خلاف مرضی نہ ہو لیکن میں دل کو یہ سمجھاتا تھا۔ کہ میرے مرشد تو خود ہی فرماتے تھے کہ جہاں اچھی چیز ملجاوے۔ لے لو اس کے علاوہ مجھے مرشد سے سوء عقیدت تو ہے نہیں البتہ ان کی وفات سے مجبوری ہو گئی ہے۔ دوسری میں نے جس طرف رجوع کیا ہے وہ ہر اعتبار سے بمنزلہ مرشد سابق کے ہیں۔ بسلسلہ خاندان کے اعتبار سے بھی عقاید کے لحاظ سے بھی اور پھر

اگر کوئی قباحت ہوتی تو آپ ضروری ہی مجھکو منع فرماتے۔ مگر بعض اکابر کے ملفوظات دیکھنے سے پایا گیا کہ باوجود اس کے بھی ناخوشی کا سبب ہوا جیسا کہ میرزا مظہر جانجاناں رح کے ملفوظات میں مندرج ہے۔

جواب۔ وہ کیا ہے اس عبارت کے ساتھ یہ خط بھی آنا چاہیے۔

سوال۔ اگرچہ بڑوں کے معاملات سے ہم جیسے کم ظرفوں کو کیا نسبت تاہم خلجان پیدا ہو گیا ہے رفع خلجان کے لئے ملازمان عالی جناب میں عرض تا ہوں۔ آپ کچھ ارشاد فرما دیجئے تو اس سے میری تسکین ہو جاویگی۔

جواب۔ اس عبارت کا انتظار ہے۔

ان دونوں جوابوں کے بعد دونوں تنقیح کا یہ جواب آیا

بندہ بقصور آگندہ نہایت ضعیف الحافظہ ہے نہ مجھے ان ملفوظات کے نام یاد رہے نہ کہیں میں نے ان کا پتہ لکھا سخت حیرانی ہوئی کہ جواب کیا عرض کرے ملفوظات حضرت میرزا صاحب جو اس وقت موجود تھا۔ اپنے گمان پر دیکھنا شروع کیا مگر جہاں ظن غالب تھا دیکھا کچھ پتہ نہ چلا نہایت ندامت ہوئی کہ بے سوچے سمجھے کیوں میں نے لکھدیا اب کیا جواب دونگا۔ اسی یاس کی حالت میں ورق گردانی کر رہا تھا۔ کہ فصل در بیان استفادہ حضرت ایشاں از حضرت حافظ سعد اللہ رحمت اللہ علیہ میں صفحہ ۲۸ کی آخری دو سطروں پر نظر پڑی یہ کتاب مصنفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب رح در بیان حالات و مقامات حضرت میرزا صاحب مطبوعہ مطبع احمدی در ۱۲۶۹ سنہ ہجری ہے۔ جس کا اور کچھ نام نہیں۔ چونکہ آخر ورق کتاب کا نہیں ہے یہ بھی نہیں معلوم ہو سکا۔ کہ کہاں کا چھاپہ ہے۔ بہرحال اس کی عبارت بلفظہ نقل کرتا ہوں۔

وہو ہذا چوں ایشاں از ضعف پیری بحال طالباں نتوانستند۔ پرداخت فقیر بخدمت شیخ الشیوخ حضرت محمد عابد قدس سرہٗ رجوع نمودہ بخدمت ایشاں نیز حاضر می شد۔ شیخ صبغۃ اللہ خلیفۂ ایشاں ایں خبر بسمع ایشاں رسانید ملالتے بخاطر عاطر راہ یافت فرمودند شما در نیجا چہ قصور در فیوض و برکات و تاثیر دیدید کہ جائے دیگر رجوع نمودید معروض داشتم کہ فقیر سوائے ذات خدا و نسبت علیا مقصودے ندارد و حصول آں موقوف بر توجہات علیہ ست وایں معنی بسبب ضعف و ناتوانی جسمانی آنحضرت نمی تواند شد۔ بخدمت یکے از برادران آں حضرت رجوع آوردہ ام و اخلاص و بندگی راسخ دارم الا ازیں معروض رفع ملالت نشد۔ بعد واقعہ ایشاں

کہ بر مزار شریف حاضری شدم - ایشاں را ناخوش می یافتم - رائے مبارک از من میگردانیدند

جواب - یہ رجوع شیخ کی زندگی میں ہوا تھا - اس پر رجوع متکلم فیہ کو کیسے قیاس کر سکتے ہیں - بعد وفات اسی رجوع فی الحیوۃ کا اثر دیکھا -

سوال - بعد سالہا شیخ صبغۃ اللہ بشارتے داد کہ ایشاں در واقعہ مرا فرمودند ما از میرزا صاحب راضی ہستیم انچہ ایشاں اختیار کردہ اند مرضی الٰہی ست فقیر سجدات شکر بجا آوردہ کہ رضائی اہل حق از اجلہ نعمائی خداوندیست سبحانہ گفت فقیر راقم یکے از اصحاب حضرت محمد زبیر بعد واقعہ ایشاں بخدمت حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہما رجوع آورد روح ایشاں را ناخوش یافت بلکہ شمشیرے بروئے کشیدند وے پناہ بحضرت شیخ آورد ایشاں گفتند ایں قدر ناخوشی چراست برائے خدا بیکے از خانداں شما رجوع آوردہ ست معذور باید داشت -

جواب - اول تو خواب حجت نہیں پھر ممکن ہے کہ یہ رجوع بلا حاجت ہو فلا القیاس علیہ الرجوع للحاجۃ -

سوال - شخصے از اولاد شیخ جلال پانی پتی رح طریقہ از فقیر گرفتہ بود در خواب دید کہ ایشاں می فرمایند تو نقشبندی چرا شدی - طریقہ ما را گذاشتی انتہے -

جواب - خواب کے حجت نہ ہونے کے علاوہ جو کہ جواب مشترک ہے - ممکن ہے کہ اس شخص نے طریق سابق کی تحقیر کی ہو - التماس یہ جواب محض طالبعلمانہ حیثیت سے خلاف مقتضائے طریق لکھدیا ہے - تاکہ آپ کو استدلال کی حقیقت معلوم ہوجائے - اب جواب لکھ چکنے کے بعد طریق کا حق ادا کرتا ہوں - وہ یہ کہ جب شبہ میرے ہی متعلق ہے - میرے جواب لکھنے کے معنی گویا اپنی طرف دعوت کرنا اور متردد ین کو گھیرنا ہے - اور یہ خلاف طریق ہے لہذا یا تو دوسرے سے تحقیق کرتے - اور اگر مجھ سے تحقیق فرمایا ہے تو اب رجوع دوسروں سے کیجئے - اس کے بعد خط آیا - یہ پچھلی شب قبولیت کا وقت ہے - یا اللہ میری فریاد تھانہ بھون پہونچا دے - میری تر آنکھیں اور گرم دل تھانہ والے کو دکھا دے - حضور والا نے تو حق طریق ادا فرما دیا - اور یہاں نخل تمنا کی جڑ ہی کٹ گئی - میں تو آداب طریق سے ناواقف تھا - لاعلمی میں نیک نیتی سے بایں اعتقاد کہ رطب ویابس جو کچھ جس پر مجھے عمل کرنا ہے - آپ ہی سے پوچھنا چاہیئے - دوسروں سے مجھے کچھ واسطہ رکھنا اچھا نہیں - پوچھ بیٹھا - اور نہ سمجھا کہ مضر ہوگا - اب معلوم ہوا کہ خطا ہوئی تو ندامت سے دل پر

چوٹ لگی اپنے کردار سے توبہ او تبری کرتا ہوں للہ قصور معاف فرمائیے۔ میں نیا شخص نہیں ہوں جو گھبرا جاؤں رجوع سے قبل بھی آپ کا تھا اب بھی ہوں۔ اور پھر بھی رہوں گا جوتیاں کھانے کو سر حاضر ہے۔ مگر در چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ آپ مجھے رد کر دینگے تو آپ کو کیا ملیگا میرا تو بگاڑ ہو جائیگا۔ مانا کہ میری غلامی سے بھی آپ کو کیا نفع مگر میرا تو بھلا ہے ؎

بندگان از من ترا بہتر بسے　　خواجہ چو تو مرا نبود کسے
گر بخوانی یا برانی از درم　　جز در تو نیست جائے دیگرم
از در خویشم مراں اے مانم　　مانم خاک در تو تا منم
درہوایت مردنم باد النصیب　　استجب یا من ہو نعم المجیب

اور یہ جواب گیا

جو کچھ تحریر فرمایا ہے یہ آپ کی عین بزرگی ہے۔ ورنہ واللہ میں خود اپنے کو ناکارہ سمجھتا ہوں۔ اور ایسی حالت میں جو کچھ عرض کیا تھا وہ براہ ناخوشی یا خود پسندی نہیں بلکہ معاملہ کی بات ہے۔ اس کی صورت یہ ہو سکتی تھی کہ عام عنوان سے تحقیق فرمائی جاتی نہ یہ کہ تجھ سے رجوع کرنے میں میرا احتمال ہے اس عنوان کا تو یہی اثر ہو سکتا ہے جو ہوا کیا کروں ایسی تاثیرات امور غیر اختیاریہ ہیں۔ آپ ہی تدبیر تبلائیے کہ یہ اثر دل سے نکلے اور یوں تعلیم سے عذر نہیں مگر انشراح میرے قبضہ میں نہیں۔ اب جو حکم ہو میں حاضر ہوں۔

انتخاب جواب باصواب

اس کی صورت یہ ہو سکتی تھی کہ عام عنوان سے تحقیق فرمائی جاتی۔ نہ یہ کہ مجھ سے رجوع کرنے میں یہ احتمال ہے۔ اس عنوان کا تو یہی اثر ہو سکتا ہے جو ہوا کیا کروں ایسی تاثیرات امور غیر اختیاریہ ہیں۔ آپ ہی تدبیر تبلائیے کہ یہ اثر دل سے نکلے۔ اور یوں تعلیم سے عذر نہیں۔ مگر انشراح میرے قبضہ میں نہیں۔ اب جو حکم ہو میں حاضر ہوں۔

عرض حال گنہگار

حال۔ رنگ اخلاص از فغانم داشتے　　سوئے او رہ چوں نہ جانم داشتے

ماوئی وملجأ ما گنہگاراں مدظلکم العالی۔ آداب۔ اور عاجزی کے ساتھ سلام مسنون عرض کر کے عرض رسا ہوں کہ نامۂ عالی کے مطالعہ کے بعد دل کی حالت بہت ہی خراب ہوگئی۔ یاس وحرماں کا سماں نظر آنے لگا۔ غرض جواب میں غیر معمولی توقف اس مرتبہ واقع ہوا۔ کچھ سمجھ

میں نہیں آتا کہ کیا عرض کروں۔ خدا گواہ ہے کہ تحقیق کا عام عنوان جو اختیار نہیں کیا گیا اس کا سبب بجز نقصان علم و فہم کے اور کچھ بھی نہیں۔ میں اس کو عین اخلاص سمجھے ہوئے تھا کہ جس امر کا تعلق آپ سے ہے اُس کو غیر سے تحقیق کرنا کسی عنوان کے ساتھ ہو اچھا نہیں۔ جو کچھ بھی اپنا نیک و بد عمل اعتقاد و خیال احتمال ہو۔ سب آپ کے روبرو پیش ہونا چاہیئے۔ بنے بگڑے سب کو آپ سنوار بنا دیں گے۔ اب ہم کو دوسرے سے کیا واسطہ جبکہ ؎ سپردم بتو مایۂ خویش را۔

تحقیق۔ یہ تو بالکل ٹھیک ہے مگر میں تو اور کچھ عرض کر رہا ہوں۔ مراد میری عام عنوان سے یہ ہے کہ خواہ مجھ ہی سے پوچھا جاتا۔ مگر اس عنوان سے کہ ایک شیخ کے مرید کو دوسرے شیخ سے رجوع کرنا کیسا ہے۔ و نحو ذلک۔

حال۔ لیکن وہ عین خطا ثابت ہوئی۔ اور قضائے الٰہی سے یہ سمجھ اُلٹا اثر لائی۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ خطا ہوئی تو میرے خیال میں اس کا علاج صرف توبہ تھی۔ اور توبہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ لہٰذا اپنے مقدور بھر میں نے اس کو کیا اور پھر بھی کرتا ہوں۔ مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس میں بھی میری خطا ہے۔ اس لئے کہ جس کو اخلاص اور توبہ سمجھتا ہوں وہ نہ توبہ ہے نہ اخلاص تو اب متحیر ہوں کہ کیا کروں کئی دن تک اس حیرت میں پڑے رہنے کے بعد دل میں یہ آیا کہ اظہار امر واقعی کر کے سمعنا و اطعنا۔ کہکر لطیفہ غیبی کا منتظر رہوں۔ اور میں کیا تدبیر تبلا سکتا ہوں۔ اور تعلیم محض پر کیونکر اکتفا ہو سکتی ہے۔ خصوصاً مجھ سے نابلد کندۂ ناتراش کو جس کی شان ہے۔ تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبد ست۔ اور یہ کہ حکم دوں استغفر اللہ کیا مجال کہ لب کھولوں اللہ تعالیٰ جب توبہ قبول فرما لیتا ہے تو اشقیا کو خلعت ولایت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اس کے بندگان خاص بھی تو مظہر شان خداوندی ہیں۔ پھر مجھے یاس کیوں ہو۔ میں اپنے رب کی وسعت رحمت سے اُمیدوار ہوں کہ میرے معاملہ میں حسب مراد کچھ القا فرمائیگا۔

تحقیق۔ قبول توبہ میں کلام نہیں۔ میں تو دوسری ہی بات عرض کر رہا ہوں۔ کہ باوجود صحت و معذرت انشراح میرے قبضہ میں نہیں۔ یہ تو اسی معروض کا مطلب تھا۔ باقی میں اب قلب میں انقباض نہیں پاتا ہوں۔ اور میرے نزدیک یہ واقعہ آپ کے حق میں رحمت ہوا کہ بہت سے خیالات کی اصلاح ہو گئی۔ غور سے خود معلوم کر لیجئے۔ غرض اب مطمئن رہئے۔ انشراح کے ساتھ خدمت کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حصہ مذکور ص ۳۸ تا ۴۲

ایسی درخواست کہ جس میں شیخ کو رائے دینا مترشح ہو نہ چاہیئے

حال۔ اب خاکسار کے دل میں یہ بات جمی ہے کہ جب تک روحی قوت نہیں ہوتی جب تک نیک عمل ہونا دشوار ہے اس کی تدبیر فرمادیں۔

تحقیق۔ جو لکھا ہے یہی تدبیر ہے۔ طالب کو صرف حالات کی اطلاع اور تعلیمات کا اتباع ضروری ہے ایسی درخواستیں کہ فی الواقع رائے دینا ہے نہ چاہئیں۔ حصہ مذکور ص۵۳

ابتداء نسبت کی علامت

حال۔ آجکل احقر کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ احقر کے دل میں کوئی نئی بات پیدا ہوگئی ہے جس کی وجہ سے یاد الٰہی ہر وقت دل میں رہتی ہے۔ کسی وقت ذہول نہیں ہوتا ہے

تحقیق۔ ابتداء ہے نسبت کی مبارک ہو۔ حصہ مذکور ص۵۴

حال۔ معمول شب بارہ تسبیح و دن بارہ ہزار اسم ذات کیفیت کل صبح سے ایک حالت طاری تھی جس کو بعینہٖ قلمبند کرنا مشکل ہے مگر تمثیلاً عرض کرتا ہوں کہ دنیا میں اگر کسی سے تعلق اور لگاؤ ہو جائے اُس وقت اسی کی طرف ہر وقت خیال لگا رہتا ہے۔ اس کی رضامندی کی دھن اور ناراضگی کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔ اس ماجرہ کے علاوہ کوئی دوسرا خیال یا کوئی دوسری بات جس کو اس محبوب سے کوئی تعلق نہ ہو تو وہ خیال و بات بری معلوم ہوتی ہے۔ اور طبیعت میں ایک قسم کا تکدر پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی وقت اُس محبوب کی طرف طبیعت کا رجوع ہوتا ہے۔ اسی طرح میری حالت ہو رہی ہے۔ کہ ایک قسم کا ایسا تعلق معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت اسی طرف خیال کے رہنے سے دل میں سکون و راحت محسوس ہوتی ہے۔ اگرچہ اس حالت میں ایک قسم کا ثقل بھی ہے مگر اُس ثقل سے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ بلکہ راحت و چین ہے۔ اور اگر کوئی چیز مخالف اس خیال کے پیش آتی ہے تو نہایت تکدر ہوتا ہے۔ اور فوراً اسی خیال کی طرف توجہ ہو جانے سے سکون و راحت ہو جاتی ہے۔ یہ حالت کل کی تھی۔ آج بعد تہجد مع اس حالت کے ایک امر پیدا ہوا۔ کہ عالم میں خداوند تعالیٰ جل جلالہ ہی موجود ہیں۔ ماسوائے پروردگار کے سب مظاہر ہیں۔ اور پروردگار ظاہر ہے۔ اور اسکی مثال یوں سمجھ میں آئی کہ جیسے بجلی گھر میں سب روشنیوں کا مجمع ہوتا ہے۔ اور جس کسی لالٹین کو روشنی ملتی ہے وہ اسی مجمع سے ملتی ہے۔ یہ بالکل سیاہ ہی سیاہ ہے۔ اور جب اس مجمع والا اس روشنی

کو بند کر دیتا ہے تو سب لالٹینیں سیاہ ہو جاتی ہیں تو دیکھنے والا جب لالٹین کو روشن دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ یہ روشنی اس کی نہیں ہے بلکہ اس کارخانہ بجلی سے آ رہی ہے۔ یہ سب لالٹین مظاہر او نس مجمع روشنی کے ہیں۔ مثلاً کفار صفت مضل کا مظہر ہیں اور مومنین صفت ہادی کے مظہر ہیں۔ اور نیز صبح سے پستی و نیستی بہت غالب ہو رہی ہے۔ جو ہوشیاری سابق میں تھی بالکل معدوم ہے۔ اور جو کوئی کام دیکھتا ہوں یا کرتا ہوں تو یوں سمجھ میں آتا ہے کہ سب امور کے کرانے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ فقط انسان کو ایک واسطہ قرار دیا ہے۔

تحقیق۔ الحمد للہ نسبت باطنیہ و حالت فنا و توحید شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تکمیل فرما دے۔

حصہ مذکور ص۶

برکات صحبت

حال۔ حضرت کی خدمت بابرکت میں آنے سے پہلے کسی کے لئے دل میں بغض تھا۔ کسی کے لئے محبت تھی جب کبھی اُن لوگوں سے کوئی یاد آتا تھا کسی کے لئے دل میں محبت معلوم ہوتی تھی۔ کسی کے لئے بغض معلوم ہوتا تھا۔ اب دل میں ان باتوں کا پتہ ہی نہیں۔ جب کبھی یاد آتا ہے جیسا کہ اور عام لوگ یاد آتے ہیں ویسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ غرض دل میں اس وقت خدا تعالیٰ کی یاد اور محبت کے سوائے اور کچھ نہیں پاتا ہوں۔ یوں معلوم ہوتا ہے دل میں جتنی جگہ ہے سب کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت نے گھیر لیا ہے۔

تحقیق۔ مبارک ہو۔

حصہ مذکور ص۵۴

اجازت بیعت

حال۔ احقر کا حال یہ ہے کہ آجکل جب کبھی گھر سے خط آتا ہے اس میں کوئی غمی یا خوشی کی خبر ہوتی ہے۔ یا اور کوئی غمی یا خوشی کی خبر سناتا ہے۔ تو جس وقت سنتا ہوں اس وقت قلب پر کچھ اثر ہوتا ہے۔ بعد میں بالکل اس طرف کچھ خیال ہی نہیں رہتا ہے۔ دل پر ایک اطمینان اور سکون ہر وقت رہتا ہے۔ خیال ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رہتا ہے۔ بعض وقت ذکر کی حالت میں کسی اعضاء میں حرکت محسوس ہوتی ہے۔ اور ایک دن اثناء ذکر میں یہ معلوم ہوا کہ سارے بدن میں سوئیں چبھوئے جا رہے ہیں۔ کل رات کو بندہ نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت نے بندہ کو بعد مغرب بُلایا اور میرا اپنا ہاتھ حضرت نے اپنی گردن پر رکھا۔ اس کے بعد حضرت بندہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ فدوی پر توجہ ڈالی۔ اُس وقت میرے قلب کی عجیب

حالت ہوئی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کے سینۂ مبارک سے میرے سینہ میں کوئی چیز آ رہی ہے جس کی وجہ سے میرا قلب منور اور روشن ہو رہا ہے۔ میں بڑے جوش میں آیا اس کے بعد حضرت نے مجھے چھوڑ دیا۔ ایک دو آدمی اور بھی ہیں سب پر توجہ ڈالنا شروع کیا۔ اس وقت قلب کی عجیب حالت دیکھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام قلب نور سے بھر گیا۔ اس وقت مجھے یہ خیال ہوا کہ حضرت تو فرماتے ہیں کہ میں توجہ کسی پر ڈالتا نہیں اور نہ میری عادت ہے مگر میں خیال کرتا تھا کہ یہ توجہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کے بعد بیدار ہو گیا۔ طبیعت پر عجیب فرحت معلوم ہوتی تھی سارا دن ایک عجیب حالت نشاط اور فرحت میں گذرا۔ دیگر عرض یہ ہے کہ احقر کو والدین آج دو سال سے بُلا رہے ہیں۔ حتی کہ رمضان شریف سے پہلے جب میں یہاں آیا تو تین چار خط متواتر آئے کہ جلدی آؤ اور بہت مجبور کر ڈالا تھا۔ مگر میں نے سب کے جواب میں یہی لکھا کہ جب تک میں یہاں حضرت کی خدمت میں چھ سات مہینہ نہیں رہونگا میں ہرگز نہیں آ سکتا۔ اس پر وہ لوگ خاموش ہو گئے تھے۔ اب پھر خطوط آنے لگے۔ کہ جلدی آ جاؤ۔ بجائے چھ سات مہینہ کے آٹھ مہینے ہو گئے۔ اب انہیں کچھ عذر باقی نہیں رہا۔ آج راہ خرچ بھی آ گیا۔ بلانیکی وجہ یہ ہے کہ میرے بڑے بھائی صاحب کی شادی کرانی چاہتے ہیں مگر وہ بغیر میرے جانیکے شادی کرتے نہیں۔ رمضان شریف سے پہلے جو مجھکو بلایا تھا اس وقت شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی تھی۔ مگر بھائیصاحب نے شادی نہیں کی۔ اور بھاگ کے کلکتہ کو چلے گئے۔ اور وہاں سے گھر کو خط لکھا کہ میں بغیر ان کے شادی نہیں کرتا۔ اب والد صاحب نے مجھکو عاجزی کے ساتھ خط لکھا۔ کہ تم جس طرح ہو بہت جلد چلے آؤ۔ لہذا بندہ حضرت کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت اس بارہ میں کیا رائے فرماتے ہیں۔ اگر بندہ کے لئے یہاں اور رہنا مناسب ہو تو بندہ اور بھی رہنے کا قصد رکھتا ہے۔ اور اگر جانا مناسب ہو تو چلا جائیگا۔ غرض حضرت میری بہتری جس میں سمجھیں اُس ہی میں اپنی مصلحت سمجھتا ہوں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ میری مصلحت پر حضرت رائے فرمائیں گے۔ گو حضرت کسی کو مشورہ دیتے نہیں مگر میں اُمید کرتا ہوں کہ بندہ کو اس قاعدہ سے مستثنی کر کے مشورہ دیکر ممنون فرمائینگے۔

تحقیق۔ سب حال پڑھا دل خوش ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز ترقی ہو گی۔ اب چونکہ بعد جسمانی مضر نہ ہو گا اس لئے وطن جانا مصلحت ہے۔ اور میں بنام خدا آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ اگر کوئی طالب صادق اللہ تعالیٰ کا نام اور رستہ پوچھے یا بیعت بھی ہونا چاہے اس کی درخواست منظور

کرلیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے مخلوق کو نفع ہوگا۔ اور یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ اس اجازت کی اطلاع اپنے خاص خاص محبین کو کردیں۔ حصہ مذکور ص۴۳

خط میں لکھے ہوئے سلام کا شیخ سے نہ کہنا باعث الزام نہیں

سوال جتنے خط احقر کے نام آتے ہیں سب لوگ سلام حضرت کو لکھتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ کہدینا۔ خلاف ملفوظ ہونے سے عرض نہیں کرتا۔ بلکہ جن سے بے تکلفی ہے لکھدیتا ہوں کہ خود لکھو میرے ذمہ کوئی الزام تو نہیں۔

جواب ۔ کچھ الزام نہیں۔ حصہ مذکور ص۴۴

طالب کا ثمرات کو خود تجویز کرنا خلاف ادب ہے

حال ۔ جس وقت بندہ دورہ پڑھتا تھا۔ ایک رات حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا اُس وقت بہت عمدہ حالت تھی اور اب کم ہوگئی۔ اب جی چاہتا ہے کہ پھر زیارت سے مشرف ہوں۔ اور اس وقت ذوق و شوق الٰہی پیدا ہوجائے۔ لہذا دل بہت متفکر ہے

تحقیق ۔ آپ ثمرات اور اُن ثمرات کے طرق کو خود تجویز کرتے ہیں تو پھر آپ خود ہی شیخ ہیں پھر ہم ناکاروں کیطرف کیوں رجوع کرتے ہیں۔ حصہ مذکور ص۴۴

بیعت بدون مناسبت نافع نہیں

حال ۔ نہایت ادب سے عرض ہے کہ اگر حضرت کے خلاف مرضی نہ ہو نیز بندہ کے حق میں مضر نہ خیال فرمایا جاوے تو فقط تبرک اور پورا تعلق پیدا ہونے کے واسطے بیعت سے مشرف فرمایا جاوے۔ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را۔

تحقیق ۔ بدون مناسبت بیعت نافع نہیں اور آپ کو ابھی مناسبت نہیں ہوئی اوپر کی درخواست اس کی دلیل ہے۔ اور نیز آئندہ مضمون بھی۔

حال ۔ اگر خلاف مرضی تو نہیں بلکہ یہ وہ بھی اگر مرضی ہو تو زبانی کچھ نصیحت وغیرہ جو طبیعت چاہے فرماکر مشرف فرمایا جاوے۔

تحقیق ۔ یہ بھی دلیل ہے عدم مناسبت کی۔ میری روزمرہ کی تفہیمات مفصلہ کے بعد بھی اس مبہم و مجمل درخواست کی ضرورت رہی۔

سوال۔ کبھی کبھی اگر فرصت ملے تو کتاب دیکھوں یا نہیں۔ اگر دیکھوں تو کون کون اور کیا کیا۔

جواب۔ قصد السبیل بغور تمام دس بار اس کے بعد پھر پوچھا جاوے۔

حال۔ احقر ناکارہ حضرت مولانا   سے بیعت ہے۔ بعد وفات مرشد مرحوم کے احقر متلاشی شیخ رہا۔ مگر کہیں دلچسپی نہ ہوئی۔ اب احقر عرصہ دراز سے حضور کی تصنیفات دیکھتا ہے، خصوصاً رسالہ الامداد۔ و حسن العزیز۔ اور آنجناب والا کے مریدوں سے بھی ملکر نہایت محظوظ ہوتا ہے۔ لہذا بندہ کی طبیعت کا رجحان حضور کی جانب ہوا ہے۔ بلکہ عرصہ سے جی چاہتا تھا۔ مگر خط لکھنے سے نفس قاصر رہا۔ اُمید کہ براہ کرم بزرگانہ اس احقر کو زمرۂ خادمان والا میں شمار فرما کر تعلیم و تلقین سے مشرف فرمایا جاوے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ مرتبہ احسان و عبدیت کا عطا فرمائے بالفعل احقر کار دنیوی و تفکرات لاحقہ کی وجہ سے حضوری خدمت سے معذور ہے۔ آیندہ انشاء اللہ برکت قدمبوسی حاصل کریگا۔ اب احقر اپنی حالت سناتا ہے۔ کمترین کی عمر تخمیناً چالیس کی ہے۔ پیشہ دوکانداری ہے۔ مرض ضعف دماغی بحد ہے۔ یہاں تک کہ تھوڑی دیر کتاب پڑھنے یا ذکر جلی کرنے سے دماغ میں خشکی و ضعف محسوس ہونے لگتا ہے۔ بعد نماز فجر ۱۱۰۰ بار یا مغنی اور قرآن پاک ایک یا ڈیڑھ پارہ پڑھتا ہے۔ بعد نماز عشا ۱۱۰۰ بار یا وہاب ۱۰۰ بار لاحول ۱۰۰ بار اعوذ باللہ ۱۰۰ بار درود شریف فرمودہ مرشد مرحوم پڑھتا ہے۔ اب حضور جو ارشاد فرمادیں عمل درآمد کیا جاوے۔ نماز تہجد کے لئے ہر چند جی چاہتا ہے مگر نہیں پڑھ سکتا۔ احقر کا نفس نہایت سرکش ہے وہ اپنی مرضی کے موافق جو چاہتا ہے کراتا ہے۔ اور ایک مرض مذموم و خبیث بندہ کو حسن پرستی کا ہے۔ اس کا بھی علاج تجویز فرمایا جاوے۔ احقر نہایت گستاخ ہے جو کلمات خلاف ادب صادر ہوئے ہیں اس کی معافی چاہتا ہے۔ چونکہ طبیب سے مرض کا چھپانا بُرا ہے۔

تحقیق۔ بیعت و مفصل تعلیم موقوف ہے مناسبت و صحبت پر وہ ابھی حاصل نہیں۔ اس کے حصول کے منتظر رہیگا۔ باقی مجمل تعلیم غائبانہ بھی ممکن ہے۔ فی الحال آپ قصد السبیل پر اوراد میں اور تبلیغ دین پر معالجات امراض نفسانیہ میں عمل شروع کیجئے۔ اگر مجھکو حالات سے اطلاع ہوتی رہیگی سلسلہ تعلیم کا جاری رکھوں گا۔ بشرطیکہ یہ خط بھی ہمراہ آوے۔ تہجد بعد عشاء پڑھئے حسن پرستی کے متعلق یہ سوال ہے کہ میلان میں تو اختیار نہیں لیکن عمل میں تو اختیار ہے۔ پھر کیوں نہیں ترک کرتے۔ حصہ مذکور صـ “

کسی خاص شغل کی درخواست شیخ سے کرنا خلاف ادب ہے

حال ۔ اس عرصہ میں ابتدائی حصول تعلیم تلقین آپ کی عنایت کرامت سے بہت بہت فیوضات و فتوحات من جانب اللہ عطا ہوئے ہیں ۔ اب التماس خدمت شریفہ عالیہ یہ ہے کہ اگر آپ کی عنایت پر عنایت ہو جائیگی ۔ پھر اور مقام میں اوراذکار شریفہ یا مراقبہ یا اشغال تحریر فرما کر قدم بڑھا کر داخل فرمایا جائے ۔ اگرچہ میرا اس طریقہ سے لکھنا کمال گستاخی ہے ۔

تحقیق ۔ پھر گستاخی کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ اپنے حالات و معمولات ہمیشہ مفصلاً لکھتے رہیئے کسی شغل وغیرہ کی خود فرمائش نہ کیجیئے ۔ حصہ مذکور صہ ۱۰۱

حب شیخ

حال ۔ خوش قسمتی سے ایک عرصہ تک غلام کو خدمت مبارک میں رہنے کا موقع نصیب ہوا ۔ پھر کبھی کبھی زیارت بھی ہوتی ہے ۔ ہمیشہ تمام بزرگوں سے زیادہ حضور کی محبت اور وقعت بھی دل میں رہی مگر آہ اس مرتبہ کی جدائی سے جس قدر دل کو بیچینی ہے ۔ ایسی کبھی نہیں ہوئی ۔ حتی کہ جو اذکار حضور نے ارشاد فرمائے ہیں اس حالت میں بھی کبھی کبھی جناب کا خیال ہی نہیں بلکہ پورے جسم و صورت کا نقشہ گویا آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے ۔ کہ گر حضور استادانہ حیثیت سے تشریف رکھتے ہیں ۔ اور تابعدار طالب علمانہ طور پر سامنے بیٹھا ہوا ذکر کر کے سنا رہا ہے ۔ گو اپنی اس حالت سے دل میں ہر وقت ایک لذت و حلاوت پاتا ہوں مگر شبہ کے ساتھ افسوس یہ ہوتا ہے کہ کیا اس کے پہلے حضور کی سچی محبت جس کا خادم قدیم کو ہر طرح دعوے کے ساتھ نور الیقین تھا وہ نصیب نہیں تھی ۔

تحقیق ۔ تھی مگر اس کے اسباب ظہور اس وقت کے برابر نہ تھے ۔ کیا کسی خاص سال میں پھل آنا اس کی یہ دلیل ہے کہ اس سے پہلے درخت میں یہ قوت نہ تھی ۔ حصہ مذکور صہ ۱۰۲

وجہ ضرورت شیخ اور شیخ کے پاس قیام کی شرط

حال ۔ عالیجناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مسکین کی اصل زبان آردی ہے ۔ اب مسکین نے عربی کتابیں شروع کر کے فقہ میں کنز و شرح الوقایہ و فرائض شریفہ و تفسیر جلالین ۔ و مشکوٰۃ شریف پڑھی ہیں اور باقی اپنی استعداد کے موافق کتب کا مطالعہ کرتا ہوں ۔ اور احیاء العلوم کسی قدر استاد سے پڑھی ہے

اور بقیہ کا خود ہی دو تین بار مطالعہ کیا ہے۔ اب مجھکو سلوک کی کتابیں دیکھنے کی خواہش ہوئی۔ کہ مفاخر العلیہ لابن عباد الشاذلی و حکم لابن عطاء اللہ السکندری والتنویر فی اسقاط التدبیر و لطائف المنن للشعرانی وغیرہ کتب کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اب میں بہت پریشانی و قلق و اضطراب میں ہوں کہ رد المحتار میں علم القلب فرض عین فہو مبین فی ربع المہلکات من الاحیاء لکھا ہے اور احیاء العلوم ربع المہلکات بیان شروط الارادت و مقدمات المجاہدۃ و تدریج المرید فی سلوک سبیل الریاضۃ میں یہ لکھتے ہیں فمن لم یکن لہ شیخ یہدیہ قادۃ الشیطان الی طرقہ لا محالۃ۔ اب میں نے یہ دیکھکر طلب شیخ کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ خلاصۃ التصانیف لحجۃ الاسلام امام غزالی میں لکھا ہے کہ استغنی الشیخ عن المتکلفین بالعلم بمتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالاقتداء بمثل ہذا المرشد ہو عین الصواب والظفر بمثل ہذا المرشد نادر لاسیما فی ہذا الزمان الخ اس میں بہت حیرانی ہے پھر کتاب و سنت کو پکڑ کر عمل کرنے کو گئے تو لطائف المنن سے بعض عبارات میرے دل میں حیرانی ڈالتی ہیں۔ وہ یہ کہ کانت صورۃ مجاہدتی من غیر شیخ انی کنت اطالع کتب القوم کرسالۃ القشیری و عوارف المعارف والقوۃ لابی طالب المکی والاحیاء للغزالی ونحو ذالک و عمل بما ینقدح لی من طریق الفہم ثم بعد مدۃ یبدو لی خلاف ذلک فاترک الاول و اعمل بالثانی ہذا امثال من لا شیخ لہ الخ اور دوسری جگہ کہتا ہے۔ وکان امام الغزالی رضی اللہ عنہ یقول لما اجتمع بشیخہ المذکور ضیعنا عمرنا فی البطالۃ یعنی بالنسبۃ لما ذاقہ من احوال اہل الطریق وکان شیخ عزالدین رضی اللہ عنہ۔ یقول ما عرفت الاسلام الکامل الا بعد اجتماعی علی الشیخ ابی الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ فان فائدۃ الشیخ انما ہی اختصار الطریق للمرید لاغیر و من سلک بغیر شیخ فانہ قطع عمرہ ولم یصل الی مقصودہ لان مثال الشیخ دلیل الحجاج الی مکۃ فی اللیالی المظلمۃ اور جگہ فرماتے ہیں صار للناس الیوم مہم موانع لا یحصی فلذلک اوجب بعض علماء الشریعۃ علی الطالب ان یتخذ لہ شیخا یرشدہ الی طریق لازالۃ ہذہ الموانع۔

پھر احقر نے اوپر کی عبارت سے سمجھا کہ یہ بزرگان بغیر شیخ کے تکلیف میں پڑے۔ پھر شیخ کی بدولت انھوں نے نجات پائی۔ اب میں فکر میں ہوں کہ کونسا طرز عمل اختیار کروں۔ اور نہایت حیران ہوں۔ ہمارے ملک میں کچھ بزرگان ہیں ان میں سے بعضے فرماتے کہ اب شیخ کامل نہیں ملیگا پس تم کتاب و سنت پر عمل کرو۔ اس طرح عمل کرتا ہوں تو ایک وقت احیاء کے طریق سے

عمل کرنیکا ارادہ ہوتا ہے۔ دوسرے وقت حکم لابن العطار ولطائف کے طریق سے عمل کرنے کو دل چاہتا ہے اور تیسرے وقت یہ بھی نہیں۔ وہ بھی نہیں بیچ میں حیران پڑا ہوں اخیر فقہ وحدیث وتفسیر پر فقط اکتفا کرنے کا ارادہ کیا۔ تو ردالمحتار سے یہ معلوم ہوا کہ علم القلب فقہ و حدیث میں اچھا واضح نہیں۔ اس لئے دل میں اضطراب ہے۔ اور ہمارے ملک میں بعض بزرگان ہیں وہ فتوحات المکیہ کا بہت مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں شریعت میں سے ایک فن فقہ ہے کہ وہ عوام کی اصلاح کرنے کے واسطے ہے ہمارے لئے نہیں۔ اور وہ لوگوں کے دنیا کمانے میں حرام وحلال کی تمیز کرنے کے انتظام کے لئے ہے۔ ہمارے لئے نہیں بتائے اور جذبات میں انا عیسےٰ ومہدی کہتے ہیں۔ صحو میں تصوف وعشق الٰہی کا طریقہ بیان کرنے والا اس زمانہ میں کوئی شیخ نہیں۔ اب ہمارے شیخ پیغمبر خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس ان کو وسیلہ قرار دیکر ہمیشہ درود شریف پڑھکر یا رسول اللہ پکارتے رہنا چاہیئے۔ پس اس میں بھی مجھکو بہت حیرانی ہے۔ کیونکہ پہلے مشائخ اور بزرگ حنفی۔ شافعی۔ مالکی اور حنبلی مذاہب میں۔ رہے ہیں۔ پس کیا یہ بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ اس سے دل پریشان ہوتا ہے۔ اور قال عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ فی اللطائف ان لکل واحد منھا امراضا لاتعرف الا بالمشافہۃ من شیخ حے یدلنا علی کیفیتہ الدواء یخاطبنا ونخاطبہ۔ یہ دیکھکر میرا قلب آپ کی طرف متوجہ ہوگیا۔ کیونکہ آپ کے چند رسالوں کو دیکھکر آپ کی خدمت میں آنیکا ارادہ ہوگیا۔ اب اپنے خاص حالات لکھتا ہوں۔ میری بستی کینور ہے۔ یہاں ایک پرانی مسجد تھی اس کو شہید کر کے نئی مسجد بنائی گئی تو خطیبان اور جماعت میں تفرقہ ونزاع ہوا۔ ایک فریق کہتا تھا۔ کہ مسجد ہماری ہے دوسرا کہتا تھا کہ نہیں ہماری ہے۔ الغرض عدالت تک نوبت پہونچی۔ چالیس ہزار روپے مقدمہ میں خرچ ہو چکے اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ ان لوگوں کے پاس رہنے سے میرا دل پریشان ہوتا تھا اس لئے ان لوگوں کو چھوڑ کر میں نے کینور میں جاکر امامت اور معلمی اختیار کر لی ہے۔ آپکے چند رسالے خصوصاً تربیۃ السالک دیکھکر ہر وقت آپ کی طرف متوجہ رہتا ہوں۔ اور آپ کے پاس آنے کا ارادہ مضمون مندرجہ ذیل سے واضح ہے۔ قال ابن عباد رحہ ان الاعتساب الی الطریقۃ اخذ تدریب وتہذیب وفرق فی الخدمت بالمجاہدۃ للمشاہدۃ والفناء فی التوحید والبقاء۔ اس طریق پر آپ کی خدمت میں تربیت پانے کے لئے میرا دل بہت خواہشمند ہے۔ جیسا آپ ارشاد فرمادیں اس کو بجالاؤں۔ اور اگر اس طرح میں بیعت کے لایق نہیں تو اس عبارت کے مطابق

ارشاد ہو قال ابن عباد ؒ اما طریقۃ الاشتغال بالعلم و علاج النفس بہ فلا یقدر علیہا الا فحول الرجال اما سلوک العامی فبان یصحح اعتقادہ علی عالم تحقیق بدیانتہ ویسائل عن علم حالہ بوجہ یستشفیہ وتطمئن نفسہ ویلزم التقوی والاستقامۃ لغایۃ جہدہ بعد التبصر فیما یتعلق بحالہ ۱۲ مفاخر اور قول جلیل میں لکھا ہے۔ ان الرجل لا یفلح الا اذا رای المفلحین کما ان الرجل لا یتعلم الا بصحبۃ العلماء ۱۲ اس کے بموجب حضور مبارک آنیکی اجازت دیں تو ضرور آتا ہوں۔ ورنہ احقر کے قلب کو تشفی بخشنے والے بیان کی بہت آرزو ہے اور حضرت کے پاس آنیکی بہت خواہش ہے اب حضرت جو کچھ ارشاد فرمادیں اس کی تعمیل کیجاویگی۔ چونکہ احقر کی اصلی زبان اروی ہے اور اردو ترجمہ کی مدد سے کسی قدر اردو فارسی الفاظ معلوم ہوئے ہیں اور بامحاورہ استعمال نہیں آتا۔ اسلئے اگر کوئی لفظ بسبب خلاف محاورہ ہونے کے خلاف شان ہو تو معاف فرمایا جاوے۔

تحقیق۔ آپ کے حالات سے دل خوش ہوا۔ میں صاحب کمال نہیں ہوں اور خدمت سے انکار نہیں۔ لیکن آنیکی شرط ہے۔ وہ یہ کہ چند روز تک جو میں کہوں سنتے رہیں۔ کوئی سوال نہ کریں۔ اور میرے اقوال میں غور کیا کریں۔ پھر بولنے کی اجازت ہے۔ حصہ مذکور ص ۱۰۳ تا ۱۰۶

طریق میں تفویض شرط ہے

حال۔ اس ناچیز نے جناب کی اکثر اردو تصنیفات دیکھکر متعدد بار عالیجناب کی خدمت میں حاضر ہونیکا ارادہ کیا۔ مگر افسوس کہ کثیر العیالی اور فکر ہمیشہ سنگ راہ رہی ہائے تنگدستی کا بھلا ہو کبھی فارغ از ضروریات خورونوش نہ ہوا۔ میں نے رسایل تصوف بھی اکثر دیکھے ہیں۔ خدا جانے کیوں مجھے معارف لدنیہ و مکتوبات امام ربانی وغیرہ یا مکتوبات حضرت مولنا شاہ خلیل الرحمن قدس سرہ وغیرہ زیادہ پسند آئے۔ اسی وجہ سے نقشبندیہ خاندان سے ایک خاص انس پیدا ہو گیا ہے۔ لہذا عالی جناب سے گذارش ہے کہ اگر کوئی صورت فلاح دارین کی بوسیلہ جناب اقدس ہو سکتی ہے تو دریغ نہ فرمایا جاوے۔ اور سلسلہ نقشبندیہ میں باللہ و بالرسول اس ناچیز کو شرف بیعت سے مشرف فرمایا جاوے اور اگر اس واژون بخت کی سیہ بختی سے غائبانہ بیعت ناممکن ہو تو کوئی وظیفہ خاص باجازت خاص عنایت فرمایا جاوے جس میں توجہ آنحضرت عالی مرتبت فلاح دارین یقینی ہو قلب نہایت تاریک لذات دنیاوی کا خوگر ترغیبات نفس کا مطیع ہے۔ خدا کے لئے اس کافر کو مسلمان فرمائیے۔ اور خدا مان درگاہ میں جگہ دیجئے۔ رحم فرمائیے رحم۔

تحقیق۔ مجھکو تخصیص کے ساتھ خدمت کرنے سے عذر ہے۔ نیز ایسی تخصیص خلاف تفویض ہے اور تفویض ہی اول شرط ہے طریق کی۔ حصہ مذکور ص ۱۱۱

القاء نسبت کا طریق

حال۔ صفحہ ..، تعلیم الدین میں حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ شیخ کامل (طالب حق کو) پھر اجمالی یا تفصیلی ریاضت کرائے۔ جس سے کچھ نسبت پیدا ہوجاوے یا اول القاء نسبت کرے یا پھر ریاضت کرائے۔ جب قلب تعلقات سے خالی ہوجاوے جو لازمہ نسبت ہے اس وقت پھر ذکر و شغل مراقبہ تعلیم کرے جس سے نسبت قوی پیدا ہوجاوے دریافت طلب یہاں پر یہ امر ہے کہ اول القاء نسبت کرنے کا کیا طریق ہے۔

تحقیق۔ توجہ ہمت مگر یہ طریق صرف اغنیا کے لئے ہے جن کو ذکر سے کچھ بھی اثر نہ ہوا ہو ورنہ اس میں بعض مضرتیں ہیں۔ حصہ مذکور ص ۱۲۰

شیطان کا صورت شیخ میں نہ آنا اکثری ہے نہ دائمی

حال۔ اس اثناء میں میں نے دوبارہ حضور کو خواب میں دیکھا۔ ایک مرتبہ تو حضور نے یہ فرمایا کہ جو خواب تم نے دیکھا ہے وہ صحیح ہے اس خواب سے اس بات کا یقین ہوگیا کہ اس میں میری طرف سے غلطی نہیں ہوئی۔ کیونکہ مجھکو اس بات کا سخت خوف رہتا ہے۔ کہ میری وجہ سے کوئی گمراہی یا غلطی میں پڑکر کوئی گناہ نہ کرے یا کسی دینی امر میں میری طرف سے غلط فہمی نہ ہوجائے۔ اور اس کے یقین کرنے کی یہ وجہ ہے کہ حضور نے کسی ملفوظ میں یا کسی اور مقام پر بیان فرمایا ہے کہ شیخ کی صورت میں شیطان نہیں آتا تو ظاہر ہے کہ اگر شیخ اپنے ہونے کا انکار کرے تو وہ لطیفہ غیبیہ ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے متمثل بشیخ ہوکر تسکین خاطر مرید کے لئے جواب دیتا ہے اور لطیفہ غیبیہ کی طرف سے (چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے) جو بات ہوگی وہ راست و درست ہوگی۔ اور اگر شیخ خود متمثل ہو تو ہو المراد بہرحال وسوسہ شیطانیہ سے ہر حالت میں محفوظ رہنا ثابت ہوتا ہے۔ جو اصل مقصود ہے۔

تحقیق۔ یہ غالب ہے دائمی نہیں اور مقدمات اس مدعیٰ کے سب مظنون ہیں، قطعی نہیں۔

حصہ ششم ص ۱

محبت شیخ کا واسطہ آنحضرت صلعم کی محبت ہے

حال۔ حضرت والا اتباع سنت کا بہت ہی اہتمام رکھتا ہوں۔

اگر ذراسی خلاف سنت کوئی بات ہو جاتی ہے تو دل میں کھٹک جاتی ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایسی نہیں معلوم ہوتی جیسی جناب کی معلوم ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس سے بہت قلق معلوم ہوتا ہے۔ اس کا کوئی طریقہ ارشاد فرمایا جاوے کہ جس سے ازدیاد محبت ہو مجھے خوف معلوم ہوتا ہے۔ کہ کہیں یہ میری بد استعدادی کا باعث ہو للہ حضور اس کے لئے دعاء فرمائیے۔

تحقیق۔ یہ محض شبہ ہی شبہ ہے واقع میں محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیادہ ہے۔ خود مجھ سے محبت ہونے کا واسطہ حضور ہی کا تعلق ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو اتباع سنت کی یہ کیفیت کیوں ہوتی۔ باقی یہ کہ منشا اس شبہ کا کیا ہے۔ سو حقیقت یہ ہے کہ بعض امور میں بعض خواص طبعیہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرب جسمانی واختلاط حسی میں طبعی خاصیت ہے غرام وولہ کی جو کہ محبت مامور بہا سے ایک امر زائد ہے اور بفضلہ تعالیٰ حب مامور بہ حضور ہی کے ساتھ زیادہ ہے۔ حصہ مذکور ص۲

حب خدا ورسول وشیخ کے لئے دعا کرنا

حال۔ حضرت بعد نماز کے جو میں حب خدا اور حب رسول اور حب شیخ کے لئے دعا کرتا ہوں اس میں کوئی خرابی ہو تو مطلع فرما دیں۔

تحقیق۔ حدیث میں منصوص ہے اللہم ارزقنی حبک وحب من یحبک پس دعا عین سنت ہے۔ حصہ مذکور ص۵

رسالہ الیم فی السم در طریق سلوک

یہ ایک خط کا جواب ہے جس میں ایسا وظیفہ یا طریقہ پوچھا گیا تھا جس سے طاعات میں ترقی اور معاصی سے اجتناب میسر ہو۔ اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا۔ طاعات اور معصیت دونوں امر اختیاری ہیں جن میں وظیفہ کو کچھ دخل نہیں رہا طریقہ سو طریقہ امور اختیاریہ کا بجز استعمال اختیار کے اور کچھ بھی نہیں۔ ہاں سہولت اختیار کے لئے ضرورت ہے۔ مجاہدہ کی جس کی حقیقت ہے مخالفت یعنی مقاومت النفس اس کو ہمیشہ عمل میں لانے سے بتدریج سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ میں نے تمام فن لکھدیا۔

نوٹ:۔ آگے شیخ کے دو کام رہ جاتے ہیں۔ ایک بعض امراض نفسانیہ کی تشخیص۔ دوسرے بعض طرق مجاہدہ کی تجویز۔ جو کہ ان امراض کا علاج ہے۔

رسالۂ القطم فی السّتم در ماہیت اصلاح

(جو ایک صاحب کو بطور خط لکھا گیا تھا) غیر اختیاری کے درپے نہ ہونا اختیاری میں ہمت کرنا اس میں جو کوتاہی ہو جاوے اُس پر استغفار اور اُس کا تدارک اور توفیق کی دعا کرنا یہی اصلاح ہے فقط۔ تربیت از النور ماہ رجب ۵۸ھ ص۵۹

اصلاح اعمال کا بیعت و ذکر و شغل سے مقدم ہونا

حال۔ خادم کو بیعت سے مشرف فرما کر معرفت الٰہی کی تلقین فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ بیعت و ذکر و شغل سے مقدم اصلاح اعمال ہے جس کا طریقہ معلوم کرنے کے لئے کم از کم میرے چالیس پچاس مواعظ اور رسالہ اصلاح الرسوم و آداب المعاشرت و تہذیب السالکین کا مطالعہ ضروری ہے اور بدون اس کے ذکر و شغل سب بیکار ہے۔ تو اول اس سے فراغت کر لیجئے۔ کام ترتیب سے اچھا ہوتا ہے ورنہ جس مکان کی بنیاد خام ہوگی۔ مکان جلد منہدم ہو جاویگا۔ اس پر نہ طالبوں کو نظر ہے نہ مشائخ کو اس لئے نفع نہیں ہوتا۔ النور ص۲

ضرورت اطلاع حالات و اتباع شیخ

حال بندہ نے حسب ارشاد جناب مولوی عبد المجید صاحب قرآن مجید شروع کر دیا ہے۔

تحقیق۔ اللّٰہم بارک

حال۔ اور خادم کے اکثر حالات کی تحقیق مواعظ اور تربیۃ السالک میں ملتے ہیں۔ ان حالات کی بھی حضرت کو اطلاع دینا ضروری ہے یا نہ۔

تحقیق۔ یہ مناسب ہے کہ اپنے اس حال کو معہ تحقیق مواعظ و تربیت کے نقل کر کے اطلاع دیں تاکہ اگر کسی خصوصیت کے اقتضاء سے اس میں کچھ کمی بیشی قابل تنبیہ ہو تو متنبہ کر دیا کروں۔ النور ص۴

حال حضرت کوئی تدبیر ایسی بھی نکل آئے تو کیا اچھا ہو کہ میرا بھی کام بنجائے ؎

گدائے کوئے شمائیم حاجتے داریم روا مدار کہ محروم زآستاں بردیم
ہیچکس مست تو در کوئے تواش کارے نیست ہرکس اینجا بامید ہوسے می آید

تحقیق۔ کام کرتے رہیں اور خبر دیتے رہیں یہی راستہ ہے پہونچنے کا۔ اسی سے سب پہنچے

ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پہونچا دیگا۔ النور صفحہ ۲۳۔

تمہید۔ ایک صاحب متوطن علاقہ دکن مدت سے تعلق بیعت کا رکھتے ہیں اور خطوط بھی بھیجتے رہتے ہیں۔ لیکن کام کی باتیں کبھی دریافت نہ کرتے تھے۔ حضرت ہمیشہ تنبیہ فرما دیتے تھے۔ لیکن وہ پھر بھی دور از کار باتیں خط میں بھر دیتے تھے۔ بالآخر ان کے ایک خط کا جواب حضرت نے حسب ذیل تحریر فرمایا۔

تمام خط فضول مضامین سے پُر تھا۔ اخیر میں ذرا کام کی بات شروع کی تھی جس میں معمولات کے متعلق مضمون تھا۔ میں خوش ہوا تھا مگر خاتمہ اس کا ایسا خوبصورت تھا کہ واہ واہ ابھی تک بارہ تسبیح اور ایک پارہ تلاوت اور مناجات مقبول ہی پر اکتفا ہے۔ اب اضافہ پوچھا جاتا ہے۔ باوجود تنہائی بہت ملنے کے اب اضافہ کا ہوش آیا ہے۔ اب بھی سمجھ میں آیا کہ مجھسے آپ کو مناسبت نہیں۔ دوسرا شیخ تجویز کیجئے۔ اس کے بعد جوان کا خط آیا وہ مع جواب نقل کیا جاتا ہے۔

حال۔ آج فجر بجواب عریضہ احقر حضور کا والانامہ وصول ہوا۔ حضور نے اخیر خط میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ مجھسے آپ کو مناسبت نہیں۔ دوسرا شیخ تجویز کیجئے۔ اس جملہ کے پڑھنے سے اب تک بعید پریشانی اور فکر سے ایک عجیب وحشیانہ سی حالت ہے۔ نہ کھانا ہی کھایا جاتا ہے اور نہ کسی کام میں جی لگتا ہے۔ ابھی بعد نماز ظہر اپنے مالک حقیقی خداوند کریم کی درگاہ پاک میں بہ کمال خشوع وخضوع دعا کی اُس کی درگاہ عالی سے اُمید قوی ہے کہ اس بیکس بیقرار کی دعا ر قبول فرمادیگا یا حضرت اقدس جملہ مذکورہ سے میری جو حالت ہوئی اس کو میں بخوف طوالت عرض نہیں کر سکتا للہ معاف فرمائیے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے اپنی تحقیق و جستجو میں آپ سے زیادہ اس طریق میں کامل و تجربہ کار اور اپنے مریدوں پر شفقت کرنے والا اس کٹھن اور مشکل راستہ میں پوری طرح کام آنے والا کوئی نظر نہیں آیا۔ اور نہ مجھے آپ سا مرشد قیامت تک مل سکتا ہے خدا کے لئے اپنے دروازہ سے اس ناچیز کو دور نہ کردو۔ بھلا جب آپ کے سوا مجھے کوئی رہبر مل ہی نہیں سکتا۔ بلا مبالغہ سو بار قسم کھا کر کہتا ہوں اگر طوالت اور طوالت سے حضور کی ناراضگی کا خوف نہ ہوتا تو میں کئی صفحوں میں اس معروضہ کے متعلق لکھتا۔ گو اس مضمون کا بھی کچھ حصہ شاید حضور کو پسند نہ ہوگا۔ مگر میں اپنی اتنی بھی حالت عرض کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اب میں قسم کھا کر مسجد میں بیٹھکر لکھتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ میں آج سے پوری کوشش و توجہ اور محنت سے بفضل خداوند کریم اس

راہ کو طے کروں گا۔ اگر مجھ سے کاہلی یا غفلت حضور کو معلوم ہو تو حضور مجھے دور قدیم کے خدام میں تصور فرماکر ضرور جو مناسب ہو سزا دیں۔ اگر بغیر حضور کے پاس رہنے کے میری حالت اچھی نہیں ہو سکتی ہو تو حضور مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دیں مجھے بجز افلاح آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی فلاح و بہتری کی پرواہ نہیں جب میں نے اس کے قبل عریضہ لکھا تھا۔ اور اپنے معمولات میں اضافہ کی درخواست کی تھی اس روز سے ہی۔ بچے ہوئے وقت میں میں نے جو وقت کاموں سے بچا ہوا رہتا تھا۔ فجر او بعد مغرب بجائے ایک پارہ تلاوت کے تین پارہ اور ایک گھنٹہ اسم ذات پڑھا کرتا ہوں۔ یہ اس لئے کہ بغیر یاد الہی وقت خالی نہ جائے۔ اب حضور سے دست بستہ بصد ادب بہ کمال عجز گزارش ہے کہ میرے معمولات میں جو آپ مناسب سمجھیں اضافہ ضرور فرماکر ممنون فرما دیں۔ پہلے معمولات میرے حسب ذیل ہیں۔ بعد تہجد بارہ تسبیح۔ بعد نماز فجر ایک پارہ تلاوت۔ بعد ظہر ایک آدھ گھنٹہ حضور کے مواعظ سے کوئی وعظ۔ بعد عصر بھی وعظ یا ملفوظات جو حسن العزیز الامداد وغیرہ میں آتے ہیں۔ بعد مغرب اور اوابین کے بچوں کو قرآن مجید کا سبق عشا تک۔ اب یہ وقت ذکر اسم ذات کے لئے مقرر کیا ہے۔ آئندہ جو ارشاد ہو گا عمل کرونگا۔ بعد عشا مناجات مقبول بعد آرام باقی جو وقت نہیں لکھا وہ وقت سرکاری مدرسہ میں بچوں کو قرآن مجید او دینیات اور اردو کا سبق دینے کا ہے۔ یا حضرت معمولات سابقہ میں اب تک کافی اضافہ نہ کرنے کی چند وجوہات تھے۔ ورنہ احقر ضرور بہت کچھ اضافہ کرتا۔ اکثر ضعف دماغ اور متفرق بیماریاں اور تندرستی کے زمانہ میں بوجہ قحط کے مدرسہ کے اوقات کے سوا بعد مغرب قرآن مجید کی خانگی تعلیم اجرت سے تھی۔ خیر خدا کے لئے اس مرتبہ کی خطا کاہلی یا غفلت معاف فرمائیے۔ اور آئندہ بجز ضروری کام کی باتوں کے کبھی فضول بات ہرگز ہرگز نہ لکھونگا۔

تحقیق۔ مجھکو کوئی عداوت تو ہے نہیں اگر طریق پر چلتے رہو تو میں خدمت کے لئے حاضر ہوں معمولات بھی لکھو اور حالات بھی لکھو۔ اور کوئی مضمون مت لکھو اور ہر ہفتہ خط بھیجو۔ جو ایک صفحہ سے زیادہ نہ ہو۔ (النور بابتہ ذیقعد ۱۳۵۹ھ)

حال۔ میں ایک زمانہ میں امروہہ میں بعض اہل تصرف کی توجہ کے حلقہ میں بیٹھا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور حضرت کے پاس دو تین روز رہ گیا۔ بس حالت درست ہو گئی۔ پہلے تو یہ حالت تھی مگر اب یہ آفت ہے۔ کہ اس سے بھی اثر نہیں ہوتا۔ جہاں تک سوچا بطریق منع الخلو دو امر خیال میں آئے ہیں کہ یا تو میرا قلب اب نہایت قاسی ہو گیا۔ یا شاید حضرت کی عنایت میرے حال پر

پہلی سی نہ رہی۔

تحقیق۔ یہ دونوں باتیں نہیں۔ مؤثر میں جب حدت نہیں رہتی اس کا اثر محسوس نہیں ہوتا۔ گو اثر کا وجود ہو۔

حال۔ ان میں سے جو بھی ہو میرے لئے بڑی دشواری کا سامنا ہے۔ کس طرح کام چلے ؎

تو بتقصیر خود افتادی ازیں در محروم   از کہ می نالی و فریاد چرا می داری

مگر ؎

نفس و شیطان چو پسندید و بچاہم انداخت   دستگیر ار نشود دست تہمتن چہ کنم

تحقیق۔ تقصیر کا تدارک کیجئے یا تہمتن کی دستگیری کیجئے۔ سب کا حاصل یہ ہے کہ طالب کی جانب سے حالات کی اطلاع ہو اور مطلوب جو اس پر مشورہ دے اس کا اتباع ہو۔ اس پر ضرور خدا تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے۔

حال۔ دوسری یہ پریشانی ہے کہ میرے اندر ایک وحشت کا بھی مرض ہے۔ ایک کام دیر تک کرنے سے گھبرا جاتا ہوں۔ پڑھانے میں ایک تو مختلف اسباق ہونے کی وجہ سے تجدد رہتا تھا دوسرے برسوں سے اس کی عادت پڑ گئی تھی اس وجہ سے دل نہیں ملول ہوتا تھا مگر ذکر میں تھوڑی دیر کے بعد دل گھبرانے لگتا ہے۔ پھر ہمت کمزور۔

تحقیق۔ اگر قوت کمزور نہیں تو ہمت تو ارادہ کا نام ہے جس کا فوری کرنا فعل اختیاری ہے اور گو گھبرانا اختیاری نہیں اس لئے اس کا رفع بھی اختیاری نہیں۔ مگر اس کے مقتضا پر عمل نہ کرنا اور کام پورا کر لینا تو اختیاری ہے بس اسی پر فضل ہو جاتا ہے۔ تربیۃ السالک کا مطالعہ اس اصل کی شرح کر دیگا۔

حال۔ ان امور کا خیال کرکے یاس کی کیفیت ہو جاتی ہے۔

تحقیق۔ نا امیدی را خدا گردن زدہ است۔ یہ یاس حقیقت طریق کے نہ جاننے سے ہے۔ ولقد دللتکم علیہ۔

حال۔ حضرت للہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھ پر کام آسان ہو جائے۔ یا مقصود تک رسائی ہو جائے۔ یا اس کی طلب میں خاتمہ ہو جائے۔

تحقیق۔ یہ یا کیا۔ یہ سب مطلوب ہیں۔ سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ مگر تدبیر بھی شرط عادی ہے۔ وہو الذی قد اخبرت عنہ قریبا۔

حال۔ حضرت کی توجہ سے انشاء اللہ سب مشکلیں آسان ہو جائیں گی ؎

ہمتم بدرقۂ راہ کن اے طائر قدس　　کہ دراز ست رہ مقصد ومن نو سفرم

تحقیق بدرقہ کرنے کے بھی معنے وہی ہیں جو تدارک تقصیر یا دستگیری کے گذر چکے۔

حال ہمین ہمت حافظ امید ست کہ باز　　اری اسامر لیلای لیلۃ القمر

دعائے گوشہ نشینان بلا بگرداند　　چرا بگوشہ چشمے بما نمی نگری

تحقیق۔ میں یہ کہتا ہوں کہ چرا بدین ماسوے تو نمی نگری۔ شاید آپ بھول گئے آپکی بے توجہی کے وقت میں بارہا میں نے اپنے دل کی خواہش سے تقاضا کیا کہ کچھ کرنا چاہیئے تو کہا یہ احتمال ہے کہ بے توجہی کے زمانہ میں تو توجہ کی اور اب توجہ کے زمانہ میں بے توجہی کرونگا۔

حال میری بے ڈھنگی حالت ہے اس کی وجہ سے شاید ہفتہ کے اندر ہی مکرر اطلاع دینے کی ضرورت پڑے۔ اگر حضرت کچھ دنوں کے لئے اس کی اجازت مرحمت فرمائیں تو بہت ہی عنایت ہو

تحقیق۔ ضرورت میں سب کو اور آپ کو ہمیشہ کے لئے اسکی اجازت ہے۔ النور ذیقعدہ ۳۹ھ ص ۳۳

حال۔ آپ کو چونکہ اپنے حالات کی اطلاع دینا ضروری امر ہے اس لئے ہر طرح سے اطلاع دینا ضروری ہے ورنہ آجکل دل یہ چاہتا ہے کہ بس خاموشی اور فراموشی اختیار کروں لیکن پھر اطلاع دینا ضروری ہے اگر اطلاع نہ دیجاوے تو آگے کو ہر قسم کی ترقی کا سلسلہ رک جاتا ہے بلکہ پچھلے حاصل شدہ کی بھی خبر نہیں معلوم ہوتی۔

تحقیق۔ ہاں اکثر یہی ہے۔ لیکن اب اتنا کافی ہے کہ جو حالت سمجھ میں نہ آئی صرف اس کی تحقیق کر لی۔ النور جمادی الاول ۱۳۴۲ھ ص ۱۸

حال۔ اور کبھی کبھی خواب سے دل میں فرحت بھی ہوتی ہے کہ یہ اچھا ہوگا۔

تحقیق۔ یہ خیال صحیح ہے۔ حدیث شریف میں اچھے خواب کو بشارت فرمایا ہے۔

حال۔ بہرحال حضور کو عرض حال کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور اکثر گناہ سے طبیعت رکتی رہتی ہے۔

تحقیق یہ علامت ہے قلب کے رو بصحت ہونے کی اس عادت کو ترک نہ کریں۔ رجب ۴۲ھ النور محرم ۱۳۴۳ھ ص ۲۲۷

حال۔ حضور نے سفر سے اجتناب کے لئے فرمایا تھا۔ لیکن بصورت مجبوری ایک سہ چہار روزہ سفر کرنا پڑا۔ شرکت نکاح ہے۔ صاحب نکاح مجھ سے ناراض تھے۔ میرے نہ جانے سے تمام ناراضگی مجھ پر آتی ہے۔ اور میں ناراض تھا۔ ادھر انتظام میں بھی کچھ خدمت بندہ سے متعلق ہے۔ جناب

بھی دعار کے ساتھ اجازت عنایت فرمائیں۔ اس کی برکت سے اور ہمت بھی کرونگا۔ انشاء اللہ کام میں حرج نہ آئیگا

تحقیق ۔ اجازت وممانعت کرنے والا میں کون ہوں۔ مگر رائے میری اب بھی نہیں بدلی۔ ان کا شبہ ایک کارڈ سے رفع ہوسکتا ہے۔ یعنے طریق رفع کا یہ ہے۔ اگر یہ طریق ان کے لئے کافی نہ ہو تو آپ پر کیا ملامت ہے۔ البتہ اگر ان سے اندیشہ ضرر ہو تو اور بات ہے۔ رہا خدمت انتظامی سو خود وہ انتظام ہی فضول ہے۔ آیندہ آپ کو اختیار ہے۔ طبیب صرف مریض کی خواہش سے نسخہ نہیں بدلتا۔ (النور رجب ۴۶ھ)

حال ۔ بعض مرتبہ ذکر کرتے وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ اپنے پاس والوں کی آواز بھی نہیں سُنائی دیتی ہے۔ یہ کیا بات ہے۔

تحقیق ۔ ایسا استفہام خلاف ادب ہے۔ طالب کے دو کام ہیں۔ ایک اطلاع حالات دوسرا تحقیق اعمال کہ کیا عمل کروں۔ النور رجب ۱۳۴۶ھ

حال ۔ عظامی نامہ بجواب عریضہ فدویہ بدیں ارشاد صادر ہوا کہ معمولات کے ساتھ حالات بھی لکھا کرو۔ ابتدا میں کچھ خواب کا حال لکھا گیا تھا۔ اب اس کا جواب یہ ملا کہ ہم کو تعبیر خواب سے مناسبت نہیں ہے۔ اس سبب سے کچھ حالات تحریر کرنیکی جرٔت نہیں ہوئی۔

تحقیق ۔ کیا حالات خواب ہی میں منحصر ہیں۔ بیداری کے کچھ حالات نہیں ہیں۔ کیا بیہودہ عذر ہے۔ النور شوال ۱۳۴۶ھ

سوال ۔ ایک صاحب نے وساوس سے اپنی پریشانی لکھی۔ اور وہ وساوس بھی اس شان کے تھے کہ جیسا لاادریہ کی حالت ہے۔ کہ شاکؒ وشاک فی انہ شاک۔ ان کو حسب ذیل جواب دیا گیا۔

جواب مجھکو اس باب میں بحمد اللہ اتنا کافی تجربہ ہے۔ کہ شاید کسی کو ہو اس تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ یہ سب وسوسے ہیں اور اس کے وسوسے ہونے نہ ہونے میں جو شک پیدا ہوتا ہے۔ وہ بھی وسوسہ ہے۔ اگر میرے صاحب تجربہ ہونے میں شبہ پیدا ہو وہ بھی وسوسہ ہے بالکل پرواہ نہ کیجاوے۔ میری تقلید کرلی جاوے۔ اس میں طریق نجات تقلید ہی ہے تحقیق مضر ہے۔ یعنی تکلیف دہ ہے۔ مگر گناہ اس میں بھی نہیں۔ اس پر سائل نے حسب ذیل اطلاع دی۔

حال۔ احقر کو بیحد تسکین ہوئی۔ اللہ تعالےٰ حضور والا کو اس کی دونوں جہان میں جزائے خیر عطا فرماوے۔ آمین۔ نیز گویا حضور والا نے دوبارہ مجھکو دولت ایمان سے مشرف فرمایا۔ ورنہ اس سے مجھکو اپنے ایمان میں بھی شک ہو چلا تھا۔

تحقیق۔ مبارک ہو۔ النور جمادی ثانیہ ۱۳۴۷ھ

سوال تربیۃ السالک کے مطالعہ سے اکثر اوقات یہ خیال پیدا ہوجاتا ہے کہ یہ باتیں تو ہم میں بھی اکثر پائی جاتی ہیں۔ تو وہ معاملات حضور کو پھر لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ ہر شخص انھیں امور پر اپنے حالات کو بھی قیاس کر لیا کرے۔

جواب۔ مگر جس کو فن کا فہم کافی ہو صرف اس کو اسکی اجازت ہے۔

شیخ وطالب میں اتحاد مذاق کا شرط ہونا انتفاع کے لئے

حال۔ حضرت اقدس السلام علیکم۔ وعلی من لدیکم۔ یہ تو غالبًا حضور والا کو معلوم ہی ہوگا کہ یہ نیاز مند سلسلہ ...... میں منسلک ہے اور ایک ایسے شیخ طریقت کے دست مبارک پر بیعت ہوا۔ جس کی وفات ظاہری کے بعد ان جیسا جامع کمالات صوری و معنوی آج تک نظر سے نہیں گذرا۔ جن کے خلق عظیم خلق محمدیہ کا اعتراف نہ صرف حلقہ بگوشان سلسلہ کو ہے بلکہ اغیار بھی معترف ہیں۔ مگر آہ اپنی بد قسمتی کہ اس مظہر جلال وجمال روحانی سے بوجہ اپنی تغافل شعاری کے استفادہ نہ کرسکا۔ حضرت مولنا ...... قدس سرہٗ کا نقش محبت ہنوز دل پر مستحکم ہے۔ اور یقین ہے کہ تا حیات قایم رہیگا۔ بڑے بڑے مشاہیر مشائخ نظروں سے گذرے مگر واللہ ثم باللہ مولنا کے عشر عشیر بھی نظروں میں نہ جمے۔ خدا جانے یہ میری محرومی کی علامت ہے یا ایک روز یہ چنگاری صدہا من تودۂ تغافل سے نکلے اور خرمن ہستی کو پھونک دے۔ آہ ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

مگر اس کے ساتھ ہی مولنا کی حیات ظاہری میں گوشۂ خاطر اس طرف بھی مائل تھا۔ جو حرم محترم میں شیخ العالم و شیخ الکل اس زمانہ میں مرجع خلائق تھے۔ اگرچہ مبداء فیاض اپنے مرشد حقیقی ہی کو سمجھ رکھا تھا۔ چنانچہ ایک کارڈ میں بندہ نے اپنے اشتیاق زیارت و دیدار فیض آثار مع استدعاء دعا لکھکر حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے بھیجا ؎

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا   کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کیلئے

اگرچہ اس کارڈ کا کچھ جواب نہیں ملا اور حضرت حاجی صاحب کا چند ہی ماہ بعد وصال ہو گیا۔ مگر بعد الوصال بندہ نے ایک خواب دیکھا جس سے بالکل کامل یقین ہو گیا کہ یہ من جانب اللہ میرے اس کارڈ کا جواب ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ شانہ کوئی ایسا وقت قریب ہی لائے کہ میں بالمشافہ و بالمواجہ حضور والا میں زبانی اس خواب کو عرض کروں اور پھر باادب التجا کروں کہ للہ اس خواب کی تعبیر پوری فرمائیے۔ جو اس وقت حضور کے قبضہ قدرت میں ہے۔ زبان قلم سے اظہار خواب کرتے ہوئے غیرت مانع ہے ؎

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم   گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

حضرت والا مولٰنا وصال فرما گئے۔ مولٰنا کے بعد جہاں تاریک نظر آتا ہے۔ اس تاریکی میں چاروں طرف نظریں دوڑاتا ہوں۔ اندھونکی طرح ٹٹولتا ہوں۔ مگر سوائے یاس کی بھیانک صورت کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ رہ رہ کر دل سے کہتا ہوں ؎

تہیدستاں قسمت را چہ سود از رہبر کامل   کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

مگر وہ خواب کسی قدر حقیقت سے اُمید کی جھلک دکھا دیتا ہے۔ اور دل کو ڈھارس بندھا دیتا ہے کہ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ مولٰنا ابتدا میں بلا وصال حضرت مرشدی روحی وابی وامی فداہ جناب والا کی طرف سے میرے دل میں کسی قدر شکوک بتقاضائے بشری واقع تھے۔ جن کا اظہار میرے لئے باعث ننگ و عار ہے۔ مگر الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مظفر نگر میں ایک نظر جمال جہاں آرا دیکھنے سے وہ ظلمت قلب مبدل بہ انوار رحمت ہو گئی۔ حضور کی زیارت نے وہ جملہ ظنون واوہام ساترہ للقلوب دل سے نکال کر پھینک دئے ؎

اے خدا قربان احسانت شوم   ایں چہ احسانست قربانت شوم

اس وقت سے دل کی آگ روز افزوں ترقی پر ہے۔ اور وہ چنگاری جو حضرت مرشدی قدس سرہٗ نے دل میں پیدا کردی تھی۔ اور جس پر مرور ایام اور تغافل شعاریوں نے راکھ کے تودے جمادئے تھے۔ اب پھر کانون قلب میں سے حضور والا کی قوت کہربائی کی زبردست کشش سے نکلنے والی ہے۔ للہ اب استغنا و بے نیازی کو کام میں نہ لائیے۔ اور اس گم کردہ رہ کی دستگیری فرمائیے۔ اور جس دولت لازوال کی خواہش نے ایک کامل وقت کی دست مبارک میں میرا ہاتھ دیا تھا اور بدقسمتی سے اس دولت سے محروم رہا للہ

وہ دولت عطا فرمائیے۔ کیونکہ آں حضرت اقدس کے شیخ طریقت قدس سرہٗ کی روحانی وصیت بھی بذریعہ خواب کے اس عاجز کے بارے میں ہے (آمدم برسر مطلب) اس وقت میری حالت بعینہٖ اس شعر کے مصداق ہے ؎

دوگونہ رنج عذاب ست جان مجنوں را　　بلائے صحبت لیلےٰ و فرقت لیلےٰ

مدرسہ اسلامیہ میں ملازمت اور حضور اقدس کا اشتیاق زیارت (اس کے بعد ملازمت موجودہ کی تشویشات لکھکر مثلاً تنخواہ کا وقت پہ نہ ملنا یا کبھی کبھی چندہ وصول کرنے کے لئے دورہ کرنا مشورہ طلب کیا تھا کہ مسجد کی امامت بہتر ہے یا مدرسہ کی معلمی اور آخر میں اپنے طویل عریضہ کی معذرت چاہی تھی۔)

تحقیق۔ آپ کا خط جس کو بلا تکلف صحیفۃ الصدق کہنا زیبا ہے موجب انشراح قلب ہوا اسلئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ بمقتضائے ہل جواب الصدق الا الصدق خط پڑھکر جو قلب پر وارد ہوا ہے بے تکلف راست راست ظاہر کردوں اور وہ چند امور ہیں (۱) اس طریق میں ہر صاحب طریق کا مذاق جدا ہوتا ہے (۲) شرط انتفاع تناسب مذاقین ہے (۳) تعجیل فی اتخاذ الشیخ ممنوعات طریق سے ہے (۴) بدون صحبت طویلہ کسی کے مذاق کا ادراک صحیح نہیں ہوتا۔ (۵) میرا مذاق مولٰنا مرحوم کے مذاق سے بہت امور میں جدا ہے۔ یہ تو مقدمات تھے۔ اب مقصود عرض کرتا ہوں۔ مجھکو کسی مسلمان کی خدمت سے بھی انکار نہیں۔ لیکن آپ کی مصلحت یہ ہے۔ کہ اس تجویز میں جلدی نہ کیجئے۔ لتلک الامر الثالث۔ کیونکہ ممکن ہے کہ میرا مذاق آپ سے جدا ہو۔ لتلک الامر الاول۔ اور اس صورت میں نفع نہ ہو۔ لتلک الامر الثانی بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ بار بار ملاقات کیجاوے۔ اور جانچ کیجاوے۔ یا مکاتبت طویل کیجاوے۔ کہ ملاقات حکمی ہے۔ لتلک الامر الرابع۔ پس اگر مولٰنا مرحوم کے مذاق سے منصبغ ہوچکے ہوں گے۔ تو میرے مذاق سے دلچسپی نہ ہوگی۔ لتلک الامر الخامس۔ گو سوء ظن بھی نہ ہو۔ حملاً علی الاختلاف الاجتہادی او الفطری۔ اور اگر پورا انصباغ نہ ہوا ہوگا۔ یا اس انصباغ میں تبدل ہوگیا ہو اور اختلاف احوال سے ایسا بھی ہوسکتا ہے تو ممکن ہے کہ مناسبت ہوجاوے اس کے بعد جو رائے قائم کی جاویگی وہ معتد بہ ہوگی۔ ورنہ ممکن ہے کہ اپنی تجویز سے رجوع کرنا پڑے۔ اور اس رجوع کا اظہار موجب بدمزگی ہے اور اس کا اخفا موجب تنگی و تلبیس و کلاہما مضر اور تبرعاً اپنے مذاق کے بعض جزئیات مناسبہ مقام عرض بھی

کرتا ہوں۔ منجملہ اس کے عدم التفات الی الرؤیا ہے۔ منجملہ اس کے عدم ارتضا بالتصرفات ہے۔ منجملہ اس کے انقباض عن المتانتہ ہے۔ منجملہ اس کے اباعن التقلید بالرسوم ہے۔ گو وہ رسوم مباحہ ہی ہوں۔ منجملہ اس کے عدم التصدی للمعرض ہے۔ منجملہ اس کے یہ ہے کہ مجھکو احوال کا اہتمام نہیں۔ صرف اعمال کا ہے۔ منجملہ اس کے یہ ہے کہ میرے نزدیک مجاہدہ ترک معاصی و تقلیل مباحات ہے نہ کہ ترک مباحات وامثال ذلک کثیر اخیر کے مضمون کے متعلق عرض ہے۔ کہ میں تعلیم کے کام کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ بشرطیکہ تنخواہ میں تشویش نہ ہو۔ اور تحصیل چندہ کو سب سے زیادہ ناپسند کرتا ہوں۔ اور اگر قید مذکور کے ساتھ تعلیم کا کام نہ ملے۔ تو آخر درجہ امامت وغیرہ جزئی مشورہ دینا معمول کے خلاف ہے۔ ان کلیات پر منطبق کر لیجئے۔ اور تطویل ضروری مخل نہیں ہوتی۔ النور ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

مجاز کا خدمت دین سے پہلوتہی کرنا

سوال۔ اگر اپنے اندر قوت خدمت دین کی پاوے اور بوجہ اس کے کہ وہ اپنے تئیں نا اہل جانتا ہے اور خیال فتنہ میں مبتلا ہونے کا ہے تو ایسے حال میں اسکی پہلوتہی سے عند اللہ ماخوذ تو نہیں ہوگا۔

جواب۔ نہیں جبکہ دوسرے اہل کام کرنے والے ہوں۔

سوال۔ اور یہ اس لئے عرض کیا ہے کہ خادم مدرسہ قائم شدہ جو اپنے وطن میں زیر اہتمام اس کے رہا ہے اس سے بھی جدا ہونا چاہتا ہے۔ صرف دو ماہ کے واسطے دوسرے حضرات نے اس کا بار لیا ہے۔

جواب۔ جب تک اس مدرسہ کا پورا حال معلوم نہ ہو کوئی مشورہ نہیں دے سکتا (النور صفر ۱۳۴۰ھ)

کسی کا بدون اجازت شیخ تعلیم کرنے میں مجاز ہونا

سوال۔ حضرت کا ایک ملفوظ اس طرح یاد ہے کہ اگر کسی وجہ سے شیخ اجازت نہ دے اور مرید اپنے اندر اہلیت پاوے تو تعلیم کا مجاز ہے۔ یہ شیخ کی حیات میں یا بعد۔

جواب۔ حیات میں جب اس سے اطلاع کر کے اذن لے سکتے ہیں تو بدون اس کی اجازت کے ضرورت کیا پڑی۔

سوال۔ اور اس کی اہلیت ~~کی~~ کا معیار کیا ہے۔

جواب ۔ ذوقی امور بیان میں نہیں آتے ۔ جب ایسا ہوتا ہے اور قلب بھی سلیم ہو خود ایسا قلب شہادت دینے لگتا ہے اور قلب سلیم ہوتا ہے شیخ کامل کے اثر میں رہ کر تربیت پانے سے ۔

سوال ۔ اور یہ جان کر بھی اس کام کو انجام نہ دے تو ماخوذ عند اللہ تو نہ ہوگا ۔

جواب ۔ نہیں جبکہ دوسرا اہل ہو ۔ النور صفر سنہ ۱۳۴۳ھ

حصول اجازت کے لئے شرائط

ایک اجازت یافتہ کا پہلا خط ۔

حال ۔ مولوی ...... صاحب بنگالی جو حضرت کی اجازت سے اس احقر کی طرف رجوع ہوئے ہیں میں ان کی حالت بہت اچھی اور رفیع پاتا ہوں ۔ بلکہ اس قابل سمجھتا ہوں کہ ان کو اجازت تلقین عطا فرمائی جاوے ۔ مجھے ان میں آثار نسبت معلوم ہوتے ہیں ۔ لہٰذا مناسب ہے کہ اب حضرت والا ان کو اپنی تربیت میں لے لیں ۔ اور اگر حضرت کے نزدیک بھی وہ قابل اجازت ہوں تو اجازت عطا فرمائی جاوے ۔

تحقیق ۔ وہ اس وقت جا رہے ہیں اتنا وقت نہیں کہ ان کا امتحان اس باب میں کر سکوں لیکن اگر آنعزیز کے نزدیک وہ اس کے اہل ہیں تو اپنی طرف سے ان کو اجازت دیدیں ۔ کیونکہ میں نے اپنے مجازین کو اسکی بھی اجازت دی ہے کہ وہ جس کو اہل سمجھیں اجازت دے دیں ۔ اور وہ اجازت انھیں کی طرف سے ہوگی ۔

صاحب موصوف کا دوسرا خط

حال ۔ مولوی ...... صاحب کی بابت حضرت والا کے امتحان کے بغیر مجھے اجازت دینے کی جرأت نہیں ہوتی ۔ حضرت کے ہوتے ہوئے خود اجازت دینے کی ہمت نہیں ہوتی ۔ البتہ انکی تسلی کے لئے اتنا ان سے کہدیا ہے کہ میرے نزدیک الحمد للہ آپکو نسبت تمکین عطا ہوگئی ہے کیونکہ طالب کو تربیت کنندہ کی اطلاع کے بغیر قرار نہیں ہوتا ۔ وہ اپنے کو محروم ہی سمجھتا ہے ۔ اب آیندہ وہ حضرت والا کی خدمت میں اپنے احوال کی اطلاع کرتے رہینگے ۔ حضرت جیسا مناسب خیال فرمائیں گے وہی ان شاء اللہ بہتر ہوگا ۔

تحقیق ۔ بہت اچھا ۔ حصول اجازت کے لئے جیسے حصول نسبت شرط ہے ایک یہ بھی شرط ہے کہ وہ شخص طرق تربیت و اصلاح سے واقف ہو جاوے ۔ تاکہ طالبین کی خدمت کر سکے ۔

النور صفر سنہ ۴۳ھ

صحبت شیخ کی ضرورت

حال۔ ایک اس کے لیئے دعا کر دیں کہ حق تعالیٰ کوئی ایسی صورت نکال دیں کہ میں کم از کم دو مہینے یا تین مہینہ کو بالکل فارغ ہو کر یہاں پڑ رہوں۔ کئی مرتبہ جی میں خیال ہوا ہے کہ آدھا دن کام کیا کروں اور آدھا دن حضرت کے پاس بیٹھا کروں مگر ضرورتوں سے مجبور ہوں۔ دو بچے ایک بی بی ایک میں چار آدمی بہت ہی کم خرچ چاہتا ہوں۔ مگر ہر چیز گراں ہے۔ کام ہی نہیں چلتا۔ اور ظاہر میں تو بالکل ناامیدی ہو گئی ہے۔ کہ کس طرح فارغ ہو سکتا ہوں۔ مگر جب اللہ چاہیں گے کوئی نہ کوئی صورت نکال دینگے۔ ان کے نزدیک کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ اس دعا کی بہت ضرورت ہے۔ سب سے زیادہ۔

تحقیق۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ بی بی کو دو مہینہ اس کے باپ کے گھر ان سب کی خوشی سے چھوڑ دیا جاوے۔ اس طرح آسانی سے موقع مل سکتا ہے۔ النور ربیع الاول سنہ ۴۲ھ

حال۔ احقر مدت دراز سے مرشد کامل کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ اس اثناء میں تین مرتبہ تفصیل ذیل کے ساتھ حضور کو خواب میں دیکھا اول مرتبہ یہ دیکھا کہ ایک شخص خواب میں مجھ سے یہ کہہ رہا ہے کہ تم حضرت مولٰنا اشرف علی صاحب مدظلہ العالی کی تصوف کی کتابیں دیکھو۔ دوسری مرتبہ یہ دیکھا کہ میں حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا میں جس جگہ ٹھیرا ہوا تھا حضور کسی کام کے لئے ادھر تشریف لا رہے تھے۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ سارا حجرہ منور اور روشن ہو گیا۔ تیسری مرتبہ یہ دیکھا کہ حضرت والا مجھکو روٹی عنایت فرما رہے تھے جیسے میں نے یہ خواب دیکھا میرے دل میں نہایت درجہ کی بیقراری ہو گئی اور مجھکو اتنی توفیق بھی نہیں کہ میں حضرت کے دربار میں دو چار ماہ قیام کر سکوں اس لئے چاہتا ہوں کہ دس پندرہ روز کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اخلاق ذمیمہ کی اصلاح کراؤں۔ صرف جناب کی اجازت کا منتظر ہوں۔

تحقیق بغرض اصلاح اخلاق آنے کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ تحصیل علم میں حرج واقع نہ ہو۔

النور ربیع الآخر سنہ ۴۲ھ النور جمادی اولی سنہ ۴۲ھ

حال۔ وساوس کا افسوس پھر غلبہ ہوتا جاتا ہے۔ جی چاہتا تھا۔ کہ اس پریشانی کے وقت حضور کی خدمت میں رہنا میرے لئے یہ امر شاید زود اثر ہوتا۔ مگر خیال ناداری مانع ہے۔ شاید حضور کو یاد ہو کہ احقر نے ایک عریضہ میں لکھا تھا کہ نانا صاحب نے مجھکو چار روپیہ ماہوار علاوہ کھانا کپڑے کے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ میں نے بھی یہی خیال کیا تھا کہ اگر وہ اپنے وعدہ پر قائم رہے تو شاید

حضور کی خدمت میں رہنا خادم کو میسر ہو جائے۔ مگر افسوس دو ماہ ہو گئے اور انھوں نے ایفائے وعدہ نہیں کیا اب حضور سے یہ عرض ہے کہ کوئی تدبیر نافع حضور تجویز فرما کر احقر کو مطلع فرمائیے تاکہ احقر عمل پیرا ہو۔ اور دعا بھی فرمائیے کہ اللہ تعالے ہمت و استقلال و استقامت عطا فرمائیں اور دین و دنیا کی پریشانیوں سے نجات عطا فرمائیں۔ اب نانا صاحب کے وعدہ وعید کو تو دیکھ لیا۔ اب ارادہ ہے کہ ان کو لکھوں کہ یا تو آپ چار روپیہ ماہوار عطا فرمائیے اور یا جو کچھ میرا ہوا اس کا حساب کر دیجئے جہاں اور جو میرا جی چاہے کروں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضور کا اس معاملہ میں کیا حکم ہے جو کچھ ارشاد عالی ہو عمل کروں۔

تحقیق۔ مشورہ تو سمجھ میں نہیں آتا دعا کرتا ہوں اور اگر رہنے کو دل چاہے کچھ تکلف نہیں انشاء اللہ تعالے چار روپیہ ماہوار میں پیش کر دیا کرونگا۔

النور ذی الحجہ سنہ ۴۴ھ۔

حال۔ خداوند عالم کبھی وہ دن دکھا دیں کہ جی بھر کے خدمت میں رہوں۔

تحقیق۔ ہاں ہونا تو ضروری ہے ابھی ہانڈی کے نیچے صرف آگ جلی ہے پکنا باقی ہے۔

النور ربیع الاول سنہ ۴۵ھ۔

طالب کو رائے دینے کا حق نہیں

حال حضرت اگر میرے لئے کوئی تدبیر امالہ کی مناسب ہو تو وہ ارشاد فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ مریض کو رائے دینے کا کچھ حق نہیں۔ ورنہ وہ طبیب ہوگا۔

حال۔ میں نے حضرت کی اس ابتلاء کے متعلق جہاں تک تحریرات دیکھی ہیں یہ یاد پڑتا ہے کہ وہ سب ازالہ کی ہیں۔

تحقیق۔ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتھم تاویلہ۔

حال۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ شاید امالہ کی تدبیر میں مفاسد کا بھی احتمال ہے۔

تحقیق۔ طالب کا خیال ہی کیا۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔

حال۔ حضرت میرے لئے حضرت کی دعا اور توجہ کی نہایت ضرورت ہے۔ اگر کوئی تدبیر حسب سے حضرت مہربان ہو جائیں تو ارشاد فرمایا جاوے۔

تحقیق۔ لم افہم ما اردتم بہ

حال ؎

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں
می دہد یزداں مراد متقیں

مراد ما ہمہ موقوف یک کرشمہ تست
ز دوستاں قدیم ایں قدر دریغ مدار

تحقیق - عدم دریغ کو دریغ سمجھ لینے کا کیا علاج -

حال - اوراد وظائف ذکر وغیرہ جیسا کہ آنجناب نے ارشاد فرمائے تھے یا بذریعہ قصد السبیل حکم فرمایا تھا - بحمد اللہ جاری ہیں کوئی مراقبہ تحریر فرما دیجئے جو باعث تسکین دل بیقرار ہو - طبیعت گھبرایا کرتی ہے جس کے لئے ایک مرتبہ اور بھی عرض کر چکا ہوں - برائے خدا کوئی تدبیر فرمایئے -

تحقیق - مراقبہ کا مناسب یا نافع ہونا یا گھبراہٹ کو مرض سمجھنا اور اُس کی تدبیر مراقبہ کو تجویز کرنا اپنی رائے سے اس کا آپ کو کیا منصب حاصل ہے - کیا یہ ایسا ہی نہیں کہ مریض طبیب سے کہے کہ میرے لئے کوئی مسہل تجویز کر دو - تو ایسا شخص خود طبیب ہوا مریض کیا ہوا - پھر بڑا کام تو مرض ہی کی تشخیص ہے - باقی تشخیص کے بعد تجویز یہ تو کتابوں سے معلوم ہو سکتا ہے جب مرض ہی کی تشخیص کر لی تو کتابوں میں تدبیر ملجاوے گی طبیب اور پیر سے رجوع فضول ہے باطنی احوال کے ساتھ اور سوال نہ چاہیئے - النور رجب ۱۳۳۴ھ

شیخ کے سوائے معمولات پر دوسرے کو اطلاع نہ دینا

سوال بعض دوست آپس میں پوچھتے ہیں اکثر تم کیا کرتے ہو - آجکل ایک دوسرے سے اپنے معمولات بیان کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اپنے معمولات دوسروں کو تبلائے کہ ہم یہ کرتے ہیں یہ بات کیسی ہے - بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اپنے معمولات کسی کو نہ تبلانے چاہئیں -

جواب - نہ تبلانا چاہیئے - النور شعبان ۱۳۳۴ھ

سوال دیگر آنکہ مبتدی سالک کو اپنی کوئی حالت یا خواب بجز شیخ کے کسی معتمد یا غیر معتمد سے بیان کرنا چاہیئے یا نہیں -

جواب - ہرگز نہیں - النور ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

حال - ان ہی یار طریقت صاحب نے فرمایا تھا کہ حضرت مولٰنا مدظلہٗ سے دوازدہ تسبیح کی اجازت لیکر شروع کرو - انشاء اللہ تعالیٰ رضا و محبت الٰہی کے منازل جلد طے کروگے - بندہ ڈرتے ڈرتے طلب اجازت کی استدعا کرتا ہے اگر مناسب حال ہو - ورنہ اپنی جہالت اور قصور فہم کو اس غلط خیال کا باعث قرار دیکر استدعا عفو قصور کرتا ہے - والکاظمین الغیظ والعافین الآیہ

تحقیق - ان کو منع کر دیجئے کہ مشوروں سے معاف کیجئے - مجھکو گراں گزرا - بس اپنے معمولات لکھدیا کیجیے جو مناسب ہوگا تعلیم کیا جاویگا - النور جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ

پیر کو بواسطہ سلام پیام نہ پہونچانا اور ادب کا مدار عرف پر ہونا

سوال۔ النور کو بھی دیکھتا ہوں۔ اس میں حقوق پیر کے متعلق نمبر وار چند امور شمار کئے گئے ہیں۔ اس میں دو نمبر احقر کے خیال میں نہیں آتے ایک تو یہ کہ پیر کو بذریعہ کسی کے سلام و پیام نہ پہونچاوے۔ حدیثوں سے اس کا ثبوت ہوتا ہے

جواب۔ حدیث سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ نہ کہ وجوب اور مشائخ اس کے جواز کے منکر نہیں کہ حدیث سے معارضہ ہو اس کو خلاف ادب کہتے ہیں۔ اور ادب کا مدار عرف پر ہے۔ اس لئے اختلاف ازمنہ سے وہ مختلف ہو سکتا ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مزاح کرنا ثابت ہے اور اب بزرگوں کے ساتھ مزاح کرنا خلاف ادب سمجھا جاتا ہے۔ (النور شعبان سنہ ۱۳۴۰ھ)

پیر کی نشست گاہ کی طرف نہ تھوکنا

سوال۔ دوسرے یہ کہ پیر جس جگہ ہو اس طرف تھوک نہ پھینکے۔ اگرچہ اس وقت پیر موجود نہ ہو۔ حدیث لاتطرون کے صریح مخالف ہے۔

جواب۔ اطرا کہتے ہیں حد شرعی سے تجاوز کرنے کو۔ اگر کوئی شخص تادبًا ایسا کرے مگر اعتقاد میں کچھ خلل نہ ہو تو وہ کس حد شرعی سے نکل گیا۔

سوال۔ جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخریٰ کے پرچہ میں ہے۔

جواب۔ میں نے نہیں دیکھا بر تقدیر وجود یہ جواب ہے۔ النور شعبان سنہ ۱۳۴۰ھ

شیخ کو ہدیہ دینے کے شرائط

حال۔ خدمت سے مدعا یہ تھا کہ اگر قبول کیجاوے تو اپنی پاک اور طیب کمائی سے کچھ نہ کچھ جب جی میں آئے جتنا آئے ارسال کیا کروں۔

تحقیق۔ اس میں یہ شرطیں ہیں (۱) پابندی نہ ہو۔ (۲) اتنی مقدار نہ ہو جو طبیعت پر گراں ہو (۳) یہ غرض نہ ہو کہ میری توجہ بڑھیگی۔ (النور شعبان سنہ ۱۳۴۰ھ)

حال۔ اس وقت اپنی حالت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ الحمد للہ کہ اب ببرکت توجہ سامی اپنے امراض باطنیہ پر توجہ ہو چلی ہے۔

جواب۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔

حال۔ ایک بات قابل دریافت یہ ہے کہ بعض احباب جو کبھی کبھی کوئی چیز میرے لئے ہدیہ بھیجدیتے

ہیں میں نے اپنے نفس کو طمع سے بچانے کے لئے ان کے ہدایا نرمی کے ساتھ واپس کرنے شروع کردیئے۔ چنانچہ ایک صاحب کا میرے نام خط آیا تھا کہ جب میں سہارنپور آیا تھا تو تجھ سے مجھے بہت راحت پہونچی تھی۔ میں تیرے لئے ایک جوڑہ جوتہ بھیجوں گا۔ میں نے ان کو لکھدیا کہ میری راحت رسانی کا تذکرہ نہ ہوتا تو شاید میں یہ ہدیہ قبول کرلیتا مگر اب تو خلوص میں شبہ ہوگیا۔ آپ محض بدلہ کرنا چاہتے ہیں اس لئے اگر آئیگا تو میں واپس کردونگا۔ چنانچہ اب تک تو کچھ نہیں آیا آیندہ اگر آئیگا بھی تو مجھے واپس کرنے کا خیال ہے۔

تحقیق۔ بالکل صحیح رائے ہے او خلوص میں شبہ کیا معنی عدم خلوص یقینی ہے۔ افسوس ہے لوگ اہل دین کو کیسا حقیر سمجھتے ہیں۔

حال۔ مگر بعض احباب کو اس واپسی سے رنج ہوتا ہے۔ اور وہ تقسیم خلوص کا دعویٰ کرتے ہیں اور ظاہر میں ان کے لئے مکذب کوئی بات معلوم نہیں ہوتی۔ ایسے ہدایا کی بابت کیا کروں۔

تحقیق۔ صرف مکذب نہ ہونا قبول کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ عدم مکذب کے ساتھ اپنے قلب کی شہادت مع الطمانینتہ بھی ہونا چاہیئے۔ کہ اس میں خلوص ہے۔ ایسے وقت میں لینے کا کچھ مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ اس کی حیثیت سے زاید نہ ہو اور پابندی نہ ہو اور ایک شرط ضروری اور بھی ہے وہ یہ کہ اس ہدیہ کا سبب قریب خود مہدی الیہ کی محبت ہو۔ مہدی الیہ کے کسی بزرگ دنیوی یا دینی کا تعلق اور اثر نہ ہو۔ گو سبب بعید ہو۔ جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ گو محبت بسبب نبوت کی تھی لیکن ہدیہ کا سبب محبت تھی نہ کہ نبوت فافہم حق الفہم۔

حال۔ ایک صاحب نے جلسہ کے دن بھاگلپوری عمامہ مجھے دیا اور بہت لجاجت کی کہ واپس نہ کرو۔ ان کے اصرار کی وجہ سے رکھ لیا۔ نیز میں ایک عمامہ خریدنے کا قصد بھی کر رہا تھا مگر قیمت نہ ہونے کی وجہ سے رکتا تھا۔ جب یہ عمامہ ہدیہ میں آیا خیال ہوا کہ واپس کرنے میں عطیہ حق کی توہین نہ ہوجاوے۔ میرے اس خیال کی بابت کیا ارشاد ہے۔

تحقیق۔ اگر شرائط بالا مجتمع نہیں تو قبول کرنا موافقت سنت کی ہے والا لا۔ (النور رجب ۱۳۴۲ھ)

بیعت بعد منت سماجت کے کرنا۔

حال۔ داخل سلسلہ ہونے کو جی چاہتا ہے۔ اصرار اس وجہ سے نہیں کرتا۔ کہ شاید کمترین کے حال کے موافق نہ ہو ورنہ سوائے اس آستانہ کے غلام کا کوئی ٹھکانا نہیں چاہے حضور سلسلہ میں داخل کریں چاہے یوں ہی رکھیں۔ حالت اعتقادی کی نسبت غلام اسی قدر عرض کرنا کافی سمجھتا ہے۔ کہ دوسری جماعت

میں نشست و برخاست تک سے طبیعت مکدر ہوتی ہے۔

تحقیق۔ جس میں آپ کو خوشی ہو مجھکو عذر نہیں۔ (النور رمضان ۱۳۴۰ھ)

طالب و شیخ میں مناسبت کی ضرورت

سوال۔ بندہ ...... صاحب سے کچھ ذکر و شغل کے بارے میں پوچھ لیا کرتا تھا۔ چونکہ اب ان کو تکلیف دینا نہیں چاہتا میں ان کی رائے کے خلاف ہوں۔ اور وہ ہمارے مسلک کے خلاف اس لئے ان سے کچھ پوچھنے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ اس لئے عرض خدمت ہے کہ جناب ضرور بتلادیں۔ یا کسی اور شخص کے سپرد کردیں۔ جن سے پوچھ لیا کروں۔

جواب۔ مجھکو کیا عذر ہے تم سے تعلق مثل اولاد کے ہے۔ فی الحال مولوی ..... صاحب کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ پرچہ ان کو دکھلادینا۔ وہ کچھ تعلیم کردیں گے۔ اور جب ان کو پچیس بار اپنے حالات کی اطلاع کرچکو۔ اس کے بعد اگر دل چاہے گا مجھ سے پوچھ لیا کرنا۔ اور اس کی بھی اجازت ہے کہ اُن ہی سے پوچھتے رہو (انور ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ)

سوال۔ حضور اس خطا سے مطلع فرمادیں۔ اور معاف بھی فرمادیں کہ جس کی وجہ سے بندہ کو تحریر فرمایا ہے کہ آپ کو حضرت مولنٰنا ...... سے رجوع کرنے میں جلدی نفع ہوگا۔ اور اگر اس کا باعث کوئی ایسا فعل بندہ کا نہیں ہے۔ جو حضور کی طبیعت کے خلاف ہو بلکہ اور کوئی خاص امر ہے جو بندہ کے لئے حضرت مولنٰنا کی صحبت میں فہم عالی میں سریع الاثر ہے۔ تو حضور سے یہ عرض ہے کہ حضرت مولنٰنا سے یہ عرض کروں کہ بندہ کو حضرت مولنٰنا اشرف علی صاحب زید مجدہ نے حضور کی خدمت میں بھیجا ہے۔ یا اپنے طور سے خدمت میں رہنے کا خیال ظاہر کروں۔

جواب۔ اس مشورہ کا سبب نہ خدانخواستہ ناراضی ہے اور نہ کوئی غیبی راز۔ صرف بات یہ ہے کہ میرے مزاج میں تنگی ہے اور دیگر حضرات کے اخلاق میں وسعت۔ پس اس تنگی کے سبب میرے اور آپ کے مذاق میں تناسب نہیں ہوتا۔ اور تناسب نفع کی شرط ہے۔ اور جہاں توسع ہے وہاں چھوٹے چھوٹے واقعات سے اثر نہیں ہوتا۔ اس لئے مذاق میں تخالف نہیں ہوتا۔ وہاں نفع کی اُمید ہے۔ اور عنوان رجوع میں آپ کو اختیار ہے۔ خواہ میرا نام لیں۔ خواہ اپنے طور سے عرض کریں۔ خواہ یہ پرچہ ملاحظہ کرادیں۔ (النور صفر ۴۵ھ)

حال۔ اور بعض بزرگوں سے کچھ محبت تھی۔ وہ بھی ضعیف ہوگئی ہے۔ پہلے بعض بعض وقت میں سمجھتا تھا۔ کہ یہ جو بعض بزرگوں سے محبت ہے۔ شاید یہ شیخنا کی محبت میں مخل ہو۔ وہ بھی

نہیں رہی۔ الحمد للہ یکسوئی ہے۔

تحقیق۔ توحید مطلب یہی ہے۔ اصل یہ ہے کہ پہلے آپ پر ظاہریت کا غلبہ تھا اس لئے ان ہی بزرگوں سے زیادہ مناسبت تھی جن پر ظاہر کا غلبہ ہے۔ حاجی صاحب سچ کہتا ہوں کہ اہل باطن اس وقت بہت کم ہیں الا ماشاء اللہ اور اب خدا کا شکر ہے کہ آپ پر باطن کا غلبہ شروع ہونے لگا ہے۔ خدا تعالیٰ تکمیل فرماوے میں ان آثار سے بہت خوش ہوا۔ اور یہ آثار ہیں آپ کے قلب سے حجاب رفع ہونے کے۔ جو کہ آپ کے اور میرے درمیان میں حائل تھے۔ اب اس مناسبت کے برکات انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھینگے۔ مگر آپ خود ان برکات وغیرہ کے منتظر نہ رہیں۔ سب خط نفی کھینچیں

(النور رجب سنہ ۴۵ھ)

تجدید بیعت

سوال۔ اب ایک عرض میری یہ ہے کہ مدت سے میرا جی چاہتا ہے کہ میں درخواست حضرت سے بیعت کی کروں۔ لیکن اب تک باز اس لئے رہا کہ مفتی احمد علی صاحب مرحوم سے میں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا مگر حضرت صاحب نے انکار فرمایا۔ اور فرمایا حضرت حاجی صاحب کے مریدوں کو بیعت کرنا میں خلاف ادب سمجھتا ہوں۔ اب میرے دل میں اس خواب سے مزید حرکت پیدا ہوئی کہ معلوم ہوتا ہے محض بیعت واعتقاد پر بیعت کو فوقیت ہے۔ کہ حضرت والا کا نام سامی میں نے لیا مگر کافی نہ ہوا۔ اگر حضرت کی مصلحت کے خلاف نہ ہو تو حضرت والا مجھکو صوری بیعت بھی فرمالیں حقیقت میں تو بیعت ہے ہی اور گو پہلے آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ مگر وہ جوش کا زمانہ تھا۔ اس وقت کی اور حالت تھی۔

جواب۔ اگر استخارہ کرنے کے بعد بھی اسکو رجحان ہو تو اطلاع دیجئے (النور ذی الحجہ سنہ ۴۴ھ)

شیخ سے عدم مناسبت کے اسباب

حال النور میں دو ایک مقام پر بعض خادمین کی نسبت دیکھا کہ حضور نے تحریر فرمایا کہ تم کو مجھ سے مناسبت نہیں۔ جب سے یہ دیکھا ہے بیحد خوف معلوم ہوتا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ اگر یہ نوبت خدانخواستہ آئی تو زندگی دشوار ہو جاوے گی آہ یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو۔ اور یہ خوف اس وجہ سے ہے کہ اعمال میں یعنے معمولات میں تساہل ہوتا ہے۔ استقامت نصیب نہیں ہوتی۔ حضور دعا فرمائیں حضور کی دعا انشاء اللہ مقبول ہے۔

تحقیق۔ دعا کرتا ہوں اور مناسبت کی کمی اعمال کے تساہل سے نہیں ہوتی۔ بات کے نہ سمجھنے

سے یا نہ ماننے سے ہوتی ہے۔ جب یہ نہ ہو تو کوئی خوف کی بات نہیں۔ النور ربیع ثانی سنہ ۱۳۵۱ھ۔

بیعت لینے میں طالب کے اخلاق کو دیکھنا نہ تعلیم کرنے میں

سوال ۔ دو شخص ہمارے پاس آئے اور کہا کہ خدا کا راستہ بتاؤ۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگوں میں اخلاص کم نظر آتا ہے اور بعض لوگ تو ایسے ہیں کہ ذکر اذکار وغیرہ پوچھ تو جاتے ہیں لیکن کرتے نہیں۔ اس لئے میں نے ان کو کہا کہ آپ کا آنا اس وقت اور کام کے واسطے آنا ہوا ہے۔ اگر کہیں وقت خاص اس کام کے واسطے آپ آئینگے تو انشاء اللہ تعالٰی جو بزرگوں کا بتایا ہوا ہے۔ وہ بتلا دونگا۔ چند مدت گذر گئی ہے۔ وہ لوگ پھر نہیں آئے۔ اسی طرح تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں اخلاص کم ہے مگر اس کا مجھے کچھ دل میں خوف ہوا کہ اس سے رب العالمین خفا تو نہ ہوگا کہ ان کو تم نے کیوں ہمارا راستہ نہ بتلایا اور ایسا ہی ٹال دیا۔ اور یہ بھی خوف ہوا ہے کہ اس میں حضور کے حکم سے تو انحرافی نہیں ہوئی۔ کیونکہ حضور نے اس خدمت کا امر فرمایا اور میں نے انحرافی کی۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ اس وقت ایک قسم کی دل پر گرانی اور شرمساری آتی ہے۔ کہ کیا ہم اس لائق بھی نہیں۔

ایک شخص ان میں سے ہمارے بڑے بزرگوں کے معتقدین میں سے تھا۔ میرے ذہن میں یہ آیا ہے۔ کہ جو لوگ ہمارے بزرگوں کے معتقد فقط پشت بہ پشت رسمی نام کے مرید ہیں۔ اور ان کو بغیر ہمارے اور بزرگوں کے پاس جانا ایک قسم کا شرم اور عار نظر آتا ہے۔ اس لئے دوسرے حضرات کے پاس نہیں جاتے اور لوگوں کی غیبت سے ڈرتے ہیں کہ لوگ کہینگے کہ اپنے مرشدوں کو چھوڑ کر اوروں کے پاس گئے ہیں۔ میرے خیال میں آیا ہے کہ اس عار کی وجہ سے ایسے لوگوں کو ہم سے فائدہ نہ ہوگا۔ اور اگر ایسے خیال والے لوگوں کو اور حضرات کی خدمت میں جانے کی ترغیب کیجاوے تو وہ بہتر ہے یا نہیں اور یہ خیال میرا صحیح ہے یا غلط۔ بیعت اور تلقین میں لوگوں کے اخلاص اور کام کرنے کی نیت اچھی دیکھنے کے واسطے تامل اور تاخیر کرنا اچھا ہے یا نہیں۔ یا جو لوگ آویں ان کو ان کے کہنے پر یکدم بلا تامل و تاخیر بیعت اور تلقین کیجاوے۔

جواب ۔ آپ کی خوش فہمی اور اخلاص سے بیحد مسرت ہوئی۔ میرے نزدیک بیعت میں تو ان سب احتمالات کی رعایت محمود ہے۔ مگر تعلیم کے لئے کسی احتمال کی طرف التفات نہ کریں۔ سب کو طریقہ تبلادیں اس کی برکت سے انشاء اللہ تعالٰی اخلاص میسر ہوجانے کی توقع ہے

(النور ربیع ثانی سنہ ۱۳۵۱ھ)

ارتکاب معصیت سے بیعت کا فسخ نہ ہونا

سوال۔ اگر کسی شخص سے کوئی گناہ کبیرہ ہوجائے مثلاً زنا یا حرام کام اور وہ پیر سے مرید ہے گناہ ہونے پر اس کی بیعت بدستور رہتی ہے۔ یا کہ دوبارہ ہونے کی ضرورت ہے۔

جواب۔ اس سے بیعت تو نہیں ٹوٹتی مگر اس کی برکت جاتی رہتی ہے۔ جیسے کوئی سخت بدپرہیزی کرے تو اس کی حیات تو منقطع نہیں ہوتی۔ مگر صحت اور قوت بعض اوقات ایسی برباد ہوجاتی ہے کہ موت سے بدتر حالت ہوجاتی ہے۔ (النور ربیع ثانی سنہ ۱۳۴۱ھ)

شیخ کے پاس آنے کی شرط

بعض وقت بہت شوق دل میں پیدا ہوتا ہے کہ کچھ ذکر بعد نماز تہجد کے ان لوگوں کی طرح کرے جو لوگ اپنے مرشد کی خدمت میں رہکر حسب الارشاد ان کے کیا کرتے ہیں۔ اور ایسے موقع پر فوراً یہ خیال بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ مجھ سا کوئی بدقسمت اور گنہگار دنیا میں نہ ہوگا۔ کیونکہ قریب نو سال کے گذرے ہیں کہ احقر دولت بیعت سے بہرہ اندوز ہوا۔ اور ابھی تک موقع حصول نعمت قدمبوسی اور آستانہ بوسی حاصل نہ ہوا۔ اب تو بڑی حسرت اس بات کی ہے کہ نہ دین کا رہا نہ دنیا کے قابل تعلقات دنیاوی روز بروز ترقی پر ہیں۔ اور کسی طرح صورت رسائی آستانہ مبارک تک نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ لڑکیاں عطا فرمائی ہیں اب ان بیچاریوں کی آبرو بچانے کی ایسی پڑی ہے کہ جس کا بیان ہو نہیں سکتا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی روش دیکھکر سخت قلق اور اضطراب ہوتا ہے کہ لوگ غریبوں کی بات نہیں پوچھتے ہیں۔ اور شادی بیاہ کون کرتا ہے اگر حضور کی مرضی مبارک ہو تو کسی طور سے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر کہیں اس قرب وجوار میں چند روز بسر کرے۔

تحقیق۔ اگر معاش سے اطمینان ہو یعنی ان چند روز کے واسطے اپنے اور اہل عیال کے گذر کے قابل کوئی ذخیرہ ہو تو مطلع فرمادیں تاکہ مشورہ دوں (النور صفر سنہ ۱۳۴۲ھ) ص ۵۶

مرید کرنے کے لئے اہلیت کا شرط ہونا

س۔ شخصے از عوام الناس از شیخ خود تلقین یافتہ بود۔ چندیں شبے با چشم گریاں وسینۂ بریاں اندرون مسجد محلہ خود خفتہ بود بخواب دید کہ ناگاہ جناب رسالتمآب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف آوردند وفرمودند کہ اے شخص بروو نزد مولوی عبدالرحمٰن رفتہ مرید شو۔ پس آں شخص مذکور از خواب خود بیدار گشتہ نزد من آمد وباصرار گفت کہ مطابق فرمودۂ جناب رسالتمآب

مرا تلقین کن پس ایں سخن شنیدم من از خود رفتم وگفتم اللہ اکبر من کیم کہ مخدوم علیہ جناب رسالتمآب شوم چراکہ من بنفس خود آنقدر صلاحیت ندارم اکنوں با چشم تر ونگوں سر عرض کردہ آید کہ بحق بندہ در بارہ شخص مذکور چگونہ مصلحت می بینند۔ ارشاد فرمایند آفتاب ہدایت منور باد۔

ج۔ شیخ او کجاست وچہ حالت دارد حرف تلقین مضائقہ نیست بابت مرید کردن تاوقتیکہ شمارا ندیدہ ام چیزے نتوانم گفت چراکہ خواب حجت شرعیہ نیست وبرائے مرید کردن اہلیت شرط است۔

النور ربیع الاول سنہ ۴۲ھ

بیعت کی ضرورت

حال۔ ابھی تک اس پر یقین تھا کہ جو فعل سنت نبوی کی طرف کھینچتا ہو وہ مقبول ہے۔ بعضے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ تصوف کے نام سے آگاہ نہیں اور شب و روز عبادت میں مصروف ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان۔ پھر اگر تصوف میں پڑکر بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے تو دست بیع ہونے سے کیا جدید نفع ہے۔ رسول اللہ کے ساتھ بیعت اسلامی کافی ہے۔

تحقیق۔ یہ یقین صحیح ہے بیعت طریقت کی ضرورت عام نہیں لیکن اس میں دھوکہ ہوتا ہے کہ باوجود اس خاص حالت کے پھر بھی نفس میں بعض امراض خفیہ ہوتے ہیں کہ وہ بدون تنبیہ شیخ محقق عارف کے سمجھ میں نہیں آتے۔ اور اگر سمجھ میں بھی آجاتے ہیں تو علاج ان کا سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے تعلق شیخ ہی سے ضروری ہوتا ہے۔ النور ربیع الاول سنہ ۴۲ھ

آثار عدم مناسبت با شیخ

حال۔ ایک بہت بڑا عظیم الشان خسارہ اور مہلک اور سخت بڑا مرض اور حال مجھ میں ایسا ہے کہ ایک عرصہ سے موجود ہے اور ہمیشہ خط لکھتے وقت ظاہر کرتے وقت شرماتا ہوں۔ مگر اب بڑی ہمت کرکے لکھتا ہوں۔ اگر آپ ہی سے نہ کہوں گا تو کس سے کہونگا۔ وہ یہ ہے کہ دہلی میں بھی دس بارہ مرتبہ حضور کی صحبت رہی۔ دو مرتبہ تھانہ بھون بھی حاضر ہوا۔ اور بہانپور۔ نجیب آباد۔ سنبھلی۔ مراد آباد۔ میرٹھ۔ دیوبند بہت جگہ حضور سے ملاقات صحبت زیارت نصیب ہوئی۔ مگر یہ عجب حالت ہے کہ باوجود آپ سے ایسی عقیدت محبت ہونے کے بھی اور ہر وقت تصور آپ کا رہنے کے یہ خبیث مرض ہے کہ آپ کے سامنے تو آپ سے عقیدت محبت گھٹ جاتی ہے اور آپ کے پیچھے بہت ذوق وشوق بہت انس محبت مگر جہاں صورت دیکھی اور ذرا بھی پاس بیٹھا وحشت ہوتی ہے اور طبیعت مکدر ہوتی ہے یہ کیا وجہ ہے اس حالت سے بہت پریشان رہتا ہوں۔ خدا کے لئے اس کا جلدی تدارک کرو۔ یہ بہت

خطرناک حالت ہے۔ میں تو یہ سمجھ لیتا ہوں کہ ؎

صحبت عیسیٰ بنائے خر کو انساں کس طرح   تربیت سے واقعی نا اہل دانا کب بنے

خوب کہا ہے کسی نے ؎

ناقص کا صفا کیش سے نہ مطلب بر آئے   جو کور ہو عینک سے اُسے کیا نظر آئے

خدا کے لئے جلدی خبر لو میری تو ایسی ہو گئی حالت جیسا عارف شیرازی فرماتے ہیں ؎

ز روئے دوست دل دشمناں چہ دریابد   چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

کیا میرا ظاہر دوست باطن دشمن ہے۔ فراق بہت مفید ہے۔ وصل سخت مضر۔ اور تمنائے وصل اور شوق بہت بڑھا ہوا ہے۔ ہر وقت تسلی دیتا ہوں کہ ؎

زود باشد کہ بباید سلامت یارم   اے خوش آں روز کہ آید سلامت بما

الجواب۔ یہ محبت وعقیدت میں کمی نہیں ہے بلکہ بوجہ عدم مناسبت کے وحشت ہے۔ اُس وحشت سے شبہ ہو جاتا ہے قلت محبت کا اور عدم مناسبت اس وجہ سے ہے کہ پاس زیادہ نہیں رہے۔ مزاج نہیں پہچانا۔ اور اسی مزاج ناشناسی سے بعض افعال بھی خلاف مزاج آپ سے صادر ہو جاتے ہیں۔ جس سے قلب پر بار ہوتا ہے۔ اس کا بھی آپ کے قلب پر اثر توحش کا ہوتا ہے۔ اس کا علاج کچھ ضروری نہیں۔ کیونکہ کچھ مضر نہیں لیکن اگر باوجود غیر ضروری ہونے کے علاج ہی کو دل چاہتا ہے۔ تو زیادہ پاس رہنے کا ورنہ بار بار آنے جانے کا انتظام کرو (النور ربیع ۲ سنہ ۵۲ھ)

حب شیخ کا علامت حب اللہ ہونا

حال۔ چند روز ہوئے کہ ایک وقت نماز پڑھنے کی حالت میں حضور کا خیال اور اللہ جل شانہ کا تصور بندھا نماز کی توفیق عطا کرنے پر خدا کا احسان اپنے ذہن میں آیا۔ اور حضور کے فیض کے باعث راہ راست ہونے کا خیال ہوا۔ تو حضور سے ایسی محبت معلوم ہوئی۔ کہ جیسے حضور کا تصور میرے دل کے اندر سرایت کر گیا۔ اور میرے دل میں حضور ہی کی جگہ رہی۔ اور اللہ جل شانہ کا خیال تھا مگر نہ اتنا کہ حضور کے خیال پر غالب ہوتا۔ اس خیال کے بعد نماز سے فارغ ہو کر حیرت میں مستغرق رہا۔ یہ کیا بات ہے۔ کئی روز تک ارادہ تھا کہ حضور کو لکھوں مگر ڈرا اور خوف معلوم ہوا کہ شاید یہ خلاف ہے۔ اور ایسی بات کا خیال نہ رکھنا چاہیئے۔ مگر بعد کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ خلاف بات بھی اگر پیش آئے تو حضور سے عرض کرنی چاہیئے۔ لہٰذا التجا ہے کہ حضور میری اصلاح قلب کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ کہ اللہ جل جلالہٗ اپنے فضل وکرم سے صراط مستقیم پر ثابت رکھیں۔ اس پر خیال کر کے

کہ ان القلوب بین الاصبعین من اصابع الرحمٰن یقلبہا کیف یشاء بہت طبیعت بے چین ہوتی ہے۔

تحقیق ۔ اس کیفیت میں کوئی ضرورت اصلاح کی نہیں۔ کوئی کیفیت مذمومہ نہیں ناواقفی سے یہ شبہ ہوگیا کہ خدا تعالیٰ کی محبت مغلوب ہے ورنہ واقع میں غالب محبت خدا تعالیٰ ہی کی ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آپ پر یہ بات پیش کرے کہ ان دو محبت میں سے ایک رہ سکتی ہے جس کو پسند کرو۔ اس وقت یقیناً حق تعالےٰ ہی کی محبت کو ترجیح دی جائیگی۔ یہ صحیح دلیل ہے حق تعالےٰ کی محبت کے غالب ہونے کی۔ مگر یہ محبت باوجود طبعی ہونے کے مشابہ عقلی کے ہے۔ اس لئے اس کے آثار لطیف ہیں۔ جس سے شبہ ضعف کا ہوتا ہے ورنہ قوی یہی ہے اور انسان مامور بھی اس حب عقلی کا ہے۔ بالکل مطمئن رہیں۔ علاوہ بریں خود حب شیخ بھی حب حق ہی ہے۔ کیونکہ للحق ہے۔ لکون الشیخ واسطۃ الیہ وصولاً فاللّٰہ تعالیٰ واسطۃ فی الثبوت لحب الشیخ فکان المحبوب الاول ہو اللّٰہ تعالیٰ والشیخ محبوباً بالعرض والموصوف بالذات اقوی من الموصوف بالعرض۔

(النور ذیقعد ذی الحجہ سنہ ۴۳ھ)

حب شیخ وحب رسول کا مفتاح سعادت ہونا

حال جس وقت رسول مقبول صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا جناب اقدس والا کا ذکر سنتا ہوں تو ایک گریہ کی حالت طاری ہوجاتی ہے۔ اور ضبط سے کام لینا پڑتا ہے۔

تحقیق ۔ یہ تو اعلیٰ درجہ کی حالت ہے۔ حب رسول بہر حب شیخ مفتاح سعادت ہے مبارک ہو۔

النور ذیقعد سنہ ۴۲ھ

حال ۔ دل میں حضور والا کی محبت بہت معلوم ہوتی ہے۔ کسی وقت جو حضور اپنی ضعف طبیعت وغیرہ بیان فرماتے ہیں اس وقت دل میں ایک تیر سا لگ جاتا ہے۔ اور دل سے یوں نکلتا ہے لازالت شموس فیوضکم۔ اور حضور سے پہلے ہی ہم مرجائیں تو بہتر ہے۔

تحقیق ۔ یہ محبت معلم کی کلید ہے وصول الی المقصود کی انشاء اللّٰہ تعالیٰ کما مر جوابہ۔ (النور رجب سنہ ۴۳ھ)

حب شیخ

حال ۔ ایک چیز پہلے سے بھی مجھے بفضلہ تعالیٰ کچھ حاصل تھی۔ مگر آجکل اس میں زیادتی ہے۔ وہ چیز حضرت کی محبت ہے۔ بس یہی جی چاہتا ہے کہ چہرۂ مبارک کو دیکھا کروں۔ اگر حضرت کا رعب غالب نہ ہوتا۔ تو پیشانی مبارک پر بوسہ دیتا۔ سینہ سے لپٹ جاتا پیروں پر لوٹتا۔

تحقیق ۔ حب شیخ مفتاح کامیابی ہے۔

حال ۔ بس یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی محبت میں اور ترقی نصیب فرمادیں۔ اور یوں جی چاہتا ہے کہ حضرت ہی جیسی رفتار اور گفتار اور طرز انداز مجھے بھی نصیب ہوجاوے۔ اس کے حصول کے لئے حضرت دعا فرمادیں۔

تحقیق ۔ بدل و جان

حال ۔ اس بنا پر یہ التماس ہے کہ حضرت بعد نماز سر پر ہاتھ رکھکر جو دعا پڑھتے ہیں اور پیشانی پر جو لکھتے ہیں اور جس دعا میں محبتہ پڑھتے ہیں ان کی مجھے بھی اجازت دیدیں اگر تکلیف نہ ہو تو نفع بھی تحریر فرمادیں۔ اور یہ دعا بھی اور جو پیشانی پر حضرت لکھتے ہیں میں نے اوروں سے دریافت کرلیا ہے۔

تحقیق ۔ میں پھر بھی سب لکھے دیتا ہوں۔ سر پر ہاتھ رکھکر یہ پڑھتا ہوں۔ بسم اللہ الذی لا الہ الا ہو الرحمٰن الرحیم اللھم اذھب عنی الھم والحزن۔ یہ حصن حصین میں ہے۔ نفع اس کے مضمون سے ظاہر ہے۔ پیشانی پر لفظ اللہ لکھتا ہوں۔ نفع اس کا کسی دلیل سے معلوم نہیں بچپن سے عادت ہے۔ جس میں محبت ہے وہ یہ ہے اللھم اعط محمد الوسیلۃ واجعل فی المصطفین محبتہ و فی العالین درجتہ و فی المقربین دارہ۔ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ نے کسی تصنیف میں حدیث سے نقل کیا ہے۔ مع نفع کے جو یاد نہیں رہا بچپن میں دیکھا تھا۔ النور ربیع ۱ سنہ ۵۲ھ ۲۰۱

حال ۔ اس کے پہلے سے پہلے والے عریضہ میں جو شکایت کی تھی۔ کہ معمولات کے ادا کرنے کے وقت بوجھ سا معلوم ہوتا ہے۔ وہ شکایت بحمد اللہ جاتی رہی جیسے اس کے پہلے والا عریضہ (جو حضرت کے پاس ہے) دیا ہے نماز کے ہر ارکان میں ایک خاص لطف اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت کی برکت سے نصیب ہوتا ہے اور التحیات اور درود اور دعا میں ایک خاص کیفیت ہوتی ہے اور جب حضرت تکبیرات انتقال ادا کرتے ہیں تو کلیجہ اُچھلنے لگتا ہے۔ ایک بات آج نئی یہ ہوئی کہ میں جب اسم ذات وغیرہ سے فارغ ہوا مناجات مقبول آج صبح نہیں پڑھی تھی اس سے بھی فارغ ہوکر اپنے حجرہ کی طرف چلا تو یوں معلوم ہوا کہ کسی نے پکڑ کر روک لیا اور حضرت کی محبت کا جوش ہوا اور رولائی اور زاری شروع ہوگئی۔ اور یہ شعر بار بار زبان پر جاری تھا ؎

آنانکہ بنظر خاک را کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

یہ بھی دل کو سمجھاتا تھا کہ حضرت نے تو بہت نظر کی تم کیا تھے اور کیا ہوگئے یہ سب حضرت کی نظر نہ تھی تو اور کیا تھا۔ دل کی طرف سے جواب ملتا تھا کہ بیشک حضرت کی نظر تھی۔

مگر آرزو اور زیادہ کی ہے اور یہ اشعار بھی پڑھتا تھا ؎

اے کہ تو ہر خار را گلشن کنی　　دیدۂ ہر کور را روشن کنی

کیوں بیٹھا ہے سینہ پر زانو کو دھرے قاتل　　ہاں پھیر بھی دے خنجر کیوں دیر لگائی ہے

آخر جب نہیں رہا گیا تو حضرت کے سامنے جا کر بیٹھا وہاں بھی روتا ہی رہا۔ خیال یہ تھا کہ جب تک حضرت بیٹھے رہینگے چہرۂ مبارک دیکھا کرونگا۔ حافظ....... صاحب آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے میں اس خیال سے چلا آیا کہ شاید کوئی پردہ کی بات ہو آیا اور کھا کر سو رہا۔ دو خواب دیکھے جن کو آگے لکھتا ہوں۔ (۱) خواب میں دیکھا کہ حضرت بہت شفقت سے مجھے تسکین دے رہے ہیں۔ کہ تو دنیا میں کسی چیز سے مت ڈر سوائے اللہ تعالیٰ اور ان کے بڑے بڑے اولیاؤں کے۔ مگر آج جو غم صفحہ گذشتہ میں لکھا اس کا منشا خوف نہ تھا بلکہ محبت حضرت اور اپنی ناکارگی اور شوق محبت خداوندی تھا۔ (۲) دیکھا کہ بہت بڑا مجمع ہے اور لوگ حلقہ باندھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور حضرت کے منتظر ہیں۔ اور بخاری شریف شروع کرنے کا چرچہ ہے کہ حضرت بخاری شریف پڑھائینگے۔ اور جماعت منتظرین شائقین بخاری شروع کرنے والی جماعت میں میں بھی ہوں۔ حضرت نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور تشریف لائے ریش مبارک حضرت کی جتنی ہے اس سے کچھ بڑی اور برابر تراشی ہوئی نہیں۔ بلکہ چھوٹی ہوئی ہے کہیں زیادہ ہے۔ اور کہیں کم ہے اور چہرۂ مبارک حضرت کا بہت ہی نورانی ہو رہا تھا۔ اور حضرت بیٹھے۔ اور بخاری شریف شروع کرائی۔ قاری بخاری کوئی اور صاحب تھے جن کو میں پہچانتا نہ تھا عجیب عجیب نکتے حضرت نے بیان کئے۔ جس کو میں بیان نہیں کر سکتا بوجہ محفوظ نہ رہنے کے۔ تقریر میں یہ بات بھی آئی کہ تقدیر خداوندی تدبیر پر غالب آتی ہے۔ تعبیر سے سرفراز فرماویں

تحقیق۔ انشاء اللہ تعالیٰ ظاہراً و باطناً اتباع سنت اور اس کے برکات و ثمرات نصیب ہونگے جو کہ اصلی کمال ہے۔ اور بڑا مقدمہ اس کا حب شیخ ہے کہ وہ بھی خدا تعالیٰ نے نصیب کیا۔

(النور ذی الحجہ ۴۴ھ) النور جمادی ۱-۲ ۴۴ھ

حال۔ میرے ماوٹی میں نے تو حضرت کی باتیں مختصر طور سے کوئی دو دمے اوپر جمع کی ہیں جب سے اگر خدا نے چاہا تو ببرکت حضرت اعلیٰ کے اپنی زندگی دنیا و آخرت میں بہت نفع اٹھاونگا۔

تحقیق۔ اگر دل گوارا کرے ان کو صاف کر کے مجھکو دکھلا دی جاویں۔ نظر ثانی سے قابل وثوق بھی ہو جاوینگی۔ اور دوسروں کو نافع ہو جانے کے بھی قابل ہو جاوینگی۔

حال۔ مگر خواہش خادم کی یہ ہے کہ حضرت کے معمولات و روش و انداز کے کچھ اصول معلوم ہوجاویں۔ تو اپنے معمول بتانے میں بہت آسانی ہوتی۔ بطور مثال کے دو چار اصول حضرت کے معمولات کے لکھتا ہوں۔ (۱) لایعنی اور فضول سے مجتنب رہنا۔ (۲) قلب کو فارغ رکھنا (یعنی کسی شخص اور کسی چیز سے لگاؤ نہ ہونے دینا۔) (۳) اوقات کا انضباط رکھنا۔ (۴) مخلوقات کو نفع پہونچانا۔ اور اضرار سے پرہیز کرنا (۵) امراء کا قصداً ممنون نہ بننا۔ علی ہذا القیاس اور بھی ہیں جو مجھے معلوم نہیں۔ یا مستحضر نہیں۔ اس کے متعلق گذارش یہ ہے کہ اگر کسی تصنیف میں معمولات کے اصول مذکور ہوں تو مجھے مطلع فرمادیں۔ یا اگر بلا تکلیف خود حضرت اپنے قلم مبارک سے دو چار تحریر فرماسکیں تو تحریر فرمادیں۔ تاکہ اسے اپنی عمر بھر کے لئے تعویذ بناؤں۔

تحقیق۔ اول تو مجھکو اس قدر فرصت نہیں دوسرے ایک جلسہ میں اس قدر جزئیات کہاں یاد آسکتے ہیں۔ اس کے ضبط کا طریقہ یہی ہے کہ دیکھتے جاویں ضبط کرتے جائیں۔ تاہم مولوی محمد مصطفیٰ صاحب نے معمولات اشرفی کے نام سے ایک مجموعہ کافیہ لکھا ہے اس سے کافی مدد کی امید ہے۔ (النور شعبان س۴۳ھ)

حال۔ معمولات بسہولت ہوتے جاتے ہیں۔ کاروبار خانگی متعلقہ زمینداری کی طرف سے دل کو ایک قسم کی نفرت اور لاپروائی ہوتی جاتی ہے۔ آجکل مزاج میں غصہ زیادہ ہوگیا ہے۔ اگر کوئی بات خلاف شرع اپنے گھر والوں یا کسی دوسرے کی جانب سے دیکھتا ہوں تو سختی سے گفتگو کرتا ہوں اکثر امور خانگی میں بھی جھنجھلا کر جواب دیا کرتا ہوں۔ اپنی ذاتی آرائش و زیبائش یا زیادتی مال و جائداد کی قطعی ہوس دل میں نہیں ہے۔ اور نہ ایسی کوشش کرتا ہوں البتہ بعد نماز حق تعالےٰ سے اس قدر دعا ضرور کرتا ہوں کہ جو کچھ آپ نے مجھے مرحمت فرمایا ہے اس کو باقی رکھیئے۔ اتنا سرمایہ اور اتنی جائداد میرے گذر کے لئے بفضلہ کافی ہے۔ اکثر اوقات جب کسی کام میں الجھن پیش آجاتی ہے یعنی یہ صورت پیدا ہوتی ہے کہ اب عدالت تک جانا پڑیگا تو اس وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ سب جھگڑوں سے اپنے آپ کو علیحدہ کرلوں۔ مگر والدہ کے اصرار اور اپنی اہلیہ کے اصرار سے عجب کشمکش میں پڑجاتا ہوں۔ میرے سوا اور کوئی دوسرا شخص کام کرنے والا نہیں ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ تمام کاروبار چوپٹ ہوجائینگے۔ مگر بفضلہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ عدالت تک جانا بھی نہیں پڑتا اور کام بھی درست ہوجاتا ہے۔ لباس کی یہ حالت ہے کہ پہلے شیروانی اور انگریزی بوٹ وغیرہ استعمال کرتا تھا مگر اب جب سے حضور والا کے لباس کو دیکھا ہے وہی طریقہ اختیار کرلیا ہے

اور بعد اس کے استعمال میں لطف آتا ہے۔ اگرچہ لوگوں نے پہلے بہت مذاق اڑایا مگر بفضلہ اس ناکارہ کے دل پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ زمینداری وغیرہ کا کام کرتے ہوئے اس وجہ سے طبیعت اور گھبراتی ہے۔ کہ نہ معلوم کون سا فعل نادانستگی میں خلاف شرع عمل میں آجائے اگرچہ بفضلہ حتی الامکان احتیاط سے کام کرتا ہوں۔

تحقیق ۔ ماشاء اللہ سب حالات محمود ہیں۔ اللھم زد فزد۔ النور ذیقعد سنہ ۴۴ھ

حال ۔ مگر صرف اپنے اس خیال پر تقویت ہے کہ تو ایک ایسے چشمہ فیض تک پہونچ گیا ہے کہ آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند۔

یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں سے کوئی صادق الیقین صادق الاعتقاد صادق العطش بغیر سیراب ہوئے نہیں آیا۔

تحقیق ۔ خیر میں کیا چیز ہوں مگر یہ سب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ کے برکات ہیں جو ایک بجیں نل سے جاری ہیں۔ (النور شعبان سنہ ۴۵ھ)

شیخ ملقن کی ہر خرابی کا اثر طالب پر نہ ہونا

حال ۔ میرے جی میں ایک شبہ ہے وہ یہ کہ میری عملی حالت خراب ہے جو لوگ اپنے نیک اعتقاد و اعتماد کے ساتھ مجھ سے وابستہ ہوتے ہیں اگر ان کو میری صحبت سے برا اثر ہوا تو گویا وہ دھوکہ میری طرف سے ہوگا۔ یہ خیال بعض وقت ایسا آتا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ تعلیم و تلقین کا کام تو ترک کردوں۔ البتہ وقائع و حوادث کے متعلق جو مسائل پوچھے جاویں اگر جواب یاد ہو تو دیدوں ورنہ بس خاموش ہوجاؤں۔ پھر جی میں آتا ہے کہ آپ مجھ سے مصالح کے زیادہ سمجھنے والے ہیں۔ آپ نے جو مجھکو اجازت عطا فرمائی ہے۔ خبر نہیں اس کی مصلحت میری عقل سے بہت بالا ہو۔ جو اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتی۔ غرض میں اس کام کو خداوند تعالےٰ کے بھروسے اپنی طرف سے نیک امید پر کرتا ہوں۔ اور اس امر میں بلا دلیل آپ کی تقلید کرتا ہوں۔ آپ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے اس کام کو مفید آخرت بنادیں۔ اور اس امر میں ہر قسم کی غوایت و ضلالت اور ہر قسم کے فتن سے مجھکو محفوظ رکھیں۔ غرض یہ ہے کہ اس شبہ کی بابت جو میں نے اوپر لکھا ہے اگر سہل طور پر تسکین فرمادیویں تو عنایت ہے۔

تحقیق ۔ اس شبہ کا جواب جو کہ اکابر طریق کے نزدیک اجماعی عمل سے ظاہر ہے۔ کہ یہی شبہ سب کو ہے۔ کیونکہ کوئی اپنی حالت کو اچھی نہیں سمجھتا۔ پھر بھی یہ خدمت سب کر رہے ہیں تو اکی

بنا اجماعاً مسلم ہے۔ وہ یہ کہ دوسرے شخص پر ملقن کی ہر خرابی کا اثر نہیں ہوتا بلکہ ایک تو اس کا جو ین طور پر غیر مشروع ہو اور بکثرت ہو۔ یا قلت سے ہو۔ اور ندامت و تدارک نہ ہو۔ یا کوئی عقیدہ و نیت میں خلل ہو مثل تلبیس و حب مال و جاہ وغیرہ ورنہ حسن ظن کا اثر غالب اور مدار نفع رہتا ہے۔ (النور رجب سنہ ۴۳ھ)

شیخ سے استفادہ کی شرط

حال بندہ معتقد جناب والا کے علم کی وجہ سے ہے اور محبت میری آپ کے ساتھ اخلاق حضور والا کی وجہ سے اور باقی یہ کہ جیسی محبت درمیان شیخ و مرید ہوتی ہے۔ اور جو مشہور ما بین الناس ہے وہ میرے میں نہیں ہے تو عرض یہ ہے کہ باوجود اس کے استفادہ میں نقص ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ نقص نہیں۔ استفادہ کی شرط محبت عقلی ہے نہ کہ محبت طبعی۔ (النور رمضان سنہ ۴۴ھ)

بیعت میں عجلت نہ ہونا

حال۔ خادم نے ماہ جمادی الثانی سنہ حال میں ایک عریضہ بدیں مضمون ارسال خدمت کیا تھا کہ خادم کو حلقہ غلامی میں لیکر بیعت سے سرفراز فرمادیں۔ سلوک میں جو کچھ ارشاد ہوگا بسر و چشم تعمیل کے لئے حاضر ہوں۔ تو اس کے جواب میں حضرت قبلہ کا ارشاد ہوا تھا کہ حالات سے دل خوش ہوا۔ آپ فی الحال دستور العمل عالم مشغول کا قصد السبیل سے شروع کر کے وقتاً فوقتاً حالات و معمولات کی اطلاع دیتے رہئیے انشاء اللہ سلسلہ جاری رہیگا۔ بیعت کی کچھ جلدی نہیں۔ صرف حسب الارشاد آنحضرت قبلہ حتی الوسع قصد السبیل سے عالم مشغول کے خاص دستور العمل کی پابندی ہو رہی ہے۔ جتنی فرصت ہو۔ اسی مطابق تعمیل ہو رہی ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ مداومت عطا فرمائے۔ تہجد کی پابندی بھی تا ہنوز ہو رہی ہے۔ الحاصل حتی الوسع تعمیل ہو رہی ہے۔ مگر بے لطف۔ لہذا گذارش ہے کہ اس خادم کو حلقہ غلامی میں لیکر بیعت سے سرفراز فرمادیں۔ دنیا میں بجز حضور والا کوئی دستگیر نہیں میری حالت دینی ابتر ہے۔ اُمید کہ حضرت والا اس دور افتادہ کی دستگیری فرما کر بیعت سے سرفراز فرمائینگے حسبۃً للہ رحم فرما کر خادم کے مرض باطن کا علاج فرما کر حلقہ غلامی میں داخل کرینگے۔

تحقیق۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ لطف کے لئے بیعت تجویز کیجاتی ہے۔ سو اولاً خود لطف مقصود نہیں ثانیاً بیعت پر اس کا ترتب ضروری نہیں (النور شوال سنہ ۴۴ھ)

بیعت کا بعد الموت نہ ہونا

حال۔ زید کو کسی شیخ یا مجاز شیخ سے بجد عقیدت تھی۔ مگر بیعت یا تعلیم و تلقین کی ہنوز نوبت نہ آئی تھی۔ کہ زید قریب المرگ ہوگیا اور شیخ

کو بذریعہ تار بلایا بھی مگر شیخ کے آنے پر اس کا کام تمام ہو چکا تھا۔ البتہ زید نے یہ ہوشیاری کی کہ ایک خط میں اس شیخ کے نام لکھ گیا کہ میں آپ سے بیعت یعنی مرید ہوں۔ تو آیا وہ شیخ زید کو داخل سلسلہ بذریعہ بیعت کر سکتا ہے یا نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ مقصود بیعت سے تعلیم و تلقین تو اب ہو ہی نہیں سکتی صرف اپنے سلسلہ کے بزرگوں کے فیوض و برکات کی امید حصول پر داخل سلسلہ کر لینا مناسب ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ نہیں۔ باقی برکت سو وہ قبول شیخ پر موقوف نہیں میت کی ارادت و محبت سے وہ حاصل ہو گئی۔

(النور محرم ۵۵ھ)

غیر اہل کو بیعت لینے سے ممانعت

سوال۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک موقع پر مولوی حافظ...... صاحب نے جن کو حضرت حاجی صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے بھی خلافت ہے فرمایا تھا۔ کہ اگر کوئی تم میں سے بیعت کرنا چاہے تو بے تامل لے لو تو اچھی بات ہے۔ ان کے اس ارشاد کے بھروسہ میں نے اکثروں سے بیعت لی اور اب بھی کبھی کبھی اس کا موقع پیش آجاتا ہے کہ بعضے اصرار کرتے ہیں میں اپنے کو کسی طرح بیعت لینے کا اہل نہیں سمجھتا۔ اور نہ مجھکو اس کا شوق و ذوق کہ پیر میاں کہلاؤں۔ یا اس ذریعہ سے خدانخواستہ کماؤں۔ مگر بعض مواقع ایسے پیش آئے خصوصاً اپنے ہی اعزا میں کہ بعض مرد اور اکثر عورتیں مصر بیعت ہوئیں۔ اور میں نے صرف اتنا نفع دیکھا کہ ان کی بدولت میری زبان سے بھی توبہ کے الفاظ نکلینگے۔ اور کچھ نہیں تو نماز وغیرہ کے پابند یہ لوگ ہو جاوینگے۔ اور میرا کہا مانینگے اور مجھکو تعلیم عقائد حقہ کا موقع ملیگا۔ ورنہ میرے رشتہ داروں میں بڑے بڑے پیر موجود ہیں۔ یہ ان سے جا کر مرید ہونگے۔ تو پھر میرے قابو میں نہ آوینگے۔ اور ان پیروں کا حال یہ ہے کہ جو سب سے زیادہ قابل اور کامل اور خدا پرست سمجھے جاتے ہیں ان کا یہ ایک معمولی کلام ہے ؎

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر

اس پر اوروں کو قیاس فرمایئے۔ پس اس مصلحت سے مجھے حافظ صاحب کے ارشاد کے سہارے جرأت ہوئی۔ اب حضور ارشاد فرمائیں کہ کہاں تک میں نے بجا کیا یا سراسر بیجا کیا۔ اور آئندہ ایسے مواقع میں کیا کروں۔ منظور کروں یا نہ کروں۔ آجکل بھی ایسے اصرار ہو رہے ہیں ابھی میں نے ٹال دیا ہے۔ اور یہ تو میں خوب اپنے کو جانتا ہوں۔ کہ او خویشتن گم است کرا

رہبری کنند۔

جواب۔ اول ایک مثال فرض کیجاوے کہ ایک شخص مطب خلاف قواعد کرتا ہے اور مریضوں کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ کوئی خیرخواہ مریضوں کو اس ہلاکت سے بچانیکا یہ ذریعہ اختیار کرے کہ خود مطب کھولدے اور کہے کہ گو طب میں بھی نہیں جانتا مگر میرے مطب میں یہ مصلحت ہے کہ لوگ ہلاکت سے بچینگے۔ اور گو علاج میں بھی نہ کرونگا جس میں خطرہ کا اندیشہ ہو مگر بے خطر چیزیں بتلاتا رہونگا۔ تو آیا اس خیرخواہ کو اسکی اجازت دیجاویگی۔ یا یہ سمجھا جاویگا کہ یہ صورت بہ نسبت مطب نہ کھولنے کے اسلئے زیادہ ضرر رساں ہے کہ مطب نہ کھولنے کی حالت میں اس ہلاکت کا سبب یہ خیرخواہ نہ ہوتا۔ اور اب جتنے علاج نہ ہونے سے ہلاک ہونگے اس کا سبب یہ شخص بنیگا اب اگر دونوں صورتوں میں کچھ فرق نہیں تو حکم اس صورت کا معلوم کر لیجئے۔ اور اگر کچھ فرق ہے تو بیان فرمائیے۔ رہا گمراہ ہونے سے بچانا سو زبان سے بھی ہو سکتا ہے۔ پھر کوئی نہ بچے وہ جانے۔ اگر اس مقام پر کسی کے ذہن میں یہ صورت آوے کہ لوگوں کو بیعت کرکے پھر ان کو کسی محقق کے پاس پہنچاوے سو بعد تامل اس میں بھی مفاسد نظر آتے ہیں۔ اول تو بعضے مرید ہی دوسری جگہ رجوع نہ کرینگے۔ دوسرے چند روز میں ایسے غیر کاملین میں بھی ہجوم عوام سے خود بینی و عجب و ریا وغیرہ پیدا ہو جاویگا۔ اور تعلیم میں عار کے سبب کبھی جہل کا اقرار نہ کریگا۔ ضلوا فاضلوا کا مصداق بنیگا۔

(النور صفر ؁۴۵ھ)

شیخ پر اعتراض کا باعث محرومی ہونا

حال۔ جناب نے مجلس عام میں فرمایا تھا کہ شیخ پر اعتراض کرنا باعث محرومی ہے۔ جناب عالی واللہ جو میری محبت اور عقیدہ جناب پر ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ لیکن بعض بعض اوقات از خود بغیر قصد کے یہ خیال دل میں آجاتا ہے۔ کہ حضرت ایسے کیوں کرتے ہیں اور ایسے کیوں کرتے ہیں پھر نعوذ پڑھتا ہوں کہ یہ تو اعتراض ہے لیکن خیال کرکے دیکھتا ہوں تو جانتا ہوں۔ کہ یہ اعتراض بد اعتقادی کے سبب سے نہیں ہوتے۔ فقط جو سمجھ میں نہیں آتے تو خیال کرتا ہوں کہ ایسے کیوں ہوا۔ اب حیران ہوں کہ شاید میری محرومی کا باعث یہی اعتراض تو نہیں ہیں تشفیہ فرماویں۔

تحقیق۔ چونکہ غیر اختیاری ہے اور پھر بقدر اختیار اس کو دفع بھی کرتے ہیں۔ اس لئے مضر نہیں لیکن یہ زیادہ بہتر ہو۔ کہ عقل خداداد سے کام لے کر اس کی کنہ کو سمجھ لیجئے۔

(النور ربیع ۲ ؁۴۵ھ)

منافع صحبت شیخ و تعلیم کتابی

سوال۔ تمام علم کی کتابیں موجود ہیں فقہ حدیث و تصوف اب اگر کوئی عمل کرنا چاہیے تو کتابوں سے دیکھکر کر سکتا ہے پھر اس کی کیا ضرورت ہے کہ کسی شخص خاص کی صحبت اختیار کیجاوے۔ میرے خیال میں کسی کی صحبت اختیار کرنے سے ایک بزرگوں کے سلسلہ کی برکت ہوتی ہے۔ دوسرے شخص خاص گو وہی بتاتا ہے۔ جو کتابوں میں ہے مگر بزرگوں کی زبان میں تاثیر ہوتی ہے۔ اور عمل کا شوق بڑھتا ہے۔ تیسرے خود اپنی استعداد نہیں معلوم ہو سکتی دوسرا شخص استعداد معلوم کر سکتا ہے۔ چوتھے اپنے عیب خود کم معلوم ہوتے ہیں۔ اور جس کی تقلید کیجاتی ہے۔ وہ بتاتا اور سمجھاتا رہتا ہے اور خیال رکھتا ہے۔ اور سختی کرتا ہے (۲) چونکہ میں داخل سلسلہ نہیں ہوں لہذا اس برکت سے تو محروم ہوں (۳) جو کچھ دریافت کرتا ہوں اور حالت عرض کرتا ہوں سب تحریری عرض کرتا ہوں۔ جو مثل کتاب کے ہوئی اور جو نفع زبانی مقصود تھا وہ حاصل نہیں ہوا اور یہاں رہنا یا دوسری جگہ سے دریافت کرنا برابر ہوا۔ (۴) جو کچھ دریافت کیا اس کا جواب ملگیا۔ اس میں اپنی ضرورت و استعداد خود معلوم ہونی چاہیئے۔ ورنہ بیکار ہے۔ (۵) جب تک امر و نہی سنت خلاف سنت پر ٹوکا نہ جاوے اس وقت تک پوری پیروی ہونا مشکل ہے اور اس کے واسطے سختی کی ضرورت ہے۔ اس سے بھی بندہ محروم ہے۔ غرض یہ ہے کہ سلسلہ میں داخل ہونے کی بابت تو میرا یہ خیال ہے کہ جس وقت سلسلہ میں داخل ہونے کے قابل ہو جاؤنگا جناب خود داخل فرما لینگے۔ البتہ اگر جناب اجازت دیں تو جو کچھ عرض کرنا ہو زبانی عرض کر لیا کروں اور اُمیدوار ہوں کہ شفقت پدرانہ و بزرگانہ سے بندہ کی غلطیوں پر تنبہ فرماتے رہیگا۔

جواب۔ سب خیالات صحیح ہیں جن سے دل خوش ہوا روک ٹوک اس وقت ہوتی ہے جب کچھ کوتاہی دیکھوں۔ اور ویسے کیا کہوں۔ اور میں تحریر پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس مضمون میں اگر کوئی بات زبانی تحقیق کے قابل ہوتی ہے خود زبانی کہنے کے لیے مشورہ دیتا ہوں۔ اور وقت معین کر کے سن لیتا ہوں۔ باقی پاس رہنے کے منافع انھیں میں منحصر نہیں جو لکھے ہیں بلکہ جو افادات زبانی سننے میں آتے ہیں وہ خلاصہ ہوتے ہیں تحقیقات و مسائل کے جس سے اپنی حالت بھی وضوح کے ساتھ منکشف ہوتی ہے اور ان اہل صحبت میں جو بابرکت ہوتے ہیں وہاں ایک نفع صحبت کی برکت اور ان کے طرز عمل سے سبق لینا ہوتا ہے۔ لہذا بحالت موجودہ یہ صحبت کتاب و عمل کرنے سے بدرجہا انفع ہے۔ اگر اس کے نافع ہونے میں ذرا بھی شبہ ہو یا کمی ہوتی

میں ہرگز طالبین کے لئے تجویز نہ کرتا اور اگر باوجود عدم ضرورت کے اس سے مستثنے کرنا شروع کردوں دوسروں کی بھی ایسی درخواست کو منظور کرنا پڑیگا۔ تو میری وہ ضرورتیں اور مصلحتیں جو کہ باعث ہوئی ہیں اس تجویز حال کی وہ سب ضائع ہوجاتی ہیں۔ خوب غور کریں اور مطمئن رہیں

(النور جمادی الاول ۵۴ھ)

خلاف شرع پیر سے بیعت فسخ کرنے کا وجوب

حال۔ میں ایک شخص سے مرید ہوگیا۔ بعد مرید ہونے کے معلوم ہوا کہ وہ شخص عقائد فاسد رکھتے ہیں۔ اور مذہب ان کا ہمہ اوست ہے۔ لہٰذا ایک عجیب پریشانی میں پڑا ہوں اب فرمائیے کہ کیا کروں وہ بیعت توڑ سکتا ہوں یا نہیں۔

تحقیق۔ توڑ دینا واجب ہے۔

حال۔ اس بیعت توڑنے کی خبر پیر صاحب کو کرسکتا ہوں یا نہیں۔

تحقیق۔ اگر کسی جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو تو خبر کردینا بہتر ہے ورنہ خود اپنا ارادہ ہی کافی ہے

فسخ بیعت کا طریقہ

حال۔ بیعت توڑنے کا طریقہ کیا ہے۔

تحقیق۔ پکا ارادہ کرے کہ اس سے تعلق نہ رکھونگا (النور رجب ۵۴ھ)

تربیت کے طرق کا مختلف ہونا

حال۔ احقر نے کئی بار عریضہ کا ارادہ کیا مگر کوئی نہ کوئی مانع رہا۔ کئی علاج اطراف میں شروع ہوئے جہاں بار بار جانا پڑا۔ نیز ایک بڑا مانع یہ ہے کہ جب لکھنا چاہا مضامین کا ہجوم اس قدر ہوا کہ وہ ضبط میں نہ آسکے۔ مجبوراً قاصر رہا۔ بالآخر یہ ارادہ کیا کہ انضباط اور احاطہ وغیرہ سے قطع نظر کرکے جتنا ممکن ہوسکے عرض کردیا کروں۔ مالا یدرک کلہ لایترک کلہ احقر جیسے سفر گورکھپوری ہمرکاب رہا۔ وقتاً فوقتاً یہ اثر طبیعت میں پایا کہ میری طینت ہی خراب ہے جس کا بدلنا ناممکن ہے۔ اور اسی خیال کو اعظم گڈھ کے وعظوں سے بہت تائید ہوگئی۔ اور یاس کی یہ نوبت ہوئی کہ ایک روز تو قریب تھا کہ حضرت سے اجازت لیکر رخصت ہوں۔ لیکن جونپور کے وعظ سے قدرے تبدیلی ہوئی۔ اور اس کے بعد کے وعظوں سے اس تبدیلی میں اور ترقی ہوتی گئی حتے کہ قنوج کے وعظ میں حضرت کا یہ لفظ ہے کہ طبیب باطن کسی مرض کو بھی لاعلاج نہیں کہتا۔ علاج کرکے دیکھو اس سے جو تقویت قلب کو پہونچی میں بیان نہیں کرسکتا۔ میں نے تمام مواعظ میں بروقت تسوید ان مقامات پر نشان لگائے ہیں جن کو اپنے متعلق سمجھا حضرت کے اس لفظ سے جان میں جان آئی۔ لیکن میں بار بار غور

کرتا ہوں تو اپنی حالت ایسی پاتا ہوں کہ خدا نہ کرے کسی کی بھی ہو۔ تمام دنیا پر تو کہاں تک نظر ڈالوں مگر میں اپنے بھائیوں کے حالات میں غور کرتا ہوں تو حیرت میں رہ جاتا ہوں ...... کی حالت تو ماشاء اللہ بہت ہی اچھی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میں اس کو نہیں پا سکتا بڑے بھائی صاحب کو دیکھتا ہوں تو اگرچہ انھوں نے اس راہ سے بہت تساہل کر رکھا ہے۔ مگر حالت ان کی مجھ سے بدرجہا بہتر ہے۔ افسوس سب سے گری ہوئی حالت ...... کی ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ان میں بعض حالات قابل غبطہ ہیں۔ رہ گیا میں سو کہنے کو سب سے آگے اور واقع میں سب سے پیچھے۔ ایک شخص اچرونڈ ضلع میرٹھ کا ہے۔ جس کو میں نے حسب الارشاد حضرت والا کے ذکر بتا دیا تھا۔ ایک مہینہ نہیں گذرا کہ اس کی حالت کچھ سے کچھ ہو گئی۔ اس کو دیکھکر تو ڈوب مرنے کو جی چاہا۔ کہ کہنے کو یہ میرا تعلیم کردہ ہے مگر حقیقت میں میں اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتا۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ وہ خرابیاں مجھ میں کیا ہیں مگر ہیں ضرور اور خیال ہے کہ میں اگر ضلع اعظم گڈھ کے مواعظ کو پھر دیکھونگا تو وہی یاس پھر پیدا ہو گی۔ بہرحال کچھ بھی ہو مگر یہ تہیہ کر لیا ہے کہ ہر وعظ کے ختم پر مواقع نشان کردہ کے متعلق حضرت سے رجوع کروں گا۔ بندہ نے اپنی باگ حضرت کے ہاتھ میں دے رکھی ہے اور دعا یا حضرت کا وسیلہ ہے۔ اور بس

تحقیق۔ مجھکو بجائے اس کے کہ خط پڑھکر ہمدردی سے پریشان ہوتا دل ہی دل میں بہت ہنسا اور تعجب ہوا کہ آپ طبیب ہو کر ایسے خیالات سے کیوں متاثر ہوئے۔ کیا آپ کو اس کا مشاہدہ نہیں ہوا ہو گا۔ کہ ایک شخص جس کو آپ نبض اور قارورہ سے تندرست کہتے ہوں وہ اگر سفر میں آپکی عام تقریریں جو موضوع صحت و مرض پر کی جاویں سنے تو کیا وہ اپنے کو مریض نہ سمجھیگا۔ یا وہ آپکی ہر وقت کی روک ٹوک پر جو آپ اس کو شفقت سے بہ نیت بقاء و تکمیل صحت براہ احتیاط کرتے ہوں غور کرتا رہے تو کیا اس کو اپنی بد پرہیزی کا گمان نہ پک جاویگا۔ تو کیا اس صورت میں آپ کا اس پر حکم صحت کا لگانا صحیح ہو گا۔ یا اس کا اپنے اوپر مرض کا حکم لگانا صحیح ہو گا۔ حضرت جس طرح اہل فن طب کی رو سے کوئی صحیح نہیں اسی طرح اہل فن تربیت کے اعتبار سے کوئی مہذب نہیں۔ لیکن ماہر کا حکم مقدم ہے۔ استدلال بالکلیات پر اور علم اس کی یہ ہے کہ ہر شخص کی صحت اس کے خاص مزاج کے اعتبار سے ہے۔

(النور رجب ۵۳ھ)

شیخ کا زجر و توبیخ کرنا

سوال۔ میں نے ایک جگہ دیکھا ہے کہ اولیاء اللہ کا ایک طائفہ ہوتا ہے جو اپنے کو بلقب ملامتیہ شمار کرتے ہیں۔ کہ اہل ظاہر کو انکے

افعال منکر معلوم ہوتے ہیں۔ اور قابل اعتراض سمجھکر ان پر بعض طعن کرتے ہیں مگر ان کاملین کو اس کی کچھ پروا نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ قصداً اس فعل کو اختیار کرتے ہیں کہ جس سے لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہوں۔ چنانچہ احقر کے نزدیک یہی سمجھ میں آتا ہے کہ آنجناب نے بھی طائفہ مذکورہ میں اپنے کو شمار کر کے اس فعل یعنی زجر و توبیخ و غصہ (جو بظاہر اہل ظاہر کے نزدیک خلاف معلوم ہوتا ہے۔ اور کتنے دیکھکر یضل بہ کثیرا اور یھدی بہ کثیرا کے مصداق بنتے ہیں۔) کو اختیار فرمایا ہے۔ تو حضور نے ایسا طرز محمود و مصلح اختیار فرمایا ہے کہ صالحین و طالبین کی اس سے جلد اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور معترضین و بددینوں کی گمراہی بڑھتی ہے تو فعل بالا گویا شان نبوت ہے۔ کیا احقر کا یہ گمان اور عقیدہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ متنبہ کیا جاؤں۔

جواب۔ بجز ایک جملہ کے سب خیالات درست ہیں۔ وہ یہ کہ قصداً اس فعل کو اختیار کرتے ہیں کہ جس سے میں لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہوں اھ۔ کیونکہ میں قصد سے ایسا نہیں کرتا

(النور رجب ۵۴ھ)

معالجہ ایک ہی شیخ سے کرانا چاہیئے

حال۔ تاکہ حضور کا التفات کامل ہو بہت سے معمولات جو حضور کے مشرب یا مصلحت کے خلاف تھے چھوڑ دیئے۔

تحقیق۔ یہ آپ کی محبت اور طلب کی دلیل ہے مگر اس میں ہنوز تتمیم کی ضرورت ہے جس کو میں آپ کو صراحۃً اس لئے نہ کہتا تھا کہ کہیں کسی غلط بیں کو میری نسبت ایسے مشورہ دینے سے ایک جلیل الشان بزرگ کے متعلق قلت ادب کا شبہ نہ ہو جس سے بحمد اللہ تعالیٰ مبرا ہوں۔ گو اشارۃً میں اکثر اس پر متنبہ کرتا رہا مگر آج آپ کے اس جملہ نے کہ بہت سے معمولات الخ اجازت دی کہ ذرا صاف عرض کروں۔ وہ یہ کہ کبھی دو طبیبوں کا طرز علاج یا تحقیقات طبی مختلف ہوتا ہے اور کبھی باوجود اتحاد دونوں کے خود مریض کے حالات باوقات مختلفہ مختلف ہوتے ہیں یعنی دوسرے طبیب کے ہاتھ میں وہ ایسے وقت پہونچا ہے کہ اگر اس وقت میں طبیب اول کا علاج بھی جاری رہتا تو وہ بھی اپنا علاج بدل ڈالتا۔ حاصل مشترک دونوں صورتوں کا یہ ہے کہ بعض اوقات مریض کو اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ اعتقاد تو طبیب اول سے بھی کامل رکھے۔ مگر دونوں کی تحقیق یا اصول علاج کو مجتمع نہ کرے۔ بلکہ طبیب ثانی کے طریق میں اپنی شفا کو منحصر سمجھے۔ اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ آپ کو بھی ضرورت ہے۔ پس خدا گواہ ہے کہ میں محض

خیر خواہی اور اس کی ساتھ بصیرت و یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جن امور کو آپ احوال سمجھ رہے ہیں یہ سب آپ کا ضعف قلب و ضعف دماغ ہے ۔ اور جتنے خیالات آپ کے ذہن میں ہیں وہ توحید وجودی کے مضامین سُنے ہوئے ہیں ۔ ان سب کو اپنے لئے مضر اور باطل سمجھکر صرف اعمال ظاہرہ و باطنہ کو مقصود اور رضائے حق کو غایۃ المقصود سمجھکر کام کیجئے ۔ تو لنھدینھم سبلنا کا وعدہ نقد دیکھئے گا ۔ وقال الذی اٰمن یاقوم اتبعون اھدکم سبیل الرشاد (النور رمضان ۳۵ھ

خدا تک پہونچنا بیعت پر موقوف نہیں

حال ۔ قطعہ ملفوف روانہ کرکے ایک عرصہ تک جواب کا انتظار کرتا رہا ۔ افسوس کہ جواب سے مشرف نہ ہوا ۔ اب نہ معلوم عریضہ نیاز بار یاب بھی نہیں ہوا یا جواب ضائع ہو گیا ۔

تحقیق ۔ کیا یہ سوال مجھسے کرنے کا ہے ۔ کیا مجھکو کسی خاص خط کا آنا یا نہ آنا یاد رہ سکتا ہے

حال ۔ اس عریضہ میں ایک ضروری خلجان یہ عرض کیا تھا کہ حافظ سید احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال دیکھنے سے جناب ممدوح جنۃ الفردوس مقام کی طرف اس قدر قلب کا انجذاب ہوا اور اب تک فی الجملہ باقی ہے ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح کے مطالعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نہیں بہت غور سے بندہ کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اکثر احوال حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم کے بارہا سُنے اور حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عجیب عجیب واقعات پہلے ہی بار دیکھنے میں آئے ۔ اس وجہ سے اس نے تاثیر عجیب پیدا کی اس گستاخی کی معافی چاہتا ہوں ۔ کہ مرض عرض کرکے بندہ نے تجویز بھی پیش کر دی ۔ عرض داشت سابق کے جواب موصول نہ ہونے سے تسکین خاطر کے لئے یہ ایک خیال بندہ نے خود طبیعت سے اخذ کیا باقی جو ملازمان عالی فرمائینگے وہی عین صواب ہوگا ۔

تحقیق ۔ جب یہ امر غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری پر ملامت نہیں تو اس کی تم کو تحقیق کی کیا ضرورت ہے ۔

حال ۔ بندہ نے آجتک اس امر کی درخواست خدام اعلیٰ میں پیش نہیں کی کہ فدوی کو خادموں میں لے کر مشرف فرمایا جاوے ۔ اس کی وجہ ایک تو یہی ہے کہ ناکارہ میں اس کی صلاحیت ہی نہیں کہ مرید ہونے کی التجا کرے ۔ دوسرے یہ بھی تمنا تھی کہ خدام اعلیٰ کی توجہ ہوئی تو مرید فرمالینگے گو مجھ میں کوئی بات نہیں مگر بعد اجازت حاضر ہو کر مرید ہوں ۔ اب بالفعل الامداد میں ملازمان عالی کا مضمون مبارک شایع ہوا ہے کہ خدا تک پہونچنے کے لئے عمدہ راستہ یہی ہے کہ ایک کامل

پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر ان کے تابع ہو جاؤ۔

تحقیق۔ کیا اس سے مراد بیعت ہے اگر یہ سمجھا گیا ہے تو غلط ہے۔ اور تابع ہونا آپ کا فعل اختیاری ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ زید کا خدا تک پہنچنا عمرو کے فعل اختیاری پر موقوف نہیں ہو سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ بیعت کا قبول دوسرے کا فعل ہے خوب غور کیجئے۔ (النور رمضان ۴۵ھ)

سوال۔ بجواب نیاز نامہ ایں احقر حضور نوشتہ اند کہ ایا بیعت موقوف علیہ است کہ فیض را عرض است کہ ایں سوال از لیاقت بندہ برون ست اما در ذہن بندہ چنیں آید کہ بیعت فیض تام را موقوف علیہ ست۔ فقط۔

جواب۔ خلاف واقع ست فقط

سوال۔ والا لازم آید کہ ہمہ سلسلہ ہائے بزرگان محمول بر فعل عبث باشند۔

جواب۔ موقوف علیہ فیض تام نبودن مستلزم نیست عبثیت را چرا کہ فائدہ در ہمیں توقف منحصر نیست۔

سوال۔ مہربانی نمودہ ایں سوال وجواب قطع کنند۔

جواب۔ غلط را صحیح چگونہ کنم۔

سوال۔ و بر حال ایں احقر توجہ فرمودہ داخل سلسلہ فرمایند۔

جواب۔ اگر بدون ایں خدمت کنم چہ حرج ست۔

سوال۔ واحقر را ہیچ غرضے دنیاوی نیست اللہ تبارک خوب می داند۔

جواب۔ تصدیق میکنم لیکن ایں خلوص مستلزم لزوم قبول بیعت نیست

سوال۔ لہٰذا از بیعت محروم نہ فرمایند۔

جواب۔ وجہ اصرار بذہن نمی آید اگر نزد شما ضرورست بشیخ دیگر رجوع فرمایند۔ (النور ذیقعدہ ۴۵ھ)

بیعت ہونے کے شرائط

حال۔ میں نے گذشتہ سال اپنی بیماری میں خواب دیکھا تھا کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں اور یہ عرض کر رہا ہوں کہ مجھے چھ ماہ کی مدرسے سے تعطیل ہے۔ اب اس مدت میں میرے لئے کہاں رہنا مفید ہے۔ آنحضرت نے یہ فرمایا کہ تم اس زمانہ تعطیل میں مولنا ...... صاحب کی خدمت میں رہو۔ یا میرے پاس تھانہ بھون۔ بعد اس کے امسال پھر خواب اسی بیماری میں دیکھا۔ کہ میں حضور میں حاضر ہوں

اور مرید ہونے کی درخواست کر رہا ہوں۔ چنانچہ حضرتؒ نے ہاتھ میں ہاتھ لے لیا اور بیعت فرما رہے ہیں۔ یہ دو خواب دیکھے ہیں۔ حالانکہ میں حضرت مولٰنا …… صاحب سے بیعت ہوں۔ مگر آنحضرت کے ساتھ جو قلبی محبت ہے واللہ وہ حضرت مذکور کے ساتھ قلب کا امتحان کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ نہیں ہے۔ لیکن عقیدت میں کسی قسم سے کمی نہیں ہے۔ اس خواب اور ان اسرار سے آگاہ فرمایا جاوے۔

تحقیق۔ پورا جواب اس کا تو زبانی ہو سکتا ہے۔ تحریر میں کیا کیا مضمون لاؤں مگر بقدر ضرورت چند امور لکھتا ہوں۔ (۱) اگر ایک جگہ بیعت ہو کر دوسری جگہ تعلیم و اصلاح کا تعلق رکھے کچھ حرج نہیں۔ خصوص جب بیعت کی جگہ سے مناسبت کم ہو۔ اور دوسری جگہ مناسبت زیادہ ہو۔ (۲) جس جگہ تعلیم و اصلاح کا تعلق رکھنا چاہے۔ سب سے اوّل ضرور ہے کہ وہاں کا طرز و انداز معلوم کرلے تاکہ بعد میں توحش نہ ہو۔ (۳) اور چونکہ ہر مربی کا طرز علیحدہ ہے اس لئے طرز معلوم کرنے کے بعد اس طرز کے قبول کرنے کے لئے پورے طور سے اپنے کو آمادہ کرلے۔ اور آمادگی یہ ہے کہ اس کے اختیار کرنے میں خواہ کوئی تکلیف ہو یا کوئی ذلت ہو یا کوئی ضرر جسمانی یا مالی یا نفسانی سب کو گوارا کرلے۔ (۴) میرا طرز تربیت کے باب میں قدرے سخت ہے جس کا تحمل کرنا بجز عاشق اصلاح کے ہر شخص سے نہیں ہو سکتا۔ (۵) اس لئے قبل تعلق اصلاح کے اگر چندے میرے پاس ٹھہر کر مزید بصیرت حاصل کرلیجاوے اور اپنے نفس کے لئے بصیرت سے فیصلہ کرلیا جاوے۔ اس فیصلہ کے بعد سلسلہ استصلاح کا شروع کرنا مصلحت ہے۔ (۶) بالخصوص رذیلہ کبر کا علاج میرے نزدیک اہم بھی بہت ہے۔ اور سخت بھی زیادہ ہے حتی کہ زجر باللسان و ضرب بالبنان تک کی نوبت آجاتی ہے۔ (۷) مرض کبر اکثر میں غالب اور شائع ہے خصوص جس نے مدرسی یا وعظ گوئی کی صدارت بھی کبھی حاصل کی ہو۔ (۸) اقسام کبر کے اس کثرت سے ہیں کہ لا تعد ولا تحصیٰ اور اکثر ان میں ادق و اغمض اس قدر ہیں کہ بجز محقق کے کسی کی نظر بھی وہاں تک نہیں پہونچتی اور اس میں علماء ظاہر کو بھی اس محقق کی تقلید بلا تفحص حقیقت کے کرنا پڑتی ہے۔ ان سب امور میں غور کر کے کچھ لکھنا ہو لکھو۔ فقط

(النور صفر سنہ ۴۶ھ)

ضرورت تربیت

حال جمعیت دل در نیاز و نماز و دیگر عبادات مطابق حدیث احسان دست نہ دہد چشم انکہ از روئے معتقد پرورے تربیت ایں خواہند نمود باقی بجز درخواست دعا چہ نویسد۔

تحقیق۔ تربیت باقاعدہ اگر مطلوب است تصریح نمایند عذر نخواہد بود و اگر محض رسماً ایں لفظ تربیت نوشتہ اند مقصود محض دعاست پس دعا می کنم مگر محض دعا دریں طریق کافی نیست چنانچہ دعائے تولد فرزند بدون زوجہ تربیت السالک صفحہ ۵۴۵ از النور جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ)

اصلاح باطن کے لئے ضرورت شیخ

بخدمت شریف حضرت تاج الاولیا سند الاتقیا سید العلماء دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کئی روز سے ارادہ کر رہا ہوں۔ کچھ تخلیہ رذائل کی نسبت کچھ عرض کروں۔ ذکر و شغل حقیقی سے تو محروم ہوں کچھ اخلاق کی اصلاح ہو جائے تو لاکھ لاکھ غنیمت ہے۔ مگر اس عرض حال کے لئے بھی موفق نہ ہو سکا۔ اس عریضہ سے مقصود یہ ہے کہ حضور کی خدمت شریف میں عرض کروں کہ رذائل کی نسبت اجمالاً تو پورا یقین ہے۔ کہ اس نالائق میں موجود ہیں۔ موقع پر ان کے ظہور کا بھی احساس ہوتا ہے۔ مثلاً کبر اپنے وقت میں ظاہر ہوتا ہے مثلاً کسی مقام کی تقریر کی اور بزعم خود یہ خیال کیا کہ جیسا اس مقام کو میں نے سہولت سے طلبہ کی فہیم و تسکین کر دی ہے فلاں شخص ایسا نہیں کر سکتا پھر اگر کسی طالب العلم نے بھی اس غلط خیالی کی تائید کر دی تو بس نفس خوب خوش ہوا۔ اور دوسرے کی عظمت قلب سے رخصت ہو گئی۔ اسی طرح دوسرے کی اچھی حالت معلوم کر کے نفس یہ چاہتا ہے کہ یہ حالت اسکی نہ ہوتی میری ہوتی۔ گو تقاضہ پر عمل نہیں ہوتا اور یہ بھی اپنے خیال میں ہے اور واقع میں ممکن ہے عمل بھی ہو جاتا ہو۔ اس حالت میں عرض یہ ہے کہ یہ تو میں سمجھا ہوا ہوں کہ رذائل کا ازالہ کلیۃً تو محال ہے نہ انسان اس کا مکلف ہے اور یہ بھی سمجھا ہوا ہوں کہ ان کے مقتضیات پر عمل نہ کرنا اس کا انسان مکلف ہے اور یہ اختیاری شئی ہے۔ اور یہ بھی سمجھا ہوا ہوں کہ فعل اختیاری کے کرنے میں بدون استعمال اختیار کے اور کوئی علاج نہیں۔ گو بعض دفعہ مشائخ کی توجہ و دعا و بعض معالجات سے کچھ سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر انسان کو ہمت کر کے رکنا چاہئیے۔ خواہ اس میں سہولت ہو یا نہ ہو ان معروضات کے بعد یہ عرض ہے کہ کیا یہ جو کچھ عرض کر چکا ہوں صحیح ہے یا نہ

تحقیق۔ صحیح ہے۔

حال۔ بر تقدیر اول شیخ سے تخلیہ رذائل میں کیا اصلاح کرائی جاتی ہے۔

تحقیق۔ خود یہ علم اور طریق محتاج شیخ ہے۔ اس کے بعد عمل باقی رہجاتا ہے۔ وہ طالب کا کام ہے۔ اس میں شیخ کی حاجت نہیں۔ البتہ پھر بھی بعض رذائل کی تحقیق میں حاجت

ہوجاتی ہے۔

حال۔ دوسری عرض یہ ہے کہ بعض دفعہ جزئیات میں خلط ہوجاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ یہ کبر ہے یا استغنا اس کی آسان صورت کیا ہے جس سے سمجھ سکے۔ کہ یہ استغنا ہے اور یہ کبر ہے۔

تحقیق۔ کبر کی تعریف صادق آتی ہے تو کبر ورنہ استغنا ہے۔

حال۔ تیسری عرض یہ ہے کہ یہ شبہ رہتا کہ بعض دفعہ رذائل کے مقتضات پر عمل بھی ہوجاتا ہو اور پتہ نہ چلے تو اس کے احساس کا بھی کوئی طریق ہے یا نہیں۔ اور نیز یہ وسوسہ ہی ہے یا ممکن بھی ہے۔ کہ رذائل کے مقتضیات پر عمل کرتا ہو اور عامل کو احساس نہ ہو۔

تحقیق۔ اتنی کاوش کی حاجت نہیں۔ جو بات باوجود تمام کے سمجھ میں نہ آوے انسان اس کا مکلف نہیں۔

حال۔ چوتھی عرض یہ ہے کہ بعض دفعہ بلکہ اکثر دفعہ اگر رذائل کی حقیقت ہی کا اس کو پتہ نہ ہو مثلاً کبر حقیقی کو استغنا سے ممتاز نہ کرے تو پھر اس کی تحقیق میں اپنے شیخ کی طرف رجوع کرے یا کتب تصوف کا مطالعہ بھی کچھ مفید ہوگا۔

تحقیق۔ دونوں طریق صحیح ہیں۔

حال۔ ایک صاحب نے در منضود کے ترجمہ کی عبارت دربات تواضع کے نقل کرکے اس پر عمل کرنے کے لئے اس کا ایک محمل متعین کرکے اس کے صواب و خطا ہونے کے متعلق استفسار کیا ان کو حسب ذیل جواب دیا گیا۔

تحقیق۔ طب کی کتابیں اطبا کے لئے ہیں نہ کہ مریضوں کے لئے۔ مریضوں کے لئے تو طبیب کا قول ہی کتاب ہے۔ آپ جیسے بزرگوں کے ذمہ یہ ہے کہ محض کتابوں پر عمل نہ کیا جاوے بلکہ اپنے حالات کسی مصلح کے سامنے پیش کرکے علاج پوچھنا چاہیئے۔ البتہ اگر مصلح کوئی کتاب دیکھنا تجویز کردے۔ اس وقت وہ کتاب بھی بمنزلہ مصلح کے خطاب کے ہے۔

تربیت از النور بابتہ رجب ۱۳۴۹ھ ص ۵۹

اصلاح باطن کے لئے ضرورت شیخ کامل

حال۔ احقر کو عرصہ سے حضرت والا سے عقیدت و محبت ہے۔ اور مجھے یہ شوق ہے کہ بزرگوں سے جو چیز حاصل کیجاتی ہے وہ حاصل کروں۔ اور میں ایک اناڑی آدمی

آدمی ہوں مجھے یہ کچھ نہیں معلوم کہ بزرگوں سے کیا چیز حاصل کیجاتی ہے۔ لہٰذا حضرت والا ارشاد فرمادیں کہ بزرگوں سے کیا چیز حاصل کیجاتی ہے۔ اور اس کے مطابق مجھ عامی مشغول کو طریقہ تعلیم ارشاد فرمادیں جس پر کاربند ہوں جزاکم اللہ فی الدارین خیرا۔

تحقیق۔ نفس میں کچھ امراض ہوتے ہیں ان کا علاج کتابوں میں لکھا ہے۔ مگر جیسے جسمانی امراض کا علاج کتابوں میں لکھا ہے۔ لیکن پھر بھی طبیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی درجہ نفسانی امراض کے معالجہ میں شیخ یعنی معلم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر یہ بات سمجھ میں آگئی ہو تو پھر آگے امراض تبلاؤنگا پھر اس کے سمجھ جانیکے بعد علاج تبلاؤنگا۔ تربیت از النور ماہ رمضان سنہ ۴۹ھ ص ۶۰

حال۔ عرض یہ ہے کہ بزرگوں سے حاصل کرنے کی کیا چیز ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے۔

تحقیق۔ کچھ اعمال مامور بہا ہیں ظاہرہ بھی باطنہ بھی نیز کچھ اعمال منہی عنہا ہیں۔ ظاہرہ بھی باطنہ بھی۔ ہر دو قسم میں کچھ علمی و عملی غلطیاں ہوجاتی ہیں۔ مشائخ طریق طالب کے حالات سنکر ان عوارض کو سمجھکر ان کا علاج تبلا دیتے ہیں۔ ان پر عمل کرنا طالب کا کام ہے۔ اور اعانت طریق کیلئے کچھ ذکر بھی تجویز کردیتے ہیں۔ اس تقریر سے مقصود اور طریق دونوں معلوم ہوگئے۔

تربیۃ بابت النور جمادی الاول سنہ ۵۰ھ۔ ص ۶۳

شیخ سے مناسبت پیدا ہونیکا طریق

حال۔ ایک بات عرض کرنیکی جرأت کرتا ہوں اگرچہ ڈر بھی لگتا ہے۔ کہ گستاخی نہ ہو مگر حدیث میں آتا ہے کہ بعض صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ من احب الناس الیک یا رسول اللہ اس لئے کچھ جرأت ہوتی ہے کہ یہ سوال خلاف سنت نہوگا۔ یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اہل طریق میں جن کو حضرت سے تعلق ہے۔ سب سے محبوب آپ کو کون ہے خود بخود یہ سوال دل میں آیا اس لئے لکھدیا بار بار تقاضا ہوا ورنہ جرأت نہ کرتا۔ اگر حضرت والا اخفا کا امر فرمائیں گے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ تا زیست کسی کو خبر نہ کرونگا۔

تحقیق۔ میں تبلانے میں پس و پیش نہ کرتا۔ اگر کوئی اس کا مصداق ہوتا۔ برخوردار من سچ بات یہ ہے کہ اب تک ؎

ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز درون من نجست اسرار من

پوری مناسبت کسی کو نہیں ہوئی اور اجنبیت کا مدار وہی ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا منشا میری ہی کمی ہے۔

حال۔ میرے خیال میں تیسرے سوال کا مع جواب تربیت میں نقل ہو جانا سالکین کے لئے زیادہ نافع معلوم ہوتا ہے۔ شاید کسی اللہ کے بندہ کو حضرت سے پوری مناسبت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو جائے۔ میری جو حالت اُس جواب کو دیکھکر ہوئی واللہ میں کیا عرض کروں سچ فرمایا ؎۔

ہر کسے از ظن خود شد یار من وز درون من نجست اسرار من

حضرت والا اتنا اور عرض کرتا ہوں کہ واللہ مجھے حضرت کے اسرار معلوم ہو جانے کی بہت طلب ہے۔ اور یہی اس سوال کا منشا بھی ہوا۔ اگر اس نالائق کے ضبط و تحمل سے زیادہ وہ اسرار نہ ہوں۔ تو خدا کرے مجھکو معلوم ہو جائیں۔ باقی دریافت کرنے کی جرأت اسلئے نہیں کرتا کہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ دوسرے میں سستی اور کاہلی کے سبب ہرگز اس قابل نہیں کہ اسرار مشائخ پر مطلع ہونیکی درخواست کروں باقی اتنی عرض ضرور ہے۔ کہ میرے لئے دعا فرمائی جاوے۔ کہ حق تعالیٰ مجھے حضرت سے مناسبت تامہ عطا فرما دیں۔ آمین آمین الف آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

تحقیق۔ عزیزمن بہتر تیسرا مضمون بھی نقل کرا دیا جاوے۔ مجھے صرف یہ خیال مانع ہوا تھا کہ احباب کی دلشکنی نہو باقی جب اس سے اہم مصلحت نقل میں ہے میں موافقت کرتا ہوں۔ برخوردار من میرے اسرار ہی کیا ہوتے۔ مولانا کا قول تو میں نے تبرکاً نقل کر دیا ہے۔ مراد میری یہ ہے کہ میرے مذاق سے پوری مناسبت کسی نے پیدا نہیں کی۔ سو عزیزمن یہ بات میرے کرنے کی نہیں۔ خود اہل محبت کا فعل ہے۔ تتبع اور استحضار اور اتباع اس کا طریق ہے واللہ الموفق اور اس مناسبت کے بعد خود بخود مجھکو اظہار اسرار کا جوش ہوگا۔ اگر کچھ اسرار ہوں گے یا نئے پیدا ہو جاویں گے تربیت از النور ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۶ھ ص ۴۷

حال۔ حضرت والا یہاں آکر ایک نفع تو محسوس ہوا کہ ظاہری فراق نے دل کو تڑپا دیا۔ اب میں ہوں اور حضرت کی یاد اور حضرت کی ہر ہر چیز کی محبت ہر وابستہ کی محبت و عظمت یہ سوچکر اُن کی آنکھیں حضرت کی دیدار سے مشرف ہیں۔ ہر وابستہ درگاہ کو اپنے سے ہزار درجہ افضل سمجھتا ہوں۔ اور سب کی محبت دل میں پاتا ہوں۔

تحقیق۔ اگر فراق غیر اختیاری ہوتا تو یہ آثار حکمت تھے۔ مگر فراق اختیاری میں ان آثار کا تخیل اپنے فعل میں دعوئے حکمت کا ہے۔ جو خود خلاف حکمت ہے۔

حال۔ یہی وجہ تھی کہ میں حضرت کی زبان پر اپنے تذکرہ ہی کا طالب رہتا ہوں۔ کہ ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے۔ بعض صحابہ بھی آپس میں کہا کرتے تھے۔ ھل ذکرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیئ۔ یہی مقصد تھا اور بس۔

نوٹ۔ از ناقل۔ ان صاحب نے ایک مقیم خانقاہ کو لکھا تھا کہ میرا جو ذکر حضرت کسی مجلس میں فرمایا کریں۔ اس سے مجھے مطلع کرتے رہیں۔ اس پر حضرت نے تنبیہ فرمائی تھی۔

(تربیت ص ۶۶ النور ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ)

س۔ مشائخ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کے بدون امر کوئی دنیاوی اور دینی کام نہ کرے جناب نے اکثر دنیوی استفسارات سے مجھے روکا ہے۔ اس کی بابت بندہ کو کیا ہدایت ہے

ج۔ مشائخ نے جو فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بدون اجازت نہ کرے یعنی بعد اطلاع کے اس کو منع کر دے۔ تو نہ کرے۔ پس مراد امر سے اجازت ہے نہ امر ایجاب۔ تربیت حصہ اول ص ۲۹

صحبت شیخ کی ضرورت

حال۔ میرا عجیب سلسلہ ہو گیا ہے ایک وحشت سی اٹھتی ہے جملہ اوقات میں فرق آگیا ہے حیران ہوں اور پریشان ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہے حضور اس کا علاج فرماویں مکرر عرض ہے کہ حضور کچھ تبلادیں جو نماز کے بعد پڑھ لیا کروں۔ تاکہ جملہ امور اوراد وغیرہ وقت پر ہوں۔ اور سکون طبیعت کو رہے۔ کوئی مرض نہ خرابی دماغی وغیرہ مجھے نہیں ہے۔ حضرت بعض وقت کلام مجید یا مناجات مقبول کے پڑھنے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ اور بعض اوقات ایسی طبیعت ہوتی ہے کہ بس دل نکالکر رکھدوں۔ اس قدر خوشی اور فرحت ہوتی ہے۔ اور بکثرت رونا اس حالت پر آتا ہے۔ اس سے اور بھی حیرت میں پڑ گیا ہوں۔

تحقیق۔ حالت موجودہ میں کم از کم ایک مہینہ کے لئے آپ کا آنا مصلحت ہے۔ بعض امور کے لئے قرب جسمانی کی ضرورت ہے۔ تربیت حصہ پنجم ص ۱۰۶

حال۔ اس کے ساتھ ہی یہ دل چاہتا ہے کہ حضور کے قدموں کی خاک کاش اس احقر کی آنکھوں میں لگائی جاوے تاکہ یہ اندھا آنکھوں والا ہو جاوے۔

تحقیق۔ اپنے ملقن کی محبت کلید سعادات ہے۔ تربیت حصہ سوم ص ۱

حال۔ اور میری بات یہ ہے کہ حضور سے علیحدگی کے وقت میں نہایت ہی جوش و خروش رہتا ہے۔ اور دل میں یوں کہتا ہوں کہ اب اگر حضرت سے ملونگا تو قدموں پر گر پڑونگا اور خوب بوسہ دونگا اور یوں کرونگا۔ یوں کرونگا۔ غرضیکہ ان جذبات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ واللہ سچ عرض کرتا ہوں

کہ بعض وقت تنگ آکر یہ کہتا تھا کہ سب چھوڑ چھاڑ کر چلو حضرت کی خدمت میں ع

" خاک ایسی زندگی پر ہم کہیں اور وہ کہیں "

بعض اوقات خط لکھتے وقت روتے روتے بُرا حال ہو جاتا تھا۔ مگر حضور ہی کے خوف سے نہیں آتا تھا کہ ناراض ہونگے۔ ورنہ بندہ کبھی کا آگیا ہوتا۔ یہ چند کلمات جوشِ محبت میں لکھدیئے گئے۔ کہ عشق و مشک را نتواں نہفتن۔ اور یہ بھی ہماری کم ظرفی ہے ورنہ جن کو کامل محبت ہے وہ ایسے دعاوی نہیں کرتے۔ یہاں آنے کے بعد وہ جوش و خروش سب جاتا رہا۔ جیسے آگ پر پانی چھڑک دیا جائے۔ حضرت والا اس کا کیا عث ہے۔ محبت کی کمی تو نہیں ہے۔

تحقیق۔ نہیں بلکہ یہ بھی محبت ہی کا ایک لون ہے۔ یہ انس ہے اور اول شوق۔ تربیت حصہ پنجم ص ۲۵۱

شیخ کی صورت مثالیہ کا قلب پر بلا کسب مرتسم ہونا نعمت ہے۔

حال۔ مطالعہ رسالہ روح الارواح کیا ہے جس سے دیکھتے وقت طبیعت کو رقت ہوئی بعدہٗ ویسی ہی قساوت پیدا ہو گئی۔ ذکر اسم ذات کرتے وقت حضور کی صورت مثالیہ قلب پر مرتسم ہو جاتی ہے۔ اور لفظ اللہ کی ضرب خفیف اس صورت مثالیہ پر پڑتی ہے۔ جس سے متوہم ہو جاتا ہوں۔ کہ کیا یہ صورت جائز ہے۔ یا ناجائز بعض اوقات ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ پنجگانہ نماز میں حضور کی صورت مبارک کا خیال جما رہتا ہے غرض یہ رابطہ بعض اوقات بہت غالب ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات قساوت سے کچھ بھی نہیں۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ مجموعی حالت بہت اچھی ہے۔ مجھکو تو مسرت ہوئی۔ رقت کی کمی مبنی یہ تغیر مذموم نہیں جتنا ہو جائے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ انشاء اللہ حالات محمودہ میں ترقی ہو گی صورت مثالیہ کا بلا اختیار پیدا ہونا نعمت عظمیٰ ہے۔ لوگ شغل کر کے اس کو پیدا کرتے ہیں جو ہمارے یہاں پسندیدہ نہیں۔ آپ کو حق تعالیٰ نے بلا کسب عطا فرمایا ہے۔ شکر کیجئے۔ اس صورت پر ضرب پڑنے سے حرج کیا ہے۔ اور عدم جواز کی تو کوئی وجہ ہی نہیں۔ اچھا ہے آپ کی برکت سے شاید مجھ پر اچھا اثر ہو جائے۔ والسلام تربیت حصہ پنجم ص ۲۶۵

ابتدائے نسبت باطنیہ

حال۔ آجکل احقر کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ احقر کے دل میں کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے یاد الٰہی ہر وقت دل میں رہتی ہے۔ کسی وقت ذہول نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق۔ یہ ابتدائے نسبت کی مبارک ہو۔ تربیت حصہ ششم ربع اول ص ۷۹

باب دوم اخلاق حمیدہ کے بیان میں

خلوت و سفر اور تدبیر و توکل میں تفصیل

حال جب سے حضور سے جدا ہوا ہوں بعضے ادناس دُنیا نے گرفت کرلیا ہے اوّل زبان درازی کیونکہ طالبوں کو بعضے افعال و اقوال شنیعہ سے بدون سخت گوئی اور زبان درازی کے باز رکھنا دشوار ہے۔ دوم عورت کو راہ شریعت اور خلق سنی کے مُطابق چلانا اور اُس کی بدخلقی سے صبر کرنا بندہ کو نہایت دشوار ہے دعاء خیر فرماویں اور ارشاد فرماویں کہ طالبوں کو علم دین اور اخلاق کی تعلیم دینا بہتر ہے یا زیارت مقبرہ اولیا اور سفر سالک کے لئے یا اسباب و تدبیر و توکل کرنا بہتر ہے یا بے اسباب میرے فہم کے مُطابق ارشاد فرماویں انشاء اللہ حضور کے ارشاد سے تسلی ہوگی۔

تحقیق دُعائے خیر کرتا ہوں وہ حدیث یاد کیجئے المومن الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاھم خیر من المومن الذی لایخالط الناس ولا یصبر علی اذاھم - مبتدی کے لئے خلوت بہتر ہے اور منتہی غیر عالم کے لئے سفر بغرض زیارت مقابر و سیاحت مضر نہیں اور مبتدی کے لئے مضر ہے اور عالم کے لئے مانع عن النفع ہے اور ضعیف الہمۃ و معیل کے لئے اسباب و تدبیر بہتر ہے اور قوی الہمۃ مجرد کے لئے توکل - والسلام - تربیۃ حصہ اول صفحہ ۹

تحصیل محبت خدا اور رسُول و ازالہ محبت غیر اللہ کا طریق

حال کوئی دُعا ایسی تحریر فرماویں کہ جس سے محبت خدا اور رسُول خدا کی زیادہ پیدا ہو اور خوف الہی دل پر طاری ہو اور محبت غیر اللہ دل سے جاتی رہے یا کم ہو جاوے اور خدا کے سوا غیر کا خوف دل میں مطلق باقی نہ رہے۔

تحقیق۔ صوفی نشود صافی تا در نکشد جامی ٭ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے مدت تک ذکر شغل اور مطالعہ کُتب مُفیدہ اور صحبت اہل اللہ پر دوام کرنے سے یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے اُس کے لئے کوئی خاص وظیفہ نہیں ہے۔ تربیۃ حصہ اوّل صفحہ ۱۵۔

خشوع پیدا ہونیکا طریق

(حال) مکان پر الحمد للہ تنہائی ہے مگر خطرات بہت آتے

ہیں کہ گھبرا جاتا ہوں زبان چلتی ہے مگر توجہ نہیں ہوتی اور تلاوت کے وقت بسا اوقات بالکل ہی قلب کو غفلت ہوتی ہے بعض دفعہ تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر انتہا پر نشان نہ رکھ دوں تو آگے بڑھتا چلا جاتا ہوں نماز کی بھی یہی کیفیت ہے کہ حضور نصیب نہیں ہوتا نہ اخلاص وخشوع۔

تحقیق تجربہ ہے کہ جب بقصد خشوع ذکر و تلاوت و نماز میں مداومت کے ساتھ مشغولی ہوتی ہے تو خشوع و تمام کیفیات محمودہ پیدا ہو جاتی ہیں دیر ہونے سے پریشان نہ ہوجئے کام کئے جائے انشاء اللہ کلبہ احزان شود روزے گلستان غم مخور۔

تربیتہ حصہ اول صفحہ ۲۱۔

حال اب یہ حال ہے کہ جب نماز میں آخر کی رکعت کے سجدہ میں ہوتا ہوں تو مجھے ہوش آکر خشوع ہوتا ہے اور میں اس سجدہ میں بہت ٹھیر ٹھیر کر تسبیح کہتا ہوں اور اس آواز سے کہ اپنے کان میں خوب صاف آواز آجائے اور بہت گڑگڑا کر اور تعداد میں بھی زیادہ تسبیح کرتا ہوں اخیری سجدے میں تو اکثر ایسا ہوتا ہے اور دیگر سجود میں ایسا کم ہوتا ہے اور رکوع میں اور بھی کم اور قیام میں اور کم اور قعدہ میں نہیں ہوتا جب قیام میں یہ حال ہوتا ہے تو میرا جسم جو بالکل سیدھا کھڑا تھا ذرا سر اور گردن اور کمر آگے کو جھک کر خم ہو جاتے ہیں یعنی انحنا ہو جاتا ہے سیدھا کھڑا ہونا اس وقت معیوب معلوم ہوتا ہے عاجزی سے جھک کر کھڑا ہونا پسند ہوتا ہے اور دعا مانگتے وقت بھی یہ حال اکثر ہوتا ہے

تحقیق مگر بہت مبالغہ اس کوشش میں نہ کیجئے اس سے گرانی پھر گرانی سے افسردگی یا دلی الجھن ہو جاتی ہے۔ تربیتہ جلد ہفتم صفحہ ۴۵

(**حال** نماز میں حتی المقدور خشوع و خضوع کی بجد کوشش اور فکر کرتا ہوں صورت تو شاید بنجاتی ہو مگر حقیقت کا کہیں پتہ نہیں چلتا بالآخر بزبان حال بکمال عجز و ندامت عرض کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ میری طاقت سے باہر ہے اور کامل نماز کی توفیق عنایت فرمائے۔

تحقیق نماز کی تکمیل جس طرح حضور قلب سے ہوتی ہے ندم و نیاز سے بھی ویسا ہی تدارک نقصان ہو جاتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی عطا ہو جاویگا۔ تربیتہ حصہ ہفتم صفحہ ۵۲

سوال ۔ خشوع سوا اللہ اللہ دیگر اذکار میں معنی کا سمجھ لینا کافی ہو گا کیا۔

جواب - اس سے زیادہ نفع یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے دیکھنے کا خیال رکھا جاوے - کما قال تعالیٰ الذی یراک حین تقوم و تقلبك فی الساجدین - تربیۃ حصہ ششم صفحہ ۶ -

آثار محبت

حال جب آپ یہاں آکر واپس تشریف لیجاتے ہیں اُس روز نہ کھانیکو نہ سبق پڑھانے کو کسی کو جی نہیں چاہتا اور ایک مُردگی کی سی حالت ہو جاتی ہے جس کے آثار جسم پر بھی ظاہر ہو جانے لگتے ہیں ویسے کوئی الم نہیں ہوتا

تحقیق اسکا سبب محبت ہے جو امر محمود ہے - تربیۃ حصہ اول صفحہ ۲۴

حال حضور کی قدمبوسی حاصل کرنیکو بہت جی چاہتا ہے - اکثر حضور کو خواب میں دیکھتا ہوں -

تحقیق - یہ آثار محبت سے ہے جو اس طریق میں بیحد نافع ہے - تربیۃ حصہ ہفتم صفحہ ۶ -

حال - چند عرصے میں اپنا احوال حضور عالیہ میں پیش نہ کر سکا سبب اسکا بجز سستی کے اور کچھ نہیں ہے بارہ تسبیح اور بارہ ہزار اسم ذات معمول ہے گاہے گاہے ناغہ ہو جاتا ہے نہ اچھے کپڑے کی خواہش ہے نہ اچھے کھانے کی طلب ہے یہی دل چاہتا ہے کہ اگر عیال و اطفال نہوتا تو مدینہ طیبہ میں جاکر رہتا - تاکہ جنت البقیع ...... میں دفن ہو جاؤں یا تھانہ بھون میں آکر حضور کی ہمسائگی میں عمر بسر کروں ان دونوں باتوں کی روزانہ فکر رہتی ہے گاہے تو ایسا غلبہ ہو جاتا ہے کہ ایسا ہی چلا جاؤں اغلب تھانہ بھون میں آنے کا غلبہ ہوتا ہے یہ سمجھتا ہوں کہ ہر چند قیام مدینہ طیبہ کا افضل ہے لیکن چونکہ میں مبتدی ہوں نا اہل ہوں جب تک میرے اخلاق اچھے نہ ہوں گے تب تک میں مدینہ طیبہ کی ادبیت کے ادا کرنے کا لایق نہیں ہوں اب حضور سے عرض کرتا ہوں کہ آیا یہ وسوسہ ہے یا کیا ہے

تحقیق - حب حق ہے -

حال - کیونکہ یہ بات اکثر روز دلمیں آتی ہے کہ تھانہ بھون شریف یا مدینہ طیبہ کی تیاری کرنا چاہیے پھر اغلب یہ فکر ٹھیری ہے کہ جنوری کے بعد چار مہینہ کا قیام تو تھانہ بھون میں کروں اور جو مناسب میرے حال کے امر ہو ارشاد فرمادیں -

تحقیق - اور تو کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی - تربتہ حصہ ہفتم صفحہ ۳۱ -

حال معلوم نہیں میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہے یا نہیں -

تحقیق - خود یہ فکر ہی دلیل محبت ہے اور دلیل مستلزم ہے مدلول کو پس محبت انشاء اللہ تعالیٰ یقینی ہے -

حال ۔ ذکر کے وقت یہ خیال کر کے (دیا ہم اور ایا نیا ہم جستجوئے میکنم) اسقدر روتا ہوں کہ پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے رات کو جب لیٹتا ہوں تو بہت دیر تک نیند نہیں آتی لیٹے لیٹے رویا کرتا ہوں ۔

تحقیق ۔ یہ سب بھی دلائل ہیں محبت کے ۔ النور صفحہ ۵۰۵

حال ۔ ذکر میں بعض دفعہ یوں جی چاہتا ہے کہ کوئی آکر تلوار سے میری گردن جدا کر دے اور ایک ایک بوٹی جدا جدا پھینک دے اور اسی پر میرا خاتمہ ہو جاوے ۔

تحقیق ۔ اثر محمود ہے محبت کا ۔ قال ابن المنصور رحمۃ اللہ علیہ ؎

اقتلونی یا ثقاتی ؛ ان فی موتی حیاتی النور صفحہ ۳۰۲

غلبہ محبت اللہ و محبت شیخ

حال ۔ یکے از ارشد خلفاء از احقر العباد بخدمت عالیجناب قبلہ و کعبہ سیدی و محبوبی دام ظلہم العالی ۔ السلام علیکم ۔ کئی روز تک محبت الٰہی کا نہایت غلبہ رہا اور یہ خیال غالب ہوا کہ اگر بعد مرنیکے حق تعالیٰ سے کچھ حجاب ہوا تو کیا کروں گا اور اس بات کا بہت صدمہ رہا ہر چند طبیعت کو سمجھایا کہ مایوسی نہ چاہیئے مگر اپنی نا اہلی اور نالائقی پر نظر تھی کہ ایسا ہو تو کچھ عجب نہیں اس لئے کہ میں سخت نا اہل ہوں کچھ اطاعت اور شکر نہیں ہو سکتا اور خیال کرتا تھا کہ گو جنت کی کوئی نعمت نہ ملے مگر حق تعالیٰ سے کسی درجہ میں حجاب نہو پھر یہ حالت صبر کے ساتھ مغلوب ہوئی مگر شوق اب بھی ہے اور آرزو یہی ہے کہ حجاب کسی درجہ میں نہو گو جو کچھ ذرہ محبت الٰہی حضور کی برکت سے میسر ہے وہ تو عرصہ سے ہے مگر اس بار غلبہ بہت رہا اب کئی روز سے حضور والا کی محبت کا بہت غلبہ ہے گو محبت شدیدہ اور عظمت عظیمہ جو میرے قلب میں ہے حضور والا کی اسکا اظہار مجھ سے نہو نہ ہو سکے اس لئے کہ زیادہ اظہار کا مادہ میرے اندر نہیں نہ یہ کچھ محمود ہے اور یہ ایک قسم کا دعویٰ بھی ہے اور مجھ جیسے نالائق اور نا اہل سے صدور دعویٰ نہایت محل استعجاب ہے مگر خیر مجبوری کو اس وقت کچھ اظہار کیا بار بار باوجود تفہیم طبیعت یہ خیال آتا ہے کہ اگر حضور والا کا وصال حق سے میرے مرنیکے پہلے ہوا تو مجھے کیسے چین آویگا اور مجھے بیحد حضرت کی محبت کا غلبہ ہو رہا ہے اگرچہ ان غلبات میں حدود شریعہ سے کبھی تجاوز نہیں ہوتا لیکن بےچینی ضرور ہے اگر بہمہ وجوہ محمود و مقصود ہو تو مبارک ہے گو کتنا ہی صدمہ ہو اور اگر کوئی امر مذموم ہو تو علاج فرما دیجئے پرسوں جب جناب سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جب سے کسیقدر چین ہوا ہے ورنہ بڑا سخت حال تھا۔ زبانی عرض کرنیکی تاب نہیں اسلئے تحریر کیا والسلام۔

تحقیق۔ محبی محبوبی زاد اللہ تعالیٰ عرفاناً وقرباً۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ مبارک ہو ماشا اللہ دونوں حالتیں رفیع ہیں اوّل حالت تو ظاہر ہے حدیث میں شوق لقاء کا مطلوب ہونا اس کے کمال رفعت کی صریح دلیل ہے اور اس کا غالب اور معتدل ہونا یہ سب اُس کے الوان حسب اختلاف احوال ہیں اور یہ سب محمود اور اعتدال زیادہ محمود اور اوفق بالسنتہ ہے کماورد شوقا الی لقائک فی غیر ضرا مضرۃ اور دوسری حالت وہ بھی حُبّ اللہ ہی کا ایک طریق اور لون ہے گو بواسطہ سہی اور بعض احوال میں بعض مصالح اس پر بہ نسبت حالت اولیٰ کے زیادہ مرتب ہوتے ہیں اس لئے یہ سرتاسر محمود ہے شُبہ نہ فرماویں رہا خیال رحلت سے متاثر ہونا یہ اُسی محبت کا طبعی خاصہ ہے اور محمود کے آثار وخواص سب محمود ہیں باقی چونکہ یہ امر طبعی عارضی ہے یہ ایک حال پر نہیں رہتا نیز چونکہ یہ حب فی اللہ ہے اس لئے حق تعالیٰ ایسے موقع پر مدد فرماویں گے جیسا کہ صحابہ کیساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاملہ فرمایا گیا۔

تربیۃ حصہ دوم صفحہ ۱۶۔

علامت عبدیت

حال۔ ظہر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو مجھے دو باتوں کی فکر ہوئی ایک یہ کہ خاتمہ میرا کس حالت پر ہوگا کیونکہ اسوقت تو خدا کے فضل سے ہوش وحواس دُرست ہیں پھر بھی مجھ کو وسوسے ہوتے ہیں اور اس وقت تو نہ ہوش رہیگا اور نہ حواس درست رہینگے اُسوقت کیا حالت ہوگی دوسرے یہ کہ آخرت میں انجام معاملہ کس طرح ہوگا کیونکہ اپنے اعمال کی طرف نظر کرنے سے سوائے اعمال بد کے اعمال نیک نظر نہیں آتے۔

تحقیق۔ یہ عبدیت کی علامت ہے اور یہ اعلیٰ درجہ کی حالت ہے۔ تربیۃ حصہ دوم صفحہ ۲۶

حال۔ میرے گھر کے لوگ اللہ اور رسول کے ایسے عاشق ہیں کہ کوئی بات شریعت کی ان کو کسی طرح سے ناگوار نہیں ہوتی بس اب حضور ان کو بھی کچھ تعلیم فرماویں نمازی ہیں کئی مرتبہ پوچھا کہ اپنا حال مولانا کو لکھو کہتی تھیں کہ میرا حال ہی کیا، الحمدللہ اُن کو کوئی وسوسہ ہی نہیں آتا۔

تحقیق۔ ان کا یہ خیال کہ میرا حال ہی کیا ہے یہی تو بڑا حال ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں عبدیت ہے خدا تعالیٰ مُبارک کرے اُن کے مناسب لا الہ الا اللہ ہے

ہر وقت یہی خیال رکھیں اور کسی وقت کیلئے ایک عدد سہل بھی مقرر کرلیں اور پھر حالات سے گاہ گاہ اطلاع دیں۔

حال۔ حضور مجھکو نماز کے قضا ہونے سے ایسا صدمہ نہیں ہوتا کہ میں بیچین ہوجاؤں بلکہ یوں خیال ہوتا ہے کہ صدمہ کیوں نہیں ہوتا قضا ہوجاوے ہوجاوے کچھ رنج نہیں ہوتا بعض معصیت کے ارتکاب سے بیحد رنج ہوتا ہے اور بعض کے ارتکاب سی بہت کم یا بالکل نہیں۔

تحقیق۔ رنج تو سب پر ہوتا ہے مگر قسمیں رنج کی مختلف ہیں ایک قسم کی یہ بھی ہے کہ رنج نہونے پر رنج ہو۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ بعض گناہ پر طبعی رنج ہوتا ہے بعض پر عقلی چنانچہ رنج طبعی نہونے پہ رنج ہونا یہ دلیل ہے رنج عقلی کے ہونے پر۔

حال۔ بعض وقت یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ حالت بالکل گندی ہے بس حضور کی تحریرات کو دیکھکر شکر کرتا ہوں سمجھ میں نہیں آتا کہ حالت تو ایسی بدتر اور اسپر حضور کی شفقت۔ ڈر لگتا ہے کہ کہیں کسی روز یہ بھنڈارہ نہ پھوٹے تو پھر پوری پوری رسوائی ہو۔

تحقیق۔ پھر حرج ہی کیا ہے یہ خیال کہ کہیں رسوائی ہو یہ بھی حجاب ہے یہ بھی اٹھنا چاہئے۔ صفر ۳۴ھ

تربیۃ حصہ چہارم صفحہ ۵۷

آثار محبت و عبدیت

حال ذکر میں سوز گداز اور طبیعت کو جوش آجاتا ہے اور کوئی آواز مسموع ہوتی ہے لیکن خیال کرتا ہوں تو کچھ پتہ نہیں چلتا جیسے ذکر گونج کر کان میں پڑتا ہے یہ آواز ہے یا خیال خام ہے خیر کچھ ہو اسکی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہوں کیونکہ مقصود خدا کی ذات برتر ہے لیکن اچھی معلوم ہوتی ہے اور خدا کی طلب رمضان شریف کے بعد سے بہت زیادہ ہوگئی ہے اسی فکر میں سارا دن گذر جاتا ہے بلکہ کبھی کبھی رونا آتا ہے رونے میں عجیب لذت محسوس ہوتی ہے دعا میں زیادہ رونا آتا ہے اور ترک کرنے کو جی نہیں چاہتا خیال یہ آتا ہے کہ میں بہت گنہگار ہوں واقع میں ایسا ہی ہوں اگر کوئی بھلائی ہے تو اعلیٰ حضرت کا طفیل اور خدا کا فضل ہے اس ناکارہ سے کچھ نہیں ہوسکتا تھا اور حضوری کسیقدر حاصل ہے لیکن یہ خیال ہے کہ کس جانب تصور ہونا چاہئے فوق سر یا آگے یا پاس یا دل میں ناکارہ کا خیال زیادہ دل ہی میں ہوتا ہے اور خدا کی ذات کا تصور کسطرح کرنا چاہئے وہ موجود باقی فنا یا وہ معبود جو کچھ حال ہو جواب سے آگاہ فرمادیں اور ایک خواب

دیکھا کہ میں نماز پڑھکر مسجد سے گھر جاتا ہوں مسجد کے دروازہ پر ایک عورت کھڑی تھی وہ میرے آگے ہولی میں نے اُس سے کہا کہ پیچھے ہوکر چل اُس نے کچھ جواب نہیں دیا اور نہ پیچھے ہوئی میں دوڑا کہ آگے بڑھ جاؤں تو وہ بھی دوڑی حتیٰ کہ میں بائیں جانب اُس عورت سے پیچھے ہی رہا دروازہ تک اُسکا خیال آتا ہے پھر میں مکان کے اندر چلا گیا جب سے پتہ نہیں کہ کیا ہوئی

تحقیق ۔ سب حالات ماشاء اللہ محمود ہیں یہ آواز اکثر اپنے ہی اندر کی ہوتی ہے گو بعض لوگ اسکو علی الاطلاق عالم غیب کی آواز سمجھتے ہیں اور یہ صحیح نہیں اگرچہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے لیکن تاہم یہ بھی اس لئے محمود ہے کہ یہ ذریعہ ہوتا ہے یکسوئی اور دفع خطرات کا اس لئے اسپر شکر کریں لیکن چونکہ مقصود نہیں اس لئے اسکو کمال نہ سمجھیں نہ اسطرف التفات کریں اور یاد رکھیں کہ محمود ہونیکو مقصود ہونا لازم نہیں اور سوز و گداز آثار محبت سے ہے اسیطرح فکر مطلوب اور گریہ یہ سب آثار محبت سے اور اپنے کو ہیچ سمجھنا آثار عبدیت سے ہے یہ سب احوال مطلوبہ ہیں اللہ تعالیٰ مبارک فرماویں اور تصور اولاً ذات حق کا ہونا چاہیئے جس طریق سے سہل ہو کوئی طریق اسکا معین نہیں بہتر یہ ہے کہ اسیطرح خیال رکھیں کہ وہ ہم کو دیکھ رہے ہیں اور اگر کسی وقت ذات حق کا تصور نہ جم سکے اور خطرات پریشان کریں تو قلب کی طرف اس طرح سے توجہ رکھیں کہ وہ اللہ اللہ کرتا ہے اور وہ عورت دنیا ہے خدا تعالیٰ کا شکر کیجئے کہ اُس سے بچنے ہی کا قصد کیا انشاء اللہ محفوظ رہیں گے ۔ تربیۃ حصہ دوم صفحہ ۴۰

حال ۔ (کچھ حالات باطنی لکھنے کے بعد یہ لکھا تھا) مگر اب کچھ ایسی حالت ردی ہوگئی ہے کہ سب احوال و کیفیات دعاوی کاذبہ معلوم ہوتے ہیں میرے اندر اُن میں سے کسی کا بھی اثر نہیں رہا فیالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا اپنے سے بدتر کسی کو بھی نہیں پایا کافر بھی مجھ سے اچھا ہوگا کیونکہ اُس کو تو کچھ میسر نہیں ہوا اور مجھے خدا نے نعمت دی تھی مگر میں نے گناہوں سے اُس کی بے قدری کی ۔

تحقیق ۔ یہ حالت اُس موہوم مزعوم حالت سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ وہ ہستی اور دعویٰ تھا اور یہ نیستی اور فنا ۔ ع چراغ مُردہ کجا نور آفتاب کجا ۔ تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۱۱۵

حال ۔ بعالیخدمت حضرت قبلہ و کعبہ دام ظلہم العالی ۔ بعد تحیۂ مسنونہ کے عارض مدعا ہوں کہ آخر ماہ گذشتہ میں چند بار نہایت محبت الٰہی اور یکسوئی کا خاص طور پر غلبہ ہوا اور اکثر یہ آیت انما المؤمنون اذا ذکر اللہ وجلت الخ زبان پر جاری ہوتی تھی اور قال حال کے ساتھ

مجتمع ہوتا تھا اور قبل عشا اکثر ایسا ہوا اور پھر چند نماز عشا میں خاص لذت آئی جس کے اظہار سے عاجز ہوں اور نہایت یکسوئی اور معانی نماز اور مقاصد نماز کی طرف خاص توجہ ہوئی اور قال اور حال مجتمع ہوئے لیکن اس حالت میں جسم پہ ایک بار عظیم محمول کیا جاتا تھا جس کی وجہ سے دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی ضعف جسم محسوس ہوتا تھا اب یہ حالت تو نہیں رہی لیکن غالباً ایک ہفتہ سے نہایت تشویر و ندامت غالب ہے اگر ایسے حال میں کوئی مجھے قتل کر دے تو طبعاً سرور ہو گو عقلاً نہو اور اس ندامت سے نہایت حزن ہے اپنے کو اس قابل نہیں جانتا کہ عالم وجود میں رکھا جاؤں اپنے عیوب کا غایت انکشاف ہو رہا ہے سراپا عیب ہی عیب نظر آتے ہیں ہر طاعت عیوب سے پُر ہے عذاب کا خطرہ بھی نہیں آتا اور نہ ثواب کا شوق ہے محض تشویر و ندامت کا نہایت درجہ غلبہ ہے باوجودیکہ رحمت الٰہی سے قلب کو تسلی دیتا ہوں مگر حالت کا اس درجہ غلبہ ہے کہ کچھ اثر نہیں ہوتا نہ اپنے کو کار دینی کے لائق سمجھتا ہوں نہ دُنیا و دین میں رہنے کے قابل نفس سے یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ صورۃً معارضہ ہے تقدیر خداوندی کے ساتھ کہ حق تعالیٰ کسی شے کا وجود چاہیں اور تو عدم مگر کچھ اثر نہیں لیکن بحمد اللہ تعالیٰ اس حالت سے کوئی فعل معصیت کا سرزد نہیں ہوتا البتہ قلب کو نہایت تکلیف ہے جو حقیقت میں دُنیا کے ہزارہا سرور سے بڑھکر ہے اور بار ہا اپنی بیکسی اور آخرت کی بے سروسامانی سے حالت موجودہ میں خوب رونے کو دل چاہتا ہے اور اضطراراً اپنی ناقابلی سے نہایت حزن رہتا ہے آج کل تندرستی بحمد اللہ اچھی ہے امور مذکورہ کا کوئی سبب طبی بظاہر نہیں ہے اطلاعاً عرض ہے۔

تحقیق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ مُبارک ہو یہ سب آثار ہیں عبدیت کاملہ کے جو منتہی نزول ہے خدا تعالیٰ کا شکر کیجیئے کہ لئن شکرتم لازیدنکم کی دولت عطا ہو۔ تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۱۴۲۔

حال۔ میں نے جو آپ سے کسی اہل تلوین کے پاس چندے قیام کرنیکا خیال عرض کیا تھا (اور یہ تھا بھی پُرانا خیال) خدا کا شکر ہے کہ بالکل زائل ہو گیا اللہ صاحب آپ کو جزا دیں مجھکو اپنی ناقابلی خوب معلوم ہے فقط مداومت علی الفرائض اور ترک کبائر کی توفیق مطلوب ہے اور اسی کو (اگر حاصل ہو جاوے) معراج جانوں گا۔ مگر ذکر میں جب جوش اُٹھتا ہے تو طلب کرنے لگتا ہوں اور رنگا رنگ مناجات کرتا ہوں چنانچہ ایک بار تقاضا طلب کا ہوا تو یہ سوچا کہ میرا قلب تو ناپاک ہے پھر عرض کیا کہ ہماری شست و شو سے تو پاک ہو چکا آپ

ہی آکر میل کچیل کو جلا دیجئے مگر بعد میں ان بلند پروازیوں سے توبہ کرتا ہوں اور ادنیٰ تقوے کو منتہی بنا لیتا ہوں ذکر پر دوام نہیں اور آپ نے فرما دیا ہے کہ یہ بھی ایک دوام ہے سماع کا خیال بھی پورانا ہے اور زائل نہیں ہوتا اور میں گاہ الفاظ بہاشا میں مناجات کرتا ہوں۔ پہلی خشکی کے زمانہ میں اسکو بہت مکروہ جانتا تھا آپ کو میری حالت معلوم ہے نہ ہمت ہے کسی دین کے کام کی دماغ قلب جوارح سب ضعیف۔ معدہ اور نگاہ ضعیف۔ قبض۔ بواسیر ہلکی خشکی دماغ کمخوابی وغیرہ امراض لاحق ہیں (افسوس کہیں اردو کی تعلیم بھی نہیں کر سکتا) اگر مجھ پر کوئی کام ہے تو اپنی اصلاح افادہ درکنار مجھکو تو اپنی ہی خبر لینا چاہیے اصلاح آپ کے ہاں رہ کر ممکن ہے یہاں والدہ کی کوئی خدمت مجھ سے نہیں ہو سکتی میں خود بھائی کے ذمہ ہوں (والدہ مجھ کو یہاں روکتی بھی نہیں) فقط والدہ کو مجھ سے ڈھارس ہے بھائی صاحب دن کو دوکان پر رہتے ہیں۔ فرمائیے صورت موجودہ میں۔ میں والدہ کو اختیار کروں یا آپ کو میں متردد ہوں یکسوئی چاہتا ہوں جو شق میرے لئے انفع ہو بتلا دیجئے گا۔

تحقیق۔ اہل تلوین کی صحبت کے خیال کے زوال سے نہایت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور اس کے بعد جو حالت لکھی ہے الی قولکم منتہی بنا لیتا ہوں اس پر اس سے بھی زیادہ خوشی ہوئی الحمد للہ حق تعالیٰ نے عبدیت کا ایک مطلوب درجہ عطا فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس میں ترقی ہوگی سماع کا خیال غیر اختیاری ہے اس پر ملامت نہیں ہاں اس کے مقتضا پر عمل نہ کیا جاوے کہ مضر ہے البتہ بطور خود تنہائی میں کچھ اشعار وغیرہ خوش الحانی سے پڑھنا مضائقہ نہیں خواہ کوئی زبان ہو اور کراہت کا جو منشا تھا وہ بھی محمود تھا یعنی صورت اتباع کا بھی متروک نہ ہونا اور یہ بھی محمود ہے یعنی معنی کا صورت پر غالب آجانا اور خدا تعالیٰ اس سے بھی کہیں ترقی عطا فرماویگا یعنی جامعیت بین الصورۃ والمعنی۔ اور اپنی ناکارگی جسمی جو لکھی ہے وہ مضر باطن نہیں بیفکر رہیں والدہ کو چھوڑنا تو یہ ہے کہ اون کو ناخوش کرکے باوجود اس کے کہ وہ آپکی محتاج خدمت ہوں یا بہت طویل مدت کے لئے اُن سے مفارقت کرکے آویں ورنہ زیادہ یہاں رہنا اور گاہ گاہ اون سے ملکر آجانا یہ چھوڑنا نہیں امید ہے کہ وہ بھی بخوشی اس کو گوارا کرلیں گی۔

النور صفحہ ۱۹۔

حال ایک روز اپنی حالت کے اندر غور کیا تو یہ خیال گذرا کہ گو تیرے سپرد کام خدمت خلق ہے لیکن تجھ میں ابھی کچھ صلاحیت نہیں حاجت اصلاح کی بہت ہے اور تو اپنے کو ہرگز

مقتدایان دین کے زمرہ میں شمار نہ کر البتہ شیخ کے حکم کی تعمیل جو کچھ ہو کرتا رہ اُن کی برکت سے جو کچھ اصلاح کسی کی ہو جاوے ہو جاوے ورنہ تو کسی قابل نہیں ہے اور نہ تو ہرگز اپنے کو منتہیان ولایت مقتدیان دین کے زمرہ میں شمار کر کیونکہ اُن کے حالات وفہم دین وذکاوت وفراست ومراتب نہایت عالی والطف ہوتے ہیں کجا تو کجا وہ حضرات جو نفوس قدسیہ رکھتے ہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ یہ خیالات جو دل میں گذرتے ہیں تو نہایت درجہ اپنے حالات ارذل واردا معلوم ہوئے اس سے ایک عبرت وندامت دل میں پیدا ہوئی اور باقی جس قدر جس وقت اپنی کوتاہیاں دین کے اندر نظر آجاتی ہیں تو سخت ندامت اور قلق پیدا ہوتا ہے کہ زبان قال میں لا نہیں سکتا ہوں پھر توبہ واستغفار سے تدارک ان کوتاہیوں کا کرتا ہوں اور آیندہ کے لئے عزم بالجزم کرتا ہوں کہ پھر ایسا نہ کروں گا لیکن کامیابی کامل نہیں ہوتی ہے آپ بھی تہ دل سے دُعا فرماویں کہ اُن کوتاہیوں کی اصلاح کامل ہو جاوے اور حق تعالیٰ مجھکو دُنیا سے عبد کامل بنا کر اُٹھائیں اور عذاب اُخروی سے نجات فرماویں اسی بات کی فکر ہے اور اسی کی دُعا کا آپ سے طالب ہوں اور باقی کسی بزرگی اور کمال وغیرہ کی ہوس نہیں ہے بقول شخصے ؎

زاہد شدی شیخ شدی دانشمند ؤ ایں جملہ شدی ولیکن انسان نہ شدی

واقعی سب کچھ ہوا اور کوئی شخص انسان نہیں بنا تو کچھ بھی نہیں ہوا اب تک تو میں تصوف درویشی کو نہیں معلوم کیا کچھ سمجھتا تھا لیکن بہت ٹھوکریں کھانے کے بعد یہ بات سمجھ میں آگئی کہ بس انسان بنجاؤ یہی سب کچھ ہے اور اگر انسان نہ بنے تو سب کچھ کمال ہو کچھ بھی نہیں اور ماحصل کل کمالات انسانیہ کا عبد کامل بنجانا ہے اور مقصود طریق سلوک حاصل کرنے کا بھی یہی ہے اور سب کمالات حالات کیفیات مکاشفات وغیرہ مقصود بالغیر ہیں اسی خوض وغوض میں تھا کہ یہ شعر مولانا رومی یا اور کسی صاحب کا قلب پر وارد ہوا ؎

ہفت شہر عشق را عطار گشت ؤ ما ہنوز اندر خم یک کوچہ ایم

تو یہ منکشف ہوا کہ واقعی اپنی حالت ابھی کچھ بھی نہیں ہے لیکن جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کا شکر اور جو کچھ نہیں اُس کی اصلاح کی فکر و دُعا حضور سے ہے.... اللہ تعالیٰ حضور و جمیع اہل اللہ اور پیران طریق کے صدقہ سے میری تمام کوتاہیوں کو شریعت کے موافق اصلاح فرماوے اور مجھ کو اس امر میں کامیابی عطا فرماوے ؎ باکریماں کارہا دشوار نیست

محض بندہ ہیچ در ہیچ ہوں یہ جو کچھ میں نے اپنے مختصر حالات باطنیہ ٹوٹی پھوٹی عبارت میں قلم بند کئے ہیں گا ہے گا ہے اس کا غلبہ بحالت صحو و تمکین کامل رہتا ہے تو اپنی تمام حالت بُری بھلی کا نقشہ نظر آجاتا ہے تو اس وقت بہت ندامت پیدا ہو جاتی ہے اور شعر بالا ہفت شہرے کا مضمون سمجھ میں نہیں آیا کہ مولانا کی اس سے کیا مُراد ہے گو اتنا سمجھتا ہوں کہ مراتب عشق اجمالاً بیان کئے ہیں۔ **تحقیق**۔ بس یہی تفصیل ہے اور اُن مراتب کا

توکل

سوال۔ اسوقت تحریر عریضہ سے مقصود ایک شبہ کا حل ہے وہ یہ کہ بندہ اپنے اخراجات وغیرہ میں حتی الامکان شریعت کا پاس رکھتا ہے یعنی اخراجات واجبہ کے بعد اخراجات مستحبہ میں صرف کرتا ہے مگر اسیقدر کہ قرض نہ ہونے پاوے گو پس انداز کچھ نہ ہو چنانچہ اس بنا پر اپنے بزرگوں یا عزیزوں کی کوئی خدمت کرتا ہوں یا کوئی قرض وغیرہ مانگتا ہے اس کے ساتھ جو تبرع کرتا ہوں تو اس قاعدہ کو مدنظر رکھکر اپنی وسعت تک خدمت و تبرع کرتا ہوں مگر بعض اوقات کیا بلکہ اکثر اوقات جی چاہتا ہے کہ اپنے بزرگوں کی کچھ زیادہ خدمت کروں یا میرے یہاں کل غریب حاجتمند کاشتکار بستے ہیں جن کو اکثر حاجت ہر قسم کی رہتی ہے ان کی حاجت کو دیکھکر تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر شریعت کے اس قاعدہ کا پاس نہ ہوتا تو اکثر مقروض رہا کرتا مگر آیۃ والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما۔ کو مدنظر رکھکر اپنی وسعت ہی تک تبرع کرتا ہوں اگرچہ یہ جانتا ہوں کہ شریعت کے مطابق کر رہا ہوں اس لئے محمود ہے مگر ان حدیثوں پر جو نظر جاتی ہے۔ لکن الزہادۃ فی الدنیا ان لا تکون بما فی یدیک اوثق مما فی یدی اللہ وانفق یا بلال ولا تخش من ذی العرش قلالا۔ تو خیال ہوتا ہے کہ ہر تبرع میں فوراً خرچ کر دیا جائے مقروض وغیرہ ہو جانیکا بھی خیال نہ کیا جاوے پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ حالت مذکورہ فی الحدیث بڑے لوگوں کیلئے ہے ہم ابھی ضعیف ہیں ہمارے لئے مناسب نہیں مگر ظاہر ہے یہ حالت جب پہلی حالت سے زیادہ محمود ہوئی تو ہم کو بھی اس حالت کے پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہئے مگر اپنی طبیعت کو دیکھتا ہوں تو ایسی واقع ہوئی ہے کہ دوسرے کا احسان اپنے اُوپر سخت بار سا معلوم ہوتا ہے یہ گوارا نہیں کہ دوسرے کا قرض اپنے اُوپر ہو جاوے گو دوسروں کے ساتھ خود احسان کروں حتی المقدور اگرچہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جزئیہ و افضال کثیرہ کا مراقبہ کرتا ہوں کہ دوسری حالت پیدا ہو جاوے مگر ہنوز شریعت کا پہلا ہی قاعدہ اسلم معلوم ہوتا ہے

نام لینا تھوڑا ہی ضروری ہے۔ النور ص۴۲

اور دوسرے قاعدہ پر عمل میں تامل ہی رہتا ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا یہ توکل کی کمی ہے اگر کمی ہے تو کیا علاج ہے ۔

الجواب ۔ یہ توکل کی کمی نہیں ہے اور احادیث مذکورہ فی السوال کے خلاف نہیں ہے پہلی حدیث میں وثوق بمافی یدی العبد کی ممانعت ہے امساک لمافی یدی العبد کی ممانعت نہیں ہے اور دوسری حدیث میں یہ انفاق مقید ہے مافی الوسع کے ساتھ بدلیل دوسری نصوص کے پس علاج کی ضرورت نہیں ۔ تربیۃ حصہ دوم صفحہ ۴۲ ۔

حال ۔ ہمیشہ یہ مد نظر رکھا کہ ہر امر میں حق سبحانہ و تعالیٰ پر بھروسہ رکھوں خصوصاً روزی کے معاملہ میں مگر حالت یہ ہے کہ جب آمدنی رُک جاتی ہے خواہ تین ہی روز کو ہو تو طبیعت پر بلا اختیار پریشانی آجاتی ہے حالانکہ اللہ میاں ایسے موقع سے دیدیتے ہیں جہاں خیال بھی نہیں ہوتا آمدنی ہونے پر اطمینان ہو جاتا ہے پھر دیر ہونے پر پریشانی ہو جاتی ہے مگر اُس کے ساتھ یہ ضرور ہے کہ ہمیشہ پریشانی میں رجوع الی اللہ ہی ہوتا ہے اور شکایت تنگی کی زبان پر تو کیا دل میں بھی نہیں ہوتی یہ تو میرا حال ہے ۔ اور میرے گھر میں یہ کیفیت ہے کہ جب تنگی ہو تو اُس کو پریشانی کبھی نہیں ہوتی بلکہ یوں کہتی ہے کہ اللہ میاں ہمیں دیں گے ہم فکر نہیں کرتے اس سے مجھکو اپنے اُوپر سخت افسوس ہوا کرتا ہے کہ عورت کی ذات مجھ سے فوق کر گئی ۔ تو اَب میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حالت میری محمود ہے یا غیر محمود ہے اگر غیر محمود ہے تو کیا علاج کروں ۔

تحقیق ۔ دونوں کی حالت محمود ہے اور یہ تفاوت طبعی ہے چونکہ عورتوں میں عاقبت اندیشی فطرۃً کم ہوتی ہے اور مردوں کی قوت فکریہ زیادہ کام کرتی ہے اس وجہ سے یہ تفاوت ہے ۔ تربیۃ حصہ سویم صفحہ ۲۱ ۔

حال ۔ آج سے سات یوم بیشتر ایک دن تقریباً دس بجے دن کے اسقدر طبیعت گھبرائی اور دل بہت گھبرایا کہ قطعی قصد کیا کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کم از کم آٹھ یوم حاضر رہوں لیکن جناب خواجہ عزیز الحسن صاحب ڈپٹی کلکٹر کانپور جو میرے پیر بھائی ہیں میرے حال پر نہایت مہربانی فرماتے ہیں اُن سے جاکر مشورہ کیا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ میں آج کل قرضدار زیادہ ہو گیا ہوں گنجائش خرچ کی ہے لیکن قرض ہونے کی وجہ سے شاید حضرت ناراض ہوں کہ ایسی حالت میں کیوں آیا تو خواجہ صاحب موصوف

نے یہ مشورہ دیا کہ حضرت سے اجازت طلب کرو اگر اجازت ہو تو مضائقہ نہیں لہذا عرض پرداز ہوں کہ میں گو تقریباً کم و بیش ڈیڑھ ہزار روپیہ کا قرضدار ہو گیا ہوں اور قریب قریب ہر وقت اُس کی ادائیگی کی فکر رہتی ہے اور ادا کرنا شروع کر دیا ہے لیکن بہت کم کم چونکہ میرے متعلقین بھی میرے ہمراہ ہی ہیں جسقدر میری آمدنی سے پس انداز ہوتا جاتا ہے اُس کو قرض میں دیتا جاتا ہوں میری آمدنی کا ذریعہ جو ہے الحمد للہ کہ وہ غیر محدود ہے محض توکل اُس کی اصل ہے یعنی میں چمڑہ کانپور میں خرید کرتا ہوں اور کانپور ہی میں فروخت کر دیتا ہوں جیسا کہ اس سے بیشتر والے خط میں جناب کو اطلاع دے چکا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی سرکار کی ملازمت کر لی ہے اور بظاہر چمڑہ کی تجارت ۶۔۷ گھنٹہ کر لیتا ہوں اُس دن سے آج تک میں نے تو کام بالکل ہی کم کیا لیکن خداوند کریم عز و جل کو اس میرے معاہدہ کا کچھ ایسا پاس ہوا کہ مجھ کو نفع بہت دیا ساتھ ہی یہ بھی ضرور ہوا کہ جس دن میں اپنا کام مقرر کر لیتا تھا اُس دن اللہ تعالیٰ گویا غیب سے دیتے تھے کہ نقصان کا مال خرید لایا اور نفع ہو جاتا تھا اور جب کام ملتوی ہو گیا جسکا ذکر میں اُوپر کر چکا ہوں تو نفع کا مال خرید کے لایا ہوں اور اُس میں بہت نقصان ہوتا نظر آتا تھا لیکن جب نقصان بہت نظر آیا کہ جس کی میں برداشت بھی نہیں کر سکتا تھا تو جہاں اللہ تعالیٰ سے رجوع کی اور توبہ کی خدا شاہد ہے کہ اُس نقصان کے ہی مال میں اللہ تعالیٰ نفع عنایت فرما دیتے تھے اور اس کیفیت کو میں ہر روز دیکھتا ہوں تو اس وجہ سے جیسا میں نے عرض کیا ہے مقررہ کام بند ہو جانے سے میری دُنیا کا بھی نقصان ہوتا ہے اگر میں بموجب اپنے معاہدہ کے جو خدا پاک سے کیا ہے متواتر کام کرتا رہتا ہوں تو اللہ جانتا ہے کہ میری تجارت میں بھی متواتر نفع ہی ہوتا رہتا ہے نقصان کا اندیشہ تک بھی نہیں ہوتا اور روحانی نفع جو کچھ ہے وہ اس کے علاوہ ہے جسکا علم اللہ پاک کو ہے ۔

الجواب ۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے کہ دولت یقین و توکل عطا فرمائی جب ایسا یقین نصیب ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی پریشانی نہ ہو گی ۔

حال ۔ تو اب میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ اگر حضور اجازت دیں تو صرف آٹھ یوم کے لئے میں حاضر خدمت ہو جاؤں شاید اس ۸ یوم کی قلیل مدت میں میری اس حالت

میں کچھ افاقہ ہو اور اگر قرض کا عذر مانع ہو تو میں یہ عرض کروں گا کہ اگر خدانخواستہ مجھکو دفعتہً کوئی جسمانی مرض لاحق ہو جائے کہ جس کی وجہ سے علاج کرنا ضروری ہو جائے اور دہلی حکیم اجمل خاں صاحب کی خدمت میں جانا پڑے تو پھر بہ مجبوری سب خرچ بھی برداشت کرنا پڑیں گے اور یہی کہا جائیگا کہ اگرچہ میں قرضدار ہوں قرض ادا کرنا تمام کاموں سے مقدم ہے لیکن جب صحت جسمانی ہی ٹھیک نہوگی تو قرض ادا ہونا بھی غیر ممکن ہے اس لحاظ سے میرے خیالمیں صحت جسمانی کی حفاظت زیادہ ضروری ہوگی پس بالکل اسی ضرورت کو سمجھکر میں اجازت حاضری ۸ یوم کی چاہتا ہوں میرے خیال سے صحت جسمانی سے صحت روحانی زیادہ اہم اور ضروری ہے اور پھر جبکہ میری دُنیا کا دار و مدار بھی اسی روحانی صحت پر موقوف ہے مختصر گذارش یہ ہے کہ اگر مناسب ہو تو اجازت حاضری کی مرحمت فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ مجموعہ حالت موجودہ میں آنیکی ممانعت نہیں۔

حال۔ یا جو تدبیر حضور ارشاد فرمائیں عمل کروں اپنے خیال سے میں نے بظاہر یہ تدبیر کر رکھی ہے کہ اپنے ہم خیال حضرات سے بکثرت ملتا ہوں بلکہ سب سے زیادہ کثرت سے ...... سے ملتا رہتا ہوں اور وہاں پہونچکر کسی قدر تشفی بھی ضرور ہوتی ہے اس لئے کہ وہ اکثر اوقات نیک ذکر اچھی باتیں فرماتے رہتے ہیں زیادہ تر آنجناب کی تصنیفات کا زیادہ شغل رہتا ہے دوسرے یہ کہ دعوات عبدیت کے حصے مطالعہ میں بکثرت رکھتا ہوں یہ تدبیریں مسکن ضرور ہوتی ہیں یعنی تسکین تو ہوتی ہے لیکن بہت کم اب جو ارشاد حضور ہوگا عمل کرونگا۔

تحقیق۔ ہاں یہ بہت اچھا معمول ہے لیکن خواجہ صاحب سے یا کسی اپنے ہم مشرب سے تنہائی میں ملئے جب مجمع زیادہ ہو جاوے اٹھ جائیے۔

راقم عارض ہے کہ اتفاق سے میرا کانپور جانا ہو گیا اور یہ سب جواب میں نے زبانی کہدیئے جو بہت نافع ہوئے۔ تربیۃ حصہ چہارم صفحہ ۲۹۔

خط یکے خلیفہ حضرت مولانا مدظلہٗ

حال۔ احقر سر و سامان چھوڑ کر توکل اختیار کئے ہوئے ہے اسوجہ سے خط جانے میں دیر ہوئی کہ پاس پیسہ نہیں تھا کہ کارڈ خریدتا۔ اور حضرت کو معلوم ہو کہ احقر کسی کا ایک

پیسہ کا قرضدار نہیں رہتا اور احقر نے اپنے دوست احباب سے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اگر میرے پاس آنا ہو تو اپنے کھانے کا انتظام خود کر کے آؤ یا اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے آؤ کہ مل جائیگا تو کھا لیویں گے اور نہ ملا تو سو رہیں گے کیونکہ میرا معاملہ توکل پر ہے اور جو کچھ اللہ میاں بلا حرص و ہوا رزق حلال بھیجیں گے تو اسی میں سے خود کھاؤں گا اور کھلاؤں گا اور قرض لیکر نہ خود کھاؤں گا اور نہ کسی دوسرے صاحب کو کھلاؤں گا اور اس میں مجھکو عافیت معلوم ہوتی ہے اور یہ میرا مذاق ہے۔ یہ بات سنکر ایک دوست میرے کہنے لگے کہ کوئی حرج نہیں ہے قرض لینے میں۔ ایسے قرض کو اللہ میاں بڑی جلدی ادا کرا دیتے ہیں احقر نے جواب دیا کہ بھائی اسمیں شک نہیں کہ ادا تو ہو جاتا ہے مگر حرص بڑھ جانے کا بھی خوف ہے کیونکہ پھر فکر قرض دینے کی تو پیدا ہوگی اور جس سے قرض لوں گا وہ بھی تو مانگے گا اور پاس نہ رہنے سے مخلوق پر نظر ہونے لگے گی اور یہ دھن اور خیال ہوگا کہ کہاں سے ملجاوے کہ اس کا قرض ادا ہو جاوے پھر حرام و حلال سے بچنا مشکل ہوگا وہ یہ بات سنکر چپکے ہو گئے۔ پھر احقر نے اتنا اور کہا کہ اچھے بننے کی خواہش نہیں ہے کہ قرض لیکر کھلاؤں اور کوئی کتنا ہی برا بھلا کہے اس کی پرواہ نہیں ہے اور اپنے کام سے کام ہے اور حضرت کو معلوم ہو کہ جس روز فقر و فاقہ سے رہتا ہوں بھوک پیاس کچھ نہیں معلوم ہوتی اور نہ دل میں تنگی پیدا ہوتی ہے بلکہ دل میں فرحت اور لذت اور نور کی طرح سے دل پر معلوم ہوتا ہے اور شکم بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے اور عبادت میں لذت خوب ہوتی ہے اور احقر کو اچھے کھانے کپڑے کی بالکل حرص نہیں ہوتی۔ جو اللہ میاں بلا حرص و ہوا کے بھیجدیں نعمت خداوندی سمجھکر کھا پہن لیتا ہے اور شکر کرتا ہے اور حضرت کو معلوم ہو کہ احقر اپنے کو نہایت ہی پستی والا معلوم ہوتا ہے اور خوف الٰہی سے لرزاں و ترساں رہتا ہے اور خوف و رجا کے درمیان میں رہتا ہے اور دنیا کی فنا اور آخرت کی بقا کو سوچا کرتا ہے اور دنیا نہایت حقیر بے بنیاد معلوم ہوتی ہے اور دنیا سے اس قدر دل سرد ہو گیا ہے کہ کسی چیز کی نہ خواہش ہے نہ حرص۔ اور اگر خواہش ہے تو اعمال صالحہ کی کہ ہر کام ہر عبادت میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کا خیال رہتا ہے اور اللہ و رسول کے کام سے ایسی دلچسپی ہے اور دل کو راحت ہے کہ بیان نہیں کر سکتا اور گناہوں کے کام سے

ایسی نفرت و کلفت ہوتی ہے کہ لکھ نہیں سکتا اور احقر کو گناہ کے کام دیکھکر آنکھیں درد کی طرح محسوس ہونے لگتا ہے اور باجہ یا گانے کی آواز کان میں پڑجاتی ہے تو درد معلوم ہونے لگتا ہے اور ذرا ذرا سے گناہوں کے کام دیکھ کر کلفت ہونے لگتی ہے اور جو کبھی دہوکہ میں کوئی گناہ احقر سے ہوجاتا ہے تو فوراً دل میں کھٹکنے لگتا ہے اور حضرت کو معلوم ہو کہ تمام ذمیمہ رذیلہ خارج ہوگئے اور اوصاف حمیدہ جو پیدا ہوئے سب میں دن بدن اللہ تعالیٰ پختگی کرتے جاتے ہیں اور حضرت کو معلوم ہو کہ تاریخ ۱۲ شعبان سے اعتکاف میں چالیس روز کی نیت کرکے چلہ میں ہے اور خلوت سے دلچسپی رہتی ہے اور ہر وقت دل میں نور محسوس ہوتا ہے اور ہر وقت احقر ذکر سے رہتا ہے ذرا بھی غفلت ہونے پر دل کھنچنے لگتا ہے اور عبادت میں یکسوئی رہتی ہے اور جی خوب لگتا ہے اور منہ شیریں ہوجاتا ہے قلب کو راحت اور دل میں نور محسوس ہوتا ہے یہی دل چاہتا ہے کہ بند نہ کروں نماز پڑھنے لگتا ہوں تب بھی یہی حالت رہتی ہے ۔

قرآن شریف میں بھی مناجات مقبول و زاد السعید میں ذکر کرنے میں بھی اور ہر وقت ذکر سے رہنے میں بھی یہ کیفیت رہتی ہے اور جو اللہ کے نام لینے میں احقر کو مزہ ملتا ہے وہ کسی چیز میں نہیں ملتا ایسی لذت معلوم ہوتی ہے کہ بیان نہیں کرسکتا اور جمعیت قلب و لذت کے آگے ہفت اقلیم کی بادشاہت گرد ہے اور لکھنے سے ادا نہیں ہوسکتی جسکو عشق ہے وہی اسکا مزہ معلوم کرسکتا ہے اس جگہ یہ شعر یاد آتا ہے ۔ شعر

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست   حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

اور ذکر کرنے میں کبھی کبھی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ رونگٹے رونگٹے سے اللہ اللہ کی آواز آنے لگتی ہے اور سامنے بالکل نورانی اوجالا ہوجاتا ہے ۔ اور ایک روز کی حالت ہے کہ احقر مسجد میں حالت اعتکاف میں سوتا تھا رات کو خواب میں کیا معلوم ہوتا ہے کہ بدن کے اوپر نورانی چاند کی روشنی کی طرح سے اُجالا ہے آنکھ کھلنے میں احقر نے اپنے کو ذکر کرتے پایا اور احقر کو نہ روشنی کی خواہش ہے نہ کیفیات کی خواہش ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی و خوشنودی کی دُھن میں رہتا ہے اور یہ حالت ہے شعر

اندریں رہ می تراش و می خراش   تادم آخر دمے فارغ مباش
تادم آخر دمے آخر بود   کہ عنایت باتو صاحب سر بود

اور حضرت آپ کی صحبت اور دعا کی برکت ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے ورنہ اس نالایق کا منہ کہاں تھا جو یہ دولت نصیب ہوتی اور حضرت کو معلوم ہو کہ تا زندگی جناب والا کا شکریہ نہیں ادا ہو سکتا اور اللہ میاں کا کہ اس نالایق سے کیا ہو گا شکریہ ادا طول ہونے کے ڈر سے معمولات نہیں تحریر کئے اور احقر طلبگار ہے اصلاح کا اور دعا کا کہ اعمال صالحہ میں استقامت نصیب ہو فقط۔

تحقیق۔ بجد دل خوش ہوا دولت یہ ہے اللہ تعالیٰ اور زیادہ دے۔ النور صفحہ ۴۱۵۔

حال۔ حضرت اس تنگی اور فاقہ مستی اور تکلیفوں کے زمانہ میں جو قلب کی حالت تھی ایک ماہ کے اندر ہی اس خاص حالت میں دن رات کا فرق معلوم ہوتا ہے اگرچہ الحمدللہ اس کا اثر باقی تو ضرور اب بھی معلوم ہوتا ہے لیکن کمی بھی ضرور ہے۔

تحقیق۔ ایسی کمی بیشی پر نظر نہ چاہئے بعض اوقات دعویٰ ناشکری کا شائبہ ہو جاتا ہے ہرچہ از دوست میرسد نیکوست۔ خواہ عسرت یا فراخی۔ النور صفحہ ۴۲۰

حال۔ اب بحمد اللہ اچھے کھانے پینے اور پہننے کی طرف التفات نہیں ہوتا بلکہ جو کچھ ملجاتا ہے یا ملجائیگا اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور انشاء اللہ کروں گا جو کچھ سامنے آجاتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا مفت مل گیا اور بڑی قدر ہوتی ہے معصیت سے تنفر اور اجتناب ہو گیا ہے۔ حضور کا ایک جملہ احقر کے حق میں نہایت انفع ہوا ہے وہ یہ کہ کیا تمہارا یہ جواب خدا کے سامنے چل سکتا ہے میں تو تمہارے کہنے پر مان لوں گا مگر خدا حقیقت حال کو دیکھتا ہے۔ یہ جملہ ہر وقت احقر کے ذہن نشین رہتا ہے جس سے بفضلہ تعالیٰ کسی شخص سے دروغگوئی یا مکر یا تلبیس یا تاویل کرنے کی جرأت نہیں ہوتی اور اس جواب کے آگے نفس کی بھی کچھ نہیں چلتی اللہ کی درگاہ میں ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ اگرچہ عمل کچھ نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ نے حضور کی صحبت نصیب فرمائی کہ جس سے اپنی ادنیٰ ادنیٰ غلطیوں اور نفس اور شیطان کی شرارتوں کا اتہ پتہ کھل جاتا ہے اور آیندہ نہ کرنے کی ہمت اور توفیق بھی ہوتی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسی غلطی نہ کروں گا۔

تحقیق۔ مبارک۔ مبارک۔ فقط

تربیۃ حصہ ہفتم صفحہ ۲۸۔

طریق ازدیاد محبت خدا و رسول

سوال۔ محبت خدا و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ ہو جاوے۔

جواب۔ اسی کا طریقہ تو بتلایا گیا ہے احکام شرعیہ کو بجا لانا اور ذکر کی کثرت کرنا۔
تربیۃ حصہ سوئم صفحہ ۶۔

توفیق توبہ کامیابی کی علامت ہے

حال۔ صحیفہ خدام والا عرصہ ہوا صادر ہوا تھا حضور کی ہدایت کے موافق بفضلہ تعالیٰ عمل کر رہا ہوں۔ جزاء الاعمال ملنے میں دیر ہوئی بوجہ قرب امتحان و عدیم الفرصتی تقریباً ۱۵ منٹ اُس کو روزانہ پڑھتا ہوں کل اور پرسوں شب میں جلد سو گیا لہذا نہ پڑھ سکا جزاء الاعمال کے پڑھنے اور ذکر اور تکشف کے مندرج ہدایات پر عمل کرنے سے یہ ضرور اثر ہوا ہے کہ اگر کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو قلب کو محسوس ہو جاتا ہے اور شب میں محاسبہ کے وقت توبہ کر لیتا ہوں۔ میں اسی اثر کو اپنے حق میں بہت سمجھتا ہوں۔

تحقیق۔ بیشک کامیابی عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔ تربیۃ حصہ سوئم صفحہ ۷

یادِ خدا پیدا ہونیکے ذریعہ میں ترقی کرنا

سوال۔ اکثر آدمی کو جو فقط کلمہ شریف کے یا اسم ذات کے ذکر کرنے سے یادِ خدا بیداری میں اور نیند میں حاصل ہوئی ہے اُن لوگوں کو اور کیا عمل دوسرا بتلانا اچھا ہے۔

جواب۔ اُن لوگوں کو نئی چیز بتلانے کی ضرورت نہیں اگر اُن کو فرصت اور ہمت اور قوت اور مزاج میں صحت ہو تو وہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں اُنہیں کو بڑھا دیں۔ تربیۃ حصہ سوئم صفحہ ۱۹

حصولِ رضاء حق کا طریق

سوال۔ مجھکو کوئی دُعا ایسی ارشاد فرمائیں جس سے مجھکو لذت طاعت اور نفرت از معصیت حاصل ہو اور وسوسہ شیطانی مندفع ہو۔

جواب۔ اِن سب کے لئے ذکر اللہ ہی ہے باقی لذت خود مقصود نہیں مقصود اصلی رضاء حق ہے اور طریقہ اُس کا ذکر و طاعت ہے۔ تربیۃ حصہ سوئم صفحہ ۲۶۔

تعلق مع اللہ بڑھ جانا اصل مقصود ہے

حال۔ الحمد للہ نماز تہجد اور ذکر اسم ذات فرمودہ آنجناب اپنے وقت پر ڈیڑھ ماہ سے ہونے لگا ہے۔ دُعا کا ملتجی ہوں کہ خداوند تعالیٰ توفیق مداومت عنایت فرما دیں۔ کبھی تو حالت ذکر میں سرور اور قلب میں فرحت معلوم ہوا کرتی ہے اور کبھی کسی روز ہر چند ضرب لگاتا ہوں قلب پر اثر ہی نہیں ہوتا۔ حلق کے تلے ہی نہیں اترتا بس

خالی زبان پر نام رہتا ہے مگر اس طرف میں التفات نہیں کرتا۔ اگرچہ جی چاہتا ہے کہ قلب بھی زبان کا ساتھ دے نہیں معلوم بعض روز ایسا کیوں ہوجاتا ہے مطلع فرمادیں۔

تحقیق۔ حق تعالیٰ برکت و استقامت عطا فرماوے ذکر میں مسرت و فرحت دولت عظمیٰ ہے اور اس پر مجھکو بڑی ہنسی آئی کہ قلب پر اثر ہی نہیں ہوتا آپ اثر کس چیز کو سمجھے ہیں۔ تعلق مع اللہ بڑھ جانا اصل اثر مقصود یہ ہے سو الحمد للہ یہ حاصل ہے۔ بوجہ عدم معرفت یہ پریشانی ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلدی ہی تسلی بھی نصیب ہوجاویگی اطمینان سے کام میں لگے رہئے۔ اور حالات سے مطلع کرتے رہیے۔ والسلام۔ تربیۃ حصہ چہارم ص۵۲

غلبہ توحید

حال۔ ایک اور امر قابل گذارش یہ ہے کہ پہلے میں اکثر اشعار مشتمل استمداد و تشفع بجناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتا تھا۔ اور درود شریف بھی میرا خاص وظیفہ تھا قرآن شریف سے بھی زیادہ درود شریف میں دلچسپی تھی مگر اب کچھ مدت سے نہ اشعار استمداد و تشفع ہیں اور نہ جناب سرورکائنات کی محبت کا غلبہ وہ جناب سرورکائنات کی طرف دل کا جھکنا شوق میں بیتاب ہونا بالکل بھول سا گیا درود شریف بھی محض عادۃً پڑھ لیتا ہوں اور جی نہیں لگتا برخلاف اس کے قرآن شریف میں اب زیادہ جی لگتا ہے ارشاد عالی کا منتظر ہوں۔

تحقیق۔ یہ توحید کا غلبہ ہے جو کہ مقاصد میں سے ہے شکر کیجئے۔ تربیۃ حصہ چہارم ص۶۱

حال۔ تھوڑے عرصہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر باجہ کی آواز اضطراراً کبھی کان میں پڑتی ہے تو عجیب توجہ الی اللہ محسوس ہوتی ہے مگر قصداً سماع سے رکتا ہوں یہ تنزل تو نہیں ہے بوجہ مخالفت سنت کے ظاہراً۔

تحقیق۔ یہ غلبہ ہے توحید کا کہ مصنوع جاذب ہوتا ہے صانع کی طرف اور گو یہ امر ہر مصنوع میں مشترک ہے مگر آواز خوش میں بعض خاص خصوصیات ہیں جو اہل فن کے نزدیک معروف ہیں اور میلان امر فطری ہے اور ناشی عن سلامۃ الحس ولطافۃ الادراک اور امر فطری کوئی مخالف سنت کے نہیں بلکہ متقی کے لئے یہ میلان اعون فی الدین ہے کیونکہ باوجود میلان کے اس کے مقتضا پر عمل نہ کرنا اقرب الی التقوی ہے ؎

شہوت دنیا مثال گلخن ست
کہ ازو حمام تقوی روشن ست

اور بعض حالات میں اس سے طبعی نفرت ہونا یہ ناشی ہے غلبہ حال سے جو کہ مبتدی

یا متوسط کو ہوتا ہے فقط

تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۱۲۷

حال۔ آج نماز فجر سے لیکر ابتک یہ حالت طاری ہے کہ جمیع اعضائے خود و جمیع انسان و حیوان و جماد سے ایسی محبت ہوگئی ہے کہ بار بار اپنے اعضاء کو بوسہ دیتا ہوں اور نیز دوسروں کو بوسہ دینے کو جی چاہتا ہے حتیٰ کہ خنزیر و کتے کے بوسہ کو بھی طبیعت کا تقاضا ہے اور اسی وقت سے لرزہ براندام و پسینہ براندام رہتا ہوں اور اسباب سے بوجہ بالکل علامت ہونے کے نظر اُٹھ گئی ہے حقیقتہً موثر حق سبحانہ تعالیٰ ہی ہیں اسباب یہ فقط علامت ہیں جیسے شیخ اشعری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور چونکہ اسباب موثر نہیں ہیں جو پریشانی روزی کے بارہ میں پہلے تھی بحمد اللہ آج وہ بھی رفع ہوگئی ہے اور بالکل نظر پروردگار پر ہے جیسا کہ ارشاد ہوا اغنی واقنی آیہ اور چونکہ سب مخلوقات سے محبت ہوگئی اس لئے سب کے لئے دعا کر رہا ہوں خداوند تعالیٰ آنحضور کو السابقون السابقون کے گروہ میں شامل فرمائے۔ آمین ثم آمین اور ہماری یہ حالت بصدقہ حضور کے جوتوں کے ہے ورنہ من آنم کہ من دانم اور باعث محبت کا یہ سمجھ لیا ہے کہ سب مخلوقات میرے پروردگار عالم کے دست قدرت سے پیدا ہیں جیسا کہ مجنوں لیلےٰ کے کتے کے پاؤں کو بوسہ دیتا تھا اسواسطے کہ کبھی تو یہ کتا میرے محبوب کے کونچہ میں گیا ہوگا ایسے ہی جب ساری مخلوق خداوند جل جلالہٗ کے دست قدرت کی پیدا ہیں تو میں سب کا خادم و کفش بردار ہوں اس لئے بوسہ دیتا ہوں۔

تحقیق۔ مبارک ہو یہ غلبہ توحید کا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے آگے دوسرے مقام ارفع پر ترقی ہوگی جس کو آپ خود دیکھیں گے اُس وقت بتلا دیا جاوے گا۔

تربیۃ حصہ ششم صفحہ ۸۱

خط یکے از اجازت یافتگان

آثار عبدیت و نزول کامل

آج کل بندہ کو شب و روز مرغ و ماہی کی طرح گذرتا ہے جب سے حضور کا عنایت نامہ مسمی بہ اجازت نامہ صادر ہوا ہے بجا آوری ارشاد کر رہا ہوں مگر تماشا یہ ہے کہ اُن لوگوں کی حالت جو داخل سلسلہ ہوجاتے ہیں قابل رشک ہوتی جاتی ہے اور میں خود لائق تف ہوگیا ہوں دل کا چراغ بالکل بجھا جا رہا ہے رات دن لوگوں کی فکر میں رہتا ہوں کہ یہ بنا وہ بگڑا اپنی کچھ خبر نہیں اور اکثر اوقات ایسا

بے خبر ہو رہتا ہوں کہ مجھے اپنے تن و جان کی بھی خبر نہیں رہتی خیالات موت آج کل اس قدر حاوی ہو گئے ہیں کہ رات بھر رونا اور بےچینی اپنا آرام ہے زندگی کی راحت سب ختم ہو گئی پہلے آزادی کے ساتھ رہا کرتا تھا گو الحمد للہ کبائر کا مرتکب تو نہیں تھا مگر آزادی بہت تھی اب جب سے حضور نے قید کیا ہے راستہ چلنا کھانا پینا گفت و شنید سب میں خوف معلوم ہوتا ہے حتیٰ کہ وعظ و نصیحت سے بھی خوف معلوم ہوتا ہے بلکہ اس کے لئے تو حضور سے اجازت حاصل کرنیکا بہت روزوں سے ارادہ تھا کہ حضور منع فرمادیں تو لوگوں سے نجات ہو جاوے اس میں اوقات کا بہت خون ہوتا ہے علاوہ بریں ایک شہرت بھی ہوتی ہے کہ جس سے نفس خوش ہوتا ہے یا اسکا علاج فرمایا جاوے اور یہ بھی ضرور تحریر فرمائیے کہ لوگ تو اچھے ہوتے جاتے ہیں اور میں خود برا ہوتا جاتا ہوں ورنہ میرے خیال میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضور جس سے ناراض ہوتے ہیں اُس کو تو اجازت فرمادیتے ہیں اور جس سے خوش ہوتے ہیں اس کو خدمت بابرکت میں رکھکر مارتے پیٹتے رہتے ہیں لہذا یا تو میری حالت پہلی سی بنا دیجئے گا یا ایسی دعا کیجئے کہ اور لوگ جو تعلق رکھتے ہیں وہ مجھسے زیادہ ہو گئے ہیں میں اُن سے زیادہ ہو جاؤں ورنہ مجھکو کیا فائدہ ہوگا اور پہلے سامان نجات بھی اپنا بہت نظر آتا تھا اب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز بھی یقینی نہیں ہے نہ نماز روزہ نہ ذکر و شغل کوئی بات ایسی فرمائیے جو یقین ہو اس کو کیا کروں اب تو ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ نہ ادہر کا ہوا نہ اودہر کا۔

تحقیق۔ یہ سب آثار ہیں عبدیت و نزول کامل کے اللہ تعالیٰ مبارک فرماویں کام میں اسی طرح لگے رہیں جو کوتاہی محسوس ہو کوتاہی پر استغفار اور اُس کی محسوسیت پر خدا تعالیٰ کا شکر کریں اور اپنی رائے سے کچھ تغیر و تبدل نکریں تفویض الی اللہ ثم الی الشیخ اپنا شعار رکھیں میں دعا حفاظت کرتا ہوں۔

تربیۃ حصہ چہارم صفحہ ۶۵۔

خوش اخلاقی سے ملنے کی وجہ

حال۔ ایک روز خوش اخلاقی کے بیان میں یہی بات سمجھ میں آئی کہ یہ لوگ اللہ میاں کے آدمی ہیں ان سے اچھی طرح ملنا چاہئے بد اخلاقی سے ملنے سے اللہ میاں بہت بیزار ہونگے۔

تحقیق۔ ٹھیک ہے۔

تربیۃ حصہ چہارم صفحہ ۶۷۔

علامت حقیقت شناسی

حال - بحمد اللہ جو پیشتر اکثر خیال محویت وغیرہ کا ہوتا تھا اُس کا اَب مطلق خیال نہیں ہے اور یہ رُباعی میر درد صاحب کی باعث تسکین قلب ہے ؎ رُباعی

ہرچند نشد دل ز حقیقت آگاہ — پائے طلبش ہست ہماں بر سر راہ
یارب تو ز خود نشاں دہی یا ندہی — ما ایم ہمیں نام تو اللہ اللہ

خدا کا بے انتہا اِس بندہ پر فضل ہے کہ اَب کسی اَمر کی خواہش بجز رضائے مولیٰ دل میں پیدا نہیں ہوتی۔

تحقیق - یہ علامت ہے حقیقت شناسی کی مُبارک ہزار بار مُبارک۔

حال - اور نہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ معمولات کچھ قابل قدر ہیں۔

تحقیق - بالکل صحیح ہے مگر یہ بے قدری صرف اس حیثیت سے ہے کہ ہمارا عمل ہے اور دوسری حیثیت سے بہت زیادہ قابل قدر اور نعمت عظمیٰ ہے یعنی اس حیثیت سے کہ خدا تعالیٰ کا عطیہ اور اُن کی توفیق ہے۔ تربیۃ حصہ چہارم صفحہ ۷۹

آثار خشیت

حال - بفضلہ تعالیٰ معمول بقید اوقات جاری ہیں مگر موت کا اسقدر خوف رہتا ہے کہ حواس گم ہو جاتے ہیں ہرچند کہ ارحم الراحمین کی رحمت پر بھروسہ کیا جاتا ہے تاہم حالت خوف کی غالب رہتی ہے لہذا گذارش ہے کہ اس بارہ میں جو ارشاد ہو وہ کیا جاوے۔

تحقیق - یہ حالت فی نفسہ مذموم نہیں یہ اثر ہے خشیت حق تعالیٰ کا جو کہ سراسر محمود ہے البتہ اس کے ساتھ کسی قدر ضعف قلب کی بھی آمیزش ہے اُس کا طبی علاج کرنا چاہیے میرا رسالہ شوق وطن بار بار دیکھنا بھی مُفید ہوگا۔

حال - اور اُس وقت اپنی زندگی بہت عزیز معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق - یہ اُسی کی فرع ہے کوئی مستقل حالت نہیں۔ تربیۃ حصہ چہارم صفحہ ۷۹۔

حال - اور جس کام کے کرنیکا عزم ہوتا ہے تو فوراً پہلے یہ بات ذہن میں آجاتی ہے کہ اِس کام کے کرنے میں یہ دینی نفع ہے اور یہ دینی نقصان ہے یعنی پہلے ہی جواز وعدم جواز پر اطلاع ہو جاتی ہے اُسی وقت شکر کرتا ہوں کہ تنبہ ہو گیا۔

تحقیق - آثار خشیت سے ہے مُبارک ہو۔ تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۲۱۶۔

غلبہ تفویض وتوکل

حال - ہادی راہ سنت حضرت مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دور افتادہ مہجور خدمت گرامی میں عرض کرتا ہے کہ عرصہ سے مہجور الخدمۃ ہوں ہر چند کئی دفعہ ارادہ آنیکا کیا ہے پھر ارادہ فسخ ہو ہو گیا خدا جانے کیا حکمت ہے جو حاضری خدمت گرامی میں دیر ہے سببے بجز خیر مباد آپ دُعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ عزاسمہ اپنے اس ناچیز بندے احقر کو اپنی مرضیات کی توفیق بخشیں اور رضائے ابدی و رضوانٌ من اللہ اکبر نصیب فرماویں اور اپنے غضب سے پناہ بخشیں۔

تحقیق - آمین۔

حال - عرض حال یہ ہے کہ آج کل علاوہ اوامر ونواہی شرعیہ کے اور سب کاموں میں خصوصاً امور معاش میں مجھ پر حالت تفویض وتوکل کا غلبہ ہے بس یہ مطابق حال ہے کہ اریدان لا ارید واختار ان لا اختار وافوض امری کلہ الی اللہ اوامر کی ادائگی اور نواہی سے اجتناب کی توفیق کے بارہ میں بھی یہی مسلک اچھا لگتا ہے کیونکہ اپنی تدبیر اور تجویز سب کو منکسر مشاہدہ کرتا ہوں بس اب تدبیر یہی ہے کہ تدبیر نہ ہو ۵ سب کام اپنا کرنا تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے ؛ لیکن باوجود اس کے اسئل اللہ الجنۃ واعوذ باللہ من النار امور خیر کی دعا اور شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

تحقیق - عین سنت کی موافقت ہے مبارک ہو۔

حال - دیگر یہ کہ بعض دفعہ عالم ناسوت کی کدورت وکلفت سے گھبرا کر طبعاً دل جنت کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور اس حالت میں جنت کو اپنے قریب ذوقاً مشاہدہ کرتا ہوں اور بعض دفعہ ذوق میں اس حالت کا ایسا غلبہ بھی ہوا ہے کہ اس کا مصداق تھا کانی اجد ریح الجنۃ اور اُسی کا اثر تھا قلب میں فرحت و وسعت وان الاخرۃ ھی دار القرار لیکن رویت بصری میں حجاب حیات بشری مانع معلوم ہوتا ہے اور ایک اثر اسی حالت کا یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ قلب کو دُنیا سے کنارہ کشی ہوتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی عین رحمت ہے کہ گوناگوں احوال سے سالک کی تربیت فرماتے ہیں فتبارک اللہ رب العلمین۔ اللہ یدعوالی دار السلام گویا اس حالت کی تعبیر ہے ۵

کیا اس حال کی تقریر کیجئے　　کیا اس ذوق کی تعبیر کیجئے

موت کی تکلیف کا کہ جس کے بعد جنت ملتی ہے اس حالت میں خیال بھی نہیں آتا۔

تحقیق ۔ حال رفیع ہے ادامہ اللہ تعالیٰ ۔ تربیۃ حصہ پنجم صـ ۹۴

تعلق مع اللہ کے سامنے لطائف و انوار کی کچھ قدر نہیں

حال ۔ اور ان حضرت نے تو میری تسکین کے واسطے یہ تحریر فرمایا ہے کہ کلبہ احزان گلستاں ہو گیا ۔ لیکن اپنے محبوب حقیقی کی قسم ہے کہ میں تو اب تک یہ ہی سمجھ رہا تھا کہ اب تک پہلا قدم بھی جو اس راستہ میں رکھا تھا نہیں اُٹھا بام مقصود تو کہاں کیونکہ وہ جو کچھ کتابوں میں لطائف ستہ وغیرہ اور اُن کے انوار اور احوال لکھے ہیں اُن میں سے ایک چیز بھی پیش نہیں آئی بلا شبہ اگر باعتبار مآل کے تسکین کے طور پر فرمایا ہے تو حضرت اقدس میرے حق میں ایک اعلیٰ قسم کی پیشین گوئی ہوئی جسکو میں اپنے نزدیک بشارۃ عظمیٰ سمجھتا ہوں ۔

تحقیق ۔ مآل تو یہاں ما یحول ہے الحمد للہ نقد حاصل ہے جس کے سامنے لطائف کیا چیز ہیں اور اُن کے انوار کیا ہیں اُن کی تمنا کرنا اب ایسا ہے ؎

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ   پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۱۴۹ ۔

قلبی اصلاح

حال ۔ یہ سب حضور والا کے قدموں کی برکت سے توفیق ہوئی ہے اور اُن باتوں پر مداومت کی توفیق ہونے کا شکر ادا کرنے سے میری زبان عاجز ہے عرصہ ہوا کہ مجھے اپنے گذشتہ تمام گناہ نابالغی تک کے یاد آتے تھے اب وہ سب پیش نظر ہو گئے ہیں اس کا یہ اثر مجھ پر ہوا کہ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے بدتر اور گناہگار کوئی دوسرا حقیقۃً نہ کہ تواضعاً حق تعالیٰ کی مخلوق میں نہیں ہے میں بالکل لائق جہنم ہوں کوئی کام مجھ سے حق تعالیٰ کی مرضی کے موافق نہیں ہوا اگر حق تعالیٰ نہ بخشیں تو میں جہنم سے نہیں بچ سکتا پچھلے حقوق اللہ و حقوق العباد جو یاد آئے اُن کو ادا کیا اور آئندہ ادا کرتے رہنے کا مصمم قصد ہے جن کی ادائیگی پر اس وقت قادر تھا وہ ادا کر دئے اور ادا کر رہا ہوں اپنی گذشتہ خطاؤں کی معافی کے بارہ میں اہل حقوق کے پاس خطوط بھی یہاں سے روانہ کئے جو کچھ روزے گذشتہ معذوری میں قضا ہوئے تھے وہ بھی بتوفیقہ تعالیٰ ادا کر لئے حضور والا کے اقوال و افعال سے اچھی طرح یہ سمجھ میں آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ شریعت کی پابندی ہے اور تصوف بھی اُسی میں داخل ہے گذشتہ ایام میں کثرت سے صدور معاصی کا سبب

یہ سمجھ میں آیا کہ چونکہ والدین نے علم دین نہ پڑھایا بلکہ مدرسہ سرکاری میں بٹھا دیا اور وہاں کفار کی صحبت اس وقت تک رہی اس سبب سے یہ حالت تباہ ہوئی اب یہاں کی حاضری کو بے انتہا غنیمت سمجھتا ہوں کہ یہاں علم دین وصحبت نیک جو مدار ومعین اتباع شریعت ہیں دونوں حاصل ہیں اب اور کہیں قیام کی ضرورت نہیں جبکہ رزق بھی وہاں سے زیادہ خالص حلال یہاں مرحمت فرما دیا ہے یہ ارادہ ہے کہ عمر بقیہ یہیں ختم کردوں حضور والا دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ اس عرض کو میری قبول فرمائیں آئندہ جو اُن کی مرضی ہو اُس پر راضی ہوں۔ چھ ماہ کی رخصت کی درخواست یکم شعبان کو روانہ کرنیکا قصد ہے کیونکہ نو رمضان کو گذشتہ چھ ماہ کی رخصت ختم ہو جاوے گی لہذا بیشتر سے دوسری درخواست جانی چاہیے حضور والا منظوری رخصت کے لئے بھی دعا فرماویں۔

تحقیق۔ بدل وجان۔

حال۔ اب قلب کی جو کچھ حالت ہے عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ ذکر سے اُنسیت ہوگئی ہے چلتے پھرتے ذکر زبان سے جاری رکھتا ہوں اور اچھا معلوم ہوتا ہے جب کسی کام میں نہوں تو ہر سانس کی آمد ورفت میں بالاضطرار قلب سے اللہ اللہ نکلتا ہے پچھلے دنوں میں حضور کی خدمت میں بیٹھنے سے قلب سے کھلی کھلی فحش گالیاں نکلتی تھیں جس کی وجہ سے اس قدر پریشانی ہوتی تھی کہ اگر اس سے تو جل کر میں کوئلہ ہو جاتا تو بہتر تھا۔

تحقیق۔ وہ داخل نہ ہوتی تھیں خارج ہوتی تھیں۔

حال۔ مگر اب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس سے نجات ہوئی اور قلب کی توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہو جاتی ہے۔

تحقیق۔ الحمد للہ کہ خارج ہو چکیں۔

تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۱۷۶۔

غلبہ تواضع وشکر

حال۔ حالت بندہ کی یہ ہے کہ تعلق باری تعالیٰ قائم اور زیادہ معلوم ہوتا ہے خواہ کوئی کام کروں یا نکروں خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا کچھ احساس ہوتا ہے اگر کھانا کھاتا ہوں یا پانی پیتا ہوں تو قلبی رقت اس قدر ہوتی ہے کہ بیان کیا کروں اور کہتا ہوں کہ یا اللہ تیرے ایک لقمہ اور ایک قطرہ پانی کا بھی اس ناکارہ سے شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا اور گناہ ہر وقت پیش نظر رہتے ہیں اس ہی

وجہ سے اگر کوئی بُرا کہے تو زیادہ بُرا نہیں معلوم ہوتا اگر کوئی اچھا کہے تو کچھ زیادہ اچھا نہیں معلوم ہوتا بعض وقت تو آسمان کی طرف نگاہ اوٹھانے میں شرم معلوم ہوتی ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ کسی کو منہ نہ دکھاؤں حضرت کیا عرض کروں کچھ نہیں کہہ سکتا دُعا فرمائیے استقامت دین اور عقل سلیم اور حسن خاتمہ نصیب ہوجاوے۔

تحقیق۔ جو حالات آپ نے لکھے ہیں یہ وہ ہیں کہ جس کے باب میں یہ آیتیں پڑھ دینا کافی ہے :۔ وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون لمثل ھذا فلیعمل العاملون اللہ تعالیٰ استقامت و برکت عطا فرماوے والسلام۔

تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۲۱۵۔

آثار زہد

حال۔ اور جو چیز ظاہری تجمل سے اور اچھی نظر آتی ہے تو فوراً یہ جانتا ہوں کہ آج ایسی ہے کل فنا ہوجاوے گی اور اکثر وقت موت یاد رہتی ہے گاہے گاہے تو ایسی حالت ہوتی ہے کہ شاید آج کل مرجاؤں گا۔

تحقیق۔ آثار زہد ہے مبارک ہو۔

تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۲۱۶۔

عقلی خوف کی ضرورت

حال۔ اس نابکار سے مدۃ العمر میں جس قدر بڑے بڑے گناہ سرزد ہوئے ہیں اور جنکا حد و حساب نہیں ہے اکثر کیا ہمیشہ بعینہ سامنے رہتے ہیں مگر باوجود اس کے بھی نفس شریر کماحقہ شرمندہ اور خائف نہیں ہونے دیتا صرف معمولی طور پر خیال آجاتا ہے کہ ایسے ایسے گناہ مجھسے ہوئے ہیں اور جس کی تباہ کاریاں ایسی ہوں وہ کیا خاک اپنی مغفرت کا اُمیدوار ہوسکتا ہے اِلّا ماشاء اللہ۔

تحقیق۔ طبعی شرمندگی اور خوف اگر نہ ہو عقلی کافی ہے جو کہ اختیاری ہے۔

حال۔ ایک خیال بہت ہی تشویش پیدا کرتا ہے کہ باوجود اپنے گناہگاری پر نظر ہونے اور اپنے کو بالکل لایق عقوبت و عذاب سمجھنے اور اپنے اعمال نہایت ہیچ اور لاشے ہونے کے بھی ہمیشہ یہی خیال رہتا ہے کہ حق جل وعلاشانہ اس نابکار کی مغفرت فرماویں گے اور نعمائے بہشت کے تصور میں اطمینان سا ہے نہ معلوم یہ کس درجہ کی غفلت اور قساوت قلبی ہے کہ ع کام دوزخ کے کروں جنت کا ہوں اُمیدوار۔ ہر چند دوزخ کے عذاب معلوم اور پیش نظر ہیں مگر اس بیفکری کے آگے کبھی گھبراہٹ اور خشیت نہیں ہوتی اور یہ حال اور خیال ہمیشہ سے ہے اور مجھے اس میں اپنی بہت ہی خرابی اور تباہ حالی معلوم ہوتی ہے باوجود کوشش کے بھی یہ حالت نہیں بدلتی اگر میرا خیال موجب ذم اور قابل رد ہے

تو للہ اس نالایق کی بدحالی اور تباہ حالت پر نظر رحمت اور دستگیرانہ توجہ فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ یہ امید طبعی ہے اگر عقلی خوف اس کے ساتھ مجتمع ہو کچھ حرج نہیں۔

تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ٢٢١۔

دوا یا دعا رضا بالقضا کے خلاف نہیں

حال۔ ایک شبہ رہ رہ کر پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر ان کی والدہ سے بھی زیادہ شفیق ہیں اور جب بندہ کے حق میں آخرت میں کوئی بڑا درجہ مقرر فرمادیتے ہیں اور یہ بندہ اپنے عمل کی بدولت اُس تک نہیں پہونچ سکتا تو اس کو غم و حزن و مصائب و تکالیف میں مُبتلا فرماکر اُس درجہ کا مستحق بناتے ہیں اور بعض اوقات بطور آزمائش ایسا کرتے ہیں جس کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ بعد صبر کے اپنی رحمتیں نازل فرمائیں اور یہ آزمائش صرف اِس لئے ہوتی ہے کہ دوسرے پر حجت قایم رہے اِس کے مستحق ہونے کے لئے کمانی قولہ تعالے ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس الآیۃ خلاصہ یہ کہ بندوں پر مصائب کا آنا اُن کے حق میں عین رحمت خداوندی ہے ؎

الا لا یجزعن اخو البلیۃ   فللرحمن الطاف خفیۃ

ایسے وقت میں اون کے دفعیہ کی تدبیر کرنا یا اللہ تعالےٰ ہی سے دُعا کرنا کہ ہم سے ہٹالے ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی بچہ اپنے والد کی سختی جو اس کی آئندہ زندگی کے لئے ازبس مفید تھی (مثلاً تعلیم کے معاملہ میں وغیر ذلک) ہٹانے کی کوشش کرے خصوصاً اوس وقت جبکہ اُوس کو معلوم ہوجائے کہ والد صاحب کو یہ منظور ہے کہ اس آزمائش کے بعد مثلاً اپنا ولی عہد بنادیں گے اور یہ سختی اسواسطے کرتے ہیں تاکہ دوسرے لوگوں پر اس عہدہ کے عدم استحقاق پر حجت قایم کریں ظاہر ہے کہ اگر لڑکا ایسی صورت میں اُن تکلیفوں کے ٹلانے کی کوشش کرے اور باپ ہی سے کہے کہ مجھے ایسی تکلیف نہ دیجئے یا سفارشیں پہونچائے یا اور تدبیریں اختیار کرے تو اوس وقت اس سے زیادہ نالایق کون ہوگا اِس صورت میں باپ کو بھی رنج ہوگا نیز لوگوں سے اوس کو خفت بھی ہوگی کما لایخفی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا یا دوا کرنا بظاہر رضا بالقضا کے خلاف ہونیکے علاوہ عقلاً بھی دُرست نہیں ہے یاد آتا ہے کہ مسلم شریف میں ایک حدیث کتاب الایمان میں اِس مضمون کی ہے کہ ایک شخص کو رات کیوقت عہد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں بچھو نے ڈنک مار لیا یہ حدیث بہت طویل ہے آخر کے الفاظ

یہ ہیں کہ بنی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب قالوا من ھم یا رسول اللہ قال الذین لا یکتوون ولا یسترقون وعلی ربھم یتوکلون (او کما قال) اس حدیث سے اسباب تخمینیہ؎ وظنیہ ونیز اسباب بعیدہ خفیہ وہمیہ دونوں سے احتراز کرنا عین توکل معلوم ہوتا ہے۔ دوا یا دعا میں بجز اسباب تخمینیہ ظنیہ کے اور کچھ نہیں ہے لہذا معلوم ہوا کہ دونوں سے احتراز بہتر ہے لیکن یہ بھی معلوم ہے دعا کی غایت درجہ فضیلت آئی ہے حتیٰ کہ الدعاء یرد القضا فرمایا گیا ہے دوا بھی بنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے طب نبویؐ مشہور ہے نیز بعضے ابتلاء مخلوط بالمعاصی ہوتے ہیں اگر اُن کے دفعیہ کی کوشش نکریں تو گویا رضا بالمعاصی ہے وھو کما تریٰ واللہ اس شُبہ کے ظاہر کرنے سے کوئی تحقیق علمی مقصود نہیں بلکہ سخت تشویش ہے کہ کیا کیا جاوے بعض وقت پھوڑے میں درد ہوتا ہے تو یہ خیال ہوتا ہے کہ اللہ میاں کو یہی منظور ہے اور یہی مرضی ہے تو ہم بھی خوش ہیں خوب گناہ جھڑتے ہیں اور دوا نہیں لگاتا اور درد میں عجب لطف ملتا ہے اور بعض وقت نماز میں اوٹھا بیٹھا نہیں جاتا اور کپڑے میں مواد لگتا ہے تو شُبہ ہوتا ہے کہ کہیں نماز نہوئی ہو یا دل سے ادا نہیں ہوئی اللہ میاں ناخوش نہ ہوں۔

تحقیق۔ چونکہ رحمت صورتِ بلا ہی میں منحصر نہیں دعاء سے صورتِ بلاء کا دفع مقصود ہے نہ کہ رحمت کا پس معنے یہ ہیں کہ اے اللہ یہ رحمت ہم کو دوسری صورت سے عطا فرما اور جب تک وہ صورت دفع نہو یوں سمجھے کہ اس وقت تک اسی صورت سے عطاء رحمت مقصود ہے پس اوس پر راضی رہے وہلم جرًا اور اسباب ظنیہ کا مسئلہ دوسرا ہے اس میں اسکو ناحق مخلوط کر دیا مگر ترک رقیہ سے اُس پر استدلال غیر تام ہے لانہ لیس من الاسباب الظنیۃ المبحوث عنہا وان شئتم فاذکر وہ مشافہۃ

تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۲۲۳۔

قرب بصورت بعد

حال۔ بعض اوقات قلب خدا کی یاد سے غافل معلوم ہوتا ہے حق تعالیٰ کا جو تصور رہتا ہے اس میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ میری تو ادہر کی توجہ ہے مگر اُدہر سے کچھ توجہ نہیں ہے اور میری طرف سے بھی جو تصور رہتا ہے اوس میں بہت کمزوری محسوس ہوتی ہے؎

کیا کہوں در حالِ نہانی — وقت کوتاہ و قصہ طولانی
مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی — موت آتی ہے پر نہیں آتی

؎ اکثر ادویہ میں مادہ کے اندر اثر ہوتا ہے اور استرقا بظاہر موثر نہیں ہے ۱۲

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے — جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا — غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا — کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

تحقیق - یہ بھی قرب الی المقصود ہی تھا گو بصورت بعد تھا اب صورۃً بھی قرب تجویز کر دیا گیا۔

تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۲۴۶ -

حب حق تعالیٰ وحب نبوی صلعم میں تلازم ہے

حال - دیگر یہ عرض ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک احقر کے سامنے لیا جاتا ہے تو فوراً بدن میں لرزہ سا پیدا ہو جاتا ہے اور درود مبارک فوراً زبان پر آجاتا ہے اور بہت دیر تک رہتا ہے اور یہ حالت رہتی ہے کہ اگر (نعوذ باللہ) میں قصداً درود شریف نہ پڑھنا چاہوں تو اس پر بالکل قدرت نہیں ہوتی اور جس وقت خدا تعالےٰ کا نام مبارک لیا جاتا ہے تو محسوس بھی نہیں ہوتا یہ تعدی فی الدین تو نہیں ہے اگر ہے تو کیا علاج ہے۔

تحقیق - اس میں طبعاً مذاق مختلف ہے بعض پر آثار حب حق کے غالب ہوتے ہیں اور بعض پر آثار حب نبویؐ کے غالب ہوتے ہیں اور چونکہ دونوں محبتوں میں تلازم ہے لہذا دونوں مذاق مقبول ومحبوب ہیں صرف لون کا اختلاف ہے حقیقت دونوں جگہ محفوظ ہے جو کہ مقصود ہے اسواسطے کچھ تردد نہ کریں نہ یہ تعدی ہے نہ اس کے علاج کی ضرورت ہے مبارک حالت ہے جب اس کا غلبہ ہو اسی کا اتباع کرنا چاہئے البتہ اعتقاد عقلی اور اختیاری ہے اوس کا تعلق واجب اور ممکن کے ساتھ بالذات و بالعرض ہونے میں متفاوت ہونا چاہئے والسلام۔

تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۲۵۸۔

غلبہ تواضع ووسعت رحمت وعظمت حق تعالیٰ

حال قبل ازیں کسی کو خلاف سنت پر دیکھنے سے سخت بار معلوم ہوتا تھا اور دیر تک دل میں غصہ رہتا تھا اور وہ حالت اب نہیں ہے بلکہ کسی کی طرف توجہ کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا ہے اور کوئی شخص اگر خلاف شریعت کوئی کام میرے سامنے کر گذرے دل میں فوراً یہ خیال آجاتا ہے کہ شاید یہ شخص اللہ کے پاس مجھ سے اچھا ہو اب سوال یہ ہے کہ حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ کسی منکر بات کو دیکھکر

دل سے بُرا سمجھنا یہ اضعف ایمان ہے تو کیا میرے ایمان میں تو کوئی نقص نہیں آیا نعوذ باللہ اور پھر جب جلال اور کبریائی خدا پر نظر پڑتی ہے تو دل پر اور بھی زیادہ پریشانی ہوتی ہے۔

تحقیق۔ منکر کو دل سے بُرا سمجھنا یہ اعتقاداً ہے گو طبعاً نہ ہو طبعی انکار یہ بعض دوسرے اسباب غالب آجاتے ہیں اون ہی میں سے وہ کیفیت ہے جو آپ پر غالب ہے جس کا حاصل تواضع اور وسعت رحمت و عظمت حق پر نظر ہے جو کہ عین مطلوب ہے پس ان اسباب کے غلبہ سے اگر طبعی انکار کا غلبہ نہ ہو کوئی محل تردد نہیں اطمینان رکھیں۔ تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۲۶۲

اعتقاد ناکامی و فقدان اہلیت مدار اعظم کامیابی و اہلیت کا ہے

ایک اجازت یافتہ کی حالت کے متعلق اُنکے بھائی کا خط

اعلحضرت مولانا و مُرشدنا دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بس از اشتیاق قدمبوسی گذارش خدمت عالی ہے کمترین آج کل فیض آباد سے بغرض عید فتحپور آیا ہوا ہے برادر معظم مولانا شاہ ..... صاحب کی علالت کا حال حضور پر روشن ہو گا آج تپ کی شدت کی حالت میں ایک عجیب پریشان کن گفتگو فرماتے تھے جس کا مطلب بجز اس کے کچھ نہ سمجھ میں آیا کہ لب خموش و دل پر از آواز ہا خدا جانے وہ کون لذت انگیز تکلیف ہے جس کے باعث آنکھوں سے آنسو جاری ہیں لیکن چہرہ بشاش ہے اور ایک بیخودی کی سی کیفیت طاری ہے اس کے قبل دیوان حافظ زیر مطالعہ تھا جس کو یہ کہکر ہٹا دیا گیا کہ یہ دیوان حافظ نہیں ہے بلکہ آتش کدہ ہے ایک عریضہ بھی حضور کی خدمت میں لکھا ہے جو کسی کو محض اس بدگمانی پر دکھلایا نہیں جاتا کہ راز فاش نہ ہو جائے خیر یہ راز و نیاز تو آپ جانیں لیکن برائے خدا تسلی بخش کلمات تحریر فرما کر برادر مذکور کو اطمینان فرما دیجئے زیادہ حد ادب۔

کمترین ..... عفی عنہ از ضلع بارہ بنکی

خود ان اجازت یافتہ کا حالت بخار شدید میں لکھا ہوا خط جس کا ذکر اُوپر کے خط میں بعبارت ہے ایک عریضہ بھی الخ

حضرت مولانا صاحب میں عاجزی سے غلامانہ سلام عرض کرتا ہوں اور جو کچھ اس وقت میں گستاخی کروں وہ قابل معافی ہے اِس لئے کہ مجھ کو تپ ولرزہ آتا ہے اور خیالات جنون کے دماغ میں دورہ کر رہے ہیں اور بہت دنوں سے جس خلجان میں ہوں آج کہے ڈالتا

ہوں جناب عالی آپ کے مریدوں سے بلکہ تمام خاندانی بزرگ کے مریدوں میں سے میں سخت شک وشبہ میں ہوں اور اگر میں مدۃ العمر اس کو ہضم کروں تو بھی رفع نہیں ہو سکتا کیونکہ میں اپنی حقیقت سے خوب واقف ہوں اس سے کام نہیں چلتا۔ کہ تو ولی ہے اور میں انا خیر" من الناس کا نعرہ مارنے لگوں آپ نے مجھکو اجازت بیعت کی عطا فرمائی اور تعلیم و تربیت کی بھی اور اسی پر قناعت نہیں سب کے روبرو مجھکو رسوا اور فضیحت کیا جس شخص کو کسی ذریعہ سے اطلاع ہوجاتی ہے میں شرمندگی سے عرق عرق ہوجاتا ہوں کہ اب میں اہل باطل کے طریق پر کس منہ سے اعتراض کروں پہلے مجھکو یہ خیال ہوا کہ حضور نے ضرور سرفراز فرمایا جب تو اجازت دی بدون اس کے کیونکہ خلافت ممکن ہے لیکن کب تک آفتاب روشن ہوگیا پھر خیال ہوا کہ اسرار بزرگوں کے ہماری سمجھ سے خارج ہوتے ہیں اور فی البدیہہ یہ راز سمجھ میں آیا کہ بزرگان دین مقبول الٰہی ہوتے ہیں اگر کسی مردود کو قبول فرمالیں تو وہ مقبول الٰہی ہوجاوے مگر ہائے افسوس پیمانہ صبر کا لبریز ہوگیا قوت امساک کہاں ؎

عاشق نامراد کے تا در یار خود رسد　　آنکہ نوشتۂ ازل درد و فراق بودہ است

پس خدائے وحدہ لاشریک کا واسطہ اُس کا کہ جس کا نام لوں تو زبان جل جاوے ؎

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد　　دگر پنہاں نہم در دل زبان و استخواں سوزد

ہاں وہ عرض یہ ہے کہ آپ اعلان اس امر کا کردیجئے کہ.... قابل اجازت نہیں ہے یا مجھ پہ راز ظاہر کیجئے اور میری مرغ بسمل حسنؔ کو جینے دیجئے میں حلف اٹھاتا ہوں کہ جس طرح وہ راز جو واپسی حج کے وقت کہا تھا ظاہر نہیں کیا یہ راز بھی کسی غیر کے روبرو ظاہر نہ کرونگا الا من[لہ] رازك رازہ اور افسوس ہے کہ ؎ ہائے نالہ نے مجھے رسوا کیا ورنہ (آگے یاد نہیں) اور یہ حضور غلام کی خطا معاف آگے جائے ادب مانع زبان بے قابو ہوگیا سلام عرض کرتا ہوں میں خوب جانتا ہوں کہ آپ نے جو کہا میں نے اُلٹا کیا اگر عصیٰ آدم ربہ فغویٰ نہ ہوتا اس وقت قرآن میرے سر پہ[ٹہ] ہوتا والسلام ہزار بار توبہ ہزار بار توبہ ہزار بار توبہ افسوس خلاف عادت ایسا فعل کیا جس نے سبھوں کے روبرو بے آبرو کردیا لیکن غنیمت کہ جنون کا پردہ بجا رہ گیا اور دراصل یہی بات میرے بادشاہ میرے سردار خفا نہ ہوجئے گا دل کی پھڑک دور کیجئے گا آپ مسیحا ثانی ہیں ہر غلام

[لہ] بدحواسی میں یہ خیال نہیں رہا کہ راز لفظ فارسی ہے اسکو ترکیب عربی میں کیسے لایا جاوے ۱۲ ناقل

[ٹہ] یعنی مجھپر مسلط بالقہر ہوتا مگر اس آیت کا مضمون مع مابعد کے تائب کے بشارت رحمت دیتا ہے ہذا ما فہمنا واللہ اعلم بمرادہ ۱۲ ناقل

کے جان جانی ہیں واللہ یوسف ثانی ہیں لا تثریب علیکم الیوم آپکی شان اور سائل بے بانی ہیں نام کیا ہوں معشوق عاشق نام ہو۔ ف۔ اس خط کے مضمون سے حضرت مرشدنا حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کے ارشاد کی تصدیق ہوتی ہے کہ عارف کا ہذیان بھی عرفان ہے

جواب جو یہاں سے اس دوسرے خط کا گیا

(از اشرف علی عفی عنہ) بمطالعہ لطف مجسم زاد اللہ تعالیٰ لطفہ۔ السلام علیکم آتش خانہ پہونچا جس نے خود میرے جان وتن میں گرمی پھونک دی عزیز من جو اعتقادِ ناکامی و فقدان اہلیت آپ کے تمام خط کا مدلول ومفہوم ہے اہل طریق خصوص حضرات چشت کے یہاں وہی مدار اعظم ہے منظور نظر و نور بصر ہونے کا مبارک ہزار مبارک ہم اسی ناکامی کو کامگاری اور اسی بستہ دامی کو رستگاری سمجھتے ہیں زادک اللہ تعالیٰ ہذا التذلل والتحرق والتملل والتعشق۔

؎	مصلحت نیست مرا سیری ازاں آبِ حیات		ضاعف اللہ بہ کل زماں عطشی	
؎	کوئی نومیدی مرو کہ امیدہا است		سوئے تاریکی مرو خورشیدہا ست	
؎	روزہا گر رفت گو رو باک نیست		تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست	
؎	گر مرادت را مذاق شکر است		بے مرادی نے مراد دلبر ست	
؎	ارید وصالہ ویرید ہجری		فاترک ما ارید لما یرید	

ترجمہ

؎ میل من سوئے وصال و میل او سوئے فراق   ترک کام خود گرفتم تا بر آید کام دوست۔

والسلام علی العاشق المستہام

جواب جو یہاں سے پہلے خط کا گیا

عزیز السلام علیکم میں نے شاہ صاحب کے خط کے جواب میں حسب مشورہ وحسب ضرورت تسلی بخش اور مقتضائے وقت مضمون لکھدیا ہے اور اُن کے مذاق کی رعایت سے اسکو جدا لفافہ میں بند بھی کر دیا ہے بدون ملاحظہ اُن کے ملاحظہ میں گذران دیا جاوے انشاء اللہ تعالےٰ نفع ہوگا آپ تندہی کے ساتھ اُن کے قلب و دماغ کا علاج بھی کریں انشاء اللہ تعالےٰ صحت ہوگی اُنہوں نے اپنے مضمون میں بھی کوئی پریشانی کی بات نہیں لکھی آپ اطمینان فرماویں اور بعد افاقہ مجھکو بھی مطمئن کریں۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول صفحہ ۲۰

کمال توبہ کی علامت

حال۔ ذکر کرتے وقت کبھی کبھی معاصی یاد آجاتے ہیں تو زبان سے لفظ اللہ تک دشوار ہو جاتا ہے۔

تحقیق۔ علامات کمال توبہ سے ہے۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول صفحہ ۹۴

وصول الی اللہ کی حقیقت

حال۔ ان دنوں شوق الی اللہ میں زیادتی ہے مگر کیف السبیل الیہ کا تصہ ہے جی میں کیا کیا خیال آتے ہیں مگر مجبور ہوں۔ صرف جناب کی نظر شفقت سے اُمید ہے کہ جس طرح شوق اور طلب کی دولت بخشی بخشائی اُسی طرح مطلوب اور شوق۔

تحقیق ؎ تعلق حجاب است وبے حاصلی ؛ چو پیوندہا بگسلی واصلی ؛ بس وصل قرب حق یہی قطع تعلق عن الغیر ہے جو بحمد اللہ حاصل ہے خدا تعالیٰ اس میں اور مزید فرمائے اور اس عالم میں اس سے زیادہ کی توقع ہوس ہے۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول صہ ۱۲۴

خوف آخرت مطلوب ہے

حال۔ آج کل کثرت موت کا خیال رہتا ہے جب معاصی پیش نظر ہوتے ہیں تو ندامت ہوتی ہے اور عاقبت کا خوف پیدا ہوتا ہے کہ خدا جانے وہاں کیا معاملہ پیش آوے ایسے وقت طبیعت اُچاٹ ہو جاتی ہے اور کاروبار کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔

تحقیق۔ خوف آخرت کے سبب دُنیا سے طبیعت اُچاٹ ہو جانا عین مطلوب اور مصداق ہے کن فی الدنیا کانک غریب والدنیا سجن المومن کا مبارک ہو۔ تربیۃ حصہ ششم ربع دوم صہ ۳

حال۔ کثرت بکا جس کی وجہ خوف اور محبت ہے اذکار میں معتدل اور تلاوت ومناجات ودعوات میں اس قدر مفرط ہے کہ قرات صلوٰۃ کی ادا اور صحت میں قصور آجاتا ہے نیز صحت جسمانی میں بھی خلل معلوم ہوتا ہے خدارا علاج شافی اور توجہ کافی کا وقت ہے۔

تحقیق۔ یہ تو عین مطلوب ہے اس کا ازالہ کیوں کیا جاوے اگر صحت جسمی میں مخل ہے اُس خلل کا علاج طبی فرمائیے۔

حال۔ احقر نے پہلے سرگردانی دیکھی ہے اگر موجودہ مسلک میں کوئی خلل سد راہ ہوا تو مجھے خسارہ عظیم کا احتمال ہے۔

تحقیق۔ بدون خود سد راہ کرنے کے سد راہ نہیں ہو سکتا۔ تربیۃ حصہ ہفتم صفحہ ۶۶۔

اصلاح باطن جو فرض ہے

حال۔ کچھ عرصہ سے ایک جدید خیال پیدا ہو گیا ہے

وہ یہ کہ زمانہ طالب العلمی میں بالکل اصلاح باطن کی ضرورت نہیں بلکہ اس طرف اس زمانہ میں توجہ کرنا حصول تعلیم کے لئے سخت ضرر رساں ہے۔ اس خیال کی تغلیط یا تصحیح فرمائی جاوے

تحقیق۔ اصلاح باطن ایک بمعنی تقویٰ و تحرز عن المعاصی ہے وہ ہر وقت فرض ہے اور تحصیل علوم میں مخل بھی نہیں اور ایک بمعنی اہتمام و التزام اذکار و اشغال متعارفہ ہے وہ فرض بھی نہیں اور طالب علمی میں مخل بھی ہے۔ تربیۃ حصہ ششم ربع دوم صفحہ ۳۔

نسبت کے متعلق تحقیق جو طریق کا مقصود ہے

ایک منتہی کا خط

حال۔ جناب والا یہ نالایق ایک ضروری عرض حضور کے روبرو پیش کرنا چاہتا ہے اور اُمیدوار ہے کہ حضور توجہ فرما کر مناسب رائے سے سرفراز فرماویں گے وہ یہ کہ اس نالایق کو سرگردانی کرتے ہوئے تئیس سال ہوگئے اور ہنوز روز اول اسلئے کمترین نے ارادہ کیا ہے کہ ایک آخری کوشش اور کرے شاید فضل ہو جاوے اُس کے بعد پھر میں سمجھ لوں گا کہ میری سعی بالکل نے سود ہے اس لئے آپ سے گذارش ہے کہ آپ طویل سے طویل مدت جو مناسب سمجھیں میرے خیال کے لئے مقرر فرماویں میں حق تعالیٰ پر بھروسہ کرکے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس مدت کو پوری کروں گا اور اگر میرا جرم قابل معافی نہیں ہے تو مجھ کو آپ کسی دوسرے شخص کے پاس بھیجدیجئے کہ وہیں جاکر اپنی قسمت آزمائی کروں یہ آخری درخواست آپ خود خیال فرماسکتے ہیں کہ میں کس دل سے لکھ رہا ہوں کہ ساری عمر کا ساتھ چھوڑنے پر راضی ہو رہا ہوں افسوس۔

تحقیق۔ میں خوش ہوں گا اگر بے تکلف یہ بھی ظاہر کردیجئے کہ آپ کے ذہن میں طریق کا مقصود کیا ہے اور اُس کے مقصود ہونے کی دلیل صحیح کیا ہے اور اُس مقصود کا عدم حصول وجدانی ہے یا استدلالی نیز اُس مقصود کو کسی کے لئے حاصل ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے یا نہیں میں انشاء اللہ تعالیٰ خیر خواہی کا مشورہ دوں گا۔

اُن کا دوسرا خط

حال۔ میں انہیں سوالات کا منتظر تھا اب میں جوابات نمبروار لکھتا ہوں۔

(۱) میں مقصود طریق کو نسبت سمجھتا ہوں۔

(۲) نسبت کا مقصود طریق ہونا خود آپ کی زبان سے سُنا ہے جبکہ آپ نے ...... کے

مکان پر ہم لوگوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھکو جو امر محقق ہوا ہے کہ اس طریق کا وہی مقصود ہے وہ میں بیان کرتا ہوں وہ دو چیزیں ہیں نسبت اور مقامات اور جملہ مشائخ کی تصریح ہے کہ تمام احوال کا مبنےٰ نسبت ہی ہے آپ نے خود تعلیم الدین میں تصریح فرمائی ہے۔

(۴) نسبت کا عدم حصول وجدانی ہے جس طرح بھوک پیاس وجدانی ہوتی ہے اور اس کو خود اپنے لئے دو مرتبہ حاصل ہوتے دیکھا ہے ایک جب آپ حج سے واپس تشریف لائے اور میں نے ذکر شروع کیا تو ایک روز آپ نے فرمایا کہ تخم میں نے بودیا ہے آبپاشی اب تم خود کرو۔ چنانچہ اسی روز سے انقلاب عظیم میں نے اپنے اندر پایا پھر چند روز کے بعد دفعتہ وہ حالت جاتی رہی اور میں مضطرب ہو کر آپ کے پاس دوڑنے لگا اس وقت مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ آپ نے دل میں کہدیا کہ چونکہ پڑھنے میں نقصان ہوتا تھا اس لئے سلب کرلیا گیا ہے بعد پڑھنے کے دیا جاوے گا اور یہ بات نہایت وثوق اور اطمینان سے معلوم ہوئی جس کو عین الیقین کہنا چاہئے اور میں اس کو اپنے خیال میں خطرہ شیخ سمجھا جس کو سلوک کی کتابوں میں لکھا ہے پھر دوبارہ جب میں علم سے فارغ ہوا اور ضیاء القلوب آپ سے شروع کیا جس میں تقریباً بیس۲۰ آدمی تھے ختم کے روز آپ نے فرمایا کہ جس کو ذکر شغل کرنا ہو وہ بیٹھا رہے جس کو نہ کرنا ہو چلا جاوے جب سب بیٹھے رہے تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس تھا سب میں نے دیدیا اور سب کو دوازدہ تسبیح اور شغل سرمدی اور چند ہدایات تعلیم فرمائیں اپنی بلاہت سے سمجھا کہ مطلب یہ ہے کہ جو امور نافع ترین ہمکو معلوم تھے سب بتلادئے یہ نہ سمجھا کہ نور ولایت اور تخم سعادت ابدی عنایت ہوا ہے اور جو اثر پایا ثمرۂ ذکر سمجھا اسی روز مکان میرا جانا ہوا مکان پر شادی کے لئے عزیزوں نے شور مچا کر کے قلب پریشان کردیا نیز قبض جسمانی یعنی مرض قبض کی شکایت ہوگئی جس سے معدہ پُر رہتا تھا اور کھانا بھی بنسبت مدرسہ کے اچھا ملا زیادہ کھاجاتا تھا رات چھوٹی ہوتی تھی آنکھ نہیں کھلتی تھی اس لئے معمولات ادا نہ کرسکا تیس دن پورے کر کے میں جلدی سے کانپور بھاگا وہاں جاکر پھر بدستور سابق معلوم ہوا کہ آپ نے دلمیں کہدیا کہ ہم نے نسبت دی تھی جو تونے ضائع کردی جب یہ معلوم ہوا کہ غم کا پہاڑ سر پر پھٹ پڑا لیکن پھر میں نے سوچا کہ اگر اس کا تدارک ممکن ہے تو عمل سے ہے اس لئے پھر کام میں مشغول ہوا مگر قہر خداوندی یہ نازل ہوا کہ ایک شخص

کریہ المنظر کا عشق پیدا ہوگیا اور حق تعالےٰ سے بالکل ذہول پیدا ہوگیا جس کی مدافعت پھر آپ ہی کے تصرف سے ہوئی پھر آپ تھانہ بھون چلے آئے ورنہ عدم نفع ذکر کی مجھکو شکایت نہیں میرا قلب ماسویٰ کے تعلق سے بالکل خالی ہے اشتیاق غالب رہتا ہے خود اپنی ذات میری نظر میں بدتر معلوم ہوتی ہے یہ سب ہے مگر نسبت نہیں وہ تو کسی چیز ہی نہیں وہ جب ہی حاصل ہوگی جب آپ القا فرمائیں گے اگر ترا عمر نوح بودے وہمہ عمر دریں راہ صرف کردے آتش نیافتے کہ از ما بتو رسیدہ است کسی بزرگ کا قول ہے۔

تحقیق۔ ۱ و ۲ کا جواب صحیح ہے ۳ کی نسبت عرض ہے کہ اس کے حصول وعدم حصول کا حکم کرنا بناءً اعلےٰ الوجدان موقوف اسپر ہے کہ اول اس کی حقیقت متعین کی جاوے کیونکہ ہر وجدانی چیز نسبت نہیں اگر کسی شخص کو بھوک لگتی ہو اور پیاس نہ لگتی ہو مگر وہ شخص پیاس کو بھوک سمجھتا ہو اور اس بنا پر شکایت بھوک نہ لگنے کی کرے تو یہ حکم غلط ہوگا اگرچہ بھوک وجدانی چیز ہے۔

باقی جو قصہ آپ نے لکھا ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حقیقت نسبت کی وہی تھی جو آپ کو حاصل ہوئی تھی اور پھر نہ رہی۔ اگر مجھ پر اعتماد ہے اور ہونا چاہیئے میں اوروں سے تو نہ کہتا مگر آپ سے اس لئے اخفا نہیں کرتا کہ آپ طالب ہیں طالب سے تواضع کرنے کو میں رہزنی سمجھتا ہوں اس لئے کہتا ہوں کہ مجھ پر اعتماد ہونا چاہیئے بس اگر مجھ پر اعتماد ہے تو خوب سمجھ لیجئے کہ وہ کیفیت نسبت کے الوان میں سے ایک لون تھا جس میں میری کیفیت جوش کی ممزوج تھی جو ابتدا میں غالب الوقوع ہے میں بھی مبتدی تھا اور آپ اب خود مجھ کو بھی معلوم ہوا ہے کہ اُس زمانہ کی اور اس زمانہ کی کیفیات میں ایسا فرق ہے جیسا موسلا دھار بارش میں کہ جوش خروش بے حد مگر زمین کے لئے نافع کم اور ننھے ننھے رشحات میں کہ جوش ندارد مگر نافع بہت زیادہ بس وہ لون غیر ثابت تھا آپ میں بھی مجھ میں بھی اور اب بحمد اللہ تعالیٰ ثابت ہے۔ آپ نے جو کیفیت اپنی لکھی ہے من قولکم میرا قلب ماسویٰ کے تعلق سے الخ یہ لون اکمل ہے نسبت کا مبارک ہو اور حقیقت نسبت کی صرف یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے قلب کو ایسا تعلق ہو جاوے کہ اُس کی یاد اور اطاعت غالب رہے وبس اب یہ خواہ قبض کے ساتھ ہو خواہ بسط کے ساتھ ہو خواہ فرح کے ساتھ ہو خواہ حزن کے ساتھ خواہ شوق کے ساتھ ہو خواہ اُنس کے ساتھ خواہ ہیبت کے ساتھ وبس اور زیادہ طمانیت کا شوق ہو مشائخ

سے بل لیجئے پھر جو دل میں ہو کہنے کی اجازت ہے۔

اُن کا تیسرا خط

حال۔ عالی جاہا اس تحریر سے میری تشفی بالکل نہیں ہوئی اور اور زیادہ قلب میں خلجان پیدا ہو گیا۔

تحقیق۔ آپ نے اُس تحریر میں غور نہیں فرمایا۔

حال۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو چیز عنایت فرمائی تھی وہ جب اذکار اشغال سے قوت پکڑ جاوے تو وہی نسبت ہے۔

تحقیق صحیح ہے مگر اُس کی حقیقت قوت پکڑتی ہے نہ کہ لون خاص پس آپ کا وہ قول پرچہ سابق میں میرا قلب ماسویٰ کے تعلق سے الخ میں نے اسی کو لون اکبر بتلایا ہے نسبت کا پھر قوت نہ پکڑنے کا حکم آپ کیسے لگاتے ہیں۔

حال۔ کیا معنی کہ بلکہ یادداشت اُس کا اثر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اَب بھی آپ اُسیطرح مرحمت فرماتے ہیں اور وہی لوگ صاحب نسبت ہو جاتے ہیں تعلیم الدین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اوّلاً کسی بزرگ کے القاء سے نسبت ضعیف پیدا ہو جاوے پھر اشغال وغیرہ سے وہ نسبت متصل ہو جاوے لیکن اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ میں غلط سمجھا ہوں وہ کوئی چیز نہیں نسبت اور چیز ہے۔

تحقیق۔ میں تو اپنی دونوں تحریروں میں کوئی تخالف نہیں سمجھا۔

حال۔ پھر آپ نے اس مبالغہ سے کیوں مدح فرمائی تھی کہ جو کچھ میرے پاس ہے سب میں نے دیدیا۔

تحقیق۔ مجھ کو تو یہ یاد نہیں کہ میں نے نسبت کو کہا ہو اور اگر ایسا ہو بھی تو اب اُس کے خلاف کب کہہ رہا ہوں۔

حال۔ اور جن لوگوں نے ضائع نہیں کی اُن میں کیوں باقی رہی مثلاً مولوی ۔۔۔ مولوی کہ یہ حضرات بدستور مشغول رہے اور مشغولی ان کی بڑھتی گئی۔

تحقیق۔ خود مولوی ۔۔۔۔ سے پوچھئے وہ آپ کو دولتمند سمجھتے ہیں اور اپنے کو محروم مولوی ۔۔۔۔ کا حال مجھ کو معلوم نہیں۔

حال۔ مجھ کو آپ پر اعتماد کیا معنی دُنیا میں آپ کا نظیر نہیں سمجھتا ہوں ایک مولٰنا رشید احمد

صاحبؒ تھے وہ اس دُنیا سے گذر گئے اور کوئی میری نظر میں صاحب کمال آپ سا ہے نہیں آپ ایک بار یہ فرما دیجئے کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ میں نے دیدیا۔

تحقیق۔ میں دعوئ تصرف کی کیا اہلیت رکھتا ہوں۔

حال۔ پھر اعتماد میرا آپ دیکھ لیجئے کہ کیسا ہے اور یا یہ فرما دیجئے کہ تیرے اندر نسبت ہے تجھ کو خبر نہیں میں بے دلیل اُس پہ ایمان لاؤں گا۔

تحقیق۔ یہ بات تو بہ جیۂ سابق میں کہہ چکا ہوں گو دوسرے الفاظ ہوں۔

حال۔ مجھ کو حزن و غم اگر ہے تو اس لئے کہ میں سمجھا ہوں کہ میں اس دولت سے بالکل محروم رہوں گا کچھ آثار اور قرائن ایسے بھی مجھ کو معلوم ہوتے ہیں بہرکیف میرا اطمینان محتاج اقامت دلیل نہیں میں آپ کے فرمانے پر بلا دلیل ایمان رکھتا ہوں دو لفظوں میں میرا کام بن جاوے گا یا مجھ کو آئندہ کے لئے اُمیدوار کر دیجئے یا فی الحال بشارت سُنا دیجئے کہ جس چیز کا تو طالب ہے وہ چیز تجھ کو مل گئی ہے والسلام یہ تو میرا اعتقاد ضرور ہے کہ خود میری محنت سے کبھی یہ دولت نصیب نہیں ہو سکتی جب تک حضور اپنے سینۂ مبارک سے مرحمت نہ فرما دیں اور نیز تاخیر سے بھی میں نہیں گھبراتا ہوں بس میں یہ چاہتا ہوں کہ دُنیا سے محروم نہ اُٹھوں ورنہ میری برابر کوئی صاحب خسران نہ ہوگا اور یہی تصور کہ شاید حضور کا ارادہ بالکل محروم رکھنے کا ہے میرے لئے نار اللہ التی تطلع علے الافئدہ کا اثر رکھتا ہے۔

تحقیق۔ توبہ توبہ اپنے خیرخواہوں پر ایسا گمان نہ کیجئے آپ یقین رکھیں کہ نہ دھوکا دونگا اور نہ بخل کروں گا نہ بے توجہی کروں گا۔ نہ خیرخواہی میں کمی کروں گا۔ میرے خیال میں آپ کی عدم تسلی کا سبب خاص کیفیات کا نہ ہونا ہے جو کہ لوازم سے نہیں لیکن شاید کسی خاص شغل سے ہو جاوے سلطان الاذکار مع حبس نفس شروع کر دیجئے اور کیفیات سے اطلاع دیتے رہئے۔ اگر اُس سے بھی تسلی نہ ہوگی تو اور شغل بتلاؤں گا۔

اُن صاحب کا چوتھا خط

حال۔ الحمدللہ کہ آج آٹھ برس کی سخت کلفت و پریشانی کے بعد بالکل اطمینان و سکون نصیب ہو گیا میرے منہ میں اس قابل زبان نہیں کہ اس نعمت کا شکر ادا کر سکوں خدا تعالیٰ آپ کو زندہ و سلامت رکھے۔

تحقیق۔ میں خود اس پر مسرور ہوں کہ آپ مسرور ہوئے۔

حال - ایک یہ بھی کیفیت میری ہے کہ حظوظ نفس کا اکثر حصہ مٹ گیا ہے اور ملکی ملکی آگ اکثر اوقات دلمیں سلگتی رہتی ہے اور حق سبحانہ وتعالےٰ کا اشتیاق اس قدر غالب رہتا ہے کہ بعض اوقات گمان ہوتا ہے کہ قلب شق ہو جاوے گا اور قلب کو اگر جبراً بھی دنیا کی طرف ملتفت کرنا چاہوں تو قدرت نہیں ۔

تحقیق - سبحان اللہ یہ اور کیا ہے ۔

حال - لیکن میں سخت غلطی میں مبتلا تھا اور اس غلطی کا نتیجہ یہ تھا کہ عبادت میں مشغولی فضول معلوم ہوتی تھی اس لئے مجھ کو گمان قوی تھا کہ میں خدا کی درگاہ سے مطرود ہوں ۔

تحقیق - اس میں بھی حکمت تھی کہ انکسار تام پیدا ہو گیا جو میرا اصلی مذاق ہے ۔ فطوبیٰ لکم

حال - اور مجھ کو کسی خاص کیفیت وحالت کی ذرا بھی آرزو نہیں آرزو ہے تو صرف یہ کہ جیوں تو اسی کی یاد میں اور مروں تو اسی کی یاد میں اٹھوں تو اسی یاد میں ؏

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

اپنا حال ہومیں ان تمام بیانات میں اپنے کو قطعی راست گو نہیں سمجھتا ہوں فریب نفس کا قوی احتمال ہے ۔

تحقیق - یہ احتمال عین وہی امر مطلوب ہے کہ بین الخوف والرجاء

حال - تنزیہ حالات بین الوجود والعدم ہیں کبھی ہیں کبھی نہیں ۔

تحقیق - ہیں دائم مگر قوت وضعف کا تفاوت ہے جس کا خطاب حدیث میں حضرت حنظلہؓ کو ہوا ہے

حال - سلطان الاذکار میں حبس دم کس طرح کیا جاوے گا ۔

تحقیق - اب اس قصد سے نہ کیا جاوے کہ تسلی ہو گی کہ یہ تحصیل حاصل ہے ہاں فی نفسہ وہ بھی نافع ہے میں بتلا دوں گا ۔

تربیۃ حصہ ششم - ربع دوم ص ۱۲

غلبہ بغض فی اللہ

حال - کسی کو خلاف شرع مثلاً ڈاڑھی منڈاتے ہوئے یا بے نمازی یا معمولی آدمی جیسے مزدور وغیرہ ان لوگوں کو سلام کرنے کو جی نہیں چاہتا اور نہ طبیعت اس پہ اقدام کرتی ہے یہ تکبر تو نہیں ۔

تحقیق - نہیں بلکہ غیرت دین ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس امر کو بھی قلب میں مستحضر کر لیا کریں کہ ممکن ہے کہ اس کا کوئی عمل عند اللہ میرے سب اعمال سے افضل

ہو اس لئے یہ مجھ سے افضل ہو۔ تربیۃ حصہ ششم ربع دوم صہ ۱۹

تواضع کمالات سے ہے

حال۔ ایک دوست کو پاس الامداد آیا کرتا ہے اُس نے آکر مجھے یہ فہرست جس میں بندہ کا نام بھی داخل تھا دکھلایا تو واللہ مجھے بہت شرم آئی اور اپنی نا استعدادی پہ ندامت پیدا ہوئی اور یہ بھی خیال آیا کہ یہ فہرست میرے بھائی ۔ ۔ ۔ ۔ وغیرہ بھی دیکھیں گے تو زیادہ شرم آنے لگی آیا یہ کیا شرم وغیرہ کا ہونا کیسا ہے۔

تحقیق۔ کمال ہے کیونکہ تواضع کمالات سے ہے۔ تربیۃ حصہ ششم صہ ۸۱

حضور و خلوص کے مراتب مختلف ہیں

حال۔ بحمد اللہ تعالیٰ تمام معمول بدستور جاری ہیں اسم ذات میں بعض روز زیادتی ہوگئی ایک لاکھ سے زاید شمار ہوگیا مگر ایک بار بھی خلوص اور حضور سے ادا نہوا اور نہ ابتک ہوتا ہے مگر الحمد للہ بد دل کوئی روز بھی نہیں ہوتا بلکہ یہی شوق اور آرزو ہے کہ تا حیات اس سے بھی زائد مشغولی رہے۔

تحقیق۔ یہ بھی اثر خلوص اور حضور ہی کا ہے اس میں بھی مراتب ہیں اللہ تعالیٰ اس سے اکمل درجہ نصیب کرے مگر حاصل کی کیوں نفی کی جاوے کہ احتمال اِفضاء الی الکفران کا ہے۔

تربیۃ حصہ ہفتم صفحہ ۱۔

محبت کے الوان مختلف ہیں

حال۔ گاہے گاہے چھوٹی بی بی کی ذیل حالت یاد آنے پہ اُن کے ملنے کا خیال آتا ہے آیا یہ جناب کی محبت میں مضر تو نہیں بی بی کی یہ حالت ہے کہ میرے یہاں آنے پر بہت روتی تھی اور میرے بعد اُن کی یہ حالت ہوگی کہ میرے کپڑے وغیرہ نکالکر دیکھ دیکھ کر روتی ہوگی میری محبت اُن سے اسقدر نہیں لیکن اُس کی حالت پہ غلبہ رحم ہوتا ہے۔

تحقیق۔ یہ محبت شرعاً مطلوب ہے اور کوئی مطلوب شرعی دوسرے مطلوب میں مضر نہیں ورنہ دونوں کا اجتماع مامور بہ محال ہوگا اور یہ باطل ہے پس مضر ہونا بھی باطل ہے اور راز اس کا یہ ہے کہ یہ دونوں محبتیں جدا جدا رنگ کی ہیں پس ایک رنگ میں ایک بڑھی ہوئی ہے دوسرے رنگ میں دوسری بڑھی ہوئی پس کچھ منافات نہیں۔

تربیۃ حصہ ہفتم صفحہ ۲۔

نِسبت کے مختلف الوان

سُوال - اکثر بزرگوں کو متعدد سلاسل سے اجازت حاصل ہوئی ہے تو کیا ان حضرات کو متعدد نِسبتیں مثلاً نِسبت چشتیہ و نقشبندیہ مجیزین سے حاصل ہوئی تھیں یا محض اجازت ہی ہوئی تھی اور متعدد نِسبتوں کا ایک شخص میں جمع ہونا ممکن ہے اسی طرح ایسا شخص جس کو متعدد سلاسل سے اجازت ہے جس شخص کو اجازت دی تو اس کو بھی متعدد نسبتیں حاصل ہونا چاہئیں لیکن حضرات چشتیہ میں آثار دیگر سلاسل کے نہیں معلوم ہوتے اور اگر ہیں تو کس طرح تعدد نسب کا حال معلوم ہو سکتا ہے -

جواب - نِسبت ایک حقیقت واحدہ ہے اختلاف استعداد سے اس کے الوان مختلف ہوتے ہیں جس میں چشتیت وغیرہ کی خصوصیت نہیں - ممکن ہے کہ ایک چشتی اور ایک نقشبندی کی نِسبت ایک لون کی ہو اور ممکن ہے کہ دو چشتیوں کی نِسبت کا لون مختلف ہو اسی طرح اختلاف اوقات سے اس لون میں اختلاف ہو سکتا ہے پس صاحب اجازت کے لئے نِسبت کا حصول شرط ہے خواہ اس کا لون کچھ ہی ہو اور خواہ مجیز اور مجاز کے الوان بھی مختلف ہوں اس تحقیق کے بعد کوئی اور سوال متوجہ نہیں ہوتا - تربیۃ حصہ ہفتم ص

غلبۂ ادب

حال - طبیعت دنیوی باتوں کی طرف خاصکر اچھے کپڑے اچھے کھانے کی طرف زیادہ مائل تھی اور اس کے خلاف ہونے سے رنج ہوتا تھا مگر بحمداللہ حضور کے فیض اور برکت سے ان باتوں کے اہتمام سے طبیعت ہٹ گئی ہے اور طبیعت اس طرف اگر کچھ راغب ہوتی ہے تو یہ شعر پڑھ کر تسکین قلب کر لیتا ہوں ؎

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گذار یا اسے رو کر گذار دے

بالکل آجکل اسی شعر کے مطابق زندگی بسر کر رہا ہوں ذکر کرتے وقت یا کوئی اور کام کرتے وقت یہ خیال آتا ہے کہ خدا تعالےٰ دیکھ رہا ہے خاصکر رات کو لیٹتے وقت یہ خیال غالب ہوتا ہے کہ پلنگ پر توشک و چادر وغیرہ لگا کر پیر پھیلا کر آزادی کے ساتھ لیٹنا بڑی بدتہذیبی ہے جبکہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے اس کے ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت بہت وسیع ہے اس کے نزدیک میرا بستر کیا وقعت رکھتا ہے اس خیال سے بستر پر تو لیٹا رہتا ہوں مگر پیر پھیلانا کسی طرح طبیعت گوارا نہیں کرتی اسلئے کچھ عرصہ سے میں پیر سکوڑ کر لیٹتا ہوں -

تحقیق - سبحان اللہ ماشاء اللہ۔

تربیۃ حصہ ہفتم صفحہ ۵۔

حال - حضور فدوی کی حالت خراب ہوگئی کہ حضور کا نام مبارک زبان سے کیا بلکہ قلم تک سے نہیں لکھ سکتا کیا کروں مجبور ہوں نہیں معلوم کیا سبب ہے یہانتک کہ شجرہ میں پڑھتا ہوں ع تھانوی مرشدی شمس الہدیٰ کے واسطے۔

تحقیق - گول بات ہے مفصل لکھنا چاہئے آخر دل میں کیا آتا ہے کیا کوئی ہاتھ پکڑتا ہے یا زبان کو روکتا ہے۔

(اس کے بعد یہ دوسرا خط آیا)

حال - گذارش یہ ہے کہ بہ سبب ادب کے دل گوارا نہیں کرتا۔

تحقیق - پھر برائی کیا ہوئی جس کی فکر میں پڑ گئے۔

حال - پھر یہ وسوسہ آتا ہے کہ دادا پیر سے لگا کر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی صاحب کے نام لینے میں کیوں ادب نہیں کرتے بلکہ فخر سمجھکر خوشی خوشی نام لیتے ہو اسوجہ سے حضور کو اطلاع دی۔

تحقیق - مشاہد اور غائب میں بعض آثار متفاوت ہوتے ہیں خصوص بعض طبائع کے اعتبار سے اس کا بھی کچھ حرج نہیں۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص۵۶

آثار تواضع

حال - اور اپنے اخلاق رذیلہ کے متعلق کیا عرض کروں پہلے سے تو بہت فرق ہے مگر اپنے بڑوں کی مسکنت اور بے نفسی دیکھکر اپنی عاجزی اور انکساری کو کبر شمار کرتا ہوں اور شیخ شیرازیؒ کا یہ شعر یاد آتا ہے کہ ؎

گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

تحقیق - شکر کیجئے یہ بھی اثر تواضع ہی کا ہے۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص۲۸

حال - احقر کو ایک مرض اور وہم یہ ہوگیا ہے کہ اپنی گندے نام کے قبل یا بعد کون سے الفاظ لکھوں۔ جو غایت درجہ پر ارذلیت اور انکساریت پر دال ہوں اور الفاظ مروجہ لکھتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ الفاظ تو بڑے بڑے لوگوں کے لئے ہیں لہذا اپنے لئے اُن الفاظ کو استعمال کرنا کبر اور ریا ہے یہ اس لئے عرض کیا کہ احقر کا یہ خیال کیسا ہے۔

تحقیق - خیال اچھا ہے مگر تعیین میں اپنی رائے پر عمل نہ کیجئے بلکہ مشورہ لیں۔

توبہ کی ضرورت

حال - اگر میں کسی کام سے توبہ کرتا ہوں اور وہ بلا قصد سرزد ہوجاتا ہے تو بار بار توبہ کرنے میں شرم معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق - یہ طبعی بات ہے مگر اس پر عمل نہ کیا جاوے۔ فقط

حال - کبھی کبھی طبیعت گناہ کبیرہ کی طرف مائل ہوجاتی ہے مگر بفضلہ سرزد بہت کم ہوتے ہیں۔

تحقیق - شکر کیجئے۔ فقط۔ تربیۃ حصہ ہفتم صـ ۶۶

رضا بالقضاء

حال - قلب کو فرصت ہی نہیں ملتی کہ الی اللہ خوب متوجہ ہو کثرت سے تو مدرسہ کا کام ہے پھر لوگوں کی آمد و رفت پھر بعض خویش و اقارب کے لڑکے کی نگرانی پھر مکان کے تردداتٓ آنا جانا ان لغویات میں تمام دن رات خراب ہوتا رہتا ہے کبھی خیال ہوتا ہے کہ شاید اس میں بھی ثواب ملے اللہ تعالیٰ بھی خدمت کی برکت سے نجات دیں یہ بھی دیں ہے مگر بدمزہ طور سے اس کے متعلق کیا کروں۔

تحقیق - بس ؎ چونکہ برمیخت بہ بند دبستہ باش۔ تربیۃ حصہ ہفتم صـ ۵۲

شکریہ نعمت

حال - عرض یہ ہے کہ اس خاکسار کو ایک ہفتہ سے یہ خیال ہوا ہے کہ خداوند کریم کا اس کو اپنے فضل و کرم سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اُمت میں پیدا کرنے پر اور حضور والا کی خادمی نصیب کرنے پر ہر روز ایک دوگانہ شکریہ ادا کروں اور ایک سو درود شریف (ہر روز کے وظیفہ کے سوا) پڑھ لوں اور ایک روپیہ ماہوار چار طلبہ میں جو یہاں عربی پڑھتے ہیں دوں بندہ کا یہ خیال جائز ہے یا نہیں۔

تحقیق - جائز ہے مگر کسی پر ظاہر نہ کیجئے۔ تربیۃ حصہ ہفتم صـ ۵۸

خدا و رسول صلعم کی محبت میں ترتیب

حال - اللہ تعالیٰ کی محبت زیادہ ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کم ہے۔

تحقیق - کم نہیں ہے بہت ہے مگر اللہ تعالیٰ کی اور زیادہ ہے سو یہ ترتیب عین مقتضا ہے حقیقت کا۔ تربیۃ حصہ ہفتم صـ ۶۹

خلوت کا فائدہ

سوال۔ احقر کا معمول مدت دراز سے روزانہ یہ ہے کہ بعد نماز فجر کے حجرہ کے اندر دروازہ بند کرکے درود وظائف ذکر وغیرہ میں مشغول رہتا ہوں اور ایک گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں فارغ ہوتا ہوں عین ذکر کے وقت اکثر بدن میں حرکت پیدا ہوتی ہے جس کے متعلق بیشتر بھی بندہ عرض کر چکا ہے اُس حرکت کے ساتھ ایک نوع کی لذت و سرور اور اُنسیت بھی پائی جاتی ہے اور یہ حالت کبھی ذکر کی زیادتی سے ہوتی ہے کبھی تلاوت قرآن مجید معمول سے زیادہ مثلاً حفظ کے خیال سے پڑھنے سے ہوتی ہے اور کبھی نوافل میں سجدہ و رکوع کی درازی سے پیدا ہوتی ہے اور اُس کو خلوت سے بہت ہی دخل معلوم ہوتا ہے یہ تو پہلے حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ یہ حالت محمود ہے لیکن مقصود نہیں اب دریافت یہ ہے (۱) کہ یہ اگر مطلوب نہیں تو موصل الی المطلوب ہے یا نہیں یعنی اگر مجمع میں مثلاً وہی اوراد و وظائف پڑھے ہوں تو وہ حالت پیدا نہ ہوگی اور خلوت میں ہوتی ہے تو کیا خلوت کے شغل وظیفہ میں جلوت کے وظیفہ و ذکر سے زیادہ قرب حاصل ہوگا یا کم یا مساوی کیونکہ وظائف و ذکر دونوں صورت میں برابر پڑھی گئی مگر جلوت میں نہ وہ سرور حاصل ہوتا نہ وہ بات پیدا ہوتی ہے جو خلوت میں ہوتی ہے۔

جواب۔ موصل الی المطلوب اُس معنی کر تو نہیں جو آپ نے لکھا ہے پس اتنا نفع ہے کہ اس کیفیت سے حضور قلب و رغبت میں زیادتی ہوتی ہے اور یہ معین ہے دوام علی العمل کا اور یہ اصل طریق ہے۔ تربیۃ حصہ ہفتم ص ۶۳

تکلف اور اَدب میں فرق

حال۔ اور دل یوں چاہتا ہے کہ آپ سے میرا دل خوب مل جاوے ابھی تک کچھ اچھی طرح سے دل کھلا نہیں ہے تکلف معلوم ہوتا ہے اور بہت سی باتیں اس تکلف کیوجہ سے آپ سے پوچھ نہیں سکتا۔

تحقیق۔ یہ تکلف نہیں بلکہ ادب ہے تکلف میں انقباض ہوتا ہے یعنی پاس بیٹھنے سے بات کرنے سے دل رکتا ہے جب یہ نہیں تو تکلف نہیں۔

حال۔ اور دل یہ چاہتا ہے کہ بغیر پوچھے حضرت سے کوئی کام نہیں کرنا چاہئے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپکا ادب تو باقی رہے اور یہ جھجک اور تکلف نہ رہے۔

تحقیق۔ پوچھنا تو فعل اختیاری ہے کون منع کرتا ہے۔ تربیۃ حصہ ہفتم ص ۶۵

اعتقاد و عدم قبولیت توبہ کا مذموم ہونا

حال۔ اب تکلیف اس قدر بڑھ گئی ہے کہ صبر نہیں ہو سکتا ہر وقت استغفار پڑھتا ہوں توبہ کرتا ہوں روتا ہوں مگر نہ رونا قبول ہوے نہ توبہ قبول ہوے۔

تحقیق۔ ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے کیا قبول ہونا یہی ہے کہ تکلیف رفع ہو جاتی۔ اگر اس سے اچھی چیز ملجاوے مثلاً اجر و ثواب تو کیا اس کو قبول نہ کہیں گے جیسے کوئی کسی سے پیسہ مانگے اور وہ روپیہ دیدے تو کیا یوں کہہ سکتے ہیں کہ درخواست منظور نہیں ہوئی۔

حال۔ حضور کوئی دعا یا کوئی وظیفہ ایسا تجویز فرماویں اور تحریر فرماویں کہ جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھے اس تکلیف سے شفا عنایت فرماویں۔

تحقیق۔ اس سے بڑھکر رضا بقضا ہے اجر میں بھی اور راحت میں بھی ہاں دعا بھی جاری رہے باقی اس کے لئے وظیفہ کیا پڑھتے۔

حال۔ اب اوپر سے رمضان شریف آگئے جمعہ جماعت قیام نماز تو چھوٹ رہا ہے اگر روزہ بھی نہوئے تو بڑی بے نصیبی ہے۔

تحقیق۔ کیا خدا تعالےٰ امور غیر اختیاریہ للعبد سے اپنے بندہ کا خسارہ یا حرمان تجویز فرماتے ہیں۔

تربیۃ حصہ ہفتم صـ ٦٦

آثار خشیت

حال۔ تیسری بات یہ کہ بعض اوقات خادم بوجہ معذوری یعنی بیماری کی خوف سے سردی کے وقت غسل با وضو کا تیمم کرتا ہے تو قلب کو اطمینان نہیں ہوتا وسوسہ سا رہتا ہے اور نفس مشورہ دیتا ہے کہ نماز تو ضروری ہے تیمم سے پڑھو لیکن تلاوت قرآن نہ کرو اور پھر کہتا ہے کہ جب تجھکو خدا کی محبت کا دعویٰ ہے تو جان کا پاس کیوں کرتا ہے اور بیمار ہونے سے کیوں ڈرتا ہے حالت مرض میں غسل کرلے۔

تحقیق۔ طبعاً ایسا خلجان دلیل ہے خشیت کی جو کہ مطلوب ہے مگر عقلاً فتویٰ کے قبول اور اس پر عمل کرنے میں تنگی نہونا چاہیئے۔

تربیۃ حصہ ہفتم صـ ۴۱

طریق عشق الٰہی کے معنی

سوال۔ کبھی کبھی یہ شبہ بھی ستاتا ہے کہ تعلیم الدین میں تربیت سلوک اہل طریق کے نزدیک یہ تحریر فرمائی ہے اول ارادہ قلبی پھر تجویز شیخ کامل۔ پھر شیخ کامل۔ ریاضت اجمالی یا تفصیلی کرائے یا اول القا،

نسبت کرے پھر ریاضت کرلے الخ مگر اس سے چند سطر قبل یہ تحریر فرمایا ہے کہ کسی بزرگ کی توجہ وہمت سے اول نسبت حاصل ہو جاتی ہے اور یہ اقرب طرق ہے اور اس زمانہ میں اکثر معمول مشائخ یہی ہے اور یہ طریق طریق عشق سے ملقب ہے الخ کئی مرتبہ خطرات سے گھبرا کر مجھکو اس شبہ نے پریشان کیا کہ جب اہل اللہ کی توجہ وہمت کو بھی اس میں دخل تام ہے اور غالباً ہمارے بزرگوں کا بھی یہی مسلک ہے تو ایسی توجہ وہمت کی ضرورت سمجھنا کرنا چاہیئے جس سے قلب میں نسبت وتعلق مع اللہ کا القاء ہو اور پھر اس تعلق مع اللہ سے حضور قلب حاصل ہو۔ طاعت ونماز وذکر میں۔ لیکن میں نے اس پر نہ پہلے عمل کیا اور نہ اب عمل کرنے کی جرأت ہے کیونکہ مریض کو طبیب حاذق وشفیق کی تجویز میں دخل درائے دینے کا کیا حق ہے یہی سمجھکر شبہ کو دفع کر دیا لیکن اگر اس کے سوا اور طرح بھی اس شبہ کو دفع فرما دیا جاوے تو عین عنایت ہو لیطمئن قلبی۔

جواب۔ اول تو ہر زمانہ کی تحقیقات جدا ہوتی ہے پھر ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے ثانیاً بعض دفعہ کلام میں اجمال ہوتا ہے پھر بعض احکام کلیہ بھی نہیں ہوتے۔ ان سب امور کے استحضار کے بعد سمجھئے کہ حاصل اس طریق عشق کا یہ ہے کہ اول انجذاب الی اللہ کے اسباب مہیا کرے۔ یہی انجذاب الی اللہ مراد ہے عشق سے اور اسکا مہیا کرنا یہی مراد ہے توجہ وہمت والقاء نسبت سے اس میں ایک قید اور ہے کہ اس قصد سے مہیا کرنا اگر یہ قصد نہو تو اس مہیا کرنے کو ہمت نہ کہا جائے گا۔ اور توجہ وہمت سے مراد وہ متعارف معنی نہیں ہیں کہ مرید کو لے کر بیٹھا کرے اور دونوں ایک دوسرے کی طرف تمام خطرات سے خالی ہو کر متوجہ ہوں اور ان کا اثر وہی انجذاب الی اللہ ہے بقدر استعداد اور اس انجذاب کے آثار یعنی حضور قلب یا تعلق یا یکسوئی وغیرہ کے بھی مدارج مختلف ہیں یہ ضرور نہیں کہ اس القاء کے لئے ہر درجہ اس کا لازم ہو۔

سوال متعلق مضمون بالا پرچہ سابق میں جو حاصل طریق عشق کا تحریر فرمایا ہے وہ احقر کی سمجھ میں نہیں آیا ...... صاحب اور مولوی ...... صاحب سے بھی سمجھنے کی استدعا کی ان صاحبوں نے بھی یہی عذر کیا کہ ہماری سمجھ میں بھی نہیں آیا لہذا اس کی شرح وتوضیح کا امیدوار ہوں۔

جواب۔ توضیح بقدر ضرورت یہ ہے کہ اول انجذاب الی اللہ کے اسباب مہیا کرے

جیسے کثرت ذکر یا وہ اشغال جن میں بالخاصہ جمع خواطر و فناء وساوس و اشغال حرارت کا اثر ہو یا جن پر عشق کا طبعاً غلبہ ہے اون کی صحبت بکثرت اختیار کرنا یا ایسے مضامین نثر یا نظم کا مطالعہ میں رکھنا اور اس کے ساتھ غذا میں تقلیل کرنا جس سے نہ گرانی و کسل ہو اور نہ ضعف ہو یہ اسباب ہیں انجذاب کے اسی انجذاب کا نام عشق ہے اور اس کے اسباب کا قصداً جمع کرنا توجہ و ہمت کہلاتا ہے اور اس توجہ و ہمت کے ساتھ طالب اور شیخ دونوں متصف ہو سکتے ہیں یعنی طالب نے اگر جمع کیا تو کہیں گے کہ اس نے توجہ و ہمت کی اور اگر شیخ اس جمع کا طالب کے لئے اہتمام کرتا رہا اور وقتاً فوقتاً طالب کو اس کا امر کرتا رہا تو کہیں گے کہ شیخ نے ہمت و توجہ کی اور القاء نسبت یہی کہلاتا ہے مگر اس کے ساتھ صرف شیخ ہی متصف ہوتا ہے جس کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ اپنی قوت خیالیہ سے طالب میں کسی اثر کے پیدا ہونیکا قصد کرے اور اگر یہ اسباب عمداً جمع کر دیئے گئے لیکن قصد اس جمع سے یہ نہ تھا کہ یہ انجذاب پیدا ہو تو اوس کو ہمت نہ کہیں گے گو اتفاقاً اس پہ کبھی انجذاب مرتب بھی ہو جاوے اور یہ جو کہا ہے کہ مراد وہ متعارف معنی ہیں مطلب یہ ہے کہ توجہ اس میں منحصر نہیں باقی یہ بھی ایک طریق ہے جیسا اوپر ذکر کیا گیا اور اس میں کچھ مفاسد غالباً بھی ہیں اس لئے بعض محققین متبعین سنت نے ترک کر دیا ہے اور اس مذکور جمع اسباب کا اثر جو انجذاب الی اللہ ہے یہ اثر ہر شخص میں مختلف درجہ میں بقدر استعداد پیدا ہوتا ہے یہ نہیں کہ ہر شخص میں سوزش و شورش و اضطراب و التہاب ہی کے رنگ میں پیدا ہو۔ ہاں گاہے ایسا بھی ہو جاتا ہے ہاں نفس انجذاب سب میں ہوتا ہے خواہ قوی خواہ ضعیف اور یہ انجذاب طبعی ہوتا ہے اور اسی قید سے یہ طریق ایک قسم مستقل ہے جو مقابل ہے طریق عمل و سلوک کا ورنہ مطلق انجذاب تو طریق عمل میں بھی ہوتا ہے اگرچہ وہ عقلی و اعتقادی ہوتا ہے اسی طرح اس انجذاب مذکور کے جو آثار ہیں تعلق و یکسوئی وغیرہ یہ سب انجذاب کے لئے لازم ہیں مگر یہ نہیں کہ ان آثار کا ہر درجہ اس انجذاب کیلئے لازم ہو بلکہ اس میں بھی استعداد کے اختلاف سے اختلاف ہو جاتا ہے یعنی یہ تعلق و یکسوئی کبھی قوی درجہ کی ہوتی ہے کبھی ضعیف درجہ کی جب ضعیف درجہ ہوتا ہے تو طالب غیر مبصر سمجھتا ہے کہ مجھکو وہ تعلق و یکسوئی نصیب نہیں ہوئی اور بقاعدہ انتفاء لازم یستلزم انتفاء الملزوم سمجھتا ہے کہ مبادا انجذاب بھی حاصل نہیں ہوا اور اس سے اس پر یاس کا

غلبہ ہو جاتا ہے جو کہ طریق کے لئے سخت ضرورت ہے اور اس تحقیق کے استحضار سے حقیقت واضح ہوگی اور یاس سے محفوظ رہیگا۔

النور ص ۷۵

خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تلازم ہونا

حال۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کی محبت دل میں نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اس قدر نہیں۔

تحقیق۔ خدا تعالیٰ کی محبت کے لئے لازم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔ مگر حق تعالیٰ کی محبت آپ کو طبعی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عقلی چونکہ یہ محبت دوسرے لون کی ہے اس لئے آپ کو شبہ ہوا عدم کا ورنہ وجود الملزوم یستلزم وجود اللازم۔

النور ص ۹۵

آثار تواضع

حال۔ عرض ہے کہ عرصہ ایک برس سے میری ایسی حالت ہو جایا کرتی ہے کہ بعد نماز عشاء کے گاہ بگاہ یا نماز میں اللہ پاک کی قدرت وجلال و ہیبت وشان وصفت وصنعت و مالک الملک کو مراقبہ میں تصور کرتا ہوں اور اپنے کو حقیر بندہ ناچیز خیال کرتا ہوں اُسوقت میرے جسم کے بال اور روئیں کانپ اُٹھتے ہیں اور کئی بار جسم میں کانپنے کی پھوریری سی پیدا ہوتی ہے اوسوقت اللہ پاک کا حاضر و ناظر دل میں تصور پیدا ہوتا ہے جسم اور قلب کے اوپر بار پڑتا ہے یعنی ہاتھ سے کوئی لیکر ملتا ہے حتیٰ کہ درد پیدا ہو جاتا ہے اور دم رُک جاتی ہے سارے اعضاء یعنی ہاتھ پاؤں اور بدن ازحد بے حس اور بے حرکت ہو جایا کرتا ہے اور بیہوشی کا عالم پیدا ہو کر یہاں تک کہ بعض اوقات مسجد سے مکان تک نہیں جاسکتا ایسا خوف معلوم ہوتا ہے کہ راستہ میں کہیں گر نہ جاؤں بعض اوقات یون گھنٹہ ایک گھنٹہ ایسی حالت رہتی ہے اور بعض اوقات تمام شب جسم میں خماری باقی رہتی ہے اور صبح تک جسم بھاری رہتا ہے اس وجہ سے ازحد فکر ہے کہ کہیں برخلاف شرع ہو یا شیطانی شرارت نفس کے اندر سرایت کر گئی ہو تو گناہ میں مبتلا ہوں اُمید کرتا ہوں کہ حضرت اپنی عنایت وکرم سے مجھے اس کیفیت سے محروم نہ رکھیں گے اور بعض اوقات راستہ چلنے میں اور بیٹھے ہوئے یہ تصور ہو جایا کرتا ہے کہ نگاہ جہاں تک جاتی ہے اور جو کچھ نگاہ سے دکھائی دیتا ہے سب اس کے اور میرے دونوں کے درمیان اللہ ہی اللہ ہے اور اللہ کا نام زبان پر جاری ہو جایا کرتا ہے اُمید ہے کہ حضور

غلطی کو معاف فرما کر اصلاح فرماویں گے فقط۔

تحقیق۔ اصل حالت محمود ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرماویں مگر میرے نزدیک کسی قدر مزاج بھی اعتدال طبعی سے خارج ہے کسی طبیب ماہر سے مشورہ و علاج ضروری ہے۔ النور صـ ۱۷۰

حال۔ موت کی تمنا ہوتی ہے لیکن اس کے ساتھ جب یہ خیال ہوتا ہے کہ خدا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور من نوقش عذاب کا خیال آتا ہے اسوقت خدا تعالیٰ کی عظمت و کبریائی پیش نظر ہونے سے ایسا خوف کا غلبہ ہوتا ہے کہ اپنی ہستی نیستی کی کچھ خبر نہیں رہتی اور اپنے اعمال اور گناہ کا موازنہ کرکے بیحد شرمندہ اور خوفناک ہوتا ہوں اور پستی کا یہ غلبہ ہے اگر اختیار ہو تو از خود زمین میں دھنس جاؤں اور دعویٰ کا نام تک بھی نہیں ہوتا تنہائی کے وقت اکثر خاتمہ کا خیال کرکے گریہ طاری ہو جاتا ہے اور اکثر چیزوں کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی قدرت کا تصور اپنے آپ پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بعض وقت بمشکل گریہ ضبط ہوتا ہے۔

تحقیق۔ ضبط کی ضرورت نہیں۔

حال۔ نوشتہ تقدیر کا خیال کرکے دل قابو میں نہیں رہتا کہ نہ معلوم اللہ تعالیٰ نے کس گروہ میں شامل کیا ہے چونکہ دارمدار خاتمہ پر ہے اور یہ نامعلوم ہے اس خیال سے بہت ہی گریہ وزاری طاری ہو جاتی ہے اور دل بیچین و مضطرب ہو جاتا ہے اس وقت یہ زبان پر ہوتا ہے ؎

مرا اے کاش کے مادر نمی زاد　　دگر میزاد پس شیرم نمی داد

پھر محض فضل و رحم الٰہی پر اعتماد کرکے دل کو تسلی ہوتی ہے اور اپنے نزدیک ایسے کوئی اعمال نہیں کہ شان الوہیت کے قابل ہوں بلکہ ہمیشہ یہ خطرہ رہتا ہے کہ خدانخواستہ ان اعمال کی بدولت مواخذہ نہو تو غنیمت ہے اور مواخذہ نہ کرنا اُس کی عنایت ہے اپنی برائی اور نااہلی پر رونا آتا ہے خدا تعالیٰ شانہ کے سعید و شقی بنانے پر بالکل ناگواری نہیں ہوتی کیونکہ اس کا علم کسی چیز کی اہلیت کے خلاف تو ممتنع اور محال ہے۔

تحقیق۔ مگر باوجود اس کے ان سے سعادت کا سوال کرنا چاہئے کہ مامور بہ ہے اور دعا کرکے امید قبول رکھنا چاہئے اور ان سب کو اس کی علامت سمجھنا چاہئے کہ اُن کا علم

انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے سعادت کے ساتھ متعلق ہوا ہے۔ النور ص ۵۲۶

حال۔ اکثر خیال دل میں رہا کرتا ہے کہ مجھ سے تمام دنیا والے اچھے ہیں حتیٰ کہ ہندوؤں کو دیکھتا ہوں۔ تو کہتا ہوں کہ یہ ہزار درجہ مجھ سے اچھے ہیں۔ کچھ کام تو دنیا ہی کا صحیح کر لیتے ہیں۔ اور میں تو کسی کام کا نہیں رہا۔ خیال بعض مرتبہ ہو جاتا ہے کہ خودکشی کر لوں۔ مگر حرمت کا خیال آجاتا ہے۔ کہاں تک عرض کروں نظر توجہ فرماویں۔ ورنہ خوف میرے خراب ہو جانے کا ہے ؎

گو بُرا ہوں یا بھلا جیسا ہوں میں
سنگ تیرے دَر کا کہلاتا ہوں میں

تحقیق۔ یہ حالت ازبس رفیع ہے۔ یہ کمال شکستگی ہے جس کے ثمرات ازبس رفیع ہیں جن کی طرف حدیث "من تواضع للہ رفعہ اللہ" میں اشارہ واقع ہے۔ عارفین نے تصریح فرمائی ہے۔ "مومن مومن نباشد تا آنکہ خود را از کافر فرنگ بدتر نہ پندارد" یعنی حالاً نہ کہ اعتقاداً۔ ایسا شخص انشاء اللہ تعالیٰ گمراہ نہیں ہوتا۔ اصل ضلالت کی عجب ہے مگر اس حالت کی طرف چنداں التفات نہ کیجئے۔ کام میں لگے رہئے کہ التفات مضر ہے کہ اس سے کبھی یاس اور کبھی کبر تواضع کا پیدا ہو جاتا ہے، "و ہذا اشد من الکبر المحض" النور ص ۲۱۹

غلبہ حب فی اللہ و بغض فی اللہ

حال۔ ایک بات ذوقاً آج کل یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل معقول و فلاسفہ کے الفاظ تنزیہ باری تعالیٰ سے بھی قلب کو تنفر معلوم ہوتا ہے اور اہل شرائع کی تشبیہ بھی اچھی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ ایسا ہی ہونا چاہئے اور راز اس میں یہ ہے کہ حکماء کی تنزیہ خارج عن الحدود ہے اور اہل شرائع کی تشبیہ داخل فی الحدود۔ النور ص ۱۸۱

عبدیت کا مقصود ہونا

حال۔ شروع ماہ فروری میں کچھ اختلاجی کیفیت پیدا ہو گئی تھی جو ہر سال کا معمول ہے کہ ان ایام میں ہو جایا کرتی ہے اوس وقت وظیفہ کی برکت سے جو فوائد محسوس کر رہا تھا اُس میں کمی محسوس ہوئی اوس وقت مجھے بہت انتشار ہوا تھا۔

تحقیق۔ اس سے کبھی انتشار نہ کیا جاوے جو اصلی مقصود ہے وردسے وہ خود مرض

میں بھی حاصل ہے یعنی عبدیت۔ النور صـ۱۲۳

حال - گذارش یہ ہے کہ خیال ہوتا ہے کہ عبد کو بحیثیت عبد ہونے کے اوس کو کوئی مجاز نہیں کہ اپنی خدمات مفوضہ کے صلے میں کسی خاص بات کا منتظر رہے یا اون کو اس نیت سے بجالاوے بلکہ اوس کو محض اپنے معبود کا حکم اور اپنے کو عبد سمجھکر جان و دل سے منقاد رہنا چاہیے حتیٰ کہ رضا اور عدم رضا کا بھی طالب نہ ہونا چاہیے یہ دوسری بات ہے کہ محبوب حقیقی محض اپنے فضل سے اس کے صلہ میں مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر عنایت فرماویں اور دعا بھی اس میں داخل ہے کیونکہ وہ بھی منجملہ عبادات کی ایک بہت بڑی عبادت ہے الدعاء مخ العبادۃ اسکو بھی محض یہ سمجھکر کرنا چاہیے کہ ہمیں اس کا امر ہے قبولیت اور عدم قبولیت پر بالکل نظر نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ اون کا کام ہے اور ہمیں اپنا کام کرنا چاہیے ؎

لئے جاؤں گا عمر بھر نام تیرا
ہے سننا نہ سننا تیہا کام تیرا

حضرت والا یہ بات صحیح ہے یا نہیں حضرت والا دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت و معرفت کامل نصیب فرماویں اور اپنا مطیع و فرمانبردار بندہ بنالیں اور اپنی معیت و قرب تام و حضور تام ہر رگ و ریشہ میں اپنے بسادیں۔ **اللھم تقبل منا**

تحقیق - مقدمہ میں قدرے فروگذاشت ہوئی ہے قولہ اپنی خدمات مفوضہ کے صلہ میں الخ اس میں اتنی قید اور ہے کہ اپنی رائے اور خواہش سے ورنہ عبد کو بحیثیت عبد ہونے کے یہ بھی مجاز نہیں کہ ان خدمات پر جس صلہ کے انتظار اور طلب کا اس کو حکم کیا گیا ہے اسکا انتظار نہ کرے اور ثواب (ومنہ المرضا) مامور یا سوال ہے نطقت بہ نصوص صریحۃ کثیرۃ تو اوس کا طلب نہ کرنا خلاف عبدیت ہے ومن ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم من لم یسأل اللہ یغضب علیہ اور دعا کے باب میں جو لکھا ہے کہ قبول و عدم قبول پر نظر نہ کرے اگر اس سے یہ مراد ہے کہ عدم قبول کی حالت میں بھی ترک نہ کرے تو ٹھیک ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ قبول کی طلب نہ کرے تو صحیح نہیں کیونکہ قبول کا مطلوب ہونا خود منصوص ہے کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ادعو اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم لا یقل احدکم اللھم اغفرلی ان شئت اللھم ارحمنی ان شئت ولیعزم المسئلۃ والقول عام لما باللسان ولما بالجنان وللہ در العارف الرومی من قولہ۔

چوں طمع خواہد زمن سلطان دین ؎ خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

اور راز اس میں یہ ہے کہ طاعات میں طلب ثواب اور دعا میں طلب اجابت یہ افتقار ہے کہ ہم کو کوئی درجہ استغنار کا حاصل نہیں حتیٰ کہ جن چیزوں کا آپ نے ہم کو محتاج بنادیا ہے ہم اون کے محتاج ہو کر اون کو بھی طلب کرتے ہیں اور یہ محض عبدیت ہے ومن ثمہ قال صلی اللہ علیہ وسلم فی الحمد بعد الطعام غیر مودع عنہ ولا مستغنی عنہ ربنا ولا مرمنا] قال اللہ تعالیٰ بعد ذکر نعیم الجنۃ وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون وما نقل عن بعضہم مما یوہم الاستغناء فناش عن الحال الناقص ولیس بحجۃ وان کان فیہ معذورا۔ وشتان بین من ہو امام ودبین من ہو غیر ملام ہاں اس معنی کر انتظار اجر خلاف عبدیت ہے کہ ان مثوبات کا وعدہ نہ ہوتا اور اعمال کا امر ہوتا اور طاعات کو کوئی ترک کردیتا۔ النور

حال۔ اس کے بعد یہ بھی گذارش کرنا ضرور ہے کہ کچھ دنوں سے احقر کی حالت یہ ہے کہ احکام شرعی کی حکمتیں رای العین نظر آتی ہیں حتیٰ کہ احکام جزئیہ کے مصالح بیان کرسکتا ہے اور خلاف شریعت کسی کو کام کرتے دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ قطع نظر شریعت سے عقل سے بھی اس کو نہیں معلوم ہوا کہ یہ غلطی پر ہے مگر یہ حالت اس خواب سے بہت دنوں پہلے سے ہے غالب یہ ہے کہ جب سے ...... میرے یہاں بیمار ہو کر آئے تھے جب سے یہ پیدا ہوئی تھی اور اوس کو دم بدم ترقی تھی مگر تقریباً ایک مہینہ سے جب سے کہ تحشیہ الانتباہات کا شروع کیا ہے اس میں بہت کمی ہے حتیٰ کہ بعض وقت سوچنے سے بھی سمجھ میں نہیں آتیں اس کی وجہ خیال ناقص میں دو آتی ہیں ایک تو یہ کہ تحشیہ کی طرف خیال اس قدر مصروف ہے کہ دن رات اسی طرف توجہ ہے دوسرے یہ کہ اس تحشیہ میں دلائل یقینیہ لکھے گئے ہیں اور احکام کے اسرار میں دلائل اقناعیہ تھیں ان سے طبیعت منقبض ہوگئی اس کا قرینہ یہ ہے کہ حدوث مادہ کی بحث کے تحشیہ کے وقت سے یہ تغیر زیادہ پیدا ہوا ہے۔

تحقیق۔ عبدیت یہ ہے کہ چلائیں تو چلنے ٹھہرائیں تو ٹھہریئے نہ اس کی تمنا ہو نہ اس سے انکار ہو۔ اس فکر ہی کو چھوڑ دیجئے پھر ایسے علوم عطا ہوں گے کہ اون کے سامنے علم اسرار بھی کچھ نہیں۔

حال۔ کچا حال عرض کرکے بندہ بکمال ادب و منت خواستگار ہے کہ ان حالات میں

جو کچھ جزو خیر کا اور جو کچھ جزو شر کا ہو اس سے مطلع فرمائیں اور شر کے دفع اور خیر کی تحصیل کی تدابیر بھی ارشاد فرمائیں۔

تحقیق۔ کلہٗ خیرٌ

النور ص ۴۷۲

اعتدال کی ضرورت

حال۔ کل ایک طالب علم کو میں نے بیوقوف پاگل کہدیا تھا اُس کو ناگوار گذرا تو میں نے اُس سے بہت لجاجت سے تمام طلبہ کی جماعت کے سامنے معافی چاہی پھر دیگر طلبہ سے بھی معافی چاہی کہ میں نے کسی کو پاگل وغیرہ الفاظ سخت کہے ہوں تو معاف کردیں آئندہ نہ کہوں گا سو بحمداللہ اب میں ہمت کے ساتھ زبان تھام کر پڑھاتا ہوں مگر غصہ ضرور آجاتا ہے۔

تحقیق۔ شاباش جزاک اللہ۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ مگر شاگردوں کو اُن کی کوتاہی پر اتنا کہدینا مذموم نہیں اور اس طرح سے استغفار کی ضرورت نہیں بلکہ بعض اوقات خلاف مصلحت ہے کہ سبب ہے اون کی جسارت و جرأت و فساد اخلاق کا البتہ زجر میں اعتدال سے تجاوز نہو۔ اور علیٰ ہذا مریدین و عیال و خدم و نحوہم من التابعین۔ النور ص ۱۹۷

عشق للّٰہ کا عشق اللہ ہونا

حال۔ غلام کو جناب والا سے رات اس قدر محبت کا جوش تھا کہ نیند نہیں آتی تھی اور یہ محض حضرت کی شفقت کا اثر نظر آتا تھا ورنہ غلام کا دل تو بہت ناپاک ہے اب یہ جی چاہتا ہے اور خداوند کریم کی بارگاہ میں تمنا ہے کہ خداوند تعالےٰ حضرت کی جان کو خادم کی جان بناوے اور میری بالکل ہستی نیست و نابود ہو جاوے اور اب اس وقت بھی بہت شدت سے محبت کا جوش ہو رہا ہے مگر افسوس ہے حضرت سے بہت دور ہوں مگر الحمدللہ دل سے قریب ہوں خداوند کریم آپ کے ساتھ خادم کی موت اور حیات ہو آمین ثم آمین تمنا سب نیست و نابود ہوگئی مگر اب یہ رہ گیا ہے۔

تحقیق۔ السلام علیکم۔ عشق للّٰہ کہ وہ عشق اللہ ہی ہے مبارک ہو اور روبہ ترقی ہو ؎

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آب حیات ؛ ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی

مگر اوسی قید کے ساتھ جو حدیث میں ہے من غیر ضراء مضرۃ ولا فتنۃ مضلۃ جس کا حاصل یہ ہے کہ شدت عشق میں نہ جسم کو ضرر پہونچے نہ دین کو۔ النور ص ۲۰۶

آثار غلبہ توحید و فناء و عبدیت و تمکین بعد التلوین و فرق ما بین نسبت و ملکہ یادداشت وغیرہ

انوار النظر فی آثار الظفر چونکہ یہ ایک ہی ذکر کے متعدد خطوط تھے اور ان میں بعض مضامین اہم اور نافع تھے لہذا انکو سلسلہ وار درج کیا جاتا ہے اور انکا ایک مستقل نام بھی رکھدیا گیا ۔۔۔۱۲۔ مدیر

خط اوّل

حال ۔ سیدی سندی مولائی مستندی غیاث الطالبین عون المسترشدین لا زالت سحب الطافکم علینا ماطرۃ آمین ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

گذارش خدمت سراپا خیر و برکت میں یہ ہے کہ آجکل ببرکت صحبت حضرت والا الحمد للہ اس احقر پر لقاء اللہ کا اشتیاق بہت غالب رہتا ہے، کسی چیز کو دیکھکر جی خوش نہیں ہوتا کہ جب تک دیدار حق نصیب نہ ہو لاکھ چیزیں دیکھ بھی لیں تو کیا ۔ بعض مرتبہ قلب کو یہ بےچینی ہوتی ہے کہ اگر معاذ اللہ حق تعالے شانہ ہم سے بعید ہوتے تب بھی اس قدر اضطراب نہ ہوتا، افسوس تو یہ ہے کہ وہ قریب ہیں، اور دور میں ہی ہوں اسوقت اکثر یہ شعر پڑھتا ہوں

واشد ما لقی المحب من الھوی
قرب الحبیب و لا یکون بلاق

ہر وقت ایک دھن لگی رہتی ہے (اللھم زد فزد) کہ لقاء رب کا کونسا وقت ہوگا ، بعض دفعہ یہ بدن نظر میں خار معلوم ہوتا ہے ، کہ اگر یہ قید نہ ہوتی تو روح مجرد ہوکر لقاء رب تعالیٰ حاصل کرتا پھر رضاء اللہ تعالیٰ پر راضی ہوتا ہوں ، کہ جب تک یہ قید مقدر کر رکھی ہے بسر و چشم منظور ہے ۔ مگر اس قید سے رہا ہو کر خدا کرے میں محجوبین میں سے نہ ہوں ۔ استغفر اللہ و اعوذ باللہ من ذلک اس خطرہ سے زیادہ مجھے کوئی خطرہ نہیں ، کہ کہیں خدانخواستہ بعد موت کے حجاب نہ ہوجاوے ۔

تحقیق ۔ یہ خطرہ عین ایمان ہے ، اور یہی بشارت ہے عدم حجاب کی قال تعالیٰ ، الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ و اجر کبیر ۔

حال ۔ اللھم ارزقنی لذۃ النظر الی وجھک الکریم و شوقا الی لقائک اللھم انی اعوذ بک ان تصد عنی وجھک یوم القیامۃ ۔ (تحقیق) ۔ آمین ۔

حال - حضرت میرے لئے دعائے استقامت واستدامت، علی حب اللہ تعالےٰ وعلی اطاعتہ فرمائیں۔

تحقیق - بدل وجان،

حال - اور میرے حال زار پر توجہ فرمائیں۔

تحقیق - بلا درخواست ہی ہے۔

حال - میں کچھ نہیں واللہ کسی لائق نہیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اول آستانہ خلیل۔ پھر اس آستانہ کی جبہہ سائی نصیب ہوئی۔

تحقیق - بفضلہ تعالیٰ وہاں استعداد قریب اور یہاں اُس کا ظہور ہوا۔ فذالک کدورۃ الصدیقؓ وھذا کدورۃ الفاروقؓ وللاول فضل ظاھر علی الثانی والامر اللہ تعالیٰ باداء الامانۃ یعنی اعطاء کل ذی حق حقہ فیقدم المقدم ویؤخر المؤخر۔ والکل واحدٌ

حال - اپنے حال زبوں سے روتا ہوں تو اس سے کسی قدر خوش بھی ہوتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے واصلین سے وابستہ تو کر رکھا ہے والحمد للہ علی ذالک کیا عجب ہے ایک دن ان کی برکت سے مجھے بھی وصول ولقاء اللہ حاصل ہو جائے ؎

بود موری ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد ٭ پائے بر دست کبوتر زد و ناگاہ رسید
اے خسرو خوباں نظرے سوئے گدا کن ٭ رحمے بمن سوختۂ بے سر و پا کن

آجکل ذکر میں تصور نور وغیرہ مجھ سے کچھ نہیں ہوتا، بلکہ اس سے طبیعت الجھتی ہے۔ صرف تصور ذات بسیط کرتا ہوں۔

تحقیق، الحمدللہ - یہ عین مذاق حضرت مرشدؒ ہے، اور یہی بالکل میرا وجدان ہے۔

حال - اس کے بعد خود بخود بلا تصور قلب میں ایک سفید روشنی محیط سی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق - وہ مذاق اس کو بھی مغلوب کر دیگا۔

حال - بعد سحری کے قدرے گرانی معلوم ہوتی ہے تو آج کل ذکر نفی و اثبات کا وقت بعد مغرب قبل از طعام مقرر کر لیا ہے مگر مجھ میں تلون بہت ہے۔ اب رمضان میں وقت ذکر کا قدرے منضبط ہے، مگر شوال میں کار تعلیم میں مشغول ہو کر دیکھئے پھر کیا ہو اور خدانخواستہ کوئی بیماری ہو جاوے پھر تو کوئی انضباط بھی نہیں رہتا۔

تحقیق - کچھ فکر نکریں یوں ہی کئے جائیں، محرومی نہ ہوگی ؎

اندریں رہ می تراش و می خراش　　تا دم آخر دمے فارغ مباش
تا دم آخر دمے آخر بود　　کہ عنایت با تو صاحب سر بود
دوست دارد دوست ایں آشفتگی　　کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

حال۔ پہلے مجھے حضرت شیخ کے ساتھ اور کچھ عرصہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت غلبہ محبت رہا، حضرت شیخ کی صورت دیکھکر تاب نہ رہتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لیکر رویا کرتا اور درود شریف کا بہت خیال رہتا تھا۔ اب تو صرف تصور ذات بسیط میں دل لگتا ہے، دلمیں اُسی کی دھن ہے سب محبتیں مغلوب معلوم ہوتی ہیں۔

تحقیق۔ مُبارک ہو۔ یہی ہے غلبۂ توحید، یہی ہے غلبۂ تنزیہ، اور یہ غلبہ ظاہراً تو اُن پہلی محبتوں کا ضعیف کرنے والا ہے۔ لیکن درحقیقت اُن محبتوں کا بھی قوی کرنے والا ہے، چنانچہ مواقع امتحان میں اسکا امتحان ہوتا ہے، اور راز اس میں یہ ہے کہ وہی محبتیں تو موصل ہوئیں اس دولت کی طرف، اور ظاہر ہے کہ مقصود جتنا عظیم ہوگا اُس کے وسائل کی بھی اسی قدر وقعت ہوگی۔ البتہ خود مقصود کے مقابلہ میں وسائل مغلوب ہوں گے، پس مقصود کے اعتبار سے تضعیف اور وسائل کے تعلق سابق کے اعتبار سے اَب کا تعلق قوی۔

حال۔ زیادہ کیا عرض کروں، دل بےچین ہے، وصال حق کی صورت نظر نہیں آتی۔

تحقیق۔ اگر تشبیہ کا غلبہ ہوتا تو اسی وقت وصال کا اعتقاد اور حال ہوتا، گو وصال عُریاں نہ سہی اور یہ حالت ناقص ہوتی، وصال نظر نہ آنا علامت ہے غلبۂ تنزیہ کی جو مشرب و مسلک ہے حضرات انبیاء علیہم السلام کا اور ابلغ فی القرب ہے، پس یہ عدم وصال ہی معنیً وصال ہے، پس اِس معنی کی جو صورت ہوگی وہ نہایۃ الوصال ہے گو عاجل نہیں، آجل ہے، مگر کامل ہے، اور اہل تشبیہ کا وصال جو نقد ہے وہ مشابہ وصال ہے وصال نہیں، اور جو آجل نہوگا وہ ایسا کامل نہ ہوگا۔ پس یہ حق تعالےٰ کی تمام نعمت ہے۔

خط دوم

حال۔ حضرت اقدس سیدی سندی مولائی مستندی غیاث الطالبین وعون المسترشدین ہادی الضالین۔ قطب الواصلین، لازالت بحار کرمکم زاخرۃ وشآبیب فضلکم علی ماطرۃ آمین، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، والا نامہ سامی بجواب عریضہ احقر صادر ہوا، جس کے پڑھنے

سے بے اختیار بکا طاری ہوا نہ معلوم اُس کے حرف حرف میں کیسی آگ بھری تھی کہ دل کو اور بھڑکا دیا، اور پہلے شوق میں اور زیادتی ہوگئی بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

تحقیق۔ بارک اللہ فی استعدادکم، فان القابل اذا کان کاملا فی قابلیتہ یتاثر من کل فاعل ولو لم یکن کاملا فی فاعلیتہ لکن اللائق بالقابل ان یعتقد الکمال فی الفاعل فانہ ینفعہ ھذا الاعتقاد،

حال۔ کل ذکر کرتے وقت صاف یہ معلوم ہو رہا تھا کہ غالباً آج کل حضرت کے قلب میں کوئی نئی بات پیدا ہو رہی ہے جس کا اثر بوجہ ضبط کامل کے حضرت پر ظاہر نہیں ہوتا۔ اور احقر پر اُس کا اثر پڑ رہا ہے کہ دل لقاء اللہ کے اشتیاق میں بے چین ہے۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ نہایت صحیح ادراک ہے۔ مجمل عنوان اُس حالت کا مشاہدہ عجز و ضعف و غلبۂ انکسار و افتقار و فنائی دعوی حالاً ہے، جو اسباب و نیز آثار میں عبدیت کے لیکن مفصل حقیقت و حکمت اُس کی بہت نازک ہے کہ ہر شخص اُس کے سمجھنے بلکہ سُننے کے بھی قابل نہیں، تم کو اپنا محرم سمجھکر تم سے خود کہنے کو تھا مگر بعد رمضان، لیکن چونکہ تمہارے قلب کو بوجہ کمال تناسب اُس کا ادراک منجانب اللہ ہوگیا، اس لئے اَب جلدی ہی کہدوں گا اگر تم سے بھی احتمال غلط فہمی کا ہوتا تو تم سے بھی نہ کہتا، مگر ایسا احتمال نہیں بلکہ اُس نازک حالت میں جو بعض غوائل محتملہ ہیں تم سے ظاہر کرنے میں انکا ارتفاع بھی متوقع ہے کہ تم اس ارتفاع کا واسطہ بن سکتے ہو۔ **فانتم فیہ مفتاح الخیر**

حال۔ آجکل حضرت کے قلب سے میرے قلب کی طرف فیضان ظاہر طور پر معلوم ہوتا ہے، اور ذکر کے وقت اُس کا ظہور زیادہ ہوتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز حضرت کے قلب سے میرے قلب کی طرف آرہی ہے۔

تحقیق، وہی حالت مذکورہ ہے مگر یہ تبدل لون حسب اختلاف المحال والاحوال۔

حال۔ حق تعالیٰ شانہ حضرت والا کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائیں کہ اس بے چینی کے وقت دستگیری فرما رہے ہیں ورنہ نہ معلوم میرا کیا حال ہوتا۔ الحمد للہ وصال حق کے لئے دل میں بے چینی اور اشتیاق تو ہے مگر تقاضا اور عجلت کا مضمون نہیں۔

تحقیق۔ یہ برکت ہے اپنے اکابر کی تمکین کی، قال الشیخ عبدالحق الردولوی شیخ مشائخنا۔ منصور بچہ بود کہ از یک قطرہ بفریاد آمد و اینجا مردانند کہ دریاہا فرو برند و آروغ نزنند۔ النور ص۲۳۹

حال۔ اگر حضرتِ حق کو اسی بے چینی میں رکھنا منظور ہو تو بسر و چشم منظور ہے، راضی ہوں رضا کا طالب ہوں، اور اگر باب وصال مفتوح ہو جاوے تو زہے قسمت وہ تو اصلی حالت ہے جس کی طرف فطرتاً دل کو میلان ہے کیونکہ پہلے تو وصال ہی وصال تھا۔ فراق کا نام نہ تھا یہ فراق بعد میں طاری ہوا، دیکھئے اس فراق کے بعد پھر وہ دولت وصال و نعمت حضور نصیب میں ہے یا نہیں ؎

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا ؛ سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

تحقیق۔ گو یہ حال خاصہ جس کا منشا رہے غلبۂ رضا فی نفسہٖ عالی ہے، مگر بعد انضمام افتقار کے اس لون سے اکمل دوسرا لون ہے ؎

؎ اگر بخشیں زہے یاری نہ بخشیں تو کروں زاری ؛ کہ اس بندہ کی کیوں خواری مزاجِ یار میں آئی

حال۔ ثم اقول بقلب کئیب وصوت حزین ؎

تری هل یعود الشمل بعد تفرق ؛ مشتت قلب المستهام طویل
فیا لیت امّی لم تلدنی اذا ننی ؛ شفیت بینبوع الوصال غلیلی

تحقیق۔ لیام حسن الظن بابد الہ ھکذا ؎

ارانی یعود الشمل بعد تفرق ؛ مشتت قلب المستهام طویل
فیا دَرّ امّی ولدتنی لانّنی ؛ سأشفی بینبوع الوصال غلیلی

حال۔ اس وقت بجز ذکر و تلاوت قرآن کسی چیز کو جی نہیں چاہتا، نہ کتابت کو نہ اختلاط بالناس کو جو ارشاد ہو بجا لاؤں۔

تحقیق۔ میں نے خود اس کو پسند رکھا ہے گو عمل کی ہمت نہ ہو تم کو اس کے خلاف کیا بتاؤں،

حال۔ ایک بات قابلِ عرض یہ ہے کہ جن حالات پر حضرت کوئی بشارت تحریر فرماتے ہیں اُن کے اظہار و نقل فی کتاب التربیۃ سے قلب میں ندامت طاری ہوتی ہے اور شرم آتی ہے کہ کس منہ سے اس کو ظاہر کروں، ہائے میں تو کسی لائق بھی نہیں، واللہ کچھ نہیں۔ یہ حضرت کے کلمات بشارت سچ یہ ہے کہ محض فضلِ خداوندی ہے اور حضرت کی برکت، ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل ؎ نسیمِ صبح تیری مہربانی

جی یوں چاہتا ہے کہ میری بلا اطلاع ...... صاحب نقل فرمادیا کریں کہ اُن سے اس قدر حجاب نہیں آتا۔

تحقیق۔ ہے تو بہت بہتر مگر وہ ذرا سُست ہیں لیکن تاکید کرکے نقل کرالیا کروں گا، جو جو تحریریں نقل نہ ہوئی ہوں مجھکو دیدو میں انکو نقل کے لئے دیدوں،

رمضان سنہ ۴۲ھ

خط سوم

حال۔ اس وقت دوپہر کو من النوم والیقظہ یہ معاملہ دیکھا کہ میں نے حضرت والا کو اپنا کچھ حال لکھکر دیا ہے جس میں سے حضرت نے سب باتوں کا جواب تو عطا فرمایا ایک بات کچھ صاف لکھی ہوئی نہ تھی حضرت اس کا مطلب مجھ سے دریافت فرما رہے ہیں۔ اُس وقت میں ایک پُل پر کھڑا معلوم ہوتا ہوں، اور حضرت کے سامنے اُس بات کا مطلب عرض کر رہا ہوں کہ پہلے تو کچھ راستہ نظر بھی آتا تھا اَب تو میری ایسی حالت ہے کہ میں اپنے کو کافروں سے بدتر پاتا ہوں، اس وقت میرے بدن پر بہت سخت رعشہ طاری تھا اور بیتابی کی حالت میں یہ الفاظ کہہ رہا تھا کہ مجھے تو قرآن پڑھتے ہوئے ڈر لگتا ہے حدیث سے ڈر لگتا ہے، کیونکہ سب میں کفار کی مذمت و وعید ہے اور میں اُن سے بھی بدتر ہوں،

تحقیق۔ یہ غلبہ ہے عبدیت و فنا کا اور ظہور ہے اُس پہلے واقعہ کا کہ یہ معلوم ہوا تھا کہ احقر کے قلب میں کوئی کیفیت ہے اور وہ آنعزیز کی طرف منتقل ہورہی ہے اور جواب میں اُس کیفیت کی یہی تعیین کی گئی تھی۔ (ملاحظہ ہو (رسالہ النور ماہ جمادی الاخری سنہ ۴۳ھ صفحہ ۱۴ سطر ۲ کل ذکر کے وقت صاف یہ معلوم ہو رہا تھا الی آخر جوابہ، مدیر)

حال۔ اس کے بعد میں نے ایک ہندو کے لڑکے سے جو بہت ہی ذرا سا بچہ تھا کہا کہ وہ کتاب لے آؤ جس میں حالات نقل ہوتے ہیں وہ

لڑکا گیا اور بوجہ کتاب کے ثقیل ہونے کے روتا ہوا اُس کو لا رہا ہے او حالانکہ اُس وقت میں اس کے قریب آگیا مگر اُس نے وہ کتاب اُسی پُل کے قریب پہونچائی۔ اُس وقت میں نے بڑے زور سے چیخ ماری کہ اس بچہ نے ایک بندہ کے کہنے سے اپنی ہمت سے زیادہ کام کیا۔ اور ہم نے خدا و رسول کے احکام سہلہ کو بھی نہ پورا کیا اور سب عہد و میثاق بھول گئے

تحقیق۔ ہندو کے لڑکے کو اس حالت میں دیکھنا غالباً بشارت ہے غلبۂ اسلام کی، اور اپنے کو اس حالت میں دیکھنا وہی فناءِ عبدیت ہے۔

حال۔ اس کے بعد کسی نے کہا کہ اس کو زیارت کراؤ حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کی اس کو زیارت کراؤ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی، اسکو زیارت کراؤ حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، یہ اسماء مبارکہ بالترتیب لئے گئے، اور بالترتیب جلدی جلدی ان سب حضرات کی زیارت نصیب ہوئی، والحمد للہ علی ذٰلک۔ عجلت اسقدر ہوئی کہ حسرت ہی رہی کہ کاش حضورؐ سے زیادہ دیر تک شرف زیارت حاصل ہوتا۔

تحقیق۔ یہ زیارت اشارہ ہے سب حضرات کے مقامات کے حصول کی طرف اور جلدی جلدی ہونا اشارہ ہے اس حصول میں توقف نہ ہونے کی طرف، مبارک ہو،

حال۔ زیارت کے بعد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس احقر کے پاس تشریف لائے اور دیر تک منظوم اشعار میں حضرت والا کی مدح فرماتے رہے اور عجیب بات یہ کہ اول تعریف شیخ کامل اور رہبر طریق ہونے کی فرمائی پھر حلیہ اور شمائل تک کی تعریف فرمائی۔

تحقیق۔ چونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہیں اور احیاء سنت حکماً شہادت ہے جو اسوقت وقوع میں آیا نیز شہادت کے قبل مجاہدہ ہوتا ہے اور اسوقت کے واقعات سب مجاہدات ہیں۔ اس سبب سے غالباً حضرت حسین رضؓ کی روح طیبہ سے کچھ مناسبت و قرب زیادہ ہوگیا ہو عجب نہیں اور رہبر طریق ہونے کے متعلق فرمانا شاید اس لئے ہو کہ اہل اعتراض کی باتوں سے کوئی شبہ نہ پڑجاوے۔

حال۔ اسکے بعد میرے کان میں ایک بات فرمائی جو گویا خاص طور پر نصیحت تھی کہ گنگوہ والے

پیرجی کی باتوں پر نجانا ان لوگوں کو نہ کشتی کا پتہ ہے نہ دریا کا اور تم بحرِ فنا میں بدون کشتی کے تیرتے جارہے ہو۔

تحقیق۔ غالباً ان باتوں سے مراد یہی حکایات و شکایات ہیں جن سے طبعاً دلگیری کا احتمال ہوسکتا تھا، اس میں تسلی کردی گئی، اور کشتی سے مراد وسائط موافقۂ عرف اور یہاں یہ مرحلہ طے ہوا ہے وسائط مخالفۂ عرف سے اسلئے بدون کشتی فرمایا گیا۔

حال۔ اس وقت دریائے فنا عجیب وسعت کے ساتھ مشاہد ہوا، اور میں نے اپنے آپ کو اس میں سکون و اطمینان کے ساتھ تیرتا ہوا دیکھا،

تحقیق۔ مُبارک ہو۔

حال۔ اس دریا کے چار طرف نیلگوں ابر سا محیط معلوم ہوا اور عجیب ٹھنڈک دل میں محسوس ہوئی

تحقیق۔ یہ سکینہ ہے جو قلب میں نازل ہوتا ہے نیلگوں رنگ طبعاً نظر کو فرحت بخشتا ہے، یہ اشارہ ہے اس سکینہ کے موجب فرح ہونے کی طرف، اور بشکل ابر دکھینا اشارہ ہے اس کے محیط ہونے کی طرف اور ٹھنڈک اُسکا اثر ظاہر ہے۔

خطِ چہارم

حال۔ رات نوافل میں حضرت والا کے پیچھے چوتھی رکعت کے قعدہ میں کچھ غنودگی طاری ہوگئی تھی اس حالت میں ایک رقیق ابر محیط معلوم ہوا، اور اُس میں سے بارش کے قطرے میرے اوپر گرے جن سے گھبرا کر میں نے آنکھیں کھول دیں کہ شاید بارش آگئی مگر جب سلام کے بعد آسمان کو دیکھا تو بالکل صاف تھا بادل کا نام بھی نہ تھا۔

تحقیق۔ سکینہ غیبی تھا، ؎

غیب را ابرے و آبے دیگرست ؛ آسمانے آفتابے دیگرست

حال۔ آج کل وہ بے چینی اور بیتابی جو پہلے تھی نہیں رہی سکون کے ساتھ حبّ الٰہی دل میں بڑھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ مُبارک ہو۔ زادہ اللہ تعالیٰ۔

حال۔ بعضی کی تکلیف میں ایک لطف اور حظ آتا ہے، سچ ہے، ؎

درد از یار است و درماں نیز ہم ؛ دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

تحقیق۔ یہ دلیل ہے بفضلہ تعالیٰ حبِّ الٰہی کی ع از محبت تلخہا شیریں بود،

خطِ پنجم

حال۔ آج رات نماز اور ذکر میں قلب کو بجید سرور حاصل ہوا جس کا اثر اب تک بہت موجود ہے توجہ الی اللہ خاص طور پر رات بہت زیادہ تھی۔

تحقیق۔ مبارک ہو،

حال۔ حالتِ غنودگی میں ابرِ محیط کا منظر معلوم ہوتا تھا۔ کیا یہ انوار شبِ قدر کے تھے یا کوئی اتفاقی کیفیت تھی۔ ۲۹؍ رمضان ۳۴ھ

تحقیق۔ دونوں احتمال ہیں شب کو وجدان ابتدا ہی سے شاہد تھا کہ آج شبِ قدر ہے۔ اگر شبِ قدر نہ تھی تو انوار قرآنیہ تھے۔

خطِ ششم

حال۔ رات بعد مغرب میں ذکر حضرتِ والا کی مسند کے پاس بیٹھا ہوا کر رہا تھا کہ قلب میں بہت نور معلوم ہوا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی ثقیل چیز قلب میں آگئی جو بہت کچھ موجب سرور ہوئی، والسلام،

تحقیق۔ میرے وجدان میں یہ نسبتِ تمکین ہے جو بعد تلوین عطا ہوتی ہے۔ مبارک ہو،

خطِ ہفتم

حال۔ حضرتِ اقدس سیدی مولائی ثقتی و رجائی دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

؎ شکر فیضِ تو چمن چوں نکند ابرِ بہار ؛ کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست

میں حضرتِ والا کی توجہات کا شکریہ کس زبان سے اور کس قلم سے ادا کروں، ع

شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو

جب سے حضرتِ والا کی مبارک تحریر صادر ہوئی ایک اطمینان اور سکون کی کیفیت پہلے سے بھی زیادہ ہے اور رغبت الی الطاعات و نفرت عن المعاصی قلب میں بہت زیادہ ہے والحمد للہ علی ذلک۔ پرسوں ذکر کے وقت شدید غلبہ کے ساتھ یہ بات قلب میں خود بخود آئی تھی کہ الحمد للہ نسبت قلب میں القا ہوگئی،

تحقیق۔ یہ صحیح ہے،

حال۔ مگر ایک حیرت سی تھی کہ یا اللہ کیا یہ دولت اس طرح بیگمان مجھ جیسے نالائق کو بھی حاصل ہوسکتی ہے یہ خیال بار بار عود کرتا اور میں اسکو بار بار دفع کرتا کہ ع

چراغ مردہ کجا نورِ آفتاب کجا

بارے حضرت سے عرض کیا اور حضرت کے وجدان نے بھی اس خیال کی تصدیق فرمائی حضرت والا کیا جس وصال کا میں متمنی تھا وہ مجھے نصیب ہو گیا۔

تحقیق۔ ہاں آگے اللہ تعالیٰ اُس کے درجات غیر متناہیہ میں ترقی فرماوے۔

حال۔ اتنا اثر تو پاتا ہوں کہ دل میں سکون اور چین ہے بیتابی اور بےچینی نہیں۔ اس سے زیادہ یہ کہ قلب میں ایک نئی چیز پاتا ہوں جو پہلے نہ تھی، حضرت والا کیا اسی کا نام نسبت ہے،

تحقیق۔ ہاں وہ یہی ہے جس کی طلب میں ایک عالم حیران و پریشان ہے۔

حال۔ پس بجز اس کے کہ شکر بجا لاؤں اور اپنے آپ کو محبوب میں فنا کر دوں کیا کر سکتا ہوں

تحقیق۔ یہ بھی کوئی کیا کریگا۔ یہ بھی وہی کریں گے جن کے لئے تم ایسا کرنا چاہتے ہو۔

حال۔ اُس وقت بیساختہ یہ عرض کرنے کو جی چاہتا ہے ؎

مجھ پہ یہ لطفِ فراواں میں تو اس قابل نہ تھا   تیری اس رحمت کے قرباں میں تو اس قابل نہ تھا
یہ تہی دستِ ازل تیرے در سے اے کریم   لے چلا ہے بھر کے داماں میں تو اس قابل نہ تھا

تحقیق۔ خدا کرے یہی اعتقادِ عدم قابلیت مع المقبولیت مستمر رہے،

حال۔ حضرت والا کی توجہات اس احقر کو تا ابد یاد رہیں گی۔

تحقیق۔ میں کیا اور میری توجہ کیا یہ سب فضلِ حق ہے۔

حال۔ اور اس کے عوض بجز اسکے کہ اپنی ناچیز جان پیش کروں اور کچھ پاس نہیں پاتا۔ غلام ہوں، فرزند ہوں پروردۂ نعمت ہوں جب اور جسوقت جو ارشاد عالی ہو یہ غلام خدمت عالی میں جان و مال سے حاضر رہے گا۔

تحقیق۔ میں تو ان سب سے بڑھکر چیز چاہتا ہوں، یعنی دُعا و سفارش بدرگاہ حق،

حال۔ مگر حضور والا اس وقت مجھے پہلے سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے نسبت کی پختگی اور اس کی مقبولیت بھی برکت شیخ ہی ہوگی، میرا نہ حصول میں دخل تھا نہ آئندہ ہوگا۔

تحقیق۔ دعا کرتا ہوں، باقی بڑی چیز جو اُس کی حافظ ہے ادامتِ عمل ہے۔

حال۔ حضرت والا کل سے جسوقت سے تحریر سامی صادر ہوئی کہ "میرے وجدان میں یہ نسبت تمکین ہے جو بعد تلوین عطا ہوتی ہے۔ مبارک ہو"، قلب پر ایک خوشی سی ہے یہ مذموم تو نہیں۔

تحقیق۔ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذٰلک فلیفرحوا، میں اسی خوشی کا خود امر ہے عجب اور

چیز ہے جسکی ممانعت ہے، لاتفرح ان اللہ لایحب الفرحین ہ

حال۔ غور کرتا ہوں تو عجب تو معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ واللہ میں اسے محض فضلِ الٰہی سمجھے ہوئے ہوں اَپنی ناقابلیت سے بیخبر نہیں ہوں،

تحقیق۔ ٹھیک ہے یہی معیار وما بہ الفرق ہے فرحِ شکر و فرحِ بطر میں،

حال۔ واللہ یہ محض توجہ خلیلی واشرفی فضل رب العالمین ہے، فلہ الحمد اولاً وآخراً واشکرہ شکراً اجزیلاً متواتراً، وصلے اللہ علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وجزی اللہ عنی سیدی ومرشدی مولانا الخلیل وسیدی ومولائی مولانا اشرف علی جزاءً کاملاً متوافراً ومتکاثراً فی الدنیا والدین۔ آمین۔

تحقیق۔ الف آمین۔

خط ششم

حال حضرت اقدس سیدی سندی مولائی مستندی ثقتی ورجائی لازالت شآبیب. کرمکم علی ماطرۃ آمین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد تسلیمات بصد تعظیمات گذارش آنکہ الحمدللہ ببرکت انفاس قدسیہ آنحضرت احقر کی حالت رو باصلاح ہے۔ آجکل بحمداللہ مجھے کسی طاعت کیلئے قصد و ارادہ کرنیکی ضرورت نہیں ہوتی، دل میں خود بخود ہر کام کا تقاضا پیدا ہوجاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل میں کوئی تقاضا کرنیوالا بیٹھا ہوا ہے۔ ہر کام میں بہت زیادہ لطف حاصل ہوتا ہے پہلے قرآن شریف کی تلاوت میں اسقدر جی نہ لگتا تھا جسقدر ذکر میں لگتا تھا۔ اب الحمدللہ کہ تلاوت قرآن میں ایک خاص حلاوت پاتا ہوں،

(**تحقیق**) یہ بھی اسی تمکین وانتہا کی علامات سے ہے اللہ تعالیٰ زیادہ رسوخ عطا فرماوے۔

حال۔ مگر اس کیساتھ یہ کمی بھی محسوس کرتا ہوں کہ پہلے کسی چیز پر نگاہ پڑتی تو وہ ہیچ اور کالعدم معلوم ہوتی تھی اَپنا جسم بھی بعض دفعہ خواب وخیال معلوم ہوتا تھا۔ اور اُپنے وجود کے تصور سے ندامت ہوتی تھی اَب یہ حالت اس غلبہ کے ساتھ نہیں پاتا صرف ذوقاً وعقلاً ہر چیز کی فنا و اضمحلال متصور ہوتی ہے وہ حال جو پہلے غالب تھا اُس میں کمی ہوگئی۔

تحقیق۔ چونکہ تمکین کے لئے نزول لازم ہے اور نزول میں بقار بعد الفنار ہوتا ہے اور وہ پہلے آثار فنا کے تھے اور یہ آثار بقار کے ہیں، اس لئے ایسا ہونا اس وقت لازم ہے، یہ دوسری علامت ہے حصول تمکین کی،

حال۔ الحمدللہ اخلاق رذیلہ اَب اُپنے اندر بہت کم پاتا ہوں، تکبر وریار تو گویا بالکل نہیں ہے،

الحمد للہ علی ذلک۔

تحقیق ۔ اللھم بارک۔

حال ۔ اسوقت احقر کے لئے تکثیر ذکر زیادہ مناسب ہے، یا تکثیر تلاوت قرآن یا تکثیر نوافل دلبستگی قریب قریب سب میں یکساں ہے۔ اور سہل الحصول ذکر سب میں زیادہ ہے۔

تحقیق ۔ غالب ذکر کو رکھو اور تلاوت اور نوافل کا حصہ بھی بقدر مسنون مقرر کر لو۔

حال ۔ اسوقت مراقبات کی طرف طبیعت زیادہ راغب معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق ۔ تھوڑی دیر یہ بھی سہی۔

حال ۔ ابتک مراقبہ پاس انفاس کرتا رہا، مگر اب انفاس کی طرف خیال کرتے ہوئے غیرت آتی ہے کہ غیر اللہ کی طرف کیوں توجہ صرف کی جائے۔

تحقیق ۔ الحمد للہ یہ خاص میرا ذوق ہے اور میں اسکو آثار غلبۂ توحید سے سمجھتا ہوں۔

حال ۔ کوئی مراقبہ حضرت تجویز فرمادیں تو کر لیا کروں۔

تحقیق ۔ مراقبہ مع الشغل کا ایک طریق سلطان الاذکار ہے وہ اچھا ہے اگر طریقہ معلوم نہ ہو زبانی پوچھ لیں۔

حال ۔ ذکر لسانی جسقدر ابتک کرتا رہا اسی قدر آئندہ بھی کیا کروں یا کچھ مقدار میں کمی بیشی کردوں فقط امیدوار توجہات اشرفیہ کمترین غلامان .....

تحقیق ، اتنا ہی مناسب ہے کمی کو تو دل نہیں قبول کرتا اور بیشی کا نباہ مشکل ہے۔

حال ۔ مدرسہ کا افتتاح ہوگیا ہے اجازت ہو تو آج جانے کا قصد کر لوں،

تحقیق ۔ مبارک ہو۔

خط نہم

حال ۔ کل دوپہر کو سلطان الاذکار کر کے میں سو گیا تو نیند میں بھی دل کی عجیب کیفیت رہی قلب اس وقت بھی ذاکر معلوم ہوتا رہا سرور و نشاط کا چونکہ بہت غلبہ تھا اس لئے ایسی نیند آئی کہ مسجد مدرسہ میں جماعت ظہر بھی ہو چکی نیند ہی میں قلب پر یہ آیت وارد ہوئی، افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم، گھبرا کر آنکھ کھل گئی اور دوسری مسجد میں جا کر جماعت سے نماز ادا کی اور توبہ و استغفار بھی کیا،

تحقیق ۔ یہی ہیں وہ مکالمات جو سالک واصل کو نصیب ہوتے ہیں۔ مبارک ہو۔

حال ۔ رات ذکر کے وقت قبلہ کی جانب سے ایک روشنی مثل آفتاب کے چمکتی ہوئی آئی اور قلب میں اور تمام بدن میں سرایت کر کے محیط معلوم ہوئی اسوقت قلب کو بہت ہی فرحت نصیب ہوئی ۔

تحقیق ۔ یہ انوار ہیں اعمال واذکار کے ۔

حال ۔ سلطان الاذکار کے وقت قلب پر نشاط وبرودت بہت کچھ محسوس ہوتی ہے اور تصور ذکر قلب وبدن میں بحمداللہ کامیاب ہوجاتا ہوں ،

تحقیق ۔ الحمدللہ اقامہا اللہ وادامہا ۔

حال ۔ یہ سب کچھ بفضل حق تعالیٰ وبرکت توجہات عالیہ ہے زیادہ بجز اپنی ناقابلیت کے کیا عرض کروں اپنی حالت پر نظر کر کے تو میں کامیابی سے مایوس تھا البتہ فضل حق سے بڑی امید تھی جو الحمدللہ پوری ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور مجھے اپنے خدا سے ابھی بہت کچھ امید ہے واللہ ذو الفضل العظیم ۔

تحقیق ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

کوئے نومیدی مرو کامیدہاست ٭ سوئے تاریکی مرو خورشیدہاست

خط دہم

حال ، سیدی سندی مولائی مستندی لازالہم تبلک الفیوض العامہ سالمین دائمین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، کل لوہاری کے سفر میں نسبت کو خاص قوت معلوم ہوتی تھی کہ باوجود مشغولی احادیث وقصص کے بحمداللہ مشغولی عن الحق نہیں ہوئی ، آج رات کو دل میں سخت تکلیف تھی نفس میں سستی اور کاہلی پیدا ہوئی کہ تہجد آج نہ پڑھوں آخر سنت ہی تو ہے کہ خواب میں حضرت والا کو دیکھا فرماتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی صورتیں پڑھ لینا تہجد نہ چھوڑنا ۔ خواب میں یہ بات بھی دل میں آئی کہ بیٹھکر ہی نماز پڑھ لینا بارے الحمدللہ کہ دو بجے اٹھ بیٹھا اور تہجد ادا کی ، بعد نماز صبح ذکر کرتے کرتے سو گیا اب آنکھ کھلی خواب میں دیکھا کہ میں حیدرآباد کی ایک مسجد میں معتکف ہوں ، اور ایک جماعت نیچریہ اور قبدعلین کی مسجد میں موجود ہے میں نے کھڑے ہو کر تقریر کی ، کہ ہم لوگ جماعت علماء ہیں ہم مجذوب ہیں ہم کو اپنی یہی حالت پسند ہے جس میں ہم ہیں ہمیں تمہاری ترقی کی ضرورت نہیں ، ہم اپنے طریقہ سے انشاء اللہ کبھی نہ ٹلیں گے تم کو سوبار غرض ہو ہمارا مسلک اختیار کرلو ، باقی ہم سے یہ امید

نہ رکھو کہ ہم تمہارے خیالات میں کسی قسم کی تمہاری موافقت کریں گے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ اس تقریر سے مجمع مرعوب سا ہو گیا۔

تحقیق - السلام علیکم، اس سے پہلے پرچہ میں بندہ نے لکھا تھا ؎

سوئے تاریکی مرو خورشید ہاست ؛ کوئے نومیدی مرو کامید ہاست

الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے تم کو دکھلا دیا وہ خورشید ہا اور امید ہا یہی ہیں اور اور بھی ہوں گے اور خصوصیت کے ساتھ اس خواب میں اس کی بھی بشارت ہے کہ آنعزیز سے انشاء اللہ تعالیٰ کافی و وافی ہدایت کا ظہور ہوگا میرے نزدیک تم اس کے اہل ہو کہ تم کو تعلیم تلقین و بیعت لینے کی اجازت دیجا وے۔ اگر یہ اجازت دینا سو ہم تصرف فی ملک الاکابر نہ ہوتا میں تو اجازت دے دیتا، اور زیادہ کیا لکھوں۔

خط یازدہم

حال - حضرت اقدس سیدی سندی مولائی مستندی ثقتی ورجائی لازالت سحب الطافکم علی ماطرۃ آمین، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد تسلیمات بصد تعظیمات گذارش خدمت سراپا برکت آنکہ دو والا نامے بجواب عریضہ ہائے احقر صادر ہوئے دل کی عجیب کیفیت ہوئی ندامت و خجالت سے آنسو آگئے، ع

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا

ناچیز ------ اور یہ بار امانت، خدا کی شان اور اُس کا محض فضل و احسان بس اور کیا عرض کروں - میں نہ کچھ تھا نہ ہوں، البتہ، ؎

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد ؛ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

عجز و انکسار کے ساتھ اس فضل خداوندی کا شکر ادا کرتا ہوں اللھم ما اصبح بی من نعمۃ او باحد من خلقک فمنک وحدک لا شریک لک فلک الحمد ولک الشکر

بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم ؛ کہ من دل شدہ ایں رہ نہ بخود می پویم
در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ؛ انچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

اگرچہ میں کچھ نہیں اور واللہ کسی قابل نہیں مگر الحمد للہ کہ حق تعالیٰ نے مجھے جامع نسبتین - (نسبت رشیدیہ خلیلیہ نقشبندیہ) و (نسبت امدادیہ اشرفیہ چشتیہ) بنا دیا فللہ الحمد ولہ الشکر ؎

یک جہاں بار امانت نتوانست کشید ؛ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

امیدوار توجہات عالیہ کمترین ۔۔۔۔

تحقیق ۔ اس کا جواب بجز ہزاراں ہزار مبارکباد کے کیا ہو سکتا ہے ۔ رہا قصہ استخلاف کا جس میں تصرف فی ملک الاکابر کا مجھکو وہم تھا اب یوں سمجھ میں آیا کہ ایک نسبت کا استخلاف میں نافذ کردوں دوسری نسبت میں تصرف نکروں ، فانفذتہ متوکلاً علی اللہ وافوض امری وامرکَ الی اللہ ۔

خط دوازدہم

حال ۔ حضرت سیدی سندی مولائی مستندی لازالت سحب افضالکم علی ماطرۃ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، آج رات عشاء کی نماز کے بعد تسبیحات اور ذکر کرتے کرتے غنودگی آگئی اور سو گیا ، نیند میں کسی نے تنبیہ کی کہ سنتیں کیوں مؤخر کی اس کے بعد میں نے حضرت والا کو خواب میں دیکھا احقر نے عرض کیا کہ حضرت دیکھ لیجئے میری تو یہ حالت ہے کہ سنتیں چھوڑ کر سو گیا آپ نے مجھے نہ معلوم کس لئے خلافت دیدی میں تو ہرگز اس قابل نہیں ۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں تو تیری اس حالت کا منتظر تھا کہ تو سنتیں چھوڑے اور تنبیہ کی جائے اس کے بعد آنکھ کھل گئی اور اٹھکر سنتیں اور وتر پڑھے ،

تحقیق ۔ معنی اس کے یہ ہیں کہ میں اسکا منتظر تھا کہ یہ معلوم ہو کہ تم مرید ہو یا مراد ہو اور ایسے مواقع پر تنبیہ ہونا اور متروک نہ ہونا علامت ہے مرادیت کی سو مقصود خود ترک سنن نہ تھا بلکہ مرادیت کا معلوم ہونا گو اس علامت خاصہ سے ہو ۔ اور جس طرح یہ تنبیہ علامت ہے مرادیت کی ۔ اسی طرح یہ اس میں بھی مؤثر ہے کہ آئندہ کو خاص اہتمام کیا جاوے کہ شرائع میں کوتاہی واقع نہ ہو ،

حال ۔ کل سے بعض حضرات میرے سامنے استخلاف وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہیں تو مجھے بالکل یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا مذاق کر رہے ہیں قلب میں بجائے خوشی کے ایک رنج پیدا ہوتا ہے کہ خواہ نخواہ ایک آدمی کا مذاق اڑانے سے ان صاحبوں کو کیا نفع ہوتا ہے پھر صبر کرتا ہوں ، اور کہتا ہوں ، ؎

اے دل اندر بند زلفش از پریشانی منال ٭ مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

تحقیق ۔ الحمد للہ یہ علامت ہے عدم عجب کی حق تعالیٰ اس میں ترقی فرما دیں کہ اپنے کو کبھی اہل نہ سمجھیں لیکن اس حالت میں یہ مزید شکر کا سبب ہونا چاہئے کہ باوجود نا اہلی

کے حق تعالیٰ نے یہ نعمت دی، اور اس کو فال نیک سمجھنا چاہیے، عطائے اہلیت کی، ولنعم ما قیل ؎

داد او را قابلیت شرط نیست ٭ بلکہ شرط قابلیت داد اوست

شوال سنہ ۱۳۴۲ھ

خط سیزدہم

سوال ۔ حضرت اقدس سیدی سندی مولائی مستندی ثقتی رجائی لا زالت بحار کرمکم زاخرۃ آمین، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ چند امور دریافت کرنا چاہتا ہوں مگر ساتھ ہی خائف بھی ہوں کہ چھوٹا منہ بڑی بات، کچھ امور تو اپنی حالت کے متعلق دریافت طلب ہیں ان کے دریافت کی اجازت تو دربار والا سے ہمیشہ سے ہے، ایک دو بات اپنی بساط سے زیادہ دریافت کرتا ہوں اور گستاخی کی معافی چاہتا ہوں وہ یہ کہ،

(۱) نسبت اور ملکۂ یادداشت دونوں ایک ہیں یا ان میں آپس میں کچھ فرق ہے۔

جواب ۔ نسبت ملزوم اور ملکۂ یادداشت لازم ہے ۔ دونوں کی ماہیت الگ الگ ہے نسبت نام ہے خاص تعلق کا جس پر دوام کا ترتب لازم ہے ایک کثرت ذکر جس کی دوسری تعبیر ملکۂ یادداشت ہے، دوسرے دوام طاعت جس طرح کوئی کسی پر عاشق ہو جاوے تو اس تعلق عشقی میں دوام لازم ہیں ایک تو یہ کہ معشوق اکثر اوقات ذہن سے نہیں اترتا، دوسرے عاشق عمداً اس کی نافرمانی نہیں کرتا۔

سوال ۔ (۲) اللہ معکم اینما کنتم میں بظاہر معیت ذاتیہ مراد ہے اس معیت کا انکشاف سالک کو بھی ہوتا ہے یا نہیں اور مصاحبت و معیت حق، حضور و یادداشت ہی کا نام ہے ۔ یا اور کسی دوسری کیفیت کا۔

جواب ۔ یہ معیت ذاتیہ ایک قرب خاص ہے جو وجداناً مدرک ہوتا ہے اور جو حضور و یادداشت کا ثمرہ ہے نہ کہ اس کا عین۔

سوال ۔ قرآن شریف کی تلاوت کے وقت میرے لئے کونسا مراقبہ مناسب ہے حضرت نے بعض ذاکرین کے لئے یہ مراقبہ تجویز فرمایا تھا

کہ اپنی تلاوت کو یوں تصور کرو کہ حق تعالیٰ شانہ تلاوت فرما رہے ہیں اور تم سن رہے ہو، مجھے اس تصور سے بوجہ حدوث صوت وتعاقب وتوالی الفاظ سخت توحش ہوتا ہے، اب تک تو میں یہ تصور کرتا رہا ہوں کہ یہ کلام الٰہی ہے حق تعالیٰ کو اس کی تلاوت محبوب ہے، اور نہایت محبت سے تلاوت کے وقت توجہ فرماتے ہیں، میں حق تعالیٰ کو یہ کلام سنا رہا ہوں اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا تصور مناسب ہو تو ارشاد فرمایا جاوے۔

جواب۔ تمہاری حالت کے مناسب یہی دوسرا تصور ہے،

سوال۔ نماز وذکر کی حالت میں پھنسی کی طرف خیال چلا جاتا ہے، یہ منافی حضور تو نہیں، اس تکلیف کے خیال کے بعد بعض دفعہ دیگر خیالات از خود آجاتے ہیں۔

جواب۔ حضور کا منافی خود مضر نہیں البتہ استحضار کا منافی مضر ہے سو خیال خود چلا جانا استحضار کے منافی نہیں۔

حال۔ پہلے پہل تو مجھے کچھ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نئی چیز میرے قلب میں ہے اب تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ عام مسلمانوں سے زیادہ مجھ میں کچھ بھی نہیں، حق تعالیٰ سے تعلق سب کو ہے میرے اندر کون سی نئی چیز ہے، نہ وہ ولولہ نہ جوش، جس طرح اور لوگ عبادت کرتے ہیں، میں بھی کرتا ہوں،

تحقیق۔ یہ نزول ہے جو انتہا کے بعد عطا ہوتا ہے، اور یہ وہی ہے جس کو حضرت جنید رحؒ نے اس سوال کے جواب میں کہ ما النهاية فرمایا تھا العود الی البدایة مبارک ہو، شوال سنہ ۱۳۳۲ھ

خط چہاردہم

حال۔ حضرت سیدی سندی مولائی مستندی۔ لازالت سحب الطافکم علی ماطرة آمین، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آج شب کو ذکر میں تمام بدن منور معلوم ہوتا تھا۔

تحقیق۔ یہ انوار ذکر ہیں۔

حال - دل یوں چاہتا ہے کہ بے کیف حضور ہو انوار کے ساتھ جو حضور ہوتا ہے قلب میں خود بخود یہ بات آتی ہے کہ یہ حضور کامل نہیں۔

تحقیق - فی نفسہ یہ امر صحیح ہے لیکن جس وقت مربی حقیقی سے جو عطا ہوتا ہے اُس وقت کے مناسب وہی ہوتا ہے اس گے خلاف کی تمنا نہ چاہیئے۔

حال - آج رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ حضرت والا کے ساتھ یہ احقر بھی ہے جمعہ کا وقت آگیا تو خطبہ اس احقر نے پڑھا اور نماز حضرت والا نے پڑھائی، پہلا خطبہ میرا ہی گڑھا ہوا تھا، دوسرا خطبہ خطب مشہورہ میں سے تھا۔ پھر خواب ہی میں یہ آیت قلب پر وارد ہوئی، وان تعدوا النعمۃ اللہ لاتحصوھا پھر تہجد کے لئے آنکھ کھل گئی۔

تحقیق - خطبہ خطاب ناس ہے، اور نماز مناجات خالق ہے۔ تم لوگوں کا وقت ارشاد قالی کا ہے، میرا وقت تربیت حالی کا ہے اور یہ دونوں اپنے اپنے درجہ میں نعمت ہیں،

حال - تہجد کے بعد پھر اخیر شب میں سوگیا تھا تو پھر خواب دیکھا کہ ایک بہت اُونچا تخت ہے اس پر میں اور برادر مرحوم مولانا .... صاحب لیٹے ہوئے ہیں وہ تخت دیوار سے ذرا اٹھا ہوا تھا تو اس درمیانی حصہ میں جانور آکر اپنی کمر اس تخت سے رگڑتے تھے میں نے اس تخت کو دیوار سے ملا دیا کہ اب کسی جانور کے آنے کی گنجائش نہ رہی، پھر نماز کے لئے ہم دونوں اس تخت سے اُترے مجھے بہت فکر تھا کہ اتنے اُونچے سے کس طرح اُتریں گے۔ قدرتی طور پر ایک ٹیلہ سا اس کے قریب پیدا ہوگیا، اس پر پیر رکھ کر اُتر آئے۔ اس تخت کے نیچے کنواں تھا اس سے لوگ پانی بھرتے تھے۔ بھائی صاحب مرحوم تخت سے اُتر کر بھاگے اور کہا کہ میں تو بھیگ گیا اس وقت بارش ہو رہی تھی میں نے چھتری جا کر دی پھر آنکھ کھل گئی۔

تحقیق - ملکوت میں بعضے واقعات ناسوت کے پہونچتے ہیں جس سے رُوح متأثر ہوتی ہے مثلاً واقعہ حال میں بعض عارضی پریشانیاں، بعضے بہائم سیرت

لوگوں کی ہرزہ بیانیاں جو ان کے اظہار سے اپنے ضمیر کو راحت دیتے ہیں جو مشابہ ہے جانوروں کے کمر رگڑنے کے اور ان قصوں کا تعلق مختلف وجہ سے دونوں بھائیوں سے تھا اور بھیگنا بھی اسی تاثر کی صورت ہے اور چونکہ شریعت کے موافق سب سب کا انسداد ہوگیا یہ مشابہ ہوگیا تخت کا رخنہ بند کردینے کے اور اس سے جو اس تاثر کی اصلاح ہوئی ہے وہ مشابہ ہے چھتری لگادینے کے۔ خلاصہ یہ کہ ان پریشانیوں سے روح متأثر تھی اور اصلاحوں سے اس کو راحت ہوئی بعض اجزاء کی تو یہ تعبیر ہے، اور باقی اجزاء ثمرات ہیں اعمال صالحہ کے،

حال۔ صبح کو نماز کے بعد قرآن شریف پڑھ کر پھر سوگیا خواب میں دیکھا کہ خواجہ صاحب حضرت والا سے فرمارہے ہیں کہ یہ (میری طرف اشارہ کرکے) کب جائیں گے سہارنپور، حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ یہ منگل کو جائیں گے۔ خواجہ صاحب اس قدر جلدی جانے پر تعجب کرنے لگے کہ میں تو چاہتا تھا کہ یہ یہاں رہ کر حضرت سے بخاری شریف پڑھیں۔ پھر خواجہ صاحب خود ہی کہنے لگے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ بخاری شریف وہ شخص حضرت سے پڑھے جو پہلا پڑھا ہوا بھول گیا ہو۔ حضرت نے ہنسکر فرمایا کہ پھر ایسے تو میاں ...... ہیں، خواجہ صاحب فرمانے لگے کہ یہ بھی تو ایسے ہی ہیں۔ حضرت نے فرمایا نہیں انکا آفتاب ابھی روشن ہے اس کے نمبر حدیث میں بہت اچھے تھے۔ ایک مولوی ......، سے تو کم تھے باقی سب جماعت سے اس کے نمبر زیادہ تھے۔ مولوی ...... صاحب بردوانی جو فخر بنگال ہیں ان سے بھی اس کے نمبر زیادہ تھے۔ والسلام

تحقیق۔ اس میں بشارت معلوم ہوتی ہے کہ میاں ...... کے لئے بھی اس طرف توجہ زیبا ہے اور ان میں بھی صلاحیت ہے اور تمہارے لئے فعلیت کی بشارت ہے۔ شوال سنہ ۱۳۳۴ھ

خط پانزدہم

حال۔ حضرت اقدس سیدی مولائی تقتی ورجائی لازالت بحار کرمکم ذاخرۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ع اے لقائے تو جواب ہر سوال،

حضرت نے حضور بے کیف کی تمنا سے بظاہر تو منع فرمایا تھا مگر غالباً بباطن ضرور توجہ فرمائی ہوگی کہ بحمد اللہ رات بہت زیادہ حضور بے کیف ہوا۔ ذکر کرتے ہوئے بھی قرآن کی تلاوت میں بھی جاگتے بھی، سوتے بھی تلاوت و ذکر میں ایسا حضور رہا کہ بے ساختہ رَبِّ اَرِنِی انظر الیکؔ، عرض کرنے کو جی چاہتا تھا،

تحقیق ۔ مبارک ہو،

حال ۔ رات خواب میں دیکھا کہ احقر ایک سڑک پر کھڑا ہوا محبت الٰہی کا وعظ کہہ رہا ہے اور مجھ پر کیفیت بکا طاری ہے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جاتا ہوں تب بھی مجمع ساتھ ہی رہتا ہے تو میں پھر دوبارہ کھڑا ہو جاتا ہوں اور وعظ کہتا ہوں ۔ جہاں تک کہ میں ایک زینہ میں پہونچا، جو ایک تہ خانہ میں پہونچتا تھا تو اس وقت لوگوں سے کہا کہ اب وعظ ختم ہو گیا۔ اب آپ لوگ رخصت ہوں تب سب نے مصافحہ کیا اور رخصت ہوئے ۔ اور میں اس تہ خانہ میں ہو کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ مظاہر علوم میں پہونچ گیا مہتمم صاحب وغیرہ سے ملاقات ہوئی ۔

تحقیق ۔ انشاء اللہ تعالےٰ آنعزیز سے فیض حالی و علمی پہونچنے والا ہے ۔

حال ۔ رات قرآن شریف سے اور درود شریف سے ایک خاص محبت میرے قلب میں ذکر کے وقت اور تلاوت کے وقت القا ہو گئی والحمد للہ علیٰ ذلک تلاوت اور درود شریف پڑھتے ہوئے حق تعالےٰ شانہ کی خاص توجہ محسوس ہوتی ہے ۔

تحقیق ۔ یہی ہیں وہ واردات جو بعد وصول عطا ہوتے ہیں ۔ شوال سنہ ۳۳ھ

از رسالہ النور ص ۲۴۹

حال۔ حضرت والا! کل رات گذشتہ کو تہجد میں ایک حالت بیخودی کی ایسی طاری ہوئی کہ نہ تو منہ سے الفاظ نکلیں اور نہ دعا مانگی جائے بلکہ نماز سے ہی دل ایسا برداشتہ ہوا کہ مشکل سے نماز تہجد پوری کرنی پڑی اور ایسا خیال غالب ہوا کہ عبادت سے تو غیریت ثابت ہوتی ہے۔ حال آنکہ بجز ذات حق کے کوئی نہیں اور ساتھ ہی نماز کی فرضیت اور اپنی عبدیت بھی پیش نظر تھی اور یہ ہی پیش نظر تھا کہ دعا مانگنا عبادت ہے مگر کچھ نہ ہوتا تھا اور اطمینان ایسا تھا کہ کسی کا وہم و خیال گمان نہ تھا یہی حالت صبح تک رہی سارا دن بدن پر ایک بیخودی و لرزش محسوس ہوتی رہی دعا فرمانا کہ اللہ تعالٰے فنائے تام عطا فرما دے آمین۔

تحقیق۔ السلام علیکم توحید کا غلبہ تھا اور اُس سے عالی حالت اس کے بعد اُس کا مغلوب (یعنی معتدل) ہو جاتا تھا کیونکہ اول حالت آثار ولایت سے تھی اور دوسری آثار نبوت سے والثانی افضل من الاوّل۔ النور ص ۵۶۱

حصول جمعیت و محبت کا طریق

حال۔ فقیر ہمیشہ اپنے معمولات فرمودہ حضور والا کو ادا کرتا ہے مگر افسوس ہے کہ میرے دل میں جمعیت نہیں ہوتی اور محبت و درد زیادہ نہیں ہوتا زیادہ کیا ہے ہی نہیں اس سے دل متفکر رہتا ہے کہ کہیں تباہی میں نہ پڑ جاؤں۔

تحقیق۔ اگر مثنوی معنوی و دیوان حافظ کے دو دو صفحے روزانہ مطالعہ کر لئے جاویں تو نافع ہوگا۔ النور ص ۳۱۹

رضا بالقضاء

حال۔ عرض یہ ہے کہ احقر عالم مشغول کے دستور العمل پر دو برس سے عامل ہے مگر افسوس کی بات ہے کہ دنیوی ضرورتوں کے سبب ایک ماہ کامل بھی پابندی کے ساتھ ادا نہیں کر سکا اول برس میں جب ذکر فوت ہو جاتا تھا دل سخت پریشان ہوتا تھا مرنے کو جی چاہتا تھا اور ادائے ذکر سے دل نہایت خوش ہوتا تھا قریب ایک ماہ کے گذرتا ہے اپنے کو سب باتوں میں مجبور پاتا ہوں اب یہ اعتقاد پیدا ہو گیا ہے کہ اللہ نے بندہ کو جس کام کے لئے پیدا کیا ہے وہ کروا ہی لیتا ہے اُسی اعتقاد نے تکالیف دنیا کے احساس کو کم کر دیا ہے رفتہ رفتہ اسی اعتقاد نے یہاں تک ترقی کی کہ اب فوت ذکر سے بھی دل اتنا پریشان نہیں ہوتا جتنا پہلے پریشان ہوتا تھا

بلکہ دل کو ایک تسلی ہو جاتی ہے کہ یہی مشیت ایزدی ہے عبادت کی محبت چلی گئی ہے خوف ورجا بھی مفقود ہے عبادت اس لحاظ سے کرتا ہوں کہ میں بندہ ہوں عبادت پر مامور ہوں مناجات مقبول پڑھتا ہوں کیونکہ مامور ہوں دوزخ سے ڈرتا ہوں کیونکہ مامور ہوں تمنا بہشت کی رکھتا ہوں کیونکہ مامور ہوں کیونکہ سب باتیں اسی لحاظ سے مجھ سے ادا ہوتی ہیں دل ہر وقت بولتا ہے کہ تیری تقدیر میں جو ہونیوالا ہے ہو چکا ہے تمنا بہشت کی اور خوف دوزخ کا وغیرہ وغیرہ کچھ کام کا نہیں اگر تو جنتی ہے تو یہ کام تجھ سے ضرور ادا ہوگا ماشاء اللہ کان کو گویا بچشم ظاہری دیکھ لیا ہے یہ کیا نازک حالت ہے اس سے سخت پریشان ہو کر تسلی دل کے لئے حافظ رح کا شعر ؎

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو ؎ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معما را

پڑھتا ہوں مگر دل ہر وقت تقدیری بحث کرتا ہے پابندی کے ساتھ ذکر نہیں اس لئے اتنا غم بھی نہیں تین چار روز گذرتے ہیں دل نے بزور کہا کہ اگر تو باقید ذکر نہیں کرتا ہے تو اب بے قید باوضو بے وضو باخیال بے خیال زبانی وردِ اسم ذات کا حکم لوں گا اور بارہ ہزار میں چھ ہزار باقید ادا کروں گا اس خیال پر اجازت لینے کو خط لکھنے والا تھا ناگہاں خواب میں حضرت جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا کہ اگر فراغت نہ پاؤ چھ ہزار ہی پڑھ لو۔ اگر اتنا بھی نہ ہو ہر وقت زبانی ذکر کرو۔ اس روز سے چھ ہزار معمول کر لیا ہے مگر افسوس کہ یہ ذکر محض زبانی ہے شوق سے نہیں جبراً ادا کرتا ہوں نہ دنیا کی محبت مجھ میں باقی ہے نہ دین کی ہاں اگر محبت کچھ باقی ہے تو وہ تقدیر کی باقی ہے حضرت مجھ کمینہ کی دستگیری فرمائیں۔ اب میں ڈر گیا ہوں کہ مجھ میں قدریہ کا اعتقاد پیدا ہو گیا ہے دعا فرمائیں کہ عشق ترقی کرے اور یہ سب خیال چلے جائیں۔ حضرت میرے حق میں خدا کی رحمت ہے سوا آپ کے کس سے عرض کروں دل میں اس بات کی پریشانی ہے کہ یہ سب بیہودہ باتیں مجھ میں کیوں پیدا ہوئیں کہ جس کو لکھکر حضرت کے دل کو بھی پراگندہ کرنا پڑا شاید یہ بھی تقدیر سے ہے استغفر اللہ۔ میں کیا بک رہا ہوں اشک آنکھوں سے جاری ہیں اللہ اللہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ اے طبیب مہربان علاج فرمائیے۔ بے بسی سے سب کچھ لکھ دیا ہے بددعا نہ کرنا ؎

زندہ کنی عطائے تو ور بکشی فدائے تو

تحقیق۔ اصل محمود ہے مگر جب ہی تک کہ جب تک محدود ہے اگر حد سے آگے بڑھ گیا

تو بلاشک محمود ہے اور وہ حد یہ ہے کہ معاصی پر اقدام نہ کرے حق تعالیٰ پر اعتراض والزام نہ ہو۔ اگر اس حد سے گذرنے کا گمان ہو تو پھر یہاں آنے کا سامان ہو۔ النور ص ۴۲۵

آثار وصول الی اللہ

حال۔ میرے آقا میری بھی رسائی ہوگی یا نہیں۔

تحقیق۔ چونکہ آپ کو خدا تعالےٰ نے مجاہدہ کی توفیق دی ہے اور اُس پر وعدہ ہے رسائی کا اور وعدہ خلافی کا احتمال نہیں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور رسائی ہوگی

النور ص ۵۰۵

توجہ الی اللہ کے حصول کا طریق

سوال۔ جس سے ہمیشہ توجہ الی اللہ ہوجاوے اُسکا کوئی علاج مرحمت فرماویں۔

جواب۔ توجہ جو درجہ عمل میں ہے وہ اختیار میں ہے اُس کا علاج قصد اور استحضار اور جو توجہ درجہ حال میں ہے وہ توجہ کے درجہ مذکورہ سے از خود حاصل ہو جاتی ہے۔ النور ص ۵۲۳

آثار حیاء

حال۔ دست بستہ گذارش یہ ہے کہ کام کئے جاتا ہوں اور یکسوئی بھی ہے اَب بفضلہ تعالےٰ خدا و رسول ہی کی محبت سب پر غالب ہے خلوت محبوب ہے کبھی ذکر کے وقت بیساختہ آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور دیدارِ حق کا بیحد اشتیاق ہوتا ہے لیکن دعا نہیں کرتا شرم کے مارے کیونکہ نہ اعمال ہیں نہ کمال۔

تحقیق۔ یہ ایک حال ہے اور محمود ہے جب حیاء کامل ہو جاویگی یعنی مقام بنجاوے گی پھر دُعا ہونے لگے گی۔

النور ص ۵۲۶

خشوع کی حقیقت

حال۔ تراویح میں قرآن شریف سُنانے میں خشوع وخضوع نہیں ہوتا ہے حالانکہ ہر رکعت کو جب کھڑا ہوتا ہوں تو خیال کرتا ہوں کہ خیال جناب حق تعالےٰ کی طرف عجز و نیاز کے ساتھ رکھوں گا مگر جب قرآن شریف شروع کرتا ہوں تو اس خیال میں قرأت ختم ہو جاتی ہے کہ کہیں بھُول نہ جاؤں اور رکوع و سجدہ میں بہت افسوس ہوتا ہے حضرت والا دُعا فرماویں کہ میری یہ تمنّا پوری ہو اور اگر اُن کو یہی منظور ہے تو اس میں خوش ہوں۔

تحقیق۔ خشوع سکون کا نام ہے اور یہ خیال کہ کہیں بھُول نہ جاؤں حرکت ہے جو سکون کی ضد ہے اور کوئی شئے اپنی ضد کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی اور یہ خیال طبعاً لازم ہے اس لئے حصول خشوع اس حالت میں عادۃً متعذر ہے تو اسکا اہتمام ہی تکلف

مالا یطاق ہے لیکن یہ خشوع نہ ہونا مضر اور قابل افسوس اس لئے نہیں کہ جو مقصود ہے خشوع ہے کہ غیر مقصود کی طرف توجہ نہ ہو وہ حاصل ہے پس گویا خشوع اگر صورتاً نہیں مگر معنیً حاصل ہے کیونکہ یہ خیال تکمیل ہے طاعت کی اور طاعت مقصود ہے۔ پس یہ توجہ الی المقصود ہے چنانچہ بعض احادیث فضل خشوع میں لم یحدث فیھما نفسہ بشیٔ من الدنیا اور بعض میں الا بخیر وارد ہے اس کی توضیح رسالہ تشرف اول کتاب الصلوۃ میں قابل مطالعہ ہے۔ ہاں طبعاً ناگواری یہ نظیر ہے استغفار عن الغین کی۔

تذکیر نعمت۔ یہ تحقیق منجملہ من عظیمہ الٰہیہ ہے جس میں کسب کا دخل نہیں اسکی بیقدری نہ کیجاوے میں بھی اسی میں مبتلا تھا۔ حق تعالیٰ نے حقیقت منکشف فرمائی آگے اپنی ہمت ہے۔ فقط

النور صـ۳۴ ۵

آثار بغض فی اللہ

حال۔ بندۂ کمترین علاوہ ازیں کہ در بحر معاصی مستغرق است دیگر مرضے قدیمی ولا علاج دارد اُمید کہ نسخۂ شافی و اصلاح کامل تجویز فرمودہ دستگیری فرمایند۔ و آن اینکہ بندہ علاوہ بد دینان و مبتدعین اگر کسے از دوستان و ہمنشینان باوجود محاسن کثیر شریک در بدعتے عامہ مثل عُرس و قیام مولد شریف ختم و تہلیل باجرت برائے میت وغیرہ نظر آید اگرچہ ازاں بدتر ہمن موجود باشد برو نفرت آید و دوستی او قایم نتوانم نہاد و اورا از مبتدع بشمارم لیس نفرت آمدن بر کسے ایں بجز علامت خود پسندی و عجب چیزے نمی فہمم و آن خصلت در طبعم کالخلقی و الجبلی چناں مستحکم گشتہ باوجود کوشش و جانفشانی زائل نمی شود پس چکنم۔

تحقیق۔ تشخیص غلط است۔ آن بغض فی اللہ است آن شخص را مبغوض داشتن ضروری ست لیکن خود را مبغوض تر ازاں داشتن ضروری ست اگرچہ یک مبغوضیت طبعی باشد و دیگر عقلی۔ پس ہر آنچہ عیب ست خود را مبغوض نداشتن است نہ کہ اورا مبغوض داشتن۔

النور صـ۴۳ ۵

حال۔ جب کوئی قضیہ کسی بد دین سے اُس کی بد دینی پر ہو جاتا ہے تو جو غیظ و غضب طیش وحدت سے اسوقت پیدا ہوتا ہے اور یہ دل چاہتا ہے کہ اس ظالم بد دین کا قلع قمع کر دیا جائے اور تاوقتیکہ قلب اس سے فارغ نہیں ہو جاتا اُسی قسم کے واردات حالات محمودہ مذمومہ کا ورود اور اُس کی جانب کشش و میلان بہت تیزی کے ساتھ رہتا ہے

کہ تحمل دشوار ہو جاتا ہے اور اپنے دل و دماغ پر بھی اثر برا پڑتا ہے غرضکہ مجاہدہ شدید اسوقت کرنا پڑتا ہے تا وقتیکہ بغض للہ کا اثر رہتا ہے گو حد پر رہنے کا اہتمام ہر وقت کیا جاتا ہے اور آئندہ حسب تحریر جناب والا اور کیا جاوے گا کہ اس میں کمی ہو جاوے۔

تحقیق۔ یہ بغض فی اللہ عین مطلوب ہے اور اثر غیر اختیاری ہے افعال میں تعدیل کا اہتمام رکھنا چاہیئے۔

حال۔ اور اس قسم کے واردات خطرات جو ہر وقت غیظ و غضب بمقابلہ بد دین پیدا ہوئے اور اس کی جانب میلان و کشش ہوئی کہ جو قابل اطمینان نہیں یہ محمودہ ہیں یا مذمومہ یعنی جانب اللہ کشش ہے یا باتباع ہوئی ہے۔

تحقیق۔ جب تک معصیت کا صدور نہ ہو نفس سے ناشی نہ سمجھا وے۔ النور ص ۲۴۳

حصول محبت اللہ کے اسباب

حال۔ حضرت احقر کو ہمیشہ یہ تمنا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کاملہ دل میں پیدا ہو اور دُنیا کی محبت مذمومہ دل سے زائل ہو جاوے۔ پھر یہ بھی خیال میں آتا تھا کہ محبت کا پیدا ہونا یہ امر غیر اختیاری ہے اس لئے بہت متردد تھا۔ الحمد للہ اب دعوات عبدیت کے حصہ پنجم کے مطالعہ سے وہ تردد بالکل دفع ہو گیا۔ کیونکہ حضور پُر نور نے اُس میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کی محبت اگرچہ امر غیر اختیاری ہے لیکن اس کے اسباب بندہ کے اختیار میں ہیں۔ ان اسباب میں سے ایک کثرت ذکر اللہ دوسرا اللہ تعالیٰ کے انعامات کو اور ہمارے برتاؤ کو سوچنا تیسرا کسی اہل اللہ سے تعلق رکھنا چوتھا طاعت پر مواظبت کرنا پانچویں حق تعالیٰ سے دُعا کرنا اب احقر نے ان اسباب کو اللہ تعالیٰ کی محبت کاملہ پیدا ہونے کے لئے اختیار کر لیا اور آرزو کرتا ہوں کہ حضرت بھی اسمیں کامیاب ہونے کی دُعا فرماویں۔

تحقیق۔ دل سے دُعا ہے۔

حال۔ اور اگر اس میں کچھ غلطی ہو از روئے شفقت کے اصلاح فرماویں۔

تحقیق۔ تدبیر میں کچھ غلطی نہیں صرف ایک غلطی علمی محتمل ہے۔ اسپر متنبہ کرتا ہوں وہ یہ کہ اپنے ذہن سے شاید کوئی درجہ محبت کا تراش کر اُس کے منتظر رہو یہ غلطی ہوگی بلکہ اس تدبیر کی مداومت سے جو جو درجہ حاصل ہوتا جاوے وہی اُس درجہ میں مطلوب

ہے۔ پھر خواہ اس میں مزعوم ترقی ہو۔ خواہ ایک حالت پر رہ جاوے البتہ رسوخ میں ترقی لازم ہے صرف لون محبت میں تفاوت ہوتا رہتا ہے۔ النور ص۵۹

خلوص وخشوع کے حصول کا طریق

حال۔ آج یہاں پر استسقا کی نماز ہوئی تو بعض نماز دعا میں معمول سے بہت زیادہ دیر لگی (اس سے امام وغیرہ پر یا دعاء کے دیر تک مانگے جانے پر اعتراض مقصود نہیں حاشا وکلا) اور ایسا بعض دوسرے مواقع پر بھی ہوا ہے تو دعاء کے بہت دیر تک مانگے جانے سے بعض مرتبہ دل گھبرا جاتا ہے اور جو خشوع وخضوع ابتداء میں ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر اگر ایسے موقع پر اس خیال سے کہ اگر میں دعا چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤں گا تو لوگ کچھ اعتراض کریں گے یا ممکن ہے کہ شرعاً مواخذہ ہو جاوے دعا میں سب کے ساتھ ہاتھ اٹھائے رہے تو یہ خلوص کے خلاف تو نہیں۔

تحقیق۔ خلوص فعل اختیاری ہے۔ اسی طرح خشوع بھی ایسی حالت میں اس نیت کو بدل دے کہ لوگ اعتراض کریں گے بلکہ اس نیت سے شریک دعاء ہے کہ جو عمل نفس پر شاق ہوتا ہے اس میں اجر زیادہ ملتا ہے۔ کما فی الحدیث واسباغ الوضوء علی المکارہ ونحوہ بس یہ خلوص حاصل ہو گیا اور توجہ سے دعا میں مشغول رہے گو توجہ میں تکلف رہے اس سے خشوع حاصل ہو گیا اور خشوع کیلئے رقت یا دلچسپی لازم نہیں اسی طرح خلوص کے لئے اس وسوسہ کا قطع ہونا کہ لوگ اعتراض کریں گے لازم نہیں جیسا سائل کو ان ہی دو امر کا دھوکا ہوا۔ النور ص۵۸

شکر کی حقیقت

حال۔ شکر کی حقیقت شریعت میں کیا ہے۔

تحقیق۔ جو حالت طبیعت کے موافق ہو خواہ اختیاری ہو یا غیر اختیاری ہو اس حالت کو دل سے خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اس پر خوش ہونا اور اپنی لیاقت سے اس کو زیادہ سمجھنا اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کا جوارح سے گناہوں میں استعمال نہ کرنا یہ شکر ہے۔ النور ص۹۵

تحصیل شکر کا طریقہ

حال۔ احقر کا مقصود بھی تحصیل شکر کے لئے علاج پوچھنا تھا امید ہے کہ حضرت سلمہٗ اس کے تحصیل کا طریقہ اور

معین ارشاد فرمائیں گے۔

تحقیق۔ اُس کی ماہیت کے اجزا رسب افعال اختیاریہ ہیں اُن کو بتکرار صادر کرنا یہی طریقہ تحصیل اور یہ طریقہ تسہیل ہے۔ النور ص ۶۰۰

تحصیل زہد کا طریقہ

حال۔ تحصیل زہد کے لئے حضرت والا علاج وطریق تسہیل مرحمت فرماویں اور اُس کی ماہیت شرعیہ بھی ارشاد فرمائی جائے۔

تحقیق۔ قلتہ رغبت فی الدنیا اس کی ماہیت ہے۔ طریق تحصیل مراقبہ اُس کے فانی ہونیکا اور غیر ضروری کی تحصیل میں انہماک نہ کرنا اور طریق تسہیل صحبت زاہدین کی اور مطالعہ حالات زاہدین کا۔ النور ص ۶۰۱

صدق واخلاص کی حقیقت اور اس کی تحصیل کا طریقہ

حال صدق واخلاص کی حقائق شرعیہ اور اُن کے حصول کیلئے علاج اور معین تحریر فرمایا جاوے۔

تحقیق۔ جس طاعت کا ارادہ ہو اُس میں کمال کا درجہ اختیار کرنا یہ صدق ہے اور اُس طاعت میں غیر طاعت کا قصد نکرنا یہ اخلاص ہے اور یہ موقوف ہے ما بہ الکمال کے جاننے پر اسی طرح غیر طاعت کے جاننے پر اس کے بعد صرف نیت اور عمل جزو اخیر رہ جاتا ہے یہ دونوں اختیاری ہیں طریق تحصیل تو اسی سے معلوم ہو گیا آگے رہا معین وہ استحضار ہے وعدہ وعید کا اور مراقبہ نیت کا۔

اوسکے بعد انکا دوسرا خط آیا جو مع جواب ذیل میں درج ہے

حال۔ اخلاص وصدق کے متعلق حضرت سلمہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ سمجھ میں آگیا مگر مزید انشراح کے لئے اگر حضرت سلمہ اُن کے حقائق کی امثلہ سے شرح فرماویں تو انطباق میں زیادہ سہولت ہوگی۔

تحقیق۔ مثال صدق کی نماز کو اُسی طرح پڑھنا جس کو شریعت نے صلوٰۃ کاملہ کہا ہے یعنی اُس کو مع آداب ظاہرہ و باطنہ کے ادا کرنا علیٰ ہذا تمام طاعات میں جو درجہ کمال کا شریعت نے بتلایا ہے۔ مثال اخلاص کی نماز میں ریاء کا قصد نہ ہو جو کہ غیر طاعت ہے رضائے غیر حق کا قصد نہ ہو جو کہ غیر طاعت ہے اور اُس کے متعلقات ظاہر ہیں۔ النور ص ۶۱۴

اخلاص اور خشوع وخضوع میں فرق

حال - نیز اس سے بھی مطلع فرمایا جائے کہ اخلاص میں اور خشوع وخضوع میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔

تحقیق - اخلاص راجع ہے نیت کی طرف اور خشوع وخضوع سکون ہے جوارح وقلب کا حرکات منکرہ ظاہرہ یا باطنہ سے اگرچہ اُن حرکات میں نیت غیر طاعت کی نہ ہو پس اخلاص خشوع سے مفارق ہو سکتا ہے۔

حال - نیز اس سے بھی کہ جس طاعت کا قصد ہو اُس میں اُس طاعت کے علاوہ دوسری طاعت کا قصد فعل اخلاص ہے یا نہیں۔ **تحقیق**، مثال سے واضح کیا جاوے۔ النور ص ۹۱۳

حال - الحمدللہ کہ حضرت سلمہٗ کے ارشادات سے بہت سے خلجانات دفع ہو گئے اللہ تعالیٰ حضرت سلمہٗ کی ذات گرامی اور حضرت کے فیوض کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے البتہ اخلاص وخشوع کے فرق کے بیان میں جو حضرت اقدس کا ارشاد ہے (اگرچہ اُن حرکات میں نیت غیر طاعت کی نہ ہو) اس میں اتنا شبہ ہے کہ جب وہ حرکات منکرہ ہیں تو ان میں نیت طاعت کی نہ ہو سکے گی اُن میں بہر صورت نیت غیر طاعت ہی کی ہو گی

تحقیق - لازم نہیں بلکہ ممکن ہے کہ کسی چیز کی بھی نیت نہ ہو عبث حرکات ہوں جو بے پروائی یا عادت کے سبب صادر ہوں خواہ جوارح کی حرکات ہوں یا قلب کی۔

حال - حضرت سلمہٗ کی خدمت اقدس میں گذارش ہے کہ اس کے متعلق کچھ اور وضاحت فرمائی جاوے تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ رہے۔

تحقیق - ابھی عرض کر چکا۔

حال - کسی طاعت میں غیر طاعت کا تو قصد نہ ہو مگر دوسری طاعت کا قصد ہو جیسے نماز کی حالت میں ریا کا قصد تو نہیں اور نہ کسی اور فعل غیر طاعت کا قصد ہے مگر نماز کی حالت میں قصداً کسی شرعی مسئلہ کا مطالعہ کرتا ہے یا کسی سفر طاعت کا نظام اس حالت میں قصداً سوچتا ہے۔

تحقیق - یہ مسئلہ دقیق ہے قواعد سے اس کے متعلق عرض کرتا ہوں اسوقت دو حدیثیں میری نظر میں ہیں ایک مرفوع جس میں یہ جزو ہے صلی رکعتین مقبلا علیہما بقلبہ دوسری موقوف حضرت عمرؓ کا قول جس میں یہ جزو ہے انی لاجھز جیشی

وانانی الصلوٰۃ مجموعہ روایتیں سے اخلاص کے دو درجہ مفہوم ہوئے ایک یہ کہ جس طاعت میں مشغول ہے اُس کے غیر کا قصداً استحضار بھی نہ ہو اگرچہ وہ بھی طاعت ہی ہو دوسرا درجہ یہ کہ دوسری طاعت کا استحضار ہو جاوے اور ان دونوں میں یہ امر مشترک ہے کہ اس دوسری طاعت کا اس طاعت سے قصد نہیں ہے مثلاً نماز پڑھنے سے یہ غرض نہیں کہ نماز میں یکسوئی کے ساتھ تجہیز جیش کریں گے پس حقیقت اخلاص تو دونوں میں یکساں ہیں اس میں تشکیک نہیں عوارض کے سبب ان میں تفاوت ہو گیا اور درجہ اول اکمل اور دوسرا درجہ اگر بلا عذر ہے تو غیر اکمل ہے اور اگر عذر سے ہے تو وہ بھی اکمل ہے، جیسے حضرت عمرؓ کو ضرورت تھی اور اس کا معیار اجتہاد ہے لیکن ہر حال میں اخلاص کے بالکل خلاف نہیں البتہ خشوع کے خلاف ہونا نہ ہونا نظری ہے میرے ذوق میں بصورت عذر یہ خلاف خشوع بھی نہیں اگر ضرورت ہو اب اس پر سوال کو منطبق کر لیجئے۔

حال۔ یا نماز صرف اس غرض سے پڑھتا ہے کہ کوئی ناواقف آدمی میری اس نماز کو دیکھ کر اپنی نماز درست کرے ایسی طاعت کا قصد نماز میں مخل اخلاص ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ اس میں خود نماز سے مقصود غیر نماز ہے اس میں بظاہر خلاف اخلاص ہونے کا شبہ ہو سکتا ہے مگر میرے ذوق میں اس میں تفصیل ہے کہ شارع کے لئے تو یہ خلاف اخلاص نہیں وہ اس صورت تبلیغ کے مامور ہیں اور غیر شارع کیلئے مامور بہ نماز میں خلاف احتیاط ہے اور خاص تعلیم کیلئے مستقل نماز کا حرج نہیں۔ النور ص ۶۱۳

رضا بالقضاء کی حقیقت اور اسکے تحصیل کا طریقہ

حال۔ رضا بالقضاء کے حصول کے لئے کوئی علاج تحریر فرمایا جائے اور اُس کا معیار اور مقدار بھی ارقام فرمایا جاوے کہ انسان اس کے متعلق کس قدر کا مکلف ہے اور اس کا شرعی مفہوم مصطلح کیا ہے۔

تحقیق۔ رضا بالقضاء کی حقیقت ترک اعتراض علی القضاء ہے اگر الم کا احساس ہی نہ ہو تو رضا طبعی ہے اور اگر الم کا احساس باقی رہے تو رضا عقلی ہے۔ اور اول حال ہے جس کا عبد مکلف نہیں اور ثانی مقام ہے جس کا عبد مکلف ہے۔ تدبیر اسکی تحصیل کی استحضار رحمت و حکمت الٰہیہ کا واقعات خلاف طبع میں۔ النور ص ۶۱۸

حال ۔ حضرتا مجھے اپنی حالت میں ایک شبہ ہوتا ہے وہ یہ کہ ان نقصانات مالیہ سے طبیعت میں قلق و صدمہ بہت ہے گو زبان سے کسی طرح کا اظہار بھی نہیں ہے مگر نقصانات پر آمادگی بھی نہیں ہے مجھے یہ حالت رضا بالقضاء کے خلاف معلوم ہوتی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ ہمارے نقصانات ہی کو بہتر سمجھ رہے ہیں تو ہم کو اس میں صدمہ کی کون بات ہے عقلاً تو یہی حالت ہے اور یہی سمجھ کر سکون ہوتا ہے لیکن طبعاً یہ حالت نہیں ہے ۔ طبیعت متاثر ضرور ہے لیکن بحمد اللہ عقل متاثر نہیں ہے اور بعضے وقت تو بڑی بڑی آمادگی ہو جاتی ہے اور یہ صدمہ حب مال سے تو ناشی نہیں ۔ اس بارے میں مع علاج تشفی فرمائی جاوے ۔

تحقیق ۔ قلق طبعی بلکہ مال کی بھی حب طبعی نہ مذموم ہے نہ رضا بالقضاء کے منافی ہے رضا کی حقیقت ہے ترک اعتراض علی اللہ تعالیٰ سو جو کیفیت آپ نے حکم عقلی کی لکھی ہے یہی رضا ہے ۔ النور ص ٦٣٠

توکل مستحب کی تحصیل کا طریقہ

حال ۔ حضرت سلمہٗ (توکل کے) درجات مستحبہ کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرماویں گے جس سے فرائض پر عمل کرنا سہل ہو جاوے ۔

تحقیق ۔ توکل مستحب کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے ۔ فطرۃً قوت قلب اور حقوق واجبہ کا ذمہ نہ ہونا یا اہل حقوق کا بھی ایسا ہی ہونا گیا یہ شرائط متحقق ہیں ۔ النور ص ٦١٨

صبر کی حقیقت اور اس کی تفصیل

حال ۔ صبر کے متعلق دریافت کرنا ہے کہ صبر پر جو وعدہ ثواب کا ہے وہ کسی صورت میں یعنی کوئی شخص کسی انتقام یا تکلیف کے دور کرنے پر قادر ہو اور نہ کرے اور صبر کرے تب اجر ملیگا یا قادر نہ ہو پھر صبر کرے اس پر بھی اجر ملیگا مثلاً کسی نے زید کے تھپڑ مارا اور وہ انتقام پر قادر نہیں یا زید کا لڑکا مر گیا اس پر کہا جاتا ہے کہ صبر کرو یا اس کا مال چوری گیا لوگ کہتے ہیں کہ صبر کرو اس صورت میں وہ مجبور ہے اسکے ذخیرہ یا انتقام پر قادر نہیں ایسی صورت میں صبر کس طرح کیا جا سکتا ہے ایسی صورت میں بھی ثواب ملیگا یا نہیں یا مثلاً ایک بینا شخص کہے کہ میں خدا کے خوف سے اور اس کے حکم کی وجہ سے کسی نامحرم عورت پر نظر نہیں ڈالتا اور ایک نابینا بھی یہی کہے تو صاف

ظاہر ہے کہ نابینا کے پاس وہ آلات ہی نہیں جس سے وہ گناہ کرے تو نابینا کا کہنا فضول ہے البتہ وہ بینا قابل ثواب ہے کہ وہ قادر ہے اس بات پر کہ نامحرم کو دیکھے لیکن نہیں دیکھتا۔

تحقیق۔ بے صبری کی متعدد صورتیں ہیں انتقام بالمثل لینا۔ اسکا ترک کرنا صبر ہے یہ مشروط ہے قدرت کے ساتھ دوسری صورت زبان سے بُرا بھلا کہنا سامنے یا پسِ پُشت یا بددُعا دینا غیر قادر علی الانتقام بھی اس پر قادر ہے اس کے لئے اسکا ترک کرنا صبر ہے اسی طرح اہل میت گو مدافعت پر قادر نہیں لیکن نوحہ وشکایت پر تو قادر ہیں انکی یہ بےصبری ہے اور اس کا ترک کرنا صبر ہے اور جو کسی فعل پر بھی قادر نہو جیسے اندھا کہ دیکھنے پر بالکل قادر نہیں مگر تصور یا عزم بصورت ابصار یا تمنائے ابصار بلا ابصار پر تو قادر ہے اس کی بے صبری یہ ہے اور اُس کا ترک صبر ہے اور ہر شخص کو اُس کے مناسب صبر پر اجر ملتا ہے یہ تفصیل تو اجر صبر میں ہے اور ایک اجر خود تکلیف پر بھی ہوتا ہے اُس میں صبر کی قید نہیں اگر صبر کیا تو دو اجر ملیں گے ایک صبر کا دوسرا تکلیف کا اور اگر صبر نہ کیا تو تکلیف کا اجر ملیگا اور بے صبری کا گناہ ہوگا جیسے ایک شخص نماز پڑھے اور روزہ نہ رکھے نماز کا ثواب ملیگا اور روزہ نہ رکھنے کا گناہ ہوگا اُمید ہے کہ سب سوالات حل ہوگئے ہوں گے۔

النور ص ۶۱۹

آثار عبدیت

حال۔ بندہ کو (نمعلوم کیوں) لکھنا دو چار سطروں کا بھی بتکلف میسر ہوتا ہے۔

تحقیق۔ کیونکہ اتنی دیر تک بیساختگی نہیں رہتی یہ دلیل ہے تکلف کے ثقل کی۔

حال۔ الحمدللہ معمولات کا بدستور التزام ہے احیاناً اگر کچھ قصور ہوتا ہے تو اس کی تلافی کی کچھ زیادہ کاوش بھی نہیں ہوتی قلب میں ایک اطمینان اور لذت سی رہتی ہے۔

تحقیق۔ یہ لذت حقیقت پر نظر رہنے کی ہے اور کاوش نہ ہونا اثر ہے عبدیت اور تفویض کا مگر بعض اوقات اسمیں احتمال ہوسکتا ہے احتیال نفس للبطالۃ کا لہذا حتی الامکان تلافی کا کرلینا ولو قلیلاً سدباب ہے احتیال نفس کا

حال۔ خاص بات جو روز بروز مرکوز خاطر ہوتی چلی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ آجکل کسی مناقشہ میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی خواہ اپنی ذات کے متعلق ہو یا اور کسی کے مطلقاً دخل دینے کو جی نہیں چاہتا ہر وقت علیک بخاصۃ نفسک کا ایک نشہ سا رہتا ہے کیونکہ دیکھتا ہوں کہ شحّ مطاع اور ہوی متبع اور اعجاب کل ذی رائی برائہ اور دُنیا موثرۃ کی گھٹا چار طرف محیط ہورہی ہے اسوقت یہی جی چاہتا ہے

کہ کسی طرح ایمان سلامت لیجائیں کاش کہ غنم تتبع بہا شغف الجبال میسر آجائے یا ایمان کے ساتھ بطن الارض میں جگہ ملجائے بار بار لیتنی شجرۃ تعضد کا خیال آتا ہے اور یوں تمنا ہوتی ہے کہ کوئی مجھکو نہ جانے اور نہ میں کسیکو جانوں اور اسیطرح جان ۔ جان آفریں کو سپرد کردوں مگر کیا کروں ہم نالکاروں کو جھگڑوں سے پوری رہائی نہیں ملتی ۔

تحقیق ۔ جب رہائی بھی بحکم رہائی ہے یہ مذاق خاص اس ناکارہ کا بھی ہے گو ابتک کم ہمتی سے میسر نہیں ہوا مگر اب کچھ اُسکے اسباب میں یہ نظر آتا ہے خدا کرے اُس میں کوئی غائلہ مضمر نہ ہو۔

حال ۔ جس حالت میں وہ رکھے اُس کا شکر ہے ۔

تحقیق ۔ یہ شعبہ ہے تفویض کا جو اُس رغبت سے بھی افضل ہے گو ضعفا کیلئے ثانی انفع ہے ۔ تربیۃ ششم ربیع

تحقیق فضیلت حب عقلی بر عشق

سوال ۔ ایک بات قابل دریافت ہے وہ یہ ہے کہ صراط مستقیم میں مولانا اسمٰعیل صاحب شہیدؒ نے حب ایمانی یا عقلی کو حب نفسانی یا عشق پر بہت کچھ ترجیح دی ہے اور طریق عشق کو ایک حدتک مذموم ثابت کیا ہے حالانکہ بڑے بڑے صوفیہ کرام مولانا رومؒ جامیؒ وغیرہ نے عشق کی مدح سرائی کی ہے اسبات میں حضرت کی جو تحقیقی رائے ہو اُس سے مفصل مطلع فرمائیے ۔

جواب ۔ اول یہ مقدمات سمجھنا چاہیئے ۔ اول فضیلت دو طرح کی ہوتی ہے ایک باعتبار ذات شے کے دوسری باعتبار کسی حالت خاصہ کے اول کو فضیلت ذاتیہ دوسری کو اضافیہ کہنا مناسب ہے دوم کمالات ولایت کے مستفاد ہوتے ہیں کمالات نبوت سے اسلئے جو کمال ولایت کا جسقدر کمال نبوت کیساتھ مشابہ ہوگا وہ دوسرے کمال سے جو مشابہت میں کم ہے افضل ہوگا ۔ سوم عشق ایک خاص درجہ ہے محبت کا جسمیں ہیجان وغلیان ہوتا ہے ان مقدمات کے بعد جاننا چاہیئے کہ حضرات انبیا علیہم السلام میں جو صفت محبت الٰہی کی ہوتی ہے اسمیں ہیجان نفسانی نہیں ہوتا اسلئے بالیقین یہی نوع محبت کی فی نفسہ افضل ہوگی مگر کسی خاص استعداد وصلاحیت کے اعتبار سے تربیت باطن میں دوسری نوع کا انفع واوفق ہونا ممکن ہے جیسے کہ گوشت فی نفسہ افضل الاغذیہ ہے لیکن کسی خاص طبیعت کے اعتبار سے آش جو کو اصلح کہا جاتا ہے پس مولانا شہید رحمۃ اللہ فضیلت ذاتیہ کے مرتبہ میں حب ایمانی کو ترجیح دیرہے ہیں اور بعض آثار مغلوبیت کے اعتبار سے حب نفسانی کو مضر بتلارہے ہیں اور دوسرے حضرات صوفیہ رحمہم اللہ فضیلت اضافیہ کے مرتبہ میں عشق کی مدح کررہے ہیں کیونکہ ایسے مضامین اکثر اہل حال کے کلام میں وارد ہیں جنکو تحقیقات علمیہ مقصود نہیں یا مراد اُن حضرات کی اصطلاحاً عشق سے مطلق کمال محبت ہو جو شامل ہے محبت ایمانی کو بھی اور مقصود مذمت کرنا ہو اُس شخص کی جسمیں یہ کمال نہیں ہے جیسے حدیث میں ہے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ الحدیث پس دونوں توجیہ پر مولانا اور صوفیہ کے کلام میں تعارض نہیں ہے واللہ اعلم ۔ از التکشف ص۱

باب سوم اخلاق رذیلہ کے بیان میں

معاصی سی بچنے کا عِلاج ہمت و استغفار ہے

حال۔ خیال ہوتا ہے کہ اس حیات سے تو ممات بہتر ہے آئندہ کو معاصی سے تو چھٹکارا ہوگا اس کا علاج آپ کے ہاتھ میں ہے میں منتظر ہوں کیا کروں اسکا علاج ارقام فرمادیں۔

تحقیق۔ اوّل ہمت اور جو کوتاہی ہوجاوے استغفار۔ تربیۃ حصہ اول صک

زبان درازی کا علاج

حال۔ زبان درازی کا عیب مجھ میں بہت ہے اکثر بیکار کلام اضطراراً کیا کرتا ہوں کیا کروں۔

تحقیق۔ ہمت اور بعد صدور استغفار و تقلیل اختلاط۔ تربیۃ حصہ اول ص۱۳

غیبت اور بیفائدہ کلام سی پرہیز کا طریق

حال۔ جب کسی کے پاس بیٹھنے سے غیبت اور دیگر کلام بیکار کا اندیشہ ہو تو آنے جانے والوں کو جلد رخصت کردینا اور عزلت گزیں رہنا مناسب ہے یا کیا۔

تحقیق۔ اُن کو رخصت کرنیکی جگہ خود اُٹھ جانا بہتر ہے رخصت کرنے میں دلشکنی ہوتی ہے۔

تربیۃ حصہ اول ص۱۳

کم ہمتی کا عِلاج ہمت ہے

حال۔ صحیفۂ گرامی حضور والا صادر ہوا معزز و ممتاز فرمایا غفلت کی مشرح کیفیت نہ لکھنے کی حضور سے معافی مانگتا ہوں مطلب اس عاجز کا یہ ہے کہ ذکر میں کچھ کمی ضرور معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ اس کا تدارک تو امر اختیاری ہے ہمت کرکے ذکر پہ دوام کیجئے کم ہمتی کا علاج بجز ہمت کے اور کیا بتلاؤں۔ تربیۃ حصہ اول ص۱۹

حال۔ خاکسار کچھ اپنا حال عرض کرتا ہے براہِ کرم اس کو توجہ سے سُن لیجئے میں کوئی غرض یا مطلب دنیوی پیش نہیں کرتا صرف تمنا ایک علاج کی ہے مرض یہ ہے کہ میرے دل کی کیفیت یکساں نہیں رہتی ہرچند کوشش کرتا ہوں کہ میں خدا کا نیک اور فرماں بردار بندہ ہوکر عمر بسر کروں مگر کوئی کوشش کارگر نہیں ہوتی ایک حالت خود بخود مجھ پر ایسی واقع

ہوتی ہے کہ میں پنجگانہ نماز نہایت پابندی سے پڑھتا ہوں اور نمازوں کو بہت کچھ طوالت دیتا ہوں نہایت خشوع تضرع زاری اُس میں حاصل ہوتی ہے استغفار درود شریف تلاوت کلام مجید بھی بکثرت کرتا ہوں نفس امارہ کو بھی بہت کچھ ملامت کرتا رہتا ہوں ذکر اللہ بھی مراقبہ میں قلب سے کرتا ہوں اکثر گناہوں سے بھی نفرت ہونے لگتی ہے قلب میں نور سرور بھی پیدا ہو جاتا ہے مگر دو تین ماہ یہ حالت ہو کر پھر معاملہ برعکس خودبخود ہو جاتا ہے نہ وہ نماز نہ وہ تلاوت نہ ذکر اذکار بلکہ بجائے اُن کے خیالات فاسدہ پیدا ہو جاتے ہیں گناہوں کا ذوق وشوق بلکہ عورتوں سے بہت زیادہ تعلق کرنے کو طبیعت چاہا کرتی ہے اور طبیعت کے موافق تعلقات بھی پیدا ہو جاتے ہیں ہر وقت یہی دل کا تقاضا رہتا ہے کہ روز ایک نئی حسین عورت بغل میں ہو غرض ان خیالات فاسدہ کا اس قدر زور وشور رہتا ہے کہ تمام رات ان میں محو اور غرق رہتا ہوں نیند بھی نہیں آتی ہے لیکن خیال یہ ضرور رہتا ہے اور دل بھی خائف رہتا ہے کہ ان گناہوں کے عذاب میں تو ضرور مبتلا ہوگا چنانچہ جب کوئی مصیبت یا فکر یا رنج لاحق ہوتا ہے معاً عذاب آلٰہی کا گمان ہوتا ہے اور پھر دل بے غیرت شرمندہ ہوتا ہے اور آستانہ آلٰہی کی طرف جا کر پھر وہی نماز استغفار درود ذکر سب کچھ کرتا ہے پھر میں نیک لوگوں کی طرح ہو جاتا ہوں میری عمر اس وقت ۳۲ سال کی ہے یہ قبض بسط کی حالت کچھ ایسی اٹل جزو زندگی ہوئی ہے کہ اس میں فرق نہیں آتا اگرچہ قبض وبسط کی حالت قریب سبکو واقع ہوتی ہے مگر نہ ایسا قبض کہ نور فطرت کو بالکل قبض کرلے۔ حضور اقدس برائے خدا اس مرض مہلک کا کوئی علاج بتلا دیجئے اسی نے میری زندگی کو بالکل خراب کر دیا ہے آپ کو خدا نے اس قابل کیا ہے کہ مجھ سے گم کردہ راہ کو آپ ہدایت فرماویں کوئی تدبیر ایسی بتلائیے جسپر میں کاربند ہو جاؤں اور یہ گند مجھ سے دُور ہو میری حالت جو کچھ تھی وہ عرض کر دی اکثر بزرگوں سے ملا ہوں مگر بیعت کسی سے نہیں ہوا آپ اگر قوت قدسیہ کا اثر مجھپر ڈالیں اور کچھ توجہ مجھپر فرماویں تو میری حالت درست ہو سکتی ہے نہایت اُمید ہے کہ آنجناب سے کچھ فیض ضرور حاصل ہوگا۔

تحقیق۔ آپ کی حالت کوئی عجیب نہیں ہے ایسا اتفاق بہت لوگوں کو ہوتا ہے سبب اس کا کم ہمتی اور علاج اسکا قوت ہمت ہے اُس قوت ہمت کی اعانت کیلئے

البتہ دو تدبیریں ہیں اول درجہ کی تدبیر تو یہ ہے کہ اگر ممکن ہو کسی اہل اللہ کی خدمت میں چندے حاضر رہ کر ہر طرح اُس کا اتباع کریں اور اگر اتنی مہلت نہ ملے تو دوسرے درجہ کی تدبیر یہ ہے کہ کیمیائے سعادت روزانہ پابندی اور غور کے ساتھ دیکھا کیجئے اور وقتاً فوقتاً حالات سے اطلاع کرتے رہئے باقی قوت قدسیہ نہ میرے اندر ہے اور نہ اُس کا اثر ڈالنا مجھکو آتا ہے میں محض ایک طالب علم آدمی ہوں۔

تربیۃ حصہ سوئم صـ۱۳

نظر بد کا علاج

حال۔ ثانیاً عرض یہ ہے کہ اپنی دو بی بی کے سوا اجنبیہ عورتوں کا خیال بھی دل میں آتا ہے جب کسی وقت کسی اجنبیہ پر نظر پڑجاتی ہے اُس کا خیال بھی دل میں آتا ہے اور اس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے خوبصورت ہو یا نہو۔

تحقیق۔ یہ بیشک مرض ہے اسکا علاج مجاہدہ ہے یعنی بزور مخالفت کرنا نفس کی اور صدور خطا پر کوئی جرمانہ اُس پر مقرر کرنا مثلاً ایک نظر پر بیس نفلیں اس سے انشاء اللہ پوری اصلاح ہوجاوے گی۔

حال۔ ثالثاً عرض یہ ہے کہ جب مثنوی پڑھتا ہوں اس وقت دل کسی قدر اچھا ہوتا ہے اس لئے کئی روز تک اس کو پڑھتا ہوں دفتر اول بفضلہ ختم ہوا دفتر دوم شروع کیا بعض شعر فہم میں آتا ہے اکثر نہیں آتا حدیث تفسیر فقہ سے بھی زیادہ مثنوی دیکھنے کو جی چاہتا ہے سمجھ میں آوے یا نہ آوے دل چاہتا ہے کہ متن خوانی ہی کردوں۔

تحقیق۔ مضائقہ نہیں لیکن اپنی طرف سے معنی نہ تراشیں۔

تربیۃ حصہ اول صـ۲۲

سوال۔ پرسوں احقر خواب سے بیدار ہوا تو یہ اسم پاک زبان پر جاری تھا۔ اللہ جمیل وھو الجمال۔ سو اس کی تفصیل اور تعبیر کا محتاج ہوں (پھر ذکر شغل کے متعلق کچھ حالات ارقام ہیں پھر اخیر میں لکھا ہے) چونکہ نشست زیادہ دکان پر رہتی ہے اکثر مستورات ہر قسم کی نظر کے سامنے سے گذرتی ہیں بار اول نظر پڑنے سے تسکین نہیں ہوتی جی یہ چاہتا ہے کہ اس کو پھر دیکھوں پھر بالقصد نظر نیچے کر لیتا ہوں اس کا علاج چاہتا ہوں اور اپنی حالت کا استفسار۔

جواب۔ یہ علاج ہے اُس مرض کا جو آپ نے آخر میں لکھا ہے یعنی یہ بات بتلائی گئی ہے کہ جب کسی جمیل کی طرف میلان ہو تو اُس وقت اس حدیث کے مضمون کا تصور

اور مراقبہ کرنا چاہیے کہ حقیقی جمیل وہ ہے دوسرے کی طرف نظر نہ کرنا چاہیے اور حدیث میں دوسرا جملہ یحب الجمال ہے وہو الجمال کا جاری ہونا غلطی ہے متخیلہ کی۔ اس سے اشارہ ہے اس طرف کہ وہ جمال معنوی کو محبوب رکھتا ہے اور وہ جمال معنوی معصیت سے زائل ہو جاتا ہے تو اس سے اجتناب چاہیے پس اس مراقبہ سے نفس کا وہ تقاضا جاتا رہے گا۔

تربیۃ حصہ چہارم ص ۳۲

حال۔ راستہ وغیرہ میں کہیں نگاہ بد کا موقع ملتا ہے تو اپنے دل سے یوں کہتا ہوں کہ اگر تو اپنے کو نگاہ بد سے بچالے تو تیری بہت بڑی کرامت یہی ہے۔ بلکہ لاکھ کرامتیں اس پہ قربان کر دی جائیں تو سزاوار ہے اور عوارف کا یہ قول یاد آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ استقامۃ طلب کرتے ہیں اور ہم کرامت کے پیچھے پڑے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ بہت سہولت سے بچالیتا ہوں ان خیالات کی تصحیح فرماویں۔

تحقیق۔ بالکل صحیح ہے اللہ تعالیٰ علم و فہم میں زیادہ برکت فرماوے۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۸۱

حال۔ یہ ناکارہ بہ برکت توجہ والا اگرچہ معمولی کام میں مشغول رہتا ہے مگر اس ملک کے قیام کفار کی صحبت دوام ملازمت کے مفوضہ کاروبار کی مکروہات سے جتنا بھی اپنی حالت زار پہ غور کرتا ہوں نری ظلمت ہی ظلمت نظر آتی ہے اصل تو کہاں مگر محض نقل نماز اور نوافل و ذکر تو بہت تھوڑی دیر ہوتا ہے اور یہ مکروہات اور ابتلائے معصیت میں عمر ہی گذر رہی ہے ایسی حالت میں کیا خاک نفع ہو سکتا ہے چونکہ یہ قصہ متعدد بار عرض کر چکا ہوں اس لئے بار بار سمع خراشی نامناسب سمجھ کر مختصراً التماس کر کے دعا کا امیدوار ہوں۔ اس کے بعد کل پچھلی شب کا ایک خواب عرض کرتا ہوں پورا واقعہ تو یاد نہیں مگر اتنا یاد ہے کہ حضور سرور کائناتؐ تشریف فرما ہیں اور حضرت خاتون جنتؓ اور بخیال غالب سیدنا حضرت عثمانؓ بھی رونق بخش ہیں حضورؐ کسی قدر کپڑا اپنے سینہ مبارک سے ہٹا کر صاحبزادیؓ صاحبہ کی انگشت شریف کے اشارہ سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ ادھر کا (یعنی جانب راست) سینہ تو ان کا ہے (اس کا اشارہ حضرات امامین رضی اللہ عنہم علیہم السلام کی جانب مفہوم ہوا ہے اگرچہ حضرات موصوف کا وہاں تشریف فرما ہونا یاد نہیں) اور ادھر کا (یعنی جانب چپ) ان کا ہے (یہ اشارہ حضرت عثمانؓ کی طرف ہے) حلیہ مبارک ان حضرات کا نہ تو اچھی طرح دیکھنا نصیب ہوا اور نہ یاد کہ اس کے بعد فوراً ہی آنکھ کھل گئی اور اس وقت تک ایک حیرت سی ہو رہی ہے کہ مجھ جیسا

تباہ حالت اور سیاہ کار اور یہ دولت اگر یہ معلوم نہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل شیطان نہیں بن سکتا تو مجھ ناکارہ کو اپنا یہ خواب محض خیال و وہم معلوم ہوتا مگر الحمد للہ اس پر یقین کامل ہے اس لئے کبھی اس دولت کے نصیب ہونے پر مسرت ہوتی ہے اور کبھی اپنی بد اعمالیوں پر سخت افسوس ہوتا ہے۔ نماز کی یہ حالت ہے کہ دُنیا بھر کے خیالات خاصکر اسی جاگیر کے معاملات متعلقہ رعایا و جاگیر جن میں دن بھر منہمک اور مصروف رہتا ہوں اُسوقت خصوصیت کے ساتھ گڑبڑ ڈالتے ہیں۔ یہی حالت تہجد کے نوافل اور ذکر کے وقت ہوتی ہے۔ اپنی اس حالت سے نہایت تنگ ہوں اور خود بخود جی چاہتا ہے کہ ہر وقت تنہائی میں بیٹھا اپنی بد اعمالیوں پر افسوس کرتا رہوں ایک عرصہ دراز سے نظر بازی کے مرض میں مُبتلا ہوں اگرچہ شکر ہے کہ نظر بازی کے ساتھ زنائے بصر و قلب سے تو محفوظ ہوں مگر یہ لیکا اور اُس میں حظ ملنا مقدمہ اسی آفت کا ہے اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ حضُور کے صدقہ سے اَب اس مرض میں بمقابلہ پہلے کے بہت زیادہ کمی آگئی ہے بجائے اس کے کہ پہلے ہر عورت کو حتیٰ کہ مواشی اور دیگر جانوروں کے مقامات مخصوص پر نظر ڈالنے کو بار بار تقاضا ہوتا تھا جس سے مجبور ہو کر بار بار نظر پڑتی تھی اَب بفضلہ تعالےٰ پڑتی ہوئی نظر کو کوئی روکتا ہے اور فوراً نیچی نظر کر لیتا ہوں مگر اپنی بیوی اور ہیئت صحبت کا خیال اکثر پیش نظر رہتا ہے چونکہ یہ حلال اور منکوحہ کا خیال ہے اس لئے اس سے بچنے کی زیادہ کوشش نہیں کرتا ہوں نہ معلوم یہ مناسب ہے یا نہیں دُعا فرمائی جاوے کہ بجائے اس مشغولی کے ذکر و یادِ حق کی مشغولی نصیب ہو۔

تحقیق۔ عزیزم السلام علیکم و رحمۃ اللہ آپ کا پرچہ حرفاً حرفاً پڑھا جواب عرض کرتا ہوں موجودہ حالت میں روزگار چھوڑنے سے اس سے زیادہ ظلمت کا اندیشہ ہے جو تشویش معاش سے پیش آتا ہے جس قدر ہو سکے کئے جائیے جو کوتاہی ہو استغفار کیجئے خواب نہایت مبارک ہے کیا بد اعمالیوں کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں ہو سکتی خیالات سے کس کی نماز پاک ہوتی ہے حتی الامکان قلب کو حاضر رکھنا چاہئے اور جو فروگذاشت ہو جائے اس پر استغفار کرنا چاہئے مرض نظر کا علاج بجز ہمت اور استحضار عذاب کے کچھ نہیں ہے باقی منکوحہ کا خیال معصیت تو بالکل نہیں اور حد سے زائد ایسا ہی ہے جیسا بہت سا گھی کھانے سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔

تربیۃ حصہ پنجم ص۱۱۰

حال ۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ ببرکت توجہ حضرت اقدس از صفات ذمیمہ مثل بغض و حسد و غیبت و طمع بالکل متنفر ست لیکن حب مال تا ہنوز مثل اوست و مرض چشم بازی نیز مستاصل نگشتہ برائے دور شدن ایں ہر دو مرض طالب دعا و دوا است۔

تحقیق ۔ نظر فعل اختیاری ست ہمت نمایند و حب مال بچہ معنی ست آیا میلان یا اخلال بحقوق واجبہ۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۰۳

حال ۔ یہ روسیاہ بہت دنوں سے اس مرض میں مبتلا ہے کہ اچھی حسین عورتوں کی طرف دیکھنے کی رغبت ہے۔ پہلے یہ مرض روز بروز ترقی پر تھا مگر حضور کی برکت سے اس میں بہت کمی آگئی ہے اور ایسے مواقع میں نگاہ کو بچا لیتا ہے مگر گاہے گاہے نفس غالب آجاتا ہے مگر فوراً متنبہ ہو جاتا ہے اور توبہ استغفار کر لیتا ہے اور اصل مرض یہ ہے کہ بسا اوقات دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مجھے حسین عورتیں دیکھیں اس لئے نفس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایسے راستہ سے چلے کہ اس میں حسین عورتیں میری طرف دیکھیں اکثر اوقات اس راستہ کو چھوڑ کر جاتا ہوں مگر پھر نفس سرکش غالب آجاتا ہے اور اسی راستہ پر لیجانا چاہتا ہے۔

تحقیق ۔ فعل اختیاری کا علاج بجز قصد و ہمت کے اور کیا ہو سکتا ہے البتہ اس ہمت کی تقویت کے لئے کوئی جرمانہ اپنے اوپر مقرر کرنا مناسب ہے جب ایسی لغزش ہو جاوے سو رکعت نفل پڑھنا چاہئے۔

حال ۔ اکثر اوقات جی یہ چاہتا ہے کہ کپڑے خوب صاف ہوں اور ہر وقت صاف ستھرا رہوں اور جب نیا کپڑا بدلتا ہوں تو یہ خیال ہوتا ہے کہ لوگ میری طرف دیکھیں خصوصاً عورتیں۔

تحقیق ۔ علاج یہ ہے کہ قصداً کپڑے نہایت متبذل پہنیں۔

حال ۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اپنے سے برا کوئی نہیں معلوم ہوتا کبھی اپنا نفس اپنے کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے مگر بحمد اللہ کہ فوراً متنبہ ہو جاتا ہے اور اپنے معاصی کو خیال کر لیتا ہے پھر وہ خیال اٹھ جاتا ہے کبھی اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی اپنے امراض کو کہاں تک لکھوں بس حضرت کی ذات بابرکات سے امید ہے کہ میری کشتی کو پار لگائیں گے ورنہ نجات کی کوئی صورت نہیں۔

تحقیق ۔ جب میرے پاس نہیں ہو اگر میرے اندر کچھ اثر بھی ہو جب بھی نہیں پہنچ سکتا۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۶۹

حال ۔ اصل مرض میں بھی بہت کمی ہے۔ اتفاقیہ کبھی کسی نامحرم کی طرف آنکھ اٹھ جاتی ہے

اُس سے کفارہ کے لئے اور وقتوں میں تو فرصت نہیں ملتی البتہ مغرب کی نماز کے بعد روزانہ ۶ نوافل پڑھنے کا معمول کرلیا ہے۔

تحقیق۔ اس سے فائدہ کم ہوگا جرمانہ کی نفلیں اس دائمی معمول کے علاوہ ہونا چاہئیں ورنہ معمول دائم سے زجر نہیں ہوتا کیونکہ نفس کہتا ہے کہ یہ تو ہر حال میں پڑھنا ہی ہے خواہ نگاہ بد ہو یا نہ ہو پھر نگاہ بد کیوں چھوڑوں یہ بھی نفس کہیگا کہ اس سے تو کفارہ ہو ہی جاویگا پھر کیوں پرہیز کروں اور مستقل طور سے پڑھنے سے چونکہ پڑھنا گراں ہوگا اس گرانی کے سبب وہ نگاہ بد سے بچیگا۔ النور ص ۱۴۳

حال۔ نگاہ بد کے متعلق تو صرف اسقدر عرض کردینا شاید کافی ہو کہ ؎

لختے برداز دل گزرد ہر کہ زپیشم
من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم

اس کے متعلق اگرچہ اتنا ضرور کرتا ہوں کہ جب کسی پر نگاہ پڑی فوراً جبراً ادھر سے نگاہ ہٹالی اور تیزی سے اُس جگہ سے چلا گیا۔ اور استغفار کرلی۔ مگر پھر بھی تقاضا اسقدر رہتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ اور بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ نگاہ پڑنے کے بعد بھی دو چار سکنڈ اُس پر نظر قائم رہتی ہے۔ مگر پھر جب خیال آتا ہے فوراً ہٹا کر توبہ کرلیتا ہوں لیکن اسکو کیا کروں یہ جو نگاہ ہو جاتی ہے۔ اس سے سخت پریشان ہوں۔ جانتا ہوں کہ استغفار کرلی ہے مگر دل صاف نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی قلب میں اُسی کی کدورت باقی ہے۔ ورنہ استغفار سے تو قلب صاف ہو جاتا ہے۔ یہ سمجھکر اور بھی دل پریشان ہوتا ہے۔

تحقیق۔ استغفار سے اتنی جلدی صاف نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ آئندہ جب ایسے موقعہ پر چند بار ضبطِ نفس ہو اُس کے نور سے دل میں صفائی پوری ہوتی ہے۔ اس میں ہمت قوی چاہیے۔

حال۔ پھر یہ ہے کہ وساوس بہت آتے ہیں، اگرچہ وساوس درجۂ وساوس میں مضر نہیں مگر انکا چونکہ سلسلہ آگے کو چلتا ہے اور خیالات فاسد کا سلسلہ بندھ جاتا ہے اس لئے یہ وساوس کے درجہ میں رہتے ہی نہیں۔ ہاں جب خیال آیا کہ ارے..... یہ کیا کر رہا ہے کہ اُس کو آگے بڑھا رہا ہے یہ تو معصیت ہے تو رُک جاتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں مگر مشکل تو یہ ہے کہ یہ خیال ہی کم آتا ہے اس لئے وہ یقیناً درجۂ معصیت تک پہنچ جاتے ہیں، لہذا اُس کے لئے حضرت سے دعا کا خواستگار ہوں، کہ حق تعالے مجھے اس سے نجات دے۔

تحقیق۔ دُعا کرتا ہوں جو تدبیر اس کے لئے کر رہے ہو کافی ہے۔ کرات مرات کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا جلدی جلدی استحضار ہونے لگیگا پھر یہی حال ہو جاوے گا۔ وماذلک علی اللہ بعزیز النور ص ۲۲۲

حال۔ میری حالت خراب ہوگئی تھی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ حضور کے تشریف لانے سے حالت نے پھر پلٹا کھایا، حضور کے مواعظ متواتر مطالعہ میں رہتے ہیں اور اُن سے نہایت درجہ فائدہ ہو رہا ہے۔ مگر دو عیوب بڑے زبردست موجود ہیں، ایک ریا۔ دوسرے شرم آتی ہے کہتے ہوئے مگر وہ نظر بازی۔ لیکن کوشش نہیں۔ بلکہ بچنے کی کوشش ہوتی ہے لیکن ایسا موقع اگر اتفاقاً پیش آجاتا ہے تو نظر ڈالکر گناہ کا مرتکب ہوتا ہوں۔ اگر عیوب چھپاتا رہوں تو اصلاح کیسے ہو حضور کی توجہ کی ضرورت ہے۔ اور میرے لئے جو حکم ہو اُس پر عمل کروں خدا مددگار رہے۔

تحقیق۔ بدون ہمت کے کوئی کام نہیں ہوتا نظر بد کا بھی اصل علاج یہی ہے۔ جسوقت ایسا موقع ہوا کرے یہ خیال کر لیا کیجئے کہ حق تعالیٰ اس وقت بھی دیکھ رہے ہیں۔ اگر ہمارا پیر اس حرکت کو دیکھتا ہو تو ہماری کبھی جرأت نہ ہو، تو خدا تعالیٰ کے دیکھتے ہوئے جرأت غضب ہے اور قیامت میں بھی باز پرس کریں گے۔ اگر سزا کا حکم کر دیا تو کیسے بنیگی۔ بار بار اس خیال کے حاضر کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔ اور ریاء کے متعلق کبھی زبانی عرض کرونگا۔

النور ص ۲۲۵

حال۔ الطاف نامہ ملے ایک ہفتہ گذر گیا۔ لیکن ابتک اپنی بدحالی نے عرض حال کی اجازت نہیں دی۔ غفلت و کم ہمتی بدستور بلکہ بیش از بیش تباہ کر رہے ہیں۔ اور اس پر نظر بد مزید ستم ڈھا رہی ہے۔ بہتیری تدبیریں کرتا ہوں۔ لیکن ہنوز روز اوّل۔ شعر

ہر شبے گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم ؛ باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم ؛

للہ دعا خیر اور علاج سے دستگیری فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ کیا خاک تدبیریں کر رہے ہیں اس کی تدبیر صرف ہمت ہے جو کہ اختیاری ہے وہی نہیں ہوسکتی تو عنایت کر کے میرے پاس خط نہ بھیجا جاوے۔ مجھ سے یہ تکلیف اُٹھائی نہیں جاتی۔

حال۔ نظر بد کے مضار سے بچنے کے لئے کمترین اکثر حصہ دن کا گاؤں سے باہر رہتا ہے اس عرصہ میں ظہر و عصر کی نمازیں جماعت سے حاصل نہیں ہوسکتیں۔ چونکہ پانی بھرنیکا تالاب

مسجد کے عین سامنے اور بالکل قریب ہے اور ان ہی اوقات میں غیر محرموں کا ہجوم ہوتا ہے اس لئے احتیاطاً مسجد میں نہیں جاتا۔ مبادا کسی فتنہ میں مُبتلا ہو جاؤں قبلہ جماعت کے ہاتھ سے جانیکا بھی از حد رنج ہوتا ہے، نہ جائے ماندن، نہ پائے رفتن کا مصداق ہوں مناسب تجویز سے مطلع فرماویں۔

تحقیق۔ وہاں جماعت موکد ہی نہیں۔ النور ص۶۳ ۳

حال۔ عرض حال احقر کا یہ ہے کہ میں مکان سے حضور کی خدمت میں آنیکا ارادہ عرصے کر رہا تھا مگر جب ارادہ کرتا تھا کچھ ایسے سامان درپیش ہو جاتے تھے کہ حاضری سے معذوری ہو جاتی تھی چنانچہ اس کو احقر نے بیشتر کے عریضہ میں ظاہر بھی کیا تھا اب جس روز مکان سے چلا ہوں حالانکہ بکثرت موانع درپیش تھے مگر بوجہ اس مندرجہ حالت کے پیش آنے سے مجبور ہو کر چل کھڑا ہوا وہ حالت یہ پیش ہوئی کہ کئی دن سے طبیعت کو مار کر اوراد کی طرف راغب کیا تھا ایک روز گھر میں کچھ مقدمہ کے کاغذات تلاش کر رہا تھا میرے گھر میں سے دوسرے گھر میں تھیں دفعتہً ایک پڑوس میں کی لڑکی جو رشتۂ قریبی سے بہن ہوتی ہے میرے پاس آئی اور کہا کہ ایک خط میرے شوہر کے پاس لکھدو (اسوقت میری والدہ صاحبہ بھی میرے پاس تھیں) میرے دل میں معاً یہ خیال گذرا کہ تو اسکو خط سے انکار کر دے اور کہدے کہ مجھے فرصت نہیں کیونکہ ایسا نہو کہ تیری والدہ موجود ہیں چونکہ کم دکھائی دیتا ہے نفس کا کچھ اعتبار نہیں کبھی دھوکا کھاوے مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال ہوا کہ ایسا بھی کیا دھوکا ہوگا لاؤ لکھ بھی دو اور یہ مجھے مدت سے خیال تھا کہ تو نفس پر زیادہ قادر ہے کہ اگر کوئی غیر محرم تیرے پاس بھی سو رہے تو اُس کے متعلق کسی قسم کا وسوسہ بھی نہیں آئیگا چنانچہ میں اس کا خط لکھنے لگا درمیان خط لکھنے کے یہ خیال نہایت پختہ طریقے سے ہوا کہ لاؤ اسکو آزماؤ کہ یہ بدمعاش ہے یا لوگ ویسے ہی بدنام کرتے ہیں مگر پھر یہ بھی خیال ہوا کہ یہ شرعاً بھی جائز ہے یا نہیں مگر ایسا پردہ عقل پر پڑا کہ تیری نیت شہوت تو ہے ہی نہیں اس سے بوسہ مانگ کر دیکھو اگر دراصل یہ بدمعاش ہے تو یہ آمادہ ہو جاوے گی تو پھر نہ لیجیو ناجائز کیوں ہوگا بدیں خیال میں اس سے مانگ بیٹھا مگر خدا کا شکر ہے لاکھ لاکھ مجھے معاً یہ خیال گذرا کیونکہ حضور کی تصانیف دیکھے ہوئے تھا یہ نفس نیکی کے پردہ میں تجھکو معاصی میں مُبتلا کرنا چاہتا ہے بدیں وجہ فوراً علیحدگی اختیار کی اور اُسکا خط ناتمام چھوڑا اور بہانہ کر کے اُٹھ کھڑا ہوا حالانکہ بہت اس کے بعد

توبہ استغفار کیا مگر طبیعت میں ایک انقباض سا ہے اوراد کی بالکل ہمت نہیں پاتا پھر یہ بھی عہد کیا کبھی اپنا اعتبار نہ کروں گا اور خدا تعالیٰ کا یہ فضل شامل حال ہوا کہ اس لڑکی سے اسی روز میری بیوی سے لڑائی ہوئی وہ پڑوس میں گانا گا رہی تھی میری بیوی اتفاق سے کوٹھے پر کسی کام کو چڑھی تھیں میری بیوی نے اوسکو بہت مارا بدیں وجہ اوس کا آنا بھی بند ہوگیا پھر میری بیوی نے اُس کے گانے کی حرکت اور مارنے کی بابت مجھسے کہا میں پہلے ہی سے اس فکر میں تھا کہ کسی طرح اس کا آنا بند کروں بوجہ رشتہ داری معذور تھا بہت خوش اس مارنے سے ہوا اور بیوی سے کہا کہ ایسی عورت کا ہمارے گھر آنے کا کام نہیں اَب یہ عرض ہے جو کچھ کیا وہ اس بنا پر درد از طبیباں نتواں نہفتن میں قسمیہ عرض کرتا ہوں اور کچھ بات اس کے سوا نہیں ہوئی اَب للہ میری مغفرت کی دُعا فرمایئے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ رضامند ہوکر مجھکو اوراد اشغال کی ہمت اور استقلال عطا فرمادیں۔

تحقیق۔ اچھا کیا جو ظاہر کردیا تعجب ہے سمجھدار ہو کر نفس کا اس طرح سے امتحان لیا نفس کا کیا بھروسہ خدا تعالیٰ نے خیر کی مگر تدارک ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ جتنا وقت ذکر و شغل میں خرچ ہوتا ہے اوس میں آدھا گھنٹہ اور ملا کر اس پورے وقت میں صرف نوافل پڑھتے رہیں اور ذکر و شغل جو لذت کی چیز ہے بالکل چھوڑ دیں عشرۂ محرم تک ایسا ہی کریں اور نفس سے کہدیں کہ جب کبھی ایسی شرارت کرے گا نماز کا مجاہدہ تجھپر ڈالوں گا۔

حال۔ عاجزانہ یہ امر قابل گذارش ہے کہ غلام میں جب شورش ہوتی ہے خواہ وہ خود بخود ہو یا اشعار پڑھنے سے تو ساتھ ہی اُس کے ان امور کی طرف قلبی لگاؤ ہوجاتا ہے جو اوائل عمر میں کسی غیر محرم کی طرف نظر کرنے سے یا خود بخود نظر پڑ جانے سے اوس کی کوئی ادا مرغوب طبع ہوگئی تھی اور قوت متخیلہ میں وہ محفوظ ہوگئی اور حالتوں میں تو اوس میں ضعف و انحطاط رہتا ہے لیکن مذکورہ بالا وجہ سے قوت ہوجاتی ہے گو الحمد للہ یہ حالت مغلوب ہے حضرت حق کی طرف حالت غالب ہے۔ اکثر اس حالت میں ذکر اللہ کی توفیق ہوجاتی ہے لیکن وہ خیالات خار معلوم ہوتے ہیں جتنے پر قدرت ہے اوتنے پر اس کے مقابل بالقصد خیالات محمود لا کر نفی کرتا رہتا ہوں اور غیر اختیاری پر التفات نہیں

کرتا۔ پرسوں اعلیحضرت حضرت حاجی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کی کتاب نالۂ امداد غریب پڑھکر یہ حالت ہوگئی تھی۔

تحقیق۔ ایسی حالت میں اشعار کا شغل بالکلیہ ترک کردیں کہ وہ سبب اختیاری ہے اس ہیجان کا اور جب بے اختیار شورش ہو جاوے اوس کی وہی تدبیر ہے جو آپ نے لکھی ہے۔

النور ص۸۰ ۴ھ

حال۔ جناب والا احقر نابکار اپنی حالات زار کو جو عبارت ہے مرض نہانی اور شکایت باطنی سے حضرت اقدس میں اظہار کرچکا وہ فریاد یہ ہے کہ اپنی بی بی کے سوا دوسری اجنبیہ عورتوں کا خیال دل میں آتا ہے جب کسی وقت کسی اجنبیہ پر نظر پڑجاتی ہے اس کا خیال بھی دل ہی دل میں آتا ہے اور اُس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا (کیا اس کا ترک اختیار میں نہیں) حضور والا اسکا ترک ضرور اختیار میں ہے مگر یہ احقر نابکار باوجود کامل عہد وپیمان کے نفس بدطینت اور شیطان بدذات کے حملہ سے عاجز اور مغلوب ہوجاتا ہے بنابراں کے حضرت اقدس میں فریاد ہے کہ کوئی کامل نسخہ اور علاج سے غلام گمنام کو مالا مال فرماویں۔

تحقیق۔ سبحان اللہ کیا فہم ہے امور اختیاریہ میں اختیار کا استعمال بھی علاج ہے اسکے ہوتے ہوئے اور کیا علاج بتلایا جاوے اور اس کی وجہ کیا کہ اس علاج سے انکار ہے اور دوسرے علاج کی درخواست ہے اور اگر دوسرا علاج بھی آپ کے نزدیک دشوار ہو اور اُس میں بھی ایسا ہی عذر ہو تو کیا ہوگا بس میں علاج تجویز کیا کروں اور آپ عذر کیا کریں اب اخیر بات یہ ہے کہ اگر اس علاج کو استعمال میں نہیں لاتے تو خط وکتابت بند۔

النور ص۹۰ ۴ھ

سوال۔ احقر کے اس عرض پر کہ نظر میں احتیاط نہیں علاج فرمایا جائے حضرت والا نے فرمایا یہ فعل اختیاری ہے یا غیر اختیاری ثانی تقدیر پر غض بصر کا حکم کیوں فرمایا اور پہلی تقدیر پر بجز استعمال اختیار کچھ اور بھی ہے اگر نہیں تو پھر اسکا استعمال کیوں نہیں کیا جاتا حضور کی تنبیہ سے یہ معلوم ہوا کہ فعل اختیاری ہے اور علاج استعمال اختیار ہے مگر باوجود اسکے پھر اختیار کے استعمال کی ہمت نہیں ہوتی اور گناہ ہوجاتا ہے ہمت میں قوت نہیں اس کی تدبیر کیا کروں۔

جواب۔ قوت بھی استعمال ہی سے پیدا ہوگی اور استعمال میں قوت کی ضرورت نہیں ہمت کی ضرورت ہے گو اس میں تکلف ہی ہو کلفت بھی ہو۔ علمی استعداد طالب علم کو کاہے سے پیدا ہوتی ہے علم کے استعمال سے مطالعۃً و درساً و مباحثۃً اب ان میں بھی اگر اس قوت کا منتظر رہے جو ان کے بعد حاصل ہوتی ہے تو نتیجہ بجز حرمان کیا ہوگا اس لئے اس کو تکلف سے اختیار کیا جاتا ہے اس سوال سے سخت رنج ہوا کہ ایسے ادمن میں یہ شبہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل کا قصد ہی نہیں انا اللہ ایسی حالت میں چونکہ میں ایسے رنج کا متحمل نہیں اس لئے مکاتبت سے معافی چاہتا ہوں جس نے غض بصر کا حکم دیا ہے وہ قیامت میں جواب دیگا قولی یا عملی۔
النور ص ۴۹۹

حال۔ احقر نے حضور والا کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ نظر بد سے اپنے آپ کو روک دوں گا الحمد للہ اب تک اس گناہ میں مبتلا نہیں ہوا صرف فجارۃً نظر واقع ہو جاتی ہے تو فوراً انتظام کر لیتا ہوں اور نظر دوسری طرف کر دیتا ہوں۔

تحقیق۔ مبارک ہو اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔
النور ص ۵۰۳

حال۔ حاضر خدمت ہو کر جس مرض کے متعلق عرض کیا تھا اس مرض کا تدارک غض البصر کا مطالعہ فرمایا تھا لیکن جب سے یہاں آیا صرف ایک مرتبہ اس کا مطالعہ کیا گیا لیکن ایک ہی مرتبہ دیکھنے سے بفضلہ اتنا نفع ہوا کہ مرض گیا تو نہیں لیکن جانیکے قریب قریب ہو گیا اب بفضلہ حضور کی دعا سے اتنا حاوی ہو گیا ہوں کہ اگر تقاضا ہوا تو فوراً مغلوب کر لیتا ہوں تقاضا ضرور ہوتا ہے لیکن حضور کی دعا کی برکت سے غالب ہو جاتا ہوں حضور دعا کریں کہ یہ تقاضا بھی خداوند کریم رفع کر دیں۔

تحقیق۔ اس کا رفع اور ضعیف ہو جانا بھی اسی پر موقوف ہے کہ ایک مدت تک اس پر عمل نہ ہو پھر دب جاتا ہے گو میلان پھر بھی رہے۔
تربیۃ حصہ ہفتم ص ۵۸

ترفع کا علاج

حال۔ احقر نے کچھ عرصہ ہوا کہ ایک عریضہ ارسال خدمت کر کے اپنے بعض حالات کا اظہار کیا تھا جس کے جواب میں یہ ارشاد ہوا تھا کہ جو معمول کر لیا ہے وہی شکایت کے دفع کرنے کے لئے کافی ہے عجلت اور پریشانی نہ کر اس ارشاد پر عمل کیا اور کر رہا ہوں جس سے بہت کچھ فائدہ ہوا مگر آج کل ایک اور نہایت شرمناک امر لاحق ہوا جس کے اظہار سے طبیعت انکار کرتی ہے اور حیا مانع ہوتی ہے مگر اسی خیال سے کہ اس طرح سے شاید زیادتی ہوتی چلی جاوے یا اس سے کوئی دوسرا

نقصان پیدا ہو جاوے کوئی چارہ نہیں دیکھا کچھ عرصہ سے اپنے اندر آثار ترفع کے پاتا ہوں چھوٹی عمر کے یا نیچے کے طالب علموں سے سلام و کلام کرتے ہوئے اُن کے پاس بیٹھتے ہوئے عار سی آتی ہے اور وہ تمام اُمور جو پہلے بآسانی اور بلا تکلف جیسا کہ طلبہ کا طرز عمل ہونا چاہیئے انجام پاتے تھے اَب وقت سے پورے ہوتے ہیں اور اُن کے کرنے میں شرم سی آتی ہے اکثر باتوں میں اپنی وقعت کا خیال رہتا ہے اور ایسے اُمور کی ارتکاب کی طرف رغبت ہوتی ہے جس سے ایک امتیاز پیدا ہو۔

تحقیق۔ انسان صرف مکلف اسکا ہے کہ ان اخلاق رذیلہ کے مقتضیات پر عمل نہ کرے رہا یہ کہ اقتضایات ہی زائل یا ضعیف ہو جاویں اسکا نہ انسان مکلف ہے نہ یہ بسہولت میسر ہو سکتا ہے ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامی

اور نہ بوجہ تحصیل علوم کے آپ کے لئے اُس کا یہ وقت ہے بس آپ جس قدر مکلف ہیں آپ اوس پر اکتفا کیجئے۔ یعنی دل میں اعتقاد رکھیں کہ میں سب سے کمتر ہوں اور اس اعتقاد کے لئے اپنے معائب کا استحضار معین ہوگا اور جن کی بے وقعتی ذہن میں آوے اُن کی خوب تکریم کیجئے اور تکلف سے اون سے سلام کیجئے گو نفس کو ناگوار ہو ناگواری غیر اختیاری ہے اُس پر مواخذہ نہیں ہے لیکن معاملہ اختیاری ہے اس میں اخلال موجب مواخذہ ہے۔ انشاء اللہ اس سے خود منشاء فساد بھی ضعیف ہو جاوے گا۔ واللہ الموفق

تربیۃ حصہ اول ص ۲۵

بداعمالیوں پر حسرت وافسوس عجب نہیں

حال۔ بعد نماز مغرب اکثر تھوڑی دیر بیٹھ کر اپنی بداعمالیوں پر حسرت و افسوس اور بارگاہ ایزدی میں التجا و دعا بہبودی دارین کیا کرتا ہوں اور اکثر اُس وقت کسی قدر رقت بھی ہو جاتی ہے جو بہ تکلف کی جاتی ہے مگر اُس کے بعد طبیعت میں ایک اطمینان اور فرحت محسوس ہوتی ہے جو نہ معلوم شائبہ عجب اور شرارت نفس تو نہیں۔

تحقیق۔ نہیں بلکہ مبارک حالت ہے۔

حال۔ اگرچہ اپنی ضعیف البنیانی اور ہیچ کاری برابر مدنظر رہتی ہے تاہم چونکہ مکائد نفس بہت گہرے ہوتے ہیں جیسا کہ حضور کی کتابوں اور وعظ مبارک سے معلوم ہوتا ہے

اس لئے کھٹکا ضرور رہتا ہے مسجد میں کسی نمازی کی موجودگی کے وقت رقت طاری ہونے سے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ شاید یہ نفس کا کید ہو کہ دیکھنے والا مجھے اچھا اور خوف الٰہی سے ڈرنے والا سمجھے حالانکہ دل سے یہ مقصود ہرگز نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ وسوسہ نہ کیجئے۔

تربیۃ حصہ اوّل ص۲۴۷

عِشق کا عِلاج

حال۔ گذارش خدمت عالی میں یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء میں مجھکو شملہ جانیکا اتفاق ہوا۔ اِتفاقاً راستہ میں مجھکو بوقت صبح ایک مست فقیر مِل گئے مجھکو ایک ایسا اُس وقت وہم پیدا ہو گیا جو اُن سے ملا نہیں اور وہ چلے گئے اُن کے جانے کے بعد میں اُن سے نہ ملنے کے رنج میں میرے سینہ میں داہنی طرف درد پیدا ہو گیا اور اُن کا خیال تصور میری آنکھوں میں اور سینہ میں محو ہو گیا اُن کی تصویر میرے سینہ میں عرصہ بارہ سال تک کامل رہی اور میں ساتھ میں اللہ اللہ ہمہ وقت کہتا رہا جس کی وجہ سے بہت طپش رہی۔ دیگر خیال اُسی روز بوقت شام سفر میں راستہ میں ایک نہایت حَسین عورت گھوڑے پر سوار بطور سیر نکلی جس کو دیکھ کے میں اور میرا دل قابو میں نہیں رہا اور اپنی عمر میں ایسا حُسن نہیں دیکھا۔ اُس عورت کے دیکھنے سے میرے بائیں طرف درد پیدا ہو گیا جس وقت وہ عورت ہنسی میرے سَر سے پیر تک ایک قسم کا زہر جاتا ہوا معلوم ہوا جس کی وجہ سے مجھکو طپش بہت ہوئی اور ایک جنون کے مرض میں مُبتلا ہو گیا۔ اب عرصہ چھ ماہ سے صرف اُس عورت کا خیال و تصور ستاتا ہے ہر وقت تصور میرے سامنے جس کی وجہ سے سینہ میں سخت تکلیف و آتش اور سینہ میں ایسی تکلیف جس کی وجہ سے ملازمت چھوٹ گئی بوجہ دہشت کے میں اُس عورت کے مکان پہ نہیں گیا اور ملازمت چھوڑ کر امروہہ آگیا اَب بھی سخت تکلیف ہے یا امیر المومنین اُس کا خیال میرے سینہ سے چلا جاوے اور عشق و محبت حضور سرورِ عالم محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیب ہو۔

تحقیق۔ السلام علیکم۔ ایک وقت خلوت کا مقرر کر کے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ .. ۵ بار اِس طرح سے کہ لا الٰہ کے ساتھ تصور کیا جاوے کہ اُس کے تعلق کو قلب سے خارج کیا اور الا اللہ کے ساتھ یہ تصور کہ خدا و رسول کی محبت کو قلب میں داخل کیا شروع کیجئے اور اُس کے بعد اَپنے مرنے کا مراقبہ کہ دنیا سے رخصت ہو کر خدا کے روبرو جانا ہے اگر وہ اسکا سُوال کریں گے تو کیا جواب دوں گا اور کیا مُنھ دکھلاؤں گا اور اُس کے مرنے کا تصور کہ مر کر گل سڑ کر

کیڑے پڑ جاویں گے صورت بگڑ جاوے گی کہ دیکھنے والے کو بھی نفرت ہوگی اور وقت فرصت میں استغفار کی کثرت پھر دو ہفتہ کے بعد حالت سے اطلاع دیجئے اور ساتھ ہی یہ خط بھی بھیجئے۔

حال۔ بعد سلام علیک کے گذارش خدمت عالیہ میں یہ ہے کہ مجھکو جب سے حضور والا نے واسطے پڑھنے کے ارشاد فرمایا تھا جس پر میں نے عمل کیا اُس کی برکت سے مجھکو اُس عورت کی صورت سے نفرت پیدا ہوگئی اور اُس کے خیال سے طبیعت علیحدہ ہوگئی ہے

تحقیق۔ الحمد للہ الف الف مرۃ۔ ترتبیۃ حصہ اول ص۴۹

کثرتِ کلام کا علاج

سوال۔ اکثر اوقات دراثنائے ہمسران و بزرگان و عزیزان کلام فضولے از زبان بیرون می آید معلوم می شود کہ انچہ ذہن و حافظہ وغیرہ کم می شود آں بکثرت کلام ست بس بحق فدوی بارہ ایں چہ باید کرد حتیٰ کہ فدوی از تکلم اعراض آید و زبان بجز کلام لابدیہ ضروریہ بتلفظ نیارد۔

الجواب۔ علاج کثرت کلام آنست کہ بر نفس خود تعزیرے مقرر کردہ شود مثلاً ہر گاہ کلام فضول سر بر زند یک آنہ یا دو آنہ یا دو رکعت یا چار رکعت ہر چہ بر نفس نہ زیادہ سہل باشد نہ زیادہ گراں کہ از تحمل بیرون باشد لازم انشاء اللہ تعالیٰ بزودی ہر چہ تمام ترایں مرض دفع میشود۔

ترتبیۃ حصہ دوم ص۸

توبہ شکنی کا علاج

حال۔ نفس و شیطان درپے آزار ہیں گاہ گاہ نفس کا اسقدر تسلط ہوتا ہے کہ صغائر تو کیا کبائر سے بھی پاک نہیں ہوتا مگر حالت بدلنے سے یعنی اطفائے ہیجان نفس کے بعد بہت پشیمانی ہوتی ہے کہ بار بار توبہ کرتا ہوں اور آیندہ کے لئے پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ پھر ایسی غلطی کبھی نہ ہوگی پھر کبھی ایسی حالت ہو جاتی ہے اور گذشتہ ارادہ یاد نہیں رہتا پھر ایسا ہی کرتا ہوں کہ توبہ استغفار سے مدد لے کر مضبوط ہو جاتا ہوں اور پھر کبھی وہی حالت ہو جاتی ہے لہذا اُمیدوار ہے کہ حضور والا بندہ کے حق میں توجہ قلب ایسی دُعا فرماویں یا ہمت باطن سے تصرف فرماویں کہ حالت نفس کی مطمئن ہو جاوے اور معاصی کی رغبت بالکل چھوٹ جاوے کیونکہ بندہ بہت حیران ہو لیا ہے بس اُب تو اللہ تعالےٰ اپنی رحمت میں داخل فرما کر قبول فرماویں۔

تحقیق۔ کوئی گراں جرمانہ نفس پر مقرر کریں انشاء اللہ تعالےٰ نفع ہوگا میرے نزدیک جب

معصیت کی طرف عود ہو چالیس پچاس نفلیں اُس کے تدارک کے لئے پڑھی جاویں اور پھر اطلاع دیں۔

تربیۃ حصہ دوم ص۱۳

عشق اجنبیہ کا علاج

سوال۔ میں کسی عورت پر عاشق بھی ہوں اور نا جنس دنیا پرست کی صحبت میں بھی ہوں اُس کے پہلے خط میں جو حالت لکھدی ہے اَب بھی وہی ہے اس حالت کا نام حضرت نے قبض لکھا ہے۔

الجواب۔ اُس دُنیا پرست کی صحبت کو یک لخت چھوڑ دو اور اگر اس سے کوئی دنیوی ضروری حاجت متعلق ہو تو کم ملو اور نفرت قلبی کے ساتھ ملو اور اُس عورت سے ظاہراً و باطناً دور ہو جاؤ۔ ظاہراً تو یہ کہ اُس سے نہ بولو نہ اُس کی آواز کان میں پڑنے دو نہ اُس کو دیکھو نہ اُس کا تذکرہ کرو نہ اس کا تذکرہ کسی سے سنُو۔ اور باطناً یہ کہ اُس کا تصور قصداً نہ کرو اور اگر تصور آجاوے اور کسی کام میں لگ جاؤ اور حق تعالےٰ سے دُعا بھی کرتے رہو اور ذکر اللہ میں مشغول رہو گو دل نہ لگے اور موت اور مابعد الموت کو سوچا کرو اور پھر اطلاع دو۔

تربیۃ حصہ دوم ص۴۶

حال۔ الحمد للہ کہ اُس عورت کی محبت میں بھی ضعف ہو چلا ہے۔

تحقیق۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ نفع ہوگا۔

حال۔ حضور کے حکم و ہدایت کے موافق انشاء اللہ تعالیٰ ہمت کر کے نفس کی مخالفت کرونگا۔

تحقیق۔ یہی بات سب سے زیادہ ضروری ہے۔

سوال۔ تصور کی کوشش ہر مرتبہ کرتا ہوں مگر ہر مرتبہ کامیابی نہیں ہوتی اور بعض اوقات طبیعت کو پریشانی ہوتی ہے۔ جب تصور ٹھیک نہیں ہوتا ہے سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ تصور جمانے کی کیا اور کس طرح کوشش کروں۔

جواب۔ سرسری خیال کافی ہے بہت کوشش اس میں نہ کریں۔ تربیۃ حصہ سوم ص۷

حال۔ حضور کی ہدایت کے مطابق عمل کر رہا ہوں۔ حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ جزاء الاعمال چند بار بغور پڑھکر اطلاع دوں چنانچہ کئی دن سے ارادہ کر رہا تھا آج تک نوبت نہ آئی۔ جزاء الاعمال کئی بار پڑھ چکا ہوں۔ لا الہ اللہ کا ذکر ضرب کے ساتھ پانسو مرتبہ روزانہ کرتا ہوں کبھی کبھی اتفاق سے چھوٹ جاتا ہے۔ باقی اور ہدایات مندرجہ تکشف پہ عمل کر رہا ہوں الحمد للہ کہ اپنی حالت پہلے سے بہت اچھی پاتا ہوں یہ سب حضور کی توجہ اور حضور کی دعا کا

اثر ہے ورنہ کیا اُمید تھی کہ مجھ جیسا گنہگار اور خطا کار اس راہ پر لگ سکے ۔

تحقیق - الحمدللہ وہ تدبیریں نافع ہوئیں اور بھی بہت جگہ نافع ہو چکی ہیں صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل داء دواء ۔

حال - باوجود ان سب اُمور کے اَب بھی جب اُس عورت کا خیال آجاتا ہے دل میں ایک جنبش پیدا ہوتی ہے اور ایک لطف و لذت بھی مگر فوراً اُس خیال کو اور کسی طرف توجہ کر کے نکالنے کی کوشش کرتا ہوں ۔

تحقیق - یہ امر طبعی ہے مجاہدہ سے اسکا ازالہ نادر ہے ہاں ضعف و اضمحلال اس امر طبعی میں ضرور ہو جاتا ہے جو بفضلہ تعالیٰ ہوا البتہ یہ ضرور ہے کہ جب اس کو حرکت ہو تساہل نکرے فوراً اُس کا معالجہ کرے جو آپ نے لکھا ہے کہ فوراً اور کسی طرف توجہ ۔ الخ

حال - دس پندرہ دن کا عرصہ گذرا کہ ایک خاص ضرورت سے وطن جانا ہوا تھا اس عورت نے مجھکو سلام کیا میں نے جواب نہیں دیا ۔

تحقیق - جزاک اللہ و بارک اللہ بہت اچھا کیا ۔

حال - کوئی بات بھی میں نے اُس سے نہیں کی ۔

تحقیق - ایضاً کما سبق ۔

حال - مگر دو بار میری نگاہ اُس کے چہرہ کی طرف ضرور اُٹھی مگر فوراً میں نے نگاہ پھیر لی ۔

تحقیق - ایضاً کما سبق ۔

حال - ایک وقت نگاہ نیچے کئے ہوئے ہنسی بھی آگئی ۔

تحقیق - آیندہ اس کے ضبط کا بھی اہتمام رکھا جاوے ۔

حال - چونکہ قیام ذرا دیر کا تھا لہذا فوراً واپسی پر توبہ اور استغفار کی کثرت کی ۔

تحقیق - بعد کوتاہی کے یہی علاج ہے ۔

(س) اس میں شبہ نہیں کہ اُس کے ساتھ محبت بہت ضعیف ہو گئی ہے اور اہلخانہ کیساتھ محبت میں زیادتی ہو گئی ہے مگر تاہم اُس کی محبت دل سے بالکل ابھی تک نہیں نکلی ہے اور جب اُسکا خیال آجاتا ہے تو دل میں ایک سنسناہٹ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے حضور ہی کچھ دعا فرمائیں اور کوئی تدبیر بتائیں جس سے یہ کیفیت بھی جاتی رہے ۔

(ج) اس کی تدبیر منحصر اسی میں ہے کہ اس سے اسقدر بعد ہو کہ کبھی سامنا نہ ہو اُس وقت

یہ کیفیت نہ رہے گی گو میلان ضعیف اور استحسان خفیف رہے۔ وہ مضر نہیں نہ بواسطہ نہ بلاواسطہ۔

تربیۃ حصہ سوم ص۹

حال۔ التماس ہے کہ یہ احقر خلق ایک مدت سے حضور کی قدمبوسی اور زیارت کا متمنی تھا خدا کا شکر ہے کہ اب کی بار کانپور میں میری تمنا پوری ہوئی۔ اپنی حالت زار خدمت اقدس میں عرض کرتے ہوئے ڈرتا تھا کہ ایسا نہو کہ سوء ادبی ہو جس کا نتیجہ خسران اور حرمان ہو۔ ع۔ "بے ادب ہرگز نباشد فضل رب" لیکن مریض اگر معالج سے حالت مرض نہ کہے تو کیا کرے سخت خلجان تھا نہایت پریشان تھا لیکن مکرمی ...... کے ہمت دلانے سے کچھ ہمت بندھی اور ؎

انہیں افسانۂ غم ڈرتے ڈرتے
سنایا کچھ کہیں سے کچھ کہیں سے

حضور نے جو کچھ مکرمت فرمائی اور جس دلسوزی سے میرا حال زار سنا اس کا شکریہ ادا کروں تو محال ہے بجز اس کے کیا عرض کروں ع شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو۔ چونکہ حضور کے دربار سے بذریعہ عریضہ مفصل حال کے اظہار کی اجازت ہوئی تھی اس لئے بکمال ادب عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں اور حضور کی شفقت بزرگانہ سے امید کرتا ہوں کہ سوء ادبی اور گستاخی معاف فرمائی جاوے گی ؎

مرد خشمے اگر دستے بدامان تو زد غالب
وکیش من نمید اندر سوم دادخواہی را

احقر کی عمر اس وقت چالیس برس کی ہے اوائل عمر اکثر معصیت میں گذری جس میں صغائر کا بکثرت اور کبائر کا کمتر ارتکاب ہوا۔ لیکن چونکہ صغائر کو تکرار کبائر کر دیتی ہے اس لئے میں اپنے سب معاصی کو کبائر ہی سمجھتا ہوں اور ان پر نہایت خجل ہوں لیکن خود کردہ را علاجے نیست جب اپنے معاصی پر خیال کرتا ہوں تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ عذاب جہنم میرے لئے کافی نہوگا۔ مجھ ایسے نافرمان غلام کے لئے اگر صرف عذاب جہنم ہی پر اکتفا کی جاوے گی تو یہ کمال رحمت ہے۔ حشر کے دن جب ان گناہوں کے انبار کے ساتھ جس کا مقابلہ غالباً وہاں کوئی نہ کر سکے گا یہ نافرمان غلام مالک حقیقی کے سامنے پیش کیا جاوے گا تو کیا حالت ہوگی اس خیال سے دل کانپتا ہے لیکن چونکہ خدا کی رحمت سے ناامیدی کفر ہے۔ اس لئے ڈھارس بندھتی ہے میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا رہتا ہوں اور نہایت خجل اور نادم ہوں اس وقت بذریعہ عریضہ ہذا خدام حضور والا میں مختصراً

اپنے معاصی کا اظہار کرکے خلوص دل سے بارگاہِ رب العزت میں توبہ کرتا ہوں اور بکمال ادب اسکا ملتجی ہوں کہ حضور میرے لئے اوقات خاص میں دُعا فرماویں کہ باری تعالی میرے گناہوں کو معاف فرماوے اور توفیق عمل نیک عطا فرماوے اور بزرگان دین کے طفیل میں حسنات دارین عطا فرماوے ۔ خدا کے لئے میری یہ التجا قبول فرمائی جاوے ورنہ حسرت و یاس میرا کام تمام کردے گی یہ حالت تو اوائل شباب کی تھی اب اسکے بعد کی حالت کا التماس ہے کہ جب میری عمر کچھ کم و بیش بیس سال کی تھی تو طبیعت کا رجحان ایک خاص طرف ہوا ۔ لیکن چونکہ مقتضائے سن یہ ایک معمولی بات تھی اس لئے سد باب کی طرف مطلق اعتنا نہوا گویا کہ یہ کوئی بات ہی نہ تھی ۔ اب اگر الفاظ کے صحیح معنی کا مجھکو اندازہ ہے تو رجحان سے میلان ہوا ۔ میلان سے دلچسپی ہوئی ۔ دلچسپی سے محبت پھر عشق اب جنون کا مقدمہ ہے ۔ اس کے بعد دیکھئے کیا ہوتا ہے چونکہ مطلوبہ دوسرے سے وابستہ ہو چکی تھی اس لئے ادب لحاظ اور شرم اور دیگر موانع ایسے ہوئے کہ کبھی اس سے اظہار محبت کا موقع نہ ملا ۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اُس وقت سے اسوقت تک ایک لمحہ ایک منٹ کبھی ایسا نہیں گذرا کہ اس کی یاد سے دل خالی ہو ۔ سونے کی حالت میں اگر سمجھا جاوے کہ یہ حصہ عمر ایسا گذرا کہ اس میں یہ حالت نہو گی تو بہت ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن میں تو یہی کہوں گا کہ سوتے وقت اس کا نام زبان پر اور اس کا خیال دل میں یقینی تھا ۔ اور ادھر آنکھ لگی اور اُدھر وہ صورت سامنے ہوگئی ۔ ایک تو رات کو نیند ہی کم آتی ہے اور جب آئی تو ساتھ لیکر آئی ۔ جب آنکھ کھلی تو اُس کا خیال دل کو ستا رہا تھا گو اس سب میں مبالغہ ہو لیکن یہ حالت اسی کے مقرون اوائل سن شعور سے ہی ذوق عبادت زیادہ تھا گو ایک عرصہ تک نمازیں باترتیب نہیں ہوئیں روزے بھی قضا ہوئے لیکن رفتہ رفتہ بحمد اللہ پابندی ہوگئی لیکن وہ خیال دل سے نہ گیا ؎

کبھی وہ اور کبھی اس کا رہا غم   غرض خالی دل شیدا نہ پایا ؎

نفس کو بار بار ملامت کی بہت سوچا بہت عقل لگائی لیکن سب بے سود ۔ یہ صورتیں اختیار کیں برسوں اس طرف نہیں گیا ۔ دل سے اس خیال کے ہٹانے کی ہر طرح کوشش کی لیکن کچھ کارگر نہوئی پہلے میں آزاد زندگی بسر کرنا چاہتا تھا نکاح کرنے پر دل ہرگز راضی نہ تھا ۔ لیکن پھر یہ خیال آیا کہ یہ عشق اور محبت اقتضائے سن ہے ۔ اگر نکاح کر لیا جاوے تو یقین ہے کہ

رفتہ رفتہ یہ حالت جاتی رہے گی۔ ادھر والدین نے زور دیا کہ نکاح ضرور کرنا چاہئے چنانچہ نکاح ہوا اور خدا نے محض اپنے فضل وکرم سے بیوی بھی بہت نیک عطا فرمائی پڑھی لکھی سلیقہ والی پابند صوم وصلوات لیکن اس حالتمیں مطلقاً کچھ فرق نہیں ہوا خدائے برتر نے اپنے فضل عمیم سے تین اولاد نرینہ عطا کئے۔ نو برس کے بعد بیوی کا انتقال ہوگیا چونکہ بچے بہت چھوٹے تھے انکی پرورش کے خیال سے اور نیز حفاظت نفس کے خیال سے نکاح ثانی پر میں مجبور کیا گیا یہ دوسری بیوی بھی مجھکو بہت ہی نیک اور فرماں بردار ملی ہیں نماز اور روزے کی پابند ہیں اور ہر طرح سے اچھی ہیں ان سے بھی تین اولادیں ہیں دو لڑکے اور ایک لڑکی۔ نکاح اور اولاد کا کچھ بھی اثر اس محبت پر نہیں پڑا۔ وہی حالت رہی اور روز بروز زیادہ ہوتی گئی۔ اب یہ خیال ہوا کہ کہیں دور ودراز چلا جانا چاہئے کیونکہ ایک ہی بستی میں رہنے سے سال ڈیڑھ سال میں کبھی سامنا ہو ہی جاتا ہے اس غرض سے میں .... چلا گیا وہاں سے .... گیا۔ مدت تک دور رہا برسوں اپنے وطن نہیں آیا لیکن سب بے سود یہ کیا آفت آسمانی ہے جو مجھ پر مسلط کی گئی ہے جس نے نہ مجھکو دین کا رکھا اور نہ دنیا کا ایک مدت سے دنیا کی طرف سے دل سرد ہوگیا ہے کسی چیز سے ذرہ بھر دلچسپی نہیں ہے۔ خوشی دل سے مفقود ہے حزن اور ملال غالب ہے ایک کھٹک ہے جو برابر دل میں موجود ہے بعض دنوں میں دل کی بےچینی اسقدر بڑھ جاتی ہے کہ کسی طرح چین نہیں آتا پھر اس حالت میں تخفیف ہوجاتی ہے۔ جملہ محسوسات عالم میں اسی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ نہ بیوی سے موانست ہے نہ بچوں سے محبت ہے اگر دن رات خیال ہے تو اسی کا۔ مدت سے بارگاہ باری تعالی میں دست بدعا ہوں کہ اے قادر مطلق یا تو اس کی محبت دل سے بالکل ہی جاتی رہے یا اور کوئی صورت پیدا ہو یا موت ان سب قضیوں کا فیصلہ کردے بارہا خودکشی کا خیال ہوا لیکن خوف باری تعالیٰ اس کا مانع رہا ابھی تک کسی پر اس حالت کا اظہار نہیں کیا یہ پہلی بار ہے کہ حضور میں عرض کرنے کی جرأت ہوئی ؎

ہوا کوئی نہ حال دل سے آگاہ   رہی مشتاق گوش اپنی کہانی

میں بکمال ادب یہ پوچھتا ہوں کہ آخر عشق ہے کیا چیز۔ ایک خاص طرف کیوں کشش ہوتی ہے کیا دوسری طرف بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔ یہ نہایت مختصر حال تھا۔ جو عرض کیا گیا۔ میری صحت بہت اچھی نہیں ہے ضعف معدہ میں گرفتار ہوں۔ تیسرے چوتھے برس درد گردہ کا دورہ پڑتا ہے

ورزش اور جاگش کئی بار شروع کی لیکن چھوٹ گئی میں نے فقہ اور حدیث کی کتابیں اکثر پڑھی ہیں۔ چند تفاسیر دیکھی ہیں لیکن شروع سے اخیر تک کسی تفسیر کے پڑھنے کی نوبت نہیں آئی۔ کیمیائے سعادت۔ احیار العلوم ودیگر اسی قسم کی کتابیں پڑھی ہیں۔ کتب بینی سے بیحد دلچسپی ہے حضور کی تصانیف اکثر دیکھی ہیں۔ بہشتی زیور و بہشتی گوہر کو کئی بار دیکھ چکا ہوں آجکل کلید مثنوی دیکھ رہا ہوں۔ خود شاعر نہیں ہوں لیکن اشعار سے بدرجہ غایت دلچسپی ہے شعر پڑھنے سے ایک خاص حالت ہو جاتی ہے۔ جو تحریر میں نہیں آسکتی میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر کوئی خوش آوازی سے غزل یا شعر پڑھے۔ تو ممکن ہے کہ قالب سے روح پرواز کرجاوے۔ یہی حالت قرآن پاک کے سننے سے ہوتی ہے۔ خود پڑھنے میں یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ ہر نماز کے بعد ایک بار حزب البحر مع اعتصام اور اختتام پڑھتا ہوں نماز مغرب کے بعد تین بار پڑھتا ہوں۔ ایک بزرگ سے اس کے پڑھنے کی اجازت حاصل کرچکا ہوں اور بارہ روز میں اسکی زکوۃ بھی دیچکا ہوں اب حضور سے بھی اسکی اجازت چاہتا ہوں نماز صبح کے بعد پانچسو بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور پانچسو بار آیۃ کریمہ لا الہ الا انت سبحانک الخ اور نماز مغرب کے بعد پانچسو بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور پانچسو بار حسبنا اللہ ونعم الوکیل الخ۔ پڑھتا ہوں ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایکبار لقد جاءکم رسول الخ ایکبار حسبی اللہ لا الہ الا ھو الخ۔ ۷ بار پڑھتا ہوں جمعہ کے دن بعد نماز فجر سورہ کہف پڑھتا ہوں کبھی کبھی کچھ قرآن کی تلاوت کرتا ہوں بعد نماز عشاء برعایت تعداد اسم مطلوب ۴۷ بار یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ پڑھتا ہوں سوتے وقت بستر پر لیٹ رہتا ہوں۔ تو اکثر ایک ہزار بار اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ پڑھتا ہوں۔ لیکن یہ کسی دن ناغہ بھی ہوجاتا ہے یہ میری مختصر کیفیت تھی جو عرض کیگئی اب جو حضور ارشاد فرماویں وہ کیا جاوے۔ میں چاہتا یہ ہوں کہ اس کا خیال بالکل میرے دل سے جاتا رہے۔ یا قادر مطلق کوئی اور اسباب پیدا کردے۔ کیونکہ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے میں سیدھے راستہ پر لگ جاؤں دل میں خدا اور اسکے رسول کی محبت غالب ہوجاوے اکثر خواب میں بزرگان دین کی زیارت ہوچکی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کئی بار زیارت ہوئی خانہ کعبہ میں کئی بار ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ اندر بھی پڑھی اور باہر بھی۔ خواب میں مدینہ منورہ اور روضہ پاک کی زیارت کرچکا ہوں۔ حضور کی قدمبوسی کا بہت مشتاق تھا جب سے حضور کی زیارت ہوئی ہے دلکو ایک سکون سا ہے

دل یہی چاہتا ہے کہ بقیہ عمر حضور ہی کے قدموں میں گذرے۔ میں کثیر العیال ہوں اسلئے فکر معاش بعض اوقات سوہان روح ہے۔ ابھی تک کوئی ایسی ملازمت نہیں ملی جس سے اطمینان قلب ہوتا۔ حضور کو رخصت کرکے جب اسٹیشن سے لوٹا تو دل کی حالت ناگفتہ تھی ؎

فرد او دوئی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا ؛ تم کیا گئے کہ ہم پہ قیامت گذر گئی

میں اپنے عریضہ کو بکمال ادب اس شعر پر ختم کرتا ہوں ؎

ندے نامے کو اتنا طول ایدل مختصر لکھدے ؛ کہ حسرت سنج ہوں عرض ستمہائے جدائی کا

تحقیق۔ میں نے خوب توجہ اور دلچسپی سے ایک ایک حرف آپکے خط کا پڑھا کیونکہ اس میں مجھکو خود ایک لطف آیا۔ آپکی مجموعی حالت کے استحضار کے بعد اس کے متعلق جو بے ساختہ قلب پر وارد ہوا وہ یہ تھا کہ آپ اگر اپنی قدرت و قصد سے اس شغل میں کچھہ حصہ لیتے ہیں تو اسکو ترک کر دیجئے اور جس فعل پر قدرت ہوتی ہے اس کے ترک پر بھی قدرت ہوتی ہے اور اگر آپ کے اختیار و قصد کو اسمیں کچھہ دخل نہیں تو یہ حالت محمودہ ہے۔ اور علاج ہے بہت سے اخلاق رذیلہ کا اور مجاہدہ کی ایک اعلیٰ درجہ کی نوع ہے۔ اسپر صبر کیجئے۔ ہاں ازالہ کیلئے دعا کرتے رہئے۔ باقی جب سب تدبیریں آپ کر چکے اور زوال نہیں ہوا تو اب صبر سے کام لیجئے اس صورت میں اسکے زوال کے درپے ہونا قضا و قدر سے فرار ہے ؎ از کہ بگریزیم از خود اے محال ؛ اللہ تعالیٰ نے صبر میں بڑی برکات رکھی ہیں اگر تمام عمر کے لئے کوئی جسمانی مرض لازم لگ جاتا تو بجز صبر کے کیا کرتے اب بھی یہی کیجئے۔ اس سے گھبرانا یہ نفس کی آرام طلبی ہے جس کا بندہ کو کچھہ حق نہیں اور اس میں ایک بڑی خیر یہ ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص عشق میں مبتلا ہو جاوے اور وہ صبر کرے اور خلاف شرع کوئی کام نہ کرے (جسمیں نہ دیکھنا اور اسکی آواز نہ سننا اور اس کا خیال قصداً نہ لانا اور اس کا تذکرہ نہ کرنا سب داخل ہے) اور پھر اس حالت میں وہ مرجاوے تو وہ شہید ہوتا ہے سبحان اللہ اس سے بڑھ کر ہم کم درجہ والے لوگوں کے لئے کیا ہوگا۔ البتہ اگر کبھی چندے یہاں قیام بآسانی ہو جاوے تو کیا عجب ہے اسمیں اگر زوال نہو تو اعتدال ہی ہو جاوے ورنہ ؎

چونکہ برمیخت بہ بند د بستہ باش ؛ چوں کشاید چابک و برجستہ باش

میں بھی دعائے خیر کرتا ہوں۔ محرم سنہ ۱۳۳۲ھ تربیۃ حصہ چہارم ص ۴۵

ریاء کا علاج حال ریا کے متعلق ایک حال یہ ہے کہ بعض مرتبہ کسی اچھے کام میں مصروف ہوتا ہوں اچانک کسی شخص پہ نظر پڑ جاتی ہے تو اکثر وبیشتر یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کام کو اور اچھی طرح کریں مجھے اتنا تو یقیناً معلوم ہے کہ یہ ریا ہے ایسے وقت میں یہ سمجھکر کہ انسان کیا چیز ہے جو اس کو دکھلا کر کام کریں اور اُس کام کو کئے جاتا ہوں اور نیت حق تعالیٰ کی طرف پھیر لیتا ہوں تو کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے، نیت کے پھیر لینے سے خلوص رہیگا یا نہیں۔

تحقیق۔ میرا مذاق اِس میں یہ ہے کہ صرف تصحیح نیت اس میں کافی نہیں کیونکہ یہ تصحیح مقصود بالذات نہیں مقصود بالذات تحسین عمل للخلق ہے اور تصحیح نیت اُس تحسین کا آلہ تاکہ غائلہ ریا سے بھی بچا رہوں اور مقصود نفس بھی حاصل ہو جاوے تو جس اخلاص سے تحصیل ریا مقصود ہو وہ مقدمہ ریا ہونے کے سبب ریا ہی ہے اس صورت میں ریا سے حفاظت کی صورت صرف یہ ہے کہ اس خطرہ کے بعد عمل میں تغیر نہ کرے اور اس کے ساتھ نیت خالص رکھے مجھکو معلوم نہیں کہ دوسرے اطبار باطن کی اس میں کیا تحقیق ہے اگر اس کے خلاف بھی ہو تب بھی میں اپنی رائے پر قائم ہوں ذوقیات میں ایک کا اجتہاد دوسرے پر حجت نہیں فقط۔

اور مجلد النور صـ ۵۸۱

حال۔ ایک خیال مجھکو یہ ہوتا ہے کہ جلسہ میں کچھ واجبات تجوید کا بیان بھی ہونا چاہیے جس سے تجوید کا شوق ہو اور حفظ قرآن یا تجوید کا شوق ہو اگرچہ یہاں پر اس کے موافق کثرت سے ہیں مگر مجھکو اس خیال میں یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ اپنی نمود مجھکو معلوم ہوتی ہے اگرچہ یہ تمام کارروائی جلسہ وعظ اللہ واسطے ہے مگر نمود کی حدیث میں برائی آئی ہے یہ میرا خیال اُس حدیث کے موافق تو نہیں ہے اگر ہو تو حضور اس کا علاج فرماویں۔ کیونکہ بغیر اس خیال کے آئے کچھ بن نہیں پڑتا۔

تحقیق۔ یہ سوچئے کہ اگر جلسہ کے بعد ذرا بھی آپ کی مدح یا قدر نہو تو آپ جلسہ سے خوش ہوں یا نہیں اگر خوش ہوں تو نمود کا محض وسوسہ ہے مضر نہیں اور اگر خوش نہوں تو پھر علاج پوچھئے۔

تربیۃ حصہ سوم صـ ۲۴

حقیقت ریاء حال ہر وقت یہی دل چاہتا ہے کہ اللہ اللہ کرتا رہوں ایک لمحہ اس ذکر سے غافل نہ رہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ کسی پر یہ بات ظاہر نہ ہونے پاوے جہانتک موقع ملتا ہے اس ذکر سے غافل نہیں رہتا۔

تحقیق ۔ اس کی کوشش ضروری نہیں کہ کسی پر اظہار نہ ہو بعض اوقات اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کام ہی چھوٹ جاتا ہے محققین نے کہا ہے کہ جیسے اظہار کا اہتمام ریا ہے اخفا کا زیادہ اہتمام بھی کہ ایک قسم کا ریا ہے کہ مخلوق پر نظر تو ہوئی جب تو اُن سے مخفی کرنا چاہتا ہے رج ریا کی بھی ہے بس اپنے کام میں اخلاص کے ساتھ مشغول رہنا چاہیے محبوب کو اختیار ہے خواہ ظاہر کردیں یا مخفی رکھیں ۔ تربیۃ حصہ پنجم ص۲۰۴

حال ۔ غیبت سے قطعی نفرت ہے حتیٰ کہ بعضے تو ناراض ہیں کہ ہماری باتیں نہیں سنتا مجھے اُن کی اِن باتوں سے نفرت و وحشت پیدا ہوتی ہے ۔

تحقیق ۔ مبارک حالت ہے ۔

حال بعض اوقات بوجہ نہ ملنے تنہائی کے ذکر کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے اور خیال آتا ہے کہ ریار نہ پیدا ہو جاوے ایسے موقعہ پر نہایت دھیمی آواز سے ذکر کرلیتا ہوں

تحقیق ۔ مناسب ہے اور ریار کسی کو ٹنتی تھوڑا ہی پھرتی ہے وہ تو قصد سے پیدا ہوتی ہے اور جو بلا قصد ہو وہ ریار نہیں صرف وسوسۂ ریا ہے اور وسوسہ کفر کا بھی مضر نہیں چہ جائے وسوسہ ریار ۔ النور ص۱۹۵

سُوال ۔ ریار کی حقیقت دکھلاوٹ ہے خواہ عبادتِ جسمانی میں ہو یا مالی میں جس میں طلب اعزاز دین من غیر اللہ ہوتا ہے اور شعبہ کبر ہے ۔

تحقیق ۔ ریار کی حقیقت یہ ہے کہ عبادت کا اظہار کسی دنیوی غرض سے کیا جاوے یا کسی فعل مباح کا اظہار کسی معصیت کی غرض سے کیا جاوے اب اس کو بغور سمجھ کر ظاہر کیا جاوے کہ اپنے نفس میں اس کا وجود ہے یا نہیں ۔ النور ص۵۶۴

حال ۔ دیگر گذارش یہ ہے کہ اس خاکسار کو جو خطرہ لاحق ہوا ہے اُسے بغرض اصلاح خدمت عالی میں عرض کرتا ہے وہ خطرہ یہ ہے کہ حضور والا نے فرمایا ہے کہ چند روز کام کر کے دکھلادو اگر باقاعدہ کام دیکھوں گا اطمینان ہو جاویگا اس میں خاکسار ناقص العقل والعلم کو ظن ریا کا ہے کیونکہ دکھانے کا قصد پہلے سے موجود ہوگا لہذا اس کے متعلق تشفی بخش ارشاد سے سرفرازی بخشی جاوے تاکہ صفائی قلب کے ساتھ تعمیل ارشاد عمل میں آوے ۔

تحقیق ۔ اس دکھانے سے مقصود دُنیا ہوگی یا دین ریا وہ ہے جو دنیا کی غرض سے کسی کو عمل دکھلایا جاوے اور یہ جواب علی سبیل التنزل ہے ورنہ حقیقت میں یہاں خود عمل ہی

اس نیت سے نہیں ہوتا کہ فلاں کو اطلاع ہو عمل تو اللہ ہی کی رضا کے لئے ہوتا ہے پھر بعد صدورِ عمل کے اپنے معلم کو آئندہ کی مصلحت دینیہ کے لئے اُس عمل کی اِطلاع کی جاتی ہے جیسا قرآن حفظ کرنے والا قرآن تو ثواب ہی کی نیت سے یاد کرتا ہے لیکن سبق یاد کرکے اُستاد کو یاد کی اطلاع اِس طرح کرتا ہے اُس کو سناتا ہے تاکہ یہ آئندہ خوش ہو کر تعلیم کرے اور ریا میں خود عمل سے غرض نمائش ہوتی ہے اور یہاں عمل سے غرض رضائے حق ہے اور اطلاع کا قصد مستقل ہے وہ بھی دین کے لئے ۔

النُور ص۶۲۶

سرعتِ غضب کا عِلاج

حال ۔ میرا مزاج سریع الغضب بہت ہے اسکی اصلاح چاہتا ہوں طرز گفتگو و طریق تفہیم میں جو نرمی و خوش خلقی ایک بار حاضری آستانہ سے چند دنوں کے لئے پیدا ہوئی تھی اَب نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق ۔ سرعت غضب امر طبعی ہے اختیار سے خارج ہے نہ اس پر ملامت ہے البتہ اُس کے مقتضا پر عمل جبکہ حدود سے تجاوز ہو جاوے مذموم ہے اور اُس کا عِلاج بجز ہمت کے کچھ نہیں اُس ہمت میں مغضوب علیہ سے فوراً دور چلا جانا اور اعوذ باللہ پڑھنا اور اپنی خطاؤں اور حق تعالیٰ کے غضب کے احتمال کو یاد کرنا یہ بہت معین ہے اور نرمی وغیرہ مدت تک تکلیف سے سوچ سوچ کر اختیار کرنا چاہیئے مدت کے بعد ملکہ ہوگا ہمت نہ ہاریئے

تربیۃ حصہ چہارم ص۳۶

غصہ کا عِلاج

حال ۔ مجھ پر غصہ کا اس قدر غلبہ ہے کہ میں اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہتا۔

تحقیق ۔ یہ سچ ہے لیکن کیا مجھکو ہی اُس غصہ کا تختہ مشق بنانا تھا جیسا آپ نے دوسروں پر غصہ کرکے مجھکو بیہودہ طور پر اطلاع کی جس سے مجھکو رنج ہوا ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن ؎ کہ جاہا سپر باید انداختن ؎

حال ۔ اور بہت بُرے نتائج پیدا ہوتے ہیں حضرت والا دعا فرماویں ۔

تحقیق ۔ جس سے دعا چاہیں اُس کو تو منغص نہ کرنا چاہیئے ۔

سوال ۔ اور علاج بتلادیں ۔

جواب ۔ بجز ہمت و تدبیر کے کچھ بھی عِلاج نہیں اور جب تک اس پر قدرت نہو اور اسی طرح معاملات میں اپنی اصلاح نہ فرماویں کم از کم مجھکو تو خطاب تحریری و تقریری سے معاف

رکھیں میرے تکدر سے آپ کی مضرت باطنی کا احتمال ہے۔ تربیۃ حصہ چہارم ص۲

حال۔ عرض یہ ہے کہ ایک مرتبہ میں نے لکھا تھا کہ کسی دینی امور میں اگر کوئی مخل ہوتا ہے اور مجھکو اپنی حرکات سے برانگیختہ کرتا ہے تو مزاج میں بہت غصہ پیدا ہوتا ہے اور برداشت میں سخت تکلیف ہوتی ہے بعض اوقات تحمل نہیں ہوسکتا بعض لوگ خواہ مخواہ نیک کاموں میں مخل ہوجاتے ہیں حالانکہ اُن سے نرمی برتی جاتی ہے لیکن کچھ باتیں ایسی ویسی بددینی کی کر بیٹھتے ہیں جس کی وجہ سے ایسے موقع محل پر مزاج میں حدت پیدا ہوتی ہے حالانکہ مجھکو بھی اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے ہر چند چاہتا ہوں کہ اعتدال میں رہوں لیکن ایسے موقع پر معذور ہوجاتا ہوں حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ بتکلف صبر کیا کرو حضرت من اولاً تو بتکلّف صبر کرنے پر جب کبھی غصہ پیدا ہوجاتا ہے قادر نہیں رہتا اور اگر ضبط کرتا ہوں تو بہت سخت تکلیف ہوتی ہے بہر حال کوئی تدبیر مناسب فرمادی جاوے تاکہ اس کی اصلاح ہوجاوے اُس کے ساتھ یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ اولاً تو جلدی غصہ آتا نہیں اور اگر آتا ہے تو اس میں بہت حدت ہوتی ہے کہ اس غصہ سے بعد کو مجھے بھی سخت تکلیف ہوتی ہے لیکن بے محل نہیں پیدا ہوتا بلکہ کوئی جب دینی امور میں مخل ہوتا ہے اور اصرار کرتا ہے۔

تحقیق۔ اگر اس غصہ سے کوئی مفسدہ دینیہ یا دنیویہ پیدا نہو تو اس کے علاج کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ نافع ہے ورنہ پھر مکرّر وہی مشورہ دوں گا کہ بتکلّف صبر کرنا چاہیئے اگر تکلیف زیادہ ہونے لگے اُس جگہ سے فوراً علیحدہ ہوجانا چاہیئے۔ تربیۃ حصہ پنجم ص۹۱

حال۔ فدوی میں عیب ہیں جو عرض کئے جاتے ہیں اور ان کی دوا مطلوب ہے اوّل میرا حافظہ بہت ہی خراب ہے کوئی بات یاد نہیں رہتی مزاج میں تیزی اور غصہ زیادہ ہے اور مزاج میں جلد بازی ہے۔

تحقیق۔ حافظہ کی کمی ضعف دماغ سے ہے کسی طبیب سے مشورہ کرنا چاہیئے۔ مزاج کی تیزی اور غصہ اور جلد بازی سے اگر کسی واجب شرعی میں اختلال نہو تو فکر کی بات نہیں اور اگر اس میں بھی خلل ہوتا ہو تو علاج ضروری ہے اور اصل علاج اس کا صرف ضبط وہمت وتکلف عمل ہے اور اس علاج کا معین غصہ کے وقت مغضوب علیہ سے جدا ہوجانا اور اپنے گناہوں کو اور حق تعالیٰ سے خواہش معافی کو یاد کرلینا اور

اعوذ باللہ بار بار پڑھنا اور انجام کے سوچنے میں لگ جاتا ہے اور یہ معلوم نہوا کہ آپ کا شغل کیا رہتا ہے کیا چندے یہاں قیام کرنا ممکن ہے۔ والسلام تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۴۱

سوال۔ مجھ میں غصہ کی بہت زیادتی ہے جس کی وجہ سے میں خود بھی مجبور ہوں ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ غصہ بالکل نہ کیا کروں مگر اس وقت کچھ خیال نہیں رہتا ہے بعد کو میں خود اپنے دل میں شرمندہ ہوتا ہوں بعض مرتبہ تین چار روز تک دل میں ایک قسم کی گرانی اور بوجھ سا معلوم ہوتا ہے اور بعض مرتبہ میں اس سے معافی مانگ لیتا ہوں تو کچھ بھی گرانی نہیں ہوتی مگر یہ نہیں معلوم کہ صاحب معاملہ دل سے خطا معاف کرتا ہے یا میرے لحاظ سے بعض مرتبہ لڑکوں پر غصہ آتا ہے ان کو ان کی خطا سے زیادہ سزا دیجاتی ہے جسکا بعد کو مجھکو خود افسوس ہوتا ہے کیا کرنا چاہیئے۔

جواب۔ غصہ کے وقت تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے کہ جس پر غصہ ہے اُس کو اپنے روبرو سے علیحدہ کر دے یا خود علیحدہ ہو جاوے اور پھر بھی غلطی ہو جاوے تو اُس کا یہی تدارک جو آنعزیز کا معمول ہے کافی ہے اور اس کا شبہ نہ کیا جاوے کہ شاید دل سے معاف نہ کیا جاوے کیونکہ انسان اس سے زیادہ کا مکلف نہیں کہ اپنی طرف سے دل سے راضی کرنے کی کوشش کرے اس سے آگے اختیار نہیں تو اُس کا مکلف بھی نہیں۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۵۶

حال۔ بندہ کے معمولات میں کئی معصیتوں سے تفرقہ پڑ گیا تھا اب چند روز سے خدا کے فضل اور آنجناب کے فیض باطن کی برکت سے اپنے معمولات پر قائم ہے تعنده بھی اسپر دائم رہنے کو دُعا فرماویں۔ بندہ کئی قسم کے گناہوں میں مُبتلا ہے مگر سب کے اصل اصول دو معلوم ہوتے ہیں کئی ترکیب سے نکالنا چاہا تین چار روز سے زیادہ پرہیز نہو سکا کیا کرے۔ اِن دونوں کو اپنی تباہی اور گمراہی کا سبب سمجھتا ہوں اِس لئے براہ کرم کچھ ترکیب ارشاد فرماویں تاکہ میں اوس پر عمل کروں اور وہ نکل جاویں۔ پہلا مرض غصہ ہے یہ مجھے سخت ستاتا ہے موقعہ غیر موقعہ حق و باطل میں تمیز کرنے نہیں دیتا آخر میں شرمندگی اُٹھاتا ہوں کئی بار رو کر معافی کے لئے لوگوں کے پاؤں پڑنا پڑا۔ چند روز کے پہلے ایک مسئلہ میں تکرار کرتے کرتے نہ ماننے سے مقابل کو مارنا بوجہ غصہ کے پڑا پھر معافی کیواسطے قدم پر ہاتھ رکھنا پڑا وہ بھی مشکل سے معاف ہوا۔ دوسرا نظر بد۔ یہ دونوں برائی نکل جانے

کے لئے کوئی ترکیب تحریر فرمادیں امید قوی ہے آنجناب کے قول پر عمل کرونگا۔

تحقیق۔ اللہ تعالےٰ استقامت نصیب فرماوے۔ پہلے مرض کا علاج یہ ہے کہ جسوقت غصہ آوے اوسوقت یہ سوچو کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھپر اس طرح غصہ کرنے لگے تو آخر میں بھی چاہوں گا کہ معافی ہوجاوے تو مجھکو چاہیئے کہ اس شخص کو بھی معافی دیدوں اور یہ سوچو کہ یہ شخص میرا اتنا خطاوار تو ہوگا بھی نہیں جتنا میں اللہ تعالیٰ کا گنہگار ہوں پھر جب میں معافی کا آرزومند ہوں تو اس کو کیوں نہ معاف کردوں۔ دوسرا کام یہ کرے کہ فوراً وہاں سے جدا ہوجائے یعنی اس جگہ نہ رہے جب تک غصہ بالکل فرو نہو جاوے انشاء اللہ تعالےٰ اس تدبیر سے اوس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ تیسرا کام یہ کرے کہ کوئی وقت معین کرکے اپنے عیوب کو مستحضر کیا کرے اور سوچا کرے کہ میں سب سے بدتر ہوں اس سے کبر کی جڑ کٹ جاوے گی۔ اور غصہ کا منشا کبر ہی ہے اور غصہ کیوقت یہ خیال کرلیا کرے کہ تو تو سب سے بدتر ہے اپنے سے بڑے شخص پر غصہ نہ آنا چاہیئے دوسرے مرض کا علاج صرف ہمت ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ فعل اختیاری ہے اگر قصداً نگاہ نکرے تو نگاہ خودبخود نہیں اٹھ سکتی جب یہ بات ہے تو قصداً نگاہ نیچی کرے اور اس ہمت کی اعانت اس سے ہوتی ہے کہ یہ سوچے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اگر اسوقت تیرا استاد یا تیرا باپ یا تیرا پیر دیکھ رہا ہو تو تو اس کے دیکھتے ہوئے نگاہ بد نہیں کرسکتا اور اس سے شرما جاویگا تو کیا خدا سے حیا نہیں آتی بس اس سے انشاء اللہ اسکا انسداد ہوجاوے گا ان معالجات کے بعد پھر بھی اطلاع دیں۔ تربیۃ حصہ پنجم ص۲۳

حال۔ اور جب میں وہاں تھا (تھانہ بھون) اکثر لوگ میرے شاکی تھے کہ دیکھئے تھانہ بھون گئے ہیں اولیا ہو کر کے آئیں گے۔ چنانچہ ابتک بعضے بعضے لوگ یہی کہتے ہیں اولیا ہو کر کے آگئے اور شکایت ہی کیوجہ لوگ صوفی خواجہ شاہ صاحب کہتے ہیں بعض بعض مرتبہ سخت تکلیف ہوتی ہے اور بہت غصہ آتا ہے لیکن چوٹ سی کہا کر چپ رہتا ہوں سخت پریشان ہوں بعض بعض مرتبہ فوراً دل سے یہی نکلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے کلام کو مقبول فرما۔ لہذا برائے نوازش اس سے مطلع فرمادیں کہ ایسے وقت پہ مجھکو کیا کرنا چاہیئے جو میرے مناسب ہو فرمادیں کہ اس پر عمل کروں۔

تحقیق۔ یہ سمجھنا چاہیئے کہ برا ماننا محض اس بنا پر ہے کہ میری تحقیر کرتے ہیں حالانکہ میں

تحقیر کے قابل نہیں سو بنا ہی غلط ہے میں اس سے زیادہ تحقیر کی قابل ہوں بوجہ بے انتہا عیوب کے جن کا علم خود مجھکو ہے ان لوگوں کو بھی نہیں۔ تربیۃ حصہ ششم ص ۶۸

امرد پرستی اور ترک فرائض کا علاج

سوال۔ بندہ کچھ اپنا حال تباہ عرض کرتا ہے۔ اگرچہ یہ حال ظاہر کرتے بہت شرم آتی ہے کہ میری یہ نگوں حالت ہو اور حضور کے خدام میں شمار ہوں شکل مسلمانوں جیسی اور کام فساق وفجار بلکہ کافروں جیسی۔ لیکن حضور ہمارے طبیب روحانی اور رہنمائے دوجہاں ہیں اگر حضور سے اس کا اظہار نہ کیا جاوے تو صحت کی کیا امید ہوسکتی ہے مجھے اس حال کے اظہار کرنے سے بہت سے خیالات نے ابتک روکے رکھا۔ مگر اب میں نے سب خیالات کو دفع کر کے ارادہ کرلیا ہے کہ اب حضور سے کوئی بات نہ چھپاؤں گا اور جو کچھ بھی حضور اس کا علاج تجویز فرماویں گے اس پر عمل کرنے میں ان شاء اللہ تعالیٰ حتی الوسع دریغ نہ کروں گا۔ پس اگر اب آنحضرت کی توجہ ظاہری و باطنی ہوگی تو خدا کی ذات سے امید ہے ورنہ میرا کہیں ٹھکانا نہیں۔ کیونکہ جیسے میرے افعال ہیں شاید کسی مسلمان کے ہوں۔ اے حضرت جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے کوئی عمل ابتک میں نے اچھا نہیں کیا۔ نماز اول تو پڑھی نہیں اگر پڑھی تو کبھی بے وضو پڑھ لی اور کبھی لوگوں کے دکھلانے کو جب کھڑا ہوگیا مجھے کوئی دو مہینے پورے ابتک یاد نہیں کہ میں نے اچھی طرح اور پابندی سے نماز پڑھی ہو۔ آٹھ روز پڑھی چھوڑ دی مہینا پڑھی ترک کردی اسی طرح روزے اکثر تو رکھے نہیں اور بہت سے رکھے اور قصداً توڑ دیئے۔ کوئی مہینہ رمضان کا ایسا یاد نہیں کہ دو چار روزے قصداً نہ توڑے ہوں اندرونی حالت تو یہ اور لباس علماء وصلحاء کا عقاید اچھے لوگوں کے غرض ظاہر تو ایسا باطن یہ کچھ دروغ وغیبت حسد حب جاہ حب مال اور اسیر عجب تکبر۔ غرض جو کچھ بھی امراض قلبی ہیں سب میرے اندر ہیں اور سب سے اشد مرض یہ ہے کہ امردوں کی محبت میرے دل میں موجود ہے اور یہی جڑ ساری خرابیوں کی معلوم ہوتی ہے اب ایک مہینہ سے اسکی احتیاط کرتا ہوں مگر جب کبھی اتفاقیہ کسی پر نظر پڑ جاتی ہے بہت دیر تک دل میں سوزش رہتی ہے اور دل میں جو کچھ اطمینان سا پیدا ہوتا ہے سب جاتا رہتا ہے جس سے بہت صدمہ ہوتا ہے اور سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ جب کچھ خدا کی طرف سے ہدایت

ہوتی ہے تو مثلاً ہفتہ بھر بہت اچھی حالت رہتی ہے نماز کی بھی پابندی رہتی ہے دنیا سے بالکل بے رغبتی سی معلوم ہوتی ہے امردوں کی محبت بھی مضمحل ہوجاتی ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد پھر وہی حالت عود کرآتی ہے۔ اے حضرت اَب بھی بہت اندیشہ لگا ہوا ہے کہ خدانہ کردہ کبھی پھر وہی حالت نہ ہوجاوے اس لئے حضور سے عرض کرتا ہوں کہ کوئی ایسا علاج بتلادیجئے کہ میری حالت سنور جائے اور یہ امراض قلبی دُور ہوجائیں۔ اور عمل خیر پر مداومت نصیب ہوجاوے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ گذشتہ نماز روزوں کا جن کا حال اوپر لکھ چکا ہوں کیا کروں حقوق العباد کے اندر بہت کوتاہی ہوئی ہے اَب جن کے حقوق یاد ہیں یا کسی کی طرف خیال ہے کہ شاید ان کا حق رہ گیا ہوگا تو اِن سے معافی کرالوں گا اور ادا کرنے کے لائق ادا کردونگا جن کے حقوق یاد نہیں یا وہ موجود نہیں تو ان کا کیا کروں۔ اگرچہ مجھکو اس کی کیفیت حاصل نہیں لیکن اَب تو یہی دل چاہتا ہے کہ خدا کی محبت دل میں جم جاوے اور دنیا سے سخت نفرت ہوجائے۔ اور جب تک دنیا میں رہنا ہو تو یہاں کی محبت و عداوت بھی اسی کیلئے ہو۔

الجواب۔ امراض چھپائے بڑی غلطی کی کوئی مرض لاعلاج نہیں۔ مایوسی کی کوئی بات نہیں۔ ایسی نمازوں کا اندازہ کرکے ان کی قضا پڑھو۔ ایسے روزوں کی بھی قضا کرو۔ اور بعض کے نزدیک کفارہ میں تداخل ہوجاتا ہے ساٹھ روزے متواتر کفارہ کے رکھو۔ اور خوب توبہ کرو۔ امردوں سے ارتباط و اختلاط اور نظر اور مس اور مکالمت سب ترک کرو۔ اس میں جو کلفت ہو تحمل کرو۔ اگر نظر فجاءۃ سے پریشانی ہوجاوے صبر کرو اخلاق رذیلہ کا علاج مراقبہ موت سے کرو۔ تبلیغ دین مطالعہ میں رکھو حقوق العباد کے ادا، بقدر یاد و ابراء میں سعی کرو۔ اگر قدرت نہ ہو عزم رکھو اور جتنی قدرت ہوتی جاوے تدارک کرتے رہو اور ان اہل حقوق کے لئے دعا و استغفار کرتے رہو۔ اور آئندہ تعلقات غیر ضروری کم کرو۔ اور میرے مواعظ ہمیشہ دیکھو اور اوقات فرصت میں ملتے رہو۔ اور دعا بھی کرتے رہو میں بھی دعا کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ یہ نسخہ کافیہ شافیہ ہے۔

تربیۃ حصہ چہارم صہ ۴۳

خوشامد کا ممنوع ہونا

سوال۔ بعض بزرگ ایسے ہیں کہ جن کو حقیقت میں اتنا بزرگ نہیں دیکھا جاتا جس کی وجہ سے بزرگوں

کی طرح ان کی تعظیم کرنے اور ہاتھ پر بوسہ دینے کو جی نہ چاہے مگر پھر بھی ایسا کیا جاوے تو کیا یہ منع ہے اور نفاق ہے۔

الجواب۔ اگر صرف خوشامد ہو تو ممنوع ہے۔ اور اگر ان کے معتقدین کی عداوت و مضرت سے بچنا ہو تو جائز ہے۔

تربیۃ حصہ چہارم صـ ۴۴

ناغہ ہونے پر غصّہ آنیکا عِلاج

سوال۔ دوم گذارش یہ ہے کہ جو کچھ پڑھنے کا معمول ہے اگر گھر کے کام یا کہیں آنے جانے کے باعث ناغہ ہو جائے تو تمام دن یہ معلوم ہوتا ہے گویا کچھ گم ہو گیا اور ہر بات پر غصہ چلا آتا ہے اسکا کیا علاج ہے۔

جواب۔ اس کا علاج یہ ہے کہ یہ نیت رکھا کرو کہ دوسرے وقت پورا کریں گے پھر قلق نہ رہے گا جو سبب ہے غصّہ کا۔

تربیۃ حصہ چہارم صـ ۵۵

شہوت کا عِلاج

حال۔ اب چند ایام سے حالت کچھ ٹھیک ہے اکثر جب کوئی مشتبہ چیز کھانے میں آتی ہے تو شہوات کی کثرت ہو جایا کرتی ہے اور یہ حالت کوئی جدید نہیں بہت مدت سے اسی طرح ہوتا رہا ہے اور ایسی چیز سے بچنا بھی بسا اوقات مشکل ہوتا ہے۔

تحقیق۔ اس کا عِلاج بھی وہی ہمت ہے حتی الامکان ایسی چیز کے کھانے سے بھی اور شہوت کے غلبہ کے وقت اس کے مقتضا پر عمل کرنے سے بھی۔

حال۔ ان لڑکوں کی محبت میں بھی اگرچہ کمی تو ہے لیکن بالکل جاتی نہیں رہی ان کی شکل پر کبھی نظر پڑ جاتی ہے تو دل میں ایک لذت شعلہ زن ہو جاتی ہے مگر فوراً منہ پھیر لیتا ہوں۔

تحقیق۔ منہ بھی پھیرنا چاہیئے اور قلب یعنی توجہ بھی ہٹانا چاہیئے جسکا سہل طریق یہ ہے کہ فوراً خیال کو دوسری طرف متوجہ کر دیا جاوے۔

تربیۃ حصہ چہارم صـ ۶۸

فضول تعلقات ترک کرنیکی تدبیر

حال۔ دیگر عرض یہ ہے کہ میری طبیعت تعلقات سے گھبراتی ہے بعض دفعہ کسی کو مسئلہ بتلانے میں بھی بہت ضیق اور تنگی معلوم ہوتی ہے اور میرے خاندان کے لوگ مجھے تعلقات اور جاہ و مناصب کی ترغیب دیتے ہیں میں نے ہر چند اپنا ضعف

اور عدم تحمل ان سے ظاہر کیا لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آتا ؎

تا ترا حالے نباشد ہمچو ما ۔ ؎
حال ما باشد ترا افسانہ پیش

میں مجبور ہوں ان کو کیا جواب دوں ۔

تحقیق ۔ دل میں تو یہی جواب ۔ تا ترا حالے الخ ۔ اور زبان سے یہ کہ میں اس کے قابل نہیں معافی دیجئے ۔

تربیۃ حصہ چہارم ص۷۶

حب مال کا علاج

حال ۔ موصل الی اللہ وسیلتنا فی الدارین متعنا اللہ بطول بقائہ بعد بجا آوری آداب تسلیمات مسترشدانہ عرض رسا ہے کہ حضرت کے ضعف کی حالت معلوم ہوئی اللہ پاک ہم گنہگاروں کے سر پر سایہ حضرت کا باقی رکھے آمین ان دنوں بندہ میں ایک مرض سخت و مہلک پیدا ہو گیا ہے وہ یہ کہ مال کی طمع اور اس کی تحصیل کی فکر بہت رہا کرتی ہے کبھی ایسی تدبیریں کرنے کو دل چاہتا ہے کہ اس میں گناہ ہوتا ہے کبھی ایسی تدبیریں کہ جس سے ذلت ہو امید کہ حضور علاج تجویز فرما کر بصورت عدم ارقام از دست مبارک جناب مولوی .... صاحب کے قلم سے ارشاد فرما دیں و نیز خیریت مزاج والا کا مستدعی ہے مطلع فرمایا جاوے ۔

تحقیق ۔ علاج دو ہیں ایک یہ کہ اس کے قبائح کو وقتاً فوقتاً مستحضر کیا جاوے دوسرا یہ کہ اس کے مقتضا کی مخالفت کی جاوے یعنی جو اسباب معصیت ہوں یا جن میں انہماک ہو ان کو اختیار نہ کیا جاوے ۔

تربیۃ حصہ پنجم ص۹۳

حال ۔ احقر کے اندر جو عیوب اور نقصانات ہیں اونکو بغرض اصلاح خدمت میں عرض کرتا ہوں ۔ مال کی محبت زیادہ معلوم ہوتی ہے اتنا اللہ کا شکر ہے کہ اس کی وجہ سے کسی امر ناجائز کا مرتکب نہیں ہوتا اور نہ حقوق واجبہ میں کوتاہی کرتا ہوں مگر خرچ کرنے میں فی الجملہ گرانی معلوم ہوتی ہے ۔ ناداری کا اور دوسروں سے قرض لینے کا بہت خوف رہتا ہے (میں ایک متوسط حیثیت کا آدمی ہوں خرچ کے مطابق آمدنی ہے) اس وجہ سے دل کھولکر ہر جگہ صرف نہیں کرتا جیسا کہ اور لوگ ہوت نہ ہوت کا کچھ خیال نہیں کرتے اور خدا پر بھروسہ کر کر دل کھول کر صرف کرتے ہیں ۔

تحقیق ۔ یہ حب مال نہیں حب اعتدال ہے ۔

النور ص۴۶۳

نام کیساتھ بلا ضرورت نسبت لکھنا مذموم ہے

حال۔ صلوٰۃ جو کہ راس العبادات ہے اس میں قرآن مجید کی نظم و نسق کی لذت میں جب پڑ جاتا ہوں تو اکثر رکعات لابنی ہو جاتی ہیں اس سے اتنا فائدہ تو ہوا کہ وساوس واہیہ سے نجات ہو گئی ہے مگر مقصود تو یہ تھا کہ کانک تراہ یا فانہ یراک میں محو ہو جاتا جس سے میں بمراحل بعید ہوں بعض اوقات تو مایوسی طاری ہو جاتی ہے اور اسی لالچ میں حضرت کے سامنے زانوتہ کیا ہے ورنہ صلوٰۃ بے روح تو ایک زمانہ سے پڑھتا ہوں چونکہ جناب طبیب روحانی ہیں اس لئے عرض کیا گیا ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ عرض مدعا۔ ناچیز خادم فلاں۔ ماتریدی۔

تحقیق۔ حدیث کانک تراہ کے وہ معنی نہیں ہیں جو متعارف ہیں یہاں کبھی موقع نہ ہوا ورنہ میں عرض کر دیتا اس کے سننے کے بعد معلوم ہو جاوے گا کہ یہ درجہ بفضلہ تعالےٰ بہت سہولت سے حاصل ہو سکتا ہے ایک امر متعلق تربیت کے معروض ہے وہ یہ کہ آج کل اکثر اپنے نام کے ساتھ نسبتوں کا بڑھانا اہل تفاخر کا شعار ہو گیا ہے پس جبتک کہ اس میں کوئی خاص ضرورت یا معتد بہ مصلحت نہو اہل تفاخر کے ساتھ تشبہ بھی واجب التحرز ہے اس لئے مناسب ہے کہ اپنے نام کے ساتھ ماتریدی کا لفظ نہ بڑھایا جایا کرے خصوصاً جب عام طور سے اس کی حقیقت اکثروں کو مفہوم بھی نہیں ہوتی تو اس صورت میں اس میں کوئی مصلحت بھی نہیں بخلاف نسبت حنفی وغیرہ کے کہ اس کی مصلحت ظاہر ہے اور وہ امتیاز ہے فرق اہل بدعت جس کو سب سمجھتے بھی ہیں والسلام تربیۃ حصہ پنجم صـ ۱۰۲

غصہ ضبط کرنے میں فضیلت

حال۔ طبیعت کی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی سخت بات کہتا ہے تو اس کا بدلہ لینے کو طبیعت بہت چاہتی ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ پہلے تو ایسا کر گذرتا تھا مگر اب ضبط کر لیتا ہوں مگر طبیعت متردد رہتی ہے حضور سے دعا کا خواستگار رہتا ہوں۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ بہت اچھی حالت ہے اور ضبط کے ساتھ جو تردد کی شکایت لکھی ہے سو ضبط کی فضیلت اس تردد کی بدولت ہی تو ہے اگر خلجان نہ رہے تو پھر ضبط ضبط ہی نہو غرض یہ کوئی بری حالت نہیں۔ تربیۃ حصہ پنجم صـ ۱۰۶

معصیت کو مضر نہ سمجھنا شیطانی کید ہے

حال۔ دوسری بات قابل عرض یہ ہے کہ احقر کو صدور معاصی سے محبت و تعلق مع اللہ کم نہیں ہوتا بلکہ اگر کبھی نفس میں کسی قدر حجاب آتا بھی ہے تو یہ خیال اس حجاب کو رفع کر دیتا ہے کہ کیا اس تعلق کو اپنے افعال حسنہ کا ثمرہ سمجھتا ہے جو افعال قبیحہ سے اس میں کمی ہو جائے۔ نہیں جو کچھ ہے بلاسعی کے محض موہوب ہے نہ کسی فعل صالح پر اس کا ترتب موقوف تھا نہ قلت عمل صالح سے اس میں کمی ہونی چاہئے اس کی بابت کیا ارشاد ہے کہیں یہ حالت موجب جرأت علی المعاصی تو نہیں۔

تحقیق۔ یہ حالت بد ہے نیک نما۔ کلمۃ حق ارید بہا الباطل ہے۔ شیطان کا دھوکہ ہے یہ ظاہر ہے کہ محبت عبد مع الحق ظل ہے محبت حق مع العبد کی اور معصیت سے ثانی میں کمی ہوتی ہے للمنافاۃ بین الرضا والسخط پس اول میں بھی کمی لازم۔ ہے اور جو چیز کم نہیں معلوم ہوتی ہے وہ حقیقت تعلق کی نہیں وہم اور خیال تعلق کا ہے پس حالت سبب جرأت ضرور ہے غرض معصیت کو علت سخط ضرور سمجھے لیکن طاعت کو موثر فی الرضا نہ سمجھے کیونکہ ہماری طاعت میں ایسا اثر نہیں ہے لیکن معصیت میں ضرور یہ اثر ہے فلا تزل قدمٌ

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۲۳

فضول اشغالات دنیویہ کا علاج

حال۔ دوسری حالت ظاہری یہ ہے کہ پہلے معاملات دنیا داری کی جانب توجہ کم تھی اور دنیاوی کاموں سے جی اوکتاتا تھا اور اب اشتغالات دنیا میں جی لگتا ہے اور اس کے انتظام و انصرام میں وقت زیادہ صرف ہوتا ہے لیکن دل گھبراتا ہے جی نہیں لگتا ہے۔

تحقیق۔ وہ اشتغالات دنیویہ اگر ضروری ہیں تو یہ مضر نہیں خاصکر دل گھبرانے کے ساتھ اور اگر فضول ہیں تو مضر ہیں علاج اس کا ان فضولیات کا ترک ہے اگرچہ تکلف کے ساتھ ہو۔

حال۔ تیسری بات یہ ہے کہ حظوظ نفسانی کے اشیاء و سامان جمع کرنے کو جی چاہتا ہے۔

تحقیق۔ اس کی مثال لکھنا چاہیئے۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۲۳

وساوس معصیت کا علاج ومحاسبہ نفس

حال۔ میرے دل پر وسوسہ جات زیادہ رہتے ہیں اور بعض وقت جب کسی برے کام کی طرف رغبت دلاتے ہیں تو اللہ اپنے فضل سے بچا بھی دیتا ہے اور بعض میں مغلوب بھی ہو جاتا ہوں لیکن بعد میں ازحد پریشانی اور ندامت ہوتی ہے اگر آں حضرت اپنے دربار فیض سے کوئی نسخہ مرحمت فرماویں جس کی حسب ہدایت پیروی کرنے سے میری طبیعت پر اللہ اور اس کے رسول کا فضل ہو اور راہ ہدایت نصیب ہو تو کمال عنایت ہوگی اور امید ہے کہ میں اس سے محروم بھی نہ رہونگا۔

تحقیق۔ اگر ممکن ہو معمولات ذیل مقرر کر لیجئے انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا۔ اور پھر حالات سے اطلاع دیجئے۔ انشاء اللہ سلسلہ تلقین کا جاری رکھوں گا۔ معمولات یہ ہیں۔

نمبر ۱۔ تہجد چار رکعت سے بارہ رکعت تک جسقدر سہل ہو خواہ آخر شب میں یا عشاء کے بعد

نمبر ۲۔ بعد تہجد کے یا اور کسی وقت فرصت ہو ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ چھ سو سے بارہ سو تک اتنی آواز سے کہ اپنی آواز کان میں پڑتی رہے اور دوسروں کو پریشانی نہ ہو کبھی کبھی درمیان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملا لیا جاوے۔

نمبر ۳۔ سوتے وقت محاسبہ نفس یعنی تنہا بیٹھکر دن بھر کے گناہوں کو یاد کرکے یہ سوچنا کہ گویا میدان قیامت قائم ہے اور میں حق تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوں اور ایک ایک گناہ پر باز پرس ہو رہی ہے اور میں لاجواب ہو ہو جاتا ہوں اور میرے لئے سزا کا حکم ہو چکا ہے اور میں اس وقت معافی کی درخواست کر رہا ہوں بس ایسے وقت میں جس کیفیت سے معافی کی درخواست کیجا سکتی ہے اسی طرح اس وقت استغفار میں مشغول ہو جانا چاہئے۔ اور عہد کرنا چاہئے کہ میں پھر نافرمانی نہ کرونگا اور اسی خیال میں سو رہنا چاہئے صبح اٹھتے ہی یاد کیا جاوے کہ میں شب کو کیا عہد کر چکا ہوں اور جب کسی معصیت کا تقاضا ہو اس عہد کو یاد کر لیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کے حاضر ناظر ہونے کا خیال کر لیا جائے۔

انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز حالت درست ہوتی جاوگی اور پھر اطلاع دیجاوے۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۳۱

حب دنیا کا علاج

سوال۔ دوسری عرض یہ ہے کہ حب دنیا کی دل سے نکلنے کا علاج ارشاد فرمایا جاوے کہ اس مرض سے نجات ہو جاوے

جواب ۔ تبلیغ دین دیکھئے۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۷۵

حال ۔ رات میں پڑھی جاتی ہے مگر کبھی کبھی ناغہ بھی ہو جاتی ہے بعض مرتبہ تو بے لطفی طبیعت سبب ہو جاتا ہے اور بعض اوقات دیگر موانع پیش آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دوام اور ثبات مرحمت فرماوے دنیاوی محبت کی کمی کی کوشش کیجاتی ہے مگر یہ آفت ہنوز ایسی قلب میں جاگزیں ہے کہ کسی طرح دل سے نہیں نکلتی توجہ خاص کا طالب ہوں۔

جواب ۔ بحالت موجودہ دوامر کی ضرورت ہے کسی عارف زاہد کی چندروزہ صحبت اور زہاد کی حکایات کا مطالعہ اور کچھ نہیں تو احیاء العلوم کیمیائے سعادت کی کتاب الزہد ہی سہی۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۲۱

مشتبہ مال سے پرہیز

حال ۔ اللہ تعالےٰ مال مشتبہ کے استعمال سے محفوظ رکھیں

تحقیق ۔ آمین۔

حال ۔ اول تو میرا ذاتی سامان ہی کچھ نہیں ہے اور جو کچھ ہے مکان جانے پر اوسکی پڑتال کرونگا اور مشتبہ کو باقاعدہ موافق حکم شریعت علیحدہ کرکے موقع پر صرف کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس قصد کو پورا فرمادیں۔

تحقیق ۔ آمین۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۸۷

فضول کلام اور فضول خیال سے پرہیز

حال ۔ فضول بات اور فضول خیال اور فضول کام سے طبیعت بھاگتی ہے اگر کوئی فضول بات زبان سے نکلجاتی ہے تو تیر سا کلیجہ میں لگ جاتا ہے کہ ہائے یہ تو لغو بات تھی کیوں زبان سے نکلی ہر وقت کام میں مصروف رہنا پسند ہے معصیت کی نسبت دل میں یہ خیال آتا ہے کہ خدا کرے میں اوس دن سے پہلے غارت ہو جاؤں جسدن کہ کوئی معصیت سرزد ہو۔

تحقیق ۔ دونوں حالتیں عین سنّت ہیں۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۸۷

کلام میں خشونت کا علاج

حال ۔ اخلاقی حالت یہ ہے کہ اکثر لوگ اخلاق کے شاکی ہی نظر آتے ہیں بات چیت کرتے ہوئے چونکہ طبیعت اکثر منقبض ہوتی ہے تو کھل کر بشاشت سے مخاطب کی بات کا جواب نہیں دیا جاتا کیا کروں کیا نہ کروں اپنی بداخلاقی پر بڑا افسوس ہوتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے

کریں حسن اخلاق کی دولت سے محروم ہی رہونگا للہ دعاء فرمائیں کہ ایسا نہو۔ فیا حکیم الوریٰ طبّوا مرضکم والسلام۔

تحقیق۔ اس میں ہمت کی ضرورت ہے اگر کسی سے خشونت ہوجاوے دوسرے وقت اس سے معافی مانگی جاوے چندے ایسا کرنے سے اعتدال پیدا ہوجاویگا۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۱۷

ریاء اختیاری ہے

حال (ششم) ایک شبہ یہ ہوا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت کسی کے دکھلانے کے لئے کرنا یہ دکھلانا خواہ کسی درجہ کا ہو مساوی ہو یا اکثر ہو یا اقل ہو یا کم از کم عبادت خداوندی ہی مقصود ہو مگر مجمع میں کرنے سے زیادہ دل لگتا ہو یا تنہا ہی عبادت کرتا ہو مگر لوگوں کے مطلع ہوجانے کے بعد دل میں سرور پیدا ہوتا ہو یا عبادت کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں توقیر کا مستحق بننے کا خیال پیدا ہوتا ہو یہ سب صورتیں ریاء میں داخل کی گئی ہیں (اللھم احفظنا منہ وجمیع المؤمنین و المؤمنات) اِن تمام درجوں میں قدر مشترک یہ نکلتی ہے کہ عبادت خداوندی میں صرف ذات معبود ہی بالذات و بالعرض ہر طرح مقصود ہو کسی غیر کا شائبہ اصلا نہو چنانچہ بعض بزرگوں کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے جب تک عبادت میں اس طرح دل کی توجہ اخلاص کی اِس درجہ تک نہ پہونچے کہ اُس کے سامنے جانور اور بچہ اور بڑے سے بڑے شخص کا گذر ہونا برابر ہوجاوے اُس وقت تک ریاء کی جڑ باقی رہتی ہے۔ اب گذارش یہ ہے کہ اِتنا تو بندہ کے اختیار میں ہے کہ نیت کو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھے لیکن کسی کی اِطلاع کے بعد قلب میں سرور کا پیدا ہونا یا بچہ اور بڑے کے گذرنے سے عدم مساوات کا ہوجانا یہ تو بظاہر غیر اختیاری معلوم ہوتا ہے یہ ریاء میں کیسے داخل ہوسکتا ہے ریاء تو ایک اختیاری فعل ہے جس کی وجہ سے مواخذہ یا حبط عمل یا تقلیل اجر مرتب ہوگا خصوصاً جب صورتِ مذکورہ میں کوئی ایسا سبب بھی اختیاری داخل نہیں جس کی بناء یہ کہا جاوے کہ یہ سزا اس سبب کی وجہ سے ہے ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا کی اسناد الی الفاعل میں بندہ محض اختیار ہی کا مکلف معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق۔ آپ نے جو سمجھا ٹھیک ہے اگر اس کا خلاف کسی ثقہ سے منقول ہو ماؤل ہے

تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۳۲

امام کا مقتدی کی رعایت کرنا ریا نہیں ریا کی صورتوں کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں

حال۔ دوسری بات جو اصل شبہ ہے یہ کہ بعض اوقات کسی عبادت میں مثلاً کوئی مشغول تھا اور اُس وقت اسکو معلوم ہوا کہ میرا کوئی بزرگ سامنے آگیا یا کوئی جماعت آگئی جس کی وجہ سے اُسکی عبادت میں بجائے خوشی کے شرم معلوم ہوئی اور جسطرح مشغول تھا ویسا اشتغال باقی نہ رہا بلکہ کمی ہوگئی یا بعض عبادات یا افکار اپنے بڑوں کے سامنے کرتے ہوئے حجاب معلوم ہوتا ہے یا بعض اوقات مجمع میں یا ایسی جگہ جس جگہ کہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے تو طعن کرینگے اسوجہ سے عبادت نکرنا یا بوجہ شرم ترک کر دینا ان صورتوں میں بھی کیا ریا ہی ہے یا کیا ہے بظاہر تو معلوم ہوتا ہے ریا ہی ہو اس لئے کہ غیر اللہ کے اثر سے عبادت میں تغیر یا کمی پیدا ہوگئی جو آیت مذکورہ بالا کے مفہوم میں داخل ہے۔

تحقیق۔ یہی صحیح ہے کہ ان عوارض سے ترک کرنا ریا ہے۔

حال۔ لیکن جب وہ حدیث یاد آتی ہے جس کے اندر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ میں کبھی ارادہ کرتا ہوں کہ قرأت طویل کروں اور بچوں کے رونے کی آواز کان میں آگئی اور اُن کی مائیں نماز میں شریک تھیں تو اُن کی رعایت سے میں قرأت میں تخفیف کرکے جلد ادا کر دیتا ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے خیال سے عبادت خداوندی میں تخفیف کی گئی شاید صورہ مذکورہ بالا میں بھی ریا نہو مگر تشفی نہیں ہوتی۔

تحقیق۔ یہ تخفیف غیر اللہ کے خیال سے نہیں مقتدی کی رعایت خود حکم اللہ ہے بخلاف ان عوارض کے کہ وہاں ترک یا تخفیف حکم اللہ نہیں فکیف القیاس۔

حال۔ بعض فقہا نے بعض مقام میں اس کی تصریح کی ہے کہ اگر کوئی شخص یعنی غیر معلوم شخص وضو کرکے نماز کیطرف چلا اور امام رکوع میں جا چکا تھا تو اُس کو اتنی دیر کرنے میں کہ وہ بھی شریک ہو جائے کوئی مضائقہ نہیں ہے فقہا کے اس قول سے بھی تائید اصور مذکورہ میں اگر ریا کی نفی کی جائے تو مساغ معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق۔ قد مر وجہ الفرق۔

حال۔ مگر خود مقیس علیہ ہی میں شبہ ہوتا ہے کہ دونوں صورتیں ریاء سے خالی کیوں

ہیں اِن دونوں میں بھی تو غیر اللہ کی رضامندی و بہتری اختیار کی گئی ہے جو اخلاص کے بظاہر مخالف معلوم ہوتا ہے بہرکیف اُمید کہ تشفی فرمائی جائے۔

تحقیق۔ قد سبق وجہ الشفار ببیان الفرق۔ تربیۃ حصہ پنجم ص۲۳۳

خوف ریاء واجب التحرز نہیں

حال۔ بعض وقت سخت خلجان ہوتا ہے کہ لوگوں کے سامنے ذکر کیسے کیا جائے یا چلتے پھرتے کبھی اِسم ذات خفیف جہر سے ادا کیا جاتا ہے تو اس میں اگرچہ کسی کو سُنانا مقصود نہیں ہوتا مگر پھر بھی خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہیں ریاء میں داخل نہ ہو۔ بلکہ آہستہ کرنے میں تو گرانی معلوم ہوتی ہے ہاں آہستہ اگر ضرب کے ساتھ کیا جائے تو دقت نہیں ہوتی مگر پھر قریب جہر کے ہو جاتا ہے۔

تحقیق۔ خوف ریاء واجب التحرز نہیں۔ تربیۃ حصہ پنجم ص۲۳۴

تکبر کی حقیقت

حال۔ ایک بیماری تو مجھ میں یہ ہے اور جو قابل علاج ہے کہ مجھ میں کسی قدر تکبر کا مادہ ہے اس کو دفع کرنے کی تدبیر بتلایئے وہ یہ کہ پہلے تو میرے ظاہر میں تکبر معلوم ہوتا تھا اور اَب ظاہر کے تکبر کو تو میں اپنے خیال میں دباتی ہوں مگر باطن میں ہوتا ہے اِس طرح سے کہ اگر کوئی جاہل یا ذلیل آدمی ہوتا ہے اور اُس کا میرے متعلق کچھ کام پڑتا ہے تو اُس کو خدا کا بندہ سمجھکر ظاہر میں تو موقعہ پڑنے پر اُس کی خاطر تواضع کرتی ہوں مگر باطن میں یہی ہوتا ہے کہ یہ آدمی بہت بُرا ہے اور اپنے تئیں دل اچھا کہتا ہے گو زبان سے توبہ توبہ کرتی ہوں مگر دل تو اپنے کو اچھا جانتا ہے یہ تکبر ہی ہوگا۔

تحقیق۔ اِتنا سمجھنا تو غیر اختیاری ہے اِسپر مواخذہ نہیں ہے آگے اگر قصداً بھی اِس اپنے خیال کو اچھا سمجھکر جمایا جاوے تو تکبر ہے اور اگر بُرا سمجھا اور اسکو دُور کرنا چاہا گو وہ دُور نہ ہو اور یہ بھی سمجھ لیا کہ ممکن ہے کہ اِس میں کوئی ایسی خوبی ہو جس کے سبب یہ عند اللہ ہم سے اچھا ہو تو پھر تکبر نہ ہوگا۔

حال۔ دوسرے یہ کہ بد دین آدمی اور جاہل اور ذلیل قوم نفس پرور زیادہ دنیا کا شوق والا فضول باتیں بنانے والا گانے والی عورتیں نوحہ کرنے والی اور مکار آدمی غرضیکہ ایسے لوگوں سے میرے دل میں نفرت ہوتی ہے اور دل میں ذلیل معلوم ہوتے ہیں معلوم

یہ تکبر ہے یا کہ کیا مگر توبہ کرتی رہتی ہوں ۔

تحقیق ۔ اِس میں بھی وہی تفصیل ہے جو اُوپر گذری ۔

حال ۔ پہلے تو مجھے دو چار عورتیں مغرور بتلاتی تھیں اَب دریافت کیا تو مغرور نہیں بتلاتیں مگر مجھے میرے باطن میں اَب بھی تکبر معلوم ہوتا ہے اِس کے دفعیہ کی تدبیر بتلائیے ۔

تحقیق ۔ اُوپر بتلا دیا ہے ۔

حال ۔ دیندار ہے ۔ تمیزدار ۔ نیک مزاج ۔ آدمیوں کی دل میں نہایت قدر ہوتی ہے اَب میرے دل میں بچوں سے بہت محبت معلوم ہوتی ہے ۔

تحقیق ۔ ایسوں سے محبت عین حق تعالےٰ سے محبت ہے ۔

حال ۔ اور بچوں سے باتیں کرنے اور اونہیں کا کام کرنے کو دل چاہتا ہے ۔

تحقیق ۔ بچوں سے ایسا برتاؤ دلیل ہے عدم تکبر کی ۔

حال ۔ اور اَب دل ہر ایک کی حالت اور عادت کو آزماتا ہے کہ یہ آدمی کیسا ہے آیا دیندار ہے یا نہیں ۔

تحقیق ۔ آزمانے کا قصد نہ کرے اگر بدون قصد معلوم ہو جائے وہ اور بات ہے ۔

حال ۔ اور جو دیندار ہوتا ہے اُس سے طبیعت نہایت مانوس ہوتی ہے اور جاہل اور بددین آدمیوں سے طبیعت نفرت انگیز ہوتی ہے میں وطن گئی اور تمام برادری کی عورتوں کو آزمایا تو سب کی حالت ردی دیکھی ۔ جو نماز روزہ کرنے والی ہیں وہ بھی برائے نام کی ہیں اور سب برائیوں میں غرق اور مبتلا ہیں اِس کو دیکھکر دل میں اور بھی غرور ہوا ۔ اللہ تعالیٰ سب کو دین کی توفیق دے آمین ۔ باطنی حالت تو کسی میں ہے ہی نہیں ۔

تحقیق ۔ یہ ہر حالت میں غرور نہیں اِس میں وہی تفصیل ہے جو اوپر لکھی گئی ۔

حال ۔ اپنے کنبہ کی تین چار عورتوں کے مزاج میں عاجزی زیادہ دیکھی کہ ہر ایک کے پیر کی خاک ہو جانا ۔ ایسی عاجزی میرے مزاج میں نہیں ہے اللہ تعالےٰ مجھکو بھی عجز و انکسار عطا فرماوے آمین ۔

تحقیق ۔ عاجزی کا یہ بھی ایک رنگ ہے مگر عاجزی اِس رنگ میں منحصر نہیں ۔

حال ۔ جب میں وطن سے آئی تھی تو میرے دل میں یہی خیال آتا تھا کہ سب کی حالت ردی ہے گویا مطلب یہ کہ میری اچھی ہے بار بار اِسی سے توبہ کرتی تھی مگر پھر بھی بار بار دل

میں یہی خیال آتا تھا۔ آٹھ دس روز تک یہی حال رہا وطن جانے سے بہت نقصان ہوا خیر اب بفضلہ وہ خیال دل سے نکل گیا اور اللہ تعالیٰ کا دھیان دل میں بس گیا اسکا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

تحقیق۔ اللہ تعالیٰ اپنی یاد دل میں اور بسا دے۔ تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۵۳

غصہ کی حالتمیں کسی عاصی کو حقیر سمجھنے کا علاج

حال۔ چند روز سے شریعت کے خلاف کام کرنے والوں سے ایک نفرت سی معلوم ہوتی تھی جب سے حضور کی خدمت سے یہاں آیا ہوں اُس وقت سے تو ایسی حالت ہوگئی ہے کہ اُن کی صورت دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا بات کرنا تو درکنار چنانچہ اب کے رمضان شریف میں اکثر اُن لوگوں سے جنہوں نے روزے نہیں رکھے تھے حالانکہ وہ رکھ سکتے تھے دِن کو پان کھاتے ہوئے حقہ پیتے دیکھکر اُن لوگوں سے جن سے کچھ تعلقات بلاقات کے تھے یا ہمارے اسکول کے پڑھے ہوئے تھے غصہ ضبط نہیں ہو سکا اور سختی اور غصہ کے ساتھ بات چیت کی نوبت آئی بعد کو یہ ہوتا ہے کہ تم خدائی فوجدار تو ہو نہیں تم ایسا کیوں کرتے ہو افسوس اور ندامت اپنے غصہ کے سبب سے بھی ہوئی پھر بھی غصہ ضبط نہیں ہوتا اِس کی بابت حضور کی دعا کا اُمیدوار ہوں کہ کسی سے لڑائی جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔

تحقیق۔ دُعا کرتا ہوں مگر یہ حالت بری نہیں ہاں کبھی ضعف تحمل سے تجاوز عن الاعتدال کا اندیشہ ضرور ہے حتی الامکان اعتدال سے تجاوز نہ ہونے پاوے اور اُس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری تھا کہ کسی عاصی کو حقیر نہ سمجھا جاوے گو اُس پر غصہ آوے اُس غصہ کے وقت ہی یہ بھی سوچا جاوے کہ ہم میں اس سے بھی زیادہ عیوب ہیں۔ تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۵۹

حسن پرستی کا علاج

حال۔ احقر کو نظر بازی کا مرض بچپن سے تھا مگر جب سے حضور کا توسل اور کفش بردار ہوں بحمد اللہ وہ مرض جاتا رہا نہ دل میں کبھی اسکا وسوسہ آتا ہے بلکہ ایک گونہ طبیعت کو نفیر پاتا ہوں مگر با ایں ہمہ جب کوئی حسین طالب علم یا کوئی عزیز ہوتا ہے تو اُن کے ساتھ بہ نسبت اوروں کے معاملہ میں یا گفتگو میں اچھا خیال ہوتا ہے اور برتاؤ محبت کا ہوتا ہے گو عزیزوں سے محبت کا برتاؤ مذموم نہیں بل مطلوب لیکن مجھکو پرانے مرض کے عود ہو جانیکا اندیشہ غالب ہوتا ہے اسلئے

حضور سے استدعاء و معالجہ ضروری ہے۔

تحقیق۔ اوس مرض کا جتنا بقیہ موجود ہے اوس سے بھی غافل نہونا چاہیے علاج اوسکا یہ ہے کہ جس شخص کی گفتگو اور برتاؤ میں نفس کو لذت ہوتی ہو اُس سے فوراً جدا ہوجانا چاہیے اس میں ہرگز ہرگز تامل نہ کریں میں بھی دعا کرتا ہوں۔ تربیت حصہ پنجم صـ ۲۶۰

کسی کی عیب جوئی کا علاج

حال۔ حضور مجھ میں تو ایک سخت عیب بھی ہے اور سختی کے ساتھ راسخ ہوگیا ہے کہ دوسروں کا عیب تو بہت بڑا معلوم ہوتا ہے حتی کہ اس میں غیبت تک کی نوبت آجاتی ہے اور اپنا عیب نہیں معلوم ہوتا ہرچند کوشش کرتا ہوں کہ یہ بدعادت مجھسے دفع ہوجائے لیکن کسی طرح نہیں جاتی کوئی طریقہ ہدایت فرماویں تاکہ اُس پر عمل کرنے سے اس بدعادت کا استیصال ہوجاوے اس خاص صورت میں حضور کے خیال اور دعا کا متمنی ہوں۔

تحقیق۔ دعا بھی کرتا ہوں باقی تدبیر یہ ہے کہ آپ ہر کلام سے پہلے یہ سوچ لیا کیجیے کہ اگر یہ کلام میں نکروں تو کوئی ضروری نفع فوت تو نہ ہوگا جس میں ضروری نفع کا فوت نہونا معلوم ہو اس سے زبان کو بند رکھئے یہ تو زبان کا انتظام ہے باقی اس کی جڑ کا انتظام یہ ہے کہ جب کسی کے عیب پر نظر پڑے تو یوں سوچا کیجئے کہ گو اس شخص میں یہ عیب ہے مگر ممکن ہے کہ اس میں کچھ خوبیاں ایسی ہوں جن کے اعتبار سے اسکی مجموعی حالت میری مجموعی حالت سے عند اللہ احسن ہو پھر مجھکو اسکی عیب جوئی یا عیب گوئی کا کیا حق حاصل ہے جس طرح اندھے کو یہ حق نہیں کہ کانے کو چڑاوے بار بار اس مضمون کے استحضار سے انشاء اللہ اس عیب کا استیصال ہوجاوے گا اور اگر احیاناً و اتفاقاً پھر بھی اسکا صدور ہوجاوے تو بطور جرمانے کے بیس رکعت نفل پڑھا کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ نفس سیدھا ہوجاویگا

تربیت حصہ پنجم صـ ۲۶۳

تزلل مذموم کے غلبہ کا علاج

حال۔ بعض وقت اخلاق ذمیمہ کو وساوس کا قلب پر سخت ہجوم ہوتا ہے اُسوقت طبیعت سخت پریشان ہوتی ہے اور دل یہ چاہتا ہے کہ کاش میں کسی بھنگی چمار کے گھر پیدا ہوتا تاکہ اپنے آپ کو بھولا ہوا تو ہوتا۔

تحقیق۔ یہ غلبہ ہے تذلل کا مگر ایسا غلبہ پسندیدہ نہیں جس میں غفلت عن النعمۃ ہو مسلمان

کے گھر پیدا ہونے سے نعمت اسلام نصیب ہوئی شاید وہاں نہ ہوتی ایسے وقت موجودہ حالت کے نعمت ہونے کو مستحضر کر لینا ضروری ہے پھر اس پر شکر۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۶۵

بات میں تاویل وتلبیس کرنا طالب کیلئے مضر ہے

حال۔ ۵ ذی الحجہ کو احقر نے ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا جس میں احقر نے یہ گذارش کی تھی کہ اس میں شک نہیں کہ وہ حالات و انوار جو ذکر وغیرہ کرنے سے لوگوں پر وارد ہوتے ہیں مقصود بالذات نہیں اور اصل چیز نہیں مگر پھر بھی فضل الٰہی سے خالی نہیں اسوجہ سے بسا اوقات اسکا خیال ہوتا ہے کہ اگر ان کا ترتب ہوتا تو اچھا ہوتا کبھی اس کے نہونے سے قلق ہوتا ہے مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد اسکا خیال جاتا رہا اور دعا فرماویں کہ اسکا ترتب ہو اسکا جواب ۱۲ ذی الحجہ کو جناب والا کے یہاں سے صادر ہوا باقی حالات وغیرہ کے متعلق جو مضمون لکھا ہے بالکل بے قاعدہ ہے جس شخص سے عقیدت ہو اس کو اپنے مذاق کے تابع بنانا کسقدر خلاف قاعدہ ہے اس کو دیکھکر احقر بالکل چند منٹ کے لئے سکتہ کے عالم میں تھا اور بہت ندامت ہوئی اور اس ندامت کی وجہ سے چند روز جواب لکھنے کی ہمت نہیں ہوئی بعد میں یہی خط لکھا تھا جو شوئی قسمت سے گم ہو گیا۔ مضمون یہ تھا کہ مجھکو اس سے بہت ندامت ہے کہ جناب کی طبیعت خلاف میرے استدعا کے پڑی میری یہ غرض نہیں تھی کہ جناب میرے موافق ہدایت فرمایا کریں۔ اور اسکو پورا کردیں ہرگز نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص مرشد سے کوئی فرمائش کرے حاشا کلا بلکہ اصلی غرض یہ تھی کہ یہ تمنا اگر صحیح ہے تو حضور دعا فرماویں اگر صحیح نہیں تو یہ معلوم ہوجاوے گا کہ یہ تمنا کرنا فضول ہے اگر یہی امر موجب ملال جناب والا ہو تو معاف فرماویں اور درگذر کریں اور کم فہموں سے غلطی ہوجاتی ہے جناب کی ذات سے امید ہے کہ معاف فرماکر اس سے سرفراز فرماویں تاکہ اطمینان ہو۔

تحقیق۔ جو توجیہ کلام کی گئی ہے آپ کے الفاظ سے کوئی شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا بلکہ آپ کے الفاظ خود اس کے خلاف ہیں جب آپ نے خود اپنی عبارت میں اس کی تصریح فرمادی ہے کہ مقصود بالذات نہیں اور اصل چیز نہیں تو اس سے یہ خود لازم آگیا کہ یہ تمنا صحیح نہیں پھر دوسری شق کا احتمال کہاں رہا کہ اگر تمنا صحیح ہے اور اگر یہ دلالت

خفی ہے تب بھی اول ہی بار تشقیق کے ساتھ کیوں نہ لکھا یہ توجیہ دوسری اُس سے بڑھ کر غلطی ہے کہ اپنے قول کو بنانا گویا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے غلطی نہیں کی اس میں اپنے معلم کی تکذیب و تجہیل ہے افسوس جس شخص سے باطن کی اصلاح چاہی جاتی ہے اُس سے بھی تلبیس کی جاتی ہے یہ مرض طالب علمی کے ابتداء سے راسخ ہوجاتا ہے یعنی اپنی بات کو بنانا اول تو ہر معلم ہر حالت میں احمق نہیں ہوتا اور اگر کسی وقت تلبیس کو قبول بھی کرلیا تو طالب کو تو ضرر ہی ہوا کہ اُس کے اخلاق کی درستی نہ ہوئی۔ تربیۃ حصہ ششم ص ۵۶

فضول سوال سے احتراز

سوال۔ سلطان الاذکار کیسے ہوتا ہے اور اس کے کیا کوائف ہیں اور سلطان الاذکار محمود اور مطلوب حالت ہے یا نہیں۔

جواب۔ یہ سوال کیوں کیا جاتا ہے۔

سوال۔ اور اُمیدوار ہوں کہ حضور احقر کے لئے دعا فرمادیں گے۔

جواب۔ دعا کرتا ہوں خصوص ترک فضول کی۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۶۲

غلطی تسلیم نکرنیکا علاج

حال۔ مجھ سے اگر کوئی غلطی دینی یا دنیوی ہوجاتی ہے مثلاً مسجد میں مجھے اُبکائی آئی تھی اور میرے گھبرا کر بھاگنے سے اور کھنکارنے کی بری آواز سے ایک صاحب جو لطیف المزاج ہیں اُن کو بھی اُبکائیاں آنے لگیں اور اُس کے بعد ہی عصر کی جماعت کھڑی ہوگئی اُن کی اُبکائیوں کا خیال نماز میں آیا ساتھ ہی ہنسی آئی نفس نے فوراً اس ہنسی کو ایک ٹھنڈی سانس کے ساتھ چھپایا اور حیلہ کیا دُنیا کے معاملات میں غلطی اپنی سمجھ میں بھی آجاتی ہے تب بھی اُس پر یہ کہنا بہت بار ہوتا ہے کہ ہم سے غلطی ہوئی بلکہ یہ سوچا کرتا ہوں کہ کیونکر یہ غلطی میرے ذمہ نہ رہے خصوصاً مقابلہ پر اگر بڑا تاجر ہو تب تو بدرجہ ادنیٰ غلطی کے قبول کرنے میں نفس کو عار ہوتا ہے چھوٹوں کے مقابلہ پر تو غلطی تسلیم کرنے میں بالکل حجاب نہیں معلوم ہوتا بڑوں کے سامنے اور مقابلہ پر عار بلکہ غصہ کے شامل ہوجانے سے سخت پریشانی ہوتی ہے عملی علاج تحریر فرمادیں تاکہ اُس پر عملدرآمد کروں او عمل کرنے کی ہمت پیدا ہونے کی دعا بھی چاہتا ہوں۔

تحقیق۔ اس کا علاج اسی میں منحصر ہے کہ عملاً اس کے خلاف کیا جاوے چند روز

ایسا کرنے سے یہ ذمیمہ زائل یا مغلوب ہو جاویگا دُعا کرتا ہوں۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۸۰

ہر عیب سے تنفر عقلاً مکلف بہ ہے

حال۔ بفضلہ تعالیٰ ہر کام کرتے وقت سوچ کے کرتا ہوں کہ شاید یہ خلاف شریعت نہو اور اپنے عیوب سے عقلاً متنفر ہوتا ہوں طبعاً کبھی ہو جاتے ہیں۔

تحقیق۔ اس سے زیادہ کا انسان مکلف بھی نہیں۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۵

معاصی کیطرف رغبت اور عبادت میں سُستی اور بزرگوں سے بدظنی کا علاج

حال۔ شاہدرہ کی ریل میں جو اس خاکسار کو آنجناب کی ملاقات سے شرف حاصل ہوا تھا اُسوقت سے خاطرِ حزیں کو حضور کی ملاقات کا ازحد شوق ہے بندہ نے اپنے معاصی کی نسبت عرض کیا تھا اور عبادت کی طرف کم شوقی اور مزہ نہ آنے کا اظہار کیا تھا ارشاد ہوا تھا کہ مجھکو بذریعہ عریضہ کے اطلاع دینا مناسب ہے لہٰذا حسب الارشاد عرض کرتا ہوں مجمل طور سے یہ ہے کہ معاصی کی طرف رغبت اور عبادت میں سُستی اور مزا نہ آنا۔

دیگر دل میں یہ خیال کہ کوئی بزرگ نہیں ہے سب ظاہر پرست ہیں گو اپنے کو بھی اچھا نہیں سمجھتا مگر دوسرے کی طرف بھی نیکوئی کا خیال نہیں جاتا۔ یہ مرض بیحد ستارہا ہے حضرت مولانا...... صاحب نے ایک علاج مجھکو فرمایا ہے کہ پندرہ منٹ موت کا تصور کر لیا کر۔ اطلاعاً عرض ہے جناب کی توجہ اور دُعا کا منتظر ہوں۔

تحقیق۔ مولانا المکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ جواباً عرض ہے کہ ایک تو رغبت یا سُستی طبعی ہے وہ تو مضر نہیں اور ایک عقلی ہے یہ بفضلہ تعالیٰ متحقق نہیں اسی عقلی سے استحکام و دوام کی ساتھ کام لینے سے عادۃ اللہ جاری ہے کہ مرتبہ طبعی بھی پیدا ہو جاتا ہے مگر اُسکی کوئی میعاد نہیں اسباب خارجیہ و استعداد کے اختلاف سے اس کی مدت متفاوت ہوتی ہے سو ہمت کر کے اپنے وسع تک کوشش کرتے رہیں انشاء اللہ تعالےٰ کامیابی ہوگی باقی یہ خیال کہ کوئی بزرگ نہیں یہ البتہ خطرناک بات ہے مراقبہ موت اس کی تدبیر نہیں اس کی متعین تدبیر بزرگوں کی خدمت میں خالی الذہن ہو کر رہنا ہے ایک مدت معتد بہا تک اور اُس کے تعذر کے وقت اُن سے خط و کتابت رکھنا۔ مگر یہ آخر تدبیر نہایت ضعیف ہے آدمی اپنی دنیوی ضرورتوں کے لئے وقت نکال لیتا ہے یہ تو اصل ضرورت کی

اس کے لئے وقت ضرور نکالنا چاہیے بدون حسن ظن کے انقیاد کا درجہ نہیں ہوتا۔ اور بدون انقیاد کے اس طریق میں ایک قدم آگے نہیں بڑھتا واللہ الموفق۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول

محبت غیر اللہ کا علاج

پھر یہ خط آیا۔ آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ وہ شخص کہاں ہے تو وہ دہلی ہی میں ہے جہاں میں رہتا ہوں اور جس محلہ میں میرا مکان ہے اسی محلہ میں اُسکا بھی ہے بلکہ میرے مکان کے متصل ہے وہ میرا ہم مکتب اور ہم عمر بھی ہے۔ آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ وہ ملتا بھی ہے یا نہیں وہ ملتا تو ہے لیکن ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ بول چال نہیں ہے فقط نماز میں خیالات آتے ہیں لہذا مہربانی فرماکر اس کی بھی کوئی تدبیر لکھ دیجئے تاکہ یہ خیالات بھی دفع ہو جاویں۔

جواب۔ کیا ایسی کچھ تدبیر ہوسکتی ہے کہ جس طرح اُس سے بول چال قطع ہوگئی ہے ہمیشہ قطع رہے بلکہ کبھی اُسکا سامنا ہی نہ ہو اُس کے جواب کے ساتھ پہلے دونوں خط بھی آنے چاہئیں۔

پھر یہ خط آیا۔ آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ کوئی ایسی تدبیر بھی ہوسکتی ہے کہ جیسے اب بول چال منقطع ہے ایسے ہی ہمیشہ رہے بلکہ سامنا بھی نہ ہووے تو یہ ہونا محال ہے کیونکہ میرے مکان کے برابر ہی وہ بھی رہتے ہیں اور مسجد میں نماز کے وقت بھی سامنا ہوتا ہے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ میں شہر کے باہر چلا جاؤں اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ چلے جاویں غرض دن میں تین چار دفعہ آمنا سامنا ہوتا ہے۔

جواب۔ خیر اگر ظاہری دوری نہیں ہوسکتی تو یہ تو ممکن ہے کہ آپ اس کی طرف کبھی نگاہ اُٹھاکر قصداً نہ دیکھیں اگر کبھی سامنا ہوجاوے فوراً وہاں سے علیحدہ ہوجاویں اور قصداً اُسکا تصوّر دل میں کبھی نہ لاویں اور اُس کا کبھی زبان سے تذکرہ نہ کریں اور اگر بلا قصد کبھی خیال آجاوے تو فوراً اُس کی اُس صورت کا تصور اپنے دل میں جمالیں جو کہ مرنے کے بعد مردے کی ہوجاتی ہے کہ تمام رنگ و روغن رخصت ہوجاتا ہے دو چار دن کے بعد بدن پھول جاتا ہے پھر پھٹ جاتا ہے اس میں تعفن ہوجاتا ہے اس میں کیڑے پڑجاتے ہیں اور اُسی وقت یہ سوچا کریں کہ جس کی آخری صورت یہ ہونیوالی ہے اس پر کیا دل ڈالا جاوے بلکہ دل دینے کے قابل وہ ذات ہے جس کا حُسن وجمال لم یزل ولا یزال ہے نیز اس کے ساتھ اپنی موت کا بھی تصوّر کیا جاوے کہ ایک روز مرنا ہے

جس میں ساری لذتیں اور ساری مستیاں ختم ہو جاویں گی پھر خدا کے روبرو کھڑا ہونا ہے اور ظاہری و باطنی اعمال و احوال کا حساب دینا ہے اگر حُبِّ غیر دل میں لیکر حاضر ہوا کیا منہ دکھاؤں گا اگر مجھ سے سوال کیا گیا کہ ہمارا بندہ ہو کر تو نے غیر سے ایسا دل لگایا جیسا ہم سے لگانا چاہیے تھا تو اُس کا کیا جواب دوں گا بس اِن مراقبات کے تکرار استحضار سے انشاء اللہ تعالیٰ مرض بالکل دفع ہو جاوے گا مگر نباہنا اور قصد کرنا شرط ہے۔

تربیۃ حصہ ششم رُبع اول ص ۸

تفاخر و تکبر ریاء کا علاج

حال۔ جملہ عیوب میں اپنے اندر پاتا ہوں۔ تفاخر تکبر۔ ریاء اور اپنی بات و تقریر کی تاویل خواہ حق ہو یا ناحق براہ کرم اِس کا جو علاج ہو تحریر فرماویں۔

تحقیق۔ اپنے نفس پر سزا مقرر کیجئے ...... قصداً ایسے کام کیجئے جو تفاخر کے خلاف ہوں اعمال خیر بجز فرائض و سنن کے پوشیدہ کر کے کیجئے۔ سوچکر بولئے اور جب کسی قسم کی کوتاہی ہو جاوے بیس رکعت نفلیں جرمانہ میں پڑھئے۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۱۰

غصہ غیر مذموم

سوال۔ ایک حال بندہ کا یہ ہے کہ ہفتہ موجودہ میں رات کے وقت ایک مریض کو دیکھنے گیا وہ اجنبی شخص تھا اور ظاہرہ بہت غریب بھی نہیں معلوم ہوتا تھا مگر اس نے کچھ دیا نہیں مرض اُس کو ہیضہ تھا اور ہیضہ کی حالت یہاں یہ ہے کہ ابتدا بہت ہی معمولی سی ہوتی ہے مگر ذرا دیر میں حالت بگڑ جاتی ہے اُس کی حالت یہ تھی کہ اسوقت شروع تھا اور وہ اُس کو اپنے نزدیک بہت معمولی بات سمجھے ہوئے تھا میں سمجھ گیا تھا کہ حالت اُس کی عنقریب ہی خراب ہونیوالی ہے نسخہ لکھکر چلا آیا لیکن اُس کا کچھ نہ دینا نہایت ناگوار معلوم ہوا تھوڑی دیر کے بعد اُسکا آدمی خبر دینے آیا تو اُس وقت احقر کو غصہ بہت تھا کہنے کو تو یہ تھا کہ اب دیکھنا کیا ہوتا ہے جس کو معمولی بات سمجھ رکھی ہے وہ معمولی نہیں ہے مرض ہیضہ ہے اور اور بھی جانے کیا کہتا مگر کسی بات کی نوبت نہیں آئی اتنا کہا کہ بہتر ہے کہ علاج کسی اور حکیم کا کریں میں علاج نہیں کرتا آدمی کے چلے جانے کے بعد نہایت درجہ پشیمانی ہوئی کہ مریض اس کے معنی یہ سمجھے ہوں گے کہ مرض لاعلاج ہو چکا ہے اس سے اس پر اور تمام گھر والوں پر نہایت پریشانی کا اثر ہوا ہوگا بہت دیر تک طبیعت پریشان رہی کہ دلشکنی کی خواجہ صاحب بھی

اسوقت موجود تھے فرمایا کہ ترحم کے خلاف ہے اس مرض کے مریض سے ایسا لفظ نہ کہنا چاہئے تھا میں نے جب وجہ بیان کی تو خواجہ صاحب کی رائے بھی یہی ہوئی کہ مضائقہ نہیں کوئی غریب آدمی ہوتا تو بیشک برا ہوتا لیکن بندہ کی طبیعت پریشان رہی اور سوچتا رہا کہ اس کا منشا کیا ہے ایک خیال تو یہ ہوا کہ صرف فیس نہ ملنا ہے اور ایک خیال یہ ہوا کہ اپنی تشخیص پر وثوق ہے لیکن اس کی تردید یہ ذہن میں آئی کہ یہ لفظ تو نہیں کہا کہ دیکھنا اب کیا ہوتا ہے اور یہ خیال بھی ہوا کہ سنگدلی یا کبر ہے مگر اس کی تردید یوں ہوئی کہ اس واقعہ سے ایک دو دن پہلے ایک شخص مسمی بفلاں کی بیوی بیمار ہوئی یہ شخص فلاں مولویصاحب سے بیعت ہیں اور بہت ہی غریب ہیں بندہ کا علاج دو دن تک ہوا بندہ نے الحمد للہ محض اُن کی غربت کی وجہ سے بلا فیس گھڑی گھڑی اُن کے گھر بارش ہوتے ہی جا جا کر دیکھنا دوسرے دن حالت اُن کی خراب ہوئی اور بہ مجبوری علاج بدلنا پڑا بندہ نے خود رائے دی کہ دوسرے حکیم کو دکھلا دیں۔ اُنہوں نے ایک ایسے حکیم کا جو بندہ سے جلتے تھے علاج شروع کیا بندہ اُس حالت میں بھی عیادت کیلئے برابر جاتا رہا ایک دفعہ مایوسی کی حالت سمجھکر خواجہ صاحب کو بھی ساتھ لے گیا اور مریضہ کو نماز وغیرہ کی ہدایت کی اُس کے بعد اُس کو آرام ہوا اس واقع کو یاد کرکے گونہ سکون ہوتا تھا لیکن پھر طبیعت ایسی پریشان ہوتی تھی کہ اُس کے بعد ایک جگہہ کئی بار جانا پڑا اور میں نے فیس کا بالکل خیال نہیں کیا بلکہ دوا بھی قیمتی اپنے پاس سے دی بہر حال خلجان پورا رفع نہیں ہوتا حضور والا ارشاد فرماویں کہ یہ گناہ ہوا یا نہیں اور گناہ ہوا تو کفارہ کیا ہے۔

جواب۔ ایسے شخص پر غصہ آنا اور اس سے اعراض کرنا ہرگز مذموم نہ تھا بلکہ اگر غصہ نہ آتا تو مذموم تھا کیونکہ اُس کا یہ فعل بدتہذیبی اور بیقدری تھا جو کہ مذموم ہے اور مذموم پر غصہ نہ آنا ظاہر ہے کہ مذموم ہے اور غصہ آنا غیر مذموم ہے البتہ باوجود غصہ کے اگر اُس غصہ پر عمل نہ ہوتا تو یہ زیادہ کمال کی بات ہوتی مگر صرف اُس حالت میں کہ اس عمل نہ کرنے میں دلمیں غبار بڑھ جانے کا اندیشہ واحتمال غالب نہ ہو ورنہ امضاء غصہ ہی افضل ہے اور غالب یہ ہے کہ یہاں اسی افضل کا وقوع ہوا اور اگر افضل نہ سہی تو جائز کے وقوع میں تو شک ہی نہیں البتہ اگر ایسے وقت میں اس کی رعایت کی جاوے کہ کوئی عنوان ایسا نہ ہو جو مریض کو پہونچنے سے اُس کے لئے موجب یاس ہو تو بہتر ہے لیکن اگر فرط غیظ میں ایسا عنوان

سمجھ میں نہ آوے اور جتنے عنوان ذہن میں اس وقت موجود ہوں ان میں اسلم و اسہل کو برتا جاوے تو بھی غیر ملام ہے ۔

تربیۃ حصہ ششم ربیع اول صـ ۱۶

ریار کی حقیقت اور اس کے ازالہ کا طریق

سُوال ۔ میری طبیعت یہ چاہتی ہے کہ جو حضور کا سادہ طریقہ نبوی معاملات میں مثلاً کپڑا پہننے دکھانے وغیرہ میں ہے میں بھی اپنا مشرب اسی کے موافق بنا کر اس حدیث کا مصداق ہو جاؤں حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مگر یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر آپ کے جیسے کپڑے اور ٹوپی وغیرہ پہنیں تو شاید لوگوں کے دلوں میں یہ خیال ہو کہ حضرت مولانا سے (یعنی حضور سے) بیعت ہے اور یہ اُن کا خیال میرے لئے ریار کا باعث ہو جاوے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں کہ میں حضور کی محبت کی وجہ سے جیسی حضور کی ٹوپی ہے اور لباس وغیرہ ہے اگر میں ایسا پہنوں تو ریا تو نہیں ہو جاوے گی ۔

جواب ۔ ریار بدون قصد ریا نہیں ہوتی جب آپکی نیت اچھی ہے یہ ریا نہیں ۔

تربیۃ حصہ ششم ربیع اول صـ ۲۶

عُجب و حسد وغیرہ کا علاج

حال ۱ ۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کو جلد بخار سے صحت عطا فرماوے ۲ خادم کو اپنے میں جو خوبیاں اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی ہیں وہ جتنی واقع میں ہیں اُس سے بہت زیادہ معلوم ہوتی ہیں اور یہ دل چاہتا ہے کہ دوسرے لوگ ہماری تعریف کریں اور ہم سُن لیں ۔ مثلاً اللہ پاک نے درد بھری آواز عطا کی ہے اشعار پڑھنے کے بعد اگر کوئی شخص تعریف کرے باوجودیکہ ایسی تعریف کے موقع پر اکثر خاموش رہتا ہوں مگر پھر بھی نفس کو ایک حظ اور مزہ معلوم ہوتا ہے اندر سے اسکا تقاضا ہوتا ہے کہ اور زیادہ اگر ہو تو مناسب ہے ۔ ۳ مجھ میں حسد ہے یا رشک مگر دین کے معاملہ میں اگر اپنے بھائیوں میں کسی کو زیادہ کام کرتے دیکھتا ہوں دل چاہتا ہے کہ میں بھی کروں ہو نہیں سکتا تب یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ایسا ہے ایک تکلیف اندر پیدا ہوتی ہے اور ذرا دل پر اُن کی طرف سے انقباض معلوم ہوتا ہے ۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اثر نہیں ہے ۔

تحقیق ۔ ان نمبروں کا مفصل علاج تبلیغ دین میں ہے اُس کو بغور ملاحظہ فرمائیے اور اُنکی تدبیروں پر کاربند ہوجئے اس کے بعد پھر جو اثر باقی رہے اُس کی اطلاع کیجئے ۔

حال۔ میرا معمول آجکل صرف اتنا ہے کہ بعد تہجد پانسو مرتبہ اللہ اللہ۔

تحقیق۔ ذکر کم ہے بقدر تحمل بڑھایا جاوے۔ تربیت حصہ ششم ربع اول ص۵۱

غرور و تکبر کا علاج

حال۔ اور اس خادم کے اندر غرور او تکبر بہت ہے دوسرے لوگوں کو عقل اور ہوشیاری میں اور کبھی علم میں اور کبھی باپ دادا کی مالداری پر اپنے سے کمتر سمجھتا ہوں گو یہ مرض یہاں نیز کم معلوم ہوتا ہے اپنی بستی میں بہت پایا جاتا ہے حضور اس کا علاج تبلادیں۔

تحقیق۔ ایک وقت بیٹھکر اپنے عیبوں کو سوچا کرو اور زبان سے بھی کہا کرو کہ میں بڑا بیوقوف ہوں میں بڑا نالائق ہوں آدھا گھنٹہ روزانہ اس میں صرف کرو اور پھر اطلاع دو بعد اس پرچہ کے۔ تربیت حصہ ششم ربع اول ص۶۶

حال۔ احقر آجکل بعد نماز تہجد دوازدہ تسبیح اور استغفار دس ہزار مرتبہ اور اسم ذات چوبیس ہزار مرتبہ پڑھ لیتا ہے اور نشر الطیب تعلیم الدین۔ قصد السبیل تبلیغ دین۔ دعوات عبدیت کے وعظ مطالعہ کر رہا ہے قرآن شریف ایک پارہ روز مع مناجات مقبول ان سب سے جس قدر وقت اور بچتا ہے نیز چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے گویا ایسے تمام اوقات میں ذکر اسم ذات خفیف جہر و خفیف آواز سے پڑھتا رہتا ہوں غرض الحمد للہ کہ بہت کم وقت شاید غفلت میں گذرتا ہوگا ورنہ ہر وقت اللہ کا ذکر ہی ہوتا رہتا ہے جو محض اللہ کا فضل ہے اور حضور کی دُعا کی برکت اور شفقت اور توجہ اور عنایت جناب کی ہے قلب کی حالت الحمد للہ نہایت اچھی معلوم ہوتی ہے استغنائے قلب بے انتہا ہے اور قلب میں قوت اس قدر ہے کہ بڑی سے بڑی مصیبت اور تکلیف میں بھی راحت اور چین معلوم ہوتا ہے بلکہ لذت معلوم ہوتی ہے اور بالکل یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ جو حالت میری ہے میرے آقا کو میرے لئے یہی پسند ہے اور قوت توکل کی یہ کیفیت ہے کہ خالص اللہ پر بھروسہ ہے کسی انسان سے اپنی حاجت کا ذکر کرنا تو کفر اور شرک سے زیادہ بُرا معلوم ہوتا ہے تکلیفیں برداشت کرنا بخوشی منظور۔ غرض اچھی اور بُری جو حالت مجھ پر ہوتی ہے میں الحمد للہ واللہ اُس کی نعمت سمجھکر خوب خوش رہتا ہوں بس ع بے زر و گنج بصد حشمت قاروں باشی۔ کا مضمون ہے اور حضرت قلب میں ہر وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آگ سی دہکتی ہے اور ذکر کے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ

آگ سی مشتعل ہوتی رہتی ہے اور رقت ذکر کے درمیان اور نماز میں سابق سے بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے اور اکثر آہیں گرم گرم سی نکلتی معلوم ہوتی ہیں اور جس روز سے میں نے تکبر سے توبہ کی تھی جب سے اَب تک یہ حالت ہوگئی ہے کہ مجھ سے بُرا و ذلیل مجھ کو کوئی نظر نہیں آتا اور خدا کا شکر ہے کہ کبر کے خیال سے بھی قطعی نفرت ہے بس دل یوں چاہتا ہے کہ یہ لباس بھی اُوتار کر ایسا لباس اختیار کروں کہ تمام دُنیا مجھ کو ذِلت کی نظر سے دیکھے لیکن اس ڈر سے کہ کہیں اس میں نفس کا کوئی کید نہو اِس لئے نہیں کرتا لیکن اس امر کو تو قطعی دل چاہتا ہے کہ شب کو سوتے کے وقت خانقاہ امدادیہ میں جو لوگ سوتے ہیں ایک گھنٹہ مقرر کر لوں کہ لوگوں کے پَیر ہاتھ دبایا کروں اور زبان سے آہستہ آہستہ ذکر کرتا رہا کروں اور وطن پہنچکر بھی معمول رکھوں کہ مسجدوں میں جو مسافر شب کو آکر ہارے تھکے سو رہتے ہیں اُن کے پَیر ہاتھ دبا آیا کروں اس سے میرا نفس بھی ٹھیک رہیگا اور ایک دو یا تین چار مسلمانوں کا دل خوش بھی ہوگا کیونکہ طریقت بجز خدمت خلق نیست لہذا گذارش ہے کہ اگر اجازت ہو تو ایسا کیا کروں اور حضرت غور کرنے سے معلوم ہوا کہ جیسا کہ کبر بہت سے مرضوں کی جڑ ہے ویسا ہی زبان سے بے سوچے بولنا سینکڑوں گناہوں کی جڑ ہے اس لئے اب آج ہی سے میں توبہ کرتا ہوں اور پختہ عہد کرتا ہوں کہ اِنشاء اللہ بے سوچے زبان سے نہیں بولوں گا حضور دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ اس میں میری مدد فرماویں اور توفیق بھی مجھ کو عطا فرماویں حضرت مجھ کو تمام دنیا میں اَب میرا کوئی دشمن ہی نہیں معلوم ہوتا سب سے صلح ہوگئی ہے لیکن یہ میرا نفس مجھکو مار آستین معلوم ہوتا ہے کسی وقت بھی ظالم مجھ سے غافل نہیں ہوتا بس جہاں مجھکو غافل پاتا ہے ایسا نیش مارتا ہے (یعنی گناہ کرا دیتا ہے) کہ میں سلسلاتا رہجاتا ہوں، یہ تو ایک بات بڑی اچھی ہے کہ میرے مولا کو معلوم ہے کہ یہ اس کا حقیقی دشمن ہے بس جہاں میں نے عذر کیا کہ اللہ میں معافی چاہتا ہوں اور یہ عرض کیا کہ ع نفس و شیطاں زد کریما راہِ من۔ بس معاف فرما دیتے ہیں حضرت اللہ کیواسطے براہ کرم میرے لئے دُعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنی اور اپنے حبیب کی محبت کامل عطا فرماویں اور اتباع سنت کی توفیق عطا فرماویں۔

تحقیق۔ بہت ہی دل خوش ہوا ماشاء اللہ تعالیٰ بہت اچھے حالات ہیں حق تعالیٰ استقامت و ترقی بخشیں صرف ایک جزو کسی قدر تفصیل کی قابل ہے اور وہ یہ کہ علاج کبر کے لئے جو

مسافروں کے ہاتھ پیر دبانا تجویز کیا ہے بہت خوب ہے مگر تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح دوا اگر روزمرہ استعمال کی جاوے تو دوا نہیں رہتی اسی طرح بعضے علاج باطنی روزمرہ کرنے سے عادت ہوجاتی ہے اور اُن میں اتنا اثر نہیں رہتا۔ بس مصلحت یہ ہے کہ جس روز اس مرض کا کچھ اثر پایا اُس روز ایسا کرلیا ورنہ نہیں اور کرنے میں بھی اس کا لحاظ رہے کہ اُس دوسرے شخص کو گراں نہو اُس کی خوش دلی سے ہو اگر وہ منع کرے تو اول اُسکو راضی کیا جاوے اور جب قرائن سے معلوم ہوجاوے کہ یہ دل سے راضی ہوگیا ہے کیا جاوے۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۸۸

مضر صحبت سے احتراز

حال۔ خادم کا حقیقتاً اعتقاد حضور پر ایسا ہے کہ بس دنیا میں میرے پیر و مرشد سے زیادہ کوئی نہیں ہے یعنی اس عقیدت سے کہ حضور ہی سے خادم کو فیض پہنچے گا باقی اور معنوں سے نہیں چونکہ حضور ہی کسی مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ ہر بزرگ سے محبت سے پیش آؤ اور اس کا ادب کرو لیکن فیض کی اُمید اپنے ہی پیر سے رکھو حاشا کلا اکثر حضور کا دل میں تصور رہتا ہے لیکن عرصہ سے لطیفے خواب میں نہیں نظر آئے اور حضور بھی خواب میں اب نظر نہیں آتے میں ایک خادم حضور کا کم سمجھ اور کم علم ہوں اور کم سمجھی کی وجہ ہے کہ حضور کی صحبت مبارک میں زیادہ رہنے کا اتفاق نہوا ورنہ تمام باتوں کی اصلاح ہوجاتی لیکن اُمید خالق سے قوی ہے کہ تمام باتوں کی اصلاح حضور کے دعا و نیز تحریر سے ہوجائے گی بقول بزرگ کے۔ بیت

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں
می دہد یزداں مراد متقیں

دیگر عرض یہ ہے کہ ایک صاحب یوں فرماتے ہیں کہ میز پر کھانا کھانا اور لباس انگریزی پہننا چنداں جُرم نہیں ہے جیسے کہ ترک۔ بلکہ شریعت نے کسی کی خواہش کو لباس کو اور کسی کی پوشش کو منع نہیں فرمایا ہے اور مجھے اُمید ہے کہ شریعت میں جو مسائل اسکے متعلق ہوں گے وہ آپ خلاصہ تحریر فرمائیں گے یا اگر آپ کے نزدیک یہ مناسب ہو کہ اُسکا جواب نہ دیا جاوے تو یہ بھی جواب ہی ہے۔

تحقیق۔ خواب پر کسی چیز کا دار و مدار نہیں اس لئے خواب میں کمی ہونے سے پریشان ہونا نادانی ہے میز کرسی وغیرہ کے متعلق اُس شخص کی تحقیق غلط ہے افسوس ہے ایسوں کی صحبت میں بیٹھتے ہیں جن سے دین کو نقصان پہنچے۔ سب مقاصد کیلئے دعا کرتا ہوں۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۹۱

شحِ نفس کا عِلاج

حال۔ واسطے اللہ خرچ کرنے کیلئے دل چاہتا ہے مگر نفس حارج ہوتا ہے۔

تحقیق۔ اُس کی مخالفت چند بار کیجئے پھر آسان ہو جاویگا۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۱۱۰

غیبت۔ لغوِ کلام۔ کبر۔ حرص کا عِلاج

حال۔ حضور والا کے مواعظ مطالعہ کر کے اپنے اندر بہت سی امراض باطنی کی اطلاع ہوئی بعض کا اپنے زعم کے مطابق علاج کیا اور بعض ذکر سے دفع ہو گئے جس کا علاج کیا وہ یہ ہے غیبت کا مرض تھا۔ یہاں آکر زبان تو غیبت سے بند کر لی تھی لیکن دل سے کبھی ہو جاتی تھی تو غور کیا کہ اُس کا منشا کیا ہے تو معلوم ہوا کہ دیکھنا کسی کے عیوب یا بُری حالت کا اس کا علاج کیا نگاہ بند کر کے یعنی جب تک حجرہ کے اندر ہے تب تو ہے لیکن جب ضرورت سے نکلتا ہوں تب نیچے کی طرف نظر رکھتا تھا اور دائیں بائیں یا کسی کے اُوپر بے ضرورت بالکل نظر نہیں کرتا تھا۔ اس سے بالکل دفع ہو گیا۔ اب کسی کی حکایت شکایت دل میں نہیں آتی ہے اور زمین کی طرف نظر کر کے چلنے کی ایک قسم کی عادت ہو گئی۔ دوسرا لغو کلام کا مرض تھا اس کا علاج کیا ترک اختلاط سے یعنی بلا ضرورت شدید کے کسی سے نہیں ملتا ہوں اور اگر کبھی باہر جانا ہوا اور کوئی دوست ساتھ ہو لیا تو کسی عذر سے واپس چلا آتا تھا۔ غرض تنہا ہو جاتا تھا تو چند روز ایسا کرتے کرتے اَب اگر کسی سے اختلاط بھی ہو گیا تو زبان کلام سے رُکتی ہے اور کبھی ایک دو بات ضرورت سے زاید اگر نکل جائے تو فوراً متنبہ ہو جاتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہوں۔ تیسرا مرض یہ تھا یعنی اپنا کام اچھا معلوم ہوتا تھا اور دوسرے کا کام بُرا معلوم ہوتا تھا یعنی مرض کبر یہ بہت دن سے تھا نفس کو بہت سمجھاتا تھا کہ تمہارے اندر فلاں فلاں نقصان ہے لیکن نہیں سمجھتا تھا حضور والا کا کیا شکریہ ادا کروں اگر ہر بال بدن کا ہمیشہ شکر ادا کرے پھر بھی ادا نہیں ہوگا وہ یہ ہے کہ جس دن حضور والا نے مجھکو مجلس سے نکالدیا اور فرمایا تھا کہ نکل جاؤ تجھ کو فہم نہیں ہے اُس دن میں نے نفس کو کہا کہ میاں اچھا ہونا خوب ثابت ہو گیا مجلس میں بیٹھنے کے بھی قابل نہیں اُس دن سے سمجھ لیا اور پورا یقین کر لیا کہ واقعی ہم سے خراب کسی کی حالت نہیں کیونکہ اور کسی کو اس طرح مجلس سے نہیں نکالا گیا اَب حضرت والا ایک سبق مل گیا جب کسی کے متعلق کبھی نظر حقارت ہوتی ہے تو وہ واقعہ

یاد دلاتا ہوں تو پھر مان لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم سے بُری حالت کسی کی نہیں۔ چوتھا مرض کھانے کی حرص ہے یعنی جب کبھی دعوت ہو جاتی ہے یا کبھی کھانا معمول سے زیادہ ملجاتا ہے تب پیٹ بھرنے پر اکتفا نہیں کرتا ہے بلکہ نیت بھر کر چھوڑتا ہے اُسوقت یاد بھی نہیں رہتا کہ یہ حرص ہے بعد کھانیکے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تو نیت بھی بھر لی پیٹ بھرنے پر اکتفا نہیں کیا پھر افسوس ہوتا ہے کہ حدیث میں اسکی مذمت آئی ہے یہ مرض اب بھی موجود ہے کچھ علاج سمجھ میں نہیں آیا اب حضور والا سے معروض ہے کہ اسکا علاج اور جو خیالات اول میں ظاہر کئے انمیں جو جو غلطیاں ہیں انکی بابت اصلاح ارشاد فرماویں دل و جان سے قبول کر کے عمل کروں گا۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ تعالیٰ سب حالات اور امراض کے معالجات سب ٹھیک ہیں حرص کا علاج عملی کہ وہی زیادہ مفید ہوتا ہے یہ ہے کہ پیٹ بھرنے کے بعد ہمت کر کے کھانا چھوڑ دیا جاوے کیونکہ یہ امر اختیاری ہے چند روز کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ یہ سہل ہو جاوے گا۔

تربیت حصہ ششم ربیع اوّل ص ۱۱۲

حرص طعام وعُجب کا علاج

حال۔ احقر نے حسب الارشاد حضور والا کے وعظ مطالعہ کئے اشرف المواعظ حصہ اول و دوم اب سوم کا مطالعہ کر رہا ہوں بفضلہ تعالیٰ اُلجھن بالکل کم ہو گئی ہے البتہ خانگی تفکرات میں جو طبیعت پریشان رہا کرتی تھی وہ کچھ باقی ہے خدا تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ بھی جلد رفع ہو جاوے گی جناب والا کی دُعا کی ضرورت ہے دو امر اصلاح طلب ہیں۔

(۱) ہوس طعام کی شکایت ہے (۲) بعض اوقات گناہ سے بچنے پر یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ تو دوسروں سے اچھا ہے اور جو گناہ میں مُبتلا ہوتا ہے اُس کو دیکھکر دل میں حقیر جانتا ہوں بعض اوقات کسی اچھے کام کو کرتا ہوں اُس وقت بھی یہی حالت ہوتی ہے لیکن یہ بات دن میں چار پانچ مرتبہ ہوتی ہے۔ خصوصاً نماز میں یہ وسوسہ اکثر ہوتا ہے جو نمازی پاس کھڑے ہوتے ہیں اور جلد جلد رکوع وسجود کر کے نماز کو ختم کر دیتے ہیں۔

تحقیق۔ حالات سے دل خوش ہوا دو امر کی اصلاح چاہی اُس کا جواب یہ ہے (۱) درجہ مباح تک کمی کرنے کی ضرورت نہیں جب دل بھر جاویگا خود بخود ضعیف ہو جاویگی (۲) یہ محض وسوسہ ہے ایسا نہ کیا جاوے کہ اس وسوسہ سے بچنے کے لئے کہیں طاعت چھوڑ دو یا معصیت کا ارتکاب کرنے لگو جب ایسا وسوسہ آوے بس اتنی بات کا خیال کر لینا کافی ہے کہ ممکن ہے کہ اس شخص میں کوئی خوبی ایسی ہو جس کے سبب یہ عند اللہ ہم سے اچھا ہو

تربیت حصہ ششم ص ۱۱۸

حقیقت عشق مجازی جو قنطرۂ حقیقت ہے

حال۔ کیونکہ حضرت جب عشق ہو جاتا ہے تو تمام عیوب کی اصلاح ہو جاتی ہے جب سے اس عورت سے محبت کا مزہ معلوم ہوا ہے جس سے میں نکاح کرنے والا تھا اور نکاح نہیں کیا تب سے یہ تمنّا ہے کہ خدا پاک کا عشق خدا کرے مجھکو جلد نصیب ہو جائے اور انشاء اللہ آقائے کریم سے اُمید قوی ہے کہ عطا ہوگا کیونکہ اَب اس عورت کی ذات سے تو محبت باقی نہیں رہی۔ جب سے تعلق قصداً قطع کردیا اور مصلحت کی وجہ سے نکاح کرنے کا ارادہ ملتوی کردیا۔ لیکن محبت اور عشق کا مزہ اور لذت معلوم ہوگئی ہے جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرے آقا رکریم نے مجھکو مثال کے طور پر بتلا دیا ہے کہ محبت ایسی ہوتی ہے اور محبوب کے ساتھ اس طرح برتاؤ ہوتا ہے جیسا کہ بعض مرتبہ اُستاد کسی اپنے غبی شاگرد کو محض شفقت سے طرح طرح کی مثالیں دیکر کسی خاص مضمون کو سمجھایا کرتا ہے۔ حضرت یہ بھی اللہ پاک کا میرے حال پر کرم بے انتہا ہے۔ کہاں تک میاں کا احسان اور عنایات کا ذکر کروں۔

تحقیق۔ یہی حقیقت ہے مجاز کے قنطرۂ حقیقت ہونے کی۔ مبارک ہو۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول صـ۳۶

عشق اجنبیہ کا علاج

سُوال۔ اس احقر نے اپنے مرشد کی حیات ظاہری میں قریب پانچ سال کی ریاضت شاقہ کرکے کسی قدر دل کی صفائی حاصل کی تھی اور اُمید تھی کہ نقشہ حب الٰہی دل پر منقش ہو جائیگا مگر بقول شخصے ؎

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل ؂ کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

سولانا حرکی عمر نے وفا نہ کی سب بنا بنایا کھیل بگڑ گیا نفس اور شیطان جو انسان کے حقیقی دشمن ہیں انکا قابو چل گیا قافلہ سالار آگے چلدیا قافلہ جنگل میں ٹھکراتا رہا کچھ عرصہ تک تو ذوق و شوق رہا آخر کو اس میں کمی شروع ہوئی غرضکہ اب حالت ناگفتہ بہ تک پہونچگئی نہ کہتے بن پڑتی ہے نہ چھپانے سے کام چلتا ہے طبیب حاذق سے مرض چھپانا گویا کہ اپنی موت کا سامان کرلینا ہے چونکہ عرصہ سے احقر کا میلان خاطر حضور پُرنور کی طرف ہے اس لئے آپ سے زیادہ کوئی اپنا معالج نہیں سمجھ سکتا اور اللہ کی ذات سے اُمید ہے بہت جلد اصلاح اور درستی ہو جائیگی مفصل حالات تحریر کرنے کے واسطے تو ایک دفتر چاہیے مگر کسی قدر مجملاً

حضور کی اطلاع کیواسطے تحریر کرتا ہوں۔ چھ ماہ کا عرصہ ہوا کہ ایک عورت جس کا چال چلن اچھا نہیں ہے خواہ مخواہ میری طرف رجوع ہو گئی اوّل تو اپنے ناز و انداز سے میرے دل کو لُبھایا اور جب اپنے اوپر اُس نے مجھکو فریفتہ کر لیا تو خود بخود کشش کر بیٹھی بس اُسکا کھنچنا میرے لئے قیامت کا آجانا ہو گیا عشقبازی کا مزہ درد فراق کی لذّت ہجر کی کیفیت وصل کی طلب کا پورا پورا ذائقہ آگیا قصہ حضرت شیخ صنعان رح کا جو منطق الطیر میں پڑھا تھا وہ ہو بہو مجھ پر صادق آگیا جو جو کچھ نہ کرنا تھا کیا مصرع کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے + درود وظائف تو در کنار نماز تک چھوٹ گئی اُس کے ہی نام کا وظیفہ اور باتیں وردِ زبان ہونے لگیں اور اُسی کے روئے کتابی کا مطالعہ کرنے لگا ؂

عشق کے مکتب میں آیا ہوں دبستان چھوڑ کر ؛ اب پڑھا کرتا ہوں حسن و عشق قرآن چھوڑ کر

غرضکہ اس جنوں کا اس وقت پورا شباب ہے اُن کے وصل کی تدبیر میں ہوں مگر کبھی کبھی خیال آجاتا ہے افسوس کیا حال ہو گیا مصرع بتوں کو پوجتا ہوں اور پھر سیدھا مسلماں ہوں۔ اسی خیال میں تھا کہ آج حضور کو خط تحریر کیا اگرچہ بہت روز سے چاہتا تھا کہ آپ کو تحریر کروں مگر وقت نہیں آیا تھا اب اس کا وقت آگیا اور خدا تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ اب اصلاح ہو جائیگی اس لئے عجز و انکسار کے ساتھ عرض ہے کہ اس احقر کو ورطۂ ہلاکت سے نکالئے اور للہ میرے واسطے دُعا فرمائیے آپ پر میرا حق ہے آپ مجھکو اپنا غلام تصور کریں اور دُعا کریں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ میری طبیعت بالکل پھر جائے اور برگشتہ ہو جائے پیشتر اس سے کہ وہ مجھ سے کشش کرے ورنہ میرے لئے قیامت ہو جائے گی گستاخی معاف فرماویں ضروری امر تھا جس کی وجہ سے تحریر کیا گیا یہ سب امور لغویات میں سے ہیں۔۔۔۔ اصل اصول عشق خداوندی ہے اللہ تعالیٰ اپنا عشق اور اپنے حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُلفت عطا فرماوے آمین۔

جواب۔ مشفقم۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اوّل یہ سمجھ لینا چاہیے کہ بدون ہمت کے آسان سے آسان کام بھی نہیں ہوتا دیکھئے امراض ظاہری میں علاج کے لئے دوائے تلخ و ناگوار پینا پڑتی ہے چونکہ صحت مطلوب ہوتی ہے اس لئے ہمت کر کے پی جاتے ہیں اور امراضِ باطنی میں تو زیادہ اس کی ضرورت ہوگی جب یہ امر معلوم ہوا تو اب اس کا علاج سنئے اور ہمت کر کے بنام خدا اس کا استعمال کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ شفائے

کامل حاصل ہوگی علاج اُس کا مرکب ہے چند اجزا سے اوّل اُس مردار سے قطعاً تعلق ترک کر دیجئے یعنی اُس سے بولنا چالنا اُس کو دیکھنا بھالنا آنا جانا حتّیٰ کہ دوسرا شخص بھی اگر اُس کا تذکرہ کرے قطعاً روکدیا جاوے بلکہ قصداً بتکلف کسی بہانہ سے اُسکو خوب بُرا بھلا کہکر اُس سے خلاف و خصومت کرلی جاوے اس طور پر کہ اُس کو ایسی نفرت ہو جاوے کہ اصلاً اُس کو ادھر میلان و توقع رام ہونیکی باقی نہ رہے اور اُس سے ظاہراً اس قدر دوری اختیار کی جاوے کہ کبھی غلطی سے بھی اُس پر نظر نہ پڑے غرض اُس سے انقطاع کلی ہو جاوے۔ دوم ایک وقت خلوت کا مقرر کر کے غسل تازہ کر کے صاف کپڑے پہنکر خوشبو لگا کر تنہائی میں روبقبلہ ہو کر اوّل دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھکر اللہ تعالےٰ کے روبرو خوب استغفار اور توبہ کی جائے اور اس بلا سے نجات بخشنے کی دُعا و التجا کیجائے پھر پانچسو سے لیکر ایک ہزار مرتبہ تک لا الٰہ الا اللہ کا ذکر اس طرح کیا جاوے کہ لا الٰہ کے ساتھ تصور کیا جاوے کہ میں نے سب غیر اللہ کو قلب سے نکالدیا اور الا اللہ کے ساتھ خیال کیا جاوے کہ میں نے محبت الٰہی کو قلب میں جما لیا یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہو۔

سوم۔ جس بزرگ سے زائد عقیدت ہو اُس کو اپنے قلب میں تصور کیا جاوے کہ بیٹھے ہیں اور سب خرافات کو قلب سے نکال نکال کر پھینک رہے ہیں۔ چہارم کوئی حدیث کی کتاب کا ترجمہ ہو یا ویسے ہی کوئی کتاب ہو جس میں دوزخ اور غضب الٰہی کا جو نافرمانوں پر ہوگا ذکر ہو مطالعہ کثرت سے کیا جاوے۔ پنجم۔ ایک وقت معیّن کر کے خلوت میں یہ تصور باندھا جاوے کہ میں حق تعالیٰ کے روبرو میدان قیامت میں حساب کے لئے کھڑا ہوں اور حق تعالےٰ فرما رہے ہیں کہ اے بے حیا تجھکو شرم نہیں آتی کہ ہم کو چھوڑ کر ایک مردار کی طرف مائل ہوا کیا ہمارا تجھپر یہی حق تھا کیا ہم نے تجھکو اسی لئے پیدا کیا تھا اے بے حیا ہماری ہی دی ہوئی چیزوں کو آنکھ کو دل کو ہماری نافرمانی میں تو نے استعمال کیا کچھ شرم بھی آئی بڑی دیر تک اس مراقبہ میں غرق و مشغول رہنا چاہئے اور یہ میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ گو نفس کو تکلیف پہنچے مگر اس نسخہ کو ہمت کر کے نباہ کر کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ شافی مطلق ہے والسلام فقط

التکشف صفحہ (۱۷)

سوال۔ حضرت مخدومی و معظمی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب۔ تسلیم باعث تحریر آنکہ میں ایک بلا میں مبتلا ہوں ایک دوست کی خفگی و ناراضی نے مجھے تباہ کر دیا۔ للہ میری

دستگیری فرمائیے توجہ خاص کے ساتھ دُعا فرمائیے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جاوے اس بارہ میں اگر کوئی وظیفہ و عمل مجرب مرحمت ہو تو عین بندہ نوازی ہے میرا تعلق اُس کے ساتھ اضطراری ہے اختیاری نہیں فسق و فجور کا وہاں خیال نہیں محض میری اوقات گذاری کے لئے واسطہ و ذریعہ ہے اگر یہی حال رہا تو خدا معلوم میرا کیا حال ہوگا اور میرے حال پر نظر فرمائیے اور جلد جواب سے سرفراز فرمائیے زیادہ والسّلام۔

جواب۔ عنایت فرمائے بندہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ چونکہ آپ سے تعلق پیر بھائی ہونیکا ہے اس لئے گستاخانہ مگر خیر خواہانہ عرض ہے ؎

عشقہائے کز پئے رنگے بود۔
عشق نبود عاقبت ننگے بود
عشق با مردہ نباشد پائدار
عشق را باحی و باقیوم دار
غرق عشق شو کہ غرق است اندریں
عشقہائے اولین و آخریں
عشق آں بگزیں کہ جملہ انبیا
یافتند از عشق او کار و کیا

طلب حق اور غیر پر نظر اللہ سے ڈریئے اور شرمائیے مانا کہ تعلق اضطراری ہے لیکن نظر اور تخیل اور اکتساب تدابیر قرب یہ تو سب اختیاری اور شرعاً معصیت ہے معصیت کے ساتھ قرب حق و رضائے حق کہاں اور اوقات گذاری سے مراد اگر لذّت نظر و قرب ہے تو معصیت شریعت ہے اور اگر کفالت رزق و مصارف ہے تو خلق پر نظر معصیت طریقت و خلاف توکل ہے اور یہ جو فرمایا ہے کہ کیا حال ہوگا سو حال کیا ہوتا غایت سے غایت موت من عشق فعف و کتم فمات فھو شہید آپ نے سنا ہوگا اور اگر حال فقر ہے تو ؎

خدا گر بحکمت بہ بندد درے
کشاید بفضل و کرم دیگرے

غرض توبہ کیجئے مجھکو یہی تعویذ اور عمل آتا ہے گستاخی معاف فرمائیے والسّلام۔

التکشف صفحہ ۲۲

حال۔ عرصہ ایک ماہ کا ہوا کہ فدوی کی بہو کا انتقال ہو گیا جس کی عمر ۱۶ یا ۱۷ برس کی تھی اور نہایت نیک بخت اور میری فرمانبردار تھی اُس کے انتقال کا مجھکو بہت صدمہ ہوا حالانکہ میرا خیال تھا کہ دنیوی محبت کسی قدر مجھے نہیں رہی لیکن یہ غلط نکلا ہزار ہزار کوشش کرتا تھا کہ نہ روؤں لیکن قلب پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ آنسو روکے سے نہیں رُکتے تھے

اور ایک ہفتہ تک سخت تکلیف رہی لیکن پھر حضور والا کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور نے تسکین فرمائی اُس روز سے واقعی تسکین ہوگئی اور خیال تکلیف دہ جاتا رہا۔

تحقیق۔ بیوی یا اولاد کی محبت میں یہ حالت ہوتی تو مضائقہ نہ تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھوے ایسا علاقہ ایں چہ معنی۔ مجھکو تو سخت ہی ناگوار ہوا اس کا جو ضرر دین پر پہنچنے والا ہے ذرا اُس سے بچو اور فکر کرو لا الہ الا اللہ کیا واہیات ہے نفس میں ضرور چُھپا چور ہے نکالو جلد نکالو ورنہ یہ رنگ لائیگا گو دوسرے ہی موقعہ پر سہی افسوس یہ ثقاہت اور یہ خیانت۔ تربیۃ حصہ ہشتم ص۳۳

خود بینی اور بد بینی کا علاج

حال۔ جملہ حالات باطنہ قابل شکر ہیں کسی مرض کی شکایت نہیں مگر دو عارضوں کی جڑ ہنوز قلب کے اندر بخوبی باقی ہے جس سے گاہ گاہ جمعیت میں پورا خلل واقع ہو جایا کرتا ہے ایک تو بہ خویش خود بینی اور دوسرے بر غیر بد بینی بس اب صرف ان دو کدورتوں سے نہایت تنگی رہتی ہے اور میری تدبیر ان میں بخوبی کارگر نہیں ہوتی لہذا اب حضرت والا سے رجوع کرتا ہوں اُمید کہ اس غلش کی بیخکنی کے لئے دعا و توجہ فرمائی جاوے اللہ تعالیٰ آنحضرت قبلہ کو اسکا اجر عطا فرماویں آمین۔

تحقیق۔ انسان نہ اس کا مکلف ہے کہ ذمائم کا مادہ ہی فنا ہو جاوے اور نہ اس کا مکلف ہے ان کا وسوسہ بھی نہ آوے بلکہ صرف اس کا مکلف ہے کہ اُس کا قصد نہ کرے اور اُسکے متقضا پر عمل نہ کرے اسی پر مداومت کرنے سے اُس کا مادہ بھی اور وسوسہ بھی ضعیف کالعدم ہو جاتا ہے البتہ ذکر مطلقاً اور مراقبہ اپنے عیوب کے اس اضمحلال میں معین ہوتا ہے عمل کر کے اگر ضرورت سمجھی جاوے پھر اطلاع دیجاوے۔) تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص۵

علمی و عملی عُجب کا علاج

حال۔ حضور ایک خیال اَب زیادہ آنے لگا ہے اور وہ یہ کہ جس بیان میں اخلاق حسنہ عقاید حقہ اعمال جوارح ضروریہ کی ترغیب و ضرورت بیان ہوئی ہے تو خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو مجھ میں بفضلہ پہلے سے ہی موجود ہے اور جن امورات یا رسومات سے اجتناب ضروری ہے اسپر خیال ہوتا ہے کہ تو اِن سے ہمیشہ مجتنب ہی رہتا ہے تو وہ بیان کتاب دیکھنے میں بے رغبتی یا کم توجہی سے گزر جاتا ہے۔ مگر حضور کل سے خیال ہوا کہ یہ تو ظاہراً عُجب معلوم ہوتا ہے

اب حضور اس کا علاج فرما کر تسکین فرماویں اگرچہ بحمدہ تعالیٰ اس خیال کا اثر معمول پر نہیں پڑا اور حضور ان خیالات کا جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ضرور معالجہ فرماویں اَب یہ خیال زیادہ خراب نہ کرنے پائے۔

تحقیق۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ اوّل تو ہر عمل اور ہر خلق میں درجات کمال کے بھی ہیں جو مجھکو حاصل نہیں دوسرے جو کچھ حاصل ہیں اُن کے بقاء کی بھی ضرورت ہے اور مطالعہ مکررہ بقاء میں معین ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے علمی و عملی کوتاہی کی اصلاح ہوجاویگی۔

تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص ۱۱

غیبت کا عِلاج

سوال۔ ایک بات یہ قابل دریافت ہے کہ اگر کوئی اپنے سامنے کسی کی غیبت کرے اور اپنا دل اُس کو ناگوار سمجھے اور جسکی غیبت کی ہے نہ اُس کو اپنا دل حقیر و ذلیل سمجھے تو کیا جب بھی سننے والا گنہگار ہوگا۔ اور وہاں کسی وجہ سے وہ غیبت کرنے والے کو منع بھی نہیں کر سکتا۔

جواب۔ کیا کسی حیلہ سے وہاں سے خود بھی نہیں اُٹھ سکتا۔ تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص ۱۹

حال۔ اگر کسی مجلس میں کسی کا عیب زبان سے نکل گیا تو فوراً اُس کی مدح واقعی بھی کر دی استغفار و توبہ روزانہ کرتا رہتا ہوں۔

تحقیق۔ بالکلیہ تدارک نہ کرنے سے غنیمت ہے لیکن اسپر اکتفا نہ کیا جاوے حقیقی تدارک اصلاح ہے۔

حال۔ اَب ارادہ کر لیا ہے کہ تہجد و ذکر لسانی پر پوری پابندی کروں اگر کبھی ناغہ ہو تو کچھ جُرمانہ مقرر کروں جسقدر حضرت کی رائے عالی ہو اسی طرح اگر کسی کی غیبت ہوجاوے تو جُرمانہ شدید مقرر کروں۔

تحقیق۔ میرے نزدیک نفس پر نماز بہت شاق ہے حق تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں:۔ وانها لکبیرة الا علی الخاشعین اس لئے ایک بڑی تعداد رکعات سے جُرمانہ کرنا انفع ہے جس کی تعیین رائے سے کر لی جاوے۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۷۰

حال۔ کسی کی نسبت کلمہ ایسا نکلگیا جو اُس کو معلوم ہوتا تو ناگوار ہوتا۔

تحقیق۔ اُس کے لئے استغفار کی جاوے اور آئندہ کیلئے عزم قوی کیا جاوے۔

تربیۃ حصہ ہفتم صفحہ (۷۰)

حال۔ کان کو میں یوں جانتا تھا کہ اس سے گناہ کرنا اپنا اختیاری امر ہے یہ جلدی ترک ہو سکتا ہے مگر اب آنکھ اور زبان کی حفاظت کرنے سے معلوم ہوا کہ حفاظت بہت ہی مشکل امر ہے کیونکہ میں رات کو اور دن کو جہاں بھی لیٹ جاؤں اور تلاوۃ قرآن جہاں کرنے بیٹھوں برابر مجھے آواز..... آتی رہتی ہے کہ دو آدمی کسی کی شکایت و غیبت یا بیجا الفاظ بول رہے ہیں اس کا علاج بتلا دیں کہ پھرتے چلتے کان میں روئی رکھا کروں۔ یا کیا کروں۔

تحقیق۔ ادھر توجہ نہ کیجا وے پھر گناہ نہیں۔ تربیۃ حصہ ہفتم ص۶۶

حال۔ مجمع میں جانا ہو تو غیبت ہو جاتی ہے اس وقت تو سمجھ میں نہیں آتی مگر بعد کو غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ غیبت ہو گئی اور تنہائی میں بوجہ بیماری دل گھبراتا ہے۔

تحقیق۔ ہر ایک کے پاس نہ بیٹھیں دینداروں کے پاس بیٹھیں اور اگر دیندار نہ ملیں تو خود غیبت نہ کریں اور اگر دوسرا کرے برا سمجھیں اور شرکت نہ کریں۔ تربیۃ حصہ ہفتم ص۹۸

حال۔ حضور سے پچھلے خط میں حاضری خدمت والا کی اجازت مانگی تھی جواب میں حضور نے منع نہیں فرمایا جس سے دل کو بہت خوشی ہے مگر افسوس میری رخصت کی نامنظوری میں ضرور کوئی بہتری ہے حضور کی کتابوں کا مطالعہ بہت دلچسپی کے ساتھ کر رہا ہوں بہت کچھ اثر اپنے میں پا رہا ہوں مگر لا یعنی باتوں میں زیادہ مبتلا رہتا ہوں اور اسی سبب سے زیادہ تر غیبت میں مبتلا ہو جاتا ہوں لیکن غیبت کر چکنے کے بعد فوراً مجھکو معلوم ہو جاتا ہے کہ فلانے کی غیبت اشارۃً ہو گئی بعض وقت لا یعنی بات سے اپنے آپ کو روک لیتا ہوں حضور کوئی طریقہ بتلائیں جس سے بچوں غیبت اور لا یعنی باتوں سے دوسرے یہ کہ نماز میں یکسوئی نہیں ہوتی ذیل کا شعر میری حالت کا مصداق ہے ؎

بے گنہ نگذشت بر من ساعتے با حضورِ دل نکردم طاعتے۔ ؏

بلکہ اس شعر سے جو حالتِ دل ظاہر ہے اُس کی تلافی کے لئے میں نے خیال کیا کہ تربیت کی ضرورت ہے اور تربیت بغیر حاضری خدمت والا نظر نہیں آتی ارشاد عالی سے مطلع فرمایئے

تحقیق۔ حالت کے محمود ہونے سے دل خوش ہوا اللہ تعالے زیادہ برکت کرے غیبت اور لا یعنی باتوں سے بچنے کی صرف ایک تدبیر ہے لیکن اگر اُس تدبیر پر بھی عمل نہ کیا جاوے تو پھر اُس تدبیر کی کوئی تدبیر نہیں اور وہ تدبیر یہ ہے کہ جو بات منہ سے کہنا ہو بولنے کے پہلے ذرا سوچ لیا جاوے کہ جو بات میں کہنا چاہتا ہوں یہ معصیت یا فضول تو نہیں ہے

جس میں اسکا شبہ بھی ہو اس کو منہ سے نہ کہا جاوے چند روز میں انشاء اللہ بے تکلف عمل ہونے لگیگا نماز میں یکسوئی نہونے کی جو شکایت لکھی ہے یہ لکھیئے کہ آپ یکسوئی کرتے ہیں اور نہیں ہوتی یا آپ کرتے ہی نہیں اس شعر کا جو مصداق اپنے کو لکھا ہے اس کی نسبت بھی یہی سوال ہے کہ یہ حالت آپ کے قصد سے ہوتی ہے یا بلا قصد اگر ان سوالوں کا آپ جواب لکھیں تو یہ کارڈ ہمراہ رکھدیں یہ بھی بجائے حاضری ہی کے ہے کہ ہمیشہ اپنے حالات سے وقتاً فوقتاً اطلاع دی جایا کرے اور اُس اطلاع کے بعد جو مشورہ دیا جاوے اسپر عمل کیا جایا کرے۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۷۹

سُوال۔ بعض روز عہد بھی کرتا ہوں کہ غیبت نہ سُنوں اور نہ کروں مگر پھر بھی جب مجمع میں یا دو آدمیوں کے درمیان جا پڑتا ہوں تو غیبت یا جھوٹ سُننا پڑتا ہے یا خود کرنا ہوتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہوں کسی کے نزدیک نہ جاؤں مگر بہ سبب بیماری ضعف کے طبیعت گھبراتی ہے تو چلا جاتا ہوں لہذا اُمیدوار ہوں کہ ایسی حالت میں کیا کروں۔

جواب۔ مجمع میں بیٹھئے اور جب غیبت ہونے لگے اُٹھ جائیے۔

تربیۃ حصہ دوم ص ۲۳

عُجب کا علاج

حال۔ اگر احقر کے متعلق کوئی بُرائی کرتا ہے زیادہ غصہ نہیں آتا اور طبیعت فوراً رُک جاتی ہے اگر کوئی شخص تعریف کرتا ہے طبیعت میں مسرت پیدا ہوتی ہے مگر فوراً اپنی بُرائی کی طرف توجہ کرلیتا ہے اس کو از فضل خداوندی سمجھتا ہے یہ مذموم تو نہیں۔

تحقیق۔ نہیں۔

تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص ۱۹

حال۔ ع صلاح کار کجا و من خراب کجا۔ حب محبوب حقیقی تبارک و تعالیٰ وہ حاصل ہے جس کی مجھے امید نہ تھی خلوت اس قدر موجب تسکین ہے کہ دنیاوی پرجوش مجالس میں وہ اثر نہیں توکل علی اللہ وہ کہ کسی مکروہ اور مخوف سے اثر غم قلب پر نہیں آتا تمام جہان کو اپنی مرضی کے مطابق خیال کرتا ہوں تائید غیبی اکثر حالت بیداری شب ہمت استقلال صبر ریاضت وغیرہ میں شامل حال ہے لذات دُنیا سے نفرت زاد غد کا فکر ہر دم متنبہ کرتا ہے۔ مراقبہ موت گریہ کی وجہ سے ہو ہی نہیں سکتا۔ مراقبہ محاسبہ رفیق شفیق بنگیا ہے انکشاف علوم و حقائق امور ہو جاتا ہے آیات و حدیث کے وہ اسرار و معانی منکشف ہوتے ہیں جو تفاسیر اور کتب متداولہ کے مطالعہ سے لیے ہوئے وغیرہ الحمد للہ علی ذلک۔

تحقیق۔ کسی محقق کی صحبت میں چندے رہئے جب اِن امور کی تنقید ہوگی۔

حال۔ بوجہ تقاضائے نفس کہ لوازم بشریت سے ہے گا ہے گا ہے فکر معیشت صورت دکھا جاتا ہے کیونکہ نفس کو سابقہ سی سالہ عمر کے ثروت اور لذات دنیا عیش وعشرت یاد ہیں پھر امارت کے اکثر ناجائز وسائل کو ترک کرنا ناگواری نفس کا سبب صریح ہے اس سے بڑھکر طبابت میں ہدیہ صرف امراء سے اور وہ بھی باصرار لینا اور غربا کے اخراجات معالجہ کا خود متحمل ہونا محاسبۂ نفس کی لازمی علت ہے۔

تحقیق۔ اتنے دعوے نہ کیجئے۔

حال۔ کچھ عرصہ سے حضور کے مؤلفہ رسالہ اعمال قرآنی میں سے وظیفہ سورہ مزمل گیارہ بار اور یا مغنی گیارہ سو بار پڑھ لینے سے غنائے قلبی تو بقدر کافی حاصل ہو چکا ہے کہ نعمتہائے دنیا کو اخس اشیاء جانتا ہوں۔

تحقیق۔ عملیات وعزائم سے تقویت خود دلیل ہے ضعف توکل کی اور خلاف ہے مسلک عارفین کے۔

حال۔ اور غنائے قلبی وظاہری نظر نفس میں ثابت نہ ہونے سے ارشاد و اجازت حضور کو ضروری سمجھکر راجی اجازت ہوں۔

تحقیق۔ کیا اس اجازت کی ضرورت کی کوئی دلیل ہے۔

حال۔ اہل اللہ کی مخالفت دو وجہ سے ضروری ہے اوّل دنیاوی حیثیت سے کہ اغراض اہل دنیا میں شامل ہو کر صلاح و مشورہ اور مدد دینے سے انہیں عجب وحسد اکر مخالفت پیدا ہو جاتی ہے دوم دینی حیثیت سے کہ امر نہی سے بڑھکر مخالفت مذہبی بغض صریح کا باعث ہے جیسا کہ میرے موضع میں اہل شیعہ ہر وقت میری ایذا رسانی پر آمادہ ہیں نیز قوت اہلیہ سابقہ اور نکاح ثانی کی صورت نے کچھ مدیوں کر دیا ہے اور چند روز سے نفس مضطربانہ وسائل نجات کا طالب ہے منجملہ وسائل سے دعوات کو اور دعوات سے دعائے حزب البحر کو منتخب کیا ہے مشائخ طریقت اور صوفیہ کرام رح کے دستور العمل بنانے اور خاصکر محدث دہلوی رح وعلامہ پانی پتی رح کے اختیار اور تشریح نے توجہ پر خاص اثر ڈالا ہے۔ اس لئے اجازت وشرائط وطریق دعوت وقرأت کی استدعا کے لئے بھی حضور ہی کو مکلف کیا ہے کیونکہ یہ دعا جس طرح ذکر ہے سلاح سالک بھی ہے اجازت وارشاد اسلئے ضروری ہے کہ جب نفس کو مطلوب موافق نہ ملا تو مطلوب مخالف کی تلاش کریگا۔ نعوذ باللہ من

شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا اور چونکہ مرید ارشاد مرشد کو جمیع ارشادات سے افضل جانتا ہے حضورؐ کی اجازت میں برکات قبولیت اجازت غیر سے زاید بھی ضرور ہوں گے۔

تحقیق۔ سب خیالی مضامین ہیں۔

حال۔ دُعائے اولاد سنت انبیا علیہم السلام ہے مجھے چہل سالہ عمر میں اس کا عمل باقی ہے حالانکہ وجود حمل اہلیہ باعث طلب دعائے حضور برائے حصول ولد مسعود ہے۔

تحقیق۔ دُعا کرتا ہوں۔

خیر خواہانہ تنبیہ ؎

جز خضوع و بندگی و اضطرار
اندریں حضرت ندارد اعتبار

تربیۃ ہفتم ص۶۶

اخلاق رذیلہ کے مغلوب ہونے سے اُنکے قلع و قمع کی بھی اُمید ہوتی ہے

حال۔ کل سامی نامہ نے بجواب عریضہ صادر ہوکر عزت بخشی چونکہ مریض کو پورا پورا حال طبیب سے عرض کرنا چاہیے اور دوران علاج میں جو تغیرات پیش آئیں اُن کو بھی عرض کرتے رہنا چاہیے اس لئے احقر بھی اپنا موجودہ حال بے کم و کاست ٹوٹے ہوئے الفاظ میں عرض کرتا ہے اور اصلاح چاہتا ہے پہلے عریضہ میں عرض کیا تھا کہ گوشۂ تنہائی کو جی چاہتا ہے اور کوشش میں ہوں کہ گوشۂ تنہائی نصیب ہو الحمد للہ کہ سات روز سے مسجد کے حجرے میں آپڑا ہوں اور کل معمولات بہت اچھی طرح اور وقت پر ادا ہوتے ہیں۔ میں بہت مغلوب النوم تھا مگر بحمد اللہ خدا کی رحمت سے عین ایسے وقت سے کہ تہجد طویل قرأت سے پڑھ کر ذکر دوازدہ تسبیح کر لیتا ہوں اور پھر بھی وقت بچ رہتا ہے جس میں قضا شدہ نمازیں پڑھتا ہوں اس تنہائی سے دل کو اس قدر سکون حاصل ہوا ہے کہ عرض نہیں کر سکتا۔ اوقات کا انضباط اس طرح رکھتا ہوں کہ کسی سے بات تک کرنے کا موقع نہیں ملتا جو دلی منشا تھا جتنا کام حضرت نے تجویز فرمادیا تھا گو اس سے بھی زیادہ کرنے کو جی چاہتا ہے مگر میں ہرگز ایسا نہیں کرتا چنانچہ اس وقت تک میری صحت بہت زیادہ قابل شکر ہے جس کی طرف سے مجھے بڑا خیال تھا۔ امارد کی محبت کا مرض تھا وہ بحمد اللہ اگر بالکل نہیں جاتا رہا تو ضعیف بہت ہو گیا ہے کسی کی طرف قصداً ہرگز نظر نہیں کرتا نہ اس سے مجھے اب تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ پہلے

ہوتی تھی اور نہ کسی سے بات کرتا ہوں حبِ دنیا کی شکایت تھی وہ بھی بہت ہی ضعیف معلوم ہوتی ہے کیونکہ پہلے بہت بڑے بڑے خیالات دل میں آتے تھے کہ یوں مکان ہونا چاہیئے۔ یوں جائداد ہونی چاہیے اب ان سب خیالات سے نفرت معلوم ہوتی ہے حب جاہ کی شکایت تھی اور اس کے حصول میں سرگرداں رہتا تھا بڑے بڑے لوگوں کے ملنا اور ان کی ناجائز چاپلوسی کرتا تھا اچھے لباس اچھے سامان کی ہر وقت فکر رہتی تھی اب سب سے نفرت ہے سب یکدم ترک اور لباس وغیرہ کے متعلق یوں جی چاہتا ہے کہ بلا دقت بلا فکر کئے اگر موٹے کپڑے بدن ڈھانکنے کو پیوند لگے ہوئے مل جائیں تو اچھے مگر دل ایسے کاموں میں لگ کر پریشان نہ ہو چنانچہ اسی پر عمل ہے کچھ دنوں یہ خیال رہا کہ لوگ ایسی حالت کو دیکھ کر کیا کہیں گے مگر اس کی میں نے کچھ پرواہ نہیں کی پھر یہ خیال ہوا کہ لوگ کہیں گے بڑے بزرگ بنے ہیں اس لئے جی چاہا کہ ذکر اسم ذات جو ہمہ وقت کرتا ہوں آہستہ کروں مگر میں نے اس کی بھی مخالفت کی اور یہ سمجھ لیا کہ اللہ پاک سے معاملہ صاف ہونا چاہیے مخلوق جب کچھ نفع یا ضرر کی مالک نہیں تو پھر اُنکی طرف التفات کرنا فضول ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرک ہے نعوذ باللہ پہلے یہ حال تھا کہ اگر معلوم ہو جاتا کہ فلاں میری غیبت کرتا تھا اور یہ عیب نکالتا تھا تو سخت بےچینی ہوتی تھی۔ ہفتوں خیال رہتا تھا اَب یہ حال ہے کہ اس طرف مطلق توجہ نہیں اگر معلوم ہو کہ فلاں شخص غیبت کرتا تھا تو بس یہ خیال ہوتا ہے کہ اپنی فکر کرو وہ جانے اور خدا اس کی غیبت سے اپنا کیا ضرر۔

حسد کا مرض تھا وہ بھی ضعیف ہو گیا۔ کیونکہ حسد کسی شخص پر اس کی دنیوی حالت یا دینی حالت کو دیکھ کر ہوتا تھا سو جب دُنیا سے نفرت ہو گئی تو کسی کو دنیا دار دیکھکر کیا حسد ہو اور دین سے جب محبت ہو گئی تو جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہوں اوروں کو بھی ویسا ہی دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔

بغض اور کینہ کا مرض تھا وہ بھی ضعیف معلوم ہوتا ہے اُس کا اندازہ اس طرح کرتا ہوں تو اپنے دل میں اس سے ذرا بھی رنج نہیں پاتا اور خیال کر لیتا ہوں کہ اگر اپنی حالت آدمی دُرست کرلے تو کسی سے عداوت کرنے کی مہلت ہی نہ ملے اور دوسرے بھی اس سے عداوت نہ کریں اور اگر کریں تو اُس کا ضرر نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ کسی کی عداوت کا اثر دین پر تو پڑ نہیں سکتا اور دُنیا اُس نے خود چھوڑ دی۔

غصہ کا مرض تھا اس کا کچھ اندازہ نہیں ہوا کیونکہ غصہ کرنے کا موقع پیش نہیں آیا البتہ ایسا تو ہوتا ہے کہ مسجد میں بعضے لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں وہاں آکر سوتے ہیں کھانا کھاکر مسجد کو خراب کرتے ہیں اکثر اذان بے وضو کہہ دیتے ہیں اور بہت سی شرعی غلطیاں کرتے ہیں تو اُس پر غصہ آتا ہے اور جی چاہا کرتا ہے کہ ان کو منع کردوں مگر غور کرنے سے اور ایک آدھ مرتبہ ایسا کرنے سے ایسا معلوم ہوا کہ اس میں اپنا باطنی ضرر ہے کہ ایسا کرنے سے قلب مکدر معلوم ہوتا ہے اور پھر ذکر کرنے سے وہ تکدر رفع ہوتا ہے اس لئے میں حتی الوسع کسی کو کچھ نہیں کہتا خیال کر لیتا ہوں کہ آخر مجھ پر امر کرنا فرض ہے ہی نہیں دوسرے یہ مسائل ایسے نہیں کہ عام لوگ نہ جانتے ہوں بس یہ خیال رہتا ہے کہ تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔ مذکورہ بالا امراض کے متعلق یہ عرض ہے کہ اس کا قلع قمع نہیں ہو گیا ہے بلکہ ضعیف معلوم ہوتے ہیں چنانچہ احیاناً اُن کا تقاضا بھی ہوتا ہے مگر اس پر عمل نکرنے کی ہمت کرتا ہوں اور کامیاب ہوتا ہوں اور یہ بھی عرض ہے کہ کیا اتنی جلدی بھی یہ امراض جاتے رہتے ہیں یا یہ بھی کوئی نفس و شیطان کا کید ہے۔

تحقیق۔ مغلوب ہوئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جاتے ہی رہیں گے۔ تربیۃ حصہ ششم ص ۲۵

کبر کا علاج

حال۔ کبر کا مرض اب بھی بہت ستاتا ہے گو اس سے بچنے کی بہت کوشش کرتا ہوں اور اس کے اقتضاء پر عمل نہیں کرتا۔ اگر احیاناً ہو جاتا ہے دل پہ سخت بھینچ ہوتی ہے اور استغفار کرنے سے تسکین معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ تبلیغ دین کا علاج کرتے رہیے انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔

تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص ۲۷

سوال۔ ایک سوال معروض خدمت یہ ہے اس کے جواب سے بھی سرفراز فرمائیں۔ فتوح الغیب میں تحریر فرماتے ہیں تواضع کی حقیقت میں ہو ان لایلقی العبد احدا من الناس الا رای لہ الفضل علیہ اور آگے فرماتے ہیں خواہ جاہل ہو یا فاسق ہو یا کافر ہو کسی سے اپنے کو بہتر نہ سمجھے۔ سو اولاً تو یہ عرض ہے کہ بندہ نے جو اپنے آپ کو دیکھا تو میرے اندر بالکل یہ صفت نہیں پائی جاتی۔ سو نہایت ادب کے ساتھ استدعا ہے کہ حضور

بندہ کے واسطے دعا فرماویں اور کوئی آسان تدبیر ایسی تحریر فرماویں جس سے بسہولت یہ صفت حاصل ہو جاوے اور کبر و عجب کا نام نہ رہے ثانیاً یہ گذارش ہے کہ تواضع کا مقتضا تو یہ ہے کہ ہر ایک کو بہتر سمجھا جاوے اور اس کے ساتھ نرمی کیجائے اور بغض فی اللہ کا مقتضا یہ ہے کہ عاصی کو برا سمجھا جائے اور اس پر سختی اور خفگی کیجائے سو دونوں کیسے جمع ہوں۔

جواب۔ اچھا برا سمجھنا درجہ احتمال میں کافی ہے یعنی یہ سمجھے کہ گو اس وقت ظاہراً یہ شخص ہم سے کمتر ہے لیکن ممکن ہے کہ اسی وقت اس کے باطن میں کوئی خوبی ہم سے زیادہ ہو یا مآل میں یہ ہم سے اچھا ہو۔ پس اسکا یہ اثر ہوگا کہ اپنے کو یقیناً افضل نہ سمجھے گا اور دفع کبر کے لئے اتنا کافی ہے اور اس طرح سے احتمالاً کسی کو اچھا سمجھنا مستلزم نرمی والفت کو نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ جس شخص کا مآل میں ہم سے اچھا ہونا محتمل ہو بالفعل اس کی کوئی ایسی حالت ہو کہ اس پر نظر کر کے شریعت سے ہم اس کو مبغوض رکھنے کے مامور ہوں تو ان دونوں میں کیا تنافی ہوئی اور اس احتمال کا استحضار عجب و کبر کو دفع کر دے گا فقط۔ تربیۃ حصہ ہفتم ص۱۰

حال۔ جو لوگ کہ شریعت کے خلاف کرتے ہیں وہ میری نظر میں حقیر معلوم ہوتے ہیں حالانکہ میں اس کو برا سمجھتا ہوں۔

تحقیق۔ طبعاً حقیر معلوم ہونا کبر نہیں البتہ عقلاً اتنا سمجھ لیجئے کہ شاید یہ شخص کسی خاص حالت کے اعتبار سے عند اللہ مجھ سے افضل ہو۔ بس دفع کبر کے لئے اتنا کافی ہے۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص۳۳

حال۔ جب کوئی شخص جس میں کوئی عیب ہوتا ہے سامنے سے گذرتا ہے تو اسکی حقارت کا خیال ہو جاتا ہے۔ لیکن بفضل خدا فوراً دل سے آواز آتی ہے کہ تم سے تو اچھا ہے۔ تم میں فلاں عیب ہے۔

تحقیق۔ یہ مجاہدہ مطلوبہ ہے۔

حال۔ احقر میں یہ عیب نظر آتا ہے کہ دوسرے کا احسان پیش نظر نہیں رہتا اور اپنا معمولی احسان بھی مدنظر رہتا ہے۔

تحقیق۔ اگر اس کے اقتضاء پر عمل نہ ہو کچھ حرج نہیں۔

حال - دوسرے یہ کہ جب کوئی شخص میری طبیعت کے خلاف کرتا ہے تو نفس احقر پر غالب آجاتا ہے اور اس سے خواہ مخواہ تنفر ہو جاتا ہے یہ بھی سخت عیب ہے، دُعا فرمادیں

تحقیق - دُعا کرتا ہوں مگر درجۂ طبعی تک ملامت نہیں اس کے مقتضاء پر عمل نہ ہو۔

تربیۃ حصہ ہفتم صــ ۳۸

حال - الحمد للہ اب بیس ہزار اسم ذات اور تین پارہ قرآن مجید ہوتا جاتا ہے بعض روز ایسی حالت ہوتی ہے کہ شاید کسی مسلمان صادق الیقین کی نہوتی ہو باجبر و اکراہ تمام اوراد و نماز تہجد ادا کیجاتی ہے بلکہ اکثر تاخیر ہو جاتی ہے اور کسی روز اس کے برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ فارغ البال سے فارغ البال کو یہ اطمینان و سرور نہ حاصل ہوگا۔ چونکہ حضور کے فیض و مطالعہ تربیۃ السالک سے اس امر کا تیقن ہو گیا ہے کہ حق تعالیٰ کی مصلحت ہے جس طرح چاہیں رکھیں لہذا پریشانی نہیں ہوتی ہاں یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ یہ قبض کہیں شومی اعمال سے نہوتا ہو اور مجھے سالکوں کے قبض و بسط کی فکر ہے اُس وقت سوا استغفار کے اور حضور کچھ نہیں سوجھتا۔ ذکر کے وقت خصوصاً اور عموماً ہمہ وقت حضور کی صورت مبارک کا خیال رہتا ہے اور کبھی نہیں زیادہ تر اُن اوقات میں رہتا ہے جن اوقات کو غلام بسط سے تعبیر کرتا ہے (اور جو کچھ ہو واللہ اعلم امراض باطنیہ میں غلام بجد مُبتلا ہے مثل کبر اگر کوئی تعریف کرے تو اچھا معلوم ہوتا ہے اور اگر کچھ بُرائی کرے تو گراں گذرتا ہے اور کبھی دونوں باتوں پر غصہ معلوم ہوتا ہے اور غصہ کے مرض میں بھی غلام مُبتلا ہے۔ اے ماں باپ سے کہیں زیادہ شفقت کرنیوالے طبیب (اور میری جان اور ماں باپ دونوں قربان ہوں) اس سرتاپا مریض کے لئے دُعا فرمادیں جو اپنی حالت کا اظہار بسبب کم علمی و کم فہمی کے کما حقہ نہیں ادا کر سکتا ؎

وداع و وصل جداگانہ لذتے دارد　　　ہزار بار برو صد ہزار بار بیا

تحقیق - اگر ان تغیرات میں آپ کے قصد و اختیار و قدرت کو کچھ دخل نہیں یعنی عمل اختیاری میں کوئی کوتاہی نہیں ہوتی اور معصیت کا اختیار سے صدور نہیں ہوتا تو اِن تغیرات سے کچھ غم نہیں اور اگر اختیار کو بھی کچھ دخل ہے تو اُس کا تدارک آپ کے ہاتھ میں ہے میں کیا کر سکتا ہوں اس نکتہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھئے نفع عظیم ہوگا۔ تربیۃ حصہ ہفتم صــ ۴۶

حال - جناب کی ہر تدبیر اور ہر تحقیق جو کہ میری نسبت جناب نے فرمائی ہے بالکل درست ہے

میں نہایت ہی خبیث طبیعت کا آدمی ہوں خداوند کریم میرے خبث سے اپنی تمام خلقت کو بچائے اور مجھے اس سے نجات دے۔ میری حالت بیحد خطرناک ہے خدا اپنے نبیؐ کے واسطے سے میرے بد اخلاق کی اصلاح فرمائے اور مجھ کو نور ایمان سے اٹھائے میں اپنے نفس سے بیحد تنگ ہوں بجز بدی کے اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا ہوں میں اس مہینے کے ختم ہونے کے بعد حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہونگا۔

تحقیق۔ میرے پاس آنے سے گو ظاہراً سمجھتے ہو کہ علاج ہوگا مگر اس کو میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا اس سے علاج نہوگا۔ تمہارا نفس چونکہ چھوٹی جگہ علاج کو گوارا نہیں کرتا اسلئے اپنے نزدیک بڑی جگہ ڈھونڈھتا ہے اور یہ عین مرض ہے تم کو حکیم صاحب و خواجہ صاحب یعنی دونوں سے تذلل کے ساتھ علاج کرانا چاہیئے اسطرح سے کہ اپنے جتنے عیوب معلوم ہیں وہ بھی کہدو اور جتنے وہ سمجھیں اُن میں تکذیب اور تاویل مت کرو اور ہر طرح سے اطاعت کرو جب یہ دونوں صاحب مجھکو لکھدیں کہ ہم ان کا علاج کر چکے تو کسر مٹانے کیلئے یہاں آنا۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص۴۷

حال۔ حسب ہدایت والا تبلیغ دین بیان اخلاق ذمیمہ کا مطالعہ کرتا ہے مگر وجداناً تکبر معلوم ہوتا ہے حالانکہ طلباء کا جوتہ اٹھا لیا کرتا ہوں ملنے والوں سے سلام میں ابتدا بھی کرتا ہوں خواہ ادنیٰ ہوں خواہ اعلیٰ۔

تحقیق۔ پھر تکبر نہیں اور جو اثر وجداناً معلوم ہوتا ہے اُس کے مقتضا پر عمل نہ کرنے سے اُس کا بھی ازالہ ہو جاوے گا اور جب تک زوال نہ ہو وہ قابل ملامت نہیں۔

حال۔ غصہ بھی بہت زیادہ پریشان کئے رہتا ہے ہر چند کہ نفس کو کہتا ہوں کہ خدائے جل شانہ کی مشیت سے ایسا ہوا تو اس پر غصہ کرتا ہے گویا اللہ جل شانہ پر اعتراض کرتا ہے کہ اپنی خواہش کی خلاف ہونے سے غصہ ہوتا ہے مگر کچھ فرق نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق۔ بس یوں ہی سمجھاتے رہیئے اور اُس کے مقتضا پر عمل نہ کیجئے انشاء اللہ تعالےٰ اُس کا بھی ازالہ ہو جاوے گا۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص۵۷

حال۔ بحضور فیض گنجور حضرت مولانا و مرشدنا ادام اللہ ظلکم العالی بعد سلام مسنون و آداب آنکہ بفضلہ تعالیٰ بندہ اینجا بہمہ وجوہ بخیریت ست بالفعل از نگاشتن عریضہ مقصود ایں ست کہ از عرصہ طویلہ در مرضے مبتلا ہستم و در فہم خود بعد تتبع و تلاش کبر قرار دادہ است چونکہ ایں

مرض دیرینہ است واصل ست جملہ معاصی صغیرہ وکبیرہ ازیں جہت از حال خود اطلاع دادم برائے ایں ناکارہ نسخہ تجویز کردہ شود تا ازالۂ مرض مہلک باشد چوں بخلوت نشستہ بغور تتبع کردم سبب ہمہ مرضہا آنکہ دریں ناکارہ اندکبر یافتم وایں داعیہ راسخ شد کہ ہمہ مرضہا ازیں متفرع میشوند اکنوں اُمید دارم بغور ملاحظہ عریضہ ہذا از تجویز نسخہ اطلاع فرمایند۔

تحقیق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کدامی وقت انشاء اللہ تعالیٰ از زبانی گفتگو طے خواہد شد فی الحال ایں خلق را مذموم دانند و بر مقتضائش عمل نہ کنند و اگر زلت واقع شود فوراً استغفار نمایند سر دست ہمیں قدر کافی ست و دُعا ہم میکنم۔

حال۔ آج کل احقر کی دینی حیثیت سے بہت خراب حالت ہو رہی ہے اگرچہ احقر اس کی اصلاح میں ہر وقت کوشاں رہتا ہے۔

تحقیق۔ دُعائے خیر کرتا ہوں کام میں لگے رہئے اور معاصی سے بچئے اس کے بعد خواہ کچھ بھی حالت ہو بیفکر رہیئے۔

تربیۃ حصہ پنجم ص۹۱

حال۔ حالت اپنی یہ ہے کہ اکثر کاموں کے انجام دینے میں یہ خوف رہتا ہے کہ کہیں اس میں تکبر نہ ہو جس شخص پر نظر پڑتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تو تکبر نہیں ہے اور مجھ میں ہے کفار پہ نظر پڑتی ہے تو فوراً سوائے اس کے دل میں نہیں آتا ہے کہ اگرچہ یہ کافر ہیں مگر جو کچھ انکی حالت ہے اُنھوں نے ظاہر میں بھی ویسی ہی بنا رکھی ہے غرضکہ اُن کا ظاہر و باطن یکساں ہے اور میرے دل میں کچھ ہے اور ظاہر صورت کچھ اور ہے اس لئے میں اُن سے بدتر ہوں علاوہ ازیں یہ خیال خوب جم گیا ہے کہ کوئی شخص دُنیا میں ایسا نہیں ہے جو اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہو اور سب کے خلاف میں ایسا کمینہ ہوں کہ اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہوں لہذا میں دُنیا میں سب سے بدتر ہوں کوئی مجھ سے بدتر نہیں ہے۔ سب کو سلام کرنے میں سبقت کرتا ہوں اکثر اوقات دل چاہتا ہے کہ کفار کو بھی سلام کر لیا کروں سب سے نرمی سے بات چیت کرتا ہوں قلب پر خود بخود ایک ہیبت سی رہتی ہے ہر شخص کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہوں پہلے یہ خیال ہوا کرتا تھا کہ اہل کمال کے پیچھے ہی نماز پڑھنی چاہیے مگر اب اس کے خلاف کسی کے پیچھے نماز پڑھنے میں عار نہیں ہوتی اگر کبھی سخت مجبوری میں محلہ کی مسجد میں جبکہ کوئی اور نہ ہو نماز پڑھانی پڑتی ہے تو زبان سے آواز بہت آہستہ نکلتی ہے خوف کے مارے آواز بلند نہیں ہوتی اپنا وہی شیوہ ہے کہ جہاں جاتا مسجد میں وہاں جوتے

سیدھے کر دینا اور پانی لوٹوں میں بھر دینا اور جھاڑو اگر موقعہ ہوا تو دیدینا بعض موقع پر بعض لوگوں سے میں نے پیر دابنے کے لئے عرض کیا مگر کوئی منظور نہیں کرتا کسی پر حقارت کی نظر نہیں پڑتی۔

تحقیق۔ مبارک ہو خدا تعالے کا فضل ہو گیا چونکہ معالجہ ضرورت کی چیز ہے اور وہ ضرورت رفع ہو گئی اب یہ معالجہ چھوڑ دیا جاوے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحت مستحکم ہو گئی اب اسی حالت سابقہ کا اعادہ کر لیجئے وہی مجلس وہی ختم وہی ۔

حال۔ غیر مسلم لوگ اور وہ لوگ جو ظاہراً ڈاڑھی نہیں رکھتے ہیں ان سب کا چہرہ بعض اوقات تو نہایت محبوب معلوم ہوتا ہے اور اکثر ان سب کے چہروں پر نظر کرنے سے صاف بس یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان سب نے تواضعاً یہ حالت اپنی بنالی ہے اور یہ سب اپنے کو حقیر و ذلیل ظاہر کر رہے ہیں اور میں ایسا خبیث ہوں کہ ظاہراً صورت تو ایسی بنائی ہے اور دل میں تکبر بھرا ہوا ہے اس لئے یہ اللہ تعالے کے نزدیک مقبول اور میں مردود ہوں۔

تحقیق۔ اس خیال کا منشا غلبۂ حال سوء ظن بنفسہ ہے مگر اعتقاداً اس خیال کو صحیح نہ سمجھا جاوے۔

حال۔ جو کوئی اپنے کو اچھا کہتا ہے تو بہت گراں گذرتا ہے ناواقف لوگوں میں سے کوئی تو مجھے مولوی کہدیتا ہے کوئی طالب علم کہدیتا ہے اور نیک تو اکثر لوگ سمجھتے ہیں اس سے طبیعت سخت متوحش ہے اور یہ سمجھ میں آتا ہے کہ لوگوں کا یہ گمان اس ڈاڑھی اور لباس کی بدولت ہے لہٰذا ان دونوں میں ایسی تبدیلی کیجاوے کہ جس سے لوگ برا سمجھنے لگیں بعض وقت تو دل چاہتا ہے کہ ڈاڑھی منڈادوں اور انگریزی لباس پہن لوں تاکہ سب لوگ نفرت کی نظر سے دیکھیں بغیر ان کے میرا پیچھا نہ چھوٹے گا۔

تحقیق۔ یہ اثر اوسی غلبۂ حال کا ہے اس میں کمال یہ ہے کہ حال پر ورع غالب رہے یعنی حال کے اس اقتضاء پر عمل نہ کیا جاوے یہ مجاہدہ عظیمہ ہے اور ایسے حال کا اتباع دلیل کم ہمتی کی ہے کہ مغلوب ہو گیا۔

حال۔ حسب الحکم حضور والا سب کام چھوڑ دیئے ہیں بس پانچ وقت کی نماز اور تہجد کو چند رکعت پڑھ لیتا ہوں۔ قرآن مجید نصف پارہ یا کبھی ایک پارہ تلاوت کر لیتا ہوں چلتے پھرتے

کرتا ہوں مگر بہت کم وقت ذکر زبان سے جاری رہتا ہے اکثر باتوں میں جھوٹ جاتا ہے

تحقیق ۔ بس اب پہلا ہی طریقہ اختیار کر لیا جاوے جیسا اوپر لکھ چکا ہوں ۔

حال ۔ وقت کا زیادہ حصہ اس خیال میں گذرتا ہے کہ میرے اندر تکبر بھرا ہوا ہے میں نہایت ہی نالایق اور دُنیا میں سب سے بدتر شخص ہوں بعض وقت تو یہ دل چاہتا ہے کہ مجھے موت آجاتی تو اچھا ہوتا میری زندگی سے تو موت بہتر ہے ۔

تحقیق ۔ اسکا استحضار قصداً اب ضروری نہیں رہا بلا اضطرار جتنا ہو جاوے کافی ہے ۔

حال ۔ ذکر جہر کو دل ترستا ہے ۔

تحقیق ۔ کیجئے اور مزے لیجئے ۔

حال ۔ یہ تو پکا عہد کر لیا ہے اور اس پر بفضلہ تعالےٰ ابتک عمل بھی کیا ہے کہ کسی سے کوئی پابندی دین کے متعلق نہ کہوں گا خواہ کوئی شخص کیسا ہی خلاف کام کرتا رہے اپنی پچھلی نالایق حرکتوں سے توبہ کرتا رہتا ہوں آیندہ کے لئے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ ہرگز کبھی کسی سے یہ نہ کہوں گا کہ یہ کام کرو اور یہ نکرو مجھے کسی سے کچھ مطلب نہیں ۔

تحقیق ۔ ہاں چندروز یعنی جب تک آپکا مُربّی اجازت نہ دے ایسا ہی کیجئے ۔

حال ۔ اس بات کا خیال آکر بہت افسوس ہوتا ہے کہ میں نے ذکر اللہ کی قدر نکی اگر ذکر کی قدر کرتا تو کسی سے کچھ واسطہ نہ رکھتا کچھ قدر نہونے کی یہ بھی وجہ ہوئی کہ ذکر کسی دن ناغہ نہ ہوا تھا اس وجہ سے ناغہ کے افسوس سے واقفیت نہ تھی اب قدر نعمت بعد از زوال کا لطف حاصل ہوا ؎

مزہ وصال کا کیا گر فراقِ یار نہو نشہ کی قدر نہیں اس میں گر خُمار نہو

تحقیق ۔ یہ بھی ایک حکمت ہوئی ۔ تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۴۳

ریار کا علاج

حال ۔ کبر سے زیادہ ریار کا زور ہے یعنی گو کوئی عبادات میں قصداً ریار کیلئے نہیں کرتا مگر اگر کوئی شخص اثنائے نماز یا اثنائے ذکر میں آجاتا ہے تو اُس وقت ریار کا اثر معلوم ہوتا ہے گو ہمت کر کے اُس کو دفع کرتا ہوں اور نفس پر لعنت کرتا ہوں کہ کم بخت اس عبادت کی قیمت بس تو یہی سمجھتا ہے تو یہ محنت ہی بیکار گئی ۔

تحقیق ۔ تبلیغ دین کا علاج نافع ہوگا ۔ تربیۃ حصہ ششم مطبع دوم صـ ۲۷

حال - ہاں ایک بات یہ ہے کہ نماز یا ذکر کے شروع کرنے سے پہلے یہ بھی وسوسہ نہیں ہوتا کہ کاش کوئی دیکھ لے - بلکہ تنہائی میں جو تھوڑی بہت یکسوئی ہوتی ہے اگر کوئی دیکھ لیتا ہے تو وہ بھی جاتی رہتی ہے لوگوں کو ذلیل وحقیر سمجھنے کا مرض تھا وہ بحمد اللہ بہت ہی ضعیف ہے - اعتقاداً تو کسی کو ذلیل سمجھتا ہی نہیں مگر اب طبعی بھی اثر ہو جاتا ہے کہ کسی کو اپنے نفس کے سوا ذلیل نہیں سمجھتا اگر کسی کا کوئی فعل بُرا دیکھتا یا سُنتا ہوں تو اوّل تو اُس فعل کی وجہ فاعل کی ذلت ذہن میں آتی ہی نہیں اگر آتی بھی ہے تو نفس کو جواب دے دیتا ہوں کہ تو نے اس کا بس یہی فعل دیکھا ہے اور افعال کی تجھے کیا خبر ممکن ہے یہ اور افعال کی وجہ سے مقبول عند اللہ ہو اور اگر یہ بالکل ذہن ہی میں نہیں آتا تو یہ تو آہی جاتا ہے کہ ممکن ہے کہ عند اللہ اخیر وقت میں یہ مقبول ہو جائے اور نفس سے کہتا ہوں کہ کم بخت تجھے کسی کے معاملہ سے کیا غرض تو اپنی خبر لے کسی کے گناہ میں تو پکڑا نہ جائے گا اور کسی کے مقبول ہونے سے تیری نجات نہو گی اس معاملہ سے یہ اثر ہوا کہ کسی کے حال دیکھنے یا سُننے کی توجہ نہیں ہوتی اور ہوتی ہے تو بہت کم - یہ ہے بندہ کے اخلاق رذیلہ کا حال جو بلا تکلف و بلا ترتیب ذہن میں آگیا - بغرض اصلاح و دعائے خیر و توجہ ظاہری و باطنی عرض کر دیا اور یہ جو کچھ ہے حضور کی توجہ کا ہی اثر ہے جس کا شکریہ ادا ہونا محال ہے اور حضور سے بہت کچھ اُمید بندہ کو ہے - خدائے تعالیٰ پورا فرمائے - اور اخلاق حسنہ کے متعلق یہ عرض ہے کہ یہ میرا خیال ہے کہ اخلاق رذیلہ اور اخلاق حسنہ میں ضد ہے جسقدر اخلاق رذیلہ دور ہوں گے اخلاق حسنہ قریب قریب خود بخود ذرا سی توجہ و محنت سے پیدا ہو جائیں گے -

تحقیق - بالکل ٹھیک ہے - تربیۃ حصہ ششم رُبع دوم صـ ۲۸

لڑکوں سے محبت کا مذموم ہونا

حال - حضرت بعضے لڑکے ہندو کے ایسی فرمانبرداری اور خدمت کرتے ہیں کہ اُن سے دل بہت خوش ہوتا ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ اُس کو نفع پہنچ جائے اور اس کے ساتھ قلب کو محبت سی معلوم ہوتی ہے اور جی میں یہ دُعا کرتا ہوں کہ یا اللہ یہ مسلمان ہو جائے تو بہت اچھا ہے کہ عذاب آخرت سے محفوظ رہے مگر اس کا اظہار کسی طرح مصلحت نہیں اور بعض وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ معلوم نہیں اللہ تعالےٰ نے کیا بات اس میں ایسی رکھی ہے جس سے اُسکو

کفر کی حالت میں پیدا کیا ہے اور اس مصلحت کو خیال کر کے دل پریشان ہو کر رہ جاتا ہے کہ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست ۔ مگر معلوم نہیں کیوں دل بار بار اس کی خیر خواہی کو چاہتا ہے ۔ یہ حالت محض اس کے اخلاق کی وجہ سے ہے اور ادب و تمیز کے سبب سے حضرت کیا بات ہے ۔ اس میں نفس کی شرارت تو نہیں ہے ۔

تحقیق ۔ اکثر ہوتی ہے ۔ اسی لئے بالغ خلیق و مؤدب کے ساتھ وہ بات نہیں ہوتی جو لڑکوں کے ساتھ ہوتی ہے اگر صرف اخلاق سبب ہوتا تو دونوں جگہ مشترک ہیں ۔

تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص۴۳

کبر کی علامت

حال ۔ الحمد للہ جملہ حالات قابل شکر ہیں ہر بن موے اللہ کا حامد ۔ اور حضور کا شاکر ہوں سکون و جمعیت میں ترقی ہے آزادگی یہ کیفیت ہے کہ کسی ثواب کی بھی پرواہ نہیں حضور کی بدولت خودی نوابی حاصل ہے ہر رگ و جوڑ بالکل آسودہ و مستغنی ہو گئے ۔ مگر اس میں ایک شان کبر معلوم ہوتی ہے نعوذ باللہ من ذلک ۔

تحقیق ۔ کبر اور چیز ہے اُس کا امتحان یہ ہے کہ اگر آپ کی کوئی تعظیم نہ کرے تو آپ کو غصہ آوے اور اُس کے درپے ہو جاویں ۔

تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص ،،

کبر و غضب و غیبت کا علاج

حال ۔ جب سے والا نامہ آیا بحمد اللہ ناغہ کی نوبت نہیں آئی ۔ ۱۲ تسبیح کے بعد ، ہزار اسم ذات شب میں اور ۳ ہزار دن میں معمول ہے ۔ گذارش یہ ہے کہ مثلاً لا الہ الا اللہ پڑھتا رہا جب ذرا سی توجہ نہ ہوئی تو بجائے اُس کے اسم ذات زبان سے ادا ہونے لگا ۔ اسی طرح اور اجزاء کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا تھا ۔ کل دن کو بالقصد فرصت کے اکثر اوقات میں کلمہ شریف سر اُکھتا رہا تو رات بجائے (۲) تسبیح کے (۳) تسبیح سے زاید کلمہ شریف کا ذکر ہوا بلا ارادہ گویا زبان رُکتی ہی نہ تھی ۔ اور نظر بد سے ابتک بچنا دشوار اور سخت دشواری پیش آتی تھی اور اب آسانی سے نگاہیں نیچی ہو جاتی ہیں اور کبر تو بہت ہی ہے مگر اب بخلاف سابق کے خلاف طبع بات پر طبیعت بہت جلد گرم ہوتی ہے لیکن سکوت و ضبط سے کام لیتا ہوں ۔ اُمیدوار دُعا کا اور علاج کا ہوں کہ یہ اصل و راس الخطایا کبر دور ہو جاوے مطابق ارشاد عالی تربیۃ السالک دیکھ رہا ہوں اور حضرت کے مواعظ بھی دیکھتا ہوں

جس سے ایک حظ وافر اور ایک حد تک اپنے مرضوں میں نمایاں کمی پاتا ہوں۔ کیا عرض کروں آنے جانے والوں کی وجہ سے غیبت میں بھی ابتلا ہو جاتا ہے گو اس کے لئے ہمت کر کے بہتوں کو آنے سے منع بھی کر دیا ہے لیکن بڑوں کو منع نہیں کیا جاتا جب وہ لوگ باتیں نکالتے ہیں خود میں بھی غیبت کر بیٹھتا ہوں بعد کو ندامت ہوتی ہے۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ مجموعی حالت اچھی ہے ذکر میں جو معاملہ لکھا تھا اُس میں کچھ حرج نہیں مقصود ہر حال میں محفوظ ہے۔ کبر کا علاج استحضار اپنے عیوب کا اور استحضار اپنے ذنوب کا اور عظمت حق کا ہے اس کے تکرار سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ مغلوب ہو جاوے گا۔ اور طبیعت کا گرم ہو جانا یہ ایک بات ہے یہ غضب ہے اسکا علاج اس امر کا استحضار ہے کہ جس طرح یہ شخص ہمارا خطا وار ہے ہم حق تعالیٰ کے خطا وار ہیں اگر وہ ہم سے اس طرح انتقام لینے لگے تو کہاں ٹھکانا ہے۔ بس جس طرح ہم اپنے عفو کو پسند کرتے ہیں اس کے ساتھ بھی ہم کو یہی معاملہ مناسب ہے۔ غیبت کا سلسلہ شروع ہونے کے وقت سب سے بہتر یہ ہے کہ وہاں سے کسی بہانہ سے اُوٹھ جائیں اور پھر بھی لغزش ہو جاوے تو ہر غیبت پر دو رکعت صلوٰۃ توبہ کا التزام انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہوگا۔

حال۔ بندہ کے معمولات اور حالات بدستور ہیں۔

تحقیق۔ اللّٰہم بارک۔

تربیۃ حصہ ہفتم صـ۲۰

حب دُنیا کا علاج

حال۔ مجھکو کوئی ایسی دُعا بتائیے کہ جس کے پڑھنے سے دُنیا کی اُلفت میرے دل سے نکلجائے اور عقبیٰ کیطرف دل کا میلان ہو جاوے فقط۔

تحقیق۔ نرے پڑھنے سے کیا ہوتا ہے اس کی تدبیر تو یہ ہے کہ میرے مواعظ کا مطالعہ کرو اور عمل کرو فقط۔

تربیۃ حصہ ہفتم صـ۲۷

تقاضا نفس سے بچنے کا علاج

حال۔ اکثر لوگوں کے حالات بعد علالت اچھے ہو جاتے ہیں مگر میری یہ حالت ہے کہ بعد علالت بدکاری بدنگاہی اور زنا کی خواہش ہوا کرتی ہے۔

تحقیق۔ غیر اختیاری خواہش سے جبکہ اس سے باختیار لذت نہ لیجاوے گناہ نہیں ہوتا۔

حال ۔ الحمد للہ کہ اس وقت تک بچا ہوا ہوں اور خدا نے فضل کیا تو بچا رہوں گا مگر نفس میں اس قسم کا جو تقاضا ہوتا ہے اُس سے بعض اوقات نہایت سخت اُلجھن ہوتی ہے اور بعض اوقات لطف و لذت حاصل ہوتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ میرے حال پر رحم فرماوے حضور میرے لئے دُعا فرماویں اور کوئی دُعا یا تدبیر ایسی تجویز فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس تقاضائے نفس سے مجھکو محفوظ اور مصئون رکھے ۔ آمین ثم آمین ۔

تحقیق ۔ استحضارِ عقاب اور دُعا اور التجا ۔ فقط

حال ۔ بہرحال حضور کی دُعا کا خواہشمند ہوں اور کسی ایسے وظیفہ کا جو ہمیشہ کے لئے مجھ کو ان بُری خواہشات سے محفوظ رکھے ۔

تحقیق ۔ تعجب ہے کہ ابتک اس کا تعلق آپ وظیفوں سے سمجھتے ہیں ۔ میرے رسائل دیکھنے والوں اور چندے پاس رہنے والوں سے یہ عجیب ہے ۔ فقط تربیۃ حصہ ہفتم ص ۲۹

آثارِ شوخیٔ نفس

حال ۔ ایک عادت یہ خراب ایسی پڑ گئی ہے جو کہ بہت تکلیف دہ ہے بلکہ حضور کو بھی لکھتے ہوئے شرم آتی ہے وہ یہ اکثر لوگوں کے نقصان پر نفس کو مسرت ہوتی ہے جیسے کوئی شخص چلتی ہوئی ریل پر چڑھے اور گرنے لگے تو یہ جی چاہتا ہے کہ وہ گر پڑے ۔

تحقیق ۔ یہ نفس کی شوخی ہے مگر جب عقلاً اُس کو بُرا سمجھا جاتا ہے تو مضر نہیں ۔

حال ۔ جب کبھی خدائے تعالیٰ کی رحمت کا ذکر آتا ہے یا رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ کا ذکر آتا ہے تو سارے جسم میں ایک قسم کی پھُریری سی آجاتی ہے اور تھوڑی دیر کے لئے عجیب حالت ہوتی ہے جس کو میں تحریر میں لانے سے قاصر ہوں ۔

تحقیق ۔ شکر کیجئے ۔ فقط تربیۃ حصہ ہفتم ص ۳۳

شہوت پرستی کا علاج

حال ۔ خیال باطلہ متعلق شہوت باکثرت ہوتے ہیں آج اس قسم شہوت کے گناہ میں مبتلا ہوگیا ہوں بعد فراغت جو پریشانی و پشیمانی طبیعت کو لاحق ہوئی میں ہی جانتا ہوں اُسی وقت توبہ بالخصوص دو رکعت توبہ ادا کی اور استغفار بکثرت کر رہا ہوں مگر چین نصیب نہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایمان سے خارج ہوگیا ۔ حضرت التجا ہے کہ غلام کی دستگیری فرمائی جاوے ورنہ میں ہلاک ہوگیا باوجود وسعت ارض کے تنگ معلوم ہوتی ہے دل بیقرار ہے

کوئی علاج ایسا فرمائیے جس سے تلافی سبق و زجر مابعد ہو جاوے بفرمودہ حضور کے علاج بھی کر رہا ہوں نیز دعا فرماویں کہ اللہ پاک نور ایمان عطا فرماوے اور گذشتہ گناہ معاف فرماوے۔

تحقیق ۔ سبحان اللہ کیا خوش کن خط بھیجا ہے اختیاری مرض کا مجھ سے تدارک پوچھا جاتا ہے اور تدارک بھی تسلی کا۔ کیوں صاحب آگ میں خود ہاتھ دیکر کسی طبیب کو خط نہ لکھا کہ کوئی تدبیر سکون کی بتلاؤ۔ میرا جی نہیں چاہتا کہ ایک حرف بھی لکھوں۔ تربیۃ حصہ ہفتم ص ۵۹

معاصی اختیاریہ کا علاج

حال ۔ اس وقت باعث تصدیعہ ضروری یہ ہے کہ کل یعنی منگل کے دن سے احقر کی حالت دس بجے دن سے خراب ہو گئی ہے اس سے قبل جو ایک قسم کا ذوق و شوق اور ایک طرح کی دل میں سوزش تھی اور اس سے طبیعت بھی بہت خوش رہتی تھی وہ سلب ہو گئی اور اب معاصی کی جانب طبیعت رغبت کرتی ہے اور تین مرتبہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب بھی ہوا ایکے میں اس وجہ سے بیحد پریشان ہوں للہ کچھ علاج فرمائیے مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے اور مجھکو مردود ہونے کا بھی خیال آتا ہے کہ خدا نہ کرے نعوذ باللہ میں راندہ درگاہ ایزدی ہو گیا مجھکو کل سے بیحد درجہ کی پریشانی ہے للہ بہت جلد کچھ علاج فرمائیے میں تباہ ہوا جاتا ہوں اور اپنی حالت پر افسوس بھی بہت ہوتا ہے کل سے اطاعت خداوندی میں دل بھی نہیں لگتا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں جناب کو کل سے اسوجہ سے اطلاع نہ کر سکا کہ یہ بات قانون کے خلاف ہے کہ ایک ہفتہ میں دو پرچے دئیے جاویں مگر مجبور ہو کر جب اس کے علاوہ کوئی چارہ بن نہ آیا تو جناب ہی کو اطلاع کرتا ہوں للہ کچھ تجویز فرماویں زیادہ بجز پریشانی اور افسوس کے کیا عرض کروں اور میرے لئے دعائے علم و عمل و اصلاح ظاہر و باطن فرماویں۔

تحقیق ۔ نسخہ کے اجزاء۔

نمبر ۱۔ اپنے ارادہ و ہمت سے افعال اختیاریہ میں کام لینا۔
نمبر ۲۔ جب کوئی لغزش ہو نفس پر بیس رکعت نفل کا جرمانہ۔
نمبر ۳۔ تربیۃ السالک کا مطالعہ۔
نمبر ۴۔ لاحول کی کثرت بہ نیت اپنے عجز اور درخواست حفاظت۔

نمبر ۵۔ بلا ضرورت کسی سے نہ ملنا اور نہ بولنا۔

نمبر ۶۔ میرے پاس بیٹھنے کے لئے کوئی وقت نکالنا بجز وقت بعد عصر اور ہمراہی راستہ کے کہ ان دو وقت میں مجھکو گرانی ہوتی ہے اور یہ بھی اس طریق میں طالب کو مضر ہے اور اس قانون میں ضرورت کی حالت کا استثنا بھی اسی جگہ لکھا ہے۔ تربیۃ حصہ ہفتم صـ ۶۳

آثارِ ریا

حال۔ بحمد اللہ تعالیٰ جناب کے صحبت برگزیدہ کی برکت سے اللہ کے نام لینے کی توفیق ہوئی جاتی ہے جسکا چرچا آبا و اجداد میں بھی نہ تھا گو نام کسی شریف النسب قوم کی طرف منسوب ہیں۔

تحقیق۔ یہ موہم ہے افتخار و اظہار شرافت کا اس کی اس مضمون میں کیا ضرورت تھی یہی دقائق ہیں ریا کے۔ تربیۃ حصہ ہفتم صـ ۶۴

فضول گوئی کا علاج

حال۔ بندہ کی حالت ناگفتہ بہ ہے کہ فضول گوئی اکثر ہو جاتی ہے بارہا قصد کیا کہ آئندہ بلا ضرورت کلام نہ کرونگا مگر افسوس کہ ابتک کامیابی نہ ہوئی اس کے متعلق دعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ توفیق عطا فرمادیں و نیز معالجہ مرض ہذا سے مطلع فرمائیگا۔

تحقیق۔ علاج یہ ہے کہ ہاتھ میں ہر وقت تسبیح رکھئے اور یوں سمجھئے کہ میرا اصلی کام ذکر ہے اس سے کوئی وقت خالی نہ جانا چاہئے۔ اس طریق سے خود ہی بات کرنے کو جی نہ چاہیگا کہ اس کو اصلی کام میں مخل پایا جاوے گا۔ اور اگر اس پر بھی کوئی فضول سرزد ہو جاوے اسی وقت چار رکعت نفل بطور جرمانہ کے ادا کیجاویں اور نفس کو خطاب کیا جاوے کہ جب ایسی حرکت کریگا یہی مشقت تجھپر ڈالوں گا اور دعا بھی کرتا ہوں۔ تربیۃ حصہ ہفتم صـ ۸۲

ریا میں قصد شرط ہے

حال۔ ہر جمعہ کو صلوٰۃ التسبیح معمول ہے آج دو تین جمعے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ صلوٰۃ التسبیح ہر جمعہ کو پڑھنے سے آدمی ریاکار سمجھیں گے۔ چنانچہ ایک شخص نے مجھکو کہا بھی کہ ہر جمعہ کو صلوٰۃ التسبیح پڑھنا شائبہ۔ ریا کا ہے اس دن سے دل میں عار سی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن بفضل خدا بدستور ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ صلوٰۃ التسبیح میں مجھکو بہت ذوق و شوق معلوم ہوتا ہے اب تفتیش یہ ہے کہ ایسی حالت میں جمعہ کے روز چھوڑ کر۔ دوسرے روز پڑھنا مناسب ہے یا جمعہ ہی کے روز مناسب۔

تحقیق۔ تبدیل کی حاجت نہیں۔ ریا نیت سے ہوتی ہے عمل سے نہیں ہوتی۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۱۰۶

مجلس سوء سے پرہیز کرنا

حال۔ ایک بات قابل دریافت ہے جو اکثر واقع ہوتی ہے کہ دو تین شخص جمع ہونے سے بعضے قصے کہانی کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں گو فحش تو نہیں مگر لایعنی ضرور ہے جب سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جی چاہتا ہے کہ وہاں سے فوراً اٹھکے چلا آؤں لیکن اس خیال سے نہیں اٹھتا ہوں کہ متکلم کو قطع کلام کی وجہ سے دلشکنی نہ ہو اور خود دل میں اللہ اللہ کا ورد رکھتا ہوں کیا ایسا ہی کروں۔ یا اُٹھکے چلا جاؤں گو دلشکنی ہو۔

تحقیق۔ دوسرے کی دلشکنی سے اپنی دین شکنی زیادہ قابل احتراز ہے لہذا اٹھ جانا چاہئے

تربیۃ النور ص ۴

عبث سوال سے بچنا

سوال۔ حضور کا مزاج مبارک کیسا ہے اور مراد آباد میں حضور نے فرمایا تھا کہ چھوٹی پیرانی صاحبہ کا عزم حج کا ہے اُس کے بارہ میں کیا ہوا۔ اور رمضان شریف میں قرآن پاک حضور ہی پڑھیں گے یا اور کوئی صاحب فقط۔

جواب۔ میں خیریت سے ہوں باقی آپ نے دو امر دریافت کئے ہیں۔ حج کے متعلق اور میرے قرآن مجید پڑھنے کے متعلق۔ ان سوالوں کی اگر کوئی غایت ہے تو ان غایات کی تعیین کیجئے۔ اور اگر کوئی غایت نہیں تو سوال عبث ہوا اور عبث کا جواب ضروری نہیں لوگ اس کو باب اصلاح میں داخل بھی نہیں سمجھتے فقط۔

النور ص ۴۰۸

امارد سے محبت کا علاج

حال۔ اب بھی یہ خیال تھا کہ خانقاہ میں رہنے کا انتظام ہو جائے تو لکھوں مگر ایک جدید پریشانی پیش آجانے کی وجہ سے طبیعت میں آمادگی پیدا ہو گئی پہلے تو اپنی اسی حالت پر پریشان رہتا تھا اب نئی پریشانی یہ پیش آگئی کہ ایک طالبعلم سے محبت ہو گئی۔ مجھ سے کوئی ڈیڑھ سال سے وہ پڑھتا ہے پہلے طبیعت پر ذرا بھی اثر نہ تھا مگر غالباً دو تین مہینے سے مجھکو پتہ چلا کہ محبت بھی ہو گئی ہے جب تک کہ شک رہا اُس وقت تک تو میں نے کوئی علاج نہیں کیا لیکن جب یقین ہو گیا تو میں نے اُس کو دوسری درسگاہ میں بٹھا دیا کہ

سبق پڑھکر وہاں چلا جایا کرے کچھ تو اس سے سکون ہوا مگر شفا نہ ہوئی بلکہ چند روز کے بعد جب محبت کا غلبہ ہوتا اتفاق سے وہ بیمار ہوجاتا اور مجھکو چند روز تک اُس کو نہ دیکھنے سے سکون ہوجاتا مگر کچھ روزوں سے کسی طرح سکون نہیں ہوتا اُس کو دیکھنے کا قلب میں زیادہ تقاضا تو بحمد اللہ نہیں اور میں قصداً اکثر اوقات میں نگاہ بچائے بھی رہتا ہوں مگر بےچینی بہت ہے ہر وقت اُسی کا خیال رہتا ہے کتنی ہی کوشش کرتا ہوں مگر اُس کا خیال نہیں ٹلتا اگر بجز اس کے کہ اُس کے اسباق اپنے پاس سے الگ کروں اور کوئی تدبیر شفا کی نہ ہو تو میں مہتمم صاحب سے درخواست کروں وہ صرف ...... (نام اسباق) میں شریک ہے ایک گھنٹہ کے اسباق ہیں میں اس کی درخواست کروں کہ مدرسہ سے میرا ایک گھنٹہ کم کردیا جائے اور اس میں اور کسی سے ان اسباق کو پڑھوا لیا جائے ان اسباق کے پڑھانے میں میری یہ حالت ہوتی ہے کہ قلبی تقاضا یہ ہوتا ہے کہ زیادہ نفع جماعت میں اُس کو پہونچے اور اُس پر کسی حالت میں سختی کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا ہے لیکن ضرورت پڑتی ہے تو مجبور ہوکر سختی کرتا ہوں اور دل اندر سے بہت دُکھتا ہے اور یہ کیفیت ہوتی ہے کہ بعد میں اُسے تسلی دینے اور خوش کرنے پر مجبور رہتا ہوں اَب میرے لئے جو مناسب ہو اُس پر عمل کروں اس کے ساتھ ہی اُن امور کو بھی پیش کئے دیتا ہوں جو میرے خیال میں محبت کا سبب ہوئے۔ ۱ میں نے اُس کو قابل سمجھکر اُس کے پڑھانے میں زیادہ کوشش اور کاوش کی۔ ۲ اپنے گھر میں کے ساتھ کچھ رنجشوں کی وجہ سے محبت کم ہوجانا میں پہلے اُس کی محبت کو بُرا سمجھتا تھا اَب معلوم ہوا کہ وہ میرے لئے وقایہ تھی اور تین سی ۳ ذکر کی پابندی نہ ہوتا۔ میری نظر میں اسوقت اور کوئی سبب نہیں ہے حضرت مجھکو اس مہلکہ سے نکالئے فقط

تحقیق۔ میں نے جو قاعدہ انتظام قیام خانقاہ برائے پابندی ذکر کے جواب میں لکھا ہے اس سے اس پریشانی کا بھی فیصلہ معلوم ہوگیا ہوگا ذرا غور کیا جاوے گا تو سمجھ میں آجاویگا مگر بقدر ضرورت تصریح بھی کئے دیتا ہوں وہ یہ کہ پیشہ تو ٹھیرا تعلیم کا اور اُس میں سابقہ ٹھیرا ہمیشہ اطفال سے اور اطفال غیر متناہی بمعنی لا تقف عند حد سو اگر ایک کی یہ تدبیر کرلی تو قطع نظر دوسرے مفاسد کے جو اس تدبیر میں ہیں مثلاً اپنا اظہار حال غیر مربی پر جس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے کہ معاصی کے اظہار سے منع کیا گیا ہے اور مقدمات معاصی

بھی ایسے احکام میں ملحق بالمعاصی ہیں کیونکہ دوسرے شخص کو مقدمات کے اعتراف سے فوراً ہی سوءِ ظن پیدا ہو جاوے گا اور یہ بھی ایک حکمت ہے نہی عن اظہار المعصیت میں البتہ مربی و مصلح اس سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ کشف عورت غیر طبیب کے سامنے حرام ہے اور طبیب کے سامنے جائز دَلَّ مَنْ تَنَبَّهَ لهذا التفصیل فی معنی الحدیث اور مثلاً ایقاع دوسرے کا اسی فتنہ میں کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ایک شخص کسی کی محبت سے خالی الذہن ہے پھر کسی نے جب اپنی محبت کی اُس کو اطلاع دی تو اُس کو بھی اب التفات ہو گیا اُس کے محاسن کی طرف اور اس التفات سے وہ بھی اُس فتنہ میں مبتلا ہو گیا تو یہ **اطلاع ہی** سبب بنا دوسرے کے واقع فی الفتنہ کرنے کا۔ والتسبب للمعصیۃ بدون الضرورۃ معصیۃ اور مثلاً محبوب کو رسوا کرنا کہ خود اُس کی بھی ممانعت آئی لحدیث من عشق فعف وکتم فمات فہو شہید گو حدیث متکلم فیہ بھی ہے لیکن دوسرے قواعد شرعیہ بھی اُس ممانعت کے لئے کافی ہیں کہ کسی کو رسوا کرنا ظاہر ہے کہ جائز نہیں بہر حال اس میں اس قسم کے مفاسد ہیں مگر ان مفاسد سے قطع نظر بھی کر لیجاوے تو ایک کے لئے تو یہ تدبیر کر لی اور اگر بلا اختیار بقیہ میں سے کسی دوسرے کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہو گیا کیونکہ قلب پر تو اختیار نہیں تو اُس کیلئے بھی کیا یہی تدبیر کرو گے اور اگر تیسرے کے ساتھ یہی قصہ ہوا تو کیا ہو گا تو کیا سارے متعلمین کو حذف کر دو گے پھر تعلیم کسکو دو گے ہاں ایسے شخص کو خود حیثیتہ معلمی ہی کا ترک کرنا اگر ممکن ہو (بشرطیکہ اُس میں کوئی اور مصلحت ضروریہ فوت نہو جس کا فیصلہ اپنے مصلح کے مشورہ سے ہو سکتا ہے) تو جیسا میں نے اُوپر لکھا ہے یہ سب سے اسلم ہے لیکن اسی سے ملابست رکھتے ہوئے تو یہ تدبیر عام نہیں ہو سکتی اس لئے اُسی قاعدہ مذکورہ سے کام لینا چاہئے کہ بڑھاؤ اور معصیت سے بچو مثلاً اپنی طرف سے بقصد التذاذ کلام کرنا ہاں عام خطاب سبق میں ہو مضر نہیں اِسی طرح اُس کے سوال کا جواب بقدر ضرورت وہ بھی مضر نہیں اور مثلاً اُس کی طرف نظر کرنا باقی میلان ورجحان بلا اختیار اُس کی طرف ہو وہ معصیت نہیں بلکہ اُس کے اقتضاء پر عمل کرنے سے نفس کو روکنا مجاہدہ ہے اور اصلاح نفس میں معین اور نفس کی تمرین ہے ؎

شہوت دنیا مثال گلخن ست — کہ ازو حمام تقوی روشن ست

سو یہ امر غیر اختیاری مضر نہیں لیکن بعض اوقات مبتلا کی کم ہمتی سے یہ بھی مفضی الی المعصیت

ہوجاتا ہے اور بعض اوقات گو مفضی الی المعصیت نہیں ہوتا مگر مفضی الی المرض الجسمانی ہو جاتا ہے اس لئے اسکا بھی تدارک کرنا اصلح ہے وہ تدارک یہ ہے کہ جب اُس کی طرف کیفیت رجحان کا غلبہ ہو فوراً یہ امر مستحضر کرلیا جاوے کہ جب یہ شخص مرلیگا آب وتاب تو فوراً ہی سلب ہوجاوے گی تو اس وقت کی آب وتاب محض عارضی وعاریتی وناپائدار ہے اس قابل نہیں کہ اس کی طرف التفات کیا جاوے پھر جب قبر میں رکھیں گے دو ہی چار روز میں تمام لاش پھٹ کر اُس میں کیڑے اور پیپ پڑجاویں گی اور جب ایک حالت ہونے والی ہے تو اُس کا اعتبار اور اُس سے اثر لینا بھی ضروری ہے جیسا عاقل آدمی جب کسی جرم کا ارادہ کرتا ہے تو یہ سوچکر کہ انجام اسکا جیلخانہ ہے اور گو وہ اُسوقت نہیں مگر ابھی سے اُسکو کالواقع والحاضر سمجھ لیتا ہے اور اُس سے باز آتا ہے اس بنا پر اس حالت کائنہ آئلہ کو ابھی پیش نظر کرلے گویا اُس کی لاش ابھی سڑگئی گل گئی اس میں ابھی کیڑے پڑگئے ہیں اس نقشہ کو اُس کے لئے ابھی سے تصور کرلیا کرے انشاء اللہ تعالےٰ چندہی روز میں کشش وبیتابی دُور ہوجائے گی دوسری طرف ذکر میں تصور کرے کہ سب غیر اللہ دلسے نکلگیا ایسے مُبتلا کیلئے ذکر کا جو طریقہ نافع ہے وہ تکشف ج ۱ ص ۱۷ میں لکھا ہے اُس پر عمل کیا جاوے انشاء اللہ تعالےٰ اس امر غیر اختیاری سے بھی نجات ہوجاوے گی اور بی بی سے تعلق بڑھانا اس کا معین ہوگا فعلیک بہ واللہ الموفق اور یہ امر بھی قابل تنبیہ ہے کہ اگر بالفرض اس امر غیر اختیاری سے نجات میں توقف ہو تو گھبرائیں نہیں کیونکہ یہ مقصود نہیں تبرعاً لکھدیا اصل مقصود وہی معاصی سے بہ تفصیل بالا بچنا ہے جو کہ اختیار میں ہے گو توقف ترتب ثمرہ مذکورہ سے جسم کو یا نفس کو تکلیف ہو تو اُس تکلیف کو برداشت کرنا چاہیئے ع کیں بلائے دوست تطہیر شماست ؛ میں اپنے نزدیک بتوفیق الٰہی اس اُلجھی ہوئی حالت کو پورے طور سے سمجھا چکا اب قدر کرنا اور عمل کرنا طالب کا کام ہے۔

پھر اُن صاحب نے دوسرا مضمون پیش کیا جو ذیل میں مع جواب منقول ہے

حال۔ عرض آنکہ حضرت نے ایسی حالت میں دستگیری فرمائی کہ میں بالکل حیران وپریشان تھا عقل کچھ کام نہ کرتی تھی ہر حالت ایسی اُلجھی ہوئی تھی کہ اُس کا سلجھانا بہت دشوار معلوم ہوتا تھا بلکہ بعض حالت تو لاعلاج معلوم ہوتی تھی حضرت کو اطلاع دینے سے قبل میں نے خانقاہ سے باہر پابندی ذکر نہ ہونے کے متعلق جہانتک غور کیا بس یہی سمجھ میں آیا کہ

اس کا علاج خانقاہ ہی میں رہنے سے ہوگا اور کسی طرح یہ بے ضابطگی رفع نہ ہوگی اور اس حالت میں اطلاع کرنے کے متعلق بھی یہی خیال ہوتا تھا کہ جب اس وقت پابندی نہیں ہو سکتی تو حضرت کو اطلاع دینا حضرت کو تکلیف دینا ہے ابتلاء بالنعرام کے متعلق تو حضرت کی تجویز کردہ علاج جو کہ مطبوع ہو چکے ہیں اُن میں سے اکثر کے دیکھنے کے بعد یہ رائے مستقین ہو گئی تھی کہ اُس کا علاج سوائے علیحدگی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا حضرت کو اطلاع دونگا تو حضرت بھی یہی تجویز فرمائیں گے چنانچہ میں نے اس پر اس قدر عمل بھی کیا تھا کہ مہتمم سے یہ کہکر کہ مجھکو اِن اسباق میں دقت ہوتی ہے اِن اسباق کا دوسرے مدرس کے اسباق سے مبادلہ کرالیا تھا مگر جب وہ لوٹ کر پھر میرے پاس آگئے تو اس وقت علیحدگی کی بس یہی صورت ہو سکتی تھی کہ مدرسہ سے اپنا وقت کم کروں اور اُس پر بغیر حضرت کی رائے کے جرأت نہو سکی تب حضرت کو اس کی اطلاع کی بس معلوم ہو گیا کہ گو کسی حالت کا کوئی علاج بالبداہتہ معلوم ہوتا ہو پھر بھی بغیر شیخ کی رائے کے اُس پر عمل نکرے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اپنی حالت اور اُس کے علاج کو دوسرے کی حالت اور اُس کے علاج پر قیاس نہ کرے ؎

کار صعبست مبادا کہ خطائے بکنیم
مدد از خاطر رنداں طلب ایدل ورنہ

تحقیق۔ واقعی یہی بات ہے۔

حال۔ اَب احقر نے ذکر شروع کر دیا ہے بعد مغرب تا اذان عشاء ذکر اسم ذات کرتا ہوں فی الحال اخیر شب میں اکثر آنکھ کھل جاتی ہے جس وقت آنکھ کھل جاتی ہے اُسی وقت بیٹھ جاتا ہوں وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی تو ہمت ہوتی نہیں ویسے ہی ذکر نفی و اثبات بطریق مندرجہ تکشف جلد اول ص۱۷ شروع کر دیتا ہوں۔

تحقیق۔ بارک اللہ نماز تہجد بعد عشاء پڑھ لیا کریں۔

حال۔ اَب پہلی سی بے چینی تو نہیں ہے لیکن اُسکا خیال کسی طرح دفع نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ ضرر ہی کیا ہے رُوحانی ضرر تو قصد و اختیار سے ہوتا ہے تو اس سے بچنا چاہیئے باقی غیر اختیاری امور سے جسمانی ضرر بعض اوقات ہو جاتا ہے تو اگر وہ مندفع نہ ہو نہ سہی باقی خفیف و ضعیف اور کبھی زائل وہ بھی ہو جاتا ہے مگر اس کا انتظار نہ چاہیئے۔

حال۔ حق تعالےٰ سے اُمید ہے کہ شاید یہ ابتلاء ہی سبب ہو جائے میری اصلاح کا۔

تحقیق۔ ہاں ایسا بھی ہوتا ہے۔

حال۔ اتنا فائدہ تو اس وقت بھی محسوس ہوتا ہے کہ اب میں اپنی اصلاح سے غفلت نہیں کر سکتا حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کے مرید کے مثل میرے اوپر یہ قلبی کھجلی مسلط کی گئی ہے۔

تحقیق۔ اس کی طرف التفات ہی نہ کیا جاوے نہ افناءً نہ ابقاءً۔ النور ص ۱۸

حال۔ ایک شب عشاء کو ایک آدمی میرے پاس آکر بیٹھا مجھے شبہ ہوا کہ شاید وہ لڑکا ہو جس کے پاس بھی میں بیٹھنا نہیں چاہتا ہوں اور صف اول چھوڑنے کو بھی جی نہیں چاہتا اس لئے خوب گھور گھور کر دیکھا کہ وہی ہے یا اور کوئی۔

تحقیق۔ یہ غلطی کی۔ التفات نہ چاہئے تھا۔

سوال۔ لیکن چونکہ میری نگاہ ذرا کمزور ہے اس لئے تحقیق نہ ہو سکی تاہم شبہ یہ پیچھے لگ گیا نماز کے بعد معلوم ہوا کہ وہی تھا تو ایسی تحقیق کیسی ہے۔

جواب۔ مضر ہے۔

سوال۔ نماز میں یا سبق میں اگر کوئی امرد پاس آکر بیٹھ جاتا ہے تو اگر دل میں سوچ کر کوئی عذر نکال سکتا ہوں تو وہاں سے ہٹ جاتا ہوں ورنہ شرم و اتہام کے خوف سے بہت تکلیف سے وہیں بیٹھا رہتا ہوں کیا کرنا چاہئے۔

جواب۔ اٹھ جانا چاہئے اور بہانہ کیا مشکل ہے ناک صاف کرنے کا بہانہ کافی ہے۔

النور ص ۱۲۹

حال۔ ابتدائے بلوغ سے امارد کی جانب میلان ہوتا رہتا ہے الحمد للہ کسی فعل بد کا وسوسہ تک بھی نہیں ہوتا اتنی بات ہے کہ کسی کی صورت نفس کو ذرا اچھی معلوم ہوئی تو اچانک نظر کے بعد مکرر نظر کا تقاضا ہوتا ہے حضرت کے مواعظ و تربیۃ السالک کے مطالعہ سے جو علاج ذہن میں آیا وہ یہ کہ ہمت کرکے نظر کو روکا جاوے اور قلب میں بھی بالاختیار خیال نہ لایا جاوے اس کو عمل میں لاتا ہوں الحمد للہ کامیابی ہوتی رہتی ہے جس سے اس قسم کا تعلق ہو جاتا ہے نہ اس سے بے ضرورت کلام کرتا ہوں اور نہ بالقصد دیکھتا ہوں اور ضرورت کے وقت بھی حتی الوسع نیچی نظر کر لیتا ہوں تقاضائے نفس کمزور پڑ جاتا ہے حتیٰ کہ قریب قریب بالکل معدوم ہو جاتا ہے لیکن پھر کسی اور صورت پر نظر پڑی اس سے یہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

علاج کرتا ہوں اللہ تعالےٰ شفا فرماتے ہیں مگر اصلی مرض نہیں جاتا اس سے پریشانی ہوتی ہے۔ کہیں خدانخواستہ آئندہ زیادہ رنگ نہ لاوے اور آخرت میں روسیاہی کی نوبت نہ آوے العیاذ باللہ۔ بیشتر بھی گاہ گاہ حضرت کو مطلع کرنیکا خیال ہوتا تھا لیکن موافق بعض ارقامات حضرت والا کہ اس مرض کا بس وہی علاج ہے اور کچھ نہیں تحریر کرنے سے رک جاتا تھا کیونکہ اس علاج سے تو کام لے رہا ہوں۔ لیکن اب یہ خیال ہوا کہ حضرت کو ضرور مطلع کرنا چاہئے کیا عجب ہے کہ کوئی اور طریقہ علاج نافع تجویز فرما دیں اور کم از کم دعا کی برکت تو ضرور حاصل ہوگی۔ اس مرض کے متعلق جو ذہن میں تھا عرض کر دیا اب حضرت سے درخواست ہے کہ طریقہ علاج تجویز فرما کر مشکور فرما دیں اور دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔

تحقیق۔ مادہ کا استیصال جب تک نہ ہو تجدید معالجہ کی ضرورت رہے گی اور استیصال کی کوئی تدبیر نہیں موسمی بخار کا نسخہ پینے کے بعد کیا پھر آئندہ فصل میں بخار نہ ہوگا وہ کونسی تدبیر ہے کہ صفرا ہی نہ پیدا ہو اور اگر ایسا کیا جاوے گا تو بہت سے منافع جو خلط صفرا سے متعلق ہیں وہ فوت ہو جاویں گے اسی طرح مادہ شہوانی میں بہت منافع ہیں۔ النور ص ۴۲ ۵

کبر وحسد وغیرہ امراض باطنہ کا علاج

حال۔ مگر اُن میں سے کبر۔ وحسد۔ وحرص۔ وریا۔ وطول امل۔ (جس کی وجہ سے غفلت وتسویف میں مبتلا ہوں) یہ پانچ مواد خبیثہ جنکو میں امہات الخبائث سمجھتا ہوں میرے اندر زیادہ غالب ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر اعمال میں کوتاہی پاتا ہوں مثلاً کبر وحسد کی وجہ سے کسی کی غیبت ہوگئی زبان سے کہی یا کان سے سُنی یا کسی کام کو کرکے عجب پیدا ہوگیا یا کسی کو نقصان پہونچگیا حرص کی وجہ سے کسی کی حق تلفی ہوگئی۔ طول امل سے غفلت وتسویف میں پڑکر امروز فردا کرتا رہا۔ ریا رکی تو یہ کیفیت ہے کہ کوئی کام ایسا نہیں ہوتا جس میں سب سے اوّل نفس کی غرض ملی ہوئی نہ ہو للہ کوئی تدبیر ان کے ازالہ کی اور ان کے اضداد کے تحصیل کی بھی ارشاد فرما دیجئے۔

تحقیق۔ جو اختیار میں ہے اس میں دعا کے ساتھ استحضار وہمت اور کوتاہی ہو جاوے تو استغفار ومعذرت اور جو اختیار میں نہیں اس میں دعا بس انشاء اللہ تعالےٰ کافی ہے۔

النور ص ۳۶

حُبِّ جاہ کا علاج

حال - امراضِ قلبی یعنی اخلاقِ ذمیمہ تو مجھ میں سب ہی ہیں جس کی وجہ سے مجھکو امامت کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے خصوص ایسے مقدس و با برکت مجمع میں۔

تحقیق - طبعاً ایسا ہی چاہیے مگر عقلاً یہ سمجھا جاوے کہ آپ نے از خود یہ کام نہیں کیا بلکہ دوسروں کی طرف سے سپرد کیا گیا ہے اور بروئے حدیث اس میں آپ کی منجانب اللہ اعانت ہوگی اور اعانت خداوندی سے اہلیت کو تخلف ہو نہیں سکتا پس یہ بھی اسباب صلاحیت سے ہے۔ النور ص۳۶

حال - روپیہ پیسہ کی حرص کم ہے اور یہ پہلے سے ہے البتہ پہلے اتنی بات تھی کہ ترقی مراتب اور عہدہ کی خواہش بہت بڑھی ہوئی تھی اب اس میں کسی قدر کمی ہے۔

تحقیق - الحمد للہ اور بھی کمی کرنا چاہیے جس کی تدبیر اسکا سوچنا ہے کہ اس میں بجز اس کے کہ لوگوں کی نظر میں عزت زیادہ ہو اور کیا نفع ہے اور یہ محض ایک خیالی چیز ہے واقعی نفع کچھ نہیں۔ النور ص۱۰۴

حال - حضرت مولانا و مرشدنا دامت برکاتکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ گذارش یہ ہے کہ (۱) (اجعلنی فی عینی صغیرا و فی اعین الناس کبیرا) یہ دعا مناجات مقبول میں ہے بوقت تلاوت (و فی اعین الناس کبیرا) کو خالی الذہن ہو کر پڑھتا تھا اور یہ خیال ہوتا تھا کہ حالت تو ایسی ابتر اور لوگوں کی نظر میں بڑا معلوم ہونے کی حضرت حق سے دعا کروں کل یہ خیال پیدا ہوا کہ جب حضور سرور کائنات صلعم نے تعلیم فرمایا ہے تو اس میں مصالح و حکم ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کو بھی دعا پسند بھی ہوگی [عہ]

اگر طمع خواہد ز من سلطان دیں
خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

دنیا میں بھی کوئی مالک شفیق یہ نہیں چاہتا کہ میرا غلام لوگوں کی نظر میں ذلیل و خوار رہے اب یہ جی چاہتا ہے کہ اس دعا کو مع ملاحظہ معنے کے پڑھا کروں چونکہ ایسی دعا میں نفس کو بھی لذت آتی ہے اور وہ لوگوں کی نظر میں بڑا بننا چاہتا ہے اور کمترین میں ایسی استعداد نہیں کہ امتیاز کر سکے کہ یہ خطرہ رحمانی ہے یا نفسانی لہذا حضور والا میں عرض رسا ہوں حسب معمول پڑھا کروں یا معنے کا بھی تصور کیا کروں کمترین کا طبعی مذاق یہی ہے کہ گم نام رہوں کوئی امتیازی حالت نہ ہو۔

[عہ] غور کرنے سے سمجھ میں بھی آتے ہیں ۱۲ منہ

تحقیق۔ نہایت مبارک مذاق ہے اور اس دعا کی حقیقت اس مذاق کے خلاف نہیں اور اس حقیقت کا سمجھنا موقوف ہے حکمت جاہ کے سمجھنے پر اور وہ یہ ہے کہ جاہ خود مقصود نہیں بلکہ ذریعہ ہے دفع مفسدہ کا اور وہ مفسدہ اذیت خلق ہے اسکا دافع جاہ ہے کہ وہ مانع ہوتا ہے ظالموں کی دست درازی سے پس اصل مقصود یہ ہے کہ اذیت عوام وحکام سے محفوظ رہے تاکہ بلاتشویش مشغول طاعت رہ سکے پس اس معنے کے تصور سے دعا کرنا نہ خلاف مذاق ہوگا نہ نفس کو اس میں بڑے بننے کی لذت ہوگی۔ النور صـ ۵۰۱

حال۔ جب کوئی شخص مجھسے دعا کے لئے کہتا ہے تو حضرت حق میں یوں عرض کرتا ہوں کہ یا اللہ میں تو کسی لایق نہیں یہ آپ کی بندہ نوازی ہے کہ آپ نے اِن کے دل میں وقعت پیدا کردی جس سے انہوں نے مجھ سے دعا کے لئے کہا اِس کے بعد دعا کردیتا ہوں۔

تحقیق۔ بجائے وقعت کے حسن ظن مناسب ہے اور البعد عن المفاسد اور بندہ نوازی کے ساتھ ستاری بھی کہا جاوے کہ اس میں استحضار ہے اپنے عیوب کا۔

حال۔ (۵) مگر جب قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس کا مقصد برآیا تو عقیدت بڑھ جائے گی تو دعا کرنے میں جی نہیں لگتا۔

تحقیق۔ یہ بھی اثر محمود ہے مگر بتکلف دعا میں اس نیت سے جی لگانا چاہئے کہ بندگان خدا کی خدمت ہے اور یہ خدمت طاعت ہے۔ النور صـ ۵۱۲

حال۔ بعض مرتبہ جب جاہ اور کبر کا خیال آتا ہے اور اپنے اندر ان دونوں مرضوں کو موجود پاتا ہوں دل میں نادم بھی ہوں۔ پریشان بھی ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں کہ الٰہی مجھے ان دونوں مرضوں سے نجات عطا فرما۔ اَب حضور اقدس کی خدمت میں عرض ہے کہ ان دونوں بیماریوں کا علاج فرمادیں۔

تحقیق۔ داعیہ تو معصیت نہیں باقی اِن کے مقتضا پر عمل کرنا نکرنا یہ اختیاری ہے مکلف تو صرف اسی قدر کا ہے کہ مقتضا پر عمل نکرے لیکن اگر خلاف مقتضا پر عمل کرے اور زیادہ اقوی وانفع ہے۔ النور صـ ۵۴۸

حال۔ معروض یہ ہے کہ فقیر کے اندر حب جاہ ہے یعنی دل یوں چاہتا ہے کہ لوگ میری

تعریفیں اور ثنائیں بیان کیا کریں اور میری قابلیت کا اعتراف کریں اور معتقد ہو جائیں حتیٰ کہ ہر طرف لوگوں کے سامنے قابل تعظیم ہونے کو دل چاہتا ہے چنانچہ اگر کوئی شخص میری تعریف کرے تو دل میں ایک فرحت اور خوشی ہوتی ہے اور اگر بجائے تعریف کوئی مذمت کرے یا خاموش رہے تو یہ نفس پر نہایت ناگوار گذرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید اس شخص کو میرے کمالات کا علم نہیں گو یہ خواہش ابتداءً غیر اختیاری ہوا کرتی ہے مگر انتہاءً اختیاری ہے اس میں امتداد ہوتا جاتا ہے البتہ بعد تنبیہ کے بہت کوشش کرتا ہوں کہ یہ خیال دل سے نکال دوں اور بسا اوقات تشخیص بھی ہو جاتا ہے کہ یہ حب جاہ اور کید نفس ہے مگر تاہم اکثر اوقات اپنی کوشش میں ناکام رہا کرتا ہوں لہٰذا نہایت مودبانہ گذارش ہے کہ بندہ کے لئے مرض مذکور کا علاج ارشاد فرماویں اور اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ بندہ کے جملہ امراض باطنہ کا ازالہ فرمائیں۔

تحقیق۔ ہر علاج میں مجاہدہ کی ضرورت ہے یعنی داعیہ نفس کے ذم کا استحضار اور اس داعیہ کی عملی مخالفت۔ اس مرض کا علاج بھی مرکب ہے انہی دو جزو سے اول اس رذیلہ کی جو مذمتیں اور وعیدیں وارد ہیں ان کا ذہن میں حاضر کرنا بلکہ زبان سے بھی اُن کا تکرار کرنا بلکہ ان مضامین سے اپنے نفس کو زبان سے خطاب کرنا کہ تجھکو ایسا عقاب ہونیکا اندیشہ ہے اسی کے ساتھ اپنے عیوب کا استحضار اور نفس کو خطاب کہ اگر لوگوں کو ان رذائل کی اطلاع ہو جاوے تو کتنا ذلیل و حقیر سمجھیں تو یہی غنیمت سمجھ کہ لوگ نفرت و تحقیر نہیں کرتے نہ کہ اُن سے توقع تعظیم و مدح کی رکھی جاوے اور عملی جزو یہ ہے کہ مداح کو زبان سے منع کر دیا جاوے اور اس میں ذرا اہتمام سے کام لیا جاوے سرسری لہجہ سے کہنا کافی نہیں اور اس کے ساتھ ہی جو لوگ ذلیل شمار کئے جاتے ہیں ان کی تعظیم کی جائے گو نفس کو گراں ہو اس پر عمل کرکے ایک ہفتہ کے بعد پھر اطلاع دیجاوے۔

النور صفر ۶۲

ایک طالب کے خطوط

(پہلا خط) خاکسار کو اجازت تعلیم و تلقین کی مولانا ...... صاحب کے طریقہ میں اول ایک بزرگ نے عنایت فرمائی تھی بعد کو مولوی .... صاحب مونگیری نے بھی اس کو جائز

رکھا اور سلسلہ قادریہ و چشتیہ نظامیہ کی نسبت کی طرف منسوب فرمایا خادم نے ہر چند اس کا اہل نہ سمجھکر انکار کیا لیکن اخیر میں حکم سے سرتابی نہ کر سکا۔

تحقیق - ان کے فرمانے سے واجب نہ ہوا تھا اس پر عمل نہ کرنا سرتابی نہ تھی صرف جواز ہوتا ہے جس پر عمل نہ کرنا بھی جائز ہے عمل سے بھی اپنی اہلیت کا دیکھنا ضرور تھا۔

حال - بلکہ خادم نے صاف صاف یہ لکھدیا تھا کہ مجھکو تعلیم کے متعلق حضرت کا نام سُنکر تعلق ہے اور اسکی ضرورت نہیں ہے اس پر وہ اور زیادہ شفقت فرمانے لگے اتفاق سے ایک دفعہ ان کے متوسلین کے ساتھ حاضری کا موقعہ مونگیر کا مل گیا تھا اور مولوی صاحب موصوف نے اس ناقص کو خلوت میں بلاکر بہت سے حالات باطنی اپنے بیان فرما کے میرے لئے دعا فرمائی اور یہ فرمایا اپنی ساری عمر میں صرف دو مرید پایا ایک کا وصال ہو گیا اور ایک کا نام نہ بتایا اور یہ فرمایا تیسرے تم آئے جو خالص اللہ کی طلب ہے اور میرا قلب کھچا جاتا ہے۔

تحقیق - مگر اس سے اہلیت مشیخت کی تو ثابت نہیں ہو سکتی۔

حال - الحمد للہ اپنے نفس کو اس تقریر کے بعد بھی ویسا ہی ذلیل پایا۔

تحقیق - اس سے بھی اہلیت مذکورہ نہیں ہو سکتی۔

حال - اور ان سب باتوں کو حضور کے لطائف دوسرے رنگ میں صادر ہونا سمجھتا رہا ہے۔

تحقیق - یہ بھی غلطی ہے بلکہ شیخ ثانی کو شیخ اول کا ایک لطیفہ سمجھنا چاہئے بشرطیکہ شیخ اول کامل ہو۔

حال - اور اس کو ایک ادنیٰ بات خیال کر کے حضور کے سامنے پیش نہ کیا۔

تحقیق - یہ تاویل صحیح نہیں اس کو کوئی شخص ادنیٰ نہیں سمجھ سکتا اور واقع میں بھی امر اہم ہے دوسروں کی تربیت کی ذمہ داری اور بلفظ دیگر اُن کے دین میں تصرف کرنا کیا معمولی بات ہے۔

حال - لیکن خادم کی حالت شروع سے یہ رہی ہے کہ کوئی بات حضور سے پوشیدہ نہ رہے اگر کچھ رہ گیا تو وہ ایسی ہے جو اپنی کم علمی کے باعث تحریر میں لا نہیں سکتا اور نہ اس کے الفاظ ملتے ہیں۔ لیکن اب کئی روز سے اس بات کا کھٹکا ہو رہا ہے کہ یہ

ایک قسم کا دھوکہ حضور ہے کہ اس کو ظاہر نہ کیا جاوے جب سے ان بزرگوں سے اجازت اِس کی ہوئی ہے ایک شخص کو اللہ کا نام پڑھنے کو بتا دیا ہے۔

تحقیق۔ اگر مجھ سے پوچھنا ضروری تھا تو اُس کا وقت بتانے سے پہلے تھا۔

حال۔ اور خادم کے نزدیک ان کی حالت اتباع اور پرہیز گاری میں اچھی ہے۔

تحقیق۔ پھر اس سے کیا ہوا۔

حال۔ ان کا ایک خط آج آیا ہے وہ اس کے ساتھ حضور کے ملاحظہ کے لئے رکھدیا ہے لیکن چونکہ اس امر کی اجازت حضور سے نہیں ہے اور اپنی اصلاح نفس کے سامنے خادم اس کو بہت حقیر جانتا ہے اس لئے دل کو اطمینان نہیں ہوتا کہ کہیں باعث وبال نہو۔ بلکہ اس عامی شخص کو اللہ کا نام بتلاکر اپنی نااہلی کا اتنا خوف ہوا کہ خادم نے اُن کو بلاکر صاف صاف یہ کہدیا کہ اس کے ہم اہل نہیں ہیں اور ان سے بہت روگردانی کی لیکن مولانا صاحب کے طریقہ کے لوگوں سے اُن کو پہلے سے رغبت تھی اور جن بزرگوں سے وہ عقیدت رکھتے تھے انہوں نے اسی ناقص کی طرف اُن کو رائے دی اور میرا نفس بھی مغلوب ہوگیا اس کی ہمت کرلی اب جو کچھ حضور جائز رکھیں گے اُسی پر عمل کرنے کی کوشش رہے گی انشاء اللہ۔

تحقیق۔ اب جبکہ آپ نے سلسلہ شروع کردیا میں کیا بتلاؤں اسی سلسلہ کے بزرگوں سے مشورہ لیجئے۔

حال۔ خادم کا ایک خواب اس شخص کے متعلق یہ ہوا کہ خادم نے ان کو اپنے بھائی کی بی بی بنتے اور لڑکا پیدا ہوتے ہوئے دیکھا اس وقت خادم کا ذہن اسطرف گیا کہ شاید ان کی اچھی حالت ہونے والی ہے۔

تحقیق۔ میں اس طریق میں خواب کو کوئی حجت ہی نہیں سمجھتا۔

حال۔ اور اب ان کا یہ خواب ہے خادم اس کے متعلق حضور پر ایک ذرہ بھی بار نہیں دینا چاہتا ہے محض تحقیق کے لئے اس کی ہمت کی ہے اور بقیہ امور میں بھی خادم کا یہ خیال ہے کہ جس جس کام کو اپنی ذمہ داری سے کرسکیں مطابق ہدایت حضور اس کے لئے تکلیف دینا گوارا نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ یہ ٹھیک ہے پھر مجھکو اس خواب کے اطلاع دینے سے کیا مقصود ہے میں

نے اچھی طرح پڑھا بھی نہیں۔

حال۔ اور یہ سب حضور کے قدم شریف و دعا کی برکت ہے۔

تحقیق۔ میری برکت سے کیا ہوتا ہے معاملہ کی درستی وصفائی ضروری ہے اگر آپ ان حضرات کے اس منصب کے اہل ہیں تب تو آپ کو مجھ سے تعلیم حاصل کرنے کی حاجت نہیں اور اگر تعلیم کا اپنے کو محتاج سمجھتے ہیں تو اہلیت کا گمان غلط ہے اور ان حضرات کے قول کو ماول سمجھنا ضرور ہے کہ کسی آیندہ زمانہ کے اعتبار سے بطور بشارت فرما دیا ہوگا اور یہ بھی تجویز کیجئے کہ دوسری شق پر اس نئے مرید کا کیا حشر ہوگا معاملہ کی بات ہے جواب صاف صاف ملنا چاہئے۔ نیز اس مرید کا کارڈ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس شخص کے پاس جوابی کارڈ بھیجا تھا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو خود پیر ہونے کی رغبت ہے اور مریدوں کو لپیٹتے پھرتے ہیں اور ان کو گھیرنا چاہتے ہیں ورنہ وہ آپ کے پاس جوابی کارڈ بھیجتا نہ کہ آپ کیا پیر ایسے ہی محتاج اور مرید ایسے ہی مستغنی ہوتے ہیں۔

دوسرا خط۔ حضور کے سرفراز نامہ سے اپنے عیوب کے پتے چلتے ہیں اور خادم اپنے نفس کو خودغرض اور طالب جاہ قرار دیکر اس کی اصلاح کی نیت رکھتا ہے اور ان مرید صاحب کو مندرجہ ذیل جواب لکھکر روانہ کرنیکا قصد ہے وہ یہ ہے۔ آپ کا کارڈ پایا حالات سے آگاہی ہوئی چونکہ خادم اپنے نزدیک اس کا اہل نہیں ہے اس لئے جناب مجھ سے بیعت توڑ ڈالیں اور جن حضرات سے آپ کو مناسبت ہو رجوع فرما دیں اور جو کچھ تکلیف آپ کو ہوئی ہو اس کو معاف فرما دیں خادم نے آپ کو یہ مشورہ دیا تھا آپ اپنے حالات سے مطلع فرماتے رہیں گے اور اس کے متعلق آپ نے آٹھ جوابی کارڈ مرحمت فرمائے تھے۔

تحقیق۔ کتنی بے ڈھنگی بات تھی ذرا غور تو کیجئے اول تو یہ واقعہ کس کو معلوم دیکھنے سے صاف خودغرضی کا شبہ ہوتا ہے دوسرے شیخ طالب ہو گیا کہ اول شیخ لکھا کرے اس کا جواب طالب دیا کرے کیا یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ شخص ابتداءً جوابی کارڈ بھیجتا اور آپ جواب لکھتے کیا یہ دین کی سبکی نہیں۔

حال اس کے تین خرچ ہو گئے اور بقیہ پیسے کارڈوں کے میری دوکان سے وصول کریں: اس کے متعلق میں نے اپنے گھر والوں کو بھی لکھ دیا ہے۔ باقی آئندہ سے مجھ سے کوئی تعلق نہ سمجھا جاوے اور اپنے برے بھلے کے آپ خود مالک ہیں اب مجھ پر اس کے

بعد کوئی بار نہ رہا اس لئے کہ مجھکو اس کام کے کرنیکی فرصت بالکل نہیں ہے اور نہ مجھکو جائز ہے

تحقیق - اس جملہ کے لکھنے کی کیا ضرورت ہے اس میں بھی نفس کی چال ہے کہ اپنی عدم اہلیت کا ایک گونہ اخفا ہے کہ اہلیت تو کسی قدر ہے مگر فرصت نہ ہونے سے معذوری ہے۔

حال - ان کو خط ابھی اس لئے نہیں لکھا کہ شاید کوئی الفاظ زائد درکار ہوں۔

تحقیق - سب ٹھیک ہے بجز ایک مضمون کے جس کی نسبت اوپر قریب ہی لکھا ہے۔

حال - اب خاکسار بہت عاجزی سے اپنے تقصیرات کی معافی کا خواستگار حضرت سے ہوکر ان امور میں بالکل بے التفاتی کی دعا کی استدعا کرتا ہے اور اس کے عمل کی کوشش بھی حتی المقدور خادم بہت ہی پابندی سے ادا کریگا۔ اپنی اصلاح نفس کے سامنے خادم ہزاروں کرامات کو دل سے نثار کرنے کو تیار ہے اللہ تعالے حال فرمادیں اور ان بزرگوں سے بالکل دل سے جدا ہوتا ہوں۔

تحقیق - جو شیخ انتقال فرما گئے اگر وہ اہل تھے ان سے تبری درست نہیں بلکہ مصلح متاخر کو ان کا ایک لطیفہ سمجھئے۔ البتہ جو بزرگ آپ کے شیخ نہیں ان سے ایسے تعلقات رکھنا خلاف طریق ہے۔

حال - اور جو حق نیک صالحین کا ہے اور امت محمدیہ کا بلا کسی عذر کے صرف اس کو جائز رکھیگا اور انشاء اللہ میل جول ہر قسم کا بلا اشد ضرورت بالکل ترک کرتا ہے۔ اسکے اہتمام کی طرف پہلے سے بھی کچھ کچھ التفات تھی لیکن اب انشاء اللہ تعالیٰ اسکی پوری پابندی کرے گا۔

تحقیق - ٹھیک ہے ایسا ہی چاہئے۔

حال - پچھلے خطوط ہمراہ اس عریضہ کے رکھدیا ہے۔

تحقیق - دیکھ لیا۔

حال - یہ عریضہ لکھنے کے بعد اور حضور کی خدمت شریف میں حاضری کے وقت جو کیفیت قلب کی تھی اگر حضور کی توجہ نہ ہوتی تو شاید آج شادی مرگ کی نوبت آجاتی۔

تحقیق - یہ انشراح یکسوئی کی برکات سے ہے۔

حال - لیکن حضور کے اس فرمان سے تکلیف ہوئی بیحد ندامت ہے اور معافی کا خواستگار ہے

تحقیق - سب معاف ہے۔

النور صـ ۳۹

نفسانی نگاہ سے بچّوں کو دیکھنا بھی گناہ ہے

سوال - جیسا بڑی لڑکی یا بڑے لڑکے کی طرف دیکھنا گناہ ہے اگر نفس خوش ہو۔ یہ دریافت کرنا ہے کہ ایسے ہی اگر چھوٹے بچوں کے دیکھنے سے نفس میں ایک قسم کی لذت ہو جن کی عمر سات آٹھ سال کی ہو اُن کو دیکھنا بھی ایسا ہی گناہ ہے یا نہیں۔

جواب - سات آٹھ برس کے بچے میں واقعی شبہ گناہ کا ہے۔ النور ص۴۵

غیبت کا علاج

حال - زبان اور کان کی حفاظت کے متعلق اب چند روز سے استحضار ہونے لگا ہے۔

تحقیق - الحمد للہ۔

حال - کسی کی شکایت حکایت کرتے یا سُنتے وقت اکثر تنبہ ہو جاتا ہے۔

تحقیق - الحمد للہ۔

حال - مگر بدون خلوت کے سننے سے خلاصی نہیں ہوتی۔

تحقیق - اگر خلوت کا اُس وقت اہتمام نہ ہو کسی بہانہ سے وہاں سے اُٹھ جانا چاہیے اور یا قصداً فی الفور اور کوئی مباح تذکرہ شروع کر دیا جائے تاکہ وہ قطع ہو جائے۔

حال - اگر کسی کی شکایت و حکایت (جو کہ غیبت ہو) سُننے کے وقت اپنے قلب میں اُس شخص کے فعل و قول کی تاویل حسن ظنی سے کر لیجائے تب بھی مضر ہے یا نہیں یعنی غیبت کا گناہ و وبال ہوگا یا نہیں

تحقیق - ہوگا - کیونکہ اُس متکلم کا فعل یقیناً غیبت ہے اور یہ اُس کا سُننے والا ہے البتہ غیبت کے ساتھ اُس کو جو سوء ظن کا بھی گناہ ہوتا اب تاویل کرنے سے اُس سے بچگیا۔

النور ص۴۷

حال - دو بڑے مرض یہ ہیں ایک زبان کا غیبت اور جھوٹ میں مبتلا رہنا دوسرے کھانا اندازے سے زاید کھایا جانا جو بے تعداد امراض ظاہری و باطنی کا سبب ہے اس سے پہلے اپنی طرف سے کوشش کر چکا ہوں لیکن رہائی نصیب نہیں ہوئی مگر اب اُمید ہو گئی ہے کہ جناب کے تجویز فرمودہ علاج و دُعا سے اللہ تعالیٰ رحم فرماویں گے اِن دو مرضوں کے ہاتھ سے سخت مصیبت اور ہلاکت میں ہوں۔

تحقیق - اول مرض کا علاج یہ ہے کہ بے سوچے ہرگز کوئی کلام نکیا جاوے اگرچہ بعض اوقات یہ بھی یاد نہ رہیگا کہ سوچکر بولوں مگر خیال رکھنے سے اکثر اوقات یاد رہیگا اور رفتہ رفتہ پھر انشاء اللہ تعالٰے ذہول نہوگا پس جب سوچکر بولا جاوے گا تو ہر کلام سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ اس کلام سے گناہ تو نہ ہوگا انشاء اللہ تعالٰے اس سے بہت کچھ اصلاح ہوجاوے گی اور دوسرا مرض اُسوقت مرض ہے جب شبع یعنی سیری سے بھی زیادہ کھایا جاوے اور سیری تک کھانا مباح ہے کچھ مرض نہیں سو اگر سیری سے زیادہ کھا لیا جاوے تو اسکا علاج بھی وہی سوچنا ہے کہ زاید سے ضرر ہوگا۔ پس اس سوچنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح ہوجاوے گی۔

النور ص۱۷۷

حال - خود کسی کی غیبت کرنے یا ذکر کرنے سے میری طبیعت رکتی ہے۔ مگر دوسرے لوگ بات چیت کرتے ہیں تو اُس میں بولنے کو طبیعت چاہتی ہے اور بولتی بھی ہوں۔

تحقیق - اول تو حتی الامکان اس کی احتیاط رکھیں، اور اگر کبھی بے احتیاطی ہوجاوے فوراً خوب توبہ کریں۔

النور ص۲۲۶

حال - گذارش آنکہ گذشتہ عریضہ میں احقر نے اپنے بعض امراض باطنہ کی اصلاح کی درخواست کی تھی جسکا طریق حضرت نے فرمایا ہے کہ ایک ایک مرض پیش کیا جاوے جب اسکا علمی فیصلہ ہوجائے اور عمل سے نفع کے آثار معلوم ہونے لگیں پھر دوسرا مرض پیش کیا جاوے وہکذا اھ اس لئے عرض ہے کہ احقر مرض غیبت میں مبتلا ہے غیبت کی حقیقت احقر کے ذہن میں یہ ہے کہ کسی کے پیچھے یا آگے ایسی بات کہنا جو اس کو ناگوار یا بری معلوم ہو۔ اور اس کے غیبت ہونے میں تردد ہے کہ کسی کو بنابر بے تکلفی یا کسی قسم کے تعلق کے ایسی بات کہی جاوے جو بنظر الفاظ تو ناگواری کی بات ہے مگر بنظر بے تکلفی یا تعلق یا بطور مزاح ہونیکے ناگواری کا خیال نہیں۔

تحقیق - جب وہ ناگواری ہے خواہ کسی حیثیت سے ہو تو وہ مانعیت کے لئے کافی ہے اور اگر خود ناگواری ہی میں تردد ہو تب بھی واجب الکف ہے البتہ اگر عدم ناگواری یقینی ہو تو غیبت کی حد سے خارج ہوگیا ممکن ہے کسی دوسری معصیت میں داخل ہوجاوے کیونکہ آفات لسان بزرگوں نے بیس تک شمار کی ہیں۔

حال - اور منشاء اُسکا اختلاط سمجھ میں آتا ہے۔

تحقیق۔ یہ تو اختیاری ہے چھوڑ دو۔

حال۔ اعتقاداً اس کو مذموم و مہلک سمجھتا ہوں جسوقت اس کی وعیدوں پر نظر ہوتی ہے۔ ادھر اپنے ابتلاء کو دیکھتا ہوں دل کانپ جاتا ہے۔ بارہا خیال آتا ہے کہ میرا کیا حشر ہوگا۔

تحقیق۔ یہ تو مواخذہ سے بچنے کیلئے کافی نہیں بلکہ حجت الٰہیہ زیادہ قوی ہو جاتی ہے کہ باوجود علم و تنبہ کے احتیاط نہیں کی۔

حال۔ قیامت کے دن جب چاروں طرف سے پکڑ ہوگی کیا جواب دونگا۔

تحقیق۔ تو یہاں ہی اس کی تدبیر کرو۔

حال۔ قرآن پاک میں غیبت کرنیوالے کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے برابر فرمایا ہے وعیدوں کو پیش نظر کر کے اور اپنے شب و روز صبح و شام کے ابتلاء کو دیکھکر رہائی کی نفس یہ تاویل سکھلاتا ہے کہ تیری بھی تو لوگ غیبت کرتے ہیں قیامت میں جب پکڑ ہوگی اپنے غیبت کرنے والوں سے جو اجر ملیگا وہ اجر جن کی تو نے غیبت کی ہے انکو دیدیا جاوے گا۔ یہ تاویل دل کو تو نہیں لگتی اور لچر معلوم ہوتی ہے اور لچر ہی ہونے کی وجہ سے برسوں سے چاہتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ کوئی اسکا جواب دوں اور اب بوقت تحریر بھی بہت سوچا مگر کوئی جواب اسکا ذہن میں نہیں آتا۔

تحقیق۔ اول تو اس کے تفصیلی حل کی ضرورت نہیں جب اسکا لچر ہونا منکشف ہوگیا وجوب کف کے لئے کافی ہے۔ لیکن تبرعاً حل تفصیلی بھی لکھتا ہوں وہ یہ کہ اول تو یہ کسی دلیل سے ثابت نہیں کہ وہ اجر دوسروں سے ملا ہوا اس کے تدارک کے لئے کافی ہو ممکن ہے کہ یہ دوسروں کا ملا ہوا اجر تمہارے ہی پاس رہے اور خاص تمہارے اعمال کا اجر اہل حقوق کو ملے اور نجات کے لئے دوسروں کا اجر کافی نہ ہو دوسرے اس سے قطع نظر کرکے مساواۃ کی کوئی دلیل نہیں ممکن ہے تم کو کم ملے اور تم سے زیادہ لے لیا جاوے تو تدارک کیلئے کیسے کافی ہوگا۔

حال۔ مرض کی یہ حالت ہے کہ بعض اوقات تو عین ابتلاء کے وقت یاد ہی نہیں رہتا کہ میں غیبت کر رہا ہوں۔

تحقیق۔ ہر بات سے پہلے سوچ لیا کرو کہ کیا بات کہنا چاہتا ہوں۔

حال - اور اگر کبھی عین ابتلا کے وقت اس کی غیبت ہونے اور اس کی وعید پر نظر ہو جاتی ہے تو اُسکا یہ اثر ہوتا ہے کہ اسوقت جو غیبت کرتا ہوتا ہوں یا تو اسکو مختصر کر دیتا ہوں یا خاموش ہو جاتا ہوں بہت کم ایسا بھی ہوتا ہے کہ یاد آتے ہی یہ کہکر کہ غیبت کرنا گناہ ہے بند کر کے توبہ کر لیتا ہوں۔

تحقیق - یہ تو اختیاری بات ہے اور امور اختیاریہ کی تدبیر بجز استعمال اختیار کے اور کچھ بھی نہیں اور اگر پھر بھی غلطی ہو جاوے صاحب حق سے فوراً معاف کراؤ۔ اس کے التزام سے غیبت متروک ہو جاوے گی۔ النور ص۱ ۵۷

سوال - ایک امر قابل دریافت یہ ہے کہ بعض لوگ جو گناہ کبیرہ میں مبتلا ہیں اُن کے عیوب و گناہ کو ظاہر کرنا غیبت ہے یا نہیں نفس اس تاویل پر ہمیشہ آمادہ و طیار رہتا ہے کہ ایسوں کے عیوب اگر لوگوں پر ظاہر نکئے جائیں تو لوگوں کو دہوکہ ہوگا اور مسلمانوں کو خداع سے بچانا ضروری ہے تو اس کے متعلق کیا ارشاد ہے۔

جواب - یہ سوال منتہی کے قابل ہے مبتدی کو جائز غیبت بھی نہ کرنا چاہئے۔ النور ص ۵۸

حال - اگر کوئی شخص میری بیجا غیبت کرتا ہے تو بشرط اطلاع اُس شخص سے دِل میں کدورت بلکہ حرارت پیدا ہو جاتی ہے خصوصاً جبکہ کسی علاقہ کی وجہ سے اُس کی یہ اُمید نہو اور اُس کی مُصیبت سے فرحت بھی معلوم ہونے لگتی ہے۔

تحقیق - یہ دونوں کیفیتیں انفعال ہیں اور انفعالات غیر اختیاری ہوتے ہیں اور غیر اختیاری پر ذم و اثم نہیں البتہ اُن کے مقتضیات کہ اُس کی غیبت کرنے لگے اُس کو ایذا پہونچانے لگے و مثل ذٰلک یہ افعال ہیں اور افعال اختیاری ہوتے ہیں اور اُن میں سے بعض پر ذم و اثم بھی ہوتا ہے پس جب یہ کیفیات انفعالیہ حادث ہوں اُن کے مقتضیات فعلیہ پر عمل نکیا جاوے اور ان کے ازالہ کی دُعا کیجاوے تاکہ مفضی الی الافعال نہو جاویں اور اپنے عیوب و ذنوب کا استحضار کیا جاوے تاکہ اسکا جزم ہو جاوے کہ میں اس شخص کی بدگوئی سے بھی زیادہ کا مستحق ہوں اور افعال پر عقوبت کا بھی استحضار کیا جاوے تاکہ داعیہ افعال کا مضمحل ہو جاوے اور ایک ہفتہ کے بعد پھر اطلاع دیجاوے۔ النور ص۱ ۵۸

حال - بندہ کو چغلخوری یعنی کسی کے پیٹھ پیچھے غیبت کرنے کی ایسی عادت پڑ گئی کہ

اس سے بچنا مجھکو بہت ہی دشوار ہوگیا احقر نے بعض دفعہ بہت ہی کوشش کیا مگر باز رہنا دشوار ہے۔

تحقیق۔ یہ فعل اختیاری ہے یا غیر اختیاری۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو مع جواب ذیل میں منقول ہے

حال۔ یہ عادت اختیاری ہے لیکن یہ آفت بندہ پر ایسی غالب آگئی کہ اگر کبھی بہت ہی پختہ قصد سے دو چار یوم چھوٹ بھی جائے پھر وہی سلسلہ جاری ہو جاتا ہے فلہذا بخدمت فیضمآب میں امید قوی یہ ہے کہ اس سے خلاصی کا کوئی طریقہ ہو تو بنظر مہربانی و کرم اصلاح فرما کر بندہ کو شکریہ کا موقعہ عنایت فرما دیں۔

تحقیق۔ ہمت و استحضار اسکا طریق ہے اور معین طریق یہ ہے کہ جب ایکبار ایسا ہو جاوے ایک وقت فاقہ کرو۔

النور ص ۵۹۹

حسد۔ ریا۔ عجب کا علاج

حال۔ میرے اندر ملکات سیئہ میں سے تین مرض شدت سے ہیں۔ حسد۔ ریا۔ عجب جب کسی پر حسد ہوتا ہے تو اب یہ کرتا ہوں کہ اس کے لئے دعا کرتا ہوں اور اپنے سے اسے یوں ملا کرتا ہوں کہ نفس کو خطاب کرتا ہوں کہ بہتر ہے تو جلا کر کہیں اسیطرح تجھ کو تکلیف ہو۔

تحقیق۔ ٹھیک علاج ہے۔

حال۔ ریا کا زیادہ تر وسوسہ ہوتا ہے قصد ریا کی نوبت تو شاید نہیں آتی۔

تحقیق۔ پھر کیا فکر ہے۔

حال۔ اور یہ بھی کثرت سے ہوتا ہے کہ میں ذکر کرتا ہوتا ہوں اور کوئی ایسا شخص اس طرف سے گذرتا ہے کہ مجھکو اس سے محبت ہوتی ہے تو طبیعت میں جوش پیدا ہو جاتا ہے اور آواز میں بھی وہ اثر ظاہر ہونے لگتا ہے ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق۔ صبر کے ساتھ کام میں لگا رہنا چاہئے۔

حال۔ وسوسہ ریا کے وقت تو میں یہ خیال کر لیتا ہوں کہ گویا میں اور سب اپنی اپنی قبروں میں ہیں کسی کو کسی کے حال کی خبر نہیں اور نہ کوئی کسی کو کچھ نفع پہونچا سکتا ہے۔

تحقیق۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔

حال۔ عُجب میں خیال وسوسہ کے درجہ سے کسی قدر بڑھا ہوا ہوتا ہے اور اعتقاد کے درجہ سے کم۔

تحقیق۔ جب غیر اختیاری ہے پھر کیا غم ہاں اُس کے مقتضا پر عمل مت کرو۔

حال۔ اَیسے خیالات کے وقت اکثر یہ خیال کر لیتا ہوں کہ میرے سر کیلئے جُوتے کی ضرورت ہے اگر میرے لئے مفید ہو تو اَپنی لیاقت کے مستحضر کرنے کیلئے پانچ جُوتے روز تنہائی میں اَپنے سَر کے لئے مقرر کرلوں۔

تحقیق۔ کچھ ضرورت نہیں اس سے دوسرا عجب پیدا ہونا محتمل ہے۔

حال۔ اور پانچ منٹ چور بنکر کھڑا رہنا فی الحال سب کے سامنے نفس کی تذلیل کی ہمت نہیں پڑتی حضرت امر کر دیں تو شاید ہو جاوے۔

تحقیق۔ کچھ ضرورت نہیں۔

حال۔ حضرت نے اپنی مجلس میں مجھکو اُس جانب بیٹھنے کو فرما دیا تھا جہاں اکثر وہ لوگ بیٹھتے ہیں جو کسی وجہ سے ممتاز ہوتے ہیں۔

تحقیق۔ امتیاز ہی صرف اُس کی بنا نہیں ہے اور بھی مصلحتیں ہیں جنکا ظاہر کرنا ضروری نہیں پس امتیاز کا گمان محض بلا دلیل ہے۔

حال۔ مجھکو وہاں بیٹھنے سے کبھی تو عجب آمیز خیال آنے لگتا ہے اور کبھی شرم معلوم ہوتی ہے کہ میں ان حضرات کی برابر کیسے بیٹھ گیا ایسی حالت میں مجھکو کہاں بیٹھنا مناسب ہے۔

تحقیق۔ اچھا کیا اطلاع کر دی اَب بعد اطلاع بھی وہی جگہ تجویز کرتا ہوں اور امتیاز کی بنا کا انعدام معلوم ہو چکا۔

حال۔ میں آجکل اکثر الگ رہتا ہوں کسی سے اختلاط نہیں رکھتا اس سے بھی کبھی عُجب آمیز خیال پیدا ہوتا ہے۔

تحقیق۔ لا یضر اور اَیسے خیالات کیوجہ سے اگر اختلاط کیا جاوے وہ مضر ہوگا شیطان کی یہ بھی ایک ترکیب ہے۔

حال۔ اور بعض لوگ اس عدم اختلاط کیوجہ سے کوئی بات مدح کی بھی فرما دیتے ہیں اُس سے نفس خوش ہوتا ہے اس کے متعلق مجھکو کیا کرنا چاہیے۔

تحقیق - یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ مادحین نہ اس کی حقیقت سے آگاہ ہیں نہ میرے دوسرے عیوب سے حسن ظن رکھتے ہیں جو اُن کی تو خوبی ہے مگر میرے لئے حجت نہیں۔

حال - عیب تو میرے اندر کثرت سے ہیں لیکن ہر بات پر مجھکو خود تنبیہ نہیں ہوتا اگر حضرت کو کچھ فی الحال میرے عیوب معلوم ہوں یا آئندہ میری کوئی نالائق حرکت نظر سے گذرے تو بڑی عنایت ہو کہ مجھکو متنبہ کر دیا جاوے۔

تحقیق - کاوش کی مجھکو نہ عادت نہ فرصت اگر خود معلوم ہو گیا کہدونگا۔

حال - بسا اوقات کسی بات کے اندر تردد ہوتا ہے کہ یہ مضر تو نہیں وہاں کیا کرنا چاہیئے

تحقیق - انما شفاء العی السوال اور فی الحال اگر وہ امر مطلوب شرعی نہو تو ترک کر دینا چاہیئے اور جو مطلوب ہو کر کے اُس احتمال کی بناء پر استغفار کرنا چاہیئے۔

حال - ایک مرتبہ حضرت سے یہ سُنا تھا کہ سلامتی اس میں ہے کہ جس بات سے نفس خوش ہو وہ نکرے اگر وہ بات ضروری نہو (او کما قال) اُسپر ہی عمل کر لیا کروں۔

تحقیق - مثال فرض کر کے پوچھو۔

حال - ابتلاء جدید میں ابھی کوئی معتد بہ تخفیف نہیں۔

تحقیق - پھر ضرر کیا ہے میں نے غالباً پہلے بھی یہی جواب دیا ہے کیا میرے جواب پر اعتماد نہیں یہ تمام نقص تربیت کے نہ دیکھنے سے ہے۔ النور صفر ۴۹

زناء و لواطت کا علاج

حال - خاکسار کی قلبی حالت بہت خراب ہے معصیت زنا و لواطت سے دل پریشان مدتوں کا ہو رہا ہے کچھ اصلاح پذیر نہیں گناہ کا اثر دل میں سرایت کر گیا دل و چشم ہر دو مریض کہنہ ہیں تقریباً سال بھر ہوا ہوگا کہ اوراد عامی مشغول سو مرتبہ سبحان اللہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ و سو مرتبہ اللہ اکبر و وقت خواب ایک ایک تسبیح استغفار و درود شریف حسب الحکم آنجناب از قصد السبیل پڑھتا ہوں میرے لئے جو معالجہ بہتر و مناسب خیال فرمادیں وہ تجویز فرمادیں حضور عالی ماہ سوا ماہ قیام کی نیت سے حاضر ہوا ہوں للہ حضور عالی میری تباہی اور بربادی کا علاج فرما دیویں۔

تحقیق - معالجہ ہر مرض کا اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے استعمال میں ہمت کی ضرورت ہے اُس کے اجزاء یہ ہیں - (۱) آج کا دن اور روانگی کا دن چھوڑ کر پورے چالیس روز قیام

کرو (۲) اسی وقت سے سب سے مطلقاً کلام ترک کردو بجز حافظ اعجاز کے جنکے یہاں کھانا پکتا ہے وہ بھی جو ضروری بات ہو خواہ کھانے کے متعلق ہو یا اور کچھ کسی اور سے کہنا ہو تو اُن کی معرفت ہو میں نے اُن سے کہدیا ہے وہ ضروری بات سُن لیا کرینگے اور مدد دیں گے یا بازار کا کام ہو تو دوکاندار سے صرف معاملہ کے متعلق کلام کرلو باقی سب ترک (۳) کسی کے پاس نہ بیٹھو نہ ملو بجز میری مجلس عام کے (۴) تین روزے متواتر رکھو اور اُس میں اور اسکے سوا جو وقت بچے استغفار اور نوافل میں مشغول رہو۔ (۵) معاصی جمیع اعضاء سے سخت پرہیز کرو پھر اطلاع دو۔

النور ص ۵۲

حرص و طمع کا علاج

حال۔ اب کچھ عرصہ سے حرص و طمع کا غلبہ ہے کہ جو مریض آتا ہے اُس کو دیکھکر یہ خیال ہوتا ہے کہ اس سے کچھ وصول ہوگا۔ اور کچھ نہ ملنے پر افسوس ہوتا ہے اور خیال ہوتا ہے کہ اس سے کچھ وصول کیا جائے اور بھی نہیں تو دو چار آنہ کی دوا ہی سپرد کردی جائے۔ اور آمدنی کا انتظار رہتا ہے استغنا میں کمی پاتا ہوں۔ اس حالت کو پیش کرکے امیدوار اصلاح و معالجہ ہوں۔

تحقیق۔ خیال آنا مضر نہیں اس پر عمل نہ کیا جاوے بلکہ خیال آنے پر عمل نہ کرنا یہ ایک مجاہدہ ہے جو باطن کو بیحد نافع ہوتا ہے۔

النور ص ۸۳

عجب کا علاج

سوال۔ یوں تو اعتقاد ہے ہی کہ مغفرت بجز خدا کی رحمت کے ہو نہیں سکتی تاہم کوئی کام اگر توجہ دل سے اچھی طرح سے انجام پاتا ہے تو اس عمل کی طرف خیال جاتا ہے اور خیال ہوتا ہے کہ اللہ ضرور معاف فرمادیں گے تو یہ خیال بُرا تو نہیں۔

جواب۔ نہیں۔

حال۔ کبھی اگر کسی اچھے کام کی توفیق ہوجاتی ہے تو طبیعت نہایت ہشاش بشاش رہتی ہے

تحقیق۔ علامت ایمان کی ہے۔

سوال۔ اس میں کچھ حرج تو نہیں شبہ اس لئے ہوا کہ اسکا راز کہیں یہ نہو کہ اپنے اعمال پر خوش ہوتے ہو۔

جواب۔ عمل میں دو حیثیت ہیں ایک اپنا کمال اس اعتبار سے تو اوس پر نظر نہ کرنا چاہئے

دوسرا یہ کہ یہ خدا کی رحمت ہے اس اعتبار سے اس پہ مسرت خود مامور بہ ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا۔ النور ص ۱۲۸

حال۔ ناجائز آمدنی کا دروازہ خداوند کریم کے فضل وکرم سے پہلے ہی سے بند ہے طبیعت میں تکبر اور غرور تو بالکل نہیں البتہ خودداری زیادہ ہے۔

تحقیق۔ اپنے عیوب اور اپنا ہیچ ہونا اور فنا ہوجانا سوچا کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ اس لئے اُس میں کمی ہوجاوے گی۔

حال۔ کسی کی سخت بات کی خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز برداشت بالکل نہیں۔

تحقیق۔ بے تکلف ضبط کرکے اپنے عیوب سوچنے لگا کیجئے انشاء اللہ تعالےٰ اشتعال کم ہوجاوے گا۔

حال۔ جوش اور غصہ بھی زیادہ ہے۔

تحقیق۔ یہ سب اُسی کے تابع ہے اُس کے علاج سے اُس کا بھی علاج ہوجاویگا۔ النور ص ۱۷۵

حال۔ اپنی حالت کو دیکھکر کبھی کبھی خیال ہوتا ہے کہ اب میری حالت اچھی ہے۔

تحقیق۔ صحیح خیال ہے اس کے ساتھ ہی یہ سمجھ لیا کیجئے کہ میں اس کا مستحق نہیں خدا تعالےٰ کا انعام ہے۔

حال۔ مگر پھر خیال ہوتا ہے کہ کہیں عجب نہ ہو اور حق سبحانہ کو ناپسند ہوکر مراجعت قہقری کا موجب ہوجاوے اعاذنا اللہ منہ

تحقیق۔ ابھی اوپر جس امر کے سمجھنے کا میں نے مشورہ دیا ہے اس کے ساتھ نہ عُجب کا احتمال ہے اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ تمس کا اندیشہ۔ النور ص ۲۰۴

حال۔ یوں تو اس گنہگار شرمسار کو کوئی آثار باطنی وتجلیات وانوار ذکر سے محسوس نہیں ہوتے ہیں اور نہ بندے کو اس کی تحصیل کی فکر ہے۔

تحقیق۔ تو پھر اس کا ذکر ہی کیوں لکھا۔ لکھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اپنا کمال جتلانا ہے کہ ایسی مرغوب چیز سے صبر کرتا ہوں۔ اس کا جواب زبانی بعد ظہر کے دو۔ النور ص ۲۸۵

حال۔ موجودہ حالت میں احقر کے جو معمولات وغیرہ ہیں یہ تو اور صاحبوں کے معمولات وغیرہ سے کم ہی سمجھتا ہوں اس میں اپنے کو کوئی صاحب کمال نہیں سمجھتا ہوں مگر پہلے

حالت میں اور فی الحال کی حالت میں آسمان و زمین کا فرق پاتا ہوں جب غور کرتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیا تھا اس لئے حضور والا سے گذارش ہے کہ ان دونوں حالتوں میں موازنہ کرنا اور اس میں غور کرنا چاہئے یا نہیں۔

تحقیق۔ بقصد نہ چاہئے اگر بلا قصد استحضار ہو جاوے شکر کرنا چاہئے۔ النور ص۴۸۶

حال۔ دیگر عرض یہ ہے کہ احقر جو مکان سے آیا آج پانچ سال ہوئے لہذا میرے والد اور دادا صاحبان وغیرہم مکان آنیکا بہت تقاضا کر رہے ہیں اور میرے والد نے تحریر کیا ہے کہ میں روپیہ برائے روانگی ارسال کرتا ہوں تم جلدی آجاؤ اب میں کیا کروں حیران ہوں ادہر تو میری یہ حالت ادہر سے تقاضا نیز التکشف کے حصہ چہارم صفحہ ۲۴ کی عبارت دیکھکر جان ہاتھ سے گئی کہ ممانعت مرید از مفارقت مرشد مرید کو پیر سے قبل از تکمیل بلا ضرورت شدیدہ علیحدگی نہ چاہئے الخ اور یہ بھی کہ مگر یہ اُس شخص کے لئے ہے جس کو تعلیم کی حاجت نہ رہی ہو صرف تقویت نسبت میں مشغول ہو ورنہ بدون قرب جسمانی کام نہیں چلتا الخ اور دوسری جگہ صفحہ ۲۵ پر یہ ہے کہ البتہ جب اُسکو بلا واسطہ فیض ہونے لگے اور مقام تمکین حاصل ہو جاوے جو بجائے دانت نکلنے کے ہے اُسوقت ترک صحبت کا مضائقہ نہیں الخ یہ سب عبارتیں دیکھکر بہت متفکر ہوں کہ میں کیا کروں کوئی راستہ نہیں دیکھتا حضور والا مشورہ فرماویں۔

تحقیق۔ میرے رسالہ کی عبارتیں نقل کرنا ناشی عن امراض النفس ہے کہ شاید میں جواب میں کہدوں کہ اب حاجت قرب جسمانی کی نہیں اھ اور اس کو شہادت ایک گونہ کمال کی قرار دیجاوے کیا یہ اصول میرے پیش نظر نہیں اپنی حالت لکھکر مجھ سے مشورہ لینا کافی تھا وہذا من ادق مکائد النفس۔ النور ص۴۹۷

حال۔ الحمد للہ بفضلہ تعالےٰ پرچہ نمبر ۱۵ میں حضرت نے جو علاج غلام کو بتلایا ہے اُس سے احقر کو بہت اور بجد نفع ہوا ہے پہلے تو تعریف اور ثنا سے خوش ہوتا تھا اب تو حضرت نے جو ارشاد فرمایا کہ اُس وقت اپنے عیوب کو مستحضر کر لیا کرو اس ارشاد کے موافق جب سے عمل کرنا شروع کیا تب سے کسی کی تعریف کرنے سے طبیعت میں اس قدر وحشت اور نفرت معلوم ہوتی ہے کہ نہیں کہہ سکتا خدا کا ہزار شکر حضرت کے علاج میں عجیب و غریب تاثیر رکھا ہے اللہ پاک نے حضرت کے کوئی مضمون پر جب

نظر پڑتی ہے تو فوراً ایک حالت پیدا ہوتی ہے۔ قسم خدا کی جھوٹ نہیں بولا۔

تحقیق۔ موافقت علاج مبارک ہو۔

النور ص ۵۱۴

حال۔ حضرت احقر کو بعض وقت جب ذکر سے فارغ ہوتا ہوں نفس کو بہت خوشی و فرحت کی حالت محسوس ہوتی ہے اس خوشی کی حالت میں مجھے خوف ہوتا ہے کہ عجب و کبر کی علامت تو نہیں۔

تحقیق۔ اگر اس کو اپنی فضیلت سمجھو تو کبر ہے اور اگر عطائے حق سمجھو اور اپنے کو مستحق نہ سمجھو تو شکر ہے۔

حال۔ پھر میں نفس کو کہتا ہوں اے نفس تو سرتاپا معصیت سے پُر ہے تو کیسے خوش ہوتا ہے تجھکو چاہئے کہ ہر وقت استغفار کرے حضرت بعض وقت قلب بالکل خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور کسی کی طرف خیال نہیں رہتا ہے پورا توکل خدا تعالیٰ پر ہو جاتا ہے بعض وقت یہ حالت قلب میں نہیں پاتا ہوں تو سخت پریشانی معلوم ہوتی ہے

تحقیق۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں ابتدا میں ایسے ہی انقلابات ہوا کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آخر میں استقامت ہو جاوے گی اگر اسی طرح کام میں لگے رہے۔

النور ص ۵۲۲

وسوسہ نظر بد کا علاج

حال۔ ایک وسوسہ میں گرفتار ہوں علاج ارشاد ہو راستہ میں جب کوئی عورت نظر آتی ہے نفس کہتا ہے ایک دفعہ نظر کرلے کیا حرج ہے کیونکہ تو بدفعلی تو نہیں کریگا اگر بالفرض بری خواہش ہی ہو تو اس سے باز رہنے میں مجاہدہ ہے سو دیکھ اگر نظر نہ ہوتی تو یہ مجاہدہ کہاں سے حاصل ہوتا۔ تو تو مولوی ہے اس کو سمجھ سکتا ہے پھر اپنے مرشد سے یہ بات عرض نکیا کر۔ یا حضرت اس کید سے نجات دیجئے۔

تحقیق۔ جب کید ہونا معلوم ہوگیا تو نجات یہی ہے کہ عمل نہ کیا جاوے اور جو اسمیں نفس نے نکتہ گڑھا ہے اول تو حسب فتویٰ اہل طریق کل حقیقۃ ردتھا الشریعۃ فہی زندقۃ یہ نکتہ ہی مردود ہے چونکہ شریعت نے اس کو زنا بتلایا ہے پھر یہ نکتہ خود اصول فن کے بھی خلاف ہے کیونکہ حکمت اس میں مجاہدہ کی نکالی ہے سو باوجود تقاضا کے نظر نکرنا کیا یہ مجاہدہ نہیں بلکہ آپ کے نفس کے مجوزہ مجاہدہ میں تو کچھ حظ بھی ہے

اور کچھ مجاہدہ اور نہ دیکھنا خالص مجاہدہ ہے پھر کون اکمل ہوا سو یہ حکمت غض بصر میں بھی حاصل ہے اور اگر مجاہدہ مطلوبہ ایسا عام ہے تو نصف احلیل داخل کر کے سکون سے بیٹھا رہنا اور پورا ایلاج نہ کرنا اس سے بڑھکر مجاہدہ ہے تو کیا یہ بھی مطلوب ہوگا۔ آئندہ ہرگز ایسے نکات میں ذہن نہ دوڑاویں شریعت کو امام بناویں ورنہ بہت جلد باب الحاد کے قرع کا خوف ہے وفیہ قال العارف الشیرازیؒ ؎

در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسے است ؛ ہشدار گوش را بہ پیام سروش دار

النور صـ ۱۳۵

حسن پرستی کا علاج

حال۔ چونکہ حضرت والا کو میں اعتقاداً نائب الرسول جانتا ہوں۔ اور اپنے اندر ایسے بعض اوصاف رذیلہ ہیں جنکی وجہ سے روز بروز گناہوں میں مبتلا ہوتا جاتا ہوں لہذا ایسے وقت میں شرما کر اپنے عیوب ظاہر نہ کرنا بھی گناہ سمجھتا ہوں پس درخواست ہے کہ جو امراض میں ظاہر کرونگا اس کے علاج ارشاد فرما کر ممنون فرماویں۔

اول۔ یہ ہے کہ میری طبیعت میں حسن پرستی کا مادہ موجود ہے جس کی وجہ سے میں بمقابل حسینوں کے آہن بمقابل مقناطیس کے ہوگیا ہوں کہ ان حضرات سے کسی پر نظر پڑنے سے دل بیقرار اور آنکھیں تکتی ہوئی رہ جاتی ہیں للہ اس کا معالجہ فرمایا جائے

تحقیق۔ ایک درجہ میلان کا ہے جو کہ غیر اختیاری ہے اس پر مواخذہ بھی نہیں اور ایک درجہ ہے اُس کے مقتضا پر عمل کرنیکا یہ اختیاری ہے اس پر مواخذہ بھی ہے اور اس عمل میں دیکھنا اور قصداً سوچنا یہ سب داخل ہے اسکا علاج کف نفس وغض بصر ہے کہ یہ بھی اختیاری ہے ہمت کر کے اس کو اختیار کرے گو نفس کو تکلیف ہو مگر یہ تکلیف نار جہنم کی تکلیف سے کم ہے اور جب چند روز ہمت سے ایسا کیا جاویگا تو میلان میں بھی کمی ہو جاوے گی بس یہی علاج ہے اس کے سوا کچھ علاج نہیں اگرچہ تمام عمر سرگرداں رہو۔

النور صـ ۱۳۸

سوال۔ اب میں اس تشویش میں ہوں کہ پھر درس تدریس کا سلسلہ جاری کروں یا کوئی دوسرا کام کروں گو طلبہ پراگندہ ہوگئے یا دوسری جگہ چلے گئے مگر جب پڑھانے کا قصد ہوگا کچھ طلبہ آ ہی جائیں گے وہ نہیں دوسرے سہی مگر ایک خیال میرے دل کو پریشان

کر رہا ہے جس کے اظہار میں مجھے ندامت ہے مگر بحسب فرمان شفاء العی السوال کچھ شمہ اوسکا ظاہر کرنا ضرور ہے وہ یہ ہے جب میں تعلیم میں مشغول ہوتا ہوں تو میرے نفس کو بہت قوت ہوتی ہے اور خیالات پراگندہ بہت آنے لگتے ہیں اور کبھی ذکر تلاوت قرآن مجید میں جی نہیں لگتا اور بعض وقت لگتا بھی ہے ان سب کے علاوہ یہ بڑی خرابی ہے ؎ بلیت بنحوی یصول مغاضباً ؛ علی کزید فی مقابلۃ العمرو + کا قصہ پیش آجاتا ہے جس کے سبب سے سخت پریشانی ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں کہ جس کی جبلت یہ ہو کہ ؎ چو مادر بہ لبم پستان نہادہ + زخونخواری عشقم شیر دادہ + مجھے درس تدریس کرنا کیسا ہے اور کچھ اختیاری بھی نہیں معلوم ہوتا کہ میں اس صفت کو اپنے سے زائل کر لیا کروں اس صورت میں اگر دوری اختیار کروں تو طاقت مسلوب ہے اور اگر نزدیکی چاہوں تو کم سے کم اس گناہ سے نجات ہونا ضرور دشوار ہے کہ النظر سہم من سہام ابلیس اور جس شخص کی یہ حالت ہو کہ کسی جمیل پر بلا اختیار نظر پڑ جانے سے تشویش پیدا ہوتی ہے تو باختیار ڈالنا کتنا برا اثر پیدا کریگا اور درس تدریس میں کیونکر ان سب باتوں سے نجات ہو سکتی ہے اب اس باب میں معروض ہے کہ میرے حق میں جو مصلحت ہو تجویز فرما کر ارشاد فرماویں میرا دل اب ڈرتا ہے کہ کہیں ایسا نہو کہ میرے ایمان میں خلل پڑ جاوے اہر اگر درس تدریس خلاف مصلحت ہو تو اب کون کام کروں دو چار لڑکے نابالغ ہیں جن کا نفقہ اپنے ذمہ واجب ہے اگر اپنے کو سب سے فارغ کر کے محض ذکر و شغل میں لگا دوں بشرطیکہ توفیق راہبر ہو تو یہ خیال ستاتا ہے کہ اہل و عیال کا نفقہ وجوب مانع طریق ہو جاوے گا اور جب یہ معلوم ہو کہ جس سڑک پر میں جانیکا قصد رکھتا ہوں وہاں راستہ پر ایک دیوار کھڑی ہے جس کے سبب سے وہیں جا کر یا تو واپس ہونا پڑیگا یا وہیں بیٹھ جانا پڑیگا اس صورت میں ایسا راستہ اختیار کرنا خلاف عقل ہے احقر کی اولاً عقل تھوڑی ہے دوسرے علالت ضعف قلب و دماغ موجب قلت عقل ہے کہ رائے العلیل علیل اسوجہ سے خدمت عالی میں گذارش کرتا ہوں کہ حضور جو کچھ فرمادیں اس کے مطابق عمل کروں۔ والد صاحب کی یہ رائے معلوم ہوتی ہے کہ اسی طرح متوکلاً علی اللہ پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھو اللہ تعالیٰ رزاق ہے کہیں سے سامان کر ہی دیگا لیکن ہر شخص سے اپنا حال کیونکر ظاہر کر سکتا ہے کبھی کبھی جی چاہتا ہے کہ

حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر چند دن بسر کروں مگر یہی نفقہ وغیرہ کا خیال پیدا ہوتا ہے؟ جو کچھ ارشاد عالی ہو اُس پر عمل کرے والسلام میرے لئے دُعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پریشانیوں سے نجات دے اور اپنے ملنے کا راستہ آسان کردے اور موانع کو اُٹھا دے اور خاتمہ بخیر کرے والسلام۔

جواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ خوب غور سے خط پڑھا بحالت موجودہ آپ کے لئے پڑھانا ہی مناسب ہے رہا قصد زید وعمر کا سو اگر ہمت سے کام نہ کیا جاوے تو مہلک عظیم ہے ورنہ محض خفیف ہے ہمت بس اتنی درکار ہے غض بصر چاہئے نیچی نگاہ کر کے پڑھائے اگر سر اوپر اُٹھے آنکھ بند کر کے گفتگو کیجئے اور یہی ہمت ہے جس کو صبر کہا گیا ہے اگر میلان و داعیہ ان امور کا نہ ہوتا تو صبر کا اجر کیسے ہوتا! اس اعتبار سے یہ مرض نہیں موجب نفع ہے مگر شرط وہی ہے ہمت وفیہ قیل ؎

شہوت دنیا مثال گلخن ست
کہ از و حمام تقویٰ روشن ست

پھر دو ہفتہ کے بعد اطلاع دیجئے۔ النور ص ۱۶۵

حال۔ مجھ میں اس قدر حسن پسندی ہے کہ معمولی اشیاء کو بھی نہایت قرینے اور خوش ترتیبی کے ساتھ رکھتا ہوں چنانچہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو ہر چیز میں حسین پیدا کر دیتے ہیں اسی طرح حسن صورت کی طرف بھی بحد کشش ہوتی ہے اور حظ حاصل ہوتا ہے۔

تحقیق۔ بعضہ خیرٌ فاشکروا علیہا وبعضہ شرٌّ فاصبروا عنہا ای غضوا البصر حیث امر الشارع بالغض ولو تکلف شدید یحتمل زھوق الروح فان اللہ تعالیٰ غیور وتشتد غیرتہ علی النظر الی ما نہی اللہ عنہ ان ینظر الیہ فالحذر ان یسخط المحبوب الاکبر النور ص ۵۶۹

فضول کلام کرنیکا علاج

حال۔ ایک عیب یہ مجھ میں ہے کہ بلا سوچے بات بول اُٹھتی ہوں بعد کو افسوس ہوتا ہے یہ عادت ہمیشہ سے ہے یا کوئی بات اپنے نزدیک دوسرے کی بہتری کی سمجھ میں آئی تو جوش ہمدردی میں فوراً کہہ دیتی ہوں بعض دفعہ وہ ٹھیک نہیں ہوتی یا اُس کی بیقدری ہوتی ہے تو پچھتاتی ہوں کہ کیوں کہی اور ارادہ کرتی ہوں کہ اب بلا تامل بات نہ کروں گی نہ بغیر پوچھے کسی کی بات میں دخل دوں گی۔ مگر چونکہ عادت فوراً جواب دینے کی ہے بھول جاتی ہوں۔

تحقیق۔ جب ایسا ہو فوراً یاد آنے پر دو رکعت نماز توبہ پڑھ کر دعائے توفیق کرنا چاہیئے

النور ص ۳۹۳

حال۔ زیادہ گوئی کا بھی عیب ہے حتیٰ کہ وظیفہ پڑھنے میں بھی بولتا ہوں اور دل میں یہ تاویل آتی ہے کہ یہ دنیوی باتیں نہیں دینی ہیں اور دراصل ہوتی تو ہیں دینی باتیں مگر بات یہ ہے کہ جب لوگ باتیں کرتے ہیں تو اپنی طبیعت بھی باتیں کرنے کو چاہتی ہے اور سکوت سے دل گھبراتا ہے سو اس ہوس کو پورا کرنے کے لئے یہ دینی باتیں کرتا ہوں اب حضور فرمائیں کہ یہ بھی قابل ترک ہے یا نہیں اور کم گوئی کی تحصیل کا کیا طریق۔

تحقیق۔ یہ زیادہ گوئی قابل ترک ہے اور طریق تحصیل تکلف و اہتمام الی ان تحصیل الدوام

النور ص ۴۷

دوم۔ لغو کلام کے کہنے کی عادت ہے گویا امر جبلی جیسا ہو گیا۔

تحقیق۔ کلام و ترک کلام دونوں اختیاری ہیں مت بولا کرو اس میں بھی ہمت کی ضرورت ہے بدون اس کے کچھ نہیں ہوتا۔

النور ص ۱۳۹

سوم۔ حسد۔

حسد کا علاج

تحقیق۔ ایک تو کیفیت نفسانیہ ہے جس میں انسان معذور ہے ایک عمل ہے بمقتضاء اس میں انسان مازور ہے ایک مخالفت ہے اس مقتضاء کی اس میں انسان ماجور ہے یعنی حسد کے غلبہ سے کسی کی مذمت کا تقاضا ہوا اس کی مدح کرو اس سے اعراض کو دل چاہا اس سے ملو اس کی تعظیم کرو اس کو ابتداء بالسلام کرو اس کے ساتھ احسان کرو اس کے سوا کچھ علاج نہیں۔

النور ص ۱۳۹

حال۔ ایک مرض بہت ہی خراب ہے وہ یہ ہے کہ کسی کے نقصان کی خبر سننے سے یا برائی کی خبر سننے سے دل بلا خیال کے خوش ہوتا ہے۔

تحقیق۔ یہ حسد کا مادہ ہے یا حقد کا جبکہ اس شخص سے کوئی رنج پہونچا ہو مگر مادہ پر مواخذہ نہیں اگر اس کے مقتضاء پر عمل کیا جاوے تو مواخذہ ہے اور عمل اختیاری ہے اس سے بچنا بھی اختیاری ہے لیکن مادہ کو مضمحل کرنا ضروری ہے تاکہ بڑھ نجاوے اس کی تدبیر یہ ہے کہ شرمندہ ہوں اور حق تعالیٰ سے توبہ کریں اور دعا کریں کہ اس کو دفع کریں اور اس شخص کی اعانت کریں خواہ مال سے یا بدن سے خواہ دعا سے اس سے وہ مادہ کالعدم

ہو جاوے گا۔ النور ص ۵۵۲

حال۔ احقر کے اندر سب سے بڑا عیب فی الحال جو ہے حسد ہے۔ بلکہ غور سے جب دیکھتا ہوں مختلط بالحرص معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ صورت اس کی یہ ہے کہ میرے احبار یا اغیاً میں سے اگر کسی کو کچھ نفع یا مال حاصل ہو تو میرے دل میں ایسی رنجش پیدا ہوتی ہے کہ وہ نفع یا مال اس کو کیوں حاصل ہوا مجھکو کیوں نہوا سب مجھے حاصل ہوتا۔ اگر کہیں بندہ بھی شریک رہا تو اس وقت مسئلہ زیادت کا بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بندہ اس رنجش کو دفع کی حتی الوسع کوشش کرتا ہے۔ دفع ہونا تو درکنار دو چار روز تک اسکی تشویش دل میں رہتی ہے اسواسطے حکیم ماہر و کامل کے پاس بغیر اظہار کئے ہوئے چارہ ہی نہیں امید کامل کہ از روئے شفقت علاج مرحمت فرما کر سعادت دارین بخشیں۔

تحقیق۔ جس پر حسد ہوتا ہے اس کی مدح مجمع میں کرنا وہ سامنے آجاوے تو اس کی تعظیم کرنا اور اس کے لئے گاہ گاہ ہدیہ بھیجنا اس سے محسود کو محبت ہو جاتی ہے پھر حاسد کو محسود کی محبت ہو جاتی ہے اور محبوب پر حسد نہیں ہوتا یہ ایک کلی علاج ہے جو جزئی معالجات سے سہل الوصول اور سریع الحصول ہے اور حرص کا مستقل علاج بعد میں پوچھ لیا جاوے۔

النور ص ۶۰۲

کینہ کا علاج

سوال۔ وعظ کے لئے لوگ تقاضا کرتے ہیں اور یہ جگہ ہے دیہات عورتیں اور مرد دین سے بہت ناواقف ہیں حضرت اگر کسی سے کچھ غصہ میں بات چیت ہو جاتی ہے تو نماز تلاوت قرآن شریف میں جھگڑا ہی پیش نظر رہتا ہے گو تین دن کے اندر سلام کلام کر لیتا ہوں کینہ کے نکل جانے کی تدبیر تعلیم فرما دیں۔

الجواب۔ جس سے کینہ ہو اس کے ساتھ بتکلف اختلاط اور احسان کیجئے اس سے کینہ نکل جائے گا۔

النور ص ۱۵۲

حال۔ میں دل میں کسی بات کو نہیں رکھتا صاف کہتا ہوں مگر بعض لوگوں کو ناگوار ہوتا ہے۔ اور اگر دل میں رکھتا ہوں تو بغض پیدا ہو جاتا ہے اس لئے اس کی اصلاح کی بھی ضرورت ہے۔

تحقیق۔ ہر جگہ صاف کہنا مناسب نہیں باقی بغض و کینہ کا علاج تبلیغ دین سے کیجئے۔

النور ص ۳۱۷

شبہ بخل کا علاج

سوال۔ ایک مرض چند روز سے اور ہوگیا ہے یہ پہلے نہ تھا یعنی بخل۔ پیسہ اٹھاتے ہوئے بہت سختی معلوم ہوتی ہے اور یہ اس وقت سے ہوا ہے کہ جب سے میری معاش میں تنگی اور کثرتِ عیال نے زیادہ زبوں کیا ہے بقول ذوق علیہ الرحمۃ ؎

توڑا کمرِ شاخ کو کثرت نے ثمر کی　　دنیا میں گرانباری اطفال غضب ہے

اگرچہ اس نفس نابکار کو الشیطان یعدکم الفقر الخ پیش کرکے شرمندہ کرتا ہوں اور بفضلہ تعالٰے غالب بھی آجاتا ہوں لیکن جس طرح شوق اور ذوق اور فرحت پہلے پاتا تھا وہ نہیں۔

جواب۔ اگر کوئی حق واجب فوت نہ ہو تو کچھ غم نہیں۔ النور ص ۲۰۵

رغبت الی المعصیت کا علاج

حال۔ اور اب وہ شروع عریضہ کا شعر پھر یاد دلاتا ہوں کہ۔

اے خسرو خوباں نظرے سوئے گدا کن　　رحمے بمنِ سوختہ بے سرو پا کن
دارد دلِ درویش تمنائے نگاہے　　زاں چشم سیہ مست بیک غمزہ روا کن

ایک رغبت الی المعاصی یہ اس قدر ہے کہ الامان والحفیظ۔ غرضکہ دل خوب خراب ہوچکا ہے

تحقیق۔ یاد کر کے ایسے وقت میں عقوبت دوزخ کو یا حق تعالٰے کے بصیر ہونے کو یاد کر لیا کریں چند بار ایسا کرنے سے یہ مانع ہو جایا کرے گا۔ النور ص ۲۲۳

کبر کا علاج

حال۔ میں معمولاً ترکی ٹوپی ایک زمانہ سے اوڑھا کرتا ہوں۔ مگر حال میں ایک بات عجیب وغریب مجھکو محسوس ہوئی۔ جب سے اسے ترک کرنا چاہتا ہوں اور اکثر معمولی سفید ٹوپی دیا کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ اس ٹوپی کے دینے سے نفس خوش ہوتا ہے اور اس کے خلاف میں خلافِ شان معلوم ہوتا ہے اور اسکے اوڑھنے سے عجب کبر کی بو آتی ہے۔ اگرچہ بحمد اللہ اس سے خاکسار دور ہے۔ چنانچہ یہ خاکسار ملنے جلنے میں ہمیشہ سے اس بات کو مدِ نظر رکھتا ہے کہ مجھکو کوئی یہ نہ کہے کہ یہ بڑائی چاہتا ہے ہر طبقہ ہر گروہ سے برابر ملتا ہوں۔ خصوصاً چھوٹے درجہ والوں سے بخیال اسی کے زیادہ اخلاق برتتا ہوں۔

تحقیق۔ واقعی اس عارض کے سبب واجب الترک ہے۔ اور اگرچہ کے بعد سے جو مضمون لکھا ہے یہ دلیل عدمِ کبر کی نہیں یہ بات تو کبر کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے۔

کماھو ظاھر۔

النور ص ۲۸۵

تمہید خط آئندہ۔ ذیل میں جو ایک صاحب کا خط مع حضرت والا کے جواب کے درج کیا جاتا ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ صاحب کسی اسکول میں مولوی ہیں اور حضرت سے تعلق خادمیت کا رکھتے ہیں۔ بوجہ کمی مناسبت حضرت کو اکثر ضرورت تنبیہات و تہدیدات کی قبل بیعت بھی پڑتی رہی ہے اور بعد بیعت بھی پڑتی رہتی ہے اور یہ ان ہی صاحب کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہم خدام میں سے ہر شخص کو علی قدر مراتب حضرت والا کے معیار اصلاح سے بہت کچھ گرے ہوئے ہونے کی وجہ سے بار بار تنبیہات بلکہ تشددات کی ضرورت لاحق ہوتی رہتی ہے جو عین شفقت اور رحمت ہے اور جس کی طالبان اصلاح گویا مشتاق رہتے ہیں ؎ سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی + ان صاحب نے حضرت کے زمانۂ قیام فتحپور میں جہاں حضرت بڑی پیرانی صاحبہ عرصہ سے بتقریب ایک دیر طلب معالجہ کے مقیم تھیں اور ایک سخت شگاف ہونے کے وقت حضرت بھی وہاں پہونچے تھے۔ حضرت سے بذریعہ خط کے اندازہ مدت قیام کا دریافت کیا اور دریافت کرنے کی غرض بھی لکھی کہ میں ملنے کے لئے آؤں گا۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں اندازہ قیام کس طرح ہو سکتا ہے کہ نہ علاج اپنے قبضہ میں نہ افاقہ مرض اپنے قابو میں نہ اطمینان مریض اپنے بس میں خصوص جبکہ کوئی شخص دور و دراز سے اپنے آنیکو اس پر مبنی کرتا ہو اس صورت میں اگر اندازہ غلط ہو جاوے تو خواہ مخواہ آنیوالے کو پریشانی بھی ہو اور اطلاع دینے والے کی بھی شکایت دل میں ہو کہ ہم کو پریشان کیا چنانچہ حضرت نے تحریر فرما دیا کہ قیام کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ مولوی صاحب نے بالکل حضرت کے مسلک احتیاط و اہتمام و تیقظ کے خلاف نہایت بے پروائی کے ساتھ حقیقت کے جواب میں مطلق غور کئے بغیر حضرت کے جواب کا گویا جواب الجواب لکھکر بھیجا کہ کیوں نہیں کبھی اندازہ قیام کا تخمینہ ضرورت اور ارادہ سے ہو سکتا ہے یا ہو جایا کرتا ہے حضرت نے اسپر اظہار ناراضگی فرمایا مگر مولوی صاحب پھر بھی حضرت کے جواب کی حقیقت اور اپنی غلطی کا منشا نہ سمجھے اسی لئے طلب معافی کا بھی کچھ خیال نہ ہوا بالآخر جب حضرت کانپور پہونچے تو مولوی صاحب بھی حاضرِ خدمت ہوئے مگر خالی الذہن حضرت کے دل سے بھلا ایسی سخت بے عنوانی کا اثر بلا تدارک و اصلاح کیسے زائل ہو سکتا تھا۔ مولوی صاحب کو ان کی

حرکت حضرت نے یاد دلائی۔ مولوی صاحب نے معافی مانگنی چاہی تو حضرت نے فرمایا کیا مزے کی بات ہے میں کوئی بدلہ تھوڑا ہی لے رہا ہوں۔ معاف کرنے کو تو میں نے معاف کردیا لیکن اس سے تمہاری اصلاح تو کچھ نہ ہوئی تم ابھی اپنی غلطی کی حقیقت ہی نہیں سمجھے ورنہ کہیں یوں اطمینان سے بیٹھے رہتے معافی مانگ لینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تمہارے اندر کبر ہے اپنے آپ کو سمجھتے ہو کہ ہم بھی بڑے صاحب عقل ہیں۔ لونڈے بڑا بڑھاکر دماغ خراب ہوا ہے جب تک اس کی اصلاح نہ ہو نری معافی مانگ لینے سے کیا ہوتا ہے جب منشا موجود ہے تو پھر وہی حرکت ہوگی۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ہی میری اصلاح فرمائیں فرمایا کہ ہاں میں اصلاح کرنے کے لئے طیار ہوں لیکن پہلے اپنے نفس کو اس کے اوپر آمادہ کرلو کہ میں جو طریقہ اصلاح کا تجویز کروںگا اسکو منظور کرنا ہوگا حتیٰ کہ اگر میں خودکشی تک کو کہوں (آگے اس کی تحقیق آتی ہے) تو خودکشی بھی کرنی ہوگی اگر پاخانہ اوٹھواؤں تو پاخانہ اوٹھانا ہوگا اگر بر سر بازار جوتیوں سے پٹواؤں تو اس کو بھی گوارا کرنا ہوگا۔ اگر مسجد کی نالیاں صاف کرنا بدھنے بھرنا جوتیاں سیدھی کرنا تجویز کروں تو یہ سب کچھ کرنا ہوگا۔ غرض پہلے اپنی اتنی ہمت دیکھ لیجئے پھر کہیں اصلاح کا نام لیجئے اور میں اس کا جواب اس جلسہ میں نہیں چاہتا کیونکہ وہ معتبر نہ ہوگا خوب سوچ سمجھکر بذریعہ خط کے مجھے اپنی رائے سے مطلع کیجئے گا یہ ایسی سرسری بات نہیں ہے کہ جو منہ میں آیا ہانکدیا اور غلطی کی معافی کے متعلق بھی خط وکتابت ہی سے طے ہوگا (بعد کو خودکشی کی آمادگی پر ایک خادم نے اشکال عرض کیا تو فرمایا کہ مقصود تشبیہ تھی امر شاق کی جیسے کلام مجید میں ہے (حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ) بطور تتمہ کے ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ مولوی صاحب بھڑکدار اچکن پہنکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے حضرت نے اسی جلسہ میں وہ اچکن اتروائی اور فرمایا کہ شرم نہیں آتی بڑھاپے میں بچوں کی سی اچکن پہننے کا شوق ہوا ہے۔ بعد کو مولوی صاحب نے حضرت کو عریضہ لکھا کہ میں بغرض اصلاح ہر ذلت کے لئے آمادہ ہوں مجھے تعطیل کلاں میں حاضری خدمت کی اجازت دیجائے۔ حضرت نے یا تو خود ہی یا مولوی صاحب کے معافی چاہنے پر تحریر فرمایا کہ پہلے اس غلطی کے متعلق بات صاف ہوجائے اس کے بعد آنیکی اجازت دیجاسکتی ہے چنانچہ ابھی اس غلطی ہی کے متعلق خط وکتابت ہو رہی ہے اور جو خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے وہ غالباً تیسرا ک

مولوی صاحب نے لکھا تھا کہ مجھے اپنی غلطی کا اعتراف ہے ۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ اس سے شبہ ہوتا ہے کہ آپ کہیں محض میرے دباؤ کی وجہ سے تو اپنی غلطی کو تسلیم نہیں کرتے ۔ لہذا آپ اپنی غلطی کی تفصیل لکھکر بھیجئے کہ آپ کے نزدیک آپکی اس تحریر میں کیا کیا خرابیاں تھیں تاکہ مجھے اندازہ ہو کہ آپ اپنی غلطی کی خرابیاں سمجھکر اس کے معترف ہوئے ہیں اس استفسار کے متعلق زبانی ارشاد فرمایا کہ بظاہر یہ قیل وقال تشدد پر مبنی معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے بلکہ بنا ، نہایت شفقت ہے اور مقصود اُنکی تحریر کی خرابیاں تبلانا ہے جس کا یہ طریق اختیار کیا گیا ہے کہ اول خود اُن سے پوچھا ہے تاکہ وہ سوچیں اور اپنے ذہن پر بار ڈالیں ۔

اس سے اگر ابتک خرابیاں نہ معلوم ہوئی ہوں مگر اَب تو معلوم ہو جائیں گی پھر اور کچھ ان کو مدد دیگر جو اور خرابیاں باقی رہجائیں گی اسی طرح وہ بھی معلوم کرا دی جائیں گی ۔ اس اہتمام کا یہ نفع ہوگا کہ اس حرکت کی خرابیاں خوب ذہن نشین ہو جائیں گی اور پھر عمر بھر کبھی ایسی غلطی صادر نہ ہوگی ورنہ سرسری طور پر سمجھا دینے سے غلطی کو بھی محض سرسری سمجھا جاتا اور اس کی اصلاح بھی دیرپا نہ ہوتی اب ان دقیق پہلوؤں اور رعائیوں پر کسی کی نظر پہونچتی نہیں بس دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ خواہ مخواہ بیچارہ کو دق کر رکھا ہے اور الجھا رکھا ہے ۔ پچھلے خط میں مولوی صاحب نے افسوس کا بھی اظہار کیا تھا کہ میری شامت اعمال سے تعطیل کا زمانہ یوں ہی محرومی برکات میں نکلا جا رہا ہے اس پر حضرت نے تحریر فرمایا کہ یہ کچھ کم فائدہ ہے کہ غلطیوں کی اصلاح ہو رہی ہے اس واقعہ سے حضرت کی دقیق النظری اور اہتمام معاملہ تربیت واصلاح میں نیز غایت خیر خواہی وشفقت روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے اب اس طویل تمہید کے بعد جو فہم معاملہ کے لئے ضروری تھی وہ خط مع وہ معہ جواب نقل کیا جاتا ہے ۔ وھو ھذا ۔

خط خادم نے زمانہ قیام فتحپوری میں حضور کی تحریر پر کہ قیام کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا اپنی نادانی سے یہ لکھا تھا کہ کبھی انداز ضرورت اور ارادہ سے قیام کا تخمینہ ہو سکتا ہے یا ہو جایا کرتا ہے خادم کی اس تحریر سے حضور کے ارشاد پر تردید اور اعتراض ہوا جس سے عدم اطاعت اور نافرمانی (جو ارادتمندوں کے واسطے زہر ہے اور فیوض اور برکات سے محروم کر دیتی ہے) ظاہر ہوتی ہے اور اسی نے حضور کو مکدر کر دیا طالب پر جو حقوق

شیخ ہیں وہ معدوم ہوتے ہیں۔ طالب کو مُرشد کے ہر اک فرمان پر نثار اور فنا ہونیکے بجائے کبر اور نخوت ثابت ہوئی اور مستزاد یہ ہوا کہ خادم عرصہ تک اپنی غفلت سے بے فکر رہا اس کے متعلق کوئی خط کتابت نہیں ہوئی۔ اپنی غفلت اور بے فکری سے تکدر بڑھتا ہی رہا۔ خادم نے جو کچھ عرض و معروض اس وقت تک کیا اسکی اصلیت یہی ہے کہ میں حضور کو اپنا آقا اور حضور کا خادم اپنے کو تصور کرتا ہوں اپنی بے فکری اور غفلت نے اصلاح نفس اور حضور کی فیوض اور برکات سے محروم رکھا۔ خادم نے جو اسباب اور وجوہ سمجھا تھا وہ عرض کیا اگر اس میں بھی کوئی بات رہ گئی ہو تو حضور سے امید ہے کہ پھر تنبیہاً تحریر فرمائیں گے تاکہ تنبہ ہو اور توبہ کروں۔ ان ہی اسباب سے حضور کی خدمت میں حاضری اپنے خیال میں ضروری معلوم ہوتی ہے لیکن جب حضور کی اجازت اور ارشاد نہیں ہے تو اس میں میری بہتری ہے آج میں وطن جاتا ہوں اور حضور سے امید ہے کہ میرے حال پر بلحاظ اصلاح توجہ فرمائیں گے اور ہمیشہ دعائے خیر سے خادم کو سرفراز فرماتے رہیں گے۔

جواب۔ نیم خوشی تو ہوئی کہ کچھ تو سمجھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ مگر پوری خوشی اس لئے نہیں ہوئی کہ پورے طور سے نہیں سمجھے آپ کے سمجھے ہوئے کا حاصل صرف یہ ہے کہ آپ کی یہ حرکت حقوق شیخ کے خلاف ہوئی تو اس سے ایک تو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اس حرکت پر مواخذہ بزعم مشیخت کے ہے سو اس میں مجھ پر ایک ایسے امر کی تہمت ہے جو اس مواخذہ میں میرے ذہن میں بھی نہیں دوسرے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر غیر شیخ کے ساتھ ایسا کیا جاتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا حالانکہ تب بھی اس میں خرابیاں تھیں جن کے سبب کسی کے ساتھ ایسا کرنا نہ چاہیے تھا سو اُن خرابیوں کو سمجھکر لکھیئے تاکہ پوری تسلی ہو کہ اس فعل کی قبح کو آپ پورے طور سے سمجھ گئے۔ النور ص ۱۴

ان ہی مولوی صاحب کا ایک خط مع جواب جن سے زمانہ قیام فتحپور میں مکاتبت ہوئی تھی جن کے ایک خط کی تمہید ابھی اوپر لکھی گئی ہے۔

حال۔ میرے اُس قبیح فعل کا برا اثر جس کا مجھکو بہت زیادہ خیال ہو رہا ہے یہ ہو رہا ہے کہ اعمال اور اذکار میں بڑی بے لطفی محسوس ہو رہی ہے۔

تحقیق۔ فی نفسہ تو قبض مضر نہیں مگر جب اُس کا سبب کوئی فعل قبیح ہو تو وہ قبض

مضر ہے اس کی اصلاح یہی ہے کہ اس فعل کا تدارک کیا جاوے۔

حال۔ اور لوگوں میں جو میرا وقار تھا اس میں کمی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ وقار کی کمی بیشی پر نظر کرنا اکثر کبر کے سبب سے ہے۔

حال۔ اپنی نوکری میں ایک موقعہ ترقی کا تھا اس کی بھی امید نہیں معلوم ہوتی۔

تحقیق۔ مال کی کمی پر نظر کرنا اکثر حب دنیا سے ہے۔

حال۔ افسروں کا خیال بھی برا ہو رہا ہے۔

تحقیق۔ ہاں اثر فعل قبیح کا معلوم ہوتا ہے۔

حال۔ یہ سب اپنی اس قبیح فعل کا برا اثر ہے۔

تحقیق۔ میں اوپر تفصیل لکھ چکا ہوں۔

حال۔ سنکھیا کھانے والے کی موت کا الزام دوسرے پر کیسے ہو سکتا ہے سنکھیا ہی کا برا اثر کہا جائے گا۔ میں ان امور کا الزام اور تہمت حضور پر کیسے رکھ سکتا ہوں یہ تو میرے برے کام کا نتیجہ ہے جو مجھپر مرتب ہو رہا ہے۔

تحقیق۔ اس تحقیق کے جتلانے سے کیا فائدہ بجز دعوے علم کے۔

حال۔ اس کے ساتھ ہی اس کا بھی یقین ہے کہ حضور کی توجہ اور دعا سے یہ ساری باتیں دفع ہو جائیں گی انشاء اللہ تعالےٰ۔

تحقیق۔ اس میں زیادہ دخل تدارک فعل کو ہے۔

حال۔ مکرمی سید محمد اسمعیل صاحب نے لکھا ہے کہ حضور نے حاضری خدمت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے وہ خط بھی نہیں پہونچا لیکن ان کے استفسار پر کہ میں ان کو لکھدوں حضور نے اجازت دیدی اسواسطے قصد ہے کہ ۱۵ رمضان کے بعد حاضر خدمت ہوں۔

تحقیق۔ ممانعت تو نہیں مگر زیادہ نافع بعد فیصل ہو جانے کے ہے۔ النور صفر ۲۱

حال۔ مولانا صاحب کمترین میں کبر ہے اسکا علاج وعظ ملقب بہ علاج الکبر سے یہ معلوم ہوا کہ عظمت حق سبحانہ کو پیش نظر رکھے اور کبریائی کا حضرت باری عز اسمہ کیلئے خاص ہونے کو مستحضر رکھے اس کے متعلق یہ گذارش ہے کہ آیا جس موقع پر کبر کا اندیشہ ہو جب ہی استحضار کیا کروں۔

تحقیق۔ اسوقت تو ضرور ضرور۔

حال۔ یاکہ روزانہ کوئی معین مقدار مقرر کر دوں۔

تحقیق۔ یہ اور بھی بہتر۔ اور اسکی ساتھ علاج ہی کا یہ جزو بھی ہے کہ قصداً ایسے افعال اختیار کرو جو عرفاً موجب ذلت سمجھے جاتے ہیں بدون اس کے دوسرے علاج ناکافی ہیں۔

حال۔ اور تواضع کا امتحان یہ معلوم ہوا (وعظ علاج الکبر ہی سے) کہ دوسرا برا کہے تو دل میں ذرا بھی برا نہ مانے سو غور کر کے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ میں متواضع نہیں کیونکہ اگر کوئی چھوٹا شخص (باعتبار عمر وغیرہ کے) مجھکو واقعی عیب پر بھی ملامت کرے تو سخت ناگوار ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ہمجولیوں اور بڑوں کا فرمانا بھی گراں ہوتا ہے۔

تحقیق۔ گراں ہونا مضائقہ نہیں۔ لیکن اس گرانی کے بعد اپنے نفس کو سمجھانا اور اس ناگواری کو دفع کرنا چاہئے یہ بھی ایک درجہ تواضع کا ہے۔ النور ص ۴۶

حال۔ کبھی کبھی یہ دل میں آتا ہے کہ بحمد اللہ احقر ایسے مرشد بابرکت کی خدمت سے فیض حاصل کر رہا ہے کہ بہت لوگوں کو اس سے محرومی ہوئی پھر اس میں شبہ یہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ کبر میں شمار نہو کہ میں تو ایسے پیر مرشد سے تعلیم لیتا ہوں اور جن کو یہ بات حاصل نہیں ان سے میں اچھا ہوں لہذا حضور والا سے امید ہے کہ اس خلجان کے رفع ہونے کی کیا صورت ہے اور یہ کبر میں داخل ہے یا نہیں کیونکہ شرارت نفس پر مطلع ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق۔ نعمت پر فخر کرنا کبر ہے اور اس کو عطا حق سمجھنا اور اپنی نااہلی کو مستحضر رکھنا شکر ہے۔ النور ص ۴۸۵

سوال۔ لوگوں سے طبیعت میں بڑی وحشت ہوتی ہے یہ تکبر تو نہیں۔

جواب۔ نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ جن سے وحشت ہوتی ہے ان کو حقیر نہ سمجھے جیسے بعض مریض کو غذا سے وحشت و نفرت ہوتی ہے مگر اس کو حقیر نہیں سمجھتا۔ النور ص ۵۲۳

حال۔ مرض کبر کے دفع کیلئے علاج تجویز فرمایا جاوے انشاء اللہ تعالٰے اس پر کاربند ہوں گا۔

تحقیق۔ موقوف ہے اس کی حقیقت سمجھنے پر و سوف یاتی۔

حال۔ نیز کبر کی حقیقت سے بھی متنبہ فرمایا جاوے تاکہ انطباق علی الافراد میں سہولت ہو۔

تحقیق۔ کسی کمال میں اپنے کو دوسرے سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ اسکو حقیر و ذلیل سمجھے۔

علاج۔ یہ سمجھنا اگر غیر اختیاری ہے اُس پر ملامت نہیں بشرطیکہ اس کے مقتضی پر عمل نہ ہو یعنی زبان سے اپنی تفضیل دوسرے کی تنقیص نہ کرے دوسرے کیساتھ برتاؤ تحقیر کا نہ کرے اور اگر قصداً ایسا سمجھتا ہے۔ یا سمجھنا تو بلا قصد ہے لیکن اُس کے مقتضائے مذکور پر بقصد عمل کرتا ہے تو مرتکب کبر کا اور مستحق ملامت و عقوبت ہے اور اگر زبان سے اُس کی مدح و ثنا کرے اور برتاؤ میں اُس کی تعظیم تو اعون فی العلاج ہے۔ النور ص ۵۹۰

حال۔ احقر جب تک خانقاہ کے اندر رہتا ہے۔ تو سب سے اپنے آپ کو حقیر اور ذلیل معلوم کرتا ہے یقیناً نہ وہماً لیکن جس وقت یہاں سے رخصت ہوجاتا ہوں تو سب کچھ آجاتا ہے مولوی بھی بن جاتا ہوں اور ذاکر شاغل بھی بنجاتا ہوں اور بڑائی بھی آجاتی ہے اور جس وقت کوئی پسندیدہ کام کیا جائے تو طبیعت میں بڑائی محسوس کرتا ہوں۔

تحقیق۔ جو خیال اور اثر غیر اختیاری ہو اور اعتقاداً اس کو برا سمجھے اور اس کے مقتضی پر عمل بھی نہ کرے مثلاً نہ زبان سے فخر کرے نہ قصداً اپنے کمال کا استحضار کرے تو کچھ ملامت نہیں اور اگر اس کے ساتھ ہی اپنے عیوب و نقائص کا استحضار بھی کرلے اور یہ سوچ لے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کمال مقبول نہ ہوا تو ہیچ ہے تو اس عمل سے اجر ملیگا اور اسی استحضار کا تکرار علاج ہے اس خیال کا جس سے بتدریج مضمحل ہوکر کالعدم ہوجاتا ہے۔

حال۔ خاصکر وہ کام جو متعدی ہو اور جس کا تعلق اوروں سے ہو مثلاً اب دیوبند سے ہوکر یہاں آیا تھا تو دیوبند میں اپنے وطن کے طلبہ موجود تھے تو وہ اکثر اوقات جو بات اُن کے سمجھ میں نہ آتی تھی تو وہ اگر پوچھتے تھے تو جس وقت احقر اُن کو سمجھاتا تھا اور وہ سمجھکر خوش ہوتے تو طبیعت میں بڑائی محسوس ہوتی تھی اور جو بات میری بھی سمجھ میں نہ آتی تو بہت ذلت معلوم ہوتی اور اس کہنے میں بھی تکلیف ہوتی کہ میری بھی سمجھ میں نہیں آتی لیکن کہدیتا تھا۔

تحقیق۔ یہی مجاہدہ ہے جو مفتاح مشاہدہ ہے بس اسی کا التزام مطلوب بھی ہے اور مقدمہ مطلوب بھی اس التزام سے اگرچہ بتکلف ہو پھر بلا تکلف اس پر قدرت ہوجاتی ہے۔ النور ص ۵۹۳

حال۔ علم کے بارے میں بعض آدمی جو کہ جاہل ہیں بلا قصد خیال آتا ہے کہ میں ان سے

اچھا ہوں کیونکہ میں علم پڑھا ہوا وہ جاہل اور فلاں بات جانتا ہوں اور فلاں وہ بات نہیں جانتا ایسی ایسی باتیں وخیالات بہت واقع ہوتے ہیں۔ میں اس کے دفعیہ کے واسطے علاج کے طور پر نفس سے کہتا ہوں کہ کیا معلوم خدا تعالےٰ کے یہاں کون اچھا ہے۔ ممکن ہے کہ اسکا باطن اچھا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ میں خدا تعالےٰ کے نزدیک برا و ذلیل و خوار ہوں اور خدا تعالےٰ نے تجھکو دو چار حروف ظاہری سکھلا دیئے اس لئے تو بڑائی کرتا ہے۔ چاہے تو آج چھین لے تو کیا کروگے تو تم بھی ویسے ہی جاہل رہجاؤ گے ابتک تو میں ایسا ہی کیا کرتا ہوں آئندہ کے لئے جو علاج مناسب ہو تحریر فرمادیں۔

تحقیق۔ صحیح سمجھے علاج یہی ہے۔ اسی کا استحضار کیا جاوے دعا بھی کرتا ہوں۔

حال۔ حضرت نے جو پہلے پرچہ میں تحریر فرمایا کہ اسی کا استحضار کیا جاوے احقر اس کا عامل ہے اور جب کبھی خیال آتا ہے۔ اسی کا استحضار کرتا ہے اس سے مرض میں بہت کمی پاتا ہوں پہلے اپنے نفس کے تقاضے پر عمل نکرنا بہت مشکل و دشوار ہوتا تھا۔ اب وہ بات نہیں رہی بلکہ اس کی مخالفت کرنا زیادہ دشوار نہیں معلوم ہوتا۔ کچھ غور کرنے سے اس میں کامیاب ہوتا ہوں لیکن تقاضا بالکل زائل نہیں ہوتا۔ اس سے طبیعت بعض وقت رنجیدہ ہوتی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تقاضا جاتا رہے وہ جاتا نہیں کسی بات پر نفس اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے کوئی سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ بعض اوقات اپنے اندر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ میرا ایسا کمبخت و گنہگار و بداخلاق کوئی نہیں ملتا لیکن یہ بات ہر وقت نہیں رہتی ہے۔ اگر یہ بات قابل علاج ہو تو علاج فرمادیں۔

تحقیق۔ تکرار استحضار کافی ہوجاوے گا۔

النور صـ ۵۹۵

بدزبانی کا علاج

حال۔ للہ میرے لئے کوئی ایسی تدبیر تجویز فرمائیے کہ بدزبانی چھوٹ جاوے میرا مزاج ایسا ناقص ہوگیا ہے کہ جو چیز اپنے خلاف دیکھی سخت غصہ آیا خواہ مخواہ سخت ہی الفاظ زبان سے نکلنے لگے کسی کے سامنے یہ معاملہ ہو زبان نہیں رکتی۔ لہذا ملتمس ہوں کہ کوئی ایسی تدبیر بتلائی جاوے کہ لوگ میرے زبانی ظلم سے مامون رہیں سخت حیران ہو کر ملتمس ہو رہا ہوں۔

تحقیق۔ بدزبانی کا علاج بجز ہمت اور قبل تکلم کے تامل اور استحضار عذاب کے کچھ نہیں۔

النور صـ ۲۸۹

بڑھاپے میں بعض وجوہ سے شہوت کا اثر زیادہ ہونا

حال بعض اوقات قبض کی تنگی اس کی مصداق ہوتی ہے ؎

اے رفیقاں راہہا رابست یار   آہوئے لنگیم او شیر شکار
چوں نالم تلخ از دستان او   چوں نیم در حلقۂ مستان او

پھر یہ خیال آتا ہے کہ ؎

چوں بعلم آئیم آں ایوان اوست   ور بجہل آئیم آن زندان اوست
ور بخواب آئیم مستان ویم   ور بہ بیداری بدستان ویم
حیث اقرب انت من حبل الورید   لم اقل یا یا ندار للبعید ؎

دیگر عرض یہ ہے کہ ابتدائے جوانی جو عنفوان شباب کہلاتا ہے حالانکہ وہ وقت تقاضا ہائے شہوانیہ لبسیہ کا خاص زور کا وقت ہوتا ہے اس وقت ان تقاضوں کی ایسی شدید مزاحمت و منازعت نہ تھی۔ لیکن اب کہ جوانی ڈھل رہی ہے اور بڑھاپا شروع ہوگیا اَب میں ان تقاضوں کی شدت بعض اوقات اپنے اندر اس درجہ پاتا ہوں کہ اسکے اظہار سے شرم آتی ہے چنانچہ میں نے پہلا خط اسی کیفیت کا لکھا ہے۔

تحقیق۔ یہ وہی بات ہے جس کو میں کہا کرتا ہوں کہ بڑھاپے میں بوجہ ضعف تحمل شہوت کا اثر بعض وجوہ سے زیادہ ہوتا ہے۔ النور صفر ۳

خیال بدخواہی کا علاج

سوال۔ جب میرے گھر میں سے زندہ تھی تو بعض وقت یہ خیال ہوتا کہ اگر یہ مرجاوے تو میں مولانا کے پاس جاکر خوب ذکر کیا کروں تاوقتیکہ موت آوے جب تک کہیں نہ جاؤں۔ حضرت کی خانقاہ سے۔ میں نے خدا سے تو دُعا کی نہیں مگر جی میں یہ خیال کبھی آجاتا تھا۔ اب اسکا اتفاق سے انتقال ہوگیا میرے ذمہ تو گناہ نہیں ہوا۔

جواب۔ اس سرسری خیال سے گناہ نہیں ہوا۔ ہاں اگر دھیان باندھ لیا جاتا کہ یہ مرجاوے تو اسمیں گناہ ہے اگر تجربہ سے یہ شخص صاحب ہمت و تصرف نہیں تو صرف مسلمان کی بدخواہی کا ورنہ ہلاک و قتل کا بھی اس لئے ایسے خیال کیوقت یوں مناسب ہے کہ فوراً اُدھر سے اپنا خیال ہٹالے اور زبان سے یا خیال سے دعا کرے کہ الٰہی

سب کی خیر۔

النور ص ۳۴۲

ضرورت ترک فعل عبث

حال۔ عرض یہ ہے کہ بندہ کو ایک سال بھر ہوا ایک خوشبو ظاہر ہوتی ہے پچھے سال میں پندرہ روز رہکر موقوف ہوگئی۔ اس کا ذکر بندہ نے مولوی سید..... صاحب بالکھنڈی سے کیا اور حافظ.... صاحب سے کیا حافظ صاحب نے فرمایا یہ ذکر کی برکت ہے جس سے تسکین ہوگی۔ اب پھر شروع ہوئی ہے۔ جس کو ہفتہ بھر سے زیادہ ہوا۔ اور یہ خوشبو عجب طرح کی ہے گو بندہ اس طرف خیال نہیں کرتا۔ ہاں مسرت ضرور رہتی ہے۔

تحقیق۔ اس کی تحقیق کے درپے ہونا ہی کیا ضرور ہے نہ کمال ہے اور نہ کوئی ضرر۔ پھر اس کی کاوش کرنا محض فعل عبث ہے۔ جسکا ترک اول قدم ہے سلوک کا۔

النور ص ۳۸۲

غصہ کا علاج

حال۔ ضروری عرض یہ ہے کہ مجھکو اپنی حالت نیک و بدمزاجی سے ایسی بدگمانی پیدا ہوگئی ہے کہ کسی طرح اپنی حالت واصلاح سے تشفی نہیں ہوتی ہے وہ یہ کہ بعض اوقات ایسے قصے خصن نااہلوں سے پیش آجاتے ہیں کہ اُن کی محض بد دینی سے اس قدر طیش اور حدت مزاج میں پیدا ہو جاتی ہے کہ میں آپے سے باہر ہوگیا ہوں اور ہر چند چاہتا ہوں کہ تحمل سے کام لوں اور بہت اہتمام اسکا کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کوئی قصہ پیش نہ آدے لیکن بعض وقت کچھ ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ ہو جاتا ہے اور اس کا بھی اہتمام کرتا ہوں اور آئندہ قصد بھی کرتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ پھر کوئی بات کسی نااہل سے بھی پیش آوےگی تو بہت اہتمام اور تحمل سے کام لوں گا۔ لیکن پھر بھی برعکس معاملہ ہو جاتا ہے اور میں مغلوب ہو جاتا ہوں اور کچھ نہ کچھ مجھسے نامناسب حرکت بے محل سرزد ہو جاتی ہے اور اس غلبہ میں کچھ محسوس نہیں ہوتا ہے کہ کیا کر رہا ہوں اور کیا کہہ رہا ہوں بعد کو افسوس ہوتا ہے تو اسکی تلافی بھی موقع و محل دیکھکر کر لیتا ہوں اور کہہ سُن لیتا ہوں جبکہ اپنی بھی زیادتی اس غلبہ میں کچھ بعد کو محسوس ہو جاتی ہے ورنہ خاموش رہجاتا ہوں اور اس حرکت لایعنی سے مجھکو سخت تکلیف بعد کو ہو جاتی ہے اور دوسرے پر اسکا اثر کچھ بھی نہیں ہوتا ہے کیونکہ اُن کی طبیعت ان باتوں کی عادی ہے اور ہر وقت کا اُنکا مذاق ہے اور مجھکو سخت

تکلیف ہو جاتی ہے اور میں اس کا اہتمام اور عہد بھی کرتا ہوں کہ نہ کروں گا۔

لیکن بعض موقع پر ضبط دشوار ہو جاتا ہے اس لئے بعض حالت سے اپنی مجھکو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کیا میری حالت کا انقلاب ہی ہو گیا ہے اور جب تک ان لایعنی قصوں کا اثر رہتا ہے کورا معلوم ہوتا ہوں۔ گو نماز روزہ ورود وظائف سب کچھ کر لیتا ہوں لیکن ایسی حالت میں میرے اعمال جیسے بے نمک کا سالن ہوتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے اور جبکہ خالی الذہن ہو کر رہتا ہوں گو اعمال زائدہ کی توفیق زیادہ نہ ہو تب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرح سے مالامال اور ہشاش بشاش رہتا ہوں غرضکہ کوئی حالت میری مجھکو اپنی نظر میں ایسے موقع و محل پر بھلی معلوم نہیں ہوتی ہے ترقی تو درکنار اور حالت ناگفتہ بہ معلوم ہونے لگتی ہے اور میں یہ بھی نہیں کہتا ہوں کہ اچھی ہے یا بری ممکن ہے کہ عدم بصیرت کی وجہ سے بری بھلی کی تمیز اور فرق نہیں ہو سکتا ہے اور اس کے ادراک سے قاصر رہتا ہوں۔ ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وہ بھی بری باتوں ہی سے اور کسی کی بد دینی خلاف شرع اموری سے اس قدر غلبہ ہوتا ہے اور ناحق نہیں ایسا ہوتا ہے گو بعد کو اس مغلوبیت میں کچھ نامناسب باتیں اور زیادہ بھی ہو جاتی ہوں۔

اسکو میں نہیں کہہ سکتا ہوں بعض وقت تو اپنی زیادتی اور نامناسب باتیں کچھ محسوس ہو جاتی ہیں اور بعض وقت کچھ پتہ ہی نہیں چلتا ہے اور تاوقتیکہ کچھ صفائی نہو جاوے قلب مکدر رہتا ہے اور یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ تیری ہی سب خطا ہے اور یہ سب تیرے نفس کا کید خفی ہے ورنہ اسقدر غیظ و حدت تیرے اندر کیوں پیدا ہوتی اسلئے جو کچھ بری بھلی حالت اپنی سمجھ میں آئی ہے وقتاً فوقتاً اطلاع دیتا رہتا ہوں مرض کا پتہ تو جب ہی ہوتا ہے کہ جب کوئی معاملہ پیش آجاتا ہے ورنہ کچھ محسوس ہی نہیں ہوتا ہے۔ لہذا امیدوار ہوں کہ میری بری حالت سے جو کچھ میں لکھتا ہوں تحقیق فرما کر تشفی کامل بخشی جاوے ورنہ میں اپنی اس حالت سے بعض وقت سخت پریشان اور مایوس ہو جاتا ہوں یا کوئی تدبیر ایسے موقع محل پر ایسی بتلائی جاوے کہ جوش میں سنبھلا رہوں اور محض جوش کا تابع نہ رہوں بلکہ ہوش و عقل کامل سے کچھ کام لوں میں اپنی اس حالت کے اعتبار سے ایک ادنیٰ مبتدی سے بھی بدتر سمجھے ہوئے ہوں دعا و دوا سے کامل تشفی و اصلاح فرمائی جاوے۔

تحقیق - میں خود بعینہٖ اسی مرض میں مبتلا ہوں اگرچہ پہلے سے کمی ہے بس میں نے اپنے لئے جو تجویز کیا ہے وہی آپکے لئے تجویز کرتا ہوں اور اسپر عمل کرنے سے امید کرتا ہوں کہ اعتدال ہو جاویگا وہ یہ کہ حتی الامکان حد پر رہنے کا اہتمام کیا جاوے اور جو پھر کوتاہی ہو جاوے موافق شرع کے تدارک اور استغفار کیا جاوے۔ النور صـ ۳۸۹

حال۔ مجھے طبعی طور سے غصہ زیادہ ہے ذرا سی بات پر حد سے زیادہ غصہ آتا ہے اس وقت عقل نہیں رہتی غصہ نکل جانے کے بعد ندامت ہوتی ہے بہت نادم ہوتا ہوں۔ علاج سوچتا ہوں لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور کوئی علاج فائدہ مند نہیں معلوم ہوتا ہے حضور کوئی عمدہ اور مجرب نسخہ گو وہ سخت ہی ہو تجویز فرمادیں تو مہربانی ہوگی۔

تحقیق۔ جس پر غصہ کیا جاوے بعد غصہ فرو ہو جانے کے مجمع میں اُس کے سامنے ہاتھ جوڑیئے پانوں پکڑیئے بلکہ اُس کے جوتے اپنے سر پر رکھئے ایک دو بار ایسا کرنے سے نفس کو عقل آجاوے گی۔

النور صفر ۵۲ھ

حال۔ احقر آج بعد نماز مغرب اپنے اوستاذ ..... کے پاس ملاقات کرنے کے لئے چلا گیا تھا اور یہ پہلی ہی ملاقات تھی۔ جب احقر وہاں پر پہونچا تو ایک چارپائی پر تنہا حضرت مولانا صاحب کھانا کھا رہے تھے اور ایک دوسری چارپائی پر ایک صاحب اور تشریف رکھتے تھے تو میں وہاں پہونچکر چپکے ہی بغیر سلام کئے ہوئے دوسری چارپائی پر جس پر یہ صاحب تشریف رکھتے تھے جا بیٹھا مولوی صاحب نے میری بابت ان صاحب سے یہ دریافت کیا یہ کون ہے تو انہوں نے کہا کہ حیدر تھاول کے رہنے والے ایک شخص ہیں اور معاً ہی ان ہی صاحب نے یہ جملہ بھی بطور طعن کے فرمایا کہ سلام کرنا صوفیت کے تو منافی ہے۔ میں بالکل خاموش بیٹھا رہا۔ جب حضرت مولانا صاحب کھانا کھا چکے تو میں اٹھکر اُن کے پاس جا کر سلام اور مصافحہ کرکے جس چارپائی پر حضرت مولانا صاحب بیٹھے ہوئے تھے آسی پر میں بھی بیٹھ گیا پھر میں نے .... مولانا صاحب کی مزاج پرسی اور خیریت کے متعلق اور یہ کہ رمضان المبارک میں جناب کا کہاں قیام رہا گفتگو شروع کردی۔ غرض ۱۰-۱۲ منٹ تک باتیں ہوتی رہیں۔ اسی میں اور باتیں بھی ہوئیں اُس کے بعد یہ صاحب مجھپر اعتراض کرنے لگے اور مولوی صاحب کی طرف خطاب کرکے بہت غصہ کے ساتھ کہنے لگے کہ کیوں مولوی صاحب یہ کون سی حدیث میں آیا ہے کہ سلام نہ کرے حدیث شریف میں اس کی تو ممانعت آئی ہے کہ اگر کوئی شخص درس تدریس میں مشغول ہو تو اُسکو سلام نہ کرنا چاہیے اور کھانا کھاتے ہوئے کی تو کہیں ممانعت نہیں آئی یہ کیسی صوفیت ہے۔ اگر کوئی ہمارے پاس غیر قوم کا آدمی بیٹھا ہوا ہوتا تو وہ ان کو کیا کہتا اور یہ حضرت

مولانا تھانوی کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں اُن کے مرید کہلاتے ہیں اور وہاں کے تعلیم یافتہ ہیں پھر بھی سُنّت کو ترک کرتے ہیں اور حقیقت میں یہ حضرت مولانا تھانوی کی کو بدنام کرتے ہیں ۔ غرض اس قسم کی باتیں مولوی صاحب کو مخاطب کر کے انہوں نے خوب غصہ اور طیش میں آ کر کہیں اور دیر تک کہتے رہے جن کو احقر سنکر بالکل خاموش بیٹھا رہا اور کچھ نہیں بولا بلکہ ہنسکر ٹالدیا ۔ ہاں البتہ دل میں اتنا خیال تو ضرور آیا کہ ان حضرت کو کہنے کا کیا حق ہے اور پھر ایسے غصہ کی ساتھ حالانکہ میری اور اُن کی بالکل کسی قسم کی بے تکلفی بھی نہیں ہے ۔ صرف تھوڑی سی جان پہچان ہے یہ وسوسہ تو ضرور آیا مگر میں نے زبان سے اب تک کسی قسم کا لفظ تک نہیں نکالا اور مولوی صاحب بھی سنکر خاموش بیٹھے رہے کچھ نہیں بولے ۔ جب یہ صاحب اپنی گفتگو ختم کر چکے تو پھر مولوی صاحب نے مجھ سے گفتگو شروع کر دی میں بھی مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر اُن کی باتوں کا جواب دیتا رہا ۔ اور چونکہ مولوی صاحب کو مجھ سے کیا بلکہ قریب قریب ہر آدمی خصوصاً شاگردوں سے بہت ہی بے تکلفی ہے یہاں تک کہ شاگردوں کے ساتھ بعض بعض مرتبہ مذاق بھی کر لیتے ہیں تو اسی اثنا میں مولوی صاحب نے مجھ سے یہ کہا کہ تو میرے کلیجہ سے نہ لگ گیا جس کو بالفاظ دیگر معانقہ سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ اگر تو میرے کلیجہ سے لگ جاتا تو میرے قلب میں نور پیدا ہو جاتا میں نے کہا کہ معانقہ کرنا بیشک سنت ہے اور باعث برکت ہے مگر قلب میں اس سے نور تو کہیں بھی نہیں پیدا ہوتا ۔ اس پر وہ صاحب پھر غصہ میں آ کر بولے کہ ضرور قلب میں نور پیدا ہوتا ہے اس کے بعد میری طبیعت میں بھی تغیر پیدا ہو گیا اور میں نے بھی خوب ہی غصہ کیساتھ یہ کہا کہ میں آپ کے پاس نہیں آیا اور نہ اس وقت آپ سے گفتگو کر رہا ہوں آپ کیوں درمیان کلام کے دخل دیتے ہیں ۔ دوسرے آپ کو کیا حق کہنے کا ہے آپ کون کہنے والے ہوتے ہیں ۔ آپ سے میں نے رجوع نہیں کیا آپ سے اپنی اصلاح کی درخواست نہیں کی نہ آپ میرے پیر ہیں نہ اوستاد آپ ہوتے کون ہیں کہنے والے آپ کو کیا حق ہے کہنے کا ۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان ۔ اس پر اور زیادہ غصہ کیساتھ اور بلند آواز کی ساتھ انہوں نے مجھ سے یہ کہا کہ ہم کو کہنے کا حق ہے آپ بھی مومن ہم بھی مومن ۔ مومن کو مومن کے کہنے کا حق ہے میں نے کہا کہ آپ کس سند سے

کہتے ہیں کیا آپ کے اندر عیب نہیں ہیں اور سلام کرنا فرض نہیں ہے سنت ہے اور ایک سنت کیا نہ معلوم ہم سے کتنی سنت ترک ہوتی ہیں بلکہ بعض اوقات فرائض ترک ہو جاتے ہیں اور یہ بھی میں نے کہا کھانا کھاتے ہوئے بھی سلام نہ کرنا چاہیے مبادا جواب دینے کے وقت حلق میں ٹکڑا نہ اٹک جاوے۔ کہنے لگے حدیث میں دکھلاؤ۔ کہاں ہے۔ میں نے کہا کہ حدیث میں تو مجھے معلوم نہیں باقی میں نے سنا ہے۔ اس پر وہ صاحب کہنے لگے کہ اچھا میں آپ کے قول کو تسلیم کرتا ہوں مگر یہ تو بتلائیے کہ میں تو کھانا نہیں کھا رہا تھا مجھکو کیوں سلام نہیں کیا اس پر میں نے سکوت کیا اس کے بعد حافظ...... آگئے انہوں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے میں نے ان سے تمام قصہ عرض کیا جس کو سنکر انہوں نے بھی میری طرف داری کی اس پر وہ صاحب کہنے لگے آپ بھی انہیں کے طرفدار ہو گئے۔ اس کے بعد یہ بھی کہا کہ مجھے تو ان کی حالت کا اندازہ کرنا تھا بس معلوم ہو گیا کہ ان میں بے نفسی نہیں ہے ذرا سی بات میں کتنے غصہ ہوئے۔ صوفی کی تو یہ حالت ہونی چاہیئے کہ اگر اس پہ کوئی گوہ اور موت بھی ڈالدے تو اس کو تب بھی کچھ نہ بولنا چاہیئے اس پر حافظ...... نے یہ کہا کہ اس کو بھی تو یہ بات زیبا اور روا نہیں کہ وہ کسی پہ گوہ موت ڈالے۔ بس انکی حالت معلوم ہوگئی ذرا سی گفتگو پر اتنا غصہ میں نے کہا اول تو میں نے صوفیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ دوسرے میرے اندر ایک عیب کیا اور سینکڑوں عیب موجود ہیں۔ غرض یہ واقعہ ہے۔ اب حضور والا سے یہ بات محض اپنی ہدایت کے لئے دریافت کرتا ہوں کہ اگر میرا اس میں غصہ کرنا ناحق ہو تو میں ان صاحب کے پاس جا کر معافی چاہوں اور توبہ کروں اور آئندہ ایسی باتوں سے بالکل احتراز کروں اب حضور کے ارشاد کا منتظر ہوں جیسا میرے لیے حکم فرمائیں گے اس پر انشاء اللہ تعالیٰ دل وجان سے عمل کرونگا۔

تحقیق۔ یہاں کئی امر ہیں ایک نفس مضمون سو اس میں تو اتنا انہوں نے حق کہا کہ میں تو کھانا نہ کھاتا تھا مجھکو سلام کر لیتے اور باقی سب فضول باتیں کیں اور یہ تم نے حق کہا کہ تم کو طعن اور غصہ کے ساتھ کہنے کا حق نہ تھا کیونکہ مومن جو مومن کو نصیحت کرتا ہے اس کے یہ آداب نہیں تشدد کے ساتھ کہنا صرف بڑوں کا حق ہے خواہ انکی بڑائی کسی سبب غیر اختیاری سے ہو یا کسی التزام اختیاری سے باقی اور باتیں تمہاری فضول

تھیں دوسرا امر طرزِ گفتگو اس میں فی نفسہ دونوں کا طرز بُرا ہے مگر اُنہوں نے بدایت کی اس لئے البادی اظلم کے قاعدہ سے وہ قابل الزام اور جزاؤ سیئۃ سیئۃ مثلہا کے قاعدہ سے تم بری ہو بشرطیکہ اعتداء واقع نہ ہوا ہو ورنہ اس حصہ کا الزام تم پر ہے تیسرے جتنی بات بیجا ہوئی اس کی معافی چاہنا سو مضمون کی جتنی غلطی ہے وہ تو حق اللہ ہے حق تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہئے اور غصہ و ایذاء کا جتنا حصہ ہے اس میں اگر اعتداء ہوا ہے تو وہ حق العبد ہے صاحب حق سے معافی چاہنا ضرور ہے اور اگر اعتداء نہیں ہے تو وہ معصیت ہی نہیں اب اسکو خود دیکھ لو۔ بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ

النور ص ۴۶۶

حال۔ ذرا ذرا سی بات پر دوسروں کی اشتعال طبع اور ناگواری بہت ہوتی ہے بہت ضبط کرتا ہوں اور صاف صاف بُرا نہیں کہتا اور زیادہ منازعت نہیں کرتا مگر تاہم ایسے الفاظ اور وہ لب ولہجہ ہوتا ہے کہ جو دوسرے کو ناگوار ہو۔ یہ اکثر جب ہوتا ہے جبکہ کوئی حق تلفی کرے اور حق پسند نہ ہو یا اشتعال انگیز یا متکبرانہ بات کہے ایسی صورت میں نرمی اور سہولت سے بات کہنی اور ایسا تذکرہ نکرنا پس پشت جس میں غیبت لازم نہ آتی ہو بہت دشوار ہے اکثر توبہ کرتا رہتا ہوں اور اس میں اور دیگر معاصی میں کمی بھی محسوس ہوتی ہے مگر بالکل ثابت قدم نہیں رہتا اور اس میں عاجز آگیا یہ دعا اپنے حسب حال ہے اللھم انی ضعیف فقونی رضاک ضعفی وخذ الی الخیر بناصیتی حضور بھی میرے حق میں دعا فرماویں۔

تحقیق۔ دعا کرتا ہوں آپ بھی تدبیر کریں وہ یہ کہ بتکلف اس تقاضے کی مخالفت کریں جب کوتاہی ہو جاوے استغفار کریں اور اگر اُس شخص کے حق میں کوئی زیادتی و تجاوز حدود شرعی سے ہوگیا ہے تو اس سے معاف کرائیں چند روز تک ایسا کرنے سے اصلاح ہو جاوے گی۔

النور ص ۴۷۳

حال۔ تہذیب السالکین دیکھتا ہوں تکبر اور حسد وغیرہ تو اپنے اندر نہیں معلوم ہوتا۔

تحقیق۔ الحمد للہ۔

حال۔ البتہ غصہ معلوم ہوتا ہے اور وہ بھی ناحق بات پر نہیں آتا اگر میری زیادتی ہو تو چاہے کوئی کتنا ہی بُرا بھلا کہے غصہ نہیں آتا مگر بلا وجہ بُرا بھلا کہنے سے ضرور غصہ آتا ہے

یہ جو عیب تھا صاف صاف لکھدیا۔

تحقیق۔ یہ عیب نہیں ہاں اس حقِ غصہ کو بھی ضبط کرنا بہتر ہے۔

حال۔ دنیاوی کاموں میں بعض وقت مجھے ریار معلوم ہوتی ہے مثلاً گھر پر کھیتی کا کام کرتا تھا تو دل چاہتا تھا کہ ایسی طرح کرو کہ لوگ سمجھیں کہ بڑا قوی ہے مگر دینی کاموں میں نہیں۔

تحقیق۔ یہ بھی بُرا ہے مگر ریائی الدین سے کم لیکن ازالہ اسکا بھی ضروری ہے۔

النور ص۷۹ ہم

حال۔ بندہ نے حضرت کی خدمت مبارک میں پہلے ایک خط لکھا تھا اسکے جواب میں حضرت نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ صرف غصہ ہے یا اس کے مقتضا پر بھی عمل اگر ہے تو کیا کیا عمل ہے اور غصہ اور عمل بمقتضاءٔ اختیاری ہیں یا غیر اختیاری یا ایک اختیاری ہے دوسرا غیر اختیاری غصہ فی نفسہ غیر اختیاری ہے اور عمل بمقتضائے اختیاری ہے۔

تحقیق۔ جب اختیاری ہے تو اس کا ترک بھی اختیاری ہے اور اختیاری کا علاج بجز استعمال اختیار کے اور کچھ نہیں گو اس میں کچھ مشقت و تکلف بھی ہو اسی استعمال کے تکرار و مداومت سے وہ اقتضار ضعیف و مضمحل ہو جاتا ہے اور پھر ترک میں زیادہ تکلف نہیں ہوتا البتہ اس اختیار کے استعمال میں کبھی قدرے تکلف بھی ہوتا ہے اس تکلف کے مبدل بسہولت ہونے کے لئے بعض تدبیرات کی ضرورت ہوتی ہے وہ یہ ہیں ۱ غصہ کے وقت وہاں سے فوراً جدا ہو جاویں ۲ اعوذ باللہ پڑھ لیں ۳ پانی پی لیں ۴ فوراً کسی کام میں لگ جاویں ۵ حق تعالیٰ کے قادر اور اپنے عاصی اور خوف انتقام و حُبِ عفو کو یاد کر کے مغضوب کو عفو کر دینا۔

النور ص۷۳ ھ

حال۔ ایک مرض غصہ کا ہے خفیف خفیف بات پر غصہ آجاتا ہے اور یہ ان لوگوں کی جن سے اکثر میل جول بعض امور کی وجہ سے ہوتا رہتا ہے۔ اور بعد میں پچھتانا پڑتا ہے اور بعض دفعہ اس کی وجہ سے نماز میں بھی دل نہیں لگتا مہربانی فرما کر نجات کی صورت سے مطلع فرماویں۔

تحقیق۔ جس وقت غصہ آوے امور ذیل کی پابندی کریں۔

۱ یہ خیال کریں کہ میں بھی حق تعالیٰ کا خطاوار ہوں اگر وہ بھی اسی طرح غصہ کریں

تو میرا کہاں ٹھکانا ۲؎ اگر میں اس کو معاف کردوں گا اللہ تعالیٰ مجھکو معاف فرمادیں گے ۳؎ اسوقت بیکار نہ رہیں فوراً کسی کام میں لگ جاویں خصوص مطالعہ کتاب میں ۴؎ اس جگہ سے ہٹ جاویں ۵؎ اعوذ باللہ کی کثرت کریں ۶؎ پانی پی لیویں ۷؎ وضو کریں۔

النور ص ۵۹۵

حال۔ ایک مرض یہ ہے کہ غصہ بہت ہوا کرتا ہے۔

تحقیق۔ غصہ اختیاری ہے یا غیر اختیاری اور اُس کے مقتضا پر عمل اختیاری یا غیر اختیاری ہے۔

اس کے بعد اُن کا دوسرا خط آیا جو مع جواب ذیل میں منقول ہے

حال۔ اول غصہ کا دفعۃً آنا غیر اختیاری ہے بعد کو اس پر قائم رکھکر عمل کرنا اختیار میں ہے۔

تحقیق۔ تو ترک بھی اختیاری ہے۔ ترک کردو یہی علاج ہے۔ النور ص ۵۹۹

حال طبیعتم بسیار تیز ست کہ ہر چیزیکہ ناگوار خاطر باشد از قول و فعل دیگراں و بر غلطی دیگراں در مکالمت و مکاتبت وغیرہ بحسب اصطلاح یا مخرج اردو یا باعتبار املا چشم پوشی نمی توانم کرد بمجرد سماع احیاناً از زبان نادان بہ نیت درستگی اصطلاح وی کلمات اصلاحیہ بیرون می شود کہ گاہے مدمقابل را ناگوار می باشد نیز نظر الی تعلیمات تھانہ بھون گاہے طبیعت بر امور خلاف ضابطہ و قاعدہ مکدر شدہ مجبور می باشد چہ کنم اگر مذموم است مطلع فرمودہ آید نیز کمشاری و ہرزہ درائی از عادات سیئہ من است صورت احترازش چہ بندد۔

تحقیق۔ مبتدی را ازاں ہمہ مضر ست کہ او قادر نیست بر حفظ حدود و نیز منصبش تعلیم نیست پس خالی از شائبہ انتقام نفسانی نباشد لہذا صبر لازم ست و اگر صبر شاق باشد باستحضار خطایائے خویش و جدا شدن از موقع غضب امداد جوید و مشغول بدعا و ابتہال شود انشاء اللہ تعالیٰ ازیں تدبیر نجات حاصل شود۔

النور ص ۶۱۶

حال۔ بندہ حقیر اپنے اندر مرض غصہ کو پاتا ہے یعنی جب کبھی خلاف طبیعت کسی سے کوئی بات یا کوئی کام صادر ہو جاتا ہے تو طبیعت بہت بھڑک اٹھتی ہے بندہ کا یہ مرض اختیاری ہے لیکن اس رذیلہ غصہ کے صادر ہونے کے وقت اس کے قبائح

پیش نظر نہیں رہتے ہیں۔

تحقیق۔ العلاج بالضد۔ ذہول کا علاج استحضار ہے ایک پرچہ پر یہ قبائح لکھکر اپنے پاس رکھو خواہ جیب میں یا بطور تعویذ کے بازو پر غصہ کے وقت اسکا مضمون یاد آجانا یا یاد کرلینا آسان ہوگا۔

النور ص ۶۲۹

ناشائستہ حرکت کرنیکا علاج

تمہید خط آئندہ۔ یہ صاحب جن کا خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے ایک اہل علم ہیں جو خانقاہ میں ذکر و شغل کے لئے مقیم تھے ایک حرکت خلاف اخلاق پر خارج کردیئے گئے یہاں سے نکالے جانے کے بعد جلال آباد (جو یہاں سے صرف تین ۳ میل کے فاصلہ ہے) جاکر مقیم ہوگئے اُن کا یہ خط طلب اصلاح میں آیا تو حضرت نے اپنے طریق خاص کے موافق اصلاح شروع کی کہ اول خود اُنہیں سے اُنکی حرکتوں کے مفاسد دریافت کئے کہ جو تفہیم کا نہایت مؤثر اور اعلیٰ درجہ کا طریقہ ہے حرکت اور سکون کے جو الفاظ جواب میں استعمال فرمائے گئے ہیں اُن میں جو صنعت تقابل ہے وہ اس حسن تعلیم پر مزید براں ہے۔

خط موعودہ۔ تین روز سے مجھکو بجز مایوسی اور محرومی کے کچھ نظر نہیں آتا ہے اور اسکا سبب ایک وارد ہے جو مجھپر ہوا ہے وہ یہ کہ جو چیز اصل سے پاک ہو اگر اس میں کچھ نجاست لگ جائے مثل کپڑے وغیرہ کے تو وہ دھونے سے پاک ہوجاتی ہے اور جو چیز بالکل اصل سے ناپاک ہی ناپاک ہو مثل پاخانہ وغیرہ کے اس کے پاک ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے سو تو ایسے ہی ہے۔ تیری ہرگز اصلاح نہ ہوگی اس وارد سے اس قدر مایوسی ہوئی کہ آج رات بالکل ارادہ کرلیا تھا کہ اب سب کام چھوڑ دونگا لیکن جب سحری کھاکر فارغ ہوا ارادہ کرلیا کہ اب سو رہوں تو فوراً قلب پر یہ وارد ہوا لاتحسبوہ شراً لکم بل ھو خیر لکم اس سے قدرے اطمینان ہوا اٹھکر فوراً وضو کرکے اپنے کام میں لگ گیا لیکن پوری تسلی نہیں ہوئی اب حضرت فرماویں کہ میں اپنی اصلاح کی کیا تدبیر کروں جو کچھ ارشاد فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور عمل کروں گا۔

دوسرے عرض یہ کہ اب خرچ بالکل ختم ہوگیا ہے اپنے خرچ کی بھی فکر ہے اور مکان جو کچھ روپیہ ماہوار بھیجا کرتا تھا اس کی بھی فکر ہے یہاں کوئی ذریعہ نہیں ہے کیا کروں۔

جواب - اول آپ یہ تبلائیے کہ آپ اس حرکت کی حقیقت کیا سمجھے یعنی اس میں کتنے اجزا ہیں اور ہر جزء میں کیا مفسدہ ہے بدون اس کی حقیقت سمجھے ہوئے اصلاح کی تدبیر تبلانے سے بھی سمجھ میں نہ آویگی نیز اس حرکت کے بعد سکون جلال آباد کی حقیقت بھی سوچیے اور اس کے درمیان میں جو حافظ جنازہ سے گفتگو ہوئی اس کی حقیقت میں غور کیجیے۔ خرچ کچھ میرے ذمہ فرض نہیں۔ دین میں دنیا کو ملاتے ہوئے شرم کرنا چاہیے۔ النور ص ۱۹ ۴ھ

وسوسہ ریار کا علاج

حال - بعض لوگوں نے جو میرے حفظ کلام اللہ شریف کی کیفیت معلوم کی تو میری تعریف کی اس سے ایک قسم کی نفس میں میں نے بشاشت پائی اس وجہ سے مجھے اپنے خلوص نیت میں شبہ واقع ہو گیا ہے اور ارادہ کرتا ہوں کہ حفظ کلام اللہ شریف کا شغل تا خلوص نیت ملتوی کر دوں آئندہ جیسا حضرت کا امر ہو۔

تحقیق - ہرگز ایسا نہ کیجیے۔ بشاشت سے شبہ نیت میں عدم خلوص کا کرنا خود بھی غلط ہے ورنہ شیطان کو ہر عمل صالح کے چھڑا دینے کا ایک اچھا ذریعہ ہاتھ آ ویگا کہ لوگوں سے تعریف کرا دی اور آپ کو شبہ میں ڈالدیا بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جسطرح عمل للخلق ریا ہے ترک عمل للخلق بھی ریار ہے۔ النور ص ۲۰ ۴ھ

حال - بندہ کو نماز میں بہت وساوس ہوتے ہیں اور ہر کار خیر میں خصوصاً نماز کیوقت یہ خیال ہوتا ہے کہ تجھے فلاں دیکھ رہا ہے اس لئے یہ فعل تیرا ریا ہے اور سمعہ میں داخل ہے جو اکثر فرضی نماز کے سوا باقی افعال حسنہ کے چھوڑ دینے پر مجبور کرتا ہے علاج فرمایا جاوے۔

تحقیق - محض کسی کے دیکھنے سے تو ریار نہیں ہوتی جب تک کہ عامل دکھلانیکا قصد نہ کرے اور یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ قصد فعل اختیاری ہے محض دکھلانے کا خیال بلا اختیار آجانا یہ قصد نہیں ہے اس علم کی تصحیح بھی اس خیال کا علاج ہے اور اس خیال کے مقتضا پر عمل نہ کرنا یعنی طاعت کو ترک نہ کرنا اس علاج کا مکمل ہے۔ النور ص ۴۹۵

حال - کبھی ذکر کرتے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی سنے گا تو تعریف کریگا۔

تحقیق - عزم نہ ہو تو مضر نہیں۔

حال - اور اگر کوئی منہ پر تعریف کرتا ہے تو بھلا معلوم ہوتا ہے اسکا علاج فرماویں۔

تحقیق - اگر یہ بھلا معلوم ہونا عقلاً برا معلوم ہوتا ہے تو مضر نہیں۔ النور ص ۱۶ ۵ھ

حال - یہ کیفیت یعنی کسی عبادت نافلہ یا کسی فعل حسن کے صدور پر دل میں ایک قسم کی نشاط و فرحت پیدا ہونا اور دوسرے لوگوں کی اطلاع پر اس سے بڑھکر سرور

پیدا ہونا غیر اختیاری ہی ہے لیکن تبلیغ دین کی اس عبارت سے مجھے دھوکہ لگ گیا تھا" اور اس سے زیادہ مخفی ریا یہ ہے کہ کسی کے موجود ہونے سے نشاط میں بھی زیادتی نہ ہو مگر اشتار عبادت یا عبادت سے فارغ ہونے کے بعد اگر کوئی شخص اس عبادت پر مطلع ہو جاوے تو اس کے دل میں ایک قسم کی فرحت اور خوشی پیدا ہو جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ دل کے اندر ریا، اس طرح چھپا ہوا ہے جیسے راکھ کے اندر آگ چھپی ہوتی ہے کہ دوسروں کے مطلع ہونے پر اسی لئے تو سرور پیدا ہوتا ہے"۔

تحقیق۔ تو اس فرحت کو تو ریا نہیں کہا اس کو علامت ریا کی کہا اور علامت بھی مادہ ریا کی کہا جس پر مواخذہ نہیں۔ النور ص ۵۹۱

غلبہ خواہش نفسانی کا علاج

حال۔ ایک بات قابل دریافت یہ ہے کہ بعض اوقات جبکہ اس کے کچھ اسباب بھی موجود ہو جاتے ہیں تو میلان خواہش نفسانی کا غلبہ کبھی ہو جاتا ہے اور کسی قدر اس میں انہماک ہو جاتا ہے گو عمل کے درجہ میں یہ بات پیدا نہیں ہوتی ہے لیکن وسوسہ کے درجہ میں انہماک ہو جاتا ہے ہر چند یہ چاہتا ہوں کہ ایسا نہ ہو لیکن کچھ نہ کچھ کبھی وسوسہ پیدا ہو کر انہماک ہو جاتا ہے۔ اور بعد اس کے سخت تشویش لاحق ہوتی ہے اور اعمال میں جب تک کہ اس کا اثر رہتا ہے ایک بدمزگی ہو جاتی ہے۔ کیا میلان طبعی خواہش نفسانیہ پر بھی مواخذہ ہوگا کیونکہ یہ بات تو غیر اختیاری معلوم ہوتی ہے کہ بعض اوقات بوجہ کسل طبعی یا کسی عارض کے انہماک پیدا ہوتا ہے اور غالباً سب کو کچھ تھوڑا بہت ہوتا ہوگا مجھکو اس قسم کے وسواس کا غلبہ کبھی اس قدر نہیں ہوتا رہا کہ میں کبھی کسی عارض اور وسواس کی وجہ سے مغلوب محض ہو جاؤں۔ لیکن جسقدر ضعف زیادہ ہوتا جاتا ہے میلان طبعی وسوسہ خواہش نفسانی کا غلبہ کبھی کبھی اپنے اندر پاتا ہوں اور باوجود ضعف طبیعت کے دیر تک کبھی ٹھیرتا ہے اور دفع ہو جانے کے بعد ایک انقباض اور کدورت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور انشراح طبیعت کا جب تک کہ اسکا اثر کچھ دیر رہتا ہے باقی نہیں رہتا اور اسی طرح جب کسی صفات ذمیمہ کا غلبہ گو عمل کے درجہ میں نہ ہو ہو جاتا ہے تو ایک تاریکی سی معلوم ہوتی ہے اور جب تک ذکر کا غلبہ یا اس خیال کا بالکل ازالہ نہیں

ہوجاتا ہے اُس وقت تک نورانیت و انشراح قلبیہ میسر نہیں ہوتا ہے کیا اس قسم کی غفلت بھی جو کہ صفات ذمیمہ کے غلبہ سے کبھی کبھی جبکہ اس کے اسباب کچھ مہیا ہوجاتے ہیں مضر باطن ہیں یا نہیں اُمید کہ تشفی کامل بخشی جاوے۔

تحقیق - بوجہ غیر اختیاری ہونے کے ذرا بھی مضر نہیں مگر کسی معین شخص کے متعلق حدیث النفس نہ لایا جاوے اور جو خود آجاوے تو جمایا نہ جاوے۔

حال - شہوات نفسانیہ کے غلبہ کے وقت تو یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہوجاوے تو نکاح کرلیا جاوے لیکن ضعف طبیعت اور عدم تندرستی کو دیکھا جاتا ہے تو ہمت ٹوٹ جاتی ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ تندرستی ٹھیک نہیں ہے تو یہ خیال عبث ہے اور زمانہ کی حالت پر نظر کی جاتی ہے تو مجھ ایسے مفلس کا نکاح ہونا بھی دشوار ہے۔

تحقیق - علاوہ اس کے مجھکو یہ اندیشہ ہے کہ نکاح سے اور ضعف نہ بڑھ جاوے جس سے اس سے اشد درجہ کے مضرات نہ پیدا ہوجاویں۔

حال - بہرحال جب سے طبیعت بہت ضعیف ہوگئی ہے زیادہ تر یہ خیالات بعض اوقات ستاتے ہیں اور اس میں ایک انہماک نفسانی پیدا ہوجاتا ہے اور ایک غفلت طاری ہوجاتی ہے گو توبہ استغفار کرلیا جاتا ہے اور اُس کے غلبہ ہونیکی وجہ اور سبب میری فہم ناقص میں یہ آتی ہے کہ پہلے مشغولی بحق ہونے کی وجہ سے یہ سب باتیں مغلوب تھیں یا کبھی غلبہ ہوا تو جلدی سے رفع ہوگیا اور اب بوجہ ضعف قلب و دماغ کہ زیادہ مشغولی سے طبیعت گھبراتی ہے اس لئے اس قسم کے وسواس کا غلبہ کبھی کبھی کثرت سے ہوتا ہے جو بات میری سمجھ ناقص میں آئی اپنے مرض کو ظاہر کردیا اب جناب والا تدبیر میرے حالات کا ادراک کرکے تشفی کامل عطا فرماویں۔

تحقیق - خیر مشغولی تو اَب بھی ہے گو صورت مشغولی کی بدل گئی ہو پہلے بواسطہ ذکر کے تھی اَب بواسطہ فکر کے لیکن پہلے قوت طبیعت کے سبب مقاومت آسان تھی اَب بوجہ ضعف کے مقاومت سے عاجز ہوگئی۔ النور صفر ۴۵

ایک طبیب کے خط کا خلاصہ - ایک نوجوان بی بی کا علاج شروع ہوا زنانہ مکان میں نبض دیکھنے جانا ہوا۔ مکان نہایت عالیشان پُر تکلف تھا چونکہ مجھکو مکان کی تکلیف

رہتی ہے اس لئے مکانات کو دیکھکر حسرت ہوتی تھی مگر اُن کے فانی ہونے کے تصور سے دل کو سمجھا لیا لیکن قلب میں پھر بھی ایک غیر معمولی بےچینی خود حد سے بڑھی ہوئی تھی محسوس ہوئی سوچنے سے معلوم ہوا کہ وہ التفات تھا مریضہ کی طرف میں قصداً مکان کی طرف نظر نہ کرتا تھا اور برابر ذکر میں مشغول رہتا تھا لیکن وہ بےچینی برابر رہی چاہا کہ علاج چھوڑ دوں مگر اس سے مریضہ کو ضرر تھا پھر بہت گھبراہٹ ہوئی آخر جنگل میں جاکر دو نفلیں پڑھکر دعا کی کہ الٰہی اب تدبیر سے کام نہیں چلتا آپ کے ترحم کی ضرورت ہے بس اُس گھبراہٹ میں کمی شروع ہوئی حتیٰ کہ بالکل جاتی رہی۔ پھر نہ مکان کیطرف میلان ہوا نہ مکان والوں کی طرف۔ اب عرض یہ ہے کہ اسوقت تو اس بلا سے نجات مل گئی لیکن آئندہ کیا طرزِ عمل رکھوں جو یہ قصے پیش نہ آیا کریں۔

الجواب۔ منشا ان سب تاثرات کا قلب ودماغ کی خاص فطری ساخت ہے جس کا تبدل بعید ہے اور اس کے ساتھ کچھ ضعف بھی منضم ہوگیا ہے جسکا دفع طبی تدابیر سے ہوسکتا ہے اُس سے اس تاثر میں کمی ہوجاوے گی مگر اصل باقی رہے گی جس کا علاج یہی مجاہدہ وتضرع ہے جب یہ پیش آوے یہی کیجئے ہاں دعائے محض سے بطور خرقِ عادت زوال بھی ممکن ہے۔

النور ص۳۳ھ

بدگمانی کا علاج

حال۔ بعض وقت ذرا سی بات پر دوسروں کی طرف سے بدگمانی بھی ہوتی ہے مگر اس کو بھی دل سے بہت دور کرتا ہوں۔

تحقیق۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ زبان پر اس کو کسی کے سامنے نہ لاویں۔

النور ص۳۴ھ

اسراف کا علاج

حال۔ بندہ کے اندر اسراف کا مادہ ہے اُسکا معالجہ تحریر فرمادیں۔

تحقیق۔ خرچ کرنے کے قبل دو امر کا التزام کریں ایک یہ کہ پہلے سوچا کریں کہ اگر اس جگہ خرچ نہ کریں تو آیا کچھ ضرر ہے یا نہیں اگر ضرر نہ ہو اُس کو ترک کردیں اور اگر ضرر معلوم ہوتا ہو تو پھر کسی منتظم سے مشورہ کریں کہ یہ خرچ خلاف مصلحت اور نامناسب تو نہیں وہ جو تبلادے اُس پر عمل کریں۔

النور ص۵۴ھ

وسوسۂ بخل کا علاج

حال۔ مولوی ……… مدراسی جو آج یہاں سے جانیوالے ہیں کل میں نے اُن کو بوجہ میرے پیر بھائی ہونے کے اور بوجہ اُن کے میرے ساتھ محبت کرنیکے ایک سرمہ دانی کو جو اچھی سی تھی ہدیہ دیدی۔

تحقیق۔ دینے لینے سے قبل دونوں صاحبوں کو مجھسے مشورہ کرنا مناسب تھا اُن ک بھی اس کی اطلاع کر دینا چاہیئے کہ آئندہ خیال رکھیں۔

حال۔ دینے کے وقت میں تو خوشی معلوم ہوئی لیکن بعد میں دل میں کچھ تنگی معلوم ہوئی حال یہ کہ پہلے اس سے کئی برس کی چیز کے کسی کو دینے سے میرا نفس خوش ہوتا تھا تو کیا یہ تنگی نفس بخل کی علامت ہے اگر بخل کی علامت ہو تو میری اس حالت افلاس میں اسکا علاج کیا ہوگا یا یہ کوئی خاص امر کی وجہ سے یا خاص حالت کیوجہ سے تنگی ہوئی۔

تحقیق۔ ہمیشہ اس کی یعنی بخل کی علامت نہیں کبھی مفارقت شے کے بعد اپنی حاجت جو اس کی طرف واقع ہوتی یاد آکر ایسا ہوتا ہے جو مذموم نہیں اور اگر گاہے بخل بھی اسکا سبب ہو تو خود بخل مذموم نہیں کہ امر اضطراری ہے اُس کے مقتضا پر عمل مذموم ہے علی اختلاف مراتب الذم بلکہ بعض اوقات حکمت حق اس تنگی کو مقتضی ہوتی ہے کہ اس ناگواری پر صبر کرنا سبب ہوتا ہے مجاہدہ کا جو کہ طریق میں اصل نافع ہے۔

النور صـ ۱۳ ۵

نعمت کی ناشکری کا علاج

سوال۔ عرض یہ ہے کہ آپ کے غلام کو بہت بڑا ایک مرض لاحق ہوا ہے وہ یہ کہ باوجودیکہ غلام کے پاس (خدا کا شکر) طرح طرح کے کپڑوں کے جوڑے موجود ہیں جب بھی جب کسی کے اچھے کپڑے دیکھتا ہوں تو دل میں بار بار یہ بات آتی ہے کہ ایسا کپڑا ضرور لینا چاہیے اور اور چیزوں میں بھی ایسے خیال آتے ہیں اور اگر وہ چیز ملجاتی ہے تو لینا پڑتا ہے اگر اتفاق سے روپیہ ہاتھ میں نہیں ہوتا ہے تو یہ روپیہ نہونا فقط مانع ہوتا ہے اور سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ دوسرے کی اچھی چیز اور خاصکر کے دوسرے کا اچھا کپڑا دیکھکر اپنا لباس حقیر نظر آتا ہے جو بہت بڑی خطرناک بات ہے دست بستہ عرض ہے کہ غلام کو اسکا کوئی علاج مہربانی کر کے

تبلا کر کے سرفراز فرماویں۔

جواب۔ واقع میں سخت بات ہے اس کا علاج مرکب ہے ایک علم اور ایک عمل سے علم یہ کہ اپنے ذنوب کو مستحضر کر کے سوچا جاوے کہ میں ایسے کپڑوں کا بھی بلکہ کسی قسم کی نعمتوں کا بھی مستحق نہیں تھا یہ بھی رحمت ہے کہ ایسے شخص کو ایسی نعمتوں سے نوازا گیا اس کو خوب بار بار سوچا جاوے اور عمل یہ کہ موجودہ کپڑوں میں جو کپڑا سب میں کم درجہ کا ہو وہ پہنا جاوے اور جب کوئی نیا کپڑا بنانا ہو اس وقت کی کیفیت سے اطلاع کر کے مع اس پرچہ کے مشورہ کر لیا جاوے۔

النور ص ۵۱۵

اخلاق مذمومہ کے امالہ وازالہ کے متعلق انبیاء علیہم السلام وغیر انبیاء علیہم السلام میں تفاوت

سوال۔ ریاضت اور صحبت شیخ کامل سے اخلاق مذمومہ کی طہارت حاصل ہونے سے مراد کیا ہے۔ آیا باوجود طبعاً رہنے کے عقلاً اس کے تابع نہ بننا اور روکنے پر قدرت پانا ہے۔

جواب۔ ہاں۔

سوال۔ یا نابود ہو جاتا ہے۔

جواب۔ نہیں۔

سوال۔ اگر طبعاً باوجود رہنے کے عقلاً تابع نہ بننا اور روکنے پر قدرت پانا مراد ہو تو انبیاء علیہم السلام کے حق میں بھی وہی مراد ہوگا یا دوسرا۔

جواب۔ چونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام میں فطرۃً ہی اخلاق مذمومہ نہیں ہوتے جنکا تقاضا درجہ عزم تک پہونچ سکے لہذا وہاں اصلاح کی یہ حقیقت نہیں ہے وہ حضرات صالحین ہوتے ہیں نہ کہ مصلحین بفتح اللام۔

النور ص ۵۲۱

خیالی زنا کا علاج

حال۔ ایک امر یہ ہے کہ اول تو جناب نے خود ہی اپنے مواعظ میں ہر ایک مرض کا علاج بھی تبلا دیا ہے مگر میرا ذہن اور دماغ اسقدر کمزور ہے کہ کتاب پڑھتا ہوں مگر یاد نہیں رہتا کہ کیا پڑھا اور کہاں پڑھا لہذا حضور کے فرمانے کے بموجب ایک ایک مرض کا علاج آپ سے دریافت کرونگا اول اس مرض کا علاج معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ہر وقت خواہش زنا کی رہتی

ہے مثلاً جو صورتیں بیشتر سے نظروں میں اور دل میں ہیں وہ نہیں نکلتیں۔ دوسرے جو مرغوب صورت نظر پڑ جاتی ہے اُس کی طرف زنا کا خیال جاتا ہے حالانکہ اُن صورتوں کا میسر ہونا قطعی ناممکن ہے مگر شیطان خیالی حظ میں مُبتلا کر دیتا ہے اور شیطان یہ سمجھاتا ہے کہ اِن صورتوں کے ساتھ حرام کاری کا خیال مت کرو۔ بلکہ یہہ خیال کرو کہ اگر اللہ تعالیٰ اُن مرغوب صورتوں کو جائز طور پر شرعی طور پر تمہارے قبضہ میں دیدے اور تم کو جائز قدرت دیدے تو کیا کروگے اسوقت یہ کروگے لہذا جائز قبضہ سمجھکر حظ کا خیال کرو اور حظ حاصل کرو اب انکا علاج آپ جو کچھہ فرمائیں کروں پریشان ہوں گو یہ جانتا ہوں کہ ایسا خیالی حظ طب روحانی اور طب یونانی دونوں کی رو سے مضر ہے اگرچہ مجھکو اظہار میں سخت شرم آتی ہے مگر بلا اظہار علاج ناممکن ہے اور اس شرم میں بھی شیطان کی شرارت ہے جو شرم کا خیال دلا کر کہ ایسے بزرگ کے سامنے ایسی بات کا اظہار نہ کرنا چاہیئے۔ روکتا ہے۔

تحقیق۔ آپ نے بہت اچھا کیا ظاہر فرما دیا ۵ نتواں نہفتن درد از طبیباں + حجاب تو وہاں ہو جہاں خدانخواستہ کوئی حقیر سمجھتا ہو یا دوسروں کے سامنے ظاہر کرتا ہو الحمد للہ یہاں اسکا احتمال ہی نہیں اب علاج عرض کرتا ہوں خیال کا علاج خیال ہے اس وقت یہ خیال کیا کیجئے کہ اگر اس عورت کے شوہر کو اس خیال کی اطلاع کر دوں تو کتنی رسوائی ہو تو حق تعالیٰ تو بے کہے ہی مطلع ہیں کتنی شرم کی بات ہے کہ وہ اس اراد کو دیکھ رہے ہیں اور اسی سلسلہ میں عقوبت جہنم کو بھی مستحضر کر کے اسمیں لگ جائیے۔

اس کے بعد دوسرا خط اس کے متعلق آیا۔ النور ص ۶۹

جو علاج جناب نے متعلق زنا کے فرمایا اس پر عمل کیا گیا الحمد للہ حضور کی توجہ سے کامیاب ہوا لیکن چونکہ نفس میں تقاضا شدید ہے اسواسطے یہ کرتا ہوں کہ جب ایسا خیال آتا ہے فوراً اپنی بیوی کی طرف خیال کرتا ہوں اور اس کی صورت پیش نظر کر کے حظ لے لیتا ہوں دوسرے میں شیطان اور نفس کو یہ بتاتا ہوں کہ جس طرح تو مجھکو دوسری عورتوں کے حظ حاصل کرنے کو کہتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص میری بیوی سے حظ حاصل کرے اور مجھکو اسکا علم ہو جائے تو میں کیا کرونگا بس فوراً غیرت جوش میں آتی ہے اور کہتی ہے کہ ایسے شخص کو ملجائے تو مار ڈالونگا جو میری بیوی کی نسبت

ایسا گمان کرے یا خیال فاسد رکھے پھر میں نفس اور شیطان سے کہتا ہوں کہ جب مجھکو اتنی غیرت ہے تو کیا دوسروں کو غیرت نہ ہوگی اور اگر انکو خبر ہو جائے تو وہ بھی مجھکو مار ڈالیں اور نقصان پہنچائیں پھر یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تو ہر طرف سے اور ہر وقت دیکھتے ہیں اور پھر جہنم کا نقشہ اپنے پیش نظر کر لیتا ہوں جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے پس پھر شیطان و نفس سے پیچھا چھوٹ جاتا ہے۔

تحقیق۔ بارک اللہ علاج نافع ہوا میرے تبلائے ہوئے نسخہ میں جس جزو کا آپ نے اضافہ کیا ہے یہ جزو اعظم ہے مگر میں اس لیئے قلم میں نہ لایا تھا کہ میرا لکھنا خلاف تہذیب ہے اور آپ کا سوچنا اور بات ہے جواب سابق میں ایک مسئلہ فقہیہ رہگیا ہے وہ نہایت ضروری ہے شاید اس کی ناواقفی سے کسی کو دہوکہ ہو جاوے وہ یہ کہ یہ تاویل کہ اگر اسپر جائز قدرت ہو الخ ایسی ہے کہ کوئی شخص سچ مچ کسی عورت سے زنا کرنے لگے اور یہ سوچ لے کہ اگر اسپر جائز قدرت ہو تو اس طرح مقاربت کر دوں اور اس کے حرام ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں یہی حکم ہے زنا بالقلب کا۔

النور ص ۵۷۱

رذائل میں امالہ ہونا

حال۔ پانچویں عرض یہ ہے کہ رذائل کا ازالہ تو شاید محال ہے مگر کیا ان میں کچھ اصلاح کے بعد ضعف بھی ہو جاتا ہے یا نہیں مثلاً حسد تو رہے مگر کمزور ہو جاوے جسقدر تقاضہ پہلے پیدا ہوتا تھا اب بعد علاج اس قدر نہ ہو۔

تحقیق۔ اصلاح یہی ہے۔

النور ص ۵۷۷

ہر مرض باطنی کا علاج جدا جدا کرانا چاہئے

حال۔ چھٹی عرض یہ ہے کہ علی تقدیر اصلاح الرذائل علاج ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ شیخ سے کرائے یا سب کا معاً۔

تحقیق۔ ایک ایک کا۔

حال۔ علی تقدیر اول کچھ طبعی ترتیب ہے یا نہیں بلکہ جو اپنے اندر اپنے اجتہاد سے معلوم کرے شیخ کی خدمت میں پیش کرے۔

تحقیق۔ ہاں جو بھی محسوس ہو۔

حال۔ ڈر ہے کہ حضور والا کو اس عریضہ سے گرانی نہ ہو آپ کی رحمت پر توجہ کرکے

معافی کی اُمید ہے۔

تحقیق - خدا نہ کرے کام کی باتوں میں گرانی کیوں ہوتی۔ النور ص ۵۷۷

خودرائی کا علاج

حال - خودرائی کا بھی مرض مجھ میں ہے اسکا تو ضروری علاج ہونا چاہئے ورنہ یہ تو سب کو ملیامیٹ کردیگا۔

تحقیق - ابتداء میں علاج اسی میں منحصر ہے کہ ۱ ہر وقت اہتمام و مراقبہ رہے کہ اس ذمیمہ کا قرب و وقوع تو نہیں ہوا ۲ جب محسوس ہوا اُس کے مقتضاء کی عملاً مخالفت کیجاوے ۳ اگر پھر بھی وقوع ہوجاوے نفس کو کچھ مناسب سزا دیجاوے خواہ بدنی خواہ مالی مثلاً یہ خیال رکھا کہ کسی امر میں اپنی رائے پر عمل کرنیکا عزم تو نہیں ہوا جب معلوم تو اس رائے پر عمل نہ کیا اگر غلطی سے پھر بھی ہوگیا دس رکعت نفل جرمانہ کی ادا کی یا دو آنہ پیسے خیرات کردیئے مثلاً۔ النور ص ۵۷۹

وسوسہ ناشکری کا علاج

حال - چوری جو ہوگئی ہے اُسکا سوچنے سے بھی افسوس نہیں ہوتا۔ کہیں یہ حق تعالیٰ کی ناشکری تو نہیں ہے۔

تحقیق - چوری کا حال حکیم صاحب سے سُنکر چوری کا افسوس اور آپ کے استقلال پر سرور ہوا۔ ناشکری کا احتمال عجیب ہے ناشکری جو مذموم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ناشی ہے منعم کی بے تعلقی سے اور جو چیز منعم کے غایت تعلق سے ناشی ہو وہ محمود ہے اگرچہ اس کا نام کسی کی اصطلاح میں ناشکری ہو۔ وہ حقیقۃً ناشکری نہوگی گو صورۃً ہو۔

النور ص ۵۸۱

حسد و غبطہ کی حقیقت

حال - حسد و غبطہ کے متعلق جو یہ تفصیل ہے کہ حسد بہر حال حرام ہے اور غبطہ اگر ایسے وصف کے متعلق ہو جو اپنے موصوف کیساتھ مخصوص نہو تو جائز ہے اور جو مخصوص ہو تو ناجائز کیونکہ اس صورت میں غبطہ حسد کو اس وجہ سے مستلزم ہے کہ ایسے وصف کی طلب گویا اس موصوف سے وصف مخصوص کے زوال کی طلب ہے جو حقیقت حسد میں داخل ہے اور آیت لاتتمنوا ما فضل اللہ الخ میں مندرج تو یہ کیونکہ معلوم ہوسکتا ہے کہ وصف مطلوب کسی کے ساتھ مخصوص ہے یا نہیں کیونکہ نبوت کے سوا ایسی

کونسی چیز ہے جو کسی ایک کے ساتھ خاص کی گئی ہو غرض یہ کہ اگر کسی امر کی طلب کیجائے تو یہ معلوم کرنا کہ یہ غبطہ مباحہ میں داخل ہے یا ممنوعہ میں اسکا معیار کیا ہے۔

تحقیق۔ غبط میں اس تفصیل کی کیا دلیل ہے ہم کو تو یہ معلوم ہے کہ حسد وہ ہے جسمیں محسود سے زوال نعمت کی تمنا ہو اور غبطہ وہ ہے کہ اس کے پاس رہتے ہوئے اپنے لئے حصول کی تمنا ہو۔ النور صـ ۵۸۳

خیالی زنا کی حرمت

حال۔ موت سے چونکہ علاقۂ زوجیۃ منقطع ہو جاتا ہے تو وقائع سابقہ یا صورت زوجہ سے متلذذ ہونا غالباً ممنوع ہوگا۔

تحقیق۔ وہ تلذذ تو استحضار ہے واقعہ ماضیہ کا جو حلال تھا اُسکا تصور بھی نہیں ہوتا کہ میں اب متلذذ ہوں بخلاف اس کے کہ وہ زندہ ہو اور مطلقہ ہو جائے وہاں تو فی الحال تلذذ کا تصور ہوگا اور یہ حرام ہے۔

حال بعض دفعہ نفس لاعلی التعیین یوں ہی کوئی صورت اپنی طرف سے تراش کر کھڑا کر دیتا ہے اور متلذذ ہوتا ہے یہ دیوانگی تو یقیناً ہے مگر حد معصیت میں بھی داخل ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ عادۃً ممکن ہی نہیں بدون تعیین کے لذت ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن اگر کسی کو تلذذ ہوتا ہو تو آیت فمن ابتغی وراء ذلک فاولٰئک ھم العادون کے عموم میں داخل ہو کر حرمت کا حکم کیا جائیگا کیونکہ صورت مخترعہ نہ زوجہ ہے نہ مملوکہ۔ پس وراء ذلک میں داخل ہوگی۔ النور صـ ۵۸۴

آثار تکبر و حقیقت تکبر

حال۔ اسوقت حضور عالی سے تکبر کے علاج کی ضرورت ہے۔

تحقیق۔ تکبر کی تفسیر لکھئے اور یہ کہ تکبر اختیاری ہے یا غیر اختیاری۔

اس کے بعد اُنکا دوسرا خط آیا جو مع جواب ذیل میں منقول ہے۔

حال۔ حضور نے تکبر کی تفسیر احقر سے دریافت فرمائی ہے۔ تو احقر کے ذہن میں تکبر کہتے ہیں اپنے آپ کو کسی سے بڑا سمجھنا باطناً یا ظاہراً۔

تحقیق۔ ٹھیک۔

حال۔ تکبر کے اختیاری اور غیر اختیاری ہونے کی بابت حضور نے دریافت فرمایا ہے

تو احقر کے خیال میں تکبر غیر اختیاری ہی ہوتا ہے اس لئے کہ تکبر والے کو ہمیشہ اپنے تمام کام اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

تحقیق - کیا اگرچہ علم و التفات بھی ہو۔

حال - اور وہ اصلاح کی طرف راغب ہونیکا خیال ہی نہیں کرتا اور اگر کسی تکبر کا خیال دل میں آتے وقت تکبر کا احساس ہو جائے تو اس وسوسہ کا دور کرنا اختیاری ہوتا ہے یا عملاً تکبر کرتے وقت احساس تکبر کرنیکا ہو جائے تو اس فعل کا ترک اختیاری ہے مگر تکبر والے کو یہ احساس شاذ ہی ہوتا ہوگا اس لئے یہ غیر اختیاری اور مہلک مرض معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق - عدم احساس کی وجہ اختیاری ہے یا غیر اختیاری۔

اس کے بعد انکا تیسرا خط آیا جو مع جواب ذیل میں مذکور ہے

حال - اگر متکبر کو اس بات کا علم ہو کہ مجھے میرے تمام کام اچھے معلوم ہوتے ہیں اور اس کی طرف التفات بھی ہو تو تکبر علم و التفات کے بعد اختیاری ہے اور اگر علم و التفات ہی نہ ہو تو غیر اختیاری ہے مگر سالک کو یہ علم و التفات ضرور ہونا چاہئے اور ضرور کرنا چاہئے اس لئے یہ علم و التفات اختیاری ہوا اور جب وجہ عدم احساس تکبر اختیاری ہوئی تو تکبر بھی اختیاری ہوا بلکہ عدم احساس تکبر ہی نہ رہا یعنی تکبر کا احساس ہوا اور جب تکبر کا احساس ہو گیا۔ تو تکبر ہر حالت میں اختیاری ہوا۔

تحقیق - اب ٹھیک ہوا اب جبکہ اس طریق سے اختیاری ہوا اور اختیاری کا ترک بھی اختیاری ہوتا ہے اور یہی علاج ہے یہ تفاوت ضرور ہے کہ اول اول ترک اور مقاومت میں تکلف ہوتا ہے پھر تکرار و مزاولت سے مقاومت و مدافعت سہل ہو جاتی ہے۔ اس لئے اصطلاح میں اسی اخیر درجہ کا نام علاج ہے یعنی جس سے عمل میں تکلف نہ ہو تو اس سے علاج کی ماہیت جو کہ آپ کی مطلوب تھی متعین ہو گئی۔

حال - باقی اللہ تعالیٰ علیم و خبیر جانیں میں کیا جانوں اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نیک بندہ جانیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے علم عطا فرمایا ہے حضور میں عاجز ہوں از راہ کرم احقر و بے نوا کے احمقانہ خیالات کی تصحیح فرمائی جاوے۔ اب خدا جانے خاکسار سالک بھی ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ یہ سوال خود شعبہ ہے کبر کا جس طرح اپنے کو بڑا سمجھنا کبر کا ایک شعبہ ہے اسی طرح اپنے بڑے ہونیکا احتمال جو کہ منشا ہوا ہے سوال کا نیز ایک شعبہ ہے کبر کا۔ توبہ کیجئے کام میں لگے رہئے۔ خواہ سالک بنادیں خواہ غیر سالک رکھیں۔

اس کے بعد انکا چوتھا خط آیا جو مع جواب کے مندرج ذیل ہے۔

حال۔ حضور ادہر تو ہمشیرہ عزیزہ کے مرض تپ کہنہ و سوء ہضم کی طرف سے فکر ہے جہاں ہمشیرہ کی طبیعت ذرا گری ہوئی معلوم ہوتی ہے دل گھٹنے لگتا ہے۔ اُدہر والد صاحب قبلہ بزرگوار کو پرانی پیچش و مرض سنگرہنی نے نڈھال کر دیا ہے یہانتک کہ نشست و برخاست کی طاقت بھی نہیں رہی ہے دونوں کی تیماری نسخہ دوا دارو و حکیم صاحب سے حالات عرض کرنا میرے ہی سپرد ہے گھر کوئی مرد دوسرا کام کرنیوالا نہیں ان دونوں کی علالت کے فکر سے کھانا کھاتے وقت بعض اوقات دل گھٹنے لگتا ہے تو کھانا چھوڑ دیتا ہوں نماز میں بے اختیار رونے لگتا ہوں تیمارداری کے علاوہ گھر کے بہت سے کام سودا سلف کے ہیں انتظام خانہ داری کے ہیں بہت پریشانی سی رہتی ہے مگر پریشانی کو دور کرنیکی کوشش ضرور کرتا رہتا ہوں والد صاحب کے سب علاج ہو لئے حکیم صاحب اسہال کو روکنے سے عاجز آگئے ڈاکٹر کو دکھانیکا خیال انشاء اللہ کل سے ہے اب حضور کی خدمت اقدس میں التماس و التجا ہے کہ اپنے بزرگانہ تصرف اور دعا سے احقر کی پریشانیوں اور اضمحلال قلبی کو دور فرمانیکی کوشش کر دیجئے۔

تحقیق۔ اور اگر یہ سب آپ کے حق میں نافع ہوں۔ علاوہ اس کے میں صاحب تصرف بھی نہیں۔

حال۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب اور شافی الامراض ہیں اگرچہ حکیم اور طبیب علاج سے عاجز ہیں مگر خداوند تعالیٰ کو ہر طرح قدرت ہے وہ مایوس العلاجوں کو بھی شفا بخشتے ہیں اُن سے کچھ بھی بعید نہیں بلکہ نہایت سہل ہے کہ آپ کی دعا کی برکت اور اپنی رحمت اور فضل سے والد صاحب قبلہ کو اور ہمشیرہ عزیزہ کو شفاء کاملہ و عاجلہ و مستمرہ عطا فرمائیں۔

تحقیق۔ ہاں یہ دعا ہے قابل درخواست کے۔

النور ص ۵۸۶

انانیت وخودی کا علاج

سوال۔ یہ انانیت اور خودی دفع ہونے کیلئے کوئی مراقبہ شغل اور بتلایا جاوے کیونکہ احوال اور آثار ہر ایک کے جداگانہ معلوم ہوتے ہیں۔

جواب۔ فرمایا کہ مراقبہ اور شغل تو احوال پیدا ہونے کیلئے کیا جاتا ہے جب احوال پیدا ہوگئے تو پھر اسکی کیا حاجت ہے۔

سوال۔ اس رباعی کا کیا مطلب ہے ؎

تا در سر پندار کہ ہستی باقیست — میدان بہ یقین کہ بت پرستی باقیست
گفتی بت پندار شکستم رستم — ایں بت کہ تو پندار شکستی باقیست

جواب۔ فرمایا کہ یہ انکی ایک حالت ہے مطلب یہ ہے کہ شان کبر کی جو ایک ہوتی ہے وہ نہ رہے۔ تربیت حصہ دوم صفحہ ٣٣

ریاء کی حقیقت اور اوس کا علاج

سوال۔ اپنے اور مرض کی طرف حضور کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں تاکہ اسکا بھی علاج حضور کی توجہ اور حضور کی ہدایات اور تدابیر سے ہوجاوے یہ مرض مرض ریاء ہے اکثر لوگوں کے ساتھ سلوک اسوجہ سے کرنا چاہتا ہوں کہ وہ میری تعریف کریں اور جس شخص کے متعلق علم ہوجاتا ہے کہ وہ میرا معرف ہے اس کے ساتھ اور سلوک اور احسان کرنے کو جی چاہتا ہے اور کرتا ہوں اور نہایت ادب اور اخلاق سے اس سے پیش آتا ہوں بعض اوقات صرف اسی خیال سے کہ وہ مجھکو برا نہ سمجھے اور لوگوں میں تعریف کرے بعض اوقات بخل کے خوف سے بھی لوگوں کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہوں کہ بخل کی عادت نہو جائے مگر فوراً اسی وقت اُسکا خیال بھی دل میں پیدا ہوجاتا ہے کہ فلانے شخص کو یہ چیز بھیجدو تاکہ میرا معرف بنا رہے سمجھ کام نہیں کرتی کہ کون سی عادت قابل ترک ہے احسان و سلوک بدیں خیال کہ تعریف ہو یا بخل بدیں خیال کہ کسی کے ساتھ احسان نہ کروں ریا کی کیفیت یہ ہے کہ بعض اوقات صرف اس خیال سے کوئی بات کرتا ہوں تاکہ مخاطبین کو معلوم ہو کہ بڑا مذہبی آدمی ہے اور بعض اوقات اس خیال سے کرتا ہوں تاکہ جیسا حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر ایک مجمع میں صرف دنیا کی باتیں ہوں تو وہ باتیں وبال ہوجاتی ہیں اگر اس مجمع میں دینی باتیں ہوں بعض اوقات کسی مجمع میں اگر دیکھتا ہوں کہ غیبت زیادہ ہوتی ہے اور اس مجمع میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ غیبت کرنے میں ان کو باوجود اس کے وعید کے علم کے اس سے عار نہیں ہے تو ان کو چند حدیثیں سنا دیتا ہوں تاکہ وہ اس سے بچیں اور مراد یہ ہوتی ہے کہ میری برائی یا میرے متعلقین کی برائی اور لوگوں سے

نہ کریں بعض اوقات اگر کوئی اچھا عمل یا کوئی سلوک واحسان یا کوئی عبادت کرتا ہوں تو ظاہراً اس امر کی کوشش کرتا ہوں کہ کسی کو میری زبان سے میری اچھی بات معلوم نہ ہو جائے مگر در پردہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی اور طریقہ اور کسی اور ذریعہ سے لوگوں کو علم ہو جائے مثلاً آج کل قضا کے روزہ رکھ رہا ہوں زبان سے قصداً کسی سے کہنا نہیں چاہتا ہوں مگر در پردہ یہ بھی خواہش ہے کہ جن لوگوں کو مجبوراً معلوم ہو گیا ہے ان کے ذریعہ سے اور لوگوں کو بھی جن کو اس وقت تک علم نہیں ہے معلوم ہو جائے اور وہ لوگ مجھکو نہایت پرہیزگار اور متقی سمجھیں حالانکہ جیسا حضور کو علم ہے کہ تقوی کے قریب بھی میں ابتک نہیں پھٹکا ہوں۔ ان سب معاملات کی جو ذہن میں آرہے تھے حضور کو اطلاع دینا ضروری سمجھتا تھا تاکہ میرے تمام امراض کا علاج ہو جاوے۔

جواب۔ اس تقریر میں جتنے اعمال حسنہ ومحمودہ وطاعات لکھی ہیں ان کو تو کسی حال میں نہ چھوڑیئے اگرچہ ریاء کا خیال بھی آوے اس خیال کو دفع کرنا چاہیئے اور اگر دفع نہ ہو تو اس کو برا ہی سمجھنا چاہیئے یہ تو اس سوال کا جواب ہے کہ کون سی عادت قابل ترک ہے الخ۔ اب اس کی تحقیق باقی رہی کہ ریا کا کونسا خیال مذموم ہے اور کونسا غیر مذموم سو اس میں اول یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ریا کی حقیقت کیا ہے سو اس کی حقیقت یہ ہے کہ دل سے اس کا قصد مصمم کرنا اور عمل خاص اسی قصد سے کرنا کہ خلق کی رضا ہو تو یہ تو عمل ریا ہے اور یہی حرام اور گناہ اور اس کا دفع بہت سہل اور اختیاری ہے یعنی اسکا قصد نہ کرے اور ایک درجہ یہ ہے کہ اسکا قصد مصمم تو نہیں ہے یا تھا مگر اس کو دفع کر دیا لیکن خیال اور وسوسہ اور حدیث النفس بار بار عود کرتا ہے اور یہ شخص اس کو برا سمجھتا ہے اور بالکلیہ دفع کرنا چاہتا ہے مگر کامیاب نہیں ہوتا سو یہ درجہ امر طبعی ہے اور یہ ریا نہیں وسوسۂ ریا ہے جو نہ معصیت ہے نہ مضر اور نہ اسکا ازالہ واجب ہے اور اسکا ازالہ دشوار بھی ہے حتیٰ کہ قریب قریب غیر اختیاری ہے پس اب اپنا حال دیکھا جاوے اور فیصلہ کیا جاوے۔

تربیۃ حصہ سوم ص۱۱

سوال۔ اکثر احتمال ریاکاری پیدا ہوتے ہیں خود نفس میں دکھاوٹ کے خیالات پیدا ہوتے ہیں ایسی صورت میں اگرچہ ابتداءً ہمارا خیال ریا کا نہ ہو اور عمل کے وقت میں اس قسم کے وسواس پیدا ہو جائیں تو ترک عمل اولیٰ ہے یا اپنے معمول پر ثبات اولیٰ ہے۔

الجواب۔ ثبات اولیٰ ہے ریاکو دل سے برا سمجھکر حتی الامکان انکو دفع کرنا کافی ہے۔

النور صہ ۱۵۴

سوال۔ دوم یہ کہ بعضے اعمال میں ریا ہوتی ہے بعض میں تو صراحۃً دل سے اور بعض میں نفس کہتا ہے کہ یہ کرنا کہ عزت بین الناس ہو اور دل اس کی تردید کرتا ہے کہ بوجہ اللہ تعالیٰ ہو، اس کے ازالہ کی بھی دوا رشافی تحریر فرمادیں۔

جواب۔ بس اپنی طرف سے قصد اللہ کے لئے کرلیا اور عمل کرلیا عمل نہ چھوڑیں۔ النور صہ ۲۴۳

حال۔ بیشتر درحالت عبادت خیال ریا ہرگز نمیداشت اگرچہ برملائے کردم اکنون اگر شخصے درحالت نماز تہجد یا ذکر اللہ وغیرہ درآید فوراً خیالے پیدا مے شود کہ ایں بر بندہ گمان نیک مرد خواہد کرد مگر معاً تردیدش بدنیطور میکنیم کہ مرا نفس خود معلوم است بجز ناپاکی چہ دارد و آنچہ بندہ میکند از عبادت وغیرہ عام مردمان میکنند۔

تحقیق۔ پس دریں حالت ریا رنیافتہ شدہ وسواس نیارند۔

النور صہ ۲۷۷

حال۔ جب معمولات ادا کرتا ہوں تو اللّٰھُمَّ طہر قلبی من النفاق وعملی من الریاء الخ اور اخلاص وغیرہ کے لئے دربار خداوندی میں دعا کرکے شروع کرتا ہوں۔ اور درمیان میں کچھ تو جوش خروش کی وجہ سے کچھ اس وجہ سے کہ حضرت نے وعظ میں فرمایا تھا کہ جب میں طالب میں طلب دیکھ لوں تو ضرور توجہ کروں گا۔ آواز بلند ہوجاتی ہے۔ اسکے متعلق یہ عرض ہے کہ یہ عمل خلاف اخلاص ہے یا نہیں اگر ہے تو اصلاح فرمادیں۔

تحقیق۔ مقوی اخلاص ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

النور صہ ۲۹۰

سوال۔ اخلاق طبعی اور اخلاق مذمومہ اور ہوائے نفس سب ایک ہی ہے یا اور اور ہے

جواب۔ جو مقصود ہے اس سوال سے اس کا جواب آگے ہے اس لئے اسکا مستقل جواب ضروری نہیں۔

سوال۔ ایک شخص کو خلق ریا عبادات میں پیدا ہوتا ہے مگر وہ شخص اس کے تابع نہیں ہوتا ہے بلکہ عقل سے اس کو دباتا اور روکتا ہے اس شخص کو خلق مذموم ریا کا اصلاح حاصل ہوا ہے یا نہیں۔

جواب۔ یہ تو عمل کی اصلاح ہے اس عادۃ سے اس خلق کا تقاضا ضعیف ہوجاتا ہے یہ اصلاح ہے خلق کی۔

النور صہ ۵۲۱

وسوسہ کبر کا علاج

حال۔ اپنا حال بغرض اصلاح عرض ہے وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی وضع خلاف شریعت ہوتی ہے یا جو خلاف شرع امور میں مصروف ہوتے ہیں ان کی ان باتوں سے دل میں نفرت ہوتی ہے اور بلا ضرورت اُن سے ابتداء سلام و کلام کرنے کو محض حق تعالیٰ کی رضامندی کے خیال سے دل نہیں چاہتا۔ بایں ہمہ اُپنے کو ان سے اچھا نہیں سمجھتا۔ اور جو باتیں اپنے اندر موافق شریعت کے پاتا ہے انکو محض حق تعالیٰ کا فضل و احسان جانتا ہے اور ان کے زوال کا اندیشہ ہے کیونکہ عطاء بلا استحقاق ہے اور جو باتیں خلاف شریعت اُپنے اندر جانتا ہے ان کو بھی برا و قابل ترک سمجھتا ہے لیکن اُپنے نفس کی اتنی نفرت اُپنے دل میں نہیں پاتا جسقدر اور لوگوں سے ان کے خلاف شرع باتوں پر ہوتی ہے اسوجہ سے اندیشہ کبر ہوتا ہے۔

تحقیق۔ نفرت میں تفاوت ہونا کبر نہیں نفرت اعتقادی تو دونوں جگہ یکساں ہے اور عبد اسی کا مامور ہے اور یہ تفاوت نفرت طبعی میں ہے جیسے انسان کو اُپنے پاخانہ سے نفرت کم ہوتی ہے اور دوسرے کے پاخانہ سے زیادہ ہوتی ہے اور راز اس تفاوت کا تفاوت فی المحبت ہے اور ظاہر ہے کہ انسانوں کو اُپنے نفس سے زیادہ محبت ہوتی ہے بہ نسبت غیر کے اور یہی وجہ ہے کہ ماں کو اپنے بچہ کے پاخانہ سے اتنی نفرت نہیں ہوتی جیسا غیر محبوب کے پاخانہ سے سو اسکا کبر سے کوئی تعلق نہیں۔

حال۔ براہ کرم مطلع فرمایا جاوے کہ اس میں کیا کیا قابل عمل اور کیا کیا لائق ترک ہے۔

تحقیق۔ اوپر کی تفصیل سے سب کا جواب ہو گیا۔ النور ص ۶۱۷

باب چہارم اعمال کے بیان میں

عدم التفات واعظ بقبول و ناقبول

حال۔ بعد نماز جمعہ وعظ کا معمول تھا لوگوں کی بے توجہی دیکھکر خیال ہوا کہ یہ میرا ذاتی قصور ہے ورنہ لوگ خود گرویدہ ہوتے اس لئے ترک کر دیا۔

تحقیق۔ برا کیا۔ پھر شروع کیجئے اور یہ مسلک رکھئے ع

کس بشنود یا نشنود من گفتگوئی میکنم۔

تربیۃ حصہ اول ص۲

اقامت مدارس کا افضل الاعمال ہونا

حال۔ قیام مدرسہ وغیرہ سے فکر اصلاح الناس کر رہا ہوں لیکن اپنے تئیں کورا پاتا ہوں۔

تحقیق۔ نفع رسانی کی برکت سے انشاء اللہ کورے نہ رہیں گے نیز اقامت مدارس سے زیادہ اس زمانہ میں کوئی عمل نہیں ہے۔

تربیۃ حصہ اول ص۲

دوام عمل کی حقیقت

حال۔ اول تو میں کرتا ہی کیا تھا مگر جو کچھ بھی ہوتا تھا آج کل بعض عوارض کی وجہ سے سب درہم برہم ہو گیا ابھی تک التزاماً پڑھنا نہیں ہوتا۔ جب التزام کرتا ہوں عوارض و حوادث پیش آجاتے ہیں جس کی وجہ سے التزام کیا بالکل پڑھنا موقوف ہو جاتا ہے۔

تحقیق۔ یہ بھی ایک قسم کا دوام ہے کہ کبھی ہو کبھی نہ ہو بالخصوص جب سبب اسکا عذر ہے دوسرے یہ کہ کامیابی اس پر موقوف نہیں کہ کبھی ناغہ ہی نہ ہو۔ اس دھن میں لگا رہے گو ناغہ بھی ہو مگر اس کے درپے رہے ایک روز مقصود حاصل ہوگا۔ تربیۃ حصہ اول ص۶

بوجہ نیند تہجد نہ پڑھ سکنا قابل افسوس نہیں

حال۔ مجھکو یہ خیال سخت دامنگیر ہوتا ہے کہ شاید نعمت عظمیٰ میری تقدیر میں نہیں اس وقت نہایت افسوس ہوتا ہے اور حالت یاس ظاہر ہوتی ہے اب بجز اس کے اور کوئی چارہ خیال میں نہیں آیا کہ صرف آپ کی ذات مقدس کی دعا پر بھروسہ کروں اور اپنے کرتوت سے درگذروں اکثر یہ امر پیش آیا ہے

کہ تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی۔

تحقیق۔ حدیث میں ہے لاتفریط فی النوم۔

حال۔ اب اگر یہ بھی میسر نہیں تو اور کیا امید ہو سکتی ہے افسوس ہی افسوس ہے۔

تحقیق۔ یہ کیا تھوڑی دولت ہے ؎

دوست دارد دوست ایں آشفتگی ؔ کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

تربیۃ حصہ اول صـ۶

بعد العشاء نوافل تہجد

حال۔ اور کوئی صورت ایسی ضرور تحریر فرماویں کہ تہجد کو بالضرور بیدار ہو جاؤں اور اپنے کام میں لگوں۔

تحقیق۔ سردست اول شب میں کر لیا جاوے۔ تربیۃ حصہ اول صـ۷

حال۔ میرے حق میں دعا فرماویں کہ توفیق و مداومت اشغال نصیب ہو۔ ہمت امور دین میں بہت پست ہے۔ ہر چند جی چاہتا ہے کہ کچھ معینہ وقت پر شب میں نوافل ادا کر لیا کروں جاگتا رہتا ہوں مگر نفس و شیطان دونوں بلکہ اس ارادہ و قصد کو ایسا قطع کر دیتے ہیں کہ بیان سے باہر ہے ہر روز یوں ہی ہوتا ہے کیا کروں کچھ تدبیر تحریر فرماویں بالفعل فرض عشار کے بعد کچھ نوافل پڑھ لیتا ہوں۔

تحقیق۔ آپ زیادہ پریشان نہوں بعد نماز عشار کے نوافل اور ذکر و شغل سب کر لیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ شدہ شدہ آخر شب میں بھی توفیق ہونے لگے گی۔ تربیۃ حصہ اول صـ۴۲

سوال۔ وقت تہجد میں کبھی کبھی آنکھ نہیں کھلتی اس لئے بعد عشا آٹھ رکعت تہجد کی نیت سے روزمرہ پڑھ لیتا ہوں اور جس روز وقت پر اٹھنا نصیب ہوتا ہے عین وقت میں بھی آٹھ رکعت تہجد پڑھتا ہوں اور بعدہ ذکر اسم ذات کرتا ہوں۔ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ بہت مناسب ہے۔ تربیۃ حصہ اول صـ۴۷

سوال۔ عین وقت پر تہجد پڑھنے کی پابندی نصیب نہیں ہوتی کیا کروں بعد عشار آٹھ رکعت بہ نیت تہجد پڑھا کرتا ہوں اور وقت پر کبھی کبھی۔

الجواب۔ سب کافی ہے پریشان نہوں۔ تربیۃ حصہ دوم صـ۱۲

حال۔ معمولات بفضلہ تعالیٰ پڑھ رہا ہوں صرف نماز تہجد دوازدہ تسبیح میں خرابی واقع

ہو گئی وجہ یہ ہوئی کہ میں بیمار پڑا تو یہ خیال ہوا کہ اب تو بے نماز پڑھے ثواب ملیگا کیونکہ مرض میں صحت کی عبادت کا ثواب ملتا ہے بعد تندرست ہونے کے دو ایک روز آنکھ نہ کھلی سو یارہ گیا پھر دو ایک روز عشا ہی کے وقت پڑھ لیا پھر ایک آدھ روز اصل وقت پر پڑھا پھر ناغہ ہونے لگی غرض کہ قریب ایک مہینہ کے اسی پریشانی میں گذرا بہت دعا کی مگر مقصود حاصل نہوا اب حضرت سے درخواست ہے کہ حضرت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس نماز اور دوازدہ تسبیح کو اپنے وقت پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرماویں اور کوئی تدبیر بھی تحریر فرماویں اس کے گڑبڑ ہونے سے دل منتشر رہا کرتا ہے کثرت سردی کی وجہ سے کاہلی بھی ہو جاتی ہے صبح کو ندامت ہوتی ہے کہ کیوں سو رہا اے میرے معالج اب حضرت ہی توجہ فرمائیں اور اس خادم کا علاج فرماویں۔

تحقیق۔ دعا سے تو انکار نہیں مگر اصل علاج اسکا ہمت ہے کیونکہ یہ افعال اختیاریہ میں سے ہے مثل اکل و شرب کے کیا کبھی اس کے لئے دعا کرائی ہے کہ میں روٹی توڑ کر کھا لیا کروں اگر ہمت کرنے سے بھی آخر شب میں آنکھ نہ کھلے تو بعد عشاء پڑھ لیا کریں اور بیماری میں صحت کا ثواب ملنا عاجز کے لئے ہے نہ کہ قادر کیلئے وہ وسوسہ تھا دفع کریں۔

تربیۃ حصہ سوئم ص۲

حال۔ خاکسار کی حالت ان دنوں بہت خراب ہے پہلے پہلے تو یہ حالت رہی کہ تنگ وقت پر بوقت تہجد آنکھ کھلنے لگی مگر صبح کی نماز سے پہلے پہلے دوازدہ تسبیح ادا کرتا رہا مگر بعد ازاں دن بدن صبح کے وقت آنکھ دیر سے کھلنے لگی اور دوازدہ تسبیح کی نصف تسبیح صبح کی نماز تک بمشکل پڑھ سکتا تھا بعد اس کے حالت ایسی خراب ہوئی کہ کثرت سے ناغہ ہونے لگی اور نہایت فضول اور بیہودہ خیال دل میں یہ سما گیا کہ کوئی اچھی حالت ہوگی تب حضور کو اطلاع دونگا ایسی بری حالت کو کیا لکھوں اسی خیال میں کچھ عرصہ گذر گیا ایک دن تربیۃ السالک کے مطالعہ میں مشغول تھا اس سے معلوم ہوا کہ جیسی حالت ہو اچھی یا بری شیخ کو ضرور اطلاع کرے اور بعد ازاں خود ہی دل میں یہ خیال آیا کہ اگر بری حالت نہ لکھی تو اصلاح کاہے کی ہوگی لہذا نہایت ندامت سے مرض حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہوں علاج اور دعاء خیر سے مشرف فرماویں آج کل بھی برابر دوازدہ تسبیح قضا ہو رہی ہے مگر پہلے جب قضا ہوتی تھی تو پھر کسی وقت ادا نہیں

ہوسکتی تھی لیکن آج طبیعت پر نہایت جبر کرکے بعد نماز صبح ادا کی تب تسلی ہوئی اپنی طرف سے تو میں حتی الوسع اس امر کی کوشش میں ہوں کہ معمولات قضا نہوں اگر کبھی ہو جاویں تو جلدی ادا کروں اور مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ اگر حضور توجہ فرماویں تو وہ مالک کریم ضرور مجھے کامیابی عطا فرماویں اول وقت بھی سویرے آنکھ لگ جاتی ہے اب میں نہایت حیران و پریشان ہوں اور اپنی حالت پر سخت نادم ہوں اور بجائے ترقی کے الٹا تنزل ہونیکا حال لکھتے ہوئے اور بھی حیا آتی ہے۔

تحقیق۔ ایسے عوارض بڑوں بڑوں کو ان کے مرتبہ کے لائق پیش آتے ہیں۔ پریشان اور مایوس نہ ہوں۔ اگر آخیر شب میں دشواری ہے اول وقت میں بعد عشاء تہجد اور سب معمولات کرلئے جاویں اگر اس میں بھی دشواری ہو تو تہجد بعد عشا اور دیگر معمولات بعد مغرب کرلئے جاویں ایسے تغیرات کو تنزل نہیں کہتے غیر اختیاری امر سے کبھی ضرر نہیں ہوتا۔ تربیت حصہ چہارم ص ۱

حال۔ ماہ شوال سے تہجد چھوٹ گئی جب پڑھا کرتا تھا تو مدرسہ کا کام یعنی پڑھائی طلبہ میں کمی ہوتی تھی تمام دن سستی رہتی تھی اور ایک منزل قرآن کی بھی پڑھا کرتا تھا اب ماہ شوال سے جب سے تہجد چھوٹ گئی ہے پڑھائی اچھی ہوتی ہے اور سستی بھی نہیں رہتی اور بفضل خدا سیپارہ بھی روز پڑھ لیتا ہوں اور تندرستی بھی رہتی ہے اور پہلے گاہ گاہ بیمار بھی ہو جایا کرتا تھا اب حضور والا فرماویں کیا کروں تہجد کے چھوٹنے سے سخت رنج رہتا ہے (تحقیق) عشاء کے بعد پڑھ لیجئے۔ تربیت حصہ ششم ص ۶۵

غیر واجب کا ترک موجب شیطان نہیں

حال۔ بعد نماز عشاء نام کو معدودہ چند رکعت تہجد بھی پڑھ لیتا ہوں اگرچہ پچھلی شب میں اٹھتا ہوں مگر نماز و ذکر کی توفیق نہیں ہوتی دنکو اپنے نفس کو ملامت وغیرہ سب کچھ کرتا ہوں مگر کچھ نتیجہ نہیں نکلتا شیطان و نفس غالب ہوئے ہیں

تحقیق۔ غیر واجب کا ترک کرنا نفس و شیطان کا غلبہ نہیں ہے۔ یہ علامت و ندامت انشاء اللہ تعالیٰ ایکروز کام کریگی اگر اسوقت زیادہ نیند ہو چارپائی پر بیٹھکر ایک دو تسبیح پڑھ لیا کیجئے۔ تربیت حصہ اول ص ۲۱

بیوی کی نااتفاقی کی وجہ سے کلفت اٹھانا بھی مجاہدہ ہے

حال۔ جناب کی شفقت بزرگانہ پر بھروسہ کرکے کچھ اپنی دردناک حالت عرض کرتا ہوں بدقسمتی سے میرا عقد جس خاتون سے ہوا ہے وہ اور میں دونوں بالکل متضاد طبیعت کے واقع ہوئے ہیں اسمیں

نہ میں اپنی شریک قسمت کو الزام دیتا ہوں نہ حقیقتاً اُن میں کوئی نقص ہے بلکہ میں ہی ایک انوکھی طبیعت کا شخص ہوں اس مختلف الخیالی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم دونوں میں بجائے اُنس کے ایک ایسی مغائرت کی دیوار کھڑی ہوگئی کہ جو روز بروز مضبوط ہی ہوتی جاتی ہے ان خانگی پیچیدگیوں نے جو اثر میری زندگی پر سخت کاروبار پر ڈالا ہے اوسکا ضبط تحریر میں آنا تقریباً ناممکن ہے ایک دائمی افسردگی نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور روز بروز میری زندگی معرض اندیشہ میں ہوتی جاتی ہے میں بچپن سے اپنے مستقبل کو تابناک سمجھتا رہا تھا مگر میرا مستقبل اَب بالکل تیرہ و تار ہوگیا ہے اس مایوسی اور نا اُمیدی کی حالت نے میری دُنیا اور دین دونوں کو تباہ کر رکھا ہے کوئی چارہ کار سمجھ میں نہیں آتا۔ جناب بزرگ ہیں مقدس ہیں کچھ تصرف فرمائیے دُعا کیجئے۔ خدا مجھے اس پریشانی سے نجات دے کسی صورت سے سکون قلب حاصل ہو جائے۔

۴ سال سے برابر اس عذاب الیم میں مبتلا ہوں اپنی موت کی آرزو کرتا ہوں۔ مجبور ہو کر یہ قصد کیا ہے کہ دُنیا کو چھوڑ کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤں مگر کوئی ایسا صاف باطن مجھے نہیں ملتا جو اپنے رنگ میں رنگ لے۔ ارادہ کر رہا ہوں کہ چند روز کے لئے خدمت والا میں حاضر ہو کر حضور کی توجہات سے مستفید ہوں۔

تحقیق۔ آنعزیز کا خط آیا برخوردار ماشاء اللہ تعالیٰ آپ ایک مستقل باہمت آدمی ہیں پھر اسقدر بے صبر اور بے استقلالی یہ تو مواقع ہوتے ہیں عزم و ہمت کے دیکھنے کے یہاں آنیکو جو لکھا ہے میرے سر آنکھوں پر + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + مگر یہ تو سمجھئے کہ جس غرض کے لئے ایسا خیال ہے وہ خود موقوف ہے مجاہدہ پر اور جو ناگواری آپکو پیش آرہی ہے یہ خود ایک بڑا مجاہدہ ہے اگر آپ کو دوسرے رنگ کی طلب ہے تو اس کے لئے حالت موجودہ میں آپ خوب تیار ہو سکتے ہیں پس برداشت کیجئے پھر موقع پر یہاں آئیے کہ تھوڑی توجہ میں کام بن جاویگا۔ تربیۃ حصہ اول صـ۳۰

تعلیم و تلقین کا نافع ہونا اور اس میں کلفت کا مصیبت نہ ہونا

حال۔ دن کو اکثر اوقات لکھنے پڑھنے میں کسی قدر تعلیم میں صرف ہوتے ہیں روز بروز لوگوں کی توجہ بھی بندہ کی طرف دیکھی جاتی ہے دور دور کے لوگ بھی بندہ کے پاس کچھ دن قیام

کر کے اذکار و اشغال تعلیم پانے کے لئے امیدوار دیکھے جاتے ہیں اسوقت بھی خاص اسی غرض سے تین آدمی دور کے قصبہ میں رہنے والے ہیں۔ دس دن رہکر رخصت ہونے کو کہتے ہیں یہ جب آئے تھے بندہ کے دل میں نہایت شرم آئی تھی اور دل سخت پریشان ہوا تھا کہ اپنا کام تو ناتمام اور حال زار ہے بندہ کے پاس سفر سے آنیکا بندہ قابل نہیں بخدا چونکہ بندہ مامور ہے اسکا اقبال کیا اور ملک میں جابجا دنیادار فقرا لوگوں کو ٹھگتے ہیں اس لئے بھی رحم آتا ہے اگرچہ نقصان اپنے میں ہے پر بیراہی نہیں خاصکر اس قسم کے متوسلین سے مال کا بالکل لالچ نہیں کیا۔ اُن کی خدمت بندہ پر نہایت بھاری ہے آیندہ بھی تعلق رکھکر اپنا گذارہ کرنے کو دل زیادہ چاہتا ہے فقط توکل رکھنے سے آیندہ حق تعالیٰ کو کیا منظور ہے وہی جانتا ہے حضور دعا اور باطنی توجہ سے بندۂ عاجز اور عاری کی تائید فرماتے رہیں تاکہ طالبین کے کام بجایا کریں۔

تحقیق۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

حال۔ بندہ کے حق میں حضور نے یہ فرمایا تھا کہ تجھکو دوام حضور حاصل ہے اس لئے بارہ تسبیح میں اللہ حاضری اللہ معی کہنے کی ضرورت نہیں فقط نفی و اثبات وغیرہ کافی ہے اسی طرح قصد السبیل میں سادہ اذکار مرقوم ہیں لہذا کبھی کبھی بندہ پڑھتا ہے۔

تحقیق۔ مضائقہ نہیں۔

حال۔ مگر حضور عالی کی تعلیم اور تعلیم الدین اور قصد السبیل میں کسی قدر اختلاف ہے۔

تحقیق۔ ایسے امور میں توسع ہے۔

حال۔ ابتک جسقدر لوگوں کو تعلیم دی گئی ہے فقط انفی و اثبات کے درمیان درمیان پڑھنے کو کہا گیا تھا لیکن کسی قدر تردد تھا۔ اگرچہ ضروریات میں نہ ہو لیکن حضور کی تعلیم ہے ایک مولوی صاحب نے دریافت کیا ہے شہر اکیاب سے کہ وہ اللہ حاضری کس کس جگہ میں پڑھیں لہذا عرض ہے کہ وہ کیا صرف نفی و اثبات میں پڑھا جاویگا۔

تحقیق۔ منقول تو یوں ہی ہے۔

حال۔ یا کہ اثبات مجرد دو ضربی یک ضربی سب جگہ میں ورد رکھا جاوے۔

تحقیق۔ اسکا بھی حرج نہیں۔

حال۔ ایک شخص شہر اکیاب سے جو کہ بندہ سے ملاقات نہیں ہے کسی سے سنکر بندہ

کے پاس قرض ادا ہونیکی دعا طلب کی ہے اس کے جواب میں بعض دعا ماثورہ لکھنے کا ارادہ ہے۔

تحقیق۔ ہاں ہاں۔

حال۔ مگر بندہ نے جب حضور عالی سے طلب کیا تھا یا وھاب ۱۴۱۴ دفعہ بعد عشاء کے ورد رکھنے کو ارشاد ہوا تھا اگر کسی حاجتمند کو وہی تعلیم کیجاوے اس سے اُسکو نفع ہوگا یا نہیں

تحقیق۔ ہاں انشاء اللہ تعالیٰ۔

حال۔ چونکہ غیر کو تعلیم کرنے کی اجازت نہ تھی اسلئے اُس شخص کے پاس نہ لکھوں گا۔

تحقیق۔ سب اجازت ہے۔

حال۔ بندہ آج قیام گاہ چھوڑ کر دوسری ایک جگہ میں لوگوں کے تقاضے سے آیا ہے دریائی سفر اختیار کرکے یہاں پہونچا ہے طبیعت نہایت پریشان اپنے وظائف میں خلل پڑتا ہے۔ کھانے پینے میں بے انتظامی۔ کھانا بے وقت۔ سونا میسر نہیں طلبہ کے سبق میں فتور پھر ہر قسم کے لوگوں کا سامنا وغیرہ وغیرہ۔ آج جی بُرا ہوگیا۔ اور کچھ ضروری عرض کرنا تھا طبیعت کے انتشار نے عرض کرنے نہیں دیا۔ فرصت بھی کم۔ ڈاک خانہ کی تکلیف زیادہ مصیبت بھگتنی ہوئی۔ تین شخص جو کہ دور سے آئے ہیں وہ بھی ساتھ آئے ہیں ان کو چھوڑ آنے سے وہ بیقرار ہوتے ہیں ساتھ لانے سے داعی پر بوجھ ہوتا ہے۔ حضور عالی کی عادت کے خلاف اختیار کرنے میں رُوح پر اضطراب ہوتا ہے۔ اِس قسم کے مصائب میں بندہ گرفتار ہے۔

تحقیق۔ یہ مصائب نہیں ؎

بہ نداز برائے دلے بارہا ؛ خورند از برائے گلے خارہا

تربیۃ حصہ اول صـ ۳۱

قبل نماز فجر تلاوت قرآن ومناجات مقبول میں مضائقہ نہیں

حال۔ اس ناکارہ نے تھوڑے دنوں سے حضور کی توجہات سے بتوفیق خداوندی تہجد پڑھنا شروع کیا ہے مگر صبح کو جلدی میں کچہری جانے کے سبب دُعا ر حزب البحر دلائل الخیرات دعا مغنی مناجات مقبول اور قرآن مجید بھی قبل نماز فجر پڑھا کرتا ہوں۔

تحقیق۔ مضائقہ نہیں۔ تربیۃ حصہ اول ص ۳۳

تمنا دیدار آنحضرت صلعم سے اقدم ضرورت عمل ہے

حال۔ اس کمترین کو یہ آرزو ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار مقدس سے خواب میں مشرف ہوتا آنجناب سے اللہ واسطے درخواست ہے کہ دعا یا درود کی ترکیب مرحمت فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ اس سے زیادہ ضروری دعا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو ضروریات میں مشغول اور متوجہ فرماویں۔ تربیۃ حصہ اول ص ۴۱

دعاء بعد ختم ذکر و تلاوت قرآن

سوال۔ بجواب درخواست شجرہ حضور نے ماہ ربیع الاول میں یاددہانی کا اشارہ فرمایا تھا امید غالب ہے کہ اب وطن میں حضور تشریف رکھتے ہوں گے شجرہ مرحمت فرمائیے۔

جواب۔ مرسل ہے۔

سوال۔ ذکر ختم ہونے پر کوئی دعا پڑھکر اٹھنا چاہیے یا یوں ہی۔

جواب۔ یہ دعا کیجیے اے اللہ اپنی محبت و معرفت اور توفیق ذکر و طاعت نصیب فرما۔

سوال۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد کس طرح پر دعا مانگی جائے۔

جواب۔ اوپر والی دعا کے ساتھ اتنا اور اضافہ کر دیجیے کہ تلاوت و عمل بالقرآن کی توفیق بھی بخشئے۔ تربیۃ حصہ اول ص ۴۹

بعذر سفر ناغہ مضر نہیں

حال۔ احقر بعد تسلیمات فدویانہ عارض خدمت ہے کہ قریب ایک ہفتہ سے ایک عزیز کے لانے کے غرض سے کلکتہ آیا ہوا ہے مگر بوجہ بارش اب تک نہ جا سکا غالباً چار چھ روز اور ٹھہرنا پڑے بوجہ سفر تمام معمولات بند ہیں صرف ورد اسم ذات خفی ۲۴ ہزار برابر ہوتا ہے ہمیشہ قرآن شریف اور مناجات مقبول پڑھتا تھا مگر بوجہ سفر ممکن نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے کہ اور کام بھی ہے مگر ان سب کے ترک کا سخت رنج ہے اور مکان جانیکا جلد خیال ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہاں جاکر جو حال ہوگا اطلاع کرتا رہونگا دعا فرماویں اسی سے امید ہے اور کچھ بھی نہیں والسلام نعم الختام۔

تحقیق۔ مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ بعذر سفر ناغہ ہونا مضر نہیں حدیث بھی اسکی موید ہے

ماشاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ بھی ہمت ہے کہ اسم ذات ۲۴ ہزار ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ برکت فرماوے باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔ تربیۃ حصہ دوم ص۲

حال۔ حضرت قبلہ مولانا دام اقبالہ۔ بعد سلام مسنون آنکہ طبیعت کی عجیب حالت ہے اس وقت تک درست نہیں ہوئی کمزوری بہت زیادہ ہے بخار برابر آئے جاتا ہے۔ اوراد کا سلسلہ بالکل مفقود ہو گیا ہر چند کوشش کرتا ہوں مگر دماغ کام نہیں دیتا۔ خدا کا شکر ہے میرے کرنے سے کیا ہو سکتا ہے اور اوقات بفضلہ تعالیٰ سب ہوتے ہیں البتہ بعض اوقات نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں اور تیمم کر لیتا ہوں کلام مجید بالکل چھوٹ گیا محض نماز کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے اب کیا صورت کی جاوے اوراد کے نہ ہونے سے طبیعت میں ایک انتشار پیدا ہوا ہے تاوقتیکہ پوری طاقت نہ آجاوے کام سے مجبور ہوں ذرا پڑھنے بیٹھا اور دماغ بے چین ہو گیا سر میں درد پیدا ہو گیا ایک روز جبر کر کے اوراد پورے کئے مگر تمام سینہ میں درد پیدا ہو گیا کچھ پہلے سے تھا اور کچھ بڑھ گیا جو صورت حالات میرے لئے مناسب حضور تجویز کریں اس سے مطلع فرماویں

تحقیق۔ السلام علیکم۔ حالت موجودہ میں بخار وضعف کے سبب جو بیکاری ہے یہ نفع میں اس کام سے کم نہیں جو آپ پہلے سے کر رہے تھے ہرگز پریشان نہ ہوں جب کامل صحت ہو جائے گی اسوقت پھر شروع کر دیجئے۔ والسلام۔ تربیۃ حصہ پنجم ص۸۴

حال۔ میں اس وقت سفر میں ہوں اکثر اشغال جو حضور نے ہدایت فرمائے تھے بے وقت کرنے کی نوبت آتی ہے اور کبھی کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے۔ جس کا سخت افسوس ہوا کرتا ہے۔

تحقیق۔ عذر سے ایسا ہو جانا قابل افسوس نہیں۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۵۸

تعلیم طلبہ ونصیحت ترک نکرنا چاہئے

حال۔ میرا حال آج کل میرے خیال میں نہایت برا معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ تعلیم طلبہ اور نصیحت عوام میں ازدحام کے سبب سے کبھی تنگ اور پریشان ہوتا ہوں اور کبھی کبھی سخت کلامی بھی کرتا ہوں اس میں ضرور میں گنہگار ہونگا اس میں خوف تباہی ہوتا ہے اور اذکار و اشغال غالباً ناغہ ہوتے ہیں مگر پورا کیا جاتا ہے اسواسطے دل ہمیشہ دردناک رہتا ہے ایک سال خدا کے فضل سے کچھ باغ جس میں مکان ہے،

اور کچھ پیداواری زمین خرید کیا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ اوقات بسر کے لئے دوسری کی محتاجی کی ضرورت نہوگی۔

تحقیق۔ تعلیم طلبہ اور نصیحت کو ترک نہ کیجئے گو تنگی اور پریشانی ہو حتی الامکان حدود شرعیہ سے غیظ و غضب میں تجاوز نہ کیا جاوے اور جو غلطی ہو جاوے استغفار سے اسکا تدارک کیا جاوے اور اذکار و اشغال بالکل تو ترک نہ کریں کہ بے برکتی اعمال میں ہو جاتی ہے لیکن اگر تقلیل ہو جاوے تو مضر نہیں نفع رسانی اُس سے افضل ہے اس سے دل خوش ہوا کہ آپ کو اطمینان معاش حاصل ہو گیا اللہ تعالیٰ اُس کے غوائل سے محفوظ رکھے اور انشاء اللہ تعالیٰ جب نیت آپکی خالص ہے اور عزم بھی تقویٰ کا ہے تو غوائل سے محفوظ رہے گی۔

تربیۃ حصہ دوم ص۸

تلاوت قرآن کی ترکیب

حال۔ حضور نے جو ترکیب پڑھنے قرآن شریف کی تحریر یہ فرمائی ہے کہ جو پڑھو خیال کرتے جاؤ کہ زبان سے یہ نکل رہا ہے حضرت بہت مزہ آتا ہے اللہ پاک حضور کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

تحقیق۔ اللہ تعالیٰ زیادہ برکت فرماوے۔

تربیۃ حصہ دوم ص۹

طلب شہرت کیلئے وعظ کا مشغلہ منع ہے

سوال۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ گذارش حقیر نامہ بندہ کی یہ ہے کہ بندہ حسب ارشاد حضور کے کتاب احیاء العلوم مطالعہ کرتا ہے جلد ثالث کتاب ذم الجاہ والریا اس مضمون سے میرے دل پر بڑی چوٹ لگی وہ یہ ہے وقد وعد اللہ ان یوید ہذا الذین باقوام لاخلاق لہم فلا تشغل قلبک بامر الناس فان اللہ لایضیعہم وانظر لنفسک الخ تو امام رحمۃ اللہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے امر بالمعروف نکیا جائے۔ قرآن مجید میں جا بجا اس کی خوبی بیان فرمائی ہے کنتم خیر امۃ الخ ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ الخ اس تعارض کا جواب اور بندہ کے حق میں کیا حکم ہے ارشاد فرماویں۔ میری عادت ایسی ہوگئی ہے کہ جس کو خلاف شرع چلتا دیکھا تو اسکو فی الفور آگاہ کر دیا تو اس باعث اکثر یگانہ و بیگانہ کے نزدیک میں مبغوض ٹھہرا ہوں اکثر لوگ یہاں کے بالکل شریعت سے ناواقف ہیں اب میں خاموش رہوں یا حسب

عادت احکام شریعت بیان کرتا رہوں جو بات میرے حق میں مفید ہو ارشاد فرماویں۔ (الجواب) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حضرت امام صاحبؒ کا مقصود خاص اُن لوگوں کو خطاب کرنا ہے جو طلب شہرت کیلئے وعظ کا مشغلہ کرتے ہیں اور اپنی اصلاح کیطرف اصلاً توجہ نہیں کرتے فلا تعارض۔ آپ اپنا طرز نہ بدلئے۔ تربیۃ حصہ ۲

ضرورت دوام عمل

حال۔ بندہ عرصہ سے اپنا حال خراب دیکھتا ہے۔ توجہ فرماویں گذشتہ حالت یہ تھی کہ کوئی شے یا کوئی کتاب بھی زاید از ضرورت ہوئی تو کسی کو دیدیتا ورنہ دل میں آتا تھا کہ آخرت کا خسارہ پہونچیگا اب یہ حالت ہے کہ کسی کو دنیا تو کیا بلکہ اگر حلال طور سے ملجاوے تو اور بڑھانیکی فکر ہے اور مجھکو اپنے میں یہ خرابی معلوم ہوتی ہے کہ غصہ زیادہ ہو گیا ہے اگرچہ کوئی فعل غصہ میں خلاف شرع نہیں ہوتا ہے اور حواس بخوبی اختیار میں رہتے ہیں۔ لڑکوں کو زدوکوب کی ضرورت ہوتی ہے گرمیوں میں جبتک پنکھا ہوتا ہے تو نیند آتی ہے بعد اُس کے مشکل ہوتی ہے گوشت اگر کھانے میں نہو تو سیری نہیں ہوتی ذکر بارہ تسبیح ہمیشہ کیا کرتا تھا اور کرتا ہوں کبھی اطمینان ہوا تو بتوجہ قلب کیا اور کوئی فکر ہوا تو بلا حضور قلب کیا۔ ناغہ ہو گیا تو قضا کرلیا اختلاط مردم سے پہلے متنفر تھا اور اَب بھی ہوں مگر وہ نفرت سابقہ نہیں ہے کوئی ذکر نیک ہوتا ہوا اُس پر سامعین کو رونا آتا ہے مگر میرے ایک آنسو بھی نہیں نکلتا اَب حضور میرے امراض کا علاج اور پرہیز تحریر فرماویں۔

تحقیق۔ حرفاً حرفاً حالات پڑھے آپکو ناحق کا فکر ہو گیا جبتک معاصی سے محفوظی ہے ہرگز بدحالی نہیں ہے مباحات کو حق تعالیٰ نے استعمال ہی کیلئے بنایا ہے باقی احوال و مواجید کا ایک حال پر رہنا ضروری نہیں البتہ جسکام کا التز[illegible] جاوے اس پر حتی الامکان دوام رکھا جاوے خواہ دل لگے یا نہ لگے باقی حال میں جو تغیر اس قسم کا ہوا اسکی طرف اصلاً التفات نہ کریں۔ تربیۃ حصہ دوم ص۲۷

سوال۔ خادم حضور کی دعا سے سب معمول کئے جاتا ہے مگر کبھی وسوسے بہت آتے ہیں اور ذکر کے وقت کبھی اس میں مشغولی ہو جاتی ہے مگر میں اپنی دھن میں لگا رہتا ہوں چند روز کے بعد خود ہی رفع ہو جاتا ہے بلکہ اسی پریشانی میں غلام نے حبس دم وغیرہ کی بابت پوچھا تھا کہ کسی وجہ سے لطف آنے لگے بعد میں جب پھر یکسوئی ہونے لگی تو نہایت شرمندگی معلوم ہوئی کہ اس فضول تحریر سے حضور کو تکلیف ضرور ہوئی ہوگی میں معافی مانگتا ہوں میں کیا عرض کروں ایک عجیب پریشانی کی حالت میں لکھدیا تھا ایک اور طبیعت چاہتی ہے اگر مناسب اور بہتر سمجھئے تو تحریر فرمائیے وہ یہ کہ اب میری طبیعت یہ چاہتی ہے کہ رات کو بعد نماز عشاء کے بھی ذکر میں مشغول رہا کروں اور تہجد وغیرہ بھی اسی سلسلہ میں وقت آنے پر پڑھا کروں کیوں کہ رات میں یکسوئی زیادہ

ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ کی عظمت وہیبت بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے رات کو اگر اجازت ہو تمام رات عبادت میں مشغول رہا کروں آجکل حضور کی یاد بہت آتی ہے بعد فارغ ہونے ذکر کے ہر وقت حضور کا ذکر کیا کرتا ہوں اور حضور کی یاد میں دل کو ایک عجیب لطف اور خوشی و فرحت ہوا کرتی ہے پریشانی کی حالت میں بعض وقت خوف وہیبت زیادہ معلوم ہوتی ہے ایسا جی چاہتا ہے کہ کپڑے وغیرہ پھاڑ چیر کر جنگل کو چلدوں۔

جواب۔ ذکر کی کثرت تو مطلوب ہے لیکن اُسکا دوام بھی اُس سے زیادہ مطلوب ہے اور چونکہ وہ موقوف ہے حفظ صحت پر اس لئے وہ بھی مطلوب ہے گو لغیرہ سہی اور زیادہ جاگنے سے صحت محفوظ نہیں رہ سکتی اس لئے شب بھر جاگنے کا ہرگز ارادہ نکریں سنت کے بھی خلاف ہے اول تو شب وروز میں آٹھ گھنٹہ ورنہ کم از کم چھ گھنٹہ سونا ضروری ہے ورنہ اَب تو کپڑے پھاڑ کر جنگل جانے کو صرف دل ہی چاہتا ہے اسوقت پھر سچ مچ غلبہ بیس سے ایسا ہی ہونے لگے گا۔ تربیۃ حصہ سوم ص ۱۸

حال۔ حسب ارشاد معمول ہنوز جاریست خدا برقرار دارد و از مشاہدہ الامداد حالات بعض متوسلین دریافتہ رشک می شود مگر غبطہ نیز نامناسب چہ اگر آں دولت اذکار واشغال حاصل بودے وباز ثمرات آں مترتب نشدے البتہ قابل افسوس حالت شدے اینجا نہ عمل است و نہ قرب و نہ سابقیت قدم نہ صلاحیت تام مگر اینکہ لطف حضرت اقدس متوجہ حال شود ایں خاشاک بدامن حضرت آویختہ است ہرچہ مرضی شود۔

تحقیق۔ خود بچہ را نشو ونموی خود محسوس نمی شود۔ والدین آنرا ادراک نمودہ خوش می شوند بحمد اللہ شما در ترقی گام زن ہستید ہرچہ سہل باشد دوام والتزام دارند انشاء اللہ تعالیٰ درچند روز خود تسلی می شود خوب باشد اگر تربیۃ السالک ہر دو جلد طلب نمودہ زیر مطالعہ دارند۔

تربیۃ حصہ چہارم ص ۵۴

سوال۔ بعد نماز فجر ایک ہزار بار اسم ذات آہستہ پڑھ لیتی ہوں عرصہ ہوا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ... کے والد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک تسبیح اسم ذات کی پڑھ لیا کرو اس سے بہت فائدہ ہوگا چنانچہ میں نے پڑھنا شروع کر دیا چند روز کے بعد خیال آیا کہ یہ تو بہت کم ہے بس ایک ہزار بار پڑھنے لگی اَب جو ارشاد ہو بجا لاؤں۔

جواب۔ ایک ہزار بار جو کہ معمول ہے کافی ہے پھر بھی اطلاع دیں۔

حال۔ پڑھتے وقت دل چاہتا ہے کہ دل میں بجز اللہ اللہ کے سوا کچھ نہو مگر باوجود کوشش کے تمام خیالات ہجوم کر آتے ہیں۔

تحقیق۔ کچھ ہرج نہیں کئے جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ سب خیالات مرضی موافق ہو جاوینگے پریشان نہوں

حال۔ اور یہی حالت نماز میں ہوتی ہے ایک ایک لفظ سوچکر پڑھنے سے کچھ فائدہ ہوتا ہے لیکن کامل یکسوئی نہیں ہوتی۔

تحقیق۔ اس میں زیادہ مبالغہ نکریں۔

تربیۃ حصہ چہارم صـ ۵۵

حال۔ میں بعد نماز تہجد دوازدہ تسبیح پڑھتا ہوں اور چھ ہزار بار اسم ذات اور پانچہزار ۵۰۰۰ بار استغفار پڑھتا ہوں اور یہ عدد دن رات میں پورے کر لیتا ہوں اب گذارش یہ ہے کہ میں بارہ ہزار بار اسم ذات اور دس ہزار بار استغفار پڑھنا چاہتا ہوں اجازت اگر ہو تو اتنا پڑھ لیا کروں۔

تحقیق۔ ذمہ تو اتنا ہی سمجھئے جتنا پہلے سے معمول ہے باقی بدون ذمہ داری جس روز چاہیں خواہ ہر روز جتنا چاہیں خواہ اسی قدر جتنا لکھا ہے پڑھ لیا کریں یہ مصلحت ہے۔

تربیۃ حصہ چہارم صـ ۶۳

حال۔ اب حالت یہ ہوئی کہ قرآن کے یاد کرنے میں اور نماز پڑھنے میں دل نہیں لگتا سستی وغفلت پیدا ہوگئی ہے اس بات میں بہت کوشش کی کہ یہ سستی وغفلت دور ہوجائے مگر کچھ نہ ہوا۔

تحقیق۔ غفلت اور سستی کا مادہ اگر دور نہو اسمیں ملامت نہیں اسکا غم نہ کیجئے کیونکہ یہ اختیار میں نہیں باقی ضروری اعمال پر اختیار حاصل ہے اسمیں کوتاہی نہ کیجئے بس اتنا ہی حکم ہے پریشان ہونیکا موقع نہیں۔ ربیع الاول ۳۲ھ

تربیۃ حصہ چہارم صـ ۶۰

حال۔ اب تو دن میں بھی ہائے ہائے نکلتی ہے مگر آہستہ۔

تحقیق۔ کیا حرج ہے یہ سب مطلوب ہے۔

حال۔ یہ دل چاہتا ہے کہ وقت ملتا تو تنہائی میں جنگل میں ذکر کرتا مگر کوئی وقت نظر نہیں آتا۔

تحقیق۔ تھوڑا سا نکال لیجئے تاکہ قدرے تسلی ہو تسلی کیفیت میں اعتدال رہیگا اور دوام کے لئے اس کی ضرورت ہے ورنہ احیاناً عمل پر کیفیت غالب آجاتی ہے اور اصل مقصود عمل ہے اس نشأۃ دنیویہ میں البتہ اس عالم میں کیفیت ہی مطلوب ہے مع ثمراتہا۔

تربیۃ حصہ پنجم صـ ۱۹۳

حال۔ حال زار و ابتر خود چہ گوید وغیر از شرارت نفس شریر چہ شکایت کند نخستیں ایں نفس بہانہ طلب بہانۂ مرض کہ دامنگیر حال بودہ در معمولات کوتاہی کردن گرفت رفتہ رفتہ کار بحدے رسید کہ اوقات منضبط نماند و معمولات علی الخصوص تہجد و دوازدہ تسبیح ابتداءً بجہت مرض بعدہ بجہت تکاسل قضا شدن گرفت و خاکپائے خدام بایں خیال کہ شاید پس از دفع علالت پابندی اعمال دست دہد عرض حال نمی کرد اکنوں اگرچہ صحت کلی بدست نیامدہ اما بنسبت سابق درد سینہ وضعف بدن خیلے کم ست لیکن دولت پابندی دست نداد لہذا مضمون ایں شعر کہ ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند ؎ سعدی از دست خویشتن فریاد

ورد زباں ساختہ عرض حال می کند حضرت مرشدی وسیلۃ یومی و غدی بجہت شامت اعمال رقت و سوزشیکہ در سابق بود اکنوں اثرے ازاں نیست بوقت ادائے معمولات خصوصاً در نماز خطرات و وساوس اژدحام می کنند صالحاں و جفاکشاں طالب کشف و کرامتند بندۂ تردامن بزرگ تریں کشف و کرامت پابندی اعمال و حضور قلب را میدانند اما از شامت اعمال ازیں دولت بمراحل دور می ماند۔

تحقیق۔ وجہ خود نوشتہ اند گفتہ اند من لا ورد لہ لا وارد لہ۔ تربیۃ حصہ پنجم صـ۲۰۳

حال۔ عرصہ سے حالت عرض کرنے کو جی چاہتا تھا مگر شرمندہ بھی ہوتا ہوں کہ کیا عرض کروں بالآخر یہی دل میں آیا کہ جو کچھ بھی حالت ہے عرض کردوں آجکل بس حالت یہ ہے کہ کچھ حالت نہیں عرصہ سے کوئی وارد قلب میں نہیں پاتا نہ کوئی نئی کیفیت مگر خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کی یاد جذر قلب میں ہے اس کی دھن تو شاید کسی وقت بھی غائب نہیں ہوتی اور اسی سے بہت کچھ تسکین و تسلی ہے بعض وقت مراقبہ میں قلب میں بہت زیادہ وسعت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق۔ ایسا تغیر و تبدل عادۃً لوازم طریق سے ہے۔

حال۔ مگر پریشانی اس سے ہوتی ہے کہ اعمال میں بعض دفعہ سستی ہوجاتی ہے نماز تہجد فوت ہوجاتی ہے کبھی اشراق فوت ہوجاتی ہے اسکا منشا کبھی دل میں آتا ہے کہ ضعف طبیعت ہے مگر اندیشہ یہ ہوتا ہے کہ قلت شوق اسکا سبب نہ ہو۔ پھر جب غور کرتا ہوں شوق بھی پاتا ہوں فوت سے بے چینی اور قلق بھی ہوتا ہے۔

تحقیق۔ جو کچھ بھی ہو اعمال میں بلا عذر اختلال ہونا مضر ہے جس طرح بن پڑے بتکلف اعمال ادا کر لینے چاہئیں ورنہ تھوڑے دنوں میں تعلق بھی نہیں رہتا۔ تربیۃ حصہ پنجم ص۲۱۷

حال۔ وہ جو دولت کیفیت آنحضور کی خدمت مبارک سے لیکر آیا تھا کئی دن ہوئے کہ وہ مسلوب کر لی گئی اگرچہ اپنی بد اعمالی ہی کی وجہ سے مسلوب ہوئی ہو گی مگر دل کو قلق و افسوس ہے لیکن الحمد للہ کہ معمولات میں زیادہ فرق ابھی تک تو نہیں ہوا۔

تحقیق۔ احوال تابع اعمال کے ہیں اعمال پر استقامت کا اہتمام رکھنا ضروری ہے اس سے احوال محمودہ ہر وقت کے مناسب خود بخود پیدا ہوتے ہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ کوئی حال ان میں سے سالک کی طبیعت کے موافق نہ ہو لیکن مصلحت کے موافق ضرور ہوتا ہے جسکا سمجھنا محقق کا کام ہے نہ کہ مقلد و مبتدی کا مقلد کو محقق کا صرف اتباع اور اس کے کہنے سے اجمالاً اس کو مصلحت سمجھ لینا کافی ہے جب دولت تحقیق نصیب ہو گی خود بخود سمجھ میں آنے لگیگا اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ کے معمولات جاری ہیں یہی بڑی چیز ہے اطمینان سے کام میں لگے رہئے۔ تربیۃ حصہ پنجم ص۲۶۳

حال۔ احقر حسب الحکم روزانہ بلاناغہ تین ہزار بار اسم ذات بالجہر بعد نماز عشا پڑھ لیا کرتا ہے کوئی جدید حالت نہیں ہے جس سے حضور کو اطلاع دوں صاف بات تو یہ ہے کہ میں خود اپنی حالت پورے طور سے نہیں لکھ سکتا اور نہ کچھ سمجھ میں آتی ہے کہ میری کیا حالت ہے بلکہ میں اپنے کو ویسے ہی گندہ پاتا ہوں فرق قبل سے اتنا ہی پاتا ہوں کہ اب روزانہ ذکر کر لیا کرتا ہوں یہ بھی صرف حضور ہی کی دعا کی برکت ہے ورنہ میں کسی قابل نہیں۔

تحقیق۔ کام کئے جاویں انشاء اللہ تعالیٰ سب کچھ سمجھ میں آنے لگیگا۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۶۲

حال۔ تطوعات کی طرف دل بالکل مائل نہیں ہوتا بڑے زور سے دو چار پڑھ لیتا ہے اس کا علاج حضور تجویز فرماویں۔

تحقیق۔ بتکلف التزام قلیل کا کیا جاوے شدہ شدہ رغبت ہو جاویگی۔ تربیۃ حصہ ہفتم ص۳۵

حال۔ گذارش خدمت عالی میں یہ ہے کہ اس وقت چند حالات قابل عرض ہیں مگر آجکل میری حالت کچھ ایسی گندی معلوم ہوتی ہے کہ احوال و واردات بیان کرتے ہوئے سخت شرم آتی ہے بلکہ مجھکو تعجب و حیرت ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے خزائن رحمت کسقدر وسیع ہیں کہ مجھ جیسے گندہ پر بھی باوجود میری کوتاہیوں کے برابر رحمت کی بارش جاری ہے

والحمد للہ العلی الکبیر لہذا پہلے اپنی گندی حالت عرض کر کے پھر کیفیت قلبی عرض کرونگا۔

تحقیق۔ تدارک ضروری ہے جسکا تعلق قصد و اختیار سے ہے۔

حال۔ حالت یہ ہے کہ عرصہ سے تہجد کی پابندی نہیں ہوتی۔

تحقیق۔ عشاء کے بعد پڑھ لیا کرو۔

حال۔ ذکر لسانی بھی قریب قریب موقوف ہے کبھی ہو گیا کبھی نہوا۔

تحقیق۔ یہ ٹھیک نہیں کرنا چاہئے خواہ وقت بدل دیا جاوے خواہ مقدار کچھ کم کر دیجاوے۔

حال۔ بعض دفعہ نماز میں ہجوم وسواس بہت ہوا۔

تحقیق۔ اگر بلا قصد ہے تو قابل نظر نہیں اگر بقصد ہے قصد قطع کرنا چاہئے۔

حال۔ بعض مرتبہ کلام اللہ میں کوتاہی ہو گئی۔

تحقیق۔ فیہ مثل ما مر فی مسئلۃ الذکر۔ تربیۃ حصہ ہفتم ص ۶۹

حال۔ جناب والا نے تحریر فرمایا تھا کہ مواعظ اور تربیت السالک بالدوام مطالعہ کیا کرو کچھ روز تک اس پر عمل رہا لیکن طبیعت نہیں لگی تھوڑا سا جہاں پڑھا نہیں کہ طبیعت گھبرانے لگتی ہے۔ البتہ دیوان حافظ اور مثنوی شریف کی شرح دیکھنے میں بہت طبیعت لگتی ہے مضامین مواعظ اگرچہ نہایت نافع اور عجیب ہیں طبیعت تو چاہتی ہے خوب دیکھا کروں لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا۔ خدا جانے کیا بات ہے۔

تحقیق۔ گو طبیعت نہ لگے زیادہ وقت اس میں صرف کرنا چاہئے اور دیوان اور مثنوی میں گو دل لگے مگر ان میں کم وقت صرف کرنا چاہئے اور مواعظ کی نسبت جو لکھا ہے کہ اس پر عمل نہیں ہوتا مجھکو اس مضمون سے سخت تکلیف پہنچی افسوس بار ہو کر ڈوب جانا چاہئے یعنی۔ کیا عمل پر قدرت نہیں یا عمل کی رغبت نہیں جلد جواب دیں۔ تربیۃ حصہ ہفتم ص ۸۳

حال۔ اسم ذات کے ذکر میں لطائف میں سے کوئی کیف ایسا پیدا ہوتا ہے کہ جب تک طبیعت کا زور قائم رہتا ہے ذکر کرنے سے سیری نہیں ہوتی لیکن نفی اثبات میں دل نہیں لگتا ہاں جہر کے ساتھ طبیعت رجوع رہتی ہے اس پر بھی بھروسہ نہیں کرتا کیونکہ جہر کے ساتھ ہر قسم کی قباحتیں غزلیات بھی شب کے وقت اعلیٰ درجہ کی فرحت اور حضوری عام لوگوں کو بخشتی ہیں کسی کے ساتھ خصوصیت نہیں ہے۔

تحقیق۔ یہ سب عارضی امور ہیں ذاکر کو قبل تمکین ایسے امور پیش آتے ہیں اور انہیں

تغیر و تبدل بھی ہوتا رہتا ہے۔ مگر استقامت کے ساتھ مشغول رہنے سے حسب استعداد اخیر میں مناسب حالت محمودہ پر قرار ہو جاتا ہے اس لئے اِن انقلابات سے بالکل قطع نظر کرنا چاہئے مقصود دوام کو رکھنا چاہئے۔ دوام طاعت و کثرت ذکر فقط۔

النور ص ۱۶۱

حال۔ جناب والا حضرت مولانا صاحب دام ظلہ العالی۔ بعد سلام علیک عرض پرداز خدمت عالی ہوں اللہ تعالیٰ جناب والا کو ہمیشہ سلامت رکھے میری اصلاح کیجئے میرا یہ حال ہے کہ جب میرے پاس یہ بچے ...... وغیرہ رہتے ہیں ان کے کام اور محبت میں زیادہ دل لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوعات کم ہو جاتے ہیں چنانچہ اَب میرا یہی حال ہے اپنے خیال میں بہت کوشش کرتی ہوں مگر ویسا دل نہیں ہوتا اور جب یہ لوگ میرے پاس نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ سے دل رجوع اور محبت اور دہشت زیادہ غالب رہتی ہے اور اسی حالت میں دل خوش اور بخوف رہتا ہے کہ کسی کا کچھ ڈر نہیں ہے اور جب اللہ تعالیٰ سے زیادہ رجوعات نہیں رہتی دل میں پریشانی اور الجھن سی رہتی ہے اسی طرح جب کچھ گناہ ہو جاتا ہے دل میں شرمندگی اور گھبراہٹ رہتی ہے مگر گناہ کرنے سے طبیعت باز نہیں رہتی۔ اور کبھی تو گناہ کرکے دل سے بجید توبہ نکلتی ہے اور کبھی پریشانی ہی رہتی ہے اور زیادہ استغفار دل سے نہیں نکلتا اَب دس بارہ روز سے میری طبیعت بہت گھبرا رہی ہے اور جی یہ چاہتا ہے کہ پھر دل ویسا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جاوے۔

تحقیق۔ یہ سب حالات اچھے ہیں اور علامات اس کے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قلب میں حیات ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اَیسے تغیرات سب کو پیش آتے ہیں کبھی کمی کبھی زیادتی اس کا کچھ غم نہ کریں۔ اولاد کی محبت اور ان کی خدمت یہ اونکا حق ہے اس سے جو حالت باطنی میں کمی ہو جاوے وہ بری نہیں امر طبعی ہے البتہ جو گناہ کی کوئی بات ہو جاوے خواہ اس میں کمی بھی نہ ہو وہ بری ہے اس سے استغفار اچھی طرح کرنا چاہئے اور حتی الامکان آئندہ اُس سے بچنے کی ہمت کرنا چاہئے اگر پھر ہو جاوے پھر ایسا ہی کرنا چاہئے اسی طرح عمر بھر ہمت نہ ہاری انشاء اللہ تعالیٰ اسی طریق سے ایک روز کامیابی ہو جاوے گی۔ اطمینان رکھیں اور جو اوراد

اپنے ذمہ کرے ہیں وہ جس طرح بن پڑے پورے کر لئے جاویں میرے مواعظ کے مطالعہ کو بھی ان اوراد میں داخل سمجھیں۔

النور ص ۱۹۲

حال ۵ ای خسرو خوباں نظری سوئے گدا کن — رحمی بمن سوختۂ بے سر و پا کن
وارد دل درویش تمنائے نگاہے — زاں چشم سیہ مست بیک غمزہ روا کن
شمع و گل و پروانہ و بلبل ہمہ جمع اند — ای دوست بیا رحم بہ تنہائی ما کن

میرے پیر و مرشد۔ قبلہ و کعبہ دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

اس سے قبل ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا۔ جس میں کچھ اپنی حالت کا رونا رویا تھا۔ اسکا جو جواب مرحمت ہوا تھا۔ اس نے ایسا اثر کیا گویا آگ پر پانی پڑ گیا۔ اور یہ کوئی عجیب اور نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ جب تقریر یا تحریر میں کوئی جواب عنایت ہوا ہے۔ ہمیشہ تسلی بخش ہی ہوتا ہے۔ خداوند کریم اس ذات بابرکات کو جس سے یہ فیوض اور برکات ہم غلاموں پر فائض ہیں دائم قائم رکھے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس سے قبل کے عریضہ میں جو لکھا تھا کہ بعد عشار پانچسو بار اسم ذات کا ورد ہے۔ وہ حق تعالیٰ کی مدد سے پورا ہو جاتا ہے۔ اس والا نامہ کے صدور کے بعد یہ ہوا کہ بعد پانچسو پورا کرنے کے دل نہ بھرتا تھا۔ بلکہ طبیعت کسی شے کو تلاش کرتی رہجاتی تھی اور دل بھلا نہ ہوتا تھا۔ لہذا بندہ نے پانچسو کی جگہ تعداد ایک ہزار کر لی۔ دوسرا تغیر یہ کیا کہ پہلے تو ٹہلتے ہوئے یا لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے غرضکہ کسی حالت سے کر لیا کرتا تھا۔ مگر اب حضرت کی دعا اور حق تعالیٰ کی مدد سے یہ کر لیا ہے کہ ایک جگہ بیٹھکر تھوڑی ضرب سے اس کو پورا کر لیا کرتا ہوں خدا کا شکر ہے کہ آج تک اسی طرح یہ تعداد پوری ہو جاتی ہے۔ یہ ساری اس توجہ کی برکت ہے جو حضرت کو اس ناکارہ خدام پر ہے۔ واللہ کسی قابل نہیں مگر اس در کا کتا ہوں آخر جہاں صاحب خانہ کو گھر کے آدمیوں کا خیال ہوتا ہے۔ وہاں کتے کی طرف بھی توجہ ہو ہی جاتی ہے۔ میں ہرگز اس قابل نہیں کہ یہاں رہ بھی سکوں۔ مگر صرف توجہ حضرت اور مدد حق ہے کہ جس کی بدولت پڑا ہوں۔ اب صرف اس کی تمنا ہے کہ جناب دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ اپنی محبت اور ایمان کامل اور استقامت علی الدین عطا فرماویں۔ چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ مگر میں کچھ نہیں ہوں تو دینے والے کو تو سب کچھ قدرت ہے۔ اسی امید پر

عرض کر دیا جناب کو معلوم ہے کہ میں نالائق ہمیشہ ورد کو ترک کر دیا کرتا ہوں مگر اب تو حق تعالیٰ سے اکثر دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ دوام استقامت عطا فرمائیں اور جناب سے بھی یہی درخواست ہے کہ جناب بھی دعا فرما دیں۔

(تحقیق) الحمد للہ حق تعالیٰ کا یہ انعام ہوا۔ حتی الامکان استقامت کی سعی رکھیں جسمیں یہ امر بھی معین ہے کہ اس نعمت پہ شکر کریں۔ ”لازیدنکم“ کا وعدہ ظاہر ہو اور دعا بھی کرتے رہا کریں کہ ”استجب“ کا ظہور رہے۔

حال۔ میرے اندر جو امراض ہیں انکی فہرست تو ہرگز گنوا نہیں سکتا۔ بلکہ بہت سے ایسے عیوب ہیں کہ جنکی مجھے خبر بھی نہیں۔ اور ان کی نسبت کہ جہل مرکب میں مبتلا ہوں مگر ان میں سے بعض حضرت کے سامنے علاج کیواسطے پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ انکے ازالہ کیلئے حضرت حق میں اوقات خاص میں دعا بھی فرماویں گے۔ اور اس غلام کو کوئی تدبیر بھی بتا دیں گے کہ جس سے انکا ازالہ ہوجاوے یا جو دل چاہے وہ کریں مگر جسطرح ہو انکا ازالہ ہوجاوے مگر اسکی درخواست سے بھی شرماتا ہوں میں کون ہوں جو تجویزات کروں بس اب انکو عرض کرتا ہوں جو دل چاہے وہ کیجئے۔ میرے اندر تکبر عجب، خود بینی، ریا، نگاہ بد، رغبت الی المعاصی وغیرہ بہت سے عیوب ہیں مذکور بالا تو ایسے ہیں کہ جو بالکل ظاہر ہیں کہ جن میں کسی استدلال کی ضرورت نہیں اسکے بعد میں سچ عرض کرتا ہوں کہ جسقدر ساری دنیا کے اندر عیوب ہیں وہ مجھ اکیلے میں ہیں۔ اور یہ ایسی بات ہے کہ جسکو میں درجۂ یقین میں سمجھے ہوئے ہوں اسلیئے کہ کبھی تربیت میں لوگوں کے حالات دیکھتا ہوں تو وہ جس حالت سیئہ کو لکھتے ہوں واللہ وہ میری اندر موجود ہوتی ہے اور جو کوئی زبانی بیان کرتا ہے وہ بھی موجود۔ پھر جو جناب اپنی تقریر میں اکثر بیان فرمایا کرتے ہیں۔ وہ بھی موجود تو بھلا پھر کون سے گناہ بچے۔ معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے عیوب کی پوٹ میرے سر پر ہے۔ تواضع میرے اندر مطلق ہے ہی نہیں۔ جو سمجھا جاوے کہ یہ تواضع سے کہہ رہا ہوں۔ پھر شیخ کے سامنے حالات بیان کرنے کے وقت تواضع کیسی بالکل کچا چٹھا بیان کر دینا ضروری ہے۔ لہٰذا ہر طرح ثابت ہے کہ سارے عیوب میرے اندر موجود ہیں۔

تحقیق۔ سب سہی مگر لاعلاج نہیں، علاج معلوم ہیں ان میں لگے رہو۔ عمر بھر اس کی ضرورت ہے۔ کاملین بھی اس سے فارغ نہیں ضعف و قوت کا فرق ہے۔ الا من شاء اللہ تعالیٰ، نہ یاس ہونا چاہیے اور نہ فراغ، اور بےفکری کا قصد یا طمع کرنا ممکن۔ النور ص ۲۲

حال۔ بفضلہ تعالیٰ حضور کی دعا و برکت سے ذکر اللہ اللہ ایکہزار بار اور تلاوت قرآن پاک نصف

پارہ اور تہجد بعد عشاء جاری ہے - (تحقیق) حق تعالیٰ استقامت نصیب فرماویں -

حال - ابھی تک قلب میں فرحت پیدا نہیں ہوئی - (تحقیق) رحمت تو پیدا ہو گئی جو رہبری کر رہی ہے فرحت خود اُس کی ایک لونڈی ہے اپنی باری میں وہ بھی حاضر ہو جاوے گی -

---

حال - میرا حال بدستور ہے وظیفہ جو میرا مقرر ہے پڑھتی ہوں (تحقیق) اللہ تعالیٰ نفع بخشے -

حال - اور قریب قریب ہر وقت کبھی دل میں اور کبھی زبان سے اللہ اللہ کہتی رہتی ہوں دہیان اکثر اللہ ہی کی طرف رہتا ہے - (تحقیق) الحمد للہ،

حال - مگر پھر بھی جو بات دنیا کی اپنے متعلق ہوتی ہے اسکا بھی بہت فکر اور دہیان لگا رہتا ہے یا کوئی کام اپنے ذمہ ہوتا ہے اُسکا بھی دہیان لگا رہتا ہے - (تحقیق) یہ طبعی بات ہے اسکا کچھ ڈر نہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اسکا اثر بھی خود بخود کم ہو جاویگا - جوں جوں ذکر کو غلبہ ہوگا -

حال - مگر اس فکر اور دہیان میں الجھن دلمیں بہت رہتی ہے (تحقیق) یہی علامت ہے اس کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا اثر کم ہو جاویگا جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں -

حال - جی یہ چاہا کرتا ہے کہ دنیا کی کسی بات کا فکر زیادہ دلمیں نہ ہوا کرے اللہ تعالیٰ دنیا کی تمام فکروں سے زیادہ اپنا دہیان دلمیں سماوے - (تحقیق) انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہو جاویگا - ذکر و فکر نہ چھوڑنا ضروری ہے

حال - جمال المحبوبین، مراد المحبین، محبوبی و مرشدی - حضرت السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

؎ کمن اے صبا مشوش سر زلف آں پری را ٭ کہ ہزار جان حافظ بفدائے تار موئے

اے کہ با سلسلۂ زلف دراز آمدۂ ٭ فرصتت باد کہ بس بندہ نواز آمدۂ
آفریں بر دل نرم تو کہ از بہر ثواب ٭ کشتۂ غمزۂ خود را بہ نماز آمدۂ
زہد من با تو چہ سنجد کہ بہ یغمائے دلم ٭ مست آشفتہ بخلوت گہ راز آمدۂ
پیش بالائے تو میرم چہ بصلح و چہ بجنگ ٭ کہ بہر حال برازندۂ ناز آمدۂ
از چشم زخم دہر گزندت مباد زانکہ ٭ در دلبری بغایت خوبی رسیدۂ
پا بم نمی رسد بزمیں دیگر از نشاط ٭ تا سوی من بلطف و عنایت تو دیدۂ

ساقیا یک جرعہ دہ زاں آب آتشگوں کہ من ٭ در میان پختگان عشق او خامم ہنوز + بقول حافظ رحمۃ اللہ علیہ

؎ سحر کرشمۂ وصلش بخواب می دیدیم ٭ زہے مراتب خوابے کہ بہ ز بیداریست

خواب اگرچہ اصل مقصود نہیں اور نہ موقوف علیہ مقصود لیکن اپنی حالت کی اعتبار سے کبھی کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض خواب ناشی ہوتے ہیں احوال محمودہ سے اور نیز بعض دفعہ کوئی جدید حالت محمودہ بھی خواب سے پیدا ہو جایا کرتی ہے اسلئے

مزید استفادہ کی غرض سے کبھی عرض کر دیا جاتا ہے۔ فی الحال دو خواب معروض ہیں اگرچہ وہ اپنی دلالت میں ظاہر ہیں۔ لیکن زیادتِ اطمینان کے لئے عرض ہیں۔

اول یہ کہ ایک خواب مدت ہوئی تھانہ بھون میں دیکھا تھا۔ لیکن شرم کی وجہ سے زبانی نہیں پوچھا۔ دیکھا یہ تھا کہ آپ نے میرے منہ پر بوسہ دیا۔

اور آجکل اِسی قسم کا یہ خواب دیکھا ہے کہ میں تھانہ بھون گیا ہوں اور آپ سے مصافحہ کیا۔ اُس وقت آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ مصافحہ کرنیکے ساتھ ہی آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور خوب جی کھول کر معانقہ فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ تم اپنا سب بدن میرے بدن سے ملاؤ بعد معانقے کے اندر آجانے کو فرمایا۔ وہ مکان حضرت حاجی صاحبؒ کا حجرہ معلوم ہوا اور کچھ نقشہ اس کا ...... کے مکان کا سا تھا۔ انتہی

خواب جیسا کہ ظاہر افہم ناقص میں آتا ہے کنایہ غایت اتحاد سے ہے۔ آثار اس اتحاد کے بے اختیاری طور پر میں اپنے اندر پاتا ہوں۔ اپنے اخلاق کے اندر صاف طور پر آپ کے اخلاق کا اثر نمایاں معلوم ہوتا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ پہلے اس سے جب کبھی آپ کسی پر کسی بے عنوانی پر غصہ فرماتے تھے یہ خیال ہوتا تھا کہ مزاج انکا تیز ہے جلدی غصہ آجاتا ہے۔ مگر اب حالاً و ذوقاً معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ہی کچھ اور تھی، ؎

درنیابد حال پختہ ہیچ خام ؛ پس سخن کوتاہ باید والسلام

آپ سے جدا ہو کر یہاں پنجاب میں جب سے میں آیا ہوں کئی باتوں کا تجربہ ہوا ہے، اکثر لوگ رسمی پیروں اور عام پھرنے والے مولویوں کی بعض باتوں سے اس گروہ کو حقیر جاننے لگے ہیں۔ لیکن اس کی یہاں کسی کو پروا نہیں، مجھے اگر کسی شخص کے برتاؤ سے ذرا بھی تحقیر کی بو آتی ہے، تو مزاج میں بیحد تغیر آجاتا ہے۔ اور غیرت سے طبیعت جل اٹھتی ہے۔ اور مطلق ایسے لوگوں سے کوئی چیز لینے کو طبیعت نہیں گوارا کرتی۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صریحاً خدا تعالےٰ کے نام کی بیقدری ہے۔ جس سے بچنا بہت ضروری ہے، بعض لوگ قصد و نیت تحقیر کی نہیں رکھتے۔ لیکن رسم کے اتباع کے سبب برتاؤ انکا بھی اچھا نہیں ہوتا ہے۔ میں اگرچہ بحمد اللہ کسی سے اس قسم کا لینے دینے کا برتاؤ نہیں رکھتا۔ لیکن پھر بھی لوگ دانستہ یا نادانستہ ایسا برتاؤ کرتے

ہیں، جس سے سخت کلفت ہوتی ہے۔ اور غصہ حد کو پہنچ جاتا ہے۔ لیکن قہر درویش برجان درویش، آخر کار عوام کی اِن باتوں پر صبر کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا نصیب کرے،

دیگر عرض یہ ہے کہ اب حالاً و ذوقاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جو خیال کیا ہے اور جو دعا میرے حق میں کی ہے اندر سے جی گواہی دیتا ہے کہ وہ پوری ہوگی، اور ان شاء اللہ تعالیٰ آثار اس کے وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذلک

پچھلے دنوں میں حالات کی رو ترقی پر معلوم ہوتی تھی۔ ناز و ادلال و محبوبیت کی ایک شان تھی کچھ عجب نہیں کہ کوئی بات اعتدال سے بڑھکر منہ سے نکل گئی ہو۔ اور نیز آجکل بعض کوتاہیاں بھی ہوجاتی ہیں، اسی لئے قلب کو مکدر پاتا ہوں اور نیز شاغل عن الحق ؎

ایں سرزنش کہ کرد ترا دوست حافظا ✽ بیش از گلیم خویش مگر پا کشیدہ

دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہدایت فرماویں، اور دنیا کی جو نعمت عطا فرماویں اس میں بھی خداوند تعالیٰ کی جانب کشش ہو، اور اس نعمت میں برکت عطا فرماویں خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے خداوند عالم میں بروں سے برا ہوں، مگر تیری نیک بندوں نے جن کی نسبت انتم شھداء اللہ فی الارض ارشاد ہے مجھ بدکار کو نیک گمان کرلیا ہے اور وہ میرے حق میں دعائیں کرتے ہیں، اے اللہ میری دعا اگرچہ قابل قبول نہیں۔ لیکن اے خداوند عالم تو ان اپنے نیک بندوں کی دعائیں میرے حق میں قبول فرما کہ جن کے قلوب میں خود تو نے میری نسبت نیک گمان ڈالدیا ہے۔ وافوض امری الی اللہ علیہ توکلت والیہ انیب ط جواب آنے پر عنقریب تھانہ بھون آنیکا ارادہ کر رہا ہوں۔ جو بہتر ہو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرماویں ؎

شاد باد اروح آں رندے کہ او ✽ بر سر کوئی مغاں یا بد وفات

تحقیق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ماشاء اللہ حالات قابل شکر ہیں۔ حق تعالیٰ اس میں برکت اور آیندہ کو اور حرکت اور ان میں کیفاً استقامت اور کماً استدامت عطا فرمائیں، قریب بختم خط جو بعض اسباب کدورت لکھے ہیں ان سے احتیاط ضروری ہے اور اگر قوت حال وضعف مآل سے سبق قال ہوجاوے تو فوراً استغفار کی کثرت اور دعائے صون و عون کی جاوے۔ ماضی کا تدارک اور آئندہ کی حفاظت متوقع ہے مگر اس ماضی و مستقبل کے فکر میں زیادہ نہ پڑیں ؎ ماضی و مستقلبت پردہ خدا ست

والسلام والله معکم فی کل مقال ومقام ۔ رجب ۳۴ھ النور ص ۲۲۹

حال ۔ ان دنوں میں غلام جب کسی نیک کام میں مشغول ہوتا ہے تو بہت ہی جی گھبرا جاتا ہے ۔ اور وہ کام سرانجام نہیں ہوتا ۔ خصوصاً جب قضا نمازوں کی ادا میں مشغول ہوتا ہوں تو دل اس قدر تنگ ہوتا ہے کہ بیان نہیں کرسکتا ہوں قبلہ گاہا بندہ ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے کہ نمازوں کا قرض سر پہ ہے اور اگر انکے ادا کرنے سے پہلے زندگی ختم ہو جائے تو شاید ان کے بدلے کیسا حال ہو ۔ سخت اندیشہ ہے کہ اب یہ حالت ہے شاید اس سے بھی بدتر نہ ہو جاوے ۔ اپنے گناہوں سے سخت پریشانی ہے ۔ اور درگاہ رب العالمین میں اپنے گناہوں سے بہت ہی تضرع سے توبہ کیا کرتا ہوں ۔ لیکن پھر بھی احکام الٰہی میں سستی سے کام نہیں کیا جاتا ۔ بہت بہت دعا فرمائی جاوے ۔ اور ہر ایک امر کے لئے دعا فرمائی جاوے ۔

تحقیق ۔ تھوڑا تھوڑا قضا کرتے رہیں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ از خود تنگی رفع ہو جاوے گی ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ایک دن کے ناغہ سے قضا شروع کریں ۔ وہ بہت سہل ہو جاویگا ۔ اور کام اگر چستی سے نہ ہو سکتی ہی سے سہی جس طرح ہو کر لیا جاوے ۔ دعا بھی کرتا ہوں ۔ رمضان المبارک ۳۴ھ النور ص ۲۴۷

حال ۔ اوراد معمول بہا کا بندہ بفضلہ تعالیٰ بخوبی کاربند ہے ۔ یعنی بارہ ہزار اسم ذات معہ بارہ تسبیح و دلائل خیرات وغیرہ ۔

تحقیق ۔ بشارت حصول مقصود ہے انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ کے مطالعہ کا ذکر نہیں لکھا ۔ النور ص ۲۴

حال ۔ خاکسار کا حال قابل رحم ہے قلب و اعضاء مریض اور سخت مریض ہو رہے ہیں تھوڑا بہت ذکر اللہ و تلاوت کلام اللہ کیا کرتا تھا مگر وہ بھی اب تو چھوڑ بیٹھا ہوں نہ دوام رہتا ہے حضور انور میں گذارش ہے کہ للہ خاکسار کو اس تہلکہ اور مرض مہلکہ سے نجات دلائیں اور اس خستہ دل و اعضا کی اصلاح فرمائیں ۔

تحقیق ۔ مولانا مجھ سے جس اصلاح کی فرمائش ہے وہ اصلاح تعلیمی ہے جس کے بعد عمل کرنا آپ کا کام ہوگا یا اصلاح تصرفی جس میں آپ کو کچھ عمل نہ کرنا پڑے ۔ والسلام

النور ص ۶۱

حال۔ یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر ساری عمر اسی طرح آٹے دال کی فکر میں گذر گئی تو اصلاح تمام عمر نصیب نہوگی اسکا خیال رہتا ہے بجید دعا فرماویں کہ وہ وقت حق تعالےٰ عطا فرماویں کہ ایک حجرہ ہو اور میں ہوں چند روز کے لئے اور تنہا بیٹھکر ذکر میں مشغول ہوں اور کتاب ہو تو ہوں حضرت کے مواعظ اور ملفوظات بجز حق تعالےٰ کے اور حضرت کے کسی سے نہ بولوں خاموش رہوں زنجیر حجرہ کی بند ہو۔ ہائے۔

بفراغ دل زمانے نظری بماہ روی ؎ بہ از آنکہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

یہ وقت حق تعالیٰ بہت ہی جلدی عطا فرماویں آمین ثم آمین اور اپنا عشق اتباع شریعت کے ساتھ نصیب فرماویں اور ہمیشہ اپنی مرضی کے موافق کاموں پر لگائے رکھیں۔

تحقیق۔ یوں ہی لگے رہو ایسا وقت بھی انشاء اللہ تعالیٰ آجاویگا۔ النور ص۳

حال۔ حضرت کے اثنائے سفر میں بندہ بعد ظہر بارہ ہزار پڑھتا تھا اب تک نہ کوئی نیا حال ہے اور نہ کیفیات جن کو تحریر کیا جاوے اور نہ یہ معلوم ہے کہ پہلے سے کیا تغیر و تبدل ہوا اخلاق ذمیمہ مثلاً بغض و کبر و ریار وغیرہم میں کیا کم و بیشی ہوئی بندہ متحیر ہے حضور والا دعا فرماویں کہ خدا تعالےٰ مقصود تک رسائی فرماویں۔ اور اپنے راستہ پر چلادیں اور عمل و اخلاص کی توفیق ہو۔

تحقیق۔ اگر حال سمجھ میں نہ آوے مضر نہیں کام میں لگے رہیں یہی مقصود ہے چند روز میں خود بخود سب سمجھ میں آنے لگے گا اس فکر میں نہ پڑیں۔ النور ص۱۳۹

حال۔ ایک شخص نے اپنی یہ حالت لکھکر بھیجی کہ میں بوجہ کثرت کاروبار کے معمولات و اوراد کو پورے طور پر نہیں کر سکتا۔ اکثر ناغہ ہو جاتے ہیں اسکے جواب میں یہ تحریر فرمایا۔

تحقیق۔ جتنا ہو سکے کرتے رہیئے جو کمی رہ جائے استغفار و ندامت کیجئے انشاءاللہ محروم نہ رہیں گے۔ اشرف علی۔ النور ص۱۵۹

حال۔ خداوند تعالیٰ کی یاد تو دل پر پہلے بھی رہتی تھی مگر اب اس قدر ترقی ہوگئی ہے کہ سوتے میں بیٹھتے میں ہر وقت ہی ہے اور دل سے رونا آتا ہے کبھی سوتے سے بیدار ہو جاتا ہوں اور دل یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت بیٹھکر سوچا کروں بلکہ ذکر کے وقت بھی یہی دل چاہتا ہے کہ ذکر چھوڑ دوں اور بیٹھکر سوچتا رہوں اور ذکر میں طبیعت کم لگتی ہے۔ ہر وقت وہی خیال رہتا ہے کہ چھوڑ دو اور بیٹھے رہو اس کیلئے جیسا ارشاد ہو۔

تحقیق - یہ جو لکھا ہے کہ ذکر چھوڑ دوں اور بیٹھکر سوچا کروں سو یہ برکت ذکر کی ہے کہ فکر سے اُنس ہوگیا ہے ذکر کو ہرگز نہ چھوڑنا ورنہ بنا رکے انعدام سے مبنی کا انہدام ہوجاوے گا خواہ دل لگے یا نہ لگے معمولات پر استقامت رکھیں۔ النور صـ۲۱

حال - حضرت والا میری کم ہمتی بلکہ دون ہمتی تقریباً مایوسی کے درجہ تک پہونچگئی ہے۔

تحقیق - کوئے نومیدے مرو کامیدہاست ؛ سوئے تاریکی مرو خورشیدہاست

حال - جس روز سے تھانہ بھون سے آیا ہوں برابر روزانہ قصد کرتا تھا کہ عریضہ ارسال خدمت کروں مگر نفس کی شرارت و شیطان کی عداوت کی وجہ سے اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوسکا۔

تحقیق - آخر میں تو آپ ہی غالب رہے۔ وَالعاقبۃ للمتقینؑ

حال - حضرت والا نے مجھ کو بہت سہل تین باتیں فرمائی تھیں (۱) کم از کم ربع پارہ قرآن شریف کا ورد چلتے پھرتے لا الٰہ الا اللہ کا تذکرہ۔ گاہے گاہے محمد رسول اللہ ملا لینا۔ کم از کم چار نوافل روزانہ پڑھنا (۲) ہر وقت اہتمام و انتظام اصلاح میں مشغول رہنا۔

تحقیق - بڑی چیز یہ ہے۔

حال - (۳) اپنے حالات سے مفصل اطلاع دینا۔

تحقیق - یہ بھی سابق کا مکمل ہے۔

حال - مگر افسوس ہے کہ میں امور ثلثہ میں سے ایک کو بھی کما حقہ ادا نہیں کرسکا۔

تحقیق - خیر کما حقک تو کرلیا۔

حال - ہاں بہ نسبت پہلے کے میری حالت ضرور اچھی رہی۔

تحقیق - نشو و نما تدریجاً ہی ہوتا ہے۔

حال - چند روز قرآن شریف بھی پڑھا۔ نوافل اکثر پڑھے۔ تھوڑا بہت ذکر بھی چلتے پھرتے حسب ارشاد کیا۔

تحقیق - انشاء اللہ تعالےٰ سب قابو میں آجاویگا بے انتظامی ہی سے کئے جائیں۔

حال - حضرت والا کوئی مرض ایسا نہیں ہے جسکا قوی داعیہ اور مادہ میرے قلب و جوارح میں موجود نہ ہو۔ مجھ میں ریاکاری۔ مکاری۔ عیاری چالاکی بہت ہے حتیٰ کہ اس عریضہ میں بھی بلکہ اس قول میں بھی ان قبائح مذکورہ کا اثر ہے میں اگر تواضع کرتا ہوں

یا ادب سے پیش آتا ہوں تو اس میں نیت فاسد ہوتی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے مجھکو مخلوق اچھا سمجھے گی۔ دین کی باتوں کی جانب من حیث ہُوَ ہُوَ توجہ کم ہے بلکہ دل متوجہ نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ اپنے امراض کا احساس مقدمہ ہے صحت کا۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہوگی۔ اور پائدار صحت ہوگی۔ اطلاع و اتباع کا سلسلہ نہ چھوڑا جاوے گو بے انتظامی ہی سے سہی۔

ع کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

حال۔ بجز حضرت والا کے اور حضرت والا کے خاص متوسلین کے طبیعت کسی کی معتقد نہیں ہوتی گو بد اعتقادی بھی نہیں ہوتی۔

تحقیق۔ انا عند ظن عبدی بی کا انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ظہور ہوگا۔

حال۔ مجھے حضرت والا کی توجہ و شفقت کا کسی قدر احساس ضرور ہے۔ اسی وجہ سے مجھکو باوجود اپنی ایسی حالت کے امید کامیابی ہے۔

تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ۔

حال۔ حضرت والا دعا فرماویں۔ مجھ سے جماعت کی پابندی کما ینبغی نہیں ہوتی البتہ نفس کو ملامت ضرور کرتا ہوں بلکہ ان چند سال کے عرصہ میں متعدد مرتبہ نماز قضا ہوگئی۔ اکثر فجر کی اور کبھی صرف وتر یا عشا بھی۔

تحقیق۔ کچھ جرمانہ نفس پر لازم کیا جاوے مثلاً جماعت کے فوت پر آٹھ رکعت نفل نماز قضا ہونے پر بیس رکعت۔

حال۔ جس قدر معاصی کا پہلے احساس تھا وہ اب نہیں۔

تحقیق۔ قلت احساس کا احساس اثر میں احساس ہی کا ہموزن ہے۔ یہ تو سب تدابیر ہیں ان سب کے ساتھ دعا و التجا کا بھی خاص اہتمام چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فضل ہو جاوے گا۔ النور ص ۵۶۷

حال۔ بعض اوقات تو تہجد کی رکعت پڑھنے تک تو بہت ہی جی لگا رہتا ہے۔ مگر اس کے بعد ذکر شروع کرنے سے پہلے طبیعت پر بہت بار معلوم ہوتا ہے۔ بہت زیادہ سخت کام معلوم ہوتا ہے کام اتنا اہم معلوم ہوتا ہے کہ کیسے پورا ہوگا۔ جی گھبرا اٹھتا ہے اور یکسوئی باقی نہیں رہتی۔ اور بعض اوقات یہ کیفیت ایک یا دو تسبیح پڑھ چکنے کے بعد ہوتی ہے

اس کیفیت کا نتیجہ بعد میں مایوسی اور رنج ہوتا ہے۔ یہ بار طبیعت پر بہت ہی زیادہ بعض دفعہ ہوتا ہے۔

تحقیق۔ بار ایک مشقت ہے مشقت میں اگر جی نہ لگے خود مشقت بھی نفع میں جی لگنے سے کم نہیں جس طرح سے بھی ہو حتی الامکان پورا کر لیا کیجئے۔ شدہ شدہ سب دشواری مبدل بآسانی ہوجاوے گی۔ النور ص ۲۱۷

حال۔ حضرت قبلہ و کعبہ ام دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کچھ روز سے اپنی بدقسمتی کی بدولت اپنا حال زار کچھ عرض نہ کر سکا مگر دو ایک روز سے بندہ پر ایسا سرور غالب ہے کہ اکثر اوقات ہنسنے کو دل چاہتا ہے اور تنہائی میں بغیر کسی بات کے ہنسا کرتا ہوں اور اس میں اک خاص جوش ہوتا ہے اور اس جوش میں لفظ اللہ بہت زور سے کہنے کو دل چاہتا ہے مگر ضبط کر کے آہستہ کہتا ہوں اکثر اوقات ٹھنڈے سانس بڑے بڑے آتے ہیں اور ان کے ساتھ لفظ اللہ نکلتا ہے اس سرور میں استغفار کو بہت دل چاہتا ہے لہذا استغفار کی کثرت رکھتا ہوں اور کبھی کبھی ذکر کو دل چاہتا ہے تو ذکر کرنے لگتا ہوں طبیعت تنہائی کو چاہتی ہے اگر کوئی حجرہ میں آجاتا ہے تو قلب پریشان ہوتا ہے مگر پھر یہ حالت بوجہ اس میں قوت نہ ہونے کے دیر پا نہیں ہوتی بلکہ بہت جلد اس آنے والے ہی کی شکل ہو جاتا ہوں اور وہ جو اول شاق ہوا تھا اب اس سے کھل کر باتیں ویسی ہی کرنے لگتا ہوں اس کے لئے دعا قوت و استقامت فرماویں یہ حالت تنہائی پسندی کی پہلے سے تو تھی ہی مگر آج کے وعظ سے اور بھی زیادہ طبیعت تنہائی پسند ہوگئی اور اب دل میل جول سے بھاگتا ہے مگر وہ سرور آج اور زیادہ ہے اور اس کے ساتھ ہی استغفار و ذکر اللہ کی کثرت بھی. بحمد اللہ ہے والحمدللہ علیٰ ذالک۔

تحقیق۔ مبارک ہو۔

حال۔ بندہ جو ذکر اسم ذات ایک ہزار بار کرتا تھا وہ بحمد اللہ جاری ہے مگر اس کو اسقدر زور سے کرنے میں جیسے کہ پہلے کرتا تھا سر بہت درد کرنے لگتا ہے لہذا اکثر آہستہ تھوڑی ضرب سے کر لیتا ہوں اور کبھی ضرب کے ساتھ بھی کر لیتا ہوں۔

تحقیق۔ بالکل ضرب چھوڑ دو۔

حال - اس وقت بندہ نے مثنوی اٹھا کر یہ سوچکر کہ آیا آج کے وعظ پر عمل بھی کرونگا یا نہیں فال نکالی تو یہ شعر نکلا کہ ؎

قابل تغییر اوصاف تن است ٭ روح باقی آفتاب روشن است

امید کہ اس فال کی تعبیر سے مشرف فرمایا جاوے۔

تحقیق - معنی یہ ہیں کہ عمل ہوگا۔ تقریر یہ ہے کہ کیفیت جو اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمائی ہے صفت جسد کی نہیں بلکہ صفت روح کی ہے اور روح موصوف بہ بقاء وضیاء ہے پس اس کے صفات بھی مرجو البقاء ہیں اور تغیر خاصہ جسد کا ہے اور یہ جسدی نہیں پس وہ صفت متغیر و زائل نہ ہوگی۔

حال - اور استقامت علی الصراط المستقیم کے لئے دعا فرمائی جاوے اور اس کی بھی دعا فرمائی جاوے کہ خدا کرے مجھ کمبخت کے اندر سے اختلاط اور میل جول کی خصلت جاوے اور یہ عادت چھوٹے کہ جناب کو معلوم ہے میں کم بخت اس میں ہمیشہ سے مبتلا ہوں۔ اللہ مجھے بچاوے آمین یارب العالمین۔

تحقیق - دل و جان سے دعا ہے مگر ہمت و تکلف اس کا اہتمام بھی ضروری ہے

ذلیقعد ۳۲ھ النور ص ۲۷۸

حال - میں اپنے معمولات بفضلہ تعالےٰ و بہ برکت حضرت اعلیٰ روزانہ کئے جاتا ہوں مگر تھوڑے دنوں سے معمولات ادا کرتے ہوئے کچھ بوجھ سا معلوم ہوتا ہے مگر اس کی وجہ نہیں معلوم کیا ہے اگر یہ حالت قبض کی ہے تو علاج کیا ہے بہر حال معمولات کو پورا ضرور کرتا ہوں۔

تحقیق - یہ طبعی امر ہے کہ ایک حالت سے طبیعت اکتا جاتی ہے اس کی طرف التفات نہ کیا جاوے انشاء اللہ تعالےٰ خود بخود اس کی تعدیل ہو جاوے گی۔

حال - اور اللہ تعالےٰ کے اوامر و نواہی کی تعمیل بفضلہ تعالےٰ و بہ برکت حضرت اعلیٰ حتی الامکان کرتا ہوں۔

تحقیق - بڑا مقصود تو یہی ہے۔

حال - ایک روز بعد نماز ظہر اللہ اللہ کرتا تھا۔ دل میں یہ بات آئی کہ انسان جس کا احسان مانتا ہے دل سے چاہتا ہے کہ اگر محسن مجھ سے کچھ کام لے تو میں بسر و چشم کروں - اور

اگر محسن نے کچھ فرمائش کی تو نہایت خوشی سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات تو لا تعد ولا تحصٰے ہیں اُن کے اوامر ونواہی کی تعمیل کیسی خوشی کے ساتھ ہونی چاہئے اس روز سے اطاعت خداوندی کے وقت اس بات کا خیال کر کے اطاعت میں ایک عجیب لذت ملتی ہے۔

تحقیق۔ الحمد للہ بارک اللہ فیہ

النور ص ۲۸۰

حال۔ اُن حالات کو جو قلب میں تمام آیات قرآنی وذکر اللہ لکھے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ میں نے ابتدا میں مقصود سمجھا تھا۔ مگر اب اس خیال کو نکال دیا ہے بحمد اللہ تعالیٰ ایک فائدہ عظیم تو اس ذکر کی برکت سے یہ ظاہر ہوا۔ کہ میں برابر پندرہ برس سے اس امر کی جد وجہد میں تھا کہ نماز تہجد پچھلی شب میں اُٹھکر پڑھا کروں مگر اس وقت تک کامیابی نہ ہوئی تھی اب جب سے ذکر کیواسطے یہ وقت مقرر کیا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ نہایت فکر کے ساتھ آنکھ بھی کھل جاتی ہے اور اُٹھ بھی بیٹھتا ہوں۔ اور اس فکر میں کئی کئی مرتبہ ابتدائے شب میں بھی آنکھ کھل جاتی ہے۔ نماز تہجد کے بعد ذکر میں خوب دل لگتا ہے اور کوئی خاص بات اس درمیان میں معلوم نہیں ہوئی صرف ذکر کیوقت مذکور کی طرف خیال رہتا ہے اور حضور کا تصور بھی زیادہ اوقات میں رہتا ہے دوسرے بالالتزام ایک گھنٹہ روزانہ حضرت اقدس کے وعظ یا تصانیف کے پڑھنے کیواسطے علیحدہ مخصوص کر دیا ہے پہلے اکثر ناغہ ہو جاتا تھا مگر اب نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ ان حالات سے خصوص مضمون کے اول حصہ سے بیحد مسرت ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز ترقی ہوگی کام کئے جائے۔ اور گاہ گاہ حالات سے مطلع فرماتے رہئے۔ ذیقعدہ ۳۴ھ

النور ص ۲۸۳

حال۔ بمعمول بفضل خدا جاری ہے۔

تحقیق۔ اللہ تعالیٰ مدد فرماوے۔

حال۔ انقباض۔ بفضل خدا بہت کم ہے۔

تحقیق۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

حال۔ التکشف جلد چہارم شروع کی ہے۔

تحقیق۔ اللہ تعالیٰ نافع فرماوے۔

النور ص ۲۸۶

حال۔ حضرت والا ایسا طریقہ احقر کو تحریر فرمائیے کہ حاضری تھانہ بھون سے جو نفع ہوا ہے وہ بجنسہ باقی رہے بلکہ اور بھی اس میں اضافہ ہوتا رہے۔

تحقیق۔ التزام معمولات وقلت مخالطت۔ النور صـ۳۳۶

حال۔ الحمد للہ تعالیٰ دوازدہ تسبیح و ۲۷ ہزار اسم ذات کا ذکر بدستور جاری ہے اور نصف پارہ قرآن مجید و دیگر معمولات بھی بفضلہ ہوتے رہتے ہیں مگر نہ کوئی کیفیت ہے نہ کوئی حال ہے البتہ حق تعالیٰ سے محبت کا غلبہ ہے لیکن اپنی ناقابلیت و نااہلی کی وجہ سے بعد محسوس ہوتا ہے کیونکہ حق بندگی ادا نہیں ہو سکتا ہے اور سوچنے سے اپنے گناہ اس کثرت سے محسوس ہوتے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ کی رحمت و غفاری کے خیال سے طفل تسلی نہو تو زیست وبال جان ہو جاوے حق تعالیٰ کا ہر وقت متخیلہ میں خیال رہتا ہے قلب میں ذکر اسم ذات کی حرکت ہر وقت سنائی دیتی ہے غیر اللہ کی جانب کسی امداد کیلئے التفات نہیں پایا جاتا معصیت سے طبعی نفرت اور طاعت حق کی رغبت محسوس ہوتی ہے ہاں مراقبہ رویت جس قدر وقت مل جاتا ہے کر لیتا ہوں اکثر دورہ پر رہنے کی وجہ سے جماعت کی نماز سے محروم ہوں جب کبھی مل جاتی ہے غنیمت سمجھتا ہوں آں حضرت کی زیارت کو بہت دل چاہتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اگر رخصت مل سکی تو ماہ جمادی الثانی میں حاضری کا قصد رکھتا ہوں امید ہے کہ دریغ نہ فرماویں گے ؎

بات بنتی ہے مری تیرا بگڑتا کیا ہے

تحقیق۔ ماشاء اللہ بہت سی کیفیات اور بہت سے احوال ہیں مبارک ہو پھر اس کے کیا معنی کہ نہ کوئی کیفیت نہ حال ہے۔ النور صـ۳۴۲

حال۔ بہت افسوس ہے کہ اسی دس روز میں دونوں شنبہ کی شب میں ایسا اتفاق ہوا کہ دو رکعت تہجد پڑھکر فارغ ہوا کہ بالکل صبح ہو گئی آجکل بدلی رہنے کے باعث اور گھڑی نہ ہونے کے سبب یہ نوبت آئی مگر جب صبح ہو گئی اور نماز جماعت میں تاخیر تھی اسوجہ سے بندہ نے ذکر پورا کر لیا گو کچھ طبیعت میں عجلت سی ہوئی باقی ان دو دن کے علاوہ اور روز بفضلہ تعالیٰ تہجد آٹھ رکعت اور بارہ تسبیح اطمینان سے ادا کیا۔

تحقیق۔ پھر افسوس کی کیا بات ہے دس روز میں اگر دو روز ایسا ہو گیا تو کیا یہ کامیابی نہیں ہے اعتبار غالب کا ہوتا ہے خدا کا شکر کیجئے۔

حال۔ پھر دن کو بعد عصر سے مغرب تک اکثر حصہ اور باقی وقتوں میں کچھ درود شریف کا ورد رہا۔ (تحقیق) اور کیا چاہیئے۔

حال۔ پڑھانے کے اوقات میں اکثر غفلت ہوجاتی ہے اور تقریر کرنے کی وجہ سے بھی مہلت نہیں ملتی۔ (تحقیق) یہ اوقات مستثنےٰ ہیں۔ النور ص۳۳۲

حال۔ احقر کی طبیعت چند دنوں سے کچھ علیل رہا کرتی ہے۔ دانت کے درد کی شکایت ہے اسوجہ سے معمولات اکثر پورے نہیں ہوتے اور نیز طبیعت کہیں مانوس نہیں ہوتی بجز مسجد کے اور طبیعت کا یہی اقتضا ہوتا ہے کہ ہر وقت مسجد ہی پر سویا بیٹھا رہے۔ مگر معمولات کے ادا کرنے کی طرف طبیعت بالکل راغب ہی نہیں ہوتی۔ مگر یہی طبیعت چاہتی ہے کہ دوسرے کے ذکر کو سنا کروں۔ بعض بعض لوگ مسجد میں ذکر کرتے ہیں اسکو سنکر بیحد مسرت معلوم ہوتی ہے اور اس کی طرف طبیعت کا بیحد میلان ہوتا ہے۔

تحقیق۔ یہ کیفیت مرکب ہے اُنس اور ضعف سے۔ پس دل لگنے کا انتظار نہ کیا جاوے خود بھی کرنا چاہیے گو قلیل ہی اور گو جی نہ لگے اور تربیۃ السالک کا مطالعہ ضرور کیا جاوے۔ النور ص۳۴۸

حال۔ گذشتہ جمعرات کو بعد عشاء احقر درود شریف کا ورد کر رہا تھا اچانک ایک آواز عالم غیب سے آئی کہ قسم ہے خدا تعالیٰ کو بجز آخرت کو دُنیا میں نہیں دیکھو گے تم بے فکر خدا کی عبادت کرو۔ یہ کیا چیز ہے معلوم نہیں۔

تحقیق۔ یہ الہام حق ہے اس میں اسی کی تعلیم ہے جو اہل حق و اہل تحقیق فرمایا کرتے ہیں مقصود اس سے یہ ہے کہ کام کرتے رہو ثمرات کی فکر میں مت پڑو وہ اپنے وقت پر آپ ہو رہیں گے ان میں سے جو آخرت میں ہونے والے ہیں انکی دنیا میں ہوس مت کرو۔ النور ص۳۹۱

حال۔ بعض روز حضور کی صورت مبارک کا اس قدر خود بخود استحضار ہوتا ہے کہ خود غلام کو معلوم ہوتا ہے کہ میری صورت ویسی ہی ہے حتیٰ کہ نماز میں اور دوسری حالتوں میں آواز پر شبہ ہوتا ہے اور کسی روز صورت تو اپنی معلوم ہوتی ہے لیکن بیحد حسین واللہ علم صرف خیال ہے یا کیا۔

تحقیق۔ قابل التفات نہیں کام میں لگے رہیئے ہرگز اس طرف توجہ نہ کیجئے۔

النور ص۴۰۲

حال۔ آجکل طبیعت کے اندر حضور والا کچھ کشش وغیرہ نہیں پاتا ہوں ایک قسم کا سکون وخلار قلب میں ہورہا ہے حضور والا اس قسم کے انحطاط سے تو خدانخواستہ محرومی کا اندیشہ تو نہ کرنا چاہئے۔

تحقیق۔ یہ انحطاط نہیں کام کئے جائیے سلوک کی تلونیات ہیں۔

ع۔ در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

النور ص ۷ ۴۹ھ

حال۔ کبر۔ خود رائی اور حسد بھی کم درجہ میں ہیں علاوہ ان کے نفس کی ایسی شرارتیں جن کے اظہار سے شرم آتی ہے موجود ہیں جن میں بعض اوقات بہت کمی ہوجاتی ہے پورا پورا تزکیہ نفس نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ جب اس کی تدبیر نہیں کی گئی تو تزکیہ کیسے ہوتا۔

حال۔ یہ ڈھو مرض قبیح شدت کے ساتھ ہیں ان ہی کی بنا ر پر داخل خدام ہونے میں ایک مدت تک توقف کیا۔ عین وقت پر ان کا وجود بہت تھوڑا رہگیا تھا اور امید ہوتی تھی کہ برکت بیعت بقیہ کو سلب کریگی۔

تحقیق۔ بالکل غلط گمان تھا۔ بیعت میں یہ اثر بلا دلیل ہے۔ بیعت صرف معاہدۂ اتباع کا نام ہے آگے اتباع کی ضرورت ہے اور اتباع کا محل عمل ہے عمل میں یہ خاصیتیں ہیں۔

النور ص ۵

ضرورتِ اصلاح اخلاق

حال۔ یہ مرض مجھ میں بہت بڑا ہے کہ طلبہ کی بداخلاقی و بداعمالی دیکھکر دل بہت متاثر ہوتا ہے بانیوجہ کبھی سختی تک نوبت آجاتی ہے بخلاف اپنی حالت کے کہ اول تو اپنی بداخلاقیوں و بداعمالیوں پر نظر ہی نہیں ہوتی اور اگر اتفاقاً کہیں نظر ہوئی بھی تو دل اپنے اوپر ایسا متاثر نہیں ہوتا جیسا غیروں پر۔ اور نہ کبھی یہ جرأت ہوتی ہے کہ ایک دفعہ نفس کو ایسی سزا دیجائے جس سے آئندہ اسکو اپنا ہی خیال و فکر رہے اور غیروں سے اندھا ہوجائے۔ اسکا جو علاج میرے واسطے نافع ہو ارشاد فرمایا جاوے۔

تحقیق۔ یہ تفاوت تو طبعی ہے امور طبعیہ پر ملامت نہیں البتہ اپنی اصلاح سے غافل و کاہل نہ ہونا چاہئے اور حسب قدرت ہو اس کی بھی اصلاح کا اہتمام چاہئے باقی دونوں جگہ اخلال کے آثار میں جو تفاوت ہو وہ مضر نہیں جیسا اوپر لکھ چکا ہوں۔

النور ص ۵ ۴۸ھ

احادیث افضل الاعمال میں تطبیق

سوال۔ حدیث شریف میں قرآن

کی تلاوت کے فضائل دیکھے تو تلاوت افضل معلوم ہوتی ہے اور درود کے فضائل دیکھے تو درود شریف کی فضیلت معلوم ہوتی ہے علیٰ ہذا القیاس تسبیح تقدیس کی اس میں تطبیق کی صورت کیا ہے۔

جواب۔ تعارض ہی کب ہے وجوہ فضیلت کے مختلف ہیں باقی حالت ہر ایک کی جدا ہے اور مختلف اوقات میں حالات مختلف ہیں اسی لئے تو شیخ کے مشورہ وتجویز کی ضرورت ہے اب آپ یہ دیکھیں کہ آپ کو جمعیت خاطر کس میں زیادہ ہوتی ہے فقط تربیۃ حصہ سوم ص [illegible]

تہجد میں کاہلی کا علاج

حال۔ بفضلہ تعالیٰ وبہ برکت حضرت اعلیٰ خادم آخر شب میں تہجد دوازدہ تسبیح پڑھنے لگا غالباً جس روز حضرت کو خادم کا عریضہ ملا ہوگا اُسی روز بعد نماز ظہر دلائل الخیرات یا اسم ذات پڑھ رہا تھا کہ یک بیک یہ خیال آیا کہ حضرت کی کسی کتاب میں یہ ہے کہ کسی کا نفس اگر شرارت کرے تو صاحب استطاعت کچھ پیسہ وغیرہ خیرات کرکے اس کی اصلاح کرلے غیر مستطیع کچھ نفل نماز یا روزہ رکھکر اُس کی اصلاح کرے اس کے بعد بعد نماز عشا نفس سے یہہ کہکر چلا آیا کہ اگر آج تو نے تہجد کی نماز میں کاہلی کی تو کل دن کو دس رکعتیں نفل کی پڑھنی پڑیں گی اور اگر اگلے دن بھی ایسا ہوا تو پرسوں بیس رکعتیں پڑھنی پڑیں گی اس روز سے نماز تہجد میں کاہلی نہیں برابر وقت پر اُٹھنے لگا الحمد للہ علیٰ ذلک۔

تحقیق۔ الحمد للہ کہ تدبیر نافع ہوئی۔ تربیۃ السالک حصہ سوم ص۸

تصور بوقت سجدہ نماز

سوال۔ نماز کے سجدہ میں کبھی یہ کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو سر رکھدیا اور یہ خیال جما کر بڑھ کر سجدہ کرتا ہوں کہ گویا دفعتہً خدا کے پیروں پر سر رکھدیا اس صورت میں خوشامد کے ساتھ دل اندر سے کہتا ہے کہ یا اللہ میرے گناہوں کو معاف کر اور لطف بھی آتا ہے اور بوقت سجدہ کبھی یہہ خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو سر عجز رکھدیا لہذا اول کا فعل اور خیال جائز ہے یا نہیں

جواب۔ اعتقاد تو نہ کرے کہ حق تعالیٰ کے ایسے پاؤں ہیں لیکن اگر بلا اعتقاد بطور گویا کے تصور آجاوے تو کچھ حرج نہیں اور دوسری صورت تو بالکل بے خطر ہے۔ تربیۃ حصہ سوم ص [illegible]

منعم حقیقی سے تعلق باعث طمانیت قلبی ہے

سوال۔ حمد ونعت کے بعد یہ عرض ہے

کہ چونکہ یہ احقر علم ظاہری اور باطنی سے بے بہرہ ہے اگرچہ مولوی مولانا کے نام سے مشہور ہے سو یہ بھی حضرت مرشدنا مولانا محمد رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تصدق ہے کہ حضرت مولوی کے لقب سے نام لیتے اور لفافہ اور خط میں مولوی تحریر فرماتے ورنہ فی الواقع جاہل اور اجہل ہے اور حضرت صاحب سے اپنی دلکی اطمینان کرلیا کرتا تھا اَب اور حضرات سے اسقدر عقیدت نہیں کہ جن کے ارشاد سے مطمئن ہوں اور یہ احقر حضرت مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہے اور مولوی مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز ہے اب یہ احقر اپنی کچھ کیفیت حالات گذشتہ عرض کرتا ہے اور اَب جو کچھ حالت قلبی ہے اس میں متردد ہے اس کو عرض کر کے اطمینان چاہتا ہے عرض یہ ہے کہ قبل از بیعت تو یہ احقر طالب جنت و حور رہا اور عذاب دوزخ سے ترساں لیکن حضرت مرشد برحق مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ سے کہ حضرت نے کلمہ تشہد کا وعظ فرمایا اور عبد کا مقدم ہونا اور رسول کا موخر ہونا اس میں اشارہ یہ فرمایا کہ عبدیت کا ثمرہ عطیہ رسالت ہے اور یہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوچکی اَب جو بندہ عبدیت کاملہ حاصل کرے تو صلہ میں اس کے جو مرتبہ ولایت ہے حق تعالےٰ سے مرحمت ہو۔ لیکن اَب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ عبد کہتے کس کو ہیں فرمایا کہ جو بندہ جنت کی طلب میں او امر بجالاوے یا نواہی سے عذاب دوزخ کے خیال سے بچے درحقیقت وہ بندہ نہیں بلکہ عبد وہ ہے کہ نواہی کے بجالانے میں رضا اور نارضا حق تعالیٰ پیش نظر ہو تو بس حضرت کے اس بیان سے اس امر کی کچھ خواہش بہ تکلف ہوئی مگر یہ خیال تکلف کا بھی دل سے جاتا رہا اور حق تعالےٰ کے دیدار کی طلب کا غلبہ قلب پر ایسا طاری ہوا کہ لوگوں سے نفرت حتیٰ کہ زن و فرزند سے نفرت بلکہ زندگی سے نافر بس گریہ وزاری سے الفت اور ہستی سے بیزار بس یہ خواہش تھی کہ الٰہی اپنے دیدار سے مشرف فرما ورنہ میں زندہ رہنا نہیں چاہتا بس موت دیدے اور کیا عرض کروں عقیدہ شرعی جاتا رہا وجود غیر کا خیال شرک معلوم ہوتا تھا بلکہ نقش دل یہی تھا کہ اس ہی پروردگار نے اپنے آپکو ملک اور نبی اور ولی وغیرہ سے تعبیر کرلیا ہے ورنہ درحقیقت وہی ذات واحد ہے اور بس ایک عرصہ تک اسی کا اثر رہا پھر یہ خیال بھی جاتا رہا اور وہ عقیدہ شرعی اس وجودی عقیدہ سے بڑھکر پایا اور قبل از وجودی کیفیت جو عقیدہ شرعی تھا وہ محض آبائی تقلیدی تھا

چہ نسبت خاک را با عالم پاک اس حالت سے اسکو کیا نسبت البتہ جناب اقدس کی اوقات عزیز میں مخل تو ہوا اس کی تو معافی کا خواستگار ہوں اب اس عرض دلی کا اطمینان چاہتا ہوں کہ حضرت مرشد برحق مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے احقر کے قلب کو قدر وقضا سے مطمئن کر دیا حتیٰ کہ نہ دنیوی نعماء کی طلب ہے اور نہ عقبیٰ کے نعماء کی طلب اور نہ سوء خاتمہ کا رنج وغم اور نہ عذاب دوزخ کا رنج وغم دل قدر وقضا سے مطمئن ہے مگر ہاں یہ خیال ضرور ہے کہ حق تعالیٰ کی نعماء موجودہ عقل وحواس اور چشم وگوش وزبان ودست وپا وغیرہ کی قدر ومنزلت دل میں ایسی سما گئی ہے کہ ان کے شکریہ میں یہی دل چاہتا ہے کہ اوامر کو بجا لاؤں تاکہ میرا معبود مجھ سے راضی رہے غرض اس کی رضا کا خیال صرف نعماء کے شکریہ میں ہے اگر یہ نعماء سلب کر لیوے تو یہ خیال دلی نہ رہے مصائب پر شاکر تو کجا صابر بھی نہیں مگر جسمی اور قلبی راحت کے سامان کی قدر ومنزلت میں رقت اور محویت اور اکثر حضوری اور عجیب وغریب کیفیت قلبی ہے کہ قال میں نہیں آسکتی تو یہ کیفیت موجودہ کس میں شمار ہے اور حالانکہ اول حالت طلب جنت وحور رہی اور پھر دیدار کی طلب اور اب رضا کی طلب اور حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی عقیدہ قدر وقضا ہی کا تھا اکثر حضرت نے اطمینان قدر وقضا ہی سے فرمایا اور احقر کے دل میں بھی اسی کی بنیاد جما دی لہذا خواہشات دنیا وعقبیٰ مطلقاً دل میں سے معدوم ہیں مثل مردہ بدست زندہ ہوں اب یہ معلوم نہیں کہ خیالات طلب جنت وحور اور طلب دیدار اور طلب رضا مذکورہ میں افضل اور بہتر کون سی حالت ہے مکرر عرض آنکہ احقر خلقی آزاد منش ہے اپنے ہم جنس کی دست نگری اور دست گیری سے ازبس عار ہے حق تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا کہ اعضاء میرے صحیح وسلامت ہیں اور پھر کرم پر کرم یہ فرمایا کہ مجھکو غناء قلبی عطا فرمائی ہفت کشور کے شاہ کی پروا نہ رکھوں رزق مقسوم پر قانع کر دیا صرف گرمی سردی کے لباس اور نان جوین پر قانع کر دیا اگرچہ سر وپا برہنہ رہوں مگر کچھ پروا نہیں حضوری اور رضا مولیٰ سے مست ہوں صرف اعضاء آنکھ ہاتھ پاؤں کی ضائع ہونے سے گھبراتا ہوں صرف یہ بے صبری ہے۔

الجواب۔ حالات مفصلہ سے بہت مسرت ہوئی حق تعالیٰ استقامت کے ساتھ ترقی بخشے مجھ میں اکابر کے حالات کے متعلق مشورہ دینے کی کیا صلاحیت ہے مگر

امتثالاً للامر جو خیال میں آتا ہے عرض کرتا ہوں یہ سب حالات رفیعہ ہیں مگر ہنوز ارفع کی طلب اور دعا ہونا چاہئے منعم کا تعلق جب اور زیادہ غالب ہوگا اس کے کسی تصرف سے گھبراہٹ نہ ہوگی بجز اس کے جس میں اپنے فعل نامرضی کا بھی دخل ہو۔ والسلام میں بھی دعا کا طالب ہوں۔

تربیۃ حصہ سوم ص۱۶

عدم تقلیل منام

حال۔ عاصی پر معاصی از چند سال عادت کردہ بود کہ در شب زائد از دو ساعت بخواب نمی رفت بلکہ برائے تلاوت و نماز شب بیداری میکرد اکنون ضعف دماغ و قلب بحدیست کہ گاہ گاہ از دہان خون جاری می شود و در عبادت کسالت روئے نمودہ مع ہذا زائد از چہار ساعت استراحت نمی کند اما خوف بر من چناں استیلاء یافتہ کہ ہر وقت و ہر آں ہراساں می مانم کہ ع شاید ہمیں نفس نفس آخریں بود + بعد از مردنم چہ معاملہ خواہد شد و بضاعت مزجاۃ عبادت کارگر خواہد شد یا نہ در بعض اوقات غلبۂ خوف چناں می شود کہ قریب بہ یاس میرسم لہذا بصد نیاز معروض اینکہ برائے احقر دعائے فرمایند و علاج روح و جسم احقر الخدمت حسبیت ارشاد فرمایند تا بندہ را از اں اطمینانے حاصل آید و بر آں عمل نماید بفضلہ تعالیٰ محبت دنیا و مال دنیا در دل بندہ نیست و نہ با آں سروکارے می دارم در مسجدی مانم و تعلیم اطفال میدہم و خدمت مسجد میکنم و با ہیچکس سروکارے ندارم و ما بجہت غلبۂ خوف در اکثر اوقات پریشان می مانم ضعف و ناتوانی روز بروز زائد می شود زیادہ چہ عرض نماید بہر خدا بندہ را اصلاح ظاہری و باطنی فرمودہ ازیں پریشانیہا وارہانند۔

تحقیق۔ سخت غلطی نمودند کہ در استراحت و خواب چنداں تقلیل کردند و اکنوں ہم براں اصرار ست چنیں مشقت را کلفت و مرض لازم ست باز مرض را ایں چنیں آثار و ساوس و اوہام لازم۔ باید کہ غیر از فرائض و واجبات و سنن مؤکدہ ہمہ معمولات ترک یا مختصر کنند و اکثر اوقات استراحت و نوم را لازم گیرند و در تنہائی کم مانند و از طبیبے ہم مشورہ گیرند و رسالہ شوق وطن کہ از مؤلفات احقر ست زیر مطالعہ دارند و بعد دو ہفتہ باز از حالات خود اطلاع دہند و ایں خط را نیز ہمراہش فرستند۔

تربیۃ حصہ چہارم ص۳۶

جبلی طور پر ناغہ ہوجانا خلاف دوام نہیں

حال۔ استغفار میں صرف پانچہزار بار یومیہ پڑھ لیتا ہو

لیکن خدا جانے کیا سبب ہے کہ میں جب کبھی کام پابندی اوقات سے کرنا چاہتا ہوں تین چار یوم تو کامیابی ہوتی ہے اور پھر اس قدر وحشت ہوتی ہے کہ پریشان ہو کر سب کچھ چھوڑ دیتا ہوں اور کچھ عرصہ تک یہ وحشت باقی رہتی ہے پھر کچھ دن کے بعد خیال آنے پر پھر نفس کو غیرت وغیرہ دلاکر پابندی اوقات شروع کرتا ہوں لیکن تین چار یوم تک نہایت عمدہ حالت رہتی ہے اپنا مقررہ کام خوب کر لیتا ہوں اور پھر بعد کو وحشت جو ہوئی سب چھوٹ گیا چنانچہ اس حالت سے میں سخت پریشان ہوں۔

تحقیق - بعض طبائع کا یہ جبلی خاصہ ہے پریشانی کی کوئی بات نہیں ایسے شخص کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ بھی ایک قسم کا دوام ہے کہ کبھی ہوا کبھی نہ ہوا اسی طرح کرتے رہنے سے دوام حقیقی میسر ہو جاتا ہے حاصل یہ کہ وہ گو دوام نہیں مگر بحکم دوام ہے اثر اور برکت میں۔

تربیۃ حصہ چہارم ص ۳۹

طالب علمی میں تہجد و نوافل پڑھنا

سوال - ضعف بصر کے سبب رات کو تعلیم کا کام قریب قریب بالکل نہیں کرتا تو کیا رات کو اٹھکر تہجد پڑھ لیا کروں۔

الجواب ۔ ہاں ہاں۔

سوال - تحیۃ الوضو تحیۃ المسجد عصر و عشار کی چار چار سُنتیں پڑھ لیا کرتا ہوں اور بعد عشار قبل وتر چار رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لیتا ہوں اس کے واسطے کیا ارشاد ہے۔

الجواب - مستحسن ہے۔

سوال - اور نوافل طالب علم کے لئے فی نفسہ نامناسب ہیں یا اسوجہ سے کہ تعلیم میں نقصان ہوگا پس اگر تعلیم میں نقصان نہو مثلاً اذان کے بعد ہی مسجد میں آگئے اور جماعت میں دیر ہے تو نوافل پڑھ لے تو کیا حرج ہے۔

الجواب - کچھ حرج نہیں افضل و اکمل ہے۔

تربیۃ حصہ چہارم ص ۴۲

نماز میں دلجمعی نہ ہونا

حال - فجر اور عشار کی نماز میں خوب دل لگتا ہے اور باقی تین وقتوں میں ایسا دل نہیں لگتا۔

تحقیق - چونکہ کاموں کی طرف دل رہتا ہے مگر کچھ فکر نکریں انشاء اللہ خود بخود لگنے لگیگا۔

حال - پانچ چھ روز تک عشار کی نماز بالکل تنہائی میں پڑھی تھی قصداً نہیں بلکہ موقع ہی ایسا

پڑ گیا تھا عشاء کی نماز پڑھنے میں اور خاصکر الا اللہ پڑھنے میں دل میں ایسا خیال رہتا تھا کہ میری داہنی جانب ایک شخص سفید پوش کالا رنگ دُبلا پتلا سر پر بال جس طرح سے کہ ہٹے رکھاتے ہیں۔ کرسی پر بیٹھا رہتا ہے جب مڑ کر داہنی طرف دیکھتی تو کچھ نہیں پھر پڑھنے میں مشغول ہو جاتی تو پھر وہی خیال رہتا اور کچھ ڈر بھی نہیں معلوم ہوتا بلکہ اچھا لگتا پانچ یا چھ روز تک ایسا ہوا پھر میں نے صبح ارادہ کیا کہ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کرونگی اسی روز سے وہ خیال بند ہو گیا اب تنہائی میں نماز پڑھتی ہوں تو جب بھی یہ خیال نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ یہ ہونا بھی مضر نہ تھا لیکن نہ ہونا زیادہ بہتر ہوا غیر کی طرف مشغولی گو وہ مخلوق طیب ہی ہو پھر ایک گونہ حجاب ہے۔ صفر ۳۴ھ

تربیۃ حصہ چہارم ص ۵۸

اتباع سنت سب مصالح پر راجح ہے

حال۔ خادم بیشتر بوقت تہجد آٹھ رکعت پڑھتا تھا اور ہر رکعت میں مختلف سورتیں پڑھتا تھا عرصہ ہوا کہ ایک روز خادم کتاب مبارک ضیاء القلوب مصنفہ جناب حضرت دادا پیر صاحب قدس سرہ کا مطالعہ کر رہا تھا کتاب موصوف میں لکھا دیکھا کہ تہجد کے وقت بارہ رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ اخلاص تین تین بار پڑھے اُس روز سے بہ تقاضائے قلب اُس پر عمل ہے اگر یہ عمل میرے مخدوم حضور اقدس کی بڑے عالی وطریقہ تعلیم کے خلاف ہو تو ارشاد فرما دیں۔

تحقیق۔ مشائخ نے یہ طریقہ ان پڑھے لوگوں کے لئے تجویز فرمایا ہے ورنہ افضل بوجہ موافقت سنت کے یہی ہے کہ کوئی سورت معین نہ کریں اور ظاہر ہے کہ اتباع سنت کو سب مصلحتوں پر ترجیح ہے۔

تربیۃ حصہ ششم ربیع الاول ص ۵

ثواب رسانی مشائخ سلسلہ

حال۔ (۵) ثواب رسانی مشائخ سلسلہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صرف محبت سے ہے کوئی غرض نفسانی شامل نہیں ہے البتہ اسماء بدریں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس نیت سے شروع کیا تھا کہ میرے اوپر سے غصہ کا غلبہ جاتا رہے اور حضرت والا میری خطا معاف کر دیں بفضل خدا تعالیٰ دونوں مقصد حاصل ہو گئے مگر اب اس وظیفہ سے محبت ہو گئی اب بلا کسی غرض کے پڑھتا ہوں۔

تحقیق۔ وہ اغراض بھی دینی ہی تھیں۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۶۱

کام کی غرض سے نفس سے وعدہ

حال۔ اب خادم نے ایک تدبیر حضور کے وعظ دعوت عبدیت کی اس حکایت سے نکالی ہے وہ حکایت یہ ہے کہ ایک بزرگ کو حلوا بیحد مرغوب تھا وہ اپنے نفس سے کہا کرتے تھے کہ ایک گھنٹہ ذکر کرلے پھر تجھکو حلوا دوں گا چنانچہ ذکر سے فراغت پا کر وہ حلوا کھاتے تھے ایسے ہی میرے نفس سے جو ذکر میں تساہل ہوجاتی ہے تو میں نے سوچا ہے کہ تیرے نفس کو پان بہت مرغوب ہے اور اس وجہ سے شروع کیا تھا تمباکو کھانا کہ نزلہ کی شکایت تھی اب جب چھوڑنے کا ارادہ کرتا اور کم کردیتا ہوں تو پھر تحریک نزلہ ہوجاتی ہے مگر ذکر کے کرنے میں نہیں کھاتا۔ چنانچہ نفس کو پان اس وقت نہ دیا جب تک ذکر پورا نہ کرلیا جاوے اس تدبیر کے کرنے کیلئے حضور سے مشورہ عرض ہے

تحقیق۔ بہت بہتر ہے۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۱۰۹

بجائے تلاوت قرآن مجید روزانہ تفسیر بیان القرآن پڑھنا

حال۔ بے علمی یا کم علمی سے اکثر اوقات خصوصاً قرآن مجید کی تلاوت میں بہت دل پریشان ہوتا ہے۔ بیان القرآن کامل دہلی سے منگائی ہے اگر اسی کے پڑھنے کے لئے روزانہ اس قدر وقت مقرر کرلوں جس میں پاؤ پارہ مع تفسیر پڑھا کروں اور اس طرح پڑھوں کہ اہلیہ بھی سنیں تو مناسب ہے۔

تحقیق۔ بالکل مناسب ہے مگر جو مقام سمجھ میں نہ آئے رائے سے مطلب نہ بتایا جاوے۔

حال۔ چار روز سے یہ نئی حالت ہے کہ سجدہ میں جانے کے بعد یہ دل چاہتا ہے کہ تین مرتبہ سبحان ربی الاعلےٰ کہہ چکے ہو دو مرتبہ اور کہہ لو پھر اور دو مرتبہ اس میں ایک خرابی جو مجھے معلوم ہوئی وہ یہ کہ بعضے سجدہ میں ۵ مرتبہ اور بعضے میں ۷ مرتبہ اور بعضے سجدہ میں تین ہی مرتبہ سبحان ربی الاعلےٰ کہا نفل نماز میں ایسا ہوتا ہے۔

تحقیق۔ کچھ بھی حرج نہیں۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۱۸

اکثار درود شریف

حال۔ بعد فراغ ذکر قیام وقعود میں اکثار درود شریف کو جی چاہتا ہے اگر اجازت ہو تو پڑھ لیا کروں۔ (**تحقیق**) ضرور۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۹۰

اگر اردو مناجات سے دلچسپی ہو تو وہ بہتر ہے

سوال۔ مناجات مقبول عربی میں پڑھنا افضل ہے یا اردو میں۔ میں اردو میں پڑھتی ہوں کیونکہ عربی کا علم نہیں معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہی ہوں اور اردو میں دلچسپی ہوتی ہے کہ یہ پڑھ رہی ہوں۔

جواب۔ اس خاص حالت میں اردو ہی بہتر ہے۔ تربیۃ حصہ چہارم ص۵۸

تلاوت بدون بقاء استحضار بھی کافی ہوتا

حال۔ الحمد للہ بفضلہ تعالےٰ و بہ برکت حضرت اعلیٰ اپنے تمام معمولات روزانہ پورے کرتا ہوں قصیدہ بردہ کی جگہ حضرت سے اجازت لیکر تلاوت قرآن مجید کرتا تھا پھر دل میں آیا کہ ایک منزل روزانہ پڑھا کروں پھر ایک منزل شروع کیا اور بند کرکے تلاوت کرنا شروع کیا اس کے بعد یہ خیال ہوا کہ بند کرکے تلاوت ٹھیک نہیں ہوتی حروف ادا نہیں ہوتے اور جلدی ہوتی ہے دیکھکر پڑھو اب فی الحال شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ ایک منزل نہایت اطمینان سے دیکھکر تلاوت کرتا ہوں اور اسے حضرت کا فیض اور اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہوں تلاوت کے وقت قرآن مجید کے مضامین و نصائح دل میں مستحضر ہوتے جاتے ہیں مگر بعد تلاوت وہ استحضار نہیں رہتا اگر یہ خیال ٹھیک ہو تو کوئی صورت استحضار کی تحریر فرماویں۔

تحقیق۔ کچھ ضرورت نہیں حدوث استحضار بھی کافی ہے گو بقار نہ ہو جب اسکی استعداد ہوگی وہ بھی ہونے لگیگا اور اگر نہ بھی ہو تو مضر نہیں بلکہ قصداً بقار استحضار بعض اوقات حجاب ہو جاتا ہے ایسے امور سے جو اس سے زیادہ اہم ہیں۔

حال۔ معمولات بعض وقت نہایت دلچسپی سے ادا ہوتے ہیں اور بعض اوقات نہیں اسکی بھی اصلاح فرماویں۔

تحقیق۔ اس کی تدبیر کی ضرورت نہیں خود بخود اصلاح ہو جاوے گی۔

حال۔ فی الحال گناہوں کے مضر ہونیکا یکا یقین ہو گیا۔

تحقیق۔ الحمد للہ، اللّٰھم زد فزد۔ تربیۃ حصہ چہارم ص۶۶

دعا میں ہاتھ اٹھانے سے انقباض کا علاج

حال۔ میں جب دعا مانگتا ہوں تو ہاتھ اٹھا کر دعا

مانگنے میں طبیعت منقبض ہوتی ہے اور یونہی چاہتی ہے کہ ہاتھ جلدی سے منہ پر پھیرلوں اور بغیر ہاتھ اٹھائے مانگنے میں انقباض نہیں ہوتا معلوم نہیں یہ کیا مرض ہے علاج کا طالب ہوں۔

تحقیق - چونکہ اس ہیئت میں ایک قسم کی تقئید ہے اور تقئید سے طبعاً انقباض و ضیق ہوتا ہے اور بعض طبائع میں اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے اس لئے اس پر ملامت نہیں البتہ اس انقباض کے مقتضا پر عمل نکرنا چاہئے یعنی ہاتھ اٹھاکر دعا کیجاوے اگرچہ تنگی ہو اور ذرا دیر تک کیجاوے اس سے شدہ شدہ انقباض بھی رفع یا بہت کم ہو جاتا ہے۔

ربیع الاول سنہ ۳۲ھ

تربیت حصہ چہارم ص ۶۹

حفظ قرآن وتلاوت میں سے کسکو ترجیح ہے

حال مذید آدھا گھنٹہ روزانہ تلاوت کرتا ہے اور اس میں ایک پارہ پڑھ لیتا ہے زید امامت بھی کرتا ہے اور اسکو صرف چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد ہیں اس ضرورت سے اور نیز ثواب کی غرض سے وہ آدھے روز مشہور رکوع حفظ کرتا ہے ایسی صورت میں حفظ کرنے میں بمقابلہ تلاوت کے ثواب کی کمی تو نہوگی۔

تحقیق - ہر عمل کا ثواب جدا ہے ایک دوسرے سے کافی نہیں ہوتا پس اشتغال بالحفظ سے ثواب تلاوت میں کمی لازم ہے اب یہ بات رہ گئی کہ ان دونوں عملوں میں کسکو ترجیح دینا چاہئے سو اس میں ہر شخص کی حالت جدا ہے آپکی مجموعی حالت سے تلاوت ہی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے۔ ربیع الاول سنہ ۳۲ھ

تربیت حصہ چہارم ص ۶۹

نماز میں آنکھ بند کرنا

سوال - نماز میں آنکھ بند کرکے قرارت پڑھنے میں لذت آتی ہے آیا یہ معمول رکھا جاوے یا نہیں۔

جواب - کچھ حرج نہیں مگر دل سے اس کو خلاف افضل سمجھو۔ ربیع الاول سنہ ۳۲ھ۔

تربیت حصہ چہارم ص ۶۹

ضرورت استقامت

حال - ماوانا وملجانا حضرت مولانا صاحب دامت برکاتکم وفیوضکم علینا - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خادم خداوند تعالیٰ شانہ کے فضل سے اور حضرت کی برکت سے بقدر استطاعۃ اتیان ماموارت واجتناب عن المنہیات پر مستقیم ہے اور اپنے معمولات بھی بفضلہ تعالیٰ استقامۃ سے پورے

کیے جاتا ہوں الحمد للہ علی ذالک۔

تحقیق۔ اللہ تعالیٰ توفیق رفیق رکھے۔ ترتیبۃ حصہ پنجم ص ۸۰

نماز باجماعت میں قلب سے درود کا جاری ہونا

حال جب وقت میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں اور امام قرأت شروع کرتا ہے اُسوقت میرے قلب سے درود شریف خود بخود جاری ہوتی ہے کچھ حرج تو نہیں ہے جب میں اکیلے پڑھتا ہوں اس وقت یہ امر پیش نہیں آتا۔

تحقیق۔ کچھ حرج نہیں مگر زبان سے نہ پڑھیں۔ ۲ محرم سنہ ۳۵ھ۔ ترتیبۃ حصہ پنجم ص ۸۰

اتباع سنت نعمت عظمیٰ ہے

حال۔ دیگر عرض یہ ہے کہ یوں تو پہلے بھی یہ حالت کبھی کبھی ہوتی رہی ہے کہ حضرت سرور عالم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساتھ غلبہ محبت کا ہوتا تھا اور وہ ایک خاص حالت ہوتی تھی لیکن اُن دنوں میں یہ حال ایک کمال جمال کے ساتھ جلوہ گر ہوا یہ ایک سبب قریب اس طرح ظاہر ہوا کہ ایک دن خواب میں دہلی کی جامع مسجد کی چھت کے اوپر اُپنے آپ کو دیکھا اُسی وقت خواب ہی میں یہ القا دل میں ہوا کہ عرب میں تو وہ مسجد نبوی مشہور ہے ہند میں یہ مسجد نبوی ہے اس خواب کی تعبیر میں نے اُپنے فہم قاصر میں یہ سمجھی کہ دہلی کی جامع مسجد کا نقشہ ایک تخیل مالوف تھا درحقیقت اس خواب کا یہ اشارہ ہے کہ راقم کو اتباع نبوی نصیب ہوگا اللھم ارزقنی وزدنی اس خواب کے بعد سے یہ حال ہے کہ تمام احوال وکیفیات واشارات ونکات ولطائف مشہورہ تصوف میرے نزدیک اس سے بہت ہی کم مرتبہ میں معلوم ہوتے ہیں کہ ایک قدم جناب رسالتمآب آفتاب رسالت ومعدن نبوت کی متابعت میں چلا جاوے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام انوار وکیفیات اور تمام علوم کا وجود آفتاب رسالت کا طفیلی ہے اگر آفتاب رسالت کی شعاعیں نہ ہوتیں تو یہ تمام انوار وعلوم مبدل بہ ظلمت ہوتے مشکوٰۃ نبوت کے فیضان کو چھوڑ کر دوسرے علوم وغیرہ کی طرف متوجہ ہونا عین ضحی میں آفتاب کو چھوڑ کر سُہا کو تلاش کرنا ہے ولنعم ما قال ؎

مصطفیٰ اندر جہاں آنگہ کسے گوید ز عقل ؎ آفتاب اندر جہاں آنگہ کسے گوید سُہا

یہ معلوم ہوتا ہے کہ طریق سنت کبریت احمر ہے لیکن زمانہ میں طریق غیر سنت اس قسم کا غالب ہوگیا ہے کہ متبع سنت سنیہ غلبہ حال میں پکار اٹھتا ہے ؎

روئے زمین زنار کیئے منکران عشق ۔ محتاج شست و شوئی دگر شد کجاست نوح

عجب العجاب یہ ہے کہ متبع سنت کو کافر کہا جاتا ہے لیکن وہ بزبان حال یہ کہتا ہے ؎

کافرانِ رہ عشقیم اگر انصاف ست ۔ صد مسلماں تو اے خواجہ دیک کافر ما

لیکن باوجود اس حالت کے میں اپنے آپ میں اعمال سنت کی بہت کمی پاتا ہوں ؎

ظلمت منة من احیا الظلام الی ۔ ان اشتکت قدماہ الضر من ورم

؎ یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ ۔ اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع

البتہ اس بات کی تسلی ہے کہ حضور روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضعفاء امت پر ترحم ہے ؎

دلا خوش باش کاں محبوب جاں را ۔ بدرویشان و مسکیناں سرے ہست

تحقیق ۔ ماشاء اللہ نعمت عظمیٰ و غنیمت کبریٰ ہے اللھم احینا علیہ و امتنا علیہ و احشرنا علیہ

تربیۃ حصہ پنجم صـ ۹۵

صفائی قلب اصلاح اعمال سے ہوتی ہے

سوال ۔ حضور کوئی وظیفہ صفائی قلب کیلئے تحریر فرمائیں ۔

جواب ۔ صفائی قلب کے لئے وظائف مقرر نہیں قلب کی صفائی اعمال کی اصلاح سے ہوتی ہے اعمال ظاہرہ اور اعمال باطنہ بھی اور وظیفے ان اعمال کی اعانت کیلئے ہوتے ہیں اگر اس کا شوق ہو اپنے مفصل حالات مجھکو لکھکر بھیجیں تاکہ میں باقاعدہ تعلیم کروں ۔

تربیۃ حصہ پنجم صـ ۱۲۳

استقامت علی الاعمال بواسطہ شیخ فضل ربانی ہے

حال ۔ بحمد اللہ تمام معمولات معہ چھ ہزار اسم ذات خفی کے جاری ہیں اور ہزار ہزار شکر ہے کہ بلاناغہ جاری ہیں یہ محض اعلیٰ حضرت کی توجہات کا ثمرہ ہے ۔

تحقیق ؎

کار زلفِ تست مشک افشانی اما عاشقاں ۔ مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

قال علیہ السلام انما انا قاسم واللہ یعطی ۔

تربیۃ حصہ پنجم صـ ۱۲۷

بے تکلف تلاوت مع تدبر معانی میں حرج نہیں

حال طبیعت تلاوت کلام مجید اور اس کے معانی میں تدبر کی طرف زیادہ مائل ہے مگر چونکہ آنجناب سے اسکی اجازت حاصل نہیں کی ہے۔ اس لئے معمول سے زیادہ تلاوت نہیں کرتا اور نہ معانی میں زیادہ غور و فکر کرتا ہے۔

تحقیق:۔ اگر بے ساختہ اس طرف انجذاب ہو تو میں اس ممانعت سے رجوع کرتا ہوں۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۲۵

اشعار پڑھنے میں تقلیل

سوال۔ عرصہ ہوا کہ احقر نے اپنے کچھ دل کے حالات لکھکر حضور کے پاس بھیجے تھے جس میں سے ایک یہ بات بھی لکھی تھی کہ کبھی کبھی میرا دل خوش آوازی سے وہ اشعار جو کہ دینی رنگ کے ہوں پڑھنے کو چاہا کرتا ہے تو حضور نے یہ تحریر فرمایا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اجازت ہے لیکن تنہائی میں۔ تو جب سے میں نے یہی طریقہ اختیار کر لیا ہے جب کوئی آجاتا ہے چپ ہو جاتا ہوں اگرچہ تکلیف ہوتی ہے اگر کبھی کسی نے آواز سن بھی لی تو استغفار کر لیا تو اب عرض یہ ہے کہ کیا اب بھی احقر تنہائی کا خیال رکھا کرے اور حال میرا یہ ہے کہ میری بیس برس کے قریب کی عمر ہے اور ڈاڑھی مونچھیں بھی نکل آئی ہیں تو اب میں تنہائی کا خیال رکھوں یا نہیں جیسا ارشاد ہو۔

جواب۔ شرط تنہائی کی تجویز ڈاڑھی مونچھ نہ نکلنے کے بنا پر نہ تھی بلکہ مسئلہ فقہیہ کے بنا پر بھی تھی اور ہے فقہا نے تغنی للناس کو منع کیا ہے۔ اور تنہائی میں گاہ گاہ اجازت دی ہے نیز تنہائی کا موقع کم ملتا ہے اس شرط کی وجہ سے اس میں تقلیل ہوگی ورنہ انہماک بڑھ جاویگا اشعار کی تکثیر کو احادیث میں ناپسند کیا گیا ہے۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۶۸

طالب سہولت ہونا بندگی نفس کو بندگی حق پر ترجیح دینا ہے

حال۔ اور حالات کے متعلق یہ پیش آتا ہے کہ شہوت اور غضب اور حسد اور بخل یہ چاروں خبیث مجھے اکثر اوقات میں ستاتے ہیں آثار شہوت کوئی اسباب ظاہری نہونے کے اندر ہی اندر سے ایک قسم کے ہیجان سے جوش کبھی کبھی پیدا ہوتا ہے اس کے سبب آنکھ

کان سے کوئی منکرات صادر ہونے کے باعث ہوتا ہے کبھی اسباب ظاہری کے محاذات میں پڑجانے کے سبب وہ جوش پیدا ہوتا ہے باقی صفتوں کا حال بھی اسی طرح ہوتا ہے لیکن توبہ استغفار کے ساتھ حضور کی کتابوں میں اور امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کتابوں میں جو کچھ علاج لکھے ہیں سب کے موافق علاج کرتا رہتا ہوں اس وجہ سے اِن صفاتوں کی شرارت دائمی نہیں لہٰذا ان صفاتوں کو قلع قمع ہوجانے کی کوئی سہل سریع اکسیر کوئی نسخہ تجویز ہو تو بہت جلد میری نجات کی امید ہے۔

تحقیق۔ دواعی ذمیمہ کے قلع قمع کے متعلق جو سہل تدبیر پوچھی ہے طالب حق کو سہولت کی قید چہ معنی البتہ اگر دشوار تدبیر اختیار میں نہ ہوتی یعنی وسعت سے خارج ہوتی تو بھی اس فرمائش کا مضائقہ نہ تھا باوجود اختیار میں ہونے کے پھر ایسی درخواست اگر بندگی حق کے مقابلہ میں بندگی نفس کو ترجیح دینا نہیں تو کیا ہے جو تدبیر آپ کر رہے ہیں اسی میں اور ہمت قوی کیجئے جب قلع قمع ہوگا۔ اسی سے ہوگا۔ البتہ ذکر سے اس میں اعانت ہوتی ہے سو خدا تعالیٰ نے آپکو اس کی بھی توفیق دے رکھی ہے۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۶۲

ترکِ مستحبات گندی حالت نہیں

حال۔ میری حالت نہایت گندی ہوتی جاتی ہے بعض وقت تہجد وغیرہ وغیرہ بالکل ہی چھٹ جاتا ہے پھر ہمت سے کام لیتا ہوں۔

تحقیق۔ مستحبات کے ترک ہونے کو حالت کا گندہ ہونا نہیں سمجھا جاتا یہ تمہاری غلطی ہے اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانیوں سے محفوظ رکھے گندی حالت وہ ہے۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۶۲

جماعت کی پابندی سنت کے موافق حالت ہے

حال۔ اگرچہ بعض وقت تنہائی کی طرف دل کو رغبت ہوتی ہے مگر بفضلہ تعالیٰ جماعت کا بہت خیال رہتا ہے حتیٰ کہ تکبیر اولیٰ بھی اکثر فوت نہیں ہوتی۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ عین سنت کے موافق حالت ہے۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۶۳

علاماتِ قابلیت طریق و ضرورتِ عمل

حال۔ بعد اعتراف غفلت اور کم ہمتی اور نالائقی بعض احوال عرض

کرتا ہوں (جب؎ لغو لوگوں) پر گذر کرتے ہیں تو کریم ہو کر گذر کرتے ہیں) تھانہ بھون میں جبکہ میں سنہ گذشتہ کے آخر ربع میں مقیم تھا تو بعض حضرات خلفاء کے کشف وخواب میرے باب میں واقع ہوئے اور حضرت نے تحقیق بیان فرمائی تو اول نفس میں عجب پیدا ہوا کرتا تھا مگر فوراً اس حالت سے نفرت ہوتی تھی اور استغفار سے تدارک کرتا تھا (زمانہ بلوغ بلکہ ایک مرتبہ میں طفلی ہی سے یہ بات حاصل ہے کہ خواہ چھوٹی معصیت ہو خواہ بڑی تنبیہ ضرور ہوتا رہا ہے) پھر اپنی نااہلی پر نظر کر کے یوں فیصلہ کیا کرتا تھا کہ بدون کسب کے یہ سب مبشرات لاشئے ہیں بعد ازاں چند روز تک یہ حال طاری رہا کہ ارے (نام کاتب خط) تیرا پردہ ڈھانکا گیا ہے اور تو مستور الرحمٰن ہے پھر دل میں یہ بات آئی کہ مستور الرحمٰن ہونا ایک مقام ہے ارفع تیری شان ہے کیا در حقیقت میرے ساتھ یہ شان ستاریت کا معاملہ کیا گیا تھا (فان التجلی باسمائہ تعالٰی مذکور فی کتب فن) بعد ازاں سب مبشرات حالاً کالعدم ہو گئے ثانیاً شوال گذشتہ میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ کے مزار پر طبعاً حاضر ہوا تھا مگر بعد فاتحہ وغیرہ تلاوت کرنے کے التزام کے ساتھ (سرسری توجہ سے بلا پابندی قواعد) ذکر کیا تو قلب میں انشراح وانبساط لیکر اٹھا اور شاید کئی گھنٹہ تک طبیعت میں شگفتگی باقی رہی پھر محض حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے قصد سے گنگوہ کا سفر کیا وہاں سے جیسا بیٹھا تھا ویسا ہی اٹھا میں نے اس تفاوت کی جانب اصلاً التفات نہیں کیا شاہ عبد القدوس صاحب قدس سرہٗ کا کچھ اشتیاق بھی نہ تھا اور تنگی وقت کی وجہ سے وہاں کی حاضری موقوف کر چکا تھا مگر تھوڑا وقت نکل آیا تو مختصراً فاتحہ پڑھ کے تبرکاً چند منٹ ذکر کرنے کا ارادہ کیا (مزار پر داخل ہوتے ہی عظمت اور ہیبت محسوس ہوئی میں نے اس کیفیت کو قبر کی شان وشوکت ظاہری پر محمول کیا) جوں ہی پانچ سات بار اسم ذات یا نفی واثبات کی تکرار کی تھی کہ قلب میں مثل طوفان کے جوش اٹھا اور مزار کی چھت کی جانب خیال پہونچا (چھت سے آگے) کہ ابھی تو اوپر کو اوڑ جاوے گا میں نے ذکر موقوف کر دیا تھوڑے توقف کے بعد دوبارہ ذکر شروع کیا تو پھر وہی کیفیت پیدا ہوئی میں گھبرا کر سرعت کے ساتھ باہر نکل آیا اور تلاوت قرآن سے مسجد میں بیٹھکر امالہ حالت کا ارادہ کیا مزار سے نکل آنے کے بعد ۳ منٹ تک ناف کے متصل

؎ یہ ایک آیت کا ترجمہ ہے ۱۲

(جانب راست) بمقدار نقطہ احتباس ریح کی مانند احساس ہوتا رہا میں نے اس وجد شدید کو بوجہ خوف نہیں ترک کیا بلکہ مصلحتاً کیونکہ سفر تھا وقت میں گنجائش نہ تھی ایسے موقعہ پر حالت غیر ہو جانا مناسب نہ تھا گنگوہ سے یہ اشتیاق لیکر تھانہ بھون آیا کہ بہت جلد فرصت ملنے پر دوبارہ حاضر ہوں گا مگر اپنے شیخ کی صحبت میں پہونچکر یہ اشتیاق کُلیتاً زائل ہو گیا کیا مجھکو حضرت گنگوہی قدس سرہٗ سے تھوڑی مناسبت بھی نہیں اور شیخ عبدالقدوس صاحب قدس سرہٗ سے قوی مناسبت ہے اور آیا آپ سے بلکہ شیخ صاحب کے اشتیاق کا زوال آپ کے غلبۂ اثر کی میرے حق میں دلیل نہیں احتباس متصل ناف سے کیا مراد ہے (۳) سرمد رحمۃ اللہ علیہ کا میں منکر تھا ان کے اشعار ذوقاً لطیف معلوم ہوتے تھے مگر بوجہ انکار مرغوب نہ تھے حضرت کی بدولت ۱۷-۱۸ سال ہوئے انکار رفع ہو گیا اور ۲-۳ سال سے ان کی طرف میلان زیادہ ہو گیا ان کے اشعار کی جستجو بھی کری مولوی ……خانصاحب اعظم گڑھی نے ایک خواب دیکھا (جناب نے خواب کی تعبیر دی تھی) کہ میں نے (نام کاتب خط) علاوہ اور باتوں کے حکیم سرمد صاحب کا مسلک شورش و مستی بیان کیا اس واقعہ کے بعد سے مزید میلان اور ان کے مزار پر حاضر ہونے کا شوق پیدا ہو گیا ہے اور یہ گمان ہوتا ہے کہ وہاں جانے سے کوئی کیفیت پیدا ہو جاوے گی کم از کم مطاعم میں بے پروائی بقولہ ؎

سرمد کہ بکاسہ گدائی نان را ۔ ؎ تر کردہ بآب میخورد میگذرد۔

(۴) تھانہ بھون میں جب میرا قیام تھا تو ……بز سے جھگڑا ہو گیا اور میں حضرت سے روپوش ہو گیا تو جھگڑے کے موقع پر دن میں گذرنا مجھکو شاق تھا گر دن نہیں اٹھتی تھی آپ کے یہاں جو ہر پر سے چکر کاٹ کر جاتا تھا میں نے یہ خیال کیا کہ لوگوں سے شرمندہ ہوں مگر جب حضرت سے معافی چاہ لی تو اوسی وقت اس موقع پر گذرنا آسان ہو گیا صرف خفیف سی جھیپ تو چند روز باقی رہی کیا یہ کیفیت مسئلہ باطن الشیخ مع المرید سے متعلق ہے (۵) جب سے مولوی …… صاحب نے عربی شروع کی ہے انکی طرف امید لگی ہوئی ہے بریلی ان کے وعظ کی کیفیت ایک بار حضرت کو لکھی تھی اب حضرت کے سفر اعظم گڑھ (آخر سرمائے گذشتہ) کے متصل بریلی میں مولوی …… صاحب کا شفقت نامہ مجھکو موصول ہوا پڑھکر ایک حالت طاری ہوئی اپنے بڑوں کی شفقت اپنی

نالائق مخلوق کا حسن ظن (منجملہ مخلوق مولوی...... صاحب نے تھانہ بھون میں حوض خانقاہ پر مجھکو اور سید...... صاحب کانپوری کو سرگوشی کرتے ہوئے دیکھکر یوں فرمایا کہ جانے یہ لوگ چپکے چپکے کیا باتیں کیا کرتے ہیں اگر مجھکو یہ باتیں معلوم ہوتیں تو سب کہدیا کرتا) ان ہی خیالات میں ڈوبا تھا کہ مخلوق کے حسن ظن کے سلسلہ میں معاً مولوی..... صاحب کا قصہ یاد آیا (خط ہاتھ ہی میں ہے) کہ فوراً دل میں یہ بات آئی کہ مولوی..... صاحب کو ایسی نسبت حاصل ہوگی جو نسبت حضرت نجم الدین کبری سے مشابہ ہوگی بدیں استدلال کہ شیخ مذکور کو ابتدار سلوک میں خلوت کے اندر یہ خطرہ پیش آیا تھا کہ میں علوم باطنہ حاصل کر کے بر سرِ منبر بیان کروں گا مجھکو بوجہ سوداویت تخیلات بکثرت آتے ہیں مگر سابقاً بعض مردان طریق کی صحبت میں میرے دو ایک خیال کی تصدیق ہوئی ہے اور اس وقت ایک مرد طریق کا خط صحبت کا بدل ہوگیا تھا اسوجہ سے طبیعت اس خیال کی طرف جھکتی ہے اصلاح فرمائیگا (٦) گاہ گاہ مناجات خفی (حتیٰ کہ خفی سے ترقی کر کے قلبی ہوجاتی ہے) کے اندر میری حالت بین الیقظة والنوم کی ہوجاتی ہے کسی کے پکارنے یا کسی شے کے گرنے سے چونک کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں سو گیا تھا اور اب مناجات کا حصہ اخیرہ مثل خواب کے معلوم ہوتا ہے ایک بار اسی حالت میں دو سرخ انڈے متعاقب چہرہ کے مقابل سوا ڈیڑھ گز کے فصل سے نظر آئے اور حالت زائل ہوگئی کیا یہ متخیلہ کا تصرف ہے اس واقعہ کے ٢-٣ ماہ کے بعد (باستدلال شعلۂ شیطانی در نماز نبوی) مجھکو یہ خیال ہوا کہ یہ شیطان نے مداخلت کی تھی بوجہ مرض مجھکو طفلی ہی سے صور بکثرت نظر آتی ہیں مگر وہ متغیر اللون والصورة ہوتی ہیں یہاں تغیر نہ تھا باقی آئندہ۔

تحقیق۔ حالات معلوم کر کے اس بنا پر دل خوش ہوا کہ مجموعی حالات سے قابلیت طریق کی بفضلہ تعالیٰ بدرجہ معتد بہا معلوم ہوتی ہے اللہ تعالےٰ فعلیت بھی نصیب کرے جسکا طریق عادی صرف عمل ہے اس پر فضل حق متوجہ ہوجاتا ہے بدون عمل کے یہ جو کچھ لکھا گیا ہے خیالات ہیں مگر اچھے خیالات ہیں لیکن ضرورت عمل کی ہے۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۸۲

عمل کو کیفیت پر ترجیح

حال۔ آج قبل دوپہر حزن تھا اوس وقت یہ دل چاہتا تھا

کہ کسی طرح حضور کی صورت دیکھ لوں پھر یہ دل چاہا کہ نماز پڑھوں چنانچہ چار نفل پڑھنے سے تسلی ہوئی اور ذکر ایکہزار کرلے کے بعد سکون ہوگیا اب کیفیت تو قریباً بالکل نہیں معلوم ہوتی جماعت کی نماز اور غیر جماعت کی نماز میں فرق صاف محسوس ہوتا ہے کہ جماعت میں زیادہ حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہوتی ہے اب نماز دل کو راحت بخشنے والی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ ہزاروں کیفیات اس حالت پر نثار ہیں۔ تربیۃ حصہ پنجم ص۲۰۰

نوافل و اذکار کا اس لئے ترک کرنا کہ لوگ اچھا نہ سمجھیں محض شیطانی خیال ہے

سوال۔ اپنے قصبہ سے باہر کسی خاص آدمی مثلاً مولوی یا درویش سالک کے پاس کبھی کبھی جانیکا اتفاق پڑتا ہے تو تہجد اور بارہ تسبیح اس خیال سے ترک کیجاتی ہے تاکہ وہ خاص آدمی اچھا نہ جانیں اور اس وقت دل ہی دل میں ساتھ ذکر لسانی خفی کے چار پائی پہ پڑے پڑے ذکر کرتا رہتا ہوں کیا میرا ایسا کرنا ٹھیک ہے یا تہجد اور بارہ تسبیح برابر کرتا رہوں۔

جواب۔ یہ محض شیطانی خیال ہے اچھا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایمان افضل ہے یا اعمال فرعیہ مستحبہ ظاہر ہے کہ ایمان ہی افضل ہے تو موصوف بالایمان بھی افضل ہوگا تو کیا آپ اسبات کو جائز رکھتے ہیں کہ دوسرے مجمع میں جاکر نماز فرض نہ پڑھی جاوے اور اللہ رسول کا نام نہ لیا جاوے تاکہ مجھکو لوگ مومن نہ سمجھیں اگر آپ اس کو جائز نہیں رکھتے تو ترک فروع مستحبہ کو محض اس لئے کیوں جائز سمجھتے ہیں دوسرے یہ کہ آپ مشائخ یا مولوی کی زیارت کو جاتے ہی کیوں ہیں اگر کوئی معقول وجہ ہو تو لکھئے باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔ تربیۃ حصہ پنجم ص۲۰۱

اصل چیز اتباع شرع کا رسوخ ہے نہ کیفیات

حال۔ فدوی ایک سخت گناہ گار اور روسیاہ بندۂ خدا ہے میری حالت سخت تباہ ہورہی ہے چونکہ جناب والا کی ذات میں اخلاق رسول کی جھلک نظر آتی ہے اس لئے اس گناہ گار کو امید بندھی کہ اپنی تباہ حالت کا اظہار کرکے آپ سے مناسب علاج طلب کروں اور جناب کے قیمتی وقت کو ضائع

کروں کمترین نے اوائل عمر میں اپنے ایک آبائی پیر صاحب سے بیعت کی اور انکے فرمائے ہوئے وظائف اور اوراد پڑھتا رہا جس وقت میں نے ان سے بیعت کی اس وقت مجھکو ضروریاتِ دین کی بالکل واقفیت نہیں تھی جناب پیر صاحب بھی علم دین اور دیگر ضروریات دین سے بے بہرہ تھے۔ کمترین اکثر انکی خدمت میں حاضر ہوتا رہا کیونکہ میری سسرال وہیں تھی کچھ عرصہ گذرنے کے بعد جب فدوی کو ضروریاتِ دین سے آگاہی ہوئی اور عام آمد ورفت سے کئی قسم کی اخلاقی کمیاں نظر آئیں تو میری سب پہلی عقیدت جاتی رہی ان کے قول وفعل کی تاویل کرکے بھی عقیدت نہ بندھی لیکن یہ بھی عرض ہے کہ میں نے اُن کے فرمائے ہوئے معمولات پر آج تک عمل کیا ہے اور کرتا ہوں لیکن اس مدت مدیدہ میں کچھ فائدہ نظر نہیں آیا پھر عرصہ سات سال سے کمترین ایک نقشبندی سجادہ نشین صاحب کی خدمت میں جانے لگا لیکن ان سے بیعت نہیں کی انہوں نے بہت مہربانی کی اور اپنے ورد وظائف بھی پڑھنے کو بتلائے اُن کو بھی کمترین پورا کررہا ہے شروع میں تو بہت کچھ روحانی ترقی نظر آئی اور حالت درست ہوگئی اور طبیعت میں خوب ذوق شوق پیدا ہوگیا لیکن اب ایک خاصہ عرصہ گذرا ہے کہ اس ذوق وشوق کا پتہ نہیں اب شرعی حدوں سے باہر نکلتے ہوئے کوئی رنج وغم یا شرم محسوس نہیں ہوتی حالت پہلے کی نسبت بہت بری ہوگئی ہے دل کسی وقت اسقدر مایوس ہوجاتا ہے کہ اس زندگی پر موت پر ترجیح دیتا ہوں اور اکثر خطرہ بیٹھ جاتا ہے کہ شرور نفس وشیطان سے کہیں ایمان ہی نہ کھو بیٹھوں نعوذ باللہ منہا۔

تحقیق۔ اسی سے تو محققین نے کیفیات کو معتبر نہیں سمجھا۔ دیکھیے ذوق وشوق سب کچھ ہوا لیکن جو چیز اصل تھی کہ شرع کا اتباع راسخ ہوتا وہ نہ ہوا کاش اگر یہ ہوتا اور وہ نہ ہوتا تو مضر نہ تھا مگر عامہ اس حالت کو درویشی سے بعید سمجھکر اس کی بے وقعتی کرتے ہیں۔

حال۔ عرصہ دو سال سے کمترین ان نقشبندی بزرگ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکا شاید اسوجہ سے دل سیاہ ہوگیا ہے جب جانیکا ارادہ کرتا ہوں کوئی نہ کوئی مصیبت واقع ہوجاتی ہے نیز کمترین پیشہ آہنگری کرکے اپنا وقت گذارتا ہے۔ عیالدار ہونے کی وجہ سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ ان کی خدمت میں حاضر ہوں کیونکہ جانے آنے میں چھ سات دن لگ جاتے ہیں اور خاصی رقم خرچ ہوتی ہے جسکا مہیا ہونا مجھ جیسے نادا

کے لئے مشکل ہے اپنی حالت کے متعلق ان کی خدمت میں بہتیرے عریضے لکھ چکا ہوں لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا نیز ان کا ارشاد بھی ہے کہ ہم خطوں کا جواب کسی کو نہیں دیتے۔

تحقیق۔ ان مجموعی علامات سے اونکا شیخ ہونا ہی مشکوک معلوم ہوتا ہے ان کو چھوڑنا چاہئے

تربیۃ حصہ پنجم ص۲۱۸

تلاوت بدون جی لگے بھی درست ہے

حال۔ کلام مجید کے پڑھنے کو بہت کچھ ہمت کرتا ہوں اور اس کے نہ پڑھنے کو بہت ہی برا سمجھتا ہوں مگر اس کے پڑھنے میں طبیعت نہیں جمتی اور جو دس پندرہ سورتیں زبانی یاد تھیں اور ان کو اکثر پڑھ لیا کرتا تھا ان کو بھی نہیں پڑھا جاتا اور بھولا جاتا ہوں اس میں حضور کی دعا کا خواستگار ہوں کس طرح اس کام میں جی جمے اس کا فکر زیادہ ہے اور کچھ ہو سکتا نہیں۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کا مضمون ہے۔

تحقیق۔ میں دعا کرتا ہوں۔ آپ بھی ہمت کریں بدون جی لگے پڑھا کریں اور اگر کوئی سننے والا مل جاوے تو اس کو سنا دیا کریں۔ انشاء اللہ چند روز میں یہ شکایت جاتی رہیگی

تربیۃ حصہ پنجم ص۲۲۷

شب خیز کو سونا بھی چاہئے

حال۔ (سوم) ایک نظام الاوقات جب جناب ڈیگ تشریف فرما تھے لکھکر جناب کے پاس روانہ کیا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ تمام رات بیداری سے بسر کی جائے اور دن میں چھ گھنٹہ سونا چاہئے جناب نے اس کو مستحسن فرمایا تھا یہ نظام الاوقات جناب کی عدم تشریف آوری تک کے لئے بنایا تھا اور بعد نماز ظہر بھی کچھ کام مقرر کیا تھا اب جناب کی موجودگی میں خیال ہوتا ہے ظہر کے وقت کا کام بھی دوپہر سے پہلے پہلے ادا کر لیا جاوے لیکن وقت کی وسعت شاید روزانہ اتنی نہ ہو لہذا خیال ہوتا ہے کہ شب میں ایک گھنٹہ پونے بارہ بجے سے ایک بجے تک سو رہا جائے اور دن میں اس کی عوض میں بعد ظہر جو کام تھا ادا کیا جائے ظہر کے بعد مستقل کام صرف دو پارہ قرآن مجید ایک پارہ خود تلاوت کرنا اور ایک پارہ مولوی کا سننا تھا۔

تحقیق۔ مناسب ہے لیکن سونے کا وقت قدرے اور بڑھایا جاوے۔ تربیۃ حصہ پنجم ص۲۳۱

خاص وقت میں مقرر کام اور عارضی میں سے مقدم کسکو کیا جاوے

حال۔ (چہارم) بعض اوقات جس کام کا وقت جو مقرر ہے اس میں طبیعت نہیں لگتی کبھی بوجہ سستی یا تکان کے اور کبھی بوجہ کسی عارضی کام پیش آجانے کے مثلاً کسی جگہ سے خط آگیا جسکا جواب لکھنا ضروری تھا اور وقت کسی خاص کام کا ہے اگر کام کیا جائے تو اس خط کا خیال آیا کرتا ہے کبھی اس کے مضامین دل میں جولانی کرنے لگتے ہیں کہ یہ لکھنا چاہیے ایسے وقتوں میں کیا کرنا چاہیے آیا کام مقررہ کو دوسرے وقت رکھنا چاہیے یا اس عارضی کام کو کر لینا چاہیے۔

تحقیق۔ اگر احیاناً ہو اور تقاضا زیادہ ہو تو عارضی سے اول فارغ ہو جاویں ورنہ عارضی کو موخر رکھا جاوے اگر ایک شرط بھی مفقود ہو۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۳۲

عبادت نفلی بقدر تحمل ہونی چاہیے

حال۔ (پنجم) اس وقت عبادت کا اتنا شوق ہے کہ جی چاہتا ہے جو سنت ہو اگرچہ اس کے ادا کرنے میں تکلیف ہو ضرور ادا کروں اور نوافل کی کثرت رکھوں اور ہر وقت یہی کام رہے مگر کیا کیا جائے جسمانی ضعف کو تکان آجاتی ہے کبھی درد سر ہونے لگتا ہے لیکن مستمر نہیں رہتا جب تھک گیا چھوڑ دیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر کیا دس رمضان شریف تک تو معلوم ہوتا تھا کہ جسم میں قوت پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے اور لوگ دبلے ہونے ہیں تو بندہ کو محسوس ہوتا تھا موٹا ہو رہا ہے اور نہایت عمدگی اور بشاشت سے سب کام ادا ہوتا تھا اتفاق سے دس رمضان شریف کی عصر کے بعد شکم میں اتنی سختی سے درد ہونے لگا جسکا برداشت مشکل تھا ٹپک ٹپک کر رہتا تھا اور حرارت بھی آگئی اور تمام رات پریشان رہا اور گیارہ کو تمام دن مع تخفیف کے درد تھا اور شب میں بھی رہا اب بحمد اللہ نہیں ہے مگر سر درد کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے جسم کی نصف قوت سلب ہو گئی دماغ بعد مغرب کی نماز کے بالکل خالی معلوم ہوتا ہے اور ضعف بھی محسوس ہوتا ہے (اللھم انی ضعیف فقوّ فی رضاک ضعفی وخذ الی الخیر بناصیتی وطوقنی حسن عبادتک یا ارحم الراحمین) دعائے دفع ضعف کی درخواست ہے۔

تحقیق۔ دعا کرتا ہوں مگر اتنی مشقت مناسب نہیں۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۳۶

نماز میں جمعیت قلبی اور مبتدی کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خطرناک ہونا

حال۔ بندہ کو تمام دنیا کے طاعات سے زیادہ نماز میں حظ اور محویت اور استغراق ہوتا ہے اتنا کہ اکثر ساری نماز اسطرح ہوتی ہے کہ بحمد اللہ غیر اللہ کا خیال بحیثیت غیر اللہ ہونے کے بہت ہی شاذ آتا ہے بالخصوص بین العشائین کے نوافل میں اور پہلے تہجد میں یہی ہوتا تھا لیکن اب چونکہ ایک قسم کا تقاضا طبیعت پر ذکر بارہ تسبیح کے پورا کرنے کا بلا اختیار رہتا ہے اس لئے عرصہ سے اُس وقت کی نماز میں حسب دلخواہ جمعیتِ خاطر اور حظ اور اہتزاز نہیں ہاتھ آتا نماز الحمد للہ ثم الحمد للہ میرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ الحمد للہ الف الف مرۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم معصیت ادنیٰ بھی اگر پیش آتی ہے تو اس قدر غم کا پہاڑ ہوتا ہے کہ عرض نہیں کر سکتا ہاں اس وقت بندہ کی خلاصہ حالت یہ ہے کہ عموماً طاعات کی طرف رغبت اور الحمد للہ نماز سے بالخصوص عشق ہے اور معاصی سے نفرت ہے۔ اگر کوئی مذکر نہ ہو تو اکثر خیال بھی نہیں آتا مذکر کے بعد حق تعالیٰ کے سامنے حیا آتی ہے نماز میں جب کوئی دوسرا خیال آتا ہے معاً استحضار اِس امر کا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ میرے سینہ کے اندر اس تیرے خیال کو دیکھ رہا ہے (نہ یہ کہ جانتا ہے بلکہ دیکھ رہا ہے) بس فوراً وہ خیال غائب ہو کر حق تعالیٰ کا خیال قائم ہو جاتا ہے۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ کا تذکر بہت سہولت سے ہوتا رہتا ہے اپنے تمام معاملات میں بحمد اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کے اوپر اعتماد اور بھروسہ اس قدر پاتا ہوں کہ تقریباً تمام عمر کی نسبت یہ خیال بھی اب نہیں گذرتا کہ مجھکو کسی معاملہ میں حق تعالیٰ کے سوا کسی کی احتیاج کبھی پڑیگی۔ اور اسبات کا جوش خوب موجزن ہے کہ خود کو تو ایک ایک جزئی میں شریعت کا پابند بنایا جائے اور اس کے بعد جو ضرورت واقعی اسلام کی ہو اس زمانہ میں اوس میں اپنی تمام کوشش مصروف کردیجائے اور ہر وقت اور ہر ساعت خدا تعالیٰ کے دین اور قرآن اور حدیث کے پھیلانے میں سرگرم رہیں۔ بالخصوص آجکل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خیال خاص طور پر پیدا ہے یعنی یہ کہ بغیر کسی خوف اور پروائے لوم وطعن کے اس بارہ میں جد وجہد کرنی چاہئے خواہ کچھ ہی اوس میں ایذا اوٹھانی پڑے تاکہ اسطرح یہ ناکارہ بھی حزب اللہ میں داخل ہو جائے۔ اور حزب اللہ

میں جو داخل ہو گیا اس کو کسی کا کیا خوف ہے یہ مختصر اور بے ربط معروض ہوا مطلب حضور نے خیال فرما لیا ہوگا اس لئے تطویل کی ضرورت نہیں۔

تحقیق۔ میں خوب سمجھ گیا یہی ہیں مقاصد اصلیہ جنکا امتیاز ہی حالتِ رفیعہ ہے فضلاً عن الوقوع مبارک ہو اور تہجد میں بارہ تسبیح کا تصور یہ بھی ذکر ہی ہے پس منافی حضور و جمعیت کے نہیں البتہ امر بالمعروف میں اتنی بات گذارش کے قابل ہے کہ حالتِ کذائیہ میں اس کا نفس تقاضا محمود و مقصود ہے لیکن چونکہ اسکا انفاذ قابل تاخیر ہے کہ مبتدی کے لئے اس میں غوائل نفسانیہ محرمہ کا ملجانا کثیر الوقوع ہے جن سے احتراز ضروری ہے اور خود امر بالمعروف فرض عین ہے نہیں پس جب غیر فرض کا ترک موقوف علیہ ہو ترک حرام کا اُس غیر فرض کا ترک واجب ہو جاوے گا وصرح بہ الغزالی وہذا ہو السر فی تاخیر نزول آیات القتال لئے ان کملت نفوسہم بالفضائل وطہرت عن ہذہ الغوائل۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۳۹

تعلیم ترجمہ قرآن مجید بطرز جدید و تصنیف کا خیال بعد التفرغ عن المشاغل العلمیہ ہونا چاہیئے

سوال۔ اور ایک آجکل مجھکو سادہ قرآن شریف کی تعلیم کی ضرورت (کتب تفسیر کی نہیں) بہت زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔ کیونکہ تفسیروں میں عموماً مباحث لغویہ یا عربیہ وغیرہ اس قدر بھر دئے ہیں کہ نفس کلام اللہ کا مضمون سادہ اسمیں مستور رہتا ہے اور بہت سے مباحث جن کی اس زمانہ میں ضرورت ہے اور جو سب کے سب قرآن شریف کے تحت میں آ سکتے ہیں (بحیث لا یشذ عنہ شیٔ) طلبہ کے کانوں میں پڑ سکیں گے جنمیں اپنے حضرات اور گروہ محققین کی تحقیقات خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور جو مضامین تفاسیر میں اُس زمانہ کے انداز کی رعایت کر کے بیان کئے جاتے ہیں وہ حذف کئے جائیں مثلاً اسم مسمیٰ کا متحد یا متغائر ہونا وغیرہ وغیرہ۔ الغرض تقریباً جو غرض حضرت والا کے تفسیر لکھنے کے وقت پیش نظر ہے وہی بندہ کو قرآن مجید کی تعلیم میں مرکوز خاطر ہے اور اس بہانہ سے کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ شانہ بندہ کو خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ میں داخل فرماویں۔ اس میں شبہ نہیں کہ فی زمانہ مدارس میں خالص قرآن شریف کے فہم کی طرف اعتنا بہت ہی کم ہے۔ اگرچہ مفسرین کی کتابوں کی حرف ہو حتیٰ کہ بعض اوقات تو مجھ جیسے مولویوں کو کلام اللہ

کا ترجمہ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کو مقصود سمجھکر نہیں پڑھا جاتا اور اس صورت میں شاید فائدہ کچھ عام بھی ہوگا یعنی جس قدر استعداد کی ضرورت بیضاوی وغیرہ کے واسطے پڑتی ہے اس کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ عجب نہیں کہ اکثر مضامین سے تو بالکل عوام کو بھی حظ حاصل ہو اگر ان کے سامنے بیان کیے جائیں (یعنی جنہوں نے عربی کی تعلیم نہیں پائی) اس اثنار میں بیان القرآن کا مطالعہ بالخصوص معلم و متعلم کو مفید ہوگا بلکہ میں تو کہہ سکتا ہوں کہ فی الحقیقۃ یہ اسی کی تدریس ہوگی۔ اس خیال کو حضرت والا کیا سمجھتے ہیں اور بھی بعض خیالات ہیں ضروریات اسلامیہ کے متعلق کہ جن میں سب سے بڑے خیال دو ہیں ایک تو صحیح مسلم کی شرح کی تکمیل تاکہ حنفی طالب علموں کو اور عام طلبہ حدیث کو بہت سے شروح کے انبار سے ایک حد تک استغنا ہو۔ اور اسی شرح کے ضمن میں بہت سی تحقیقات حدیثیہ اپنے اکابر کی ضبط ہو سکیں اور دوسرا خیال وہی ہے کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے مضامین کی تسہیل اور تعمیم سو انشاء اللہ تعالیٰ انکا وقت بھی آرہا ہے اگر حضرت والا کی توجہات اسی طرح جلوہ افگن رہیں تو نہ معلوم حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل سے بندہ کو اپنے دین کی کس کس خدمت سے نواز دے اور یہ سب خیالات یا ان میں سے بعض پورے فرما دے چونکہ تصنیف کے واسطے فراغ اور آزادی کی بہت ضرورت ہے اس لئے دعا فرمائیں کہ وہ نصیب ہو۔

جواب۔ یہ تینوں خیال بالکل میرے مذاق کے موافق ہیں مگر بعض مصالح میں ان کے درمیان میرے ذہن نے ایک خاص ترتیب قائم کی ہے کہ خیال ثالث اول ہے اور خیال اول ثانی اور خیال ثانی ثالث پھر اس مجموعہ میں اور تفرغ عن جمیع المشاغل العلمیۃ لمدۃ کافیۃ میں بھی ترتیب ہے کہ یہ سب اس تفرغ مذکور کے بعد ہونا چاہیے۔ تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۲۴۰

کثرت تلاوت قرآن مجید

حال۔ اپنے حال کے متعلق یہ عرض ہے کہ بدستور ہے قرآن شریف کی تلاوت آجکل جو ہوتی ہے تو تیز اور رواں ہوتی ہے جس میں قریباً پندرہ پارے روزانہ دن میں ہو جاتے ہیں اور بفہم اور بلا فہم پر عمل کرتا ہوں۔

تحقیق۔ بہت مناسب ہے۔

حال۔ اور ذکر وغیرہ اپنے اوقات میں ہوتے ہیں اب پرسوں یہ عشرہ بھی ختم ہو کر انشار

اللہ تعالیٰ تیسرا عشرہ شروع ہونے والا ہے جو مقصود اعظم ہے کیا بعید ہے کہ توجہات خاصہ اس دور افتادہ کی جانب مبذول رہے کہ پاس رہنے والے تو ہر وقت مزے لوٹتے ہیں۔ کل انشاء اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کا کلام اللہ ختم ہوکر پرسوں سے فلاں مولوی صاحب ساڑھے تین تین پارے تراویح میں اور فلاں مولوی صاحب اسی قدر نوافل میں سنانے کو آمادہ ہوئے ہیں اللہ تعالےٰ پورے کریں اور منتفع فرمائے اوران لیالی کی برکات سے بہرہ ور کرے۔

تحقیق۔ آمین۔

تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۴۱

کبھی عزم فعل بھی علاج ہوتا ہے

حال۔ کیا کروں بال بچوں کا ساتھ ہے ورنہ دل تو یہ چاہتا ہے کہ مزدوری کرتا یا گھاس کھود کر بیچتا تو نفس کی سب حقیقت ڈھیلی ہوجاتی مگر مزدوری میں بیچارے بچوں اور بیوی کی گذر نہوگی وہ بیچارے بے خطا ناحق مصیبت میں پڑیں گے۔

تحقیق۔ بس اسکا عزم بھی علاج نفس کے لئے کافی ہوگیا فعل کی ضرورت نہیں۔

سوال۔ اب آخری میری یہی عرض ہے کہ حضرت والا میری خطاؤں کو معاف فرمادیں اور میرے حق میں خاص طور پر دعائے مغفرت فرمادیں میرا کہیں دونوں جہان میں ٹھیک نہیں ہے۔

جواب۔ دل وجان سے دعا ہے بیفکر رہیں اس دستور العمل سے بفضلہ تعالیٰ رفع مراتب ہوگیا۔

تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۴۶

حصول نسبت کی دُعا مطلوب ہے

حال۔ حالت دعا میں دل بہت لگتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت دعا ہی کرتا رہوں میرا خیال ہے کہ دُعا کے برابر کوئی چیز موثر نہیں ہے اور حضرت والا حصول نسبت کیلئے دُعا کرنا خلاف تو نہیں ہے۔

تحقیق۔ عین مطلوب ہے۔

سوال۔ یاد پڑتا ہے کہ حضور نے کہیں تحریر فرمایا ہے کہ ثمرات پر نظر نہونی چاہیئے۔

جواب۔ یعنی اُس کے انتظار میں نہ رہے کہ اس سے تشویش خاطر ہو ولا باس بالدعاء۔

سوال۔ اور نسبت بھی ثمرہ ہی ہے ذکر کا یا مقصود ہے اگر مقصود ہے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا

کیونکہ مقصود تو ذکر سے رضائے حق ہے۔

جواب۔ نسبت اوسی کا دوسرا عنوان ہے کیونکہ تعلق مع اللہ و رضائے حق متلازم ہیں۔

تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۴۷

نماز فرض سنت نفل کے ادا میں طبعی تفاوت

حال۔ نماز میں بمقابلہ فرض کی سنت اور بمقابلہ سنت کے نفل میں اطمینان اور دلبستگی زیادہ ہوتی ہے اور یہ امر اختیاری نہیں یہ معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہے اس طرف توجہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ نمازوں کے انواع میں جو تفاوت لکھا ہے میرے نزدیک یہ امر طبعی ہے طبیعت کی خصوصیت اسکا سبب ہے منشا اس کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض نفوس کی خاصیت ہے کہ لزوم اُن پر گراں ہوتا ہے اور عدم لزوم کی صورت میں بوجہ بشاشت کے اونکو کام سہل ہوتا ہے اور بعض طبیعتوں کی طبعی خاصیت یہ ہے کہ لزوم میں تو انکو آسانی ہوتی ہے اور اختیار دیدینے میں تساہل ہوتا ہے اور دونوں بوجہ طبعی ہونے کے غیر مذموم ہیں اگرچہ باعتبار اثر کے دوسرا مذاق اچھا معلوم ہوتا ہے بہرحال اس کی فکر میں نہ پڑئے والسلام۔

تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۶۳

نماز میں سہو کا علاج

سوال۔ جب سے بندہ یہاں آیا نماز میں بیحد سہو ونسیان واقع ہوتا ہے چنانچہ ظہر وعصر وعشاء کی چار رکعت میں خواہ مخواہ یہ خطرہ گذرتا ہے کہ تین رکعت پڑھی یا چار رکعت اکثر اوقات تیسری یا چوتھی رکعت کے متعلق شبہ ہوجاتا ہے کہ یہ تیسری ہے یا چوتھی حتی الامکان یاد رکھنا چاہتا ہوں مگر ایک سکنڈ میں بھول جاتا ہوں پھر شک ہوجاتا ہے اور نماز دہرایا کرتا ہوں دوبارہ نماز پڑھنے کا معمول ہو رہا ہے اس نسیان و شک کے دفع کیلئے مہربانی فرماکر اس خاکسار غلام کے لئے دعا فرمادیں اور کوئی علاج تجویز فرمادیں بندہ ممنون ہوگا۔

جواب۔ دوبارہ نماز پڑھنا ایسی حالت میں اس مرض کی بدپرہیزی ہے پس احکام شرعیہ پر عمل کافی ہے اس حالت کے متعلق اگر احکام شرعیہ معلوم نہ ہوں بہشتی زیور باب سجدۂ سہو معلوم کیجئے اگر سمجھ میں نہ آویں لکھئے۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول صـ ۱۱

خاص خط کیوقت وضو کرنا حدود شرعیہ میں تصرف ہے

حال۔ میرا معمول حضور کی خدمت میں باوضو خط لکھنے اور باوضو پڑھنے کا ہے اس میں کوئی حرج تو نہیں غلام کو تو اس میں برکت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق۔ اپنے احساسات کا اعتبار کبھی نہ کیجئے شریعت کو معیار سمجھئے سو قواعد شرعیہ سے اسکا حکم بتلاتا ہوں کہ خاص اس کام کیلئے وضو کرنا حدود شرعیہ میں تصرف کرنا ہے کیونکہ کسی دلیل شرعی سے اس عمل کیلئے وضو کا استحباب بھی ثابت نہیں۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۱۰

استقامت علی الاعمال حال سے بڑھکر ہے

حال۔ بحمد اللہ الکریم آنحضور کی برکت سے معمولات بڑی بھلی طرح ادا ہو جاتے ہیں اکثر آخر شب میں تہجد اور چھ تسبیح نفی و اثبات اور چھ ہی تسبیح اسم ذات دو ضربی ادا ہو جاتے ہیں اور کوئی حال نہیں اور نہ کسی حال کے قابل ہوں۔ دن رات خانگی امور میں یا پڑھنے پڑھانے میں مشغول رہتی ہے۔

تحقیق۔ اعمال کے مقابلہ میں حال چنداں امر مہتم بالشان نہیں خدا تعالیٰ کا شکر کیجئے کہ اعمال پر استقامت ہے یہ ہزاروں حال سے بڑھکر ہے لگے رہئے۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۱

گنہگار سے نفرت اور نہی عن المنکر مبتدی کیلئے مضر ہے

حال۔ فی الحال یہ حال ہے کہ بے قصد گناہ کے کام سے نفرت ہونے لگی اور جب کسی کو گناہ کرتے دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص راہی دوزخ ہو گیا اور دل چاہتا ہے کہ نرمی سے مسلمان برادران کو گناہ سے باز رکھنے کی کوشش کروں حتی الامکان کوشش کرتا ہوں جناب کی دعا کی برکت سے کوشش بے سود نہیں ہوتی ہے اب گذارش ہے کہ بندہ کے حق میں جو کچھ مناسب ہو تحریر فرمادیں اور دعا کی درخواست ہے۔

تحقیق۔ گناہوں سے نفرت پیدا ہو جانا حال رفیع ہے لیکن گناہ کرنے والوں سے نفرت ہونا یہ مبتدی کے لئے خطرناک حالت ہے اس لئے کہ اکثر منشا اس کا کبر اور ترفع

نفس اور دعویٰ تقدس ہوتا ہے حصول تمکین تک گنہگار کو دیکھکر یہ سمجھا جائے کہ یہ شخص تو ہم سے اچھا ہے مگر اس پر گناہ کا عارض ہو جانا جو کہ قبیح و مذموم ہے ایسا ہے جیسے کسی حسین آدمی کے چہرے پر توے کی سیاہی ملدی جائے تو اس شخص کو ابیض سمجھنا اور سیاہی کو اسود سمجھنا دونوں مجتمع ہو جاتے ہیں بس یہی معاملہ عاصی اور معصیت کے ساتھ کرنا چاہئے نیز مبتدی کو کسی کے باز رکھنے کی کوشش میں مشغول نہ ہونا چاہئے ہاں حسب ضرورت خطاب عام یعنی وعظ کہنے کا مضائقہ نہیں جہاں کوئی دوسرا واعظ محق نہو اس سے آگے تجاوز خطرناک ہے اور تعجب ہے کہ یہاں رہکر بھی ان باتوں کی خبر نہیں۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۱۹

مداومت معمولات سے رسوخ پیدا ہوتا ہے

حال - حسب ارشاد عالی کیمیائے سعادت و احیاء العلوم کا دیکھنا بھی شروع کر دیا ہے وقت مطالعہ قلب پر اثر ضرور پڑتا ہے مگر باقی نہیں رہتا یہ امر بھی قابل گذارش ہے کہ کتاب کے مطالعہ میں جس قدر محویت اور یکسوئی ہوتی ہے نماز اور ذکر میں یہ حالت نہیں پیدا ہوتی۔ ادھر اُدھر کے خیالات قلب کو احاطہ کر لیتے ہیں۔ ہر چند کوشش بھی کی جاتی ہے مگر کلیتہً دور نہیں ہوتے معمولات توجہ حضور والا سے التزاماً ہوئے جاتے ہیں طبیعت ضعیف زیادہ ہو گئی ہے اسوجہ سے ابھی زیادتی کی استدعا نہیں کی جاتی حق سبحانہ تعالےٰ ہمت قوی عطا فرماویں اور حضور اقدس کو تا دیر صحیح و سلامت رکھیں۔

تحقیق - بقاء اثر جس کا نام رسوخ ہے یہ بڑی مدت کے بعد ہوتا ہے مگر مداومت معمولات سے ہو جاتا ہے ضرور تنگدل نہ ہوجیئے۔ کئے جائیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز شاہد مقصود جلوہ افروز ہوگی۔ مطالعہ میں یکسوئی کا بہ نسبت نماز اور ذکر کے زیادہ ہونا امر طبعی ہے جس کی وجہ ظاہر ہے کہ نماز اور ذکر یاد سے ہوتا ہے اور مطالعہ سوچ سے اور خطرات کی بند کرنے والی چیز سوچ ہے لہذا یہ امر محل ملامت نہیں اس میں زیادہ زور نہ دیجئے۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۲۹

مبتدی کیلئے اخبار بینی مضر ہے

سوال - حسب ارشاد جناب معمولات سب پورے روزانہ ادا کرتا رہتا ہوں - اخبار

دیکھنے کی بابت جناب اگر اجازت دیں تو دیکھ لیا کروں پہلے میں دیکھا کرتا تھا مگر جب سے جناب نے ہر قسم کی کتاب دیکھنے کی ممانعت فرمائی تھی میں نے اخبار دیکھنا بھی چھوڑ دیا تھا اور آپ کے حسب ارشاد کتب دیکھا کرتا ہوں۔

جواب۔ ابھی اخبار نہ دیکھیں۔ جب غیر مضر ہوگا اس وقت اجازت دیدوں گا اب تو ذکر کو دل میں جمانے کی کوشش کریں۔ تربیۃ حصہ ششم ربیع اول ۳۲ھ

تمکین مقصود ہے بشرطیکہ مداومت اعمال وملازمت تقویٰ ہو

حال۔ بعض وقت عین ذکر کے اندر قلب پر کچھ انوار کا ورود ہوتا ہے اور قلب میں ایک نوع کی کشش پیدا ہوتی ہے جس سے ذکر کا شوق زیادہ ہو جاتا ہے کہ جی چھوڑنے کو نہیں چاہتا اس وقت درس و تدریس اور انسانوں کی صحبت سے گریز کرنے کو جی چاہتا ہے اور تنہائی مرغوب ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ کسی شخص کا سامنے آجانا بھی موجب تکدر ہو جاتا ہے اور بعض وقت برعکس اس کے بالکل کمی ہو جاتی ہے اور ایک نوع کی پریشانی ہوتی ہے اور اپنی شامت اعمال سے ایسا خیال پیدا ہونے لگتا ہے کہ شاید اب تیرے اوپر عذاب آیا جاتا ہے اسوقت آدمیوں کے پاس جاکر بیٹھ جاتا ہوں کہ شاید اس مسلمان کی صحبت کی برکت یا حسن ظن کیوجہ سے نجات ہو جائے اور جب اس حالت سے نجات ہوتی ہے تو گریہ اور زاری و رقت پیدا ہوتی ہے کہ میرا رب کیسا رحیم و کریم ہے کہ باوجود اسکے میں بدترین خلائق اور قابل عذاب ہوں مجھے اپنی رحمت سے بچا لیا کرتا ہے باوجودیکہ کثرت گناہ کے اس کے انعامات کی کثرت کو خیال کرتا ہوں تو بیساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور عذاب الٰہی سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ میں اپنے کو مجرمین میں پاتا ہوں متقین سے نہیں ہوں اور مدارج اہل تقویٰ کے لئے ہیں۔ مجرموں کو اس میں کہاں حصہ ہے اس لئے کہتا ہوں کہ ؎

نگویم بزرگی وجاہم بہ بخش ؎ فرو ماندگی وگناہم بہ بخش

اور مجھپر بعض وقت اس قسم کی حالت طاری ہوتی ہے کہ اسوقت بطور حال کے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بجز خدائے لایزال کے کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے سب عاجز ہیں لا ملجأ ولا منجأ منک الا الیک۔ حتیٰ کہ انبیا و اولیا کو بھی اس کے آگے بے اختیار پاتا ہوں

چاہتا ہوں کہ مرشد سے کچھ کہوں مگر یہی خیال مانع ہوتا ہے بلکہ میرے قلب پر وارد ہوتا ہے کہ الیس اللہ بکاف یا الست بکاف مگر یہ حالت قایم نہیں رہتی معلوم نہیں یہ کیا خیال ہے بندگان و مرشد کے ساتھ بے ادبی کو نہیں یا کم عقیدت کی دلیل تو نہیں کہ باعثِ محرومی ہو۔

تحقیق۔ ایسے حالات اکثر ذاکرین کو پیش آتے ہیں۔ اپنی غایات کے اعتبار سے سب محمود ہیں۔ لیکن مقصود ایک بھی نہیں۔ یہ سب تلوینات ہیں اور مقصود تمکین ہے حالت مقصود کا جو تلوین کے بعد خدا کے فضل سے نصیب ہو جاتی ہے مگر شرط اس کی اعمال پر مداومت و استقامت ہے۔ لہٰذا احوال پر التفات کرنے سے زیادہ اہم اعمال کا التزام ہے وان قلت اور اس سے زیادہ اہم ملازمت تقویٰ ہے۔ ان دو امر پر راسخ رہئے اور کچھ ہی تغیر ہو اسکی پروا نہ کیجئے۔ بس انشاء اللہ تعالیٰ سہ

یوسفِ گم گشتہ باز آید بہ کنعاں غم مخور ؛ کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۳۲

عمل کو باعث استحقاق درجہ وقابل قبولیت نہ سمجھنا چاہئے

حال جب کوئی عمل اچھا کیا جاتا ہے اس وقت دل کو خوشی بہت ہوتی ہے ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال پیدا ہوتا ہے کہ بزرگوں نے یہ درجہ جو پائے ہیں نیک عملوں سے پائے ہیں اگر میں بھی ہمیشہ نیک عمل کروں گا تو درجہ پاؤں گا اب عرض ہے کہ یہ خیال شیطانی ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ یہ خیال عین ثواب ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ کبھی وسوسہ بھی نہ کیا جاوے کہ عمل سے ہم کو درجہ کا استحقاق ہو جاویگا یا ہمارا عمل قابل قبول ہے ایسی حالت میں جو عطا ہو جاوے محض فضل ہے۔

حال۔ عرض ہے کہ جب مدرسہ کے کسی اسباب میں کمی ہوتی ہے تو دفعتاً دل گھبراتا ہے پھر حضور کی نصیحت یاد کر کے تھوڑے عرصہ کے بعد استقلال ہوتا ہے اس لئے عرض ہے کہ دعا استقلال کی فرمادیں۔

تحقیق۔ بدل وجان۔

حال۔ خلوص اور محبت اللہ تعالیٰ کی اس خاکسار کو بہت کم ہے دعا فرمادیں کہ بہت ہو جاوے

تحقیق۔ اس نمبر کو جدا لکھکر دیجئے۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۵۳

معنی سوچکر قراءۃ ترتیل سے پڑھنا عین سنت ہے

حال۔ میں جب نماز پڑھتا ہوں تو ہر ایک آیت کو ٹھیر ٹھیر کر کرکے اور اس کے معنے کا خیال کرتے ہوئے پڑھتا ہوں اسی طرح پڑھنے سے حضور قلبی خوب ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میاں کے سامنے کھڑا ہو کر عرض معروض کر رہا ہوں حضرت اسی طرح جو میں نماز پڑھتا ہوں تو یہ خلاف سنت تو نہیں اگر خلاف ہو تو کس طرح پڑھنا چاہئے برائے مہربانی اس کی صورت بتلا کر ممنون فرمادیں۔

تحقیق۔ عین سنت ہے کما تدل علیہ النصوص ورتل القرآن ترتیلا روی الترمذی عن ام سلمۃ رضی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء الحمد لله رب العالمین ثم یقف ویقرء الرحمن الرحیم ثم یقف ویقرء مالک یوم الدین ثم یقف او کما قال وقال تعالیٰ لیدبروا آیاتہ وغیرہا من النصوص

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۵۳

دل لگے نہ لگے کام پورا کرنا چاہیے

حال۔ عرصہ ہوا اس نالائق نے اپنے افسوسناک حالات سے حضور کو مطلع نہیں کیا نہایت ہی طبیعت پر ہیبت اور خوف غالب ہو رہا تھا کہ ایسا کیوں ہوا کئی ہفتہ سے تو ایسے خیالات کا غلبہ رہا کہ ایسی نالائقی کیوں کی کہ اپنے حالات لکھنے کیوں بند کردئے گو یہ ناقابل ذکر ہی ہیں آج ڈرتے ڈرتے یہ چند حروف لکھے ہیں مگر اس اپنی حالت پر سخت شرمناک ہوں للہ معاف کیجئے اس دفعہ طبیعت پر ایسے انقباض کا غلبہ ہوا ہے جو کبھی نہیں ہوا تھا نہ معلوم کیا باعث ہے قلب کی حالت بہت بحس ہوگئی ہے نہ نماز میں جی لگتا ہے نہ ذکر اشغال کو دل چاہتا ہے گو بغیر دل لگے کچھ تھوڑا بہت کئے جاتا ہوں مگر بالکل بے مزہ پہلے بحمد اللہ اچھی حالت تھی۔ خوب جی لگتا تھا اور اکثر ذکر کرتے کرتے شب کو خوب رقت طاری ہوتی تھی اور دل چاہتا تھا کہ شب بھر ذکر کئے جاؤں مگر اب نوافل پڑھنا بھی بار معلوم ہوتا ہے انہیں وجوہات سے حضور کو مطلع کرتے شرم آتی تھی مگر پھر خیال کیا کہ اپنے عیب حضور سے چھپانا تو خودکشی کرنا ہے حضور کے سوا اور کون علاج کر سکتا ہے للہ دستگیری کرو خداوند کریم پھر حضور کی جوتیوں کے طفیل سے پھر

اپنی محبت کامل عطا فرماویں اور راہ مستقیم پر چلاوے شرم آتی ہے کہ حضور کے خادموں کا کفش بردار کہلا کر پھر بھی ایسی شرمناک حالت میں رہوں قلب نہایت بےچین ہے اور کسی کام کے کرنے کو جی نہیں چاہتا جیسے کوئی کسی گم شدہ چیز کے لئے پریشان ہوتا ہے للہ توجہ مہر کی کیجئے کہ جناب باری عزاسمہ اپنی محبت عطا فرماویں اور کسی چیز کی آرزو نہیں ہے اس کا جواب دست خود سے تحریر فرماویں تو زیادہ باعث تسکین ہوگا۔

تحقیق سالک کو اس سے سخت سخت گھاٹیاں ملتی ہیں اور جو شخص یہی راستہ چلیگا رستہ کا نشیب و فراز اور سنگ و خار دیکھے گا تو کیا اس سے ڈر کر رستہ چلنا چھوڑ دیتے ہیں کچھ ہی ہو کام پورا کرنا چاہئے دل لگنے نہ لگنے کو قلب کی رقت و عدم رقت کو نہ دیکھنا چاہیئے

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۹۹

ہمت کی ضرورت

حال۔ لیکن آنکھ کا گناہ جیسے کہ پہلے عرض کرچکا ہوں بدستور وارد ہوئے جاتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے ترک کی توفیق اور ہمت عطا فرماویں اور حضور بھی دعا سے امداد فرماویں میں اپنے کو اس قدر قوی نہیں پاتا گو ہمت کرتا ہوں لیکن شکست ہوجاتی ہے ہاں اگر حضور کی دعا پشت پناہی کرے اور خداوند عالم توفیق نصیب فرماویں تو نہایت آسانی سے میں اپنا مقصد پا سکتا ہوں۔

تحقیق۔ یہ غلط ہے دعا کی نسبت تو بالکل سچی بات یہ ہے کہ آپ کی ہمت کی زیادہ ضرورت ہے اور اس میں یقین کامیابی پس آپ کا یہ خیال تو بالکل باطل ہے باقی توفیق خداوندی کی نسبت فی نفسہ صحیح ہے مگر مقصود صحیح نہیں کلمہ حق اُرید بہا الباطل کا مصداق ہے کیونکہ مقصود اس سے ہمت کا پختہ ارادہ نہ کرنا ہے۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۱۰۱

عوام کو کتب کا خود مطالعہ مناسب نہیں

سوال۔ قصص الانبیاء، خلاصۃ الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء ان ہر سہ کتابوں کے دیکھنے کی بندہ کو اجازت ہے یا نہیں۔

جواب۔ ان کتابوں کا خود دیکھنا مناسب نہیں ہاں کسی عالم کو سنادو تو حرج نہیں وہ ہر جگہ جو بتلانے کی بات ہے بتلادے گا۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۱۰۶

استقامت فوق الکرامت ہے

حال۔ الحمد للہ سارے معمولات بدستور جاری ہیں اور ابتک کوئی ناغہ

بھی نہیں ہوا یہ البتہ ضرور ہوا کہ بعض روز کسی قدر دیر میں بیدار ہوا مگر زیادہ دیر نہیں ہوئی تمام معمولات باطمینان تمام ادا ہوئے کوئی جدید بات قابل عرض نہیں۔

تحقیق۔ استقامت کہ فوق الکرامت ہے مبارک ہو۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۱۰۷

کتب بینی و تلاوت میں توسط

حال۔ حتی الوسع کتب بینی اور تلاوت قرآن مجید کی خوب دھیان سے کرتا ہوں۔

تحقیق۔ اس میں بہت زور دماغ پر نہ ڈالئے۔ متوسط توجہ کافی ہے۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۱۱۱

بر تقدیر عدم ادائیگی حق واجب سے معافی لینا ضروری ہے

سوال۔ ایک شخص کا مالی حق اپنے ذمہ واجب ہے اور بالفعل اسکی ادائیگی پر قدرت نہیں اور اس کے معاف کردینے کی امید ہے تو اس سے معاف کرا کر طبیعت کو یکسو کرلینا بہتر ہے۔

جواب۔ ہاں۔

سوال۔ یا ادائیگی کی قدرت کا انتظار بہتر۔

جواب۔ باوجود معافی کے قدرت کے وقت ادا کردینے کا عزم تبرعاً افضل ہے۔

سوال۔ ایک شخص کا مال مثلاً چوری کرلیا یا غصب کرلیا یا امانت میں خیانت کرلی تو ادائگی کی صورت میں تو اس کی اظہار کی ضرورت نہیں لیکن معاف کرانیکی صورت میں صاف کہنا چاہئے کہ میں نے تمہارا مال چرایا تھا یا غصب کیا تھا اور مقدار بھی حق کی بتلادے تم معاف کردو یا مجمل یوں کہدیا کہ میرے ذمے اگر تمہارا کوئی حق مالی ہو تو معاف کردو کافی ہے۔

جواب۔ اگر قرائن سے مظنون ہو کہ باوجود ان سب امور کی اطلاع کے بھی معاف کردے گا تو اظہار کی حاجت نہیں اور اگر اس میں شک ہے تو اظہار ضروری ہے۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۱۲۱

نابالغ کا حق ادا کرنا ضروری ہے

سوال۔ اگر کسی مردہ کا مالی حق اپنے ذمہ ہے جس کے تین وارث ہیں جس میں ایک نابالغ ہے اور دونوں بالغ اس حق کو معاف کرتے ہیں تو نابالغ کی یا

اُس کے ولی شرعی کی معافی معتبر ہے یا نہیں۔

جواب۔ نہیں بلکہ اس نابالغ کا حق ادا کرنا ضروری ہے پھر اگر وثوق ہو کہ یہ بالغین اس میں خیانت نہ کریں گے تو ان کے سپرد کردے ورنہ اسکو خود اس کے ضروری خرچ میں لگادے۔ مثلاً کپڑا بنادے۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۱۲۱

اصلی مقصود کام ہے

حال۔ دل کا جوش اور ولولہ ویسا نہیں جیسا کہ پار سال تھا دعا فرمائیے خصوصاً اتباع شریعت وازدیاد حبہ تعالیٰ۔

تحقیق۔ یہ کیفیات ایک حال پر نہیں رہا کرتیں لیکن سکون دلیل ان کے ضعف کی نہیں۔ بلکہ احیاناً اس کا سبب ان کا کمال ہے اسی لئے نہ جوش قابل التفات ہے نہ سکون۔ اصل مقصود کام کرنا ہے۔ دعا کرتا ہوں۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۱۲۳

مطالعہ مواعظ کا طریق نافع

سوال۔ ایک امر دریافت طلب یہ ہے کہ مواعظ کا مطالعہ کرتے وقت مجھکو کس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے جس سے جلد سے جلد منافع حاصل ہوں۔

جواب۔ مواعظ کے مطالعہ کے وقت دو امر کا خیال نافع ہے ایک یہ کہ ان میں کون کون ایسی برائیاں لکھی ہیں جو ہم میں ہیں ان کے ازالہ کی فکر کریں اور کون کون خوبیاں لکھی ہیں جو ہم میں نہیں ان کی تحصیل کی فکر کریں۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۱۱۹

تہجد و ذکر و شغل میں ناغہ کی تلافی

حال۔ میں اپنی ناکامیوں اور تیرہ بختیوں کو کیا لکھوں۔ پورا ایک مہینہ ہوگیا کہ نہ تہجد کا التزام ہے اور نہ ذکر و شغل۔

تحقیق۔ اَب سہی۔

حال۔ ابتدا تو یوں ہوئی کہ آغاز ذی الحجہ میں مجھکو نزلہ وغیرہ کی اس قدر سخت تکلیف ہوئی کہ مجھکو نماز پنجگانہ بھی پڑھنے میں تکلیف ہوتی تھی۔ اس کے بعد ایام تشریق کے اکل و شرب میں غافل رہا اس کے بعد پھر نزلہ نے ستایا جو میرا قدیم مرض ہے پھر کبھی کچھ بہانا ملتا رہا۔ پھر عادت چھوٹ گئی۔ اس اثنا میں گاہے گاہے تہجد اور ذکر کی توفیق ہوئی لیکن کالعدم تھی۔ (تحقیق) ایسے امور سب کو پیش آتے ہیں کچھ عجیب نہیں نہ قابل تلافی۔

حال۔ ہاں تلاوۃ اور درود مناجات مقبول وغیرہ اور سب امور کا التزام رہا۔

تحقیق - پھر یہ کیا تھوڑی نعمت ہے -

حال - اور ایک خاص بات یہ ہے نہ معلوم یہ کوئی تزئین شیطان ہے یا کیا کہ قلب کی حالت میں بری نہیں پاتا دینی خیالات برابر جوش زن ہیں بلکہ شاید جذبات قلبیہ مثلاً انقطاع عن الاسباب جان و مال بازی فی سبیل اللہ کی خواہش - اعتماد علی اللہ علوم حقہ صادقہ کی نشر و تعلیم کا اشتیاق - مسلمانوں کے عام منافع کی تحصیل میں جدوجہد باوجود کسی کے برا بھلا کہنے کے مرضاۃ الٰہی کے مقابلہ میں کسی بڑے اور چھوٹے کی پرواہ نہ کرنا وغیرہ وغیرہ امور کا ہیجان کبھی اتنا نہیں پایا گیا - مرض کی حالت میں مجھکو وجع اضراس کی سخت تکلیف تھی جب تک کوئی میری عیادت کو نہیں آیا اور نہ کوئی دوا لانے والا تھا - اس قدر لذت اور لطف معلوم ہوا کہ شاید صحت میں بھی نہ تھا اور ایک یہ کہ تہجد اور ذکر کا عزم بحمداللہ ہر روز رات کو پختہ کر کے سوتا رہا مگر وقت پر سستی ہوئی آجتک التزام میسر نہیں ہوا۔

تحقیق - کیا یہ عطایائے الٰہی نہیں ہیں ع بلا بودے اگر ایں ہم نہ بودے - اگر شاخیں قلم ہو گئیں اور جڑ نہیں نکلی شاخیں پھر پھوٹ آویں گی - بلکہ گاہے پہلے سے اچھی -

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۴۹

تعداد رکعت تہجد

حال - جس وقت ناچیز ضلع ہردوئی میں جناب اقدس سے بیعت ہوا تو بعد فراغت بیعت کے حضور والا نے مجھ ناچیز اور تین شخص اور تھے واسطے تلقین اور تعلیم کے سپرد کیا پہلے مجھ ناکارہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ نماز تہجد کی پڑھا کرو اور ذکر کی تعلیم کی استغفار جہاں تک ہو سکے پڑھتے رہو تابعدار نے عرض کیا کہ ناچیز تو بفضلہ تعالیٰ نماز تہجد کی پڑھتا ہے پھر ...... نے مجھ سے دریافت کیا کہ کے رکعت نماز تہجد ادا کرتے ہو میں نے کہا بارہ رکعت یا آٹھ رکعت اگر وقت تنگ ہوا تو چار ہی رکعت پڑھتا ہوں ...... نے آٹھ ہی رکعت تعلیم فرمائی -

تحقیق - مطلب یہ تھا کہ اکثر یہی عادت ہے زیادہ کی ممانعت نہیں بلکہ جتنی زیادہ ہو بہتر ہے - بہت سے بہت ان زائد رکعات میں تہجد کی نیت نہ کی جاوے بزرگوں نے سو سو رکعت پڑھی ہیں -

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۱۰۶

ایک رکعت میں ایک سورت مکرر پڑھنا خلاف اولیٰ ہے

حال۔ اور یہ بھی میں نے عرض کیا کہ ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۂ قل ہو اللہ احد پڑھتا ہوں مگر...... نے فرمایا کہ تین مرتبہ ایک رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے میں نے عرض کیا کہ کتاب کشف الحاجت ترجمہ مالا بدمنہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رکعت میں چار سورتوں کا پڑھنا آیا ہے آیا میں دریافت طلب ہوں کہ تین تین مرتبہ کسی سورت کا پڑھنا نماز تہجد میں درست ہے یا نہیں میرے خیال میں ہے کہ شاید فرض نماز میں مکروہ ہو اور نفل نمازوں میں جائز ہو کیونکہ تراویح میں حافظ لوگ ایک رکعت میں بہت سورتیں شامل کرتے جاتے ہیں۔

تحقیق۔ ایک سورۃ کا کئی بار پڑھنا اور کئی سورتوں کا پڑھنا ان دونوں میں فرق ہے مکروہ ہونے کی بحث تو الگ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح سے عادت نہ تھی اس لئے خلاف اولیٰ ضرور ہے۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول صـ۱۰

دن میں تہجد کے عوض نوافل

حال۔ عذر کی وجہ اخیر شب کو تہجد نہ ہو سکے تو دن کو چار رکعتیں بہ نیت تہجد پڑھ لیتا ہوں اسم ذات مبارک اکثر زبان پر جاری رہتا ہے۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ سب محمود ہے۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول صـ۱۱

تقلیل طعام

سوال۔ میرا کھانے کا معمول دونوں وقتوں میں چھ روٹی تھا یعنی صبح تین روٹی کھایا کرتا تھا اور شام کو تین روٹی۔ تبلیغ دین میں کم کھانے کا فائدہ دیکھا اور دعوات عبدیت میں دیکھا کہ دن کو غذا پوری کھائے اور رات کو ربع معدہ چھوڑ کر۔ لہٰذا میں نے تدریجاً تخمیناً دو ہفتہ میں لقمہ دو لقمہ کر کے شام کی ایک روٹی کم کر دی اس وقت صبح تین روٹی اور شام کو دو روٹی کھایا کرتا ہوں اور شام کو پانی مطلقاً نہیں پیتا اب جواب طلب یہ امر ہے کہ یہ کام جو میں نے اپنی رائے سے کیا اچھا کیا ہے یا برا کیا۔ حضور مہربانی فرما کر ارشاد فرما دیں اسی پر عمل کرونگا۔

جواب۔ شام کو اڑھائی روٹی کھا دیں۔

تربیۃ حصہ ششم ربع اول صـ۳

بیوی کا ستانا بھی مجاہدہ ہے

حال۔ یہ سلیمان کا مضمون ہے حضرت آپ نے مجھکو دعمکایا تھا مجھکو بہت نفع ہوا تو شکر ہے اللہ میاں کا کہ کام باقاعدہ ہو رہا ہے اور بیوی کے لئے بھی دعا کریں کہ مجھکو بہت تنگ کرتی ہے۔

تحقیق۔ میاں سلیمان کو معلوم ہو کہ خدا کا شکر کرو کہ سستی جاتی رہی میں بھی دعا کرتا ہوں۔ اور بیوی کے تنگ کرنے سے پریشان نہوں یہ بھی ایک مجاہدہ ہے جس میں تم کو ثواب ملتا ہے اور ستانے دو۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۶

بدون تدبر تلاوت میں مضائقہ نہیں

حال۔ مجھ کو کلام اللہ کسی قدر کم یاد ہے تو اس لئے بقدر تحفظ صبح کو ایک پارہ اس طرح پڑھتا ہوں کہ بعض رکوع کو دو دو یا تین تین مرتبہ کہکر پختہ کر لیتا ہوں اور پھر وہی پارہ نصف نصف کر کے نوافل اوابین و تہجد میں پڑھ لیتا ہوں تو اس طرح پر تدبر معانی و مطالب کی طرف التفات کم ہوتا ہے اس میں کچھ مضائقہ تو نہیں۔

تحقیق۔ کچھ مضائقہ نہیں معتاد تلاوت میں تو تدبر مشکل بھی ہے تدبر کے لئے جدا جلسہ ہونا آسان ہے جس میں مقدار متلو کی کچھ محدود نہوگی۔ تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص۱

درود شریف ماثور پڑھنا افضل ہے

سوال۔ دلائل الخیرات میں بعض مقاموں میں اس قسم کے الفاظ ہیں اللھم صل علی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی لا یبقی من الصلوٰۃ شیٔ من الرحمۃ شیٔ غیر ذلک اس کے پڑھنے سے طبیعت بہت رکتی ہے احقر بجائے اس کے صلوٰۃ غیر متناہیہ پڑھتا ہے اصل عبارت پڑھنے میں کوئی ہرج ہے اگر ہے تو کیا پڑھنا چاہیے۔

جواب۔ اگر نقل صحیح سے ثابت ہو تو منقول اولیٰ بالاتباع ہے اس صورت میں توجیہ یہ ہے کہ محمول ہے مبالغہ پر معنی حقیقی مراد نہیں ورنہ صیغہ منقولہ اختیار کیا جاوے۔

تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص۲

اسباب ترقی کا مختلف ہونا

حال۔ دو چار باتیں بھی دریافت طلب

ہیں وہ عرض کرتا ہوں امید ہے کہ جواب باصواب سے مشرف فرماویں جزاک اللہ بعد حضوری پھر ذریعہ حصول ترقی کیا ہے آیا توجہ الی اللہ یعنی تصور اسم ذات میں خوب بلکہ و بے تکلفی پیدا کی جاوے یا بجز اس کے اس کا کوئی اور طریقہ ہے۔

تحقیق۔ معین نہیں حسب اقتضائے وارد طرق مختلف ہیں جن میں اعمال واشغال واقوال واحوال سب داخل ہیں۔ تربیۃ حصہ ششم ربیع دوم ص۵

تقلیل اختلاط مع الانام

حال۔ ایک نئی حالت یہ ہے کہ اختلاط کم ہو یا زیادہ تھوڑا بہت سب ہی گراں ہے مدام خلوت وترک اختلاط کا تقاضا ہے مگر بضرورت اشد اور یہ بھی جی چاہتا ہے کہ ممتاز نہ ہوں لہذا اس سوچ میں قدرے تشویش رہتی ہے۔

تحقیق۔ یہ تشویش بھی نافع ہے۔

حال۔ نیز اس قرب وجوار میں احقر کی ذات سے کسی کو نفع پہنچنے کی بھی امید نہیں نہ تو کوئی میرا ہوسکتا ہے نہ میں کسی کا تو پھر ایسی صورت میں کیا کیا جاوے میں کسی کو بھی اس کا اہل نہیں پاتا امید کہ تعلیم فرمائی جاوے مصلحتاً ومشورۃً عرض کیا گیا۔

تحقیق۔ کیوں ناامیدی کی جاوے کہ کسی کو نفع نہ ہوگا۔

حال۔ اختلاط سے تھوڑا بہت حجاب ہو ہی جاتا ہے اور کدورت آ ہی جاتی ہے

تحقیق۔ تو زیادہ یا از خود اختلاط کیوں کیا جاوے خود عزلت اختیار کیجئے۔ جب کوئی طالب ہو اس کو نفع پہنچائیے۔

حال۔ نیز احقر کی یہ خواہش ہے کہ مع اپنے ایک فرزند کے اس ماہ شعبان کے اخیر تک حاضر خدمت ہوؤں اور پورے ماہ رمضان بھر وہیں مقیم رہوں بعدہ لڑکے کو مدرسہ سہارنپور داخل کرکے تب مکان واپس آؤں۔ ماشاء اللہ عزیز مذکور شوقین وذہین ہے اور حضور پر دل وجان سے فدا ہے اس کی بھی یہی تمنا ہے کہ آنحضرت قبلہ کے قریب رہوں تاکہ گاہ گاہ قدمبوسی سے مشرف ہوتا رہوں اطلاعاً عرض کیا گیا۔

تحقیق۔ کیا حرج ہے لے آئیے۔ تربیۃ حصہ ششم ربیع دوم ص۴۸

سوال۔ از روئے الطاف کاملہ ایک ایسا علاج ودعا بتلائیں کہ جس سے لوگوں کے

تعلق جو کہ مہلک و تضیع اوقات و مضر ہیں چھوٹ جاویں لوگوں سے یکسوئی یک طرفی ہونے کے طریق صورت علاج کیا ہے۔

جواب۔ بتکلف چندے ہمت کر کے یکسو بر طرف رہنا شروع کرکے پھر دوسری طرف ایک مدت معتد بہ تک توجہ ہونا چاہئے فقط۔ تربیۃ حصہ ہفتم ص۹

حال۔ اسوقت میں حالت کیا لکھوں عجیب کشمکش میں ہوں میرے ذمہ تعلقات دنیاوی بہت زیادہ ہیں اپنی آمدنی بقدر ضرورت ملتی نہیں جس کی وجہ سے ہمیشہ ایک قسم کی پریشانی رہتی ہے دوسرا کوئی اور سنبھالنے والا نہیں سب اپنے خولش ہی ہیں ایسی حالت میں میں اگر اپنے بھائیوں سے علیحدہ ہوجاؤں تو پریشانی تو کم ہوجاوے گی لیکن حمیت مانع ہے۔

تحقیق۔ میرے نزدیک تو کچھ حمیت کے خلاف نہیں اس وقت خلط کے سبب خرچ اپنے قابو میں نہیں اور اس وقت جتنا چاہا خود صرف کیا۔ جتنی وسعت دیکھی اوروں کی خدمت کی۔ تربیۃ حصہ ہفتم ص۵۳

حقوق معاف کرانیکا طریقہ

سوال۔ اکثر جان پہچان والے سے رخصت لینے کے وقت یہ لفظ (خطا و قصور معاف کرنا) کیا ایسے رسمی لفظ سے حقوق معاف ہوں گے یا نہیں یا تفصیل کرنے کی ضرورت پڑیگی۔

جواب۔ اگر مخاطب کو ان حقوق کا علم ہے تو لفظ کافی ہے اور اگر علم نہیں تو اس کو پوری تفصیل تبلانا ضرور نہیں لیکن یہ کہنا ضرور ہے کہ مجھسے آپ کے کچھ حقوق ضائع ہوئے ہیں یہ کہنا کافی نہوگا کہ اگر کوئی حق ہو تو معاف کردیں یا جو کچھ ہوں معاف کردیں

تربیۃ حصہ ہفتم ص۸۷

اختلاط بلا ضرورت کا علاج

حال۔ اختلاط بلا ضرورت (بفضل خدا و توجہ جناب والا) گویا نہیں ہے۔ کلام میں یہ حالت ہے کہ جب بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو دل سے آواز آتی ہے کہ کیا ضرورت ہے ان من حسن الاسلام ترکہ مالا یعنیہ اس وقت نفس بہت سی ضرورت کو خواہ مخواہ پیش کرتا ہے اور بعض اوقات اپنے فریب میں لے آتا ہے اور سمجھا دیتا ہے کہ اسمیں کوئی ہرج نہیں

تحقیق۔ جب ایسی کوتاہی ہوجاوے استغفار کیا جاوے۔ تربیۃ حصہ ہفتم ص۴۳

خدا کی بے ادبی کا علاج

حال۔ پھر یہ تدبیر کی کہ ۲ بجے شب کو۔ کچھ روٹی کھاتا ہوں۔ اور چار بنا کر پیتا ہوں تو ضعف میں کمی ہو جاتی ہے۔ نصف تسبیح ذکر کچھ جلی کچھ خفی ملا کر پورا کرتا ہوں۔ حضور کی تشریف آوری سے ایک شب پیشتر باوجود ان سب تدابیر کے نماز تہجد کے بعد بہت الحاح وزاری کے بعد جب ذکر میں مشغول ہوا۔ تو بلغم گلو گیر ہوا۔ آواز ہی نہ نکلتی تھی۔ پس نفس غالب آگیا۔ اور اس کمبخت نے دانت بھیں لئے اور بیساختہ۔ یہ کہہ پڑا۔ کہ اگر یہی منظور تھا تو اپنے نام لینے کی رغبت کیوں دلائی۔ موت ہی دیدیجئے۔

تحقیق۔ غضب کیا یہ تو سخت بات ہے اگر زبان سے کہا۔ اس مادہ کا استیصال واجب ہے اگرچہ ندامت۔ واستغفار ما مضیٰ کا کفارہ ہو گیا۔ مگر مایستقبل میں بھی انسداد ضروری ہے۔ اور اس کا طریق استیصال ہے اور اس استیصال کا طریق ادب وعظمت الٰہیہ کا راسخ کرنا ہے قلب میں اور اس کو جمع کرنا ہے عشق کے ساتھ۔ اور میری رائے میں اس کی کمی ہے جس کا تدارک ضروری ہے۔

حال۔ اس کے بعد ندامت شروع ہوئی۔ حضور قلب جاتا رہا۔ سخت پریشان رہا۔ بار بار نفس کا تقاضا کہ کہیں جنگل وغیرہ میں بھاگ جاؤں۔ بعد تشریف آوری حضور کی حسب معمول بعد ظہر خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ سخت وحشت ہوئی جی چاہے کہ بھاگ جاؤں۔ مگر کمترین نے طبیعت کو سنبھالا۔ اور یہ خیال ہوا کہ یہی حاضری اس مرض کا علاج ہے تھوڑے عرصہ میں وہ کیفیت مٹ گئی۔ دو تین روز تک حضور قلب رہا۔ اب پھر وہی قبض کی حالت پیدا ہو گئی۔ ہر چند ذکر میں مشغول ہوتا ہوں۔ مگر اثر نہیں ہوتا۔ دو حالتوں میں سے ایک رہتی تھی کبھی محض حضور قلب اور کبھی اس کے ساتھ ایسی دل آویزی۔ اور لذت اور کیفیت کہ جس کے لئے کمترین کو الفاظ نہیں ملتے کہ بیان کرے اس سے پیشتر جو یہ حالت قبض کی ہوتی تھی۔ تو یہ تصور کر لیتا تھا۔ کہ مذکور موجود بس اس قدر کافی ہے جیسے کسی مجمع میں ایک شخص کی آنکھ پر پٹی باندھی جاوے تو اس حالت میں محبوب کو نہ دیکھنے سے پریشانی ہوگی۔ اور یہ خیال کر کے کہ محبوب کے پاس ہوں۔ اور وہ دیکھ رہا ہے کچھ تسکین بھی ہوگی۔ اور اب تو یہ حالت ہے کہ تھوڑی دیر ذکر کے بعد وحشت ہوتی ہے اور سخت پریشانی ہوتی ہے۔

تحقیق۔ ابھی تک وجدانیات سے طبیعت مالوف معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ خطرِ عظیم ہے اور اوپر جو ایک جرأت کا واقعہ ہے اسی کی فروع ہے اور سچ تو یہ ہے کہ قلت ادب خود قلت عشق کی دلیل ہے عشق کا تو مقتضا یہ ہے کہ ؎

ہر چہ آں خسرو کند شیریں بود ؎

تربیۃ حصہ ہفتم ص۱۰۱

شیخ کی وضع لباس اختیار کرنا

حال۔ جس لباس سے تشبہ پایا جاتا تھا میں نے وہ بالکل ترک کر دیا ہے اور حضور ہی کی وضع اختیار کر لی ہے۔

تحقیق۔ کیا خدا کا فضل ہوا ہے۔

حال۔ مگر چونکہ لوگ میری اس روش کے عادی نہ تھے اس لئے مختلف القاب سے مخاطب کرتے ہیں لوگوں کے اس برتاؤ سے نفس کو مسرت ہوتی ہے حالانکہ میں اسکو برا سمجھتا ہوں اور ہٹانے کی کوشش کرتا ہوں۔

تحقیق۔ نہ جلب مسرت کا قصد کیا جاوے نہ دفع مسرت کا۔

سوال۔ اور حضور بھی دعا فرماویں خدا بری باتوں سے محفوظ رکھے۔

جواب۔ آمین۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص۵

مشائخ سلسلہ کو ایصال ثواب

سوال۔ حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہٗ و دیگر بزرگان دین جن کے متبرک نام نامی شجرہ میں درج ہیں اگر کبھی کبھی ان حضرات کو ایصال ثواب بذریعہ طعام غربا و مساکین یا زر نقد بطور امداد غربا و مساکین کے پہونچا دیا کروں اس میں کوئی خاص طور پر اہتمام یا کسی مہینہ یا تاریخ کی قید نہ رکھوں گا بلکہ جب حق تعالےٰ توفیق عطا فرمائیں۔ طریقہ مذکورہ بالا میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔ اور اگر اس میں کسی مفاسد یا کسی ناجائز امر کا احتمال ہو تو جس طور سے حضور والا ارشاد فرمائیں وہی طریقہ عمل میں لاؤں۔

جواب۔ موجب ثواب ہے مگر یہ نیت نہ ہو کہ اس عمل سے ان کی ارواح طیبہ سے فیض ہوگا گو باطنی ہی سہی۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص۲۴

عمل پر اعتماد خلاف عبدیت ہے

حال۔ صحت کے لئے دعا فرماویں کہ پھر اپنے کام پر لگ جاؤں کیونکہ زاد راہ کی بالکل کمی ہے۔

تحقیق۔ اپنے عمل پر زاد راہ ہونے کا گمان ہی کرنا جیسا کہ یہ عبارت موہم ہے خود انکسار کے خلاف ہے۔

تربیۃ حصہ ہفتم صـ ۱۵

حال۔ کیونکہ دو سالہ محنت اور ریاضت سے جو ثمرات حاصل ہوئے ہیں وہ میری سعادت کی بین دلیل ہیں۔

تحقیق۔ یہ مضمون بالکل سنت کے خلاف ہے کہ ثمرات کو ریاضت کا سبب بتلاتے ہیں وہ حدیث یاد کیجئے کہ کوئی شخص اپنے عمل سے جنت میں نہ جاوے گا۔

تربیۃ حصہ ہفتم صـ ۶۶

انہماک کے معنی

حال۔ بندہ کی یہ حالت ہے کہ ہر وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔ اس سے گناہ کی طرف اول تو میلان ہی نہیں ہوتا اور اگر ہوا بھی تو فوراً رفع ہو جاتا ہے۔ مگر یہ حالت سرکاری کام کرتے وقت نہیں رہتی ہے۔ اس کی وجہ سوائے انہماک فی الشغل الدنیا اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور اگر انہماک سے کام نہ کیا جاوے تو وقت بہت صرف ہو اور کام کچھ بھی نہ ہو۔ مگر اس وقت میں ذہول بھی نہیں ہوتا ہے کیونکہ اگر شیطان اس وقت کوئی وسوسہ لاتا ہے تو فوراً حق عزوجل کی طرف خیال جاتا ہے جس سے وسوسہ رفع ہو جاتا ہے۔ یا اگر نماز کا وقت آیا تو بار بار گھڑی اٹھکر دیکھتا ہوں کہ جماعت میں کتنا وقت باقی ہے یا واقعی یہ ذہول ہی ہے جس کو بندہ سمجھے ہوئے نہیں ہے۔ اگر یہ ذہول ہے تو ضرور قابل ترک ہے اگر نہیں تو خیر۔ حضور والا ارقام فرمائیں کہ یہ کیا ہے تاکہ حسب الحکم عمل کیا جاوے۔

تحقیق۔ یہ حالت ذہول کی نہیں تو انہماک بھی نہیں۔ انہماک کے لئے ذہول لازم ہے بلکہ اگر قدرے ذہول بھی ہو تب بھی دلیل انہماک نہیں کیونکہ ذہول کے لئے انہماک لازم نہیں۔ اصل یہ ہے کہ انہماک پوری مشغولی کو نہیں کہتے یہ تو بعضے کام میں لازم ہے بلکہ دلچسپی کی مشغولی کو اور اس میں بھی جب دوام یا غلبہ ہو اس کو کہتے ہیں۔ سو یہ بفضلہ

تعالیٰ آپ کو نہیں۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۲۱

دفع قرض کیلئے دعاء کرنا

حال۔ ایک خلجان بہت ستا رہا ہے کہ بندہ مقروض ہے اور دفع قرض کے لئے کچھ دعا حضرت سے دریافت کر کے پڑھا کرتا تھا اب جی نہیں چاہتا وجہ یہ ہے کہ خدا کا نام لینا بغرض مال ہوتا ہے ہر چند دل کو سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی دین ہی ہے ہاں صرف دعا کر لیا کرتا ہوں یہ نفس کا کید تو نہیں ہے۔

تحقیق۔ جس امر کی نسبت کید نفس ہونیکا شبہ ہے وہ عین خلوص ہے مبارک ہو۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۳۵

ضرورت ہمت

حال۔ اپنا حال کیا عرض کرے ہوائے نفسانی کا غلبہ ہے شرہ طعام کچھ دنوں سے اس قدر ہے کہ انتہا نہیں روزہ نفل کئی مرتبہ رکھنا چاہا مگر اسی باعث سے نہ رکھ سکا۔ نفس کا اس قدر غلبہ ہے کہ جو جی چاہتا ہے کرتا ہے ہر چند ہمت مخالفت کی کرتا ہوں مگر کامیابی نہیں ہوتی ڈر ہے کہ کہیں مباحات سے گذر کر محرمات کی نوبت نہ آجاوے۔

تحقیق۔ ہمت ہوتے ہوئے ڈر کی کیا بات ہے۔

حال۔ پہلے جو ذوق و شوق اور چستی تھی وہ اب بالکل نہیں غرض یہ کہ سارے حالات قابل افسوس ہیں۔

تحقیق۔ معلوم ہوتا ہے تربیۃ السالک کے مضامین سے ذہول ہوگیا۔

حال۔ نفس کی موافقت کے وقت ایک حجاب سا معلوم ہونے لگتا ہے جو قلب پر آجاتا ہے۔

تحقیق۔ وہمی حجاب ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ شریعت نے حجاب کی اجازت دی ہے۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۴۴

عمل میں کوتاہی کا خیال مطلوب ہے

حال۔ نماز میں لذت زیادہ پاتا ہوں دیگر طاعتوں میں بھی مزہ ملتا ہے۔

تحقیق۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔

حال۔ کیفیات کو حسب مسلک جناب والا مقصود نہیں سمجھتا ہوں۔ لیکن بعض وقت یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ میرے عمل و طریقۂ عمل میں ضرور کوتاہی ہے بغیر صحبت و کفش برداری مرشد کے یہ وسوسہ دور نہوگا اور یہی وہ ضرورت ہے جس کا احساس مجھکو ہے اور میں تھانہ بھون میں قیام کا آرزومند ہوں۔

تحقیق۔ یہ وسوسہ تو عین مطلوب ہے وہ دن نامبارک ہے جس میں یہ گمان ہو جاوے کہ ہمارے عمل میں کوتاہی نہیں ہے۔ سو صحبت کا اس غرض کے لئے تو قصد نہ چاہئے ہاں صحبت میں اور فوائد میں جس میں سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ خیال کوتاہی کا اور بھی قوی بلکہ مشاہد ہو جاتا ہے۔ تربیۃ حصہ ہفتم صہ ۴۳

بدقسمتی کہنا خدا پر الزام ہے

حال۔ محویت و استغراق کی مفقودیت اب کم ہونے لگی تھی کہ سر پر سرکاری کاروبار کے فرائض کا ہجوم ہونے لگا فرصت کا وقت بالکل کم رہ گیا ہے کیا عرض کروں اپنی بدقسمتی۔

تحقیق۔ اس کلمہ میں خدا تعالےٰ پر الزام ہے کہ میں نے تو کوتاہی نہیں کی خدا تعالےٰ نے میرے لئے یہ نقصان تجویز فرمایا کیونکہ قسمت کے مالک وہی ہیں توبہ کیجئے۔

تربیۃ حصہ ہفتم صہ ۵۲

نوافل تہجد بعد العشاء

حال۔ اکثر راتوں کو تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی۔

تحقیق۔ عشاء کے بعد پڑھ لیا کیجئے۔ تربیۃ حصہ ہفتم صہ ۳۳

حال۔ ذکر بعد الصوت معمولاً ڈیڑھ ہزار سراً اسم ذات کبھی جلد جلد جہراً باطمینان یا بعجلت کر لیتا ہوں باقی تہجد اکثر قضاء ہو جاتی ہے آنکھ کھلتی ہے مگر کسل وغیرہ سے اٹھا نہیں جاتا کیا کروں۔

تحقیق۔ بعد عشاء پڑھ لیا کریں۔ تربیۃ حصہ ہفتم صہ ۵۴

حال (۳) عشاء کے بعد ایسے جو لوگ آخر وقت نہیں اُٹھتے آٹھ رکعت تہجد کی نیت سے جو پڑھتے ہیں کیا تہجد کے قائم مقام ہو جائیگا سند اس کی کیا ہے ایک ذی علم نے احقر سے سوال کیا ہے۔

تحقیق۔ ان سے کہدیجئے کہ بلا واسطہ تحقیق فرماویں۔ تربیۃ حصہ ہفتم صہ ۷۶

حال - آج کل ایسی خراب حالت ہے کہ نہ تو قرآن مجید حفظ کیا جاتا ہے اور نہ اس میں دلچسپی ہوتی ہے اور اس حفظ نہ کرنے سے طبیعت کو صدمہ اور الجھن رہا کرتی ہے سو جہاں کلام مجید لیکر بیٹھا طبیعت منقبض ہونا شروع ہوئی - ادہر ادہر کے خیالات کا ہجوم ہو جاتا ہے بس کلام مجید بند کر دیتا ہوں دوسری بات یہ ہے کہ اکثر نماز تہجد قضا ہو جاتی ہے بوجہ غلبۂ نیند کے جس کی وجہ سے تمام دن طبیعت مضمحل اور پریشان سی رہا کرتی ہے اگر یہ خیال کروں کہ بعد عشاء پڑھ لیا کروں تو طبیعت کو سخت گراں گذرتا ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسی نعمت جو حق تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوگئی ہے (یعنی نماز تہجد کا پڑھنا آخر شب میں) اس عادت کو ترک کرکے دوسرا وقت قایم کروں - ہرگز ہرگز دل قبول نہیں کرتا اگرچہ ایسا اتفاق کہ نماز تہجد ناغہ ہو جائے بہت کم ہوتا ہے ملال اس بات کا ہے کہ اس سے پہلے کسی دن بھی نماز تہجد قضا نہ ہوتی تھی اگر ضرورت غسل کی پیش آجاتی تھی تو اسی وقت غسل کر کے نماز تہجد ادا کرتا تھا نہ کہ اب اکثر قضا ہو جاتی ہے اور اب اگر کبھی غسل کی ضرورت پیش آجاتی ہے تو صبح کو اٹھکر غسل کرتا ہوں اس وقت غسل نہیں کرتا افسوس اس سے بھی ہوتا ہے مگر محض افسوس ہی افسوس ہے عمل نہیں ہے بہ کمال ادب گذارش ہے کہ حضور والا دعا فرمادیں کہ کلام مجید کے حفظ کا شوق روز افزوں رہے نماز تہجد و ذکر جس کو آخر شب میں کرنے کا معمول ہے اس دولت سے محروم نہو جاؤں -

تحقیق - قرآن مجید حفظ چندے ملتوی رکھئے اور تہجد بعد عشاء پڑھئے اگر آخر شب میں پھر آنکھ کھل جاوے پھر پڑھ لیجئے کیا اول شب میں پڑھنا بالکل نہ پڑھنے سے بھی زیادہ گراں ہے - تربیۃ حصہ ہفتم ص۸۱

ضرورت اعمال اختیاریہ

حال - اب بحمداللہ یہ حالت ہے کہ وسواس وخواطر ذرا سی توجہ سے بالکل قطع ہو جاتے ہیں نمازیں بھی معیت کا غلبہ رہتا ہے خوابیں بہت اچھی اچھی نظر آتی ہیں رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ واکثر خلفاء راشدین کی زیارت نصیب ہوئی کبھی دوسرے موقع پر تفصیل عرض کروں گا -

تحقیق - بدون اعمال اختیاریہ کے ان احوال کو معتد بہ نہ سمجھنا چاہیے - تربیۃ حصہ ہفتم ص۸

کوشش کا ضروری ہونا

حال۔ خادم نے تخفیف مالگذاری کی غرض سے جو کہ بندوبست حال میں نسبت اضافہ ہو گیا ہے عدالت بالا میں اپیل کیا تھا اور اپیل سے قبل بطور استخارہ جناب والا سے بھی اجازت حاصل کی تھی اور خود بھی دعا استخارہ کے عمل سے اطمینان حاصل کر لیا تھا لیکن مقدمہ اپیل مذکور میں خلاف حکم ہوا یعنی اپیل ڈسمس ہو گیا لہذا جمع مجوزہ سابق میں کمی نہیں ہوئی لیکن قلب کا تقاضا ہے کہ پھر مرافعہ ثانی کیا جاوے۔

تحقیق۔ ضرور اور نتیجہ خدا تعالیٰ کے سپرد ہو ورنہ تیں برس تک حسرت رہیگی اور مرافعہ سے ارمان تو نکل جاوے گا۔ حدیث میں ہے کہ اول کوشش کرو فان غلبک امر فقل حسبی اللہ او نحوہ۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۹۲

قلب سے غافل نہ ہونا چاہیئے

حال۔ یہانتک عریضہ ۲۵ ذی الحجہ کا لکھا ہوا ہے اب وحشت تو نہیں ہے نہ زیادہ حضور قلب ہے حالت موجودہ ایک تمثیل میں عرض کرتا ہوں۔ جیسے ایک درخت ہو پھلا پھولا۔ اور باغبان نے اس کی ڈالیاں وغیرہ کاٹ کر صرف جڑ زمین میں دبا دی ہو۔ خیال کے وسیع ہونے سے جو قلب سے دوری ہو جاتی تھی اور طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے تھے جناب کی عنایت سے یہ حالت امید ہے خدا سے کہ نہ پیدا ہو۔ کیونکہ کمترین کا یہ گمان ہے کہ راستہ کا پتہ معلوم ہو گیا۔ کہ کیسا ہی انشراح ہو قلب سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ اور اب تک جو خیال آیا اسی طرف متوجہ ہو گیا۔

تحقیق۔ بارک اللہ زاد اللہ تعالیٰ فی حسن التعقل۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۱۰۵

نماز قضا ہو جانے پر جرمانہ

حال۔ بچوں کی وجہ سے نماز اکثر نہیں ہوتی ہے لہذا گذارش ہے کہ جو کچھ ارشاد فرمایا جاوے اُس کی تعمیل کی جاوے۔

تحقیق۔ جب ایک نماز قضا ہو دو وقت کا فاقہ۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۱

نفلی روزے

حال۔ نفل روزے رکھنے کو بہت جی چاہتا ہے اگر حضور اجازت دیں تو یوم بیض اور سوموار کو روزہ رکھا کروں۔

تحقیق۔ اگر ضعف نہ ہو جاوے۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۵

مطالعہ مواعظ

حال۔ جو وعظ الغضب دیکھتا تھا وہ بھول آیا اب ارشاد ہو وہ دیکھا کروں۔

تحقیق۔ ضرور بلکہ ہمیشہ اس کے دیکھنے کا سلسلہ رہے چند روز تک۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۶۱

تہجد کا وقت

حال۔ گذارش یہ ہے کہ رات کو دو تین بجے آنکھ کھل کر پھر نیند آجاتی ہے جس کا رنج ہے کیا کروں۔

تحقیق۔ رنج کی کوئی بات نہیں تہجد اس وقت پڑھ لیا اور جتنا ذکر ہو سکا باقی بعد نماز صبح کی کر لیا نفع میں کمی نہ ہوگی۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۶۰

نماز سری میں بھی جہری کیطرح ترتیل

حال۔ ایک روز اثنائے نوافل میں خیال ہوا کہ نماز سری و جہری ہر دو ایک ہی ذات کے لئے ہیں پھر جیسی ترتیل و قواعد کا خیال جہری میں رہتا ہے ایسا سری میں کیوں نہیں رہتا بس اس روز سے قواعد کا لحاظ سری میں بھی ہونے لگا۔

تحقیق۔ یہ علم نافع مبارک ہو اللہ تعالیٰ سب امور میں ایسے ہی خوش فہمی عطا فرماوے

حال۔ مگر ایک سخت مرض میں مبتلا ہوں اگر کوئی شخص آجاوے یا آہٹ بھی سن لیتا ہوں تو پھر لحاظ نہیں رہتا علاوہ ازیں اگر اور کوئی شخص پاس کھڑا ہو کر پڑھنے لگتا ہے تو اس کی نماز کی طرف خیال جانے لگتا ہے کہ یہ شخص جلدی پڑھ رہا ہے اور جہری نماز میں تو الفاظ پہ خیال کر کے کبھی رقت بھی ہو جاتی ہے مگر سری میں نہیں ہوتی ہاں جتنی دیر تک تلفظ و قواعد کا لحاظ رہتا ہے شوق ذوق رہتا ہے۔

تحقیق۔ یہ اثر طبعی ہے جو موجب نقص نہیں البتہ اس پر امور اختیاریہ میں عمل نہو اور ترتیل امر اختیاری ہے اس کا اہتمام رہنا چاہئے گو بہ تکلف سہی فقط۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۶۱

تہجد پڑھنے کی تاکید

حال۔ نماز تہجد بوجہ تنہا ہونے کے آنکھ نہیں کھلتی جس سے اس دولت سے محرومی رہتی ہے جیسا کہ کوئی اہل دل نیم شبی کا مزہ چکھکر کہتا ہے ؎

نہ جاگنے میں ہے لذت نہ شب کے سونے میں ٭ مزہ جو آتا ہے پچھلے پہر کے رونے میں

جس سے افسوس ہوتا ہے کہ جب یہیں یہ حالت ہے تو مکان پر کیا گت ہوگی مگر اس مقام متبرک پر سونے کا شرف اور ندامت اور افسوس سے اشک شوئی ہوجاتی ہے۔

تحقیق۔ نہیں اس کا تدارک ضروری ہے ورنہ سونے کی جگہ بدلنا چاہیئے وہاں کا کوئی اور انتظام کردیا جاویگا۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۶۳

اعتکاف میں معمولات

حال۔ اعتکاف میں کس چیز کی کثرت رکھوں ذکر کی یا تلاوت قرآن کی یا نوافل کی۔

تحقیق۔ دن کو قرآن کی اور رات کو نوافل کی۔

حال۔ اور دعوت عبدیت کے وعظ بھی دیکھتا رہوں یا نہیں۔

تحقیق۔ ہاں ہاں۔

حال۔ اور اس چالیس دن کے اعتکاف میں جو بات میرے لئے مناسب ہو تجویز فرمادیں

تحقیق۔ اوپر تو لکھدیا۔

حال۔ اور قرآن شریف کا، بہشتی زیور کا اور فارسی کا آجکل سبق ہوتا ہے۔ تو یہ سبق پڑھتا رہوں یا ان چالیس دن کے لئے چھوڑدوں۔

تحقیق۔ ہاں چھوڑدو۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۶۵

دلائل الخیرات کا پڑھنا

حال۔ حضرت والا کا شروع شجرہ جو چھپا تھا اسمیں لکھا تھا کہ ظہر کے بعد ایک منزل دلائل الخیرات کی پڑھ لی جایا کرے کنیزہ جب سے اکثر برابر پڑھتی ہے اب پرچہ الامداد میں دیکھا دلائل الخیرات جتنی دیر میں ہو کوئی اور درود پڑھنا زیادہ اچھا ہے یہ دیکھکر جیسا پہلے عقیدہ تھا وہ اب نہیں رہا دلائل الخیرات جتنی دیر میں پڑھی جاتی ہے کوئی اور درود اتنی دیر پڑھنا تو مشکل نہیں لیکن روزانہ بیٹھنا مشکل ہے جیسا ارشاد ہو عمل کیا جاوے۔

تحقیق۔ اگر روزانہ نباہ مشکل ہے تو ایسے شخص کے لئے دلائل الخیرات ہی کی منزل مصلحت ہے۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۷۹

دُھن کا نہونا مضر نہیں

حال۔ بہت کوشش کے بعد فقط پرسوں بعد تلاوت گناہ پر خیال کرکے عذاب کا بھی خیال آیا اور گڑگڑا کر

خدا کی درگاہ میں توبہ اور استغفار کیا ویسے ہی گذشتہ رات کے ایک بجے دو رکعت نفل پڑھکر استغفار کیا تصنعاً گریہ کی شکل بنائی تھی الحمد للہ و رسول اور استغفار کا خیال بفضل تعالٰے زیادہ ذہن جس کو کہنا چاہئے ابتک وہ نہیں۔

تحقیق۔ اس کا نہونا مضر نہیں۔ تربیتہ حصہ ہفتم ص۸۷

تصور بوقت نماز

حال۔ کمترین کی حالت بفضل حق تعالٰے اور حضرت والا کی برکت سے ایسی ہوگئی ہے کہ گویا خداوند عالم ہر وقت سامنے ہیں اور دل نہیں چاہتا ہے کہ اللہ اللہ ختم کروں سوتے وقت اللہ اللہ اکثر کرتا سو جاتا ہوں اور کبھی کبھی نماز کے اندر ایک روشنی سفید رنگ دکھائی دیتی ہے اور اس وقت ایک قسم کی خوشی اور یکسوئی بہت ہوتی ہے اور ایسا تصور ہوتا ہے کہ گویا خداوند عالم بالکل قریب ہیں جیسے پاؤں پر سجدہ کر رہا ہوں حضرت والا ارشاد فرمائیں کہ یہ حالت کیسی ہے۔

تحقیق۔ محمود ہے۔

س۔ اور ایسا تصور کر لیا کروں یا کہ نہیں۔

ج۔ کچھ ہرج نہیں مگر ایسا اعتقاد نہ کرنا۔ تربیتہ حصہ ہفتم ص۹۳

تصور بوقت تشہد

حال۔ تشہد میں کیا خیال کیا جائے مثلاً التحیات للہ والصلوات والطیبات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا قول ہے اور السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین پھر آنحضرت صلعم کا قول ہے اور اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد عبدہ ورسولہ اپنا قول خیال کرنا چاہئے۔ یا اور کوئی طریقہ ہے۔

تحقیق۔ سب اپنی طرف سے خیال کرنا بہتر ہے۔ تربیتہ حصہ ہفتم ص۶۱

نماز ہول قبر کا بے اصل ہونا

حال۔ میت کے واسطے دو رکعت نماز نفل کی نیت باندھکر بنام نماز ہول قبر پڑھکر دعا کی جاتی ہے کہ اس میت کو عذاب قبر سے نجات ہو اور ثواب اس نماز کا اس کی روح کو بھیجا جاتا ہے آیا اس نماز کی کوئی سند ہے یا نہیں اور اس کو پڑھنا چاہئے یا نہیں پڑھنا چاہئے اور اگر اس نماز کی کوئی سند ہے تو اس کے پڑھنے کا

طریقہ کیا ہے۔
تحقیق ۔ اس نماز کی کوئی اصل نہیں بلا اس نام و قید کے میت کے لئے دعا کرنا یا جس عبادت بدنیہ و مالیہ کی توفیق ہو اُس کا ثواب پہنچانا یہ البتہ ثابت ہے۔

تربیۃ حصہ ہفتم صنہ ۶۰

شیخ سے طلب دعا

حال ۔ گو ہمیشہ طلب دعا کرتا ہوں اور حضور فرماتے ہیں کہ دعا کرتا ہوں مگر ہمیشہ بدگمانی رہتی ہے کہ حضور کے خدام میں ایک نام کے بیسوں ہوں گے کیا یاد ہوں گے کون عبدالعزیز اور ضرورت مجھکو زیادہ ہے آپ کی دعا کی خدا کے لئے ضرور دعا کیا کرو حالت بڑی خراب ہے ؎

تم نے کبھی نہ بھول کے بھی یاد کر لیا ؎ ہم نے تمہاری یاد میں سب کچھ بھلا دیا

تحقیق ۔ خط آنے کے وقت تو ضرور دعا رخاص طور سے کر لیتا ہوں اور دوسرے اوقات میں عام دعا کرتا ہوں کیونکہ خاص طور پہ یاد رہنا واقعی دشوار ہے مگر حق تعالےٰ کو تو اوس عام کے خاص افراد معلوم ہیں وہ سب کے حق میں اس کو واقع فرما سکتے ہیں۔

النور صنہ ۱۷۲

حال ۔ حضور میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور لکھدیں کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری مغفرت بے حساب و کتاب ہو جاوے تو مجھکو بڑا اطمینان ہو گا کیونکہ اسوقت انشاءاللہ تعالےٰ آخر میں ضرور فضل ہو گا اس لئے کہ آپ کا چاہنا خدا کا چاہنا ہے ؎

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں ؎ مے دہد یزداں مراد متقیں

تحقیق ۔ بلا ریب میں ایسا ہی چاہتا ہوں لی و لکم و لجمیع الاحباء۔ النور صنہ ۳۲۷

حال ۔ معمولات یعنی اسم ذات بعد نماز مغرب (۶۰۰) جہر و ضرب خفیف کے ساتھ اور بارہ تسبیح بعد نماز فجر جاری ہیں جو اس ناکارہ کے مناسب ہو اور جو قابل اصلاح ہو اس سے مطلع کیا جائے تاکہ کاربند ہوا ہی تو ہر حالت قابل اصلاح ہے ان غلاموں سے بجز اس کے کہ تکلیف ہی تکلیف ہے اور کیا ہے اللہ تعالیٰ حضرت کے مراتب کو بلند فرمائیں اب التجا یہ ہے کہ غلام کے لئے دعا فرمائی جاوے کہ استقامت نصیب ہو اور رضائے مولا ہی پر خاتمہ ہو حضور کے ساتھ حشر ہو۔
تحقیق ۔ آمین۔

النور صنہ ۳۳۱

تصورِ شیخ

حال۔ بندہ ہر چند چاہتا ہے کہ آپکی تصویر میرے دل میں جم جائے مگر چند روز یہ بات دل میں رہتی ہے اور پھر خیال تک نہیں رہتا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ لہذا مناسب تدبیر فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ اس کا ہرگز قصد مت کرنا ہمارے طریق کے بالکل خلاف ہے۔

النور ص ۳۵۲

سوال۔ حضرت جی بوقت ذکر شیخ کا خیال آنا کیسا ہے۔ اگر ذکر میں خیال شیخ کا آوے تو کوئی حرج تو نہیں۔

جواب۔ آنے میں کچھ حرج نہیں مگر لانا نہ چاہیئے۔ النور ص ۳۵۹

حال۔ اوپر کے سلسلہ میں یہ ایک بات معروض کرنے سے رہ گئی وہ یہ کہ جب ذکر شروع کرتی ہوں تو حضرت والا کا خیال آجاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ دیکھو کہ حق تعالیٰ کی کتنی رحمت ہے کہ ہم کو ایسے بزرگ کا زمانہ نصیب کیا یا فلاں بات عریضہ میں لکھنا چاہیئے اسی طرح کے خیالوں کا سلسلہ رہتا ہے تو یہ سمجھتی ہوں کہ اور فضول باتوں سے یہ باتیں اچھی ہیں۔ اسی طرح کلام اللہ کی تلاوت میں خود بخود جناب والا کا تصور رہتا ہے یہ خیال میرا کیسا ہے۔

تحقیق۔ کچھ بھی حرج نہیں جبکہ بلا اختیار ہے اور بعض مواقع ضرورت میں بقصد بھی مضائقہ نہیں جیسے کوئی دین کی بات پوچھنے کے خیال سے۔ النور ص ۳۹۴

صحبتِ شیخ

حال۔ علاوہ دوازدہ تسبیح کے دن میں ۲۴ ہزار بار اسم ذات بفضلہ تعم کر لیتا ہوں اور خدمت بابرکت میں بیٹھے ہوئے بھی اسی کا ورد خفی رکھتا ہوں مبیض وعظ کیلئے بمشکل ایک گھنٹہ ملتا ہے جو میری رفتار تحریر کو بہت کم ہے اب اس کی یہ صورت ممکن ہے کہ حضور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے بجائے ورد اسم ذات کے وعظ صاف کرتا رہوں لیکن ذکر نہ رہیگا۔ نیز استفادہ برکات صحبت میں بھی ممکن ہے حارج ہو۔

تحقیق۔ اگر میرے سکوت کے وقت کام کیا جاوے تو حارج تو نہ ہوگا مگر آپ کو الجھن اور گرانی ہوگی۔

حال۔ اب جیسا ارشاد ہو یہ بھی ممکن ہے کہ سونے کے وقت میں سے کسی قدر کمی کرکے یا کلام مجید کے دورہ میں سے کچھ وقت نکال کر وعظ لکھنے کا وقت بڑھا لیا جاوے

یا جتنا ہو سکے اتنا ہی رکھا جاوے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمانے والے ہیں۔

تحقیق۔ رمضان شروع ہونیکے تین روز بعد پھر مشورہ کیجئے۔ النور ص۱۰۹

نوافل تہجد بعد العشاء

سوال۔ جناب محمد علی صاحب معتمد جبٹ پول نے اپنے ہمشیرہ زادے امام الدین صاحب سے یہ کہا کہ صرف آخر شب میں تہجد کا پڑھنا قرآن و احادیث سے ثابت ہے اول شب میں بوقت عشاء جو تم پڑھتے ہو وہ بدعت و غیر ضروری ہے چھوڑ دو یہ سنکر انہوں نے اول شب میں نوافل تہجد کا پڑھنا موقوف کر دیا علاوہ صاحب موصوف کے دوسرے لوگ بھی اکثر نوافل اول شب کے مانع و معترض و متعجب و طعن کنان ہیں لہذا دست بستہ بکمال ادب عارض ہوں کہ حکم فقہ یا حدیث متعلقہ کے نقل مرحمت ہو اور نوافل اول شب کا پڑھنا مسنون یا مستحب ہونا بوضاحت و صراحت مرقوم ہو تو تا بقید حیات غرق بحر احسان عالی رہوں گا اور ان سب کو مطمئن و ساکت کروں گا اور جملہ پیر بھائیوں کو بھی بغرض عمل آگاہ کروں گا۔

الجواب۔ فی الدر المختار وصلوۃ اللیل الی قولہ ولو جعلہ اثلاثاً فالاوسط افضل والصاف فالآخر افضل فی رد المختار وروی الطبرانی مرفوعاً لا بدمن صلوۃ بلیل ولو حلب شاۃ وما کان بعد صلوۃ العشاء فہو من اللیل وہذا یفید ان ہذہ السنۃ تحصل بالتنفل بعد صلوۃ العشاء قبل النوم اھ ج ا ص ۴۷۱۵۔ اوسط و اخیر کے افضل ہونے سے بھی اول شب میں جواز مفہوم ہوا اور طبرانی کی روایت میں اس کی صاف تصریح ہے شامی نے اس میں مبسوط تقریر کی ہے بہرحال یہ قول بے سند تو نہیں اگر کسی کو افضل کی ہمت نہ ہو محض ترک سے جائز ہی پر عمل کر لینا احسن ہے۔ النور ص۱۵۵

س۔ کمترین مولوی ...... صاحب کا حقیقی ماموں زاد بھائی ہے اور بہنوئی بھی پچھلی مرتبہ جب حضور گذشتہ جنوری میں پھلی شہر رونق افروز ہوئے تھے تو کمترین نے حضور سے بیعت کی خواہش ظاہر کی تھی مگر بدقسمتی کہ اس شرف سے مشرف نہ ہو سکا مگر حضور نے فرمایا تھا چند روز توبہ و استغفار کرو اور نماز کی مداومت کرو اور تا مقدور کبھی قضا نہ ہونے دو نماز تہجد کی پابندی بھی حضور نے فرمایا تھا کہ لازمی کرو بعدہ کلمہ لا الہ الا اللہ بارہ تسبیح پڑھنے کو حضور نے فرمایا تھا جس کے درمیان کبھی کبھی محمد الرسول اللہ بھی کہہ لیا

جایا کرے اور معاصی سے بچتے رہو بعد ازاں بیعت قبول فرما لیجاوے گی بحمد اللہ کہ حضور کی زبان مبارک سے نصیحت کے نکلے ہوئے الفاظ نے اپنا مبارک اثر دکھلایا۔ ۱۶ جنوری سے تا اسدم کسی وقت کی نماز اب تک قضا نہیں ہوئی ہے اور خدا سے دعا ہے کہ اس کی مداومت کی نیک توفیق عطا فرماوے اور مرتے دم تک اب اس کی پابندی نہ چھوٹے التماس ہے کہ حضور بھی اس عاجز کے لئے دعا فرماویں گے کہ خدا توفیق نیک رفیق راہ کریں جیسے برابر تہجد بھی ہوتی جاتی ہے جس کے بعد حسب ہدایت حضور کلمہ شریف مذکورہ بالا بارہ تسبیح پڑھ لیتا ہوں مگر ان ایام میں چار پانچ روز نماز تہجد اپنی شومی طالع سے نہ ہو سکی بوجہ غلبہ شیطانی یا اپنی بدقسمتی سے شب میں آنکھ نہ کھلی اور یہ نماز ناغہ ہوئی چونکہ حضور نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وقتاً فوقتاً اپنے حالات حضور کو بتلایا کروں لہذا باتباع حکم یہ عریضہ ارسال حضور کرتا ہوں امید کہ جواب سے افتخار بخشا جاوے۔

ج۔ آپ کی پابندی سے دل خوش ہوا اس کے ساتھ بہشتی زیور و گوہر و اصلاح الرسول و قصد السبیل کا مطالعہ اور اس پر عمل بھی رکھیئے اور اطلاع دیجئے اور اگر گاہ گاہ آنکھ نہ کھلے تو بعد طلوع شمس پڑھ لیا کیجئے اور اگر خدانخواستہ اکثر ناغہ ہوتا ہو تو پھر بعد عشاء پڑھ لینا مناسب ہے پھر اگر آخر شب میں بھی آنکھ کھل جاوے تو مکرر پڑھ لیا کیجئے ورنہ خیر۔

النور ص ۱۶۴

حال۔ اس وقت معمول یہ ہے کہ صبح کو نصف پارہ کلام مجید اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھتا ہوں اور چھ سو بار ذکر نفی و اثبات اور چھ سو بار ذکر اسم ذات کرتا ہوں اور چار رکعت اشراق بھی شروع کر دی ہیں اور بعد مغرب صرف چھ سو بار ذکر نفی و اثبات و چھ سو بار ذکر اسم ذات کرتا ہوں اور بعد عشاء چار رکعت تہجد پڑھتا ہوں اطلاعاً گذارش ہے۔

تحقیق۔ بہت کافی اور وافی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

النور ص ۲۰۳

حال۔ اس دفعہ یہ بات نئی ہوئی کہ ہمیشہ میری عادت تھی کہ شب کو آنکھ کھلنے پر اوٹھنے میں سستی نہیں ہوتی تھی خواہ پھر نیند کے باعث کام نہ ہو سکے مگر اٹھ جاتا تھا اس دفعہ کئی کئی دفعہ آنکھ کھلی اور اٹھ نہ سکا دو دفعہ نفلیں رہ گئیں ایک دفعہ وتر بھی قضا ہو گئے خود سمجھ میں آیا کہ تو پہلے کی نسبت جلد سو جاتا ہے آنکھ کھلنے پر نفس کہتا ہے سویرے سونے سے

جلد آنکھ کھل گئی ابھی بہت وقت ہے بس غفلت نے دبالیا۔ رات کو دیر کرکے سویا فکر رہا۔ آج دیکھئے آنکھ کھلتی ہے کہ نہیں بہت اچھے وقت آنکھ کھلی اگر اس ترکیب سے کام بنگیا بنگیا ورنہ پھر اطلاع دونگا۔

تحقیق ۔ یہ ترکیب مضر ہے ایسا نہ کیجئے اگر احیاناً ناغہ ہو مضائقہ نہیں بعد طلوع شمس ادا کرلیا مگر وتر اول ہی شب پڑھنا احوط ہے اور اگر بکثرت ایسا ہوتا ہو تو سب معمولات بعد عشاء کرلیجئے۔ النور ص۴۵۷

حال ۔ (۲) زکام یا کسی دوسری بیماری کی وجہ سے یا رستہ کی تھکن کی وجہ سے اس رات کو تہجد اٹھنے کی نیت نہیں کرتا اور بعد عشاء نفل پڑھکر یا پڑھے بغیر سوجاتا ہوں بہ ضرورت ایسا کرنا بہتر ہے یا نہ۔

تحقیق ۔ بجائے بہتر کے جائز ہونیکی تحقیق کافی ہے کیا تمام کام وہی کئے جاتے ہیں جو افضل ہوں۔ النور ص۴۶۲

حال ۔ رات کو نوافل کے واسطے اٹھنا از حد مشکل معلوم ہوتا ہے آجکل تو رمضان شریف کی برکت ہے کہ خواہ مخواہ سحری کیواسطے اٹھنا ہی پڑتا ہے۔ تاہم نفس کو بڑا شاق گذرتا ہے اور اٹھ بیٹھنے کے بعد بھی پانچ دس منٹ تک نیند نہیں کھلتی جس سے دلمیں بہت کلفت ہوتی ہے۔ اسواسطے عرض ہے کہ اس کے واسطے بھی نسخہ اور دعا فرماویں۔

تحقیق ۔ عشاء کے بعد پڑھ لیا کیجئے۔

حال ۔ میں بھی انشاء اللہ ہمت کرونگا لیکن بجز دعا آنحضرت ہمت بھی کام نہیں دیتی روز ہی کڑھتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں اور پختہ ارادہ کرکے سوتا ہوں لیکن جلدی اوٹھنے پر قدرت نہیں ہوتی حضرت جی میری حالت ایسی خراب ہے کہ گھر کی مستورات تو خود بخود اور مجھسے پہلے بیدار ہوجاتی اور طعام پکاتی ہیں اور مجھے جگانے سے بھی ہمت نہیں پڑتی نہایت ہی شرمسار ہوں للہ دعا فرماویں اور اس غریق بحر غفلت کو ساحل مراد پہ پہونچادیں۔

تحقیق ۔ اور اگر یہی شرم ساری ساحل مراد پر پہونچنے کا طریقہ ہو۔ النور ص۴۶۳

حال ۔ گذارش ہے کہ فدوی کا ارادہ دوام تہجد و ذکر کا برابر رہتا ہے اور دنیا میں کسی امر کے تحصیل کا اس امر سے خیال نہیں رہا اور یہ خیال ہوگیا کہ جف القلم بما ھو کائن جتنا تقرب

قسمت میں ہے حاصل ہوگا صرف سددوا وقاربوا پر عمل کی غرض سے دوام کا ارادہ رکھتا ہوں مگر اس میں ایسا نقصان ہوتا ہے کہ اکثر ہفتہ میں دو تین روز آنکھ نہیں کھلتی اور دن میں تدریس میں ایسی مشغولی ہوتی ہے کہ اُس کے بعد ہمت قضا کی نہیں رہتی اسکا بہت ملال رہتا ہے لہذا ملتجی دعا اور ہدایت ہوں۔

تحقیق۔ جس ذات مقدسہ کا ارشاد ہے سددوا وقاربوا اوسیکا ارشاد ہے لا تفریط فی النوم انما التفریط فی الیقظہ۔ لہذا عقلی غم تو ہونا نہ چاہیئے رہا طبعی سووہ خود مجاہدہ ہے اس کے انسداد کی تدبیر کی کیا ضرورت ہے البتہ قضا امر اختیاری ہے اسکی کوتاہی پر عقلی غم عین مطلوب ہے سو اس کوتاہی کا انسداد یہ ہے کہ بعد عشاء معمولات ادا کرلئے اگر آنکھ کھل گئی قند مکرر سہی۔ النور ص۴۸۳

اعمال میں کوتاہی کیوجہ

سوال۔ اس وقت یہ خیال ہوا کہ خود[ہ] عقائد بھی اپنے حضرات کے وابستگان کے ہم پلہ نہیں بلکہ بالکل ناقص اور ناکافی ہیں ورنہ اعمال کی کوتاہی کے کیا معنے اس سے البتہ تردد ہے۔

الجواب۔ اعمال میں کوتاہی عقائد کی نقص سے نہیں احوال کے ضعف سے ہے تردد نفرمادیں۔ النور ص۱۹۵

[ہ] اسکے قبل انہوں نے خط میں بطور تحدیث بالنعمہ کے یہ لکھا تھا کہ گو اعمال میرے پاس نہیں مگر عقائد اپنے حضرات جیسے ہیں ۱۲

نوافل تہجد میں آنکھ بند کرنا

سوال۔ اکثر تہجد آنکھ بند کرکے پڑھتا تھا اور دیگر نمازوں کو کبھی کبھی جب مواعظ میں معلوم ہوا کہ آنکھ کھولکر نماز پڑھنا سنت ہے اب آنکھ کھولکر ہر نماز کو پڑھتا ہوں مگر عادت کے موافق بند ہونے کو بھی دل چاہتا ہے اور اسمیں رغبت بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے اب جو ارشاد ہوگا ویسے ہی کرونگا۔

جواب۔ جو مبتدی ہو اُس کو دونوں کی اجازت ہے۔ النور ص۲۱۳

تہجد میں بہ نسبت فرائض و سنن مؤکدہ کے زیادہ دلجمعی کی حکمت

سوال۔ حضور والا بہ نسبت فرائض و واجبات سنن موکدات کے تہجد میں دل زیادہ لگتا ہے اب عرض یہ ہے کہ یہ شیطانی دھوکہ تو نہیں کہ فرائض میں جی کم لگے اور تہجد و اخیرات کی نماز میں جی زیادہ لگے ارشاد فرما کر ممنون فرمادیں۔

جواب۔ اس میں دھوکہ نہیں ہے طبعی بات ہے کہ جو کام اپنے ذمہ نہو اس کو کرکے زیادہ

خوشی ہوتی ہے کہ ہم کو بڑی دولت نصیب ہوئی کہ جو کام ہمارے ذمے نہ تھا اسکی توفیق ہوئی اور جو کام ذمہ ہوتا ہے اس میں سمجھتا ہے کہ یہ تو کرنا ضروری تھا کون بڑا کمال کیا سو امور طبعیہ میں انسان معذور ہے۔

النور ص ۲۱۳

رکعات تہجد

سوال۔ شب کو وتر سے پیشتر چار رکعت نیت تہجد کے نام سے پڑھ لیتا ہوں۔ اور آٹھ رکعت آخر شب میں۔ یہ اس غرض سے لکھا کہ ایک بزرگ کے فرمانے سے شبہ ہوگیا تھا۔ کہ جب چار رکعت اول شب میں بہ نیت تہجد ادا کرلی تو پھر آخر شب میں تہجد ساقط ہوگئے۔ اب اس وقت جو کچھ پڑھے جائیں گے وہ نفل ہوں گے۔ تہجد نہیں ہوں گے۔ کیا یہ خیال صحیح ہے۔

جواب۔ نہیں ذیل کی روایت سے فعلاً بارہ رکعت سے زیادہ۔ مگر محدود اور قولاً غیر محدود رکعات تہجد کی ثابت ہیں۔ یعنی رکعات تہجد کی کوئی ایسی حد نہیں جس کے بعد کی نماز کو تہجد نہ کہا جاوے۔ قال الحافظ العلامۃ شیخ الاسلام صفی الانام فی التلخیص الجبیر ففی حواشی المنذری (وھو الحافظ زکی الدین عبد العظیم المنذری استاذ الشیخ تقی الدین ابن دقیق العید) قیل اکثر ما روی فی صلوۃ اللیل سبع عشرۃ وھی عدد رکعات الیوم واللیلۃ وروی ابن حبان (ای فی صحیحہ) وابن المنذر والحاکم (وفی مستدرکہ) من طریق عراکؒ عن ابی ھریرۃ مرفوعاً اوتروا بخمس او بسبع او بتسع او باحدی عشرۃ او باکثر ذالک آھ۔

النور ص ۲۳۸

نماز تہجد کا مخصوص طریقہ نہ ہونا

سوال۔ نماز تہجد کے واسطے خاص رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے جو ارشاد فرمایا ہے وہ کس طرح ادا کرنا چاہئے۔

جواب۔ کوئی خاص طریقہ نہیں فرمایا جیسی اور نماز ویسی ہی یہ۔

النور ص ۲۳۸

نوم بعد نماز تہجد

حال۔ ایک امر قابل استفسار یہ ہے کہ بعد نماز تہجد اپنا معمول پورا کرنیکے بعد اذان فجر کہکر کے تھکان کیوجہ سے تھوڑی دیر کے لئے ۲۰ یا ۲۵ منٹ تک سو رہا کرتا ہوں پھر جب مصلیان مجتمع ہوتے ہیں تو اٹھکر نماز پڑھتا ہوں اس کے لئے آنحضرت کا کیا ارشاد ہے۔

تحقیق۔ کچھ حرج نہیں بلکہ اگر جماعت فوت ہونیکا اندیشہ نہ ہو تو مصلحت ہے۔ النور صـ ۴۸۵

دنیاوی غرض سے روزہ رکھنا خلاف عبدیت ہے

سوال۔ وضو کے نہ قائم رہنے سے عرصہ ایک مہینہ کے قریب گذر رہا ہے کہ اس ناکارہ نے روزہ رکھنا شروع کر دیا میرے والدین اور عورت پوچھتی ہے کہ کیوں روزہ رکھ لیا ان کو جواب دیتا ہوں اس علاج سے وضو قائم رہتا ہے اور دل میں کہتا ہوں کہ جب تک اللہ میرا قرضہ نہ دور کرے اللہ سے دعا مانگتا ہوں کہ رزق کی کشادگی کر ورنہ جب تک زندہ ہوں روزہ رکھونگا اس میں کوئی شیطانی و یا نفسانی کید تو نہیں۔

جواب۔ محض اس مقصد کیلئے روزہ رکھنا خلاف خلوص و خلاف عبدیت ہے۔ النور صـ ۶۲

غفلت کی حقیقت

حال۔ آپ کی تصانیف میں اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ غفلت سے نورانیت قلب کی جاتی رہتی ہے تو غفلت سے کیا مراد۔ کیا خداوند عالم کا دھیان اور توجہ دل سے نکل جانی؟ تو کیا یہ دھیان اسوقت بھی باقی رہیگا جس وقت کوئی معاش کا کام کرتا ہو مثلاً کسی غیر زبان کی تعلیم دینے میں اور طلبار کو سمجھانے میں منہمک ہو کیونکہ اس وقت تو توجہ اسکی اسی مضمون کی طرف ہوگی۔

تحقیق۔ بے شغلی کی حالت میں حق تعالیٰ سے بے توجہ رہنا اور ایسا شغل جو کہ مانع ہو جاوے توجہ سے بلاضرورت اختیار کرنا۔ غفلت سے یہ مراد ہے۔ النور صـ ۵۵۵

وسوقساوت قلبی کا علاج

حال۔ قساوت سے مقصود بندہ کا یہ ہے کہ جیسے بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ حالت صلوٰۃ میں رونے لگتے ہیں قرآن شریف پڑھتے پڑھتے رونے لگجاتے ہیں۔ وعظ میں وعید کے مضامین سنکر رقیق القلب ہو کر گریہ و بکا میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ احقر کو نہ نماز میں رونا آتا ہے نہ قرآن پڑھنے سننے سے رقت قلب ہوتی ہے نہ وعظ سننے سے گریہ کی نوبت آتی ہے یہ حالت اگر غیر محمود ہے تو حضرت سلمہٗ اس کیلئے علاج ارشاد فرمائیں۔

تحقیق۔ یہ امور غیر اختیاریہ ہیں اور ایسے امور میں غیر محمود کا تحقق ہی نہیں۔

حال۔ اور طاعات کی طرف نہ طبعی رغبت ہوتی ہے اور نہ قصدی استحضار ہے اور ایسے ہی معاصی سے نفرت۔

تحقیق۔ رغبت نفرت طبعیہ غیر مطلوب ہے رغبت و نفرت اعتقادی کافی ہے یہی مامور بہ ہے اس کے مقتضا پر بار بار عمل کرنے سے اکثر طبعی رغبت و نفرت بھی ہوجاتی ہے اگر نہ ہو تو بھی مضر نہیں۔

النور صـ ۶۰۰

ترک دعوی علم کا محمود ہونا

حال۔ دوسرا نفع یہ دیکھتا ہوں کہ یہاں چونکہ علمی مشغلہ زیادہ نہیں ہے بلکہ گویا نہیں ہے اس لئے قلب اپنے علم کے تصور سے بھی خالی ہوگیا۔

تحقیق۔ یہ اسوقت محمود ہے جب صرف تصور سے خالی ہو۔ علم سے خالی نہ ہو یا وہ علم مانع عن الحق ہو ورنہ غیر محمود ہے۔

النور صـ ۶۲۲

عمل کو توجہ و تصرف پر ترجیح

حال۔ دس برس ہوئے بندہ حضرت کی خدمت مبارک سے رخصت ہوکر آیا جب سے آج تک بندہ کے دل میں یہ خلجان ہوتا ہے کہ اکثر پیر و مرشد کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ لوگ تصرف باطنی سے کیفیات گوناگوں مریدوں کے دل میں القا فرماتے ہیں اور اس سے مریدوں کا اعتقاد زیادہ جمتا ہے اور ہمت بڑھتی ہے خاکسار نے اتنی مدت تک خوف کے مارے یہ راز اظہار نہیں کیا اب بہ مجبوری بصد عجز و نیاز عرض پرداز ہے کہ حضرت اگر از روئے مہربانی توجہ باطنی سے اس سیاہ بخت کی خبر نہ لیں گے تو یہ نامراد دونوں جہان میں نامراد رہیگا۔

تحقیق۔ کیا مراد حاصل ہونیکا طریق توجہ و تصرف ہی میں منحصر ہے کیا خود عمل و سعی کرنے سے مراد حاصل نہیں ہوتی اگر شق اول ہے تو دلیل اور اگر شق ثانی ہے تو اس قول کے کیا معنی کہ اگر از روئے مہربانی الخ۔

النور صـ ۱۴۱

مطالعہ تربیت السالک کی ترغیب

حال حسب الحکم حضرت کی دستور العمل عالم فارغ کا شروع کردیا گیا۔

تحقیق۔ بارک اللہ تعالیٰ۔

حال۔ ہے تو نام ہی نام مگر مطالعہ تربیت السالک سے فکر جاتی رہی۔

تحقیق۔ الحمد للہ۔

حال۔ اسواسطے کہ کئے جاویں آخر خلوص کا وقت آہی جاویگا۔

تحقیق۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حال ۔ اور پرچہ لکھنے کو بھی دل نہیں کرتا تھا اتنا بے فکر کیا مطالعہ نے ۔

تحقیق ۔ ماشاء اللہ ۔

حال ۔ الحمدللہ مجھے تو فائدہ معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب ایسے ہی ہے یا غلط ہے ۔

تحقیق ۔ غلط نہیں ہے ۔

حال ۔ اور جو خدشات و توہمات تھا مطالعہ سے مرتفع ہو گئے ہیں ۔

تحقیق ۔ ٹھیک ہے ۔

حال ۔ پھر یہ خیال آتا ہے کہ بعض کو باوجود اس بات کے آپ نے ارشاد فرمایا کہ لکھا کرو ۔ اب یہ ہی معلوم ہوتا ہے طبیعتیں مختلف ہیں کسی کو لکھنا مناسب اور کسی کو یہ فرمایا کہ فکر نکرو اب مطالعہ والے کو اس سے تسلی ہوتی ہے کہ تخیل پر فکر نکرے ۔ اور جب ہوئی تو لکھنے کے پرچہ میں کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی اور مطالعہ ختم ہو چکا اب جو ارشاد ہو ۔

تحقیق ۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ سمجھ گئے ہیں مگر احوط و اسلم یہ ہے کہ اگر کوئی شبہ و خلجان واقع ہو اور وہ تربیت کے مطالعہ سے مرتفع ہو جاوے تو اس شبہ کی تقریر اور اس ارتفاع کی تقریر دونوں لکھکر اطلاع کیجئے تو انشاء اللہ تعالیٰ مجھکو مزید تسلی ہو جائے کہ ماشاء اللہ آپ کافی سمجھ گئے تربیت کے بعض حصص الامداد میں چھپے ہیں اور بعض قلمی ہیں سب دیکھ لیجئے وہ عجیب کتاب ہے ۔

النور ص ۳۰

سوال ۔ اور جو کچھ احکام میرے حال کے موافق ہوں ۔ معلوم ہوں کہ میں اس پر کاربند ہوں ۔

جواب ۔ تربیۃ السالک کو مکرر بغور دیکھا جاوے بڑی نافع کتاب ہے اب کے اور نئے قسم کا نفع محسوس ہو گا ۔

النور ص ۲۴۷

حال ۔ حسب ارشاد حضور اقدس مواعظ اور تربیت السالک کمترین مطالعہ کرتا ہے مواعظ تو کچھ مطالعہ میں رکھتا تھا اور تربیت السالک کو بھی بہت جی چاہتا تھا ۔ مگر ایک خیال مانع ہوتا تھا وہ یہ کہ کمترین کو تخیلات بہت پیدا ہوتے ہیں اور جب مدد ملتی ہے تو جلد خیال متخیل ہو جاتا ہے تو اس خیال سے کہ کہیں اس میں دیکھکر یہ خیال کر لوں کہ مجھ میں بھی یہ صفت ہے اور حضور کی خدمت میں غلط عرض کروں قبل از حصول مگر اب وہ خیال جاتا رہا ۔

تحقیق - ایسے خیال پر عمل نہ کیا جاوے ایسے احتمالات تو بدون کتاب دیکھے بھی ہوسکتے ہیں کیونکہ خیالات کا منشا صرف کتاب ہی میں منحصر نہیں مگر جب آدمی باقاعدہ کام کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو راہ دکھلاتے اور ایسے مضرات سے بچاتے ہیں۔ النور ص ۳۶

دھن کی ضرورت

حال - مجھ میں سب سے بڑھکر عیب (جو کہ ام العیوب ہی) یہی ہے کہ کم ہمتی اور کاہلی کی وجہ سے پابندی نہیں ہوتی یہ کیفیت ہے کہ ہر مہینہ میں نیا نظام الاوقات بناتا ہوں اور شروع بھی کر دیتا ہوں مگر دو تین روز کے بعد کسی خفیف عذر مثلاً ضعف قوت کا بہانہ یا کسی دوسرے کام کو پورا کرنے کے تقاضے سے مغلوب ہو کر چھوڑ بیٹھتا ہوں للہ اس ہمت میں قوت اور طبیعت میں تقاضا پیدا ہونے کی کوئی تدبیر تبلادیجئے کہ جس سے معمولات پر دوام والتزام ہو جاوے

تحقیق - اس کی تدبیر کی مستقلاً ضرورت نہیں اسی بے نظامی سے جب کہ دھن لگی رہے انشاء اللہ تعالیٰ نظام پیدا ہو جاوے گا۔ النور ص ۳۶

نماز میں سہو مضر نہیں

حال - چند دن سے عجیب اتفاق ہوتا ہے چار رکعت نماز میں عموماً سہو ہوتا ہے نہایت کوشش کرتا ہوں اور اللہ جل شانہ کی بزرگی کو دل میں رکھکر الفاظ پڑھتا ہوں مگر پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی۔

تحقیق - پھر نقصان ہی کیا ہے۔ النور ص ۳۸

نفلی نماز کی تاکید

حال - میں مغرب کی نماز کے بعد صلوۃ الاوابین پڑھا کرتا تھا - چند روز سے اس خیال سے چھوڑ دی ہیں کہ فوراً نماز مغرب سے فارغ ہو کر ذکر میں مشغول ہو جاتا ہوں - یہ خیال ہوتا ہے اب کہ یہ شرارت شیطان کی ہے۔

تحقیق - ہاں بلکہ بعد صلوۃ الاوابین کے ذکر کیا کرو۔

حال - اور عشاء کے بعد بھی نوافل نہیں پڑھتا صرف سنت اور وتر پڑھکر قرآن کی تلاوت یا کسی کتاب کا مطالعہ دیکھنے لگتا ہوں اور یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ باتیں یعنی کتاب کا مطالعہ اور ذکر وغیرہ نوافل سے ضروری اور بڑھکر ہیں۔

تحقیق - بڑھکر تو جب دیکھا جاوے کہ جب دونوں نہ ہوسکیں اور جب کہ دونوں ہوسکیں تو دو عبادتیں ایک عبادت سے بڑھ کر ہیں۔

حال ۔ کیا واقعی نفسانی شرارت ہے یہ یا نہیں نوافل سے محروم رکھتا ہو وہ مجھکو۔
تحقیق ۔ ہاں ۔

النور ص۴۴

دعا میں الحاح کی تفسیر

حال ۔ چھوٹی لڑکی کے مرنے کی یعنی نزع کی حالت میں رات کو یہ واقع پیش آیا کہ گھر میں بہت پریشان ہوکر تمام رات دعا کرتی تھیں کہ خداوندا اس بچی کو اچھا کردیجئے یکبارگی رات کو ایک آواز آئی کہ ہم سے لڑائی کرتی ہے سور ۔ اوسی کی صبح کو انتقال ہوگیا۔

تحقیق ۔ یہ نہایت کام کی بات بتلائی گئی جس کے سمجھنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ ظاہر میں یہ دعا میں الحال تھا جو کہ مطلوب ہے پھر یہ عتاب کیسا ۔ بات یہ ہے کہ اس دعا میں سوال مطلوب کیساتھ دوسری شق کی قلب میں ناگواری بھی تھی پس کراہت قضا پر عتاب ہوا اور الحلح میں دوسری شق پر بھی رضا ہوتی ہے گو عقلی سہی لیکن پریشانی نہیں ہوتی ۔

النور ص۷۱

مطالعہ کتب اصلاح اخلاق

حال ۔ عرض ہے کہ مندرجہ ذیل پر ارشاد عالی فرمادیں (۱) جب کوئی شخص نمازی یا غیر نمازی مسجد میں گپیں مارتا ہوا پاتا ہوں تو دل میں یہ خیال آتا ہے کہ خانہ خدا میں کیا خرافات اور واہیات بکتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی قلب میں موجزن ہوتا ہے کہ کبھی کبھی تو میں بھی جب بندہ سے کوئی باتیں کرنیوالا ہوتا ہے مزہ میں آکر ادھر ادھر کی ہانکا کرتا ہوں اس جرم کا تو میں بھی مجرم ہوں اور اسوقت مجھے ان لوگوں کی باتیں بری معلوم ہوتی ہیں سوائے اس کے دوسری بات نہیں کہ میرے اندر بخل حسد ہے کہ اوروں کی گفتگو بندہ کو بری معلوم ہوتی ہے اور کبھی کبھی ہمسایہ جب گھر بیٹھا ہوا کسی کے ساتھ گپ چلاتا اور شیخیاں لافیں مارتا ہے تو بھی بندہ کو اسکا یہ فعل موجب استہزار معلوم ہوتا ہے مگر ساتھ ہی یہ خیال ہوتا ہے کہ بندہ کے اندر یہ برا مرض ہے کہ اوروں کی بول چال وغیرہ خواہ وہ کسی مصلحت سے ہو بندہ کو پسند نہیں خدا کرے یہ مرض بندہ کے اندر سے زائل ہو جاوے ارشاد فرمادیں کہ بندہ کی یہ خصلت بری ہے یا اچھی اور اگر بری ہے تو اس بری عادت سے بچنے کا کیا طریق ہے جسپر عمل پیرا ہو جاؤں۔

تحقیق۔ ان جزئیات کا تو کہیں انتہا نہیں بجائے انکی مستقل تحقیق کے یہ زیادہ ضروری ہے کہ ان امور کی طرف اصلاً التفات نہ کیا جائے۔ کتابیں اصلاح اخلاق کی بالالتزام دیکھی جاویں اور اونکی موافق اپنی اصلاح کی جائے اس سے جزئیات سمجھ میں بھی آنے لگیں گی اور اصلاح کے طریقے بھی معلوم ہوجاویں گے اگر یہ طرز نہ بدلا تو تھوڑے دنوں میں وساوس کا غلبہ ہو جاوے گا۔

النور ص ۴۶۱

تقلیل کلام

حال۔ دیگر عرض یہ ہے کہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ خدا کے فضل سے آج کل غفلت بہت کم ہوتی ہے اکثر بفضلہ جلوت ہی میں دیکھتا ہوں کہ اہل مجلس کے ساتھ اتنا مشغول نہیں ہوتا جتنا خدا کے ساتھ بلکہ بعض وقت یہ حالت ہوتی ہے کہ میرے ساتھ کوئی بات کرنی شروع کی تو پہلے دیکھتا ہوں یہ کوئی ضروری بات ہے یا محض حکایات بیان کرنا مقصود ہے اگر ضروری بات ہو تو اسکو دھیان سے سنتا ہوں اگر محض حکایات بیان کرنا ہو تو پھر میں بھی اپنی توجہ خدا کی طرف کر لیتا ہوں بعض وقت تو ایسا ہوتا ہے کہ مجھے خبر بھی نہیں ہوتی کہ اس نے کیا بیان کیا میں اپنے دل ہی دل میں اللہ اللہ کرتا رہتا ہوں اور خیال بھی اسی طرف کر لیتا ہوں ایسے مجالس میں جو محض تفریح کے طور پر قصہ بیان کرے وہاں جیسا میں کرتا ہوں یعنی اپنے خیال کو خدا کی طرف کر لینا ایسا کرنا چاہئے یا ایسی مجلس سے چلا جانا چاہئے یا بیٹھا رہنا چاہئے اور اپنے خیال کو اپنے خالق کی طرف کر لینا چاہئے۔

تحقیق۔ اگر وہ بات مباح ہو تو یہی کافی ہے اور اگر معصیت ہو تو اوٹھ جانا چاہئے۔

النور ص ۴۸۹

حال۔ بعد سلام مسنون آنکہ۔ احقر نے کتنی ہی جگہ کم بولنے کی تعریف دیکھی ہے کتابوں میں حضرت سے بھی سنا ہے اور جی چاہتا ہے کہ بہت کم گفتگو کروں مگر معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے مجھ سے یہ ہو ہی نہیں سکتا ہے ایک یہ بات ہے کہ جہاں ایک دو روز کم گفتگو کی اور قلب کے اندر ایک رکاوٹ سی ایسی ہو جاتی ہے کہ میں عرض نہیں کر سکتا ہوں اور اندر ہی اندر قلب جلنے لگتا ہے خدا معلوم کیا بات ہے۔

تحقیق۔ اس کی پروا نکرنا چاہئے کم بولنے کی عادت کرنا چاہئے۔

النور ص ۷۲

دعا میں غلو نچاہیئے

سوال ۔ حضور والا نے دعوات عبدیت جلد ہشتم میں کہیں تحریر فرمایا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد اللہ پاک نے امام صاحب سے پوچھا کیا چاہتے ہو امام صاحب نے عرض کیا مغفرت اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم کو عذاب کرنا چاہتا تو علم نہ دیتا یہ خاکسار بھی یہی تمنا کرتا رہتا ہے کہ اس سے بھی ایسا ہی سوال ہو اور اسیطرح کا جواب دوں اور اللہ پاک یہ فرماویں کہ اگر تجھکو عذاب کرنا چاہتا تو تجھکو تھانہ بھون نہ بھیجتا اور ہمارے دوست مولوی اشرفعلی کا خادم نہ بناتا ۔ حضور والا سے اب معروض یہ ہے کہ اس گنہگار کی اس نوع کی تمنا کرنا اللہ پاک کی درگاہ میں گستاخی تو نہیں ۔

الجواب ۔ اصل مقصود دعا میں مغفرت کا مانگنا ہے باقی یہ قیدیں کہ مجھسے یوں پوچھا جاوے اور میں یوں کہوں یوں جواب ملے گستاخی ہے جیسے ایک صحابی نے اپنے بیٹے کو اس سے رد کا تھا کہ وہ قصر ابیض جنت کا مانگتا تھا ۔ النور ص۸۹

نماز قضا شدہ کا پڑھنا

حال ۔ مجھے اس وقت یاد نہیں کہ شروع بلوغ سے میں نے نمازیں پابندی کے ساتھ پڑھی ہیں یا کچھ قضا کی ہیں مگر یہ خیال ہے ۔ کہ نمازیں قضا بھی بہت ہوئی ہیں اس خیال سے کچھ دنوں سے قضا عمری شروع کر دی ہے ہر نماز کے ساتھ ایک نماز ادا کر لیتا ہوں اگر کسی وقت رہ گئی تو دوسرے وقت دو ادا کر لی اب عرض یہ ہے کہ کس مدت تک اسپر مداومت کی جائے ۔

تحقیق ۔ خود ہی اندازہ ہو سکتا ہے ۔ النور ص۵۹۷

دعا کا خلاف رضا نہ ہونا

سوال ۔ ہم کو یہ تعلیم ہے کہ خدا کی مرضی پر صبر و شکر کریں اور جو اس کی رضا ہو اس پر خاموشی اختیار کریں تو پھر اپنے مقاصد کیلئے مختلف قسم کی دعائیں کرنا تسلیم و رضا کے خلاف ہوگا اس کو کس طرح سمجھوں ۔

جواب ۔ دعا کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم آپ کی اجازت سے وہ چیز مانگتے ہیں جو ہمارے علم میں مصلحت اور خیر ہے اگر آپ کے نزدیک بھی خیر ہے تو عطا کر دیجئے ورنہ نہ دیجئے ہم دونوں حال میں راضی ہیں مگر اس رضا کی علامت یہ ہے کہ قبول نہ ہونے سے شاکی اور

تنگدل نہ ہو دعا کرتا رہے تو دعا خلاف رضا نہ ہوئی مگر دعا میں باستثنا محل استخارہ کے کہ اسکا خیر ہونا اپنے نزدیک بھی مترددفیہ ہے۔ یہ نہ کہا جاوے کہ اگر آپ کے علم میں خیر نہ ہو تو نہ دیجئے کیونکہ خلاف ہے حکمت مشروعیۃ دعا کے اور وہ حکمت اظہار ہے احتیاج کا اور اس کہنے میں ایہام ہے استغنا ہوگا۔

النور ص ۵۴۱

نماز میں آنکھ بند کرنا

سوال۔ اگر نماز پڑھتے وقت دل چاہتا ہے آنکھ بند کر کے نماز پڑھنے کو آیا اس میں کوئی قباحت ہے یا نہیں۔

جواب۔ کچھ قباحت نہیں لیکن آنکھ بند کرنے کو ثواب نہ سمجھیں بلکہ خیالات پریشان آنیکا علاج سمجھیں۔

النور ص ۵۴۶

دعا برائے کشائش مشکل

سوال۔ مجھے عرصہ سے آرزو فاتحہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تھی چونکہ میرا بڑا لڑکا اجمیر شریف میں ملازم ہے اس نے کہا کہ میں قیام وغیرہ کا انتظام کرلونگا تم آجانا لہذا میں برخوردار کو ساتھ لیکر اجمیر شریف گئی جو کچھ مجھسے ہوسکا میں نے بھی پڑھا اور برخوردار نے بھی پڑھا تیسرے روز شب کو برخوردار کو بشارت ہوئی کہ اپنی والدہ سے کہدو کہ تم اپنے پیر سے دریافت کرو جووہ بتلاویں وہ پڑھو انشاءاللہ تمہاری مراد پوری ہوجاوگی۔ لہذا تصدیعہ پرداز ہوں کہ فدویہ کے لئے کوئی وظیفہ فرمایا جاوے کہ جس کو میں کرتی رہوں اور دعا فرمائی جاوے کہ خدا مجھسے کرادے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے برخوردار کو اولاد صاحب نصیب دے اور روزگار میں ترقی ہو برخوردار کے فرض نکاح سے بخیر وخوبی سبکدوشی حاصل کرلوں۔

الجواب۔ ان سب مقاصد کیلئے یہ دعا بعد ہر نماز کے جی لگا کر سات بار پڑھا کریں اور دعا کیا کریں دعا یہ ہے اللھم لاسھل الا ما جعلتہ سھلا وانت تجعل الحزن سھلا اذا شئت۔ اور اگر یہ یاد ہونا مشکل ہو تو یہ شعر ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ فسہل یا الٰہی کل صعب ٭ بحرمۃ سید الابرار سہل ٭

النور ص ۸۸

فرائض ونوافل کے قضا ہونے میں فرق

حال۔ آجکل حالت یہ ہے کہ عبادت کرنے کو جی چاہتا ہے مگر حسب خواہش ہو نہیں سکتی قلق ہوتا ہے ہر روز تہیہ ہوتا ہے مگر کچھ نہ کچھ کسر رہ ہی جاتی ہے

خیر خدا کا فضل ہے کہ دوازدہ تسبیح اور چلتے پھرتے بھی کچھ ذکر ہو جاتا ہے اصلاح نفس کی طرف بھی توجہ رہتی ہے پچھلے کو برابر اٹھتا ہوں مگر ساڑھے چار بجے شبہ رہتا ہے کہ تہجد کا وقت ہے یا نہیں اس لئے ذکر تو کر لیتا ہوں اور قرآن شریف کی منزل قبل از نماز پڑھ لیتا ہوں کبھی ایک پارہ مگر اکثر کبھی نصف مگر تہجد نہیں ہوتا۔ کل کسی کام میں لگ گیا باوجودیکہ نماز ظہر کے واسطے وضو بھی کر چکا تھا مگر کام میں لگ گیا نماز قضا ہو گئی قضا تو پڑھی لیکن اگلی روز تہجد بھی قضا ہوئی تھی تہجد کا مجھے زیادہ قلق ہوا تھا فرض نماز کا اتنا قلق نہیں ہوا سمجھ میں بات نہ آئی کہ اس کی کیا وجہ ہے اس میں کید نفس تو نہیں یا کوئی صورت مضر تو نہیں پیدا ہو گئی بہت سوچتا ہوں سمجھ میں نہیں آتا مولوی ...... صاحب سے پوچھا ان کی تقریر سے بھی کوئی تسکین نہیں ہوئی حضور ارشاد فرمائیں کہ کیا بات ہے۔

تحقیق۔ کسر رہ جانا تو لن تحصوا کا تحقق ہے جو کہ لازم ہے احتیاطاً تہجد عشا کے بعد بھی پڑھ لیا کیجئے اگر آخر شب میں بیداری ہو گئی تو مکرر سہی ورنہ فوت تو نہ ہو۔ جو بات سمجھ میں نہیں آئی مجھکو خیال ہوتا ہے کہ میں نے اس کے متعلق کبھی لکھا بھی ہے مگر مستحضر نہیں اور ممکن ہے کہ وہ کسی خاص سائل کی حالت کے مناسب ہو اس وقت جو ذہن میں بیساختہ وجداناً آیا معروض ہے وہ یہ کہ طاعات پر دو اثر مرتب ہوتے ہیں ایک عاجل یعنی حظ اور یہ امر ذوقی طبعی ہے دوسرا آجل یعنی ثواب اور یہ امر اعتقادی عقلی ہے اور حظ میں جدت و امتیاز کو خاص دخل ہوتا ہے اور تہجد میں اسکا تحقق ظاہر ہے اور فرائض میں بوجہ عموم و تشارک کے یہ مفقود ہے اس لئے تہجد میں حظ فرائض سے زیادہ ہوگا گو اجر و ثواب کا اعتقاد فرائض ہی میں زیادہ ہے اور ایک قلق ہوتا ہے فوت حظ سے اور ایک ہوتا ہے فوت اجر سے اول فوت تہجد سے زیادہ ہوگا اور ثانی فوت فرض سے زیادہ ہوگا اور اول کا تحقق غلبہ طبیعت کا اثر ہے اور ثانی کا تحقق غلبہ عقل کا اور احد الامرین کا غلبہ غیر اختیاری ہے اس لئے اس پر ملامت تو نہیں نہ یہ کید نفس ہے مگر دلیل فساد ذوق کی ضرور ہے سلامت ذوق کی دعا ضروری ہے۔ النور صـ ۱۲۱

سونے سے نماز قضا ہو جانا

سوال۔ سوتے ہوئے سورج نکل آیا اور وقت کی خبر نہ ہوئی نہ کسی نے جگایا تو اس کو قضا نماز کا گناہ ہوتا ہے یا نہیں۔

جواب - سوتے وقت اس نے اگر جاگنے کا کافی انتظام کیا تھا تب تو گناہ نہیں ہوا اور اگر بے پروائی کی تھی تو گناہ ہوا۔ النور ص ۱۲۷

تقلیل اختلاط مع الانام اور مبتدی کیلئے طریق وعظ

حال - احوال فدوی از بس زبون ست کہ دل از مردمان بیحد متنفر و صحبت ایشان از حد وحشت ساہم و کلام وغیرہ ہمہ ترک کردہ ام مواعظ و پندہا نیز متروک ساختہ ام معلوم می شود از من خوارترین کسے را دیدہ نمی شود - لہذا وعظ گفتن و نصیحت کردن یک قلم موقوف کردہ ام معمول احقر قبل ایں بہ نہج حسب ذیل بود از رسائل مواعظ حضرت والا پیش مردمان بیان کردن بفضلہ تعالےٰ اکثر آدمی دیار ما رسومات باطلہ ترک کردہ متبع حضرت شدند اکنوں از اختلاط ایشان درکنا شدم باقی معمولات ہمچوں بہ نہجِ سابق ست -

تحقیق - خوب کردند لیکن اگر مردمان بر وعظ اصرار نمایند و امید نفع ہم باشد مواعظ احقر را بدست گرفتہ عبارتش را خواندہ تقریرش پیش مردمان کنند۔ النور ص ۱۳۷

حال - حضرت جی ایک یہ بیشتر جو تعلقات اپنے عزیز اقرباؤں سے تھے یہ تو نعوذ باللہ میں نہیں عرض کر سکتا ہوں کہ وہ قطع کر دئے جائیں مگر ہاں کمی کے لئے عرض کرتا ہوں اب جیسا کچھ حضرت حکم فرمائیں۔

تحقیق - بہت ضروری ہے خصوص ابتدا میں مگر کسی کا حق واجب فوت نہو۔ النور ص ۱۸۶

حال - مخالطت نہایت ناگوار ہوتی ہے حتیٰ کہ جسقدر وقت درس میں اور اس کے سبب سے غفلت میں گذرتا ہے اسکا نہایت افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق - یہ سب علامات محمودہ ہیں۔ النور ص ۲۴۶

حال - طلبا کی تعلیمی حالت میں کوشاں تھا اس سے کہیں زیادہ اخلاق و عادات کے درپے رہتا تھا نیز تعلیم میں بھی نہ محض بحیثیت ملازمت بلکہ دل سے کوشش کرتا تھا کہ ان لوگوں کو علم آجائے اور واقعی علاوہ محنت لینے اور تاکید کرنے کے ان کیواسطے دعا بھی کرتا تھا اس انداز کے برتاوے و ہمدردی سے اکثر طلبہ بہت خوش تھے اور میں بھی نیز ان کے والدین اور جملہ اراکین مدرسہ بھی بہت خوش تھے اس طریقہ کے طرز عمل سے - جہاں احقر رات کو رہتا تھا محض اس خیال سے کہ مکان پر کتاب وغیرہ دیکھنے میں

کمی ہوتی تھی آتے تھے اور پڑھتے تھے ۔

چونکہ اس طرح کے رہنے سے انکو بندہ سے اور بندہ کو ان سے انسیت سی ہوگئی تھی اور یہ انسیت محض انسیت ہی تھی تعلق نہیں تھا اتفاق سے دو چار روز بمصلحت سختی کا برتاؤ کیا تاکہ انکو آئندہ تعلیم میں، مفید ہو یا اس وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ان میں سے دو طلبہ بلا اطلاع مکان و بلا اجازت احقر کسی دوسری جگہ بھاگ گئے ان کے چلے جانے سے طبیعت کو قدرے قلق معلوم ہوتا ہے کوئی پریشانی نہیں ہے محض کبھی خیال ہوجاتا ہے اس قلق کے ہونے سے جی یہ چاہتا ہے کہ محض برتاؤ ملازمت پر اکتفا کروں اور کسی طالب علم کو خصوصیت سے خیرخواہانہ برتاؤ نہ کروں تاکہ نہ آن کے رہنے سے کوئی خوشی یا دباؤ رہے نہ جانے سے رنج و قلق نیز بعض لوگ بندہ سے علاوہ طلبہ کے بہت مانوس ہیں خیال ہوتا ہے کہ ان کے تعلقات بھی قطع کروں تاکہ احقر کے نہ رہنے پر ان کو پریشانی نہ ہو جیسے مولوی ...... کے چلے جانے سے لوگ پریشان تھے نیز دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھوں اس میں کیا مناسب ہے جو کچھ ہو تحریر فرمایا جاوے ۔

تحقیق ۔ از خود بلا ضرورت تعلق پیدا نہ کیجئے جو خود تعلق کرے اعراض نہ کیجئے اسی طرح جہاں ضرورت اصلاح کی ہو دریغ نہ کیجئے اس کے بعد اگر قلق ہو آپ کو یا انکو اس قلق سے بچنے کی کوشش نہ کیجئے اگر ایک قلق سے حفاظت کی ممکن ہے کسی دوسرے قلق میں ابتلا ہو جاوے وقد جرب مرارًا وکرارًا ۔ النور ص۳۲۸

حال ۔ نمبر ۱ ۔ روز بروز خلوت کی طرف رغبت اور عوام بلکہ علما ظاہر کی طرف سے زیادہ نفرت بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ اعزہ و احباب سے سلام کلام نہیں کرتا البتہ اگر کسی نے ابتدا کی تو جواب بخوشی دیتا ہوں اگرچہ مخالفین ہی کی جانب سے ہو ۔

نمبر ۲ ۔ اگر کسی کو مبتلائے معصیت دیکھتا ہوں تو از حد پریشان ہو جاتا ہوں خواہ وہ موافق ہو یا مخالف ہاں بعضوں کی دنیوی ترقی دیکھکر طبیعت کڑھتی ہے بلکہ تنزل کی خواہش ہو جاتی ہے ۔

نمبر ۳ ۔ بعض وقت قلب میں کسی دینی و دنیوی امر کی خواہش نہیں رہتی دوزخ اور جنت کا خیال تو لغو معلوم ہوتا ہے اور نہ کسی چیز کی دعا کی خواہش ہوتی ہے ہاں اس قسم کے اشعار بطور دعا پڑھتا رہتا ہوں ۔

تحقیق۔ نمبر ا و نمبر ۲ کے حالات عین مطلوب ہیں نمبر ۳ کا حال غلبہ اثر ہے اسکی تعدیل کی ضرورت ہے جو اتباع احکام کی برکت سے خود ہو جاوے گی دعائے خیر کرتا ہوں۔

النور ص ۳۲۵

حال۔ میں اپنے جملہ متعلقین بزرگ خورد سے بے انتہا محبت رکھتا ہوں اور وہ سب مجھ سے مطلق محبت نہیں رکھتے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔

تحقیق۔ اس سے تو راحت ہونا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے غیر اللہ سے دل برداشتہ ہونے کا سامان فرمایا۔

سوال۔ جناب خدا سے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کی محبت میرے دل سے نکالکر اپنی خالص محبت کا متوالا و شیدا بنا دے۔

جواب۔ آمین۔

النور ص ۳۴۶

حال۔ کوئی خاص حالت قابل تذکرہ نہیں تعداد ذکر بارہ ہزار۔ اسم ذات مختلف جلسوں میں ادا کر لیتا ہوں بپابندی ضرب و جہر ایک جلسہ میں ادا نہیں ہوتا اور تعداد ہر جلسہ کی مختلف موافق تحمل طبیعت و دماغ ہوتی ہے۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ تعالیٰ حالت اچھی ہے مگر ابھی آپ پر ذکر کا اثر نہیں ہوا۔ وہ موقوف ہے تقلیل کلام و تقلیل اختلاط مع الانام و قلت التفات الی التعلقات پر اور ابھی اس کی ضرورت آپ کو محسوس نہیں ہوئی۔ آپ کو مواعظ کا مطالعہ اور مثنوی کا (گو سمجھ میں نہ آوے) کرنا چاہیئے۔

النور ص ۳۶۵

حال۔ تین چار روز سے حالت یہ ہے کہ دل چاہتا ہے کہ حجرہ بند کر کے ہر وقت ذکر کرتا رہوں نہ کسی سے بولنے کو دل چاہتا ہے نہ ملنے کو جی چاہتا ہے اور ملنے جلنے سے بہت نفرت معلوم ہوتی ہے بلکہ جدھر آدمی ہوتے ہیں ادھر سے گذرنے کو بھی جی نہیں چاہتا دوسری طرف کو گذر جاتا ہوں تنہائی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ مبارک مبارک۔

حال۔ حضرت یہ کوئی عیب کی بات تو نہیں۔

تحقیق۔ ہرگز نہیں۔

حال۔ یہاں جتنے لوگ ہیں یہ سب نیک لوگ ہیں انسے جو نفرت معلوم ہوتی ہے اس سے

ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں یہ نفس کی شرارت نہ ہو۔

تحقیق۔ یہ نفرت نہیں وحشت ہے اور وحشت بھی عقلی نہیں بلکہ طبعی اور وہ طبعی بھی ان کی ذات سے نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ یہ سبب بنیں گے تشتت توجہ الی اللہ کے۔ ص ۴۷۹

حال۔ حضرت مجھ میں استقلال بالکل نہیں ہے بہت سے ارادے کرتا ہوں لیکن کبھی فعلیت سے دو چار دن نہیں ہوتے بعض امور کا آغاز کر دیتا ہوں لیکن وہ انجام تک نہیں پہونچتے شیطان و نفس امارہ کا یہاں تک غلبہ ہے کہ علاوہ ارتکاب معاصی صغیرہ و کبیرہ کے اپنے امراض روحانی کو مشفق معالج کے سامنے پیش کرنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی اور لاکھوں اعذار باردہ ذہن میں آتے ہیں۔ اگرچہ میں نے اپنی ابتدائی عمر کا ایک معتد بہ حصہ جناب والا کے سایۂ عاطفت میں بسر کیا ہے مگر افسوس ہے کہ اپنے واجب الاصلاح احوال کو خواہشات نفسانیہ میں گرفتار ہو کر جناب کے سامنے بھی پیش نہیں کرتا اور حجاب آتا ہے۔ جناب نے پہلے تحریر فرمایا تھا کہ کچھ مکافات کرنا چاہیئے۔ اب سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طریقہ سے آغاز کروں میرے پاس یہ اسباق ہیں متنبی۔ مقامات ملا جلال میر زاہد مطول۔ ہدایہ اولین بعد عصر ایک وکیل مولوی ...... صاحب کو پڑھاتا ہوں ایک سبق خارج میں مختصر معانی مولوی ...... صاحب پندرہ بیس منٹ پڑھتے ہیں۔

اب میری موجودہ حالت تساہل و پست ہمتی و اشغال کو مد نظر رکھکر کوئی طرز عمل تحریر فرمادیں اور دعا فرمادیجئے کہ حق تعالیٰ توفیق عمل عنایت فرمائے۔ انہیں معاصی کی شرم سے جناب والا کو عریضہ لکھنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی۔ اب یہ عریضہ بھی اس خیال سے لکھ رہا ہوں کہ جو کچھ بھی جسطرح بھی ہو تھوڑے بہت احوال سے اطلاع دوں کم از کم اس عریضہ کو بہ نیت اصلاح نفس ارسال کرنے کا ہی ثواب ہوگا۔

تحقیق۔ آغاز کیا مشکل ہے اپنا سب حال لکھ بھیجا اور میں نے جو کچھ لکھا اس پر عمل شروع کر دیا اگر اسمیں اختلال ہوا مجھکو بے تکلف اطلاع کر دی پھر اس کے جواب میں جو کچھ میں نے لکھا اس کے ساتھ بھی یہی عمل کیا یوں ہی لسٹم پسٹم ہو کر کام بنجاویگا ؎

دوست دارد دوست ایں آشفتگی ؛؛ کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

اسوقت تین امر لکھتا ہوں جن کو مقصود میں دخل تام ہے گو وجہ دخل ہونے کی آپ کی سمجھ میں

نہ آوے اس طریق میں تقلیدی مقدمہ تحقیق ہے۔

۱ء وضع تکلف کی قطعاً چھوڑ دی جاوے ۲ء بلا ضرورت شدیدہ اختلاط چھوڑ دیا جاوے
۳ء آدھا گھنٹہ خلوت کا معین کر کے خدا تعالیٰ سے اصلاح و ہدایت کی دعا کیجاوے۔

النور ص ۴۷ ۵

حال۔ خادم عارض حال ہے کہ میرے مکان پر جو مہمان یا ملنے والے آتے ہیں انکی ضروری خدمت کے علاوہ ان کے پاس بیٹھنا بھی پڑتا ہے تاوقتیکہ وہ چلے نہ جاویں کبھی دین کی کبھی دنیا کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں وقت ضایع ہوتے دیکھکر جی کڑھتا ہے دل چاہتا ہے کہ اٹھکر تنہائی میں چلا جاؤں لیکن اس خیال سے نہیں اٹھتا کہ یہ تو میرے پاس بیٹھنے کے لئے آئے ہیں ان کی دلشکنی ہوگی اور جو پابندی شرع شریف کی ترغیب ہوتی ہے وہ بھی رک جائیگی اور خود کلمہ سوم کا ورد رکھتا ہوں گاہے باتوں میں غفلت بھی ہو جاتی ہے اس کے متعلق کیا ارشاد عالی ہے؟

تحقیق۔ تھوڑی دیر پاس بیٹھکر جب دیکھا جاوے کہ اب غیر ضروری باتیں ہونے لگی ہیں خواہ بدون حیلہ کے خواہ کسی حیلہ سے اٹھ جانا چاہئے۔ پھر اگر وہ مقیم رہیں تو کسی دوسرے جلسہ میں ایسا ہی کرنا چاہئے مروت میں اپنا دینی ضرر ہرگز گوارا نکرنا چاہئے بس شدہ شدہ اسی طرح عادت ہو جاویگی آپ کے نفس کو بھی اور اضیاف کو بھی۔

النور ص ۵٦ ۵

حال۔ حالت یہ ہے کہ جب کوئی آدمی ایسا آجاتا ہے کہ جس سے میرا کوئی کام دینی یا دنیوی متعلق ہو یا اسکا کوئی کام دینی یا دنیوی ایسا ہو کہ وہ مجھسے انجام کو پہونچ سکتا ہو تو طبیعت نہیں اُکتی لیکن اس حالت میں کہ جب ضرورت سے زیادہ میرے پاس جمکر نہ بیٹھ جائے

تحقیق۔ میری بعینہ یہی حالت ہے اس کی اطلاع آپ کی تسلی کے لئے کردی۔

حال۔ اور جب کوئی شخص محض ملنے کے لئے آجائے تو طبیعت میں سخت الجھن پیدا ہوتی ہے پس اگر کوئی امیر آدمی ہوا تو بہ تکلف طبیعت پر جبر کر کے اس کے ساتھ بیٹھا رہتا ہوں۔

تحقیق۔ اس کی دلجوئی کے لئے اپنے کو محبوس کرنا مجاہدہ اور طاعت ہے۔

حال۔ لیکن اگر امیر نہ ہوا تو ضبط نہیں ہوتا۔

تحقیق ۔ اسکی حقیقت عنقریب معروض ہوگی:

حال ۔ اور جب یہ خیال ہوتا ہے کہ امراو غربا سب کیساتھ برتاؤ ایک سا ہونا چاہئے ۔

تحقیق ۔ اس کی تحقیق عنقریب آتی ہے ۔

حال ۔ یہ اچھا نہیں ہے کہ غربا کو ہٹا دیا جائے اور امرار کو بیٹھنے دیا جائے تو نفس یہ جواب دیتا ہے کہ امیروں کا آنا تو اتفاقیہ کبھی کبھی شاذ و نادر ہوتا ہے برخلاف غربا کے کہ جب وہ اپنی طرف زیادہ توجہ دیکھیں گے تو پھر ان سے پیچھا چھوڑانا مشکل ہوگا ۔

تحقیق ۔ یہ فرق تو صحیح نہیں اس لئے کہ اگر کوئی غریب بھی اتفاقیہ شاذ و نادر آتا ہو تو اس فرق کا مقتضا یہ ہے کہ اس کو بھی بیٹھنے دیا جاوے حالانکہ معمول ایسا نہیں ہے سو یہ فرق صحیح نہیں بلکہ فرق صحیح یہ ہے کہ دلجوئی تو امر مشترک ہے مگر کیفیت دلجوئی کی ہر شخص کی جدا ہے اس کی حالت طبیعت و عادت کے تفاوت سے یعنی امرا کی مجموعی حالت طبیعت و عادت کی ایسی ہے کہ جب تک زیادہ توجہ انکی طرف نہ کی جاوے وہ خوش نہیں ہوتے اور غربا تھوڑی توجہ سے راضی ہو جاتے ہیں اس لئے دونوں کی دلجوئی کے طریق میں ایسا تفاوت مذموم نہیں البتہ غربا کو یا تو اٹھایا نہ جاوے خود اٹھ جاویں کسی بہانہ سے اور اگر اٹھانا ہی پڑے تو بہت نرمی سے مثلاً یہ وقت میرے آرام یا کام کا ہے آپ بھی آرام کیجئے و مثل ذلکؔ

حال ۔ اتنی کیفیت تو عام ہے کہ کوئی کام والا ہو یا نہ ہو طبیعت پر اثر ضرور پڑتا ہے یعنی دماغ تھک جاتا ہے سر میں درد ہونے لگتا ہے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندہ خود دوسرے سے کسی بات کا سوال کرتا ہے لیکن جب وہ اپنے جواب میں بات چیت کو پھیلاتا ہے تو طبیعت اُلجھنے اور گھبرانے لگتی ہے چاہتا ہوں کہ یا تو میں خود پیچھا چھوڑا کر چلا جاؤں یا وہ بات کو ختم کر دے یا چلا جائے ۔

تحقیق ۔ آپ معذور ہیں غالباً میں نے جو اوپر عرض کیا ہے کافی دستور العمل ہے اور ایک صورت اور بھی ہے سب کے ساتھ تو نہیں مگر بعض کے ساتھ اس میں آسانی ہوگی وہ یہ کہ ایک تختی پر اردو یا گجراتی میں اپنے عذر و مرض کے اظہار کا مضمون لکھکر رکھ لیا جاوے اور موقع پہ وہ پیش کر دیا جایا کرے ۔

النور ص ۵۶۵

قرآن یاد کرنے کا طریقہ

حال۔ عرصہ سات سال کا ہوا کہ اس ناچیز خاکسار حقیر نے قرآن شریف حفظ یاد کیا تھا اور دو محراب بھی سنائیں بوجہ بدقسمتی کی فکر معاش میں پردیس کو چلا گیا اور نوکری کر لی بوجہ فرصت نہ ملنے کے کلام الٰہی کا دور نہیں ہوا اور نہ محراب سنائی خام ہو گیا۔ گذشتہ ماہ رمضان میں نہایت کوشش و محنت کر کے پندرہ پارے صاف کئے لیکن بعد ماہ رمضان سے جو قرآن شریف کی طرف رجوع کرتا ہوں تو طبیعت نہیں لگتی اور دل گھبراتا ہے اور دماغ پریشان ہو جاتا ہے جہاں آدھا یا و سپارہ پڑھا پھر دل ہٹ جاتا ہے اور اردو وغیرہ کی کتاب دیکھنے سے کبھی یہ بات نہیں ہوتی۔ اور نہ دل گھبراتا ہے۔ اس لئے حضرت کی طرف رجوع کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ ضرور حضرت دعا سے یاد فرما کر میری دستگیری فرمائیں گے اور جس طرح حضرت اس بیمار عصیاں کے واسطے کوئی نسخہ تجویز فرمائیں عمل میں لاؤنگا کوئی کسی قسم کا فرق نہ ہوگا۔

تحقیق۔ بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں کہ ان سے تنہا کام نہیں ہوتا کسی ایسے شخص کو تجویز کریں جو قرآن بطور استاد کے سنا کرے اور مشورہ دے سکے کہ اتنا یاد کرو۔ اور اتنا سناؤ اور اگر دماغ ضعیف ہو تو طبی علاج بھی کریں۔

النور ص ۱۲۸

توسط یا انتہا سلوک میں مجاہدہ ثانیہ کی ضرورت

حال۔ علاوہ ازیں عرض یہ ہے کہ پچھلی حالت جس میں توجہ الی اللہ زیادہ تھی ان ایام میں تقاضائے معصیت بہت مغلوب تھا اور ایک گونہ جمعیت اور سکون اور یکسوئی حاصل تھی لیکن اب وہ حالت نہیں رہی تقاضائے معصیت کا بعض وقت بہت غلبہ ہوتا ہے اور وہ پہلی یکسوئی نہیں رہی ؎

مرغ دل را صید جمعیت بدام افتادہ بود ؎ زلف بکشادی و باز از دست شد نخچیر ما

اور معاصی کے غلبہ کی یہ حالت ہے۔ ؎

فغاں از بدیہا کہ در نفس ماست ؎ کہ ترسم شود ظن ابلیس راست

اس حالت سے جی بہت کڑھتا ہے اور جان گھلتی جاتی ہے خدا کے لئے دعائے استقامت علی صراط المستقیم فرماویں ورنہ بیان کچھہ حال نہیں۔ ع

چہ برخیزد از دست و تدبیر ما

تحقیق۔ یہ ہے وقت مجاہدہ ثانیہ کا بعد فراغ مجاہدہ اولیٰ کے اور یہی ہے جس کے نہ جاننے سے ایک سالک واصل کو شبہ رجعت کا ہوجاتا ہے اور بعض اوقات مایوس ہوکر نوبت تعطل کی آجاتی ہے حالانکہ یہ کمال سلوک کے لوازم عادیہ سے ہے حقیقت اس کی یہ ہے کہ ابتدا میں جوش کی زیادتی سے امور طبعیہ مغلوب ہوجاتے ہیں تو توسط یا انتہا میں جوش کم ہونے سے وہ امور طبعیہ پھر عود کرتے ہیں کیونکہ انکا زوال نہیں ہوتا ہے صرف مغلوب ہوگئے تھے اس عود کے وقت پھر مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس مجاہدہ میں تعب و کشاکشی کم ہوتی ہے لرسوخ التہذیب فی النفس مگر عزم توجہ و ہمت و ضبط کی حاجت ہوتی ہے۔ چونکہ آثار سے ایک گونہ نسبت میں کمال معلوم ہوتا ہے توکلاً علی اللہ آپ کو بیعت لینے کی اجازت دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امید نفع خلق رکھتا ہوں۔ النور ص۱۸۲

حال۔ حضرت والا احقر کو نفس کے اندر ایک بات کچھہ دنوں سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ معصیتوں کا تقاضا بالکل پہلا جیسا ہونے لگا حیران ہوں کہ عرصہ کا نفس مضمحل ہو اور اب پھر دوبارہ اسی شدت اور جوش و ہیجان کے ساتھ تقاضا کرنے لگا جیسا تقاضا ابتدا میں ہوتا تھا۔

تحقیق۔ اکثر اہل طریق کو یہی حالت پیش آتی ہے کچھہ گھبرانے کی بات نہیں اس وقت جو نفس کا مقابلہ کیا جاتا ہے وہ مجاہدہ ثانیہ کہلاتا ہے اور اس مجاہدہ کا اثر انشاء اللہ تعالیٰ راسخ ہوگا۔ اور شاذ و نادر کسی امر طبعی کا خفیف تقاضا یہ منافی رسوخ کا نہیں اس تغیر و تبدل کی مثال حسیات میں ایسی ہے جیسے شب کے آخر میں تاریکی کے بعد ایک نور ہوتا ہے جس کو صبح کاذب کہتے ہیں ناواقف خوش ہوتا ہے کہ تاریکی گئی۔ پھر دفعتہً وہ نور زائل ہوجاتا ہے اور تاریکی چھا جاتی ہے مگر تھوڑی ہی دیر میں پھر دوسرا نور آتا ہے جس کو صبح صادق کہتے ہیں۔ وہ قائم بلکہ ترقی پذیر ہوتا ہے۔

حال۔ حضرت والا نے احقر کو جو معصیتوں کے علاج وقتاً فوقتاً ارشاد فرمائے ہیں احقر ان ہی پر کاربند ہے اور حضرت والا کی دعا سے نفس کی مخالفت کرنے سے ہر معصیت کا تقاضا جلدی ہی فرو ہو جاتا ہے اور سابق جیسی نفس کو روکنے میں تنگی و دشواری پیش نہیں آتی اور تھوڑی سی مخالفت و تنبیہ سے نفس معصیت کے تقاضے سے باز آجاتا ہے۔

تحقیق۔ یہی علامت ہے کہ یہ عود الی الطبعیات ضعیف ہے ورنہ مقاومت دشوار ہو جاتی جیسے پہلے تھی۔

حال۔ حیرانی یہ ہے کہ نفس و شیطان کی آمیں کیا مخفی چال ہے کیونکہ اعمال میں معمولات کے بجالانے میں کچھ سستی و مخالفت نہیں کرتا بلکہ نفس نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ یہ اعمال تو تجھکو کرنے ہی پڑیں گے حضرت والا احقر کی عاجزانہ عرض ہے کہ نفس کی اس مکر و چال کیلئے احقر کیا تدبیر کرے جو ارشاد عالی ہوگا احقر اس کو بجا لاویگا معصیتوں کے علاج سابق پر احقر بدستور عمل کرتا ہے۔

تحقیق۔ بس یہی تدبیر ہے اسی سے انشاء اللہ سب شکائتیں دور ہو جاویگی اور جب کبھی ایسا ہو بھی علاج ہے فارغ ہونے کا قصد ہی نہ کیا جاوے بخار کے موسم میں بعض کو ہمیشہ بخار ہوتا ہے مگر علاج اسکا یہی ہے کہ بخار کا نسخہ پیا جاوے اس کی سعی بیکار ہے کہ بخار ہی نہ آوے۔

النور ۹۳۲

فکر و کوشش کی ضرورت

حال۔ کوئی طریقہ جامعہ بندہ کو ایسا تبلادیں جو احتراز عن المعاصی کے لئے مجرب ہو ہمیشہ ہر ہفتہ توبہ کرتا ہوں کہ اس ہفتہ سے تمام افعال ذمیمہ ترک کردونگا اور افعال حسنہ جن میں حق تعالےٰ کی رضامندی حاصل ہو وہ کروں گا۔ اور ایسا کرتا بھی ہوں لیکن بعد ایک دو روز کے تمام تہیہ وغیرہ غارت جاتا ہے وہی تاریکی قلب پر جو توبہ سے پہلے تھی آجاتی ہے کیا کروں حضور ہی اس بندۂ ناچیز کی کچھ اصلاح فرمادیں گے نہ معلوم کیا حشر ہونا ہے اگرچہ یہ توبہ کرنا افعال اختیاریہ سے ہے کہ جبر کرکے معاصی سے احتراز کروں اور توبہ کے وقت ارادہ راسخ بھی ہو جاتا ہے لیکن حیران ہوں کہ کیا کروں۔ حضور ہی کچھ دعا فرمادیں

اور کوئی طریقہ جامعہ بتلادیں۔

تحقیق ؎ صوفی نشود صافی تا در نکشد جامی ٭ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے
؎ اندریں رہ می تراش و میخراش ٭ تا دم آخر دمے فارغ مباش
؎ تا دم آخر دم آخر بود ٭ کہ عنایت با تو صاحب سر بود

حاصل یہ کہ فکر اور کوشش جاری رکھنا چاہیئے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح کامیابی ہو جاوے گی۔ النور صـ ۱۸۳

قضاء شدہ نمازوں کی قضاء میں سستی کرنا مضر باطن ہے

حال۔ اگر پہلی نمازیں ذمہ میں باقی ہوں تو ان کی قضا میں سستی کرنا معصیت ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ بلا عذر معصیت ہے۔ النور صـ ۱۹۸

دعا خلاف عبدیت نہیں

حال۔ آپ کی دعا کی برکت سے اسوقت تک اس ناکارہ کی حالت بہتر ہے اپنے وقت پر سب کام ورد وظائف ہو جاتے ہیں مگر آنکھ کیجانب سے سخت رنج ہے صرف ایک آنکھ کام دیتی تھی اب وہ بھی ٹھیک کام نہیں دیتی تلاوت کلام پاک اور کتب وغیرہ سے محرومی کا سخت رنج ہے دوسرے ننھے ننھے بچے ہیں۔ میری بینائی کے واسطے دعا فرمادیں یا پروردگار عالم ساتھ ایمان کے بلالیں بلا بصارت زندگی بیکار ہے۔

تحقیق۔ صحت کی دعا تو سنت اور علامت عبدیت کی ہے مگر یہ کہنا کہ یا پروردگار عالم ساتھ ایمان کے بلالیں بلا بصارت زندگی بیکار ہے یہ نہایت بے ادبی ہے اور بعید از عبدیت ہے ہم کو رائیں لگانے کا کیا حق ہے حضرت حق سے جو پیش آوے خیر ہے تلاوت اور کتب بینی میں ثواب و رضا منحصر نہیں اول تو صحت کی حالت میں طاعات تطوع پر مداومت کرنے والے کو مرض میں بدون عمل کئے بھی وہی ثواب عمل سابق کا ملتا ہے دوسرے بعض اوقات صبر کا اجر عمل کے اجر سے بڑھ جاتا ہے البتہ بینائی کی دعا خود رائی نہیں اس کی

اجازت ہے دعا مانگے اور دل سے مانگے اور ساتھ ہی یہ سمجھے کہ اگر اسکے خلاف واقع ہوا وہ بھی خیر ہے اس پر بھی رضا رہے۔

حال۔ بندہ کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے مطلب پورا کریں یا نکریں لیکن مقصود حقیقی یعنی رضا مولیٰ ہمیشہ اور ہر حالت میں نصیب کریں۔ **تحقیق۔** یہ کہنا بے ادبی ہے ہمکو دنیا کے مطالب کی بھی حاجت ہے دعا یہ کرنا چاہیے کہ دارین کے مطالب پورے ہوں۔ النور ۲۰۹

عاصی کو استغفار کی ضرورت نہ تسلی کی تمنا

حال۔ چند روز ہوئے فدوی سے ایک گناہ ایسا صادر ہوا کہ جس کی وجہ سے کمترین کے دل میں صدمہ ہوا کمترین کی طاقت سے زیادہ اور یہ صدمہ ہوتے ہوتے بخار بھی ہو گیا تھا۔ سو بحمد اللہ بخار تو جاتا رہا مگر وہ صدمہ اور تشویش باقی ہے، توبہ استغفار جہاں تک اس گنہگار سے ہو سکا اور جس ڈھنگ سے حضور نے فرمائی ہے اور حضور کی تحریرات میں دیکھی مشغول ہوں۔ مگر تسکین خاطر نہیں ہوتی، شاید حضور کے جواب کی بعد تسکین ہوگی۔ **تحقیق۔** کیا مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ یہ لکھدوں کہ جبریل علیہ السلام کہہ گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے قصور معاف کر دیا، کیا لغو فرمائش ہے۔ تسلی نہیں ہوئی، اچھا ہوا تم نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی، کیا سزا میں تھوڑی سی پریشانی بھی نہ ہو، یہی غنیمت سمجھو کہ عذاب نازل نہیں ہوا۔ تم کو تسلی کی درخواست کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اسکا تو یہ مطلب ہوا کہ تم جو چاہو شرارت کر لیا کرو اور اللہ تعالیٰ تم کو پیار کر کے تسلی دے دیں کہ گھبراؤ مت اچھا کیا گناہ کر لیا میں کچھ نہیں کہوں گا۔ تمہاری عقل کہاں مار گئی۔ بس خیر اسی میں ہے کہ استغفار کیا کرو، اور تسلی مت ڈھونڈو۔

النور صـ ۲۳۲

اشراق و چاشت بلا فصل پڑھنا

سوال۔ اشراق کی چار رکعت اور چاشت کی چار رکعت بعد ختم اسم ذات کے شامل پڑھ لیتا ہوں۔ یہ درست ہے یا دونوں میں فرق کیا کروں، **جواب۔** فصل کی ضرورت نہیں یہ بھی جائز ہے۔

النور صـ ۲۳۸

دوام کا مختلف الانواع ہونا

حال - اصطلاحات تصوف - قبض و بسط فنا و بقا عشق و سوز وغیرہ کو میں اپنی نسبت خطوط میں جو استعمال کرتا ہوں اس سے میں شرمسار ہوں یہ بھی نرا دعویٰ ہی دعویٰ ہے بقول قائل ؎

عشق غذائے خاصان خداست ؞ تا نہ پنداری کہ آخر چارپایاں ست

لیکن ان الفاظ سے بے چین دل کو گونہ تسلی ہے - اذا الھائم المھجور یتسلی بذکر الدار و القصور ؎

چند ازیں الفاظ اضمار و مجاز ؞ سوز خواہم سوز با ایں سوز ساز
زیچنیں بیچارگیہا صد ہزار ؞ خوئے عشاق است ناید در شمار
بعد ازیں من سوز را قبلہ کنم ؞ زانکہ شمعم من بسوزش روشنم

استغفر اللہ من الدعویٰ و اقوال - ؎

مقام عشق جائے بس بلند ست ؞ تو پنداری کہ خوارزم و خجند ست

ونعم اقال العارف - ؎

تو بیک زخمے گریزانی ز عشق ؞ تو بجز نامے چہ میدانی ز عشق
عشق را صد ناز و استکبار ہست ؞ عشق با صد ناز می آید بدست
عشق چوں وافی ست وافی میخرد ؞ در حریف بے وفا کم بنگرد
کار آں دارد کہ حق را شد مرید ؞ ہر کار او ز ہر کارے برید ؞ ؞
تا بدانی ہر کرا یزداں بخواند ؞ از ہمہ کار جہاں بے کار ماند

کسی اور کام میں مشغولی کچھ جی کو ٹھیک نہیں لگتی اور نہ کسی چیز کا اچھی طرح نباہ ہی ہو سکتا ہے بس ایک بیکاری ہے ذکر و شغل کبھی ہوتا ہے کبھی چھوٹ جاتا ہے بتغیر دماغی کے عارضہ کے وجہ سے ذکر میں دوام نہیں کچھ طبیعت کا انداز ہی ایسا واقع ہوا ہے کہ ایک طرز پہ نہیں رہتی ہے کبھی ذکر کی کثرت کبھی دعا کی کثرت کبھی استغفار اور کبھی درود شریف البتہ تلاوت کلام مجید اور درود شریف زاد السعید کے تمام صیغ کا ایک گونہ دوام ہے دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ اپنی مرضیات کی زیادہ توفیق بخشیں

تحقیق۔ اس رنگ کا دوام بھی جبکہ ہمیشہ یہی فکر اور اپنے نقصان پر نظر اور اسف رہے کافی ہے۔

النور صـ ۲۹۹

سوال۔ ارادۂ چلہ میدارم کہ از بست شعبان تا یوم الفطر معتکف شدہ بمسجد قیام نمایم۔ لہذا اجازتش میخواہم و نیز دراں ایام اگر اذکار از معمولات خود زیادہ کردہ شود و بعد چلہ حذف کردہ شود دراں حرجے ہست یا نہ بشبہ اینکہ عبادت ادوم نگردید و نیز بوقت فرصت از معمولات خود در مراقبہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَكُمْ۔ وغیرہ بجز وحدۃ الوجود میتوانم نشست و تعلیم میتوانم کرد یا نہ،

جواب۔ انچہ اجازت اعتکاف خواستہ اند اگر از ہر پہلو سہولت باشد خدا تعالے برکت نماید۔ و زیادت در اوراد بر معمول باز کم کردن بعد چلہ مضائقہ ندارد و ایں خلاف دوام نیست زیرا کہ دوام بر انواع است چونکہ قصد ہمیں بود کہ تا یک چلہ خواہند خواند۔ لہذا دریں صورت دوام ہمیں باشد کہ دریں چلہ بلا عذر ناغہ نکند۔ و مراقبات دریں زماں کم نافع میباشد ذکر مع الفکر و تذکیر باللسان یا بالکتاب بطبائع اوفق ست۔

النور صـ ۲۴۲

قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کر حفظ نہ پڑھ سکنے کا علاج

حال۔ اس بندۂ گنہگار نے قرآن شریف جوانی کی عمر میں یاد کیا ہے جس سے زبان اچھی طرح ٹوٹتی نہیں ہے۔ اور جلدی جلدی پڑھنے کی ایسی عادت ہوگئی ہے کہ حروف زبان سے بخوبی نہیں نکلتے ہیں اگر ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہوں تو از بر نہیں پڑھ سکتا ہوں۔ یہ آپ کا خادم گنہگار نہایت درجہ نادم اور پریشان اور خجل ہر دم رہتا ہے کہ کیا کروں اس عاصی کے اختیار میں نہیں ہے کہ قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کے از بر پڑھ سکے۔ اور کمترین کی عمر قریب پچھتر برس کے ہے بندہ نہایت پریشان اور خائف رہتا ہے۔ فلہذا چونکہ حضور والا میرے مرشد و مولا و حکیم الامۃ ہیں۔ بصد آداب ملتجی ہوں کہ کوئی

ترکیب و طریقہ پڑھنے کا ایسا فرما دیجیے جس سے قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کر پڑھ سکوں اور الفاظ زبان سے بخوبی ادا ہوں اس فرمان والاشان پر عمل کروں اور نیز دعا بھی ساتھ اس کے فرماتے رہیے کہ بندہ گنہگار اپنی تمنا و مراد پر پہونچے۔

تحقیق۔ معمول تو حسب عادت پڑھتے رہیے کیونکہ اس قدر جلد تغییر مشکل ہے اور تغییر تک ناغہ نامناسب ہے۔ البتہ روزانہ ایک پارہ یا کم خوب ٹھہر ٹھہر کر بھی پڑھیے اگر از بر نہ پڑھا جاوے تو قرآن پاس رکھ لیا۔ از بر شروع کیا اور جہاں شبہ ہوا دیکھ لیا امید ہے کہ چند روز میں اصلاح ہو جاوے گی۔

حال۔ اکثر امورات ایسے ہیں کہ جن کے کرنے یا نہ کرنے سے گناہ ہوتا ہے وہ معلوم نہیں جو معلوم ہیں ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر نفس و شیطان کے اغوا اور کم ہمتی سے اکثر گناہ ہوتے ہیں روزانہ توبہ کرتا ہوں۔ اور ہمت کرتا ہوں۔ مگر پھر بھی ہوتے رہتے ہیں۔

تحقیق۔ بس کوشش اور توبہ کا سلسلہ جاری رہے۔ النور ص ۳۵۷

نماز میں بکثرت سہو ہونیکا علاج

حال۔ پنجوقتہ نماز میں مجھکو سہو بہت ہوتا ہے۔ بالخصوص فرض اور وتر میں یہ یاد نہیں رہتا کہ کے رکعتیں پڑھیں۔ باوجود کوشش کبھی آخری تشہد میں یہ دھوکا ہوتا ہے کہ صرف دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ پہلی ہی رکعت ہے۔ یہاں تک کہ فجر کی نماز میں بھی ایسا ہی سہو ہوتا ہے۔ غرض کمی رکعات کا گمان غالب ہو جاتا ہے اگر پوری کر کے سجدہ سہو کرتا ہوں تو یہ خیال ہوتا ہے کہ بیونماز نماز ہوگئی دوبارہ پڑھتا ہوں۔ پھر وہی صورت پیش آتی ہے۔ بلکہ دو ایک مرتبہ میں نے آٹھ دس مرتبہ نماز کی تکرار کی۔ لیکن ہر دفعہ وہی صورت پیش آئی۔ بلکہ نفس پر یہ تکرار زیادہ شاق ہوا۔ بعض دفعہ تنہا نماز پڑھتے میں ظہر کے آخری دو سنتوں میں یہ خیال بندھا کہ اول کی سنتیں پڑھ رہا ہوں۔ ابھی فرض پڑھے ہی نہیں اور از سر نو تمام نماز پڑھی۔ غرض اگر روزانہ تین چار نمازیں سجدہ سہو سے تلافی کر کے پڑھتا ہوں تو دل خوش نہیں ہوتا اور اگر مکرر سہ کرر پڑھتا ہوں تو نفس پر

بہت گراں ہوتا ہے۔ یہ حالت (سہو) فرض اور واجب (وتر) میں ہوتی ہے سنن و نوافل میں نہیں ہوتی۔ یا ہوتی ہے تو شاذ و نادر۔ براہ نوازش اس کی تدبیر و علاج سے مطلع فرمایا جاوے۔

تحقیق۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو سہو سے حزن ہوتا ہے اور اس حزن سے خوف اور وہم غالب ہو جاتا ہے اور اس کے غلبہ سے سہو ہونے لگتا ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہے۔ کہ آپ محزون نہ ہوا کریں۔ بلکہ اپنے دل کو قوی اور بے فکر رکھیں کہ اگر سہو ہو بھی گیا تو مسائل فقہیہ کے موافق عمل کرنے سے نماز ٹھیک ہو جاوے گی پھر کاہے کا غم اس تدبیر کو اختیار کر کے پھر اطلاع دیجئے معہ اس خط کے۔

النور ص ۳۶۷

تکثیرِ ذکر و عمل کو مطالعہ کتب پر ترجیح

حال۔ میری طبیعت دعا کے پڑھنے میں زیادہ لگتی ہے بعد ازاں تلاوت قرآن مجید ذکر اور صلوٰۃ میں اکثر وساوس و خطرات و طرح طرح کے خیالات ہجوم کر آتے ہیں جس سے شوق و ذوق تو درکنار بلکہ ان دونوں کی ادائگی میں ثقل زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ الا ماشاء اللہ مگر بعد ختم سبکدوشی معلوم ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔ اور میں ہزار ہزار شکر خداوند کریم کا بجا لاتا ہوں کہ جو بھی سہی۔ مگر اللہ تعالیٰ مداومت کی توفیق عطا فرماویں دعا میں اکثر شوق و ذوق میسر ہوتا ہے۔ اور تلاوت میں بھی کبھی کبھی اور ان سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اگر طبیعت متردد و متفکر بھی ہو اور حضور والا کی کتابوں بالخصوص کتب اخلاق کا مطالعہ جب نصیب ہو جاتا ہے تو تمام تفکرات مثل کافور کے ہوا ہو جاتے ہیں اور بعد ازاں نفع بعید محسوس ہوتا ہے کہ اتنا کسی عبادت میں نہیں۔ مگر جہاں کسی دوسرے دنیاوی امور میں مشغول ہوا پھر وہ حالت نہیں رہتی۔ اور بعض وقت نوافل یا ذکر کے پڑھنے سے مطالعہ کو ترجیح دیتا ہوں۔ آیا یہ میرا خیال صحیح ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ صحیح نہیں جو مقصود اصلی ہے اس کے حصول میں ذکر صلوٰۃ کو زیادہ دخل ہے بہ نسبت مطالعہ کتب کے۔ مطالعہ کتب مقصود بالغیر ہے اور ذکر و صلوٰۃ

مقصود بالذات۔ مقصود بالغیر بقدر ضرورت ہونا چاہیئے۔ اور مقصود بالذات مستقلاً۔ یہ ساری خرابی شوق و ذوق کے مقصود سمجھنے کی ہے اور یہی غلطی ہے ظاہر ہے کہ چٹنی میں جتنا لطف ہے، غذا میں نہیں مگر جزو بدن و بدل ما یتحلل غذا ہی بنتی ہے۔

النور ص ۳۸۶

حال۔ بندہ کو جناب والا کی کتب پڑھنے کا شوق ہے جو رات دن پڑھتا ہوں۔

تحقیق۔ ورد و عمل کا حصہ زیادہ ہونا چاہیئے بہ نسبت مطالعۂ کتب کے آپ کے شوق کا سبب حظ مضمون ہے نہ کہ حُبّ ذکر۔

النور ص ۴۲۵

ضرورت اہتمام اتباع

حال۔ حضور نے اگلے نیاز نامہ کے جواب میں فرمایا تھا کہ میری کتابیں قصد السبیل وغیرہ سے دیکھ کر حسب استعداد عمل کریں اور اس کے بعد اطلاع دیں خاکسار نے قصد السبیل منگا کر دیکھی۔ جب فراغت کم دستیاب تھی اس لئے جو وظیفہ عامی مشغول کے لئے تجویز فرمایا گیا ہے اسی کو شروع کر دیا۔ مگر اس وقت کتاب کے نہ دیکھنے کی وجہ سے پہلے ایک تسبیح سبحان اللہ کی اور دوسری تسبیح الحمد للہ کی اور تیسری تسبیح لا الہ الا اللہ کی صرف ایک وقت شروع کر دی۔ اس پڑھنے کے اثنار میں جن پیر صاحب سے لڑکپن میں بیعت کی تھی کہ اس وقت وہ حضرت وصال میں ہیں خواب میں دیکھا کہ چوپائی پر سوئے ہوئے ہیں اور حضور کا نام لیکر فرما رہے ہیں کہ تجھکو ان سے فائدہ نہ ہوگا۔ میں نے کہا کیوں فرمانے لگے اس لئے کہ بے نیاز ہیں۔

تحقیق۔ اس میں ایک مقدمہ اور بھی ہے وہ یہ کہ تم بھی بے پروا اور قلیل الاہتمام ہو تو ایسی حالت میں نفع بیشک کم ہوتا ہے اس مقدمہ کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ اپنی حالت تو آپ کو معلوم ہی ہے تو اب اس کی دو تدبیریں ہیں ایک یہ کہ ایسا شیخ تلاش کرو کہ باوجود طالب کی بے پروائی کے وہ بے پروائی نہ کرے بلکہ اس کو راستہ پر لگائے رکھے اور متوجہ کر دے۔ دوسری تدبیر یہ کہ طالب قلت اہتمام

کو چھوڑ دے تو بے نیاز شیخ بھی اضطراراً اس کی طرف متوجہ ہو جاوے گا۔ ان دو تدبیروں سے دونوں توجہ مجتمع ہو جاویں گی اور طریق میں دونوں ہی کی حاجت ہے۔

النور ص۴۷۲

ضرورت مطالعہ مواعظ

حال - جنابعالی ایک سخت قباحت اپنے اندر معلوم کرتا ہوں کہ جس نعمت عظمیٰ (دعوات عبدیت) کی بدولت یہ دولت یقین نصیب ہوئی تھی اب اس کے مطالعہ سے جی چراتا ہے اور دل اکتاتا ہے براہ نوازش اس کا علاج فرمایا جاوے۔

تحقیق - بہ تکلف زیادہ زیادہ دیکھیں یہ گرانی اسی سے رفع ہوگی۔

از النور صفحہ ص۴۸۵

فرائض و نوافل میں طبعی تفاوت

حال - اپنا ایک حال عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ سنن و نوافل پڑھنے میں حضور قلب بہ نسبت فرض پڑھنے کے وقت کے زیادہ ہوتا ہے وجہ یہ ہے کہ سنن و نوافل میں قرارت کے وقت توجہ الفاظ کی طرف رکھتا ہوں اور فرض میں خاموش کھڑا رہنا پڑتا ہے اس لئے خیالات منتشر رہتے ہیں۔ کیا ترکیب کی جاوے کہ خیالات منتشر نہ ہوں۔

تحقیق - بلا حرکت لسان دل دل میں خیال سے قرارت پڑھا کیجئے۔

از النور صفحہ (۵۰۰)

حال - دوسری عرض یہ ہے کہ ہر رات عشاء کے بعد جب سونے لگتا ہوں بلکہ شام ہوتے ہی دل میں بہت شدت کے ساتھ یہ خواہش ہوتی ہے کہ یا اللہ تہجد کا وقت کب آوے اور جب آخر شب کو حضرت کی برکت سے اور اللہ پاک کی مدد سے اٹھکر وضو مسواک کرنے لگتا ہوں تو دل میں بہت خوشی پیدا ہوتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ بہت جلدی نماز شروع کروں اور جب نماز میں کچھ جہر سے قرارت شروع کرتا ہوں تو دل چاہتا ہے کہ ساری رات نماز پڑھوں لیکن اس کے ساتھ ہی ذکر کے لئے ادہر سے دل میں الگ ایک کشش ہوتی ہے تو گویا کہ دل کو سمجھا بوجھا کے نماز کو ختم کر کے ذکر شروع

کرتا ہوں ۔ دن میں بھی یہ خیال رہتا ہے کہ تہجد کا وقت کب آوے اس خوش ہونے پر میرے اندر دو شبہ پیدا ہوئے ہیں (اول) تہجد اور ذکر میں جتنی خوشی محسوس ہوتی ہے اور فرضیات میں اتنی خوشی محسوس نہیں ہوتی ہے ہاں پہلے کی حالت کی نسبت آجکل فرضیات میں بھی کچھ لذت محسوس ہوتی ہے لیکن تہجد کی نسبت کم ۔

تحقیق ۔ فرض میں تو دوسری شق یعنی ترک کا اختیار ہی نہیں اور تہجد میں اس شق کا بھی اختیار ہے باوجود اس کے اُس کے فعل کی توفیق ہونا اس میں انعام حق کا زیادہ مشاہدہ ہے اس لئے اس میں زیادہ فرحت ہوتی ہے اور ایسی فرحت مطلوب ہے قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا گو دوسرے اعتبار سے توفیق فرض میں زیادہ انعام ہے تو کبھی ایک اعتبار کا اثر طبیعت پر غالب ہوتا ہے کبھی دوسری کا اور یہ غیر اختیاری امر ہے

از النور صفحہ (۵۱۴)

حال ۔ فرائض میں خشوع خضوع کم ہوتا ہے اور صلوۃ تہجد میں بحمد اللہ اکثر خشوع قائم رہتا ہے ۔ اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی ۔ حضرت سلمہٗ اس کے متعلق چند کلمات تحریر فرما کر اطمینان فرماویں ۔

تحقیق ۔ فرائض میں قلت خشوع اور تہجد میں کثرت کے اسباب دریافت فرمائے ہیں ایسے امور کے اسباب اکثر طبعی ہوتے ہیں اور وہ بھی مختلف جو تحت ضبط نہیں آسکتے مثلاً فرض کے اوقات میں مشاغل کا ہجوم اور آخر شب میں ان کی قلت یا ان اوقات میں لوگوں کی اطلاع اور آخیر شب میں عدم اطلاع یا فرائض میں سب کا اشتراک جو مقلل حظ ہے اور تہجد میں عامل کا امتیاز جو مکثر حظ ہے و نحو ذلک اور یہ امور غیر اختیاری ہیں ۔ اس لئے ان اسباب کی تفتیش یا ان سے متاثر ہونا خلاف طریق ہے ۔ خشوع اختیاری اگرچہ قلیل ہو خشوع غیر اختیاری سے اگرچہ کثیر ہو بوجہ اس کے کہ اول مامور بہ ہے ثانی غیر مامور بہ بدرجہا افضل ہے آپکی خاطر سے یہ لکھدیا ہے ورنہ جواب یہ تھا کہ یہ سوال غیر ضروری ہے ۔

از النور صفحہ (۶۳۳)

تقلیل طعام نکرنا

حال - رات و دن میں چھ روٹی کھاتا ہوں جن سے شکم سیر ہوتا ہے چونکہ بھوک کے فضائل دیکھ چکا ہوں اس لئے اب ارادہ کیا ہے کہ تیسرا حصہ کہانے کا کم کروں ۔

تحقیق - ہرگز ایسا نہ کریں آج کل اس سے ضرر ہوتا ہے شکم سیر ہوکر کہائیں ۔

النور ص ۵۰۷

نماز جہری و سری میں طبعی تفاوت

حال - (دوسرا شبہ) یہ کہ جہر نماز میں جتنی لذت پاتا ہوں سری نماز میں اس سے کم لذت پاتا ہوں ۔

تحقیق - جہر میں اپنے کان میں بھی آواز آتی ہے اس لئے اس میں توجہ اور یکسوئی اور اندفاع خطرات زیادہ ہے اور جس قدر خطرات کم ہوں گے تشویش کم ہوگی اور تشویش جس قدر کم ہوگی جمعیت زیادہ ہوگی اور یہی مدار ہے لذت کا یہ بھی امر طبعی و غیر اختیاری ہے ۔

حال - یہ دو شبہوں سے دل میں یہ وسوسہ ہوگیا کہ یہ جو تہجد اور ذکر کیلئے دل میں بہت کشش کے ساتھ انتظاری پیدا ہورہی ہے یہ کشش نفس کی کوئی شرارت تو نہیں دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ یہ خوشی اور کشش کیسی ہے اس کو واضح فرماکر سرفراز فرمادیں ۔

تحقیق - اوپر معلوم ہوچکا کہ یہ کیفیات غیر اختیاری ہیں اور منشا انکا محمود ہے لہذا اس میں شرارت نفس کا وسوسہ نہ چاہئے ۔

النور ص ۵۱۵

طالب علمی میں اصلاح اعمال کا ضروری ہونا

(حال) بحضرت شیخی و سیدی و مرشدی و مولائی و وسیلتی الی یوم الدین مدظلہم العالی السلام علیکم - ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - گذارش خدمت اقدس میں یہ ہے کہ قریب سات سال کا عرصہ ہوا احقر خانقاہ میں رہ کر تعلیم حاصل کررہا ہے اب انشاء اللہ آئندہ سال کسی بڑے مدرسہ میں جاکر کتابیں پوری کرنی ہوں گی اس مدرسہ کا نصاب جہاں تک ہے وہ انشاء اللہ رمضان المبارک تک پورا ہوجائے گا پھر باہر

کتابیں پوری کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معتد بہ زمانہ تک رہنے کی گنجائش ملے گی یا نہیں۔ اسواسطے جی چاہتا ہے کہ اب جو چار پانچ مہینہ باقی ہیں اس زمانہ میں اصلاح باطنی و ظاہری حاصل کروں اس زمانہ کو غنیمت سمجھتا ہوں خدا جانے بعد میں ایسا موقع ہوگا یا نہیں ہوگا۔ بہت دن سے یہ پرچہ لکھنے کا ارادہ تھا مگر ایک دن حضرت والا نے یہ فرمایا تھا کہ طلبہ کو سوائے اپنی کتابوں کے اور کسی بات کی طرف مشغول نہ ہونا چاہیئے اس وجہ سے نہیں لکھا تھا مگر پھر خیال ہوا کہ شاید یہ شیطانی وسوسہ ہو کر مجھے دہوکہ دیکر فیض و برکت سے محروم رکھے اب حضرت سے اپنا مقصود ظاہر کر دیا۔ حضرت والا شیطان کو مکر و فریب خوب سمجھتے ہیں۔ اب حضرت والا احقر کے لئے جو مناسب سمجھیں اور تجویز فرما دیں احقر اسی پر بسر و چشم عمل کرے گا والسلام۔

تحقیق۔ اس طریق میں دو چیزیں ہیں کثرت ذکر اور اصلاح اعمال ہو کثرت ذکر تو حالت طالب علمی کے مناسب نہیں اور جو مقصود ہے کثرت ذکر سے وہ انکو مشغولی علم سے حاصل ہو جاتا ہے بشرط تقوی باقی رہا اصلاح اعمال وہ ہر حال میں فرض ہے اور طالب علمی کی حالت بھی اس سے مستثنے نہیں سو اس کا سلسلہ شروع کر دو اس کی ترتیب یہ ہے کہ اول قصد السبیل کو دو بار بغور مطالعہ کر کے اس سے جو حاصل طریق کا ذہن میں آوے اس سے اطلاع دو پھر طریقہ اصلاح کا بتلاؤنگا۔ النور ص ۵۶۶

بوقت گرانی طبع عبادت میں اجر مزید ہونا

حال۔ مجھکو اس سفر کا شوق ولولہ طبعاً کبھی نہیں ہوا اور اب بھی نہیں معلوم ہوتا ہے عقلاً و ایماناً طبیعت کو مجبور کر کے ان شاء اللہ تہیہ کیا ہے اور ہے اللہ تعالیٰ قوت و ہمت عطا فرماوے طبیعت اب بھی ہچکچاتی ہے حضور سے ایسی دعا توجہ کی التجا ہے کہ جو حضور کمترین کے واسطے مناسب سمجھیں۔

تحقیق۔ شوق بمعنی ولولہ نہ بالذات مطلوب ہے نہ شرائط قبول سے

ہے اخلاص کے ساتھ عمل ہونا کافی ہے گو ولولہ نہو بلکہ گو طبعاً گرانی ہی ہو حدیث اسباغ الوضوء علی المکارہ اس کی نقلی دلیل ہے جس سے مدعا مذکور سے زائد یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایسے مکارہ سے اور اجر و فضل بڑھ جاتا ہے اور عقلی حقیقت اس کی یہ ہے کہ طاعات بعض کے لئے مثل غذا کے ہیں اور بعض کے لئے مثل دوا کے اور ظاہر ہے کہ دوا کا نافع ہونا اس کی رغبت پہ موقوف نہیں نیز ایسی حالت میں اس کا استعمال اور زیادہ ہمت اور مجاہدہ ہے اور اس میں حکمتیں بھی ہوتی ہیں جیسے عجب سے حفاظت اور اپنے نقص کا مشاہدہ و نحو ہما پس عبد کا مذہب یہ ہونا چاہئے ؎

بدرد صاف ترا حکم نیست دم درکش ٭ کہ آنچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است

النور ص ۵۸

حال عمل قلیل و کثیر کا بقدر وسع اثر میں مساوی ہونا

زیادتی اوراد و اشغال کو جی بہت چاہتا ہے مگر جب بھی زیادتی کی اختلاج یا درد سر وغیرہ ہونے لگا بس وہیں سر پیٹ کر رہ گیا۔ میرے مولا ایسا شخص سوائے حسرت و یاس کے کیا کرے اپنی قسمت پر سوائے چار آنسو بہانے کے کیا ہو سکتا ہے ایسی حالت پر میرا ایک شعر بہت موزوں ہے ؎

داخل چہ شود واصل در کوچۂ جانانہ
نے ہمت پروازی نے طاقت رفتاری

پہلے حضرت والا کی اجازت سے سلطان الاذکار شروع کیا تھا اس سے اختلاج ہونے لگا پھر چھوٹ گیا زیادہ ضرب سے سینہ میں درد ہونے لگتا ہے۔ اب ایسی حالت میں کیا کروں۔ بہت سے کام کرنا چاہتا ہوں مگر قوت جسمانی کی وجہ سے نہیں کر سکتا۔ تمنا بھی ہے اور ارادہ بھی مگر عمل پیرا نہیں ہو سکتا۔ سلطان الاذکار کو بہت جی چاہتا ہے لیکن کیا کروں مجبور ہوں اگر پھر اجازت ہو تو یہیں سے شروع کر دوں گھر میں تھوڑی دیر کر لیا کروں گا۔ اگر برداشت نہ کر سکا چھوڑ دوں گا۔ اب مجھ جیسے کو وصول مقصود میں بذریعہ اذکار و اشغال کیسے ترقی ہو میں چونکہ اپنے

اندر کوئی ہنر نہیں پاتا اس لئے حضرت والا کی دعا کا زیادہ محتاج ہوں

تحقیق - قوی کے عمل کثیر میں جو اثر ہے ضعیف کے عمل قلیل میں وہی اثر ہے - اسی عمل قلیل سے انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی -

(النور صفحہ ۵۹۸)

شغل علمی

حال - آج کل کچھ شغل علمی زیادہ ہونے کی وجہ سے اور کچھ چند روز سے طبیعت سست ہونے کی وجہ سے معمولات پوری طرح ادا نہیں ہوتے تاہم تھوڑا بہت ذکر لسانی ضرور کر لیتا ہوں اور قلبی توجہ و حضور برابر قایم رہتا ہے اور کوئی نئی حالت نہیں -

تحقیق - شغل علمی خود نعم البدل ہے اور ملالت یا کسل جو ملالت سے ہو عذر ہے جو بروئے نص و حدیث مبقی اجر و برکت ہے -

النور صفحہ ۴۸۶

باب پنجم احوال کے بیان میں

عدم مطلوبیت لذت و ذوق و فرق مابین حال و مقام

حال جو خلوص و ذوق پہلے عبادت میں تھا اب نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق۔ ذوق مطلوب نہیں کیونکہ وہ ایک حال ہے نہ کہ مقام اور مطلوب مقامات ہیں نہ کہ احوال اور فرق دونوں میں اختیاری اور غیر اختیاری ہونیکا ہے۔ اہل فن کا قول ہے المقامات مکاسب والاحوال مواہب۔ حضرت رحؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ طالب لذت طالب حق نہیں ہے کام میں لگنا چاہیئے ثمرہ پر نظر نہ چاہیئے۔

تربیۃ السالک حصہ اول صفحہ ۲

لذت مطلوب نہیں

حال۔ بندہ کو عبادت میں لذت نہیں معلوم ہوتی ہے۔ اور طاعت حق کی طرف دل بندہ کا راغب تام نہیں ہے۔

تحقیق۔ عبادت میں لذت اختیاری نہیں امور غیر اختیاری کے پیچھے نہ پڑجانا چاہیئے۔ اپنی قدرت و اختیار کے کاموں میں لگا رہنا چاہیئے۔

تربیۃ حصہ اول صفحہ ۸

عدم مطلوبیت لذت و ذوق

حال۔ ناچیز اپنے معمولات میں (یعنی اسم ذات چھ ہزار مرتبہ) مشغول ہے بفضلہ تعالیٰ و بدعائے حضرت اکثر روز بعد تہجد قبل صبح صادق بعض روز بعد صبح صادق اور بطور ندرت بعد نماز فجر ختم کرتا ہے لیکن جو رغبت و صلاحیت وقت حضوری دربار کے نصیب تھی اور جو حالت اس وقت تھی (یعنی حالت ذکر میں ایسی دل بستگی ہوتی تھی۔ کہ رونا آجاتا تھا) اب وہ حالت نہیں۔

تحقیق۔ حالت یکساں نہیں رہتی۔ مگر یہ خصوصیات مواجید و اذواق کے مقصود نہیں مقصود محفوظ رہنا چاہیئے۔ اور وہ ذکر اور طاعت ہے خواہ اس میں بسط ہو یا قبض کہ بعض منافع قبض کے زیادہ ہیں بسط سے ہمت سے کام میں لگے رہیں اول اول ایسے ہی تغیرات ہوا کرتے ہیں پھر حق تعالیٰ مناسب استعداد کے تمکین عطا فرما دیتے ہیں۔ جب اس کا وقت مقدر ہوتا ہے گھبرا جانا دلیل ہے ضعف ہمت کی آرے طریق دولت چالاکی ست و چستی۔

تربیۃ حصہ سوم صہ ۳

سوال ۔ حال یہ ہے کہ بعض بعض وقت نماز میں جب جی لگتا ہے کبھی رکوع دراز ہو جاتا ہے کبھی سجدہ اس وقت عین سجدہ کے اندر ایک بدن میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور روح میں عجیب کشش پیدا ہوتی ہے جی چاہتا ہے کہ کہیں تنہا ہو کر بالکل الگ ہو جائیں آدمیوں سے طبیعت گھبراتی ہے۔ اور اس حرکت میں جو سرور اور حالات ہوتے ہیں میرے پاس کوئی لفظ نہیں ہے کہ اس کا اظہار کروں سوا اس کے کہ یوں کہا جائے کہ ایک عجیب لذت اور فرحت اور طمانیت حاصل ہوتی ہے کہ جن کا انتہا نہیں مگر پھر جب مدرسہ اور آدمیوں کی صحبت میں پڑتا ہوں وہ حالت قائم نہیں رہتی۔ بلکہ نماز بھی جب تنہائی میں پڑھتا ہوں اس وقت یہ حالت ہوتی ہے مجمع میں جماعت میں نہیں اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی

جواب ۔ چونکہ مجمع میں طبعاً دوسروں کی طرف التفات ہوتا ہے اس لئے تنہائی کی سی یکسوئی نہیں رہتی اور اس لذت میں یکسوئی کو خاص دخل ہے۔ مگر چونکہ یہ لذت مقصود نہیں اسلئے اس کے لئے کسی سنت مطلوبہ کو ترک نکیا جاویگا۔ ہاں اگر حفظ سنن کے ساتھ جمع ہو جاوے محمود ہے۔

تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۱۵۹

حال ۔ بندہ کو پہلے ذکر میں لذت آتی تھی۔ مگر اب ذکر میں کمی ہو گئی ہے اور قرآن شریف میں زیادہ لذت آتی ہے۔

تحقیق ۔ ذکر میں لذت نہ آنے کا بھی کچھ فکر نہ کریں۔ کام کئے جاؤ جس روز لذت آ جائے اس روز اس کو غذا سمجھ لیا کرو۔ اور جس روز لذت نہ آوے اس روز اس کو دوا سمجھ لیا کرو۔

تربیۃ حصہ پنجم صہ ۱۶۲

امور غیر اختیاریہ پر مواخذہ نہ ہونا۔

حال ۔ بسا اوقات نفس عاصی بندوں کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے۔ اور اپنے کو اہل علم سمجھکر دوسرے سے تعظیم چاہتا ہے حالانکہ نہ علم کا اثر ہے نہ عمل کی ہمت کبھی رئیس زادہ سمجھکر توقیر کی خواہش ہوتی ہے حالانکہ العزۃ للہ ولرسول وللمومنین

تحقیق ۔ یہ سب وساوس ہیں جب آپ ان کو برا سمجھتے ہیں اور قصد نہیں ہے کہ ایسا خیال ہو بلکہ یہ قصد ہے کہ ایسا نہ ہو تو یہ نہ طلب تعظیم ہے نہ تکبر ہے نہ ترفع ہے کیونکہ یہ سب افعال مذمومہ اختیاری ہونے ہیں پس جو اختیار سے نہ ہو وہ اخلاق مذمومہ سے خارج ہے۔ صرف وسوسہ ہے اخلاق مذمومہ کا جس پر مواخذہ نہیں مواخذہ عزم پر ہے۔ تربیۃ حصہ اول صفحہ ۳

حالات کا مقصود نہ ہونا

حال حضور نے جو بعد تہجد کے تیرہ تسبیح کو پڑھنے کو فرمایا تھا جسکو فدوی بحمد اللہ پابندی سے پڑھتا ہے۔ اور نیز تین تسبیح بعد نماز پنجگانہ کے ایک تسبیح دوسری تہلیل تیسری تکبیر یہ بھی مستعدی سے پڑھتا ہے لیکن ان کے پڑھنے میں حضور قلب کے نہ ہونے سے دل کو افسوس ہوتا ہے۔ اگرچہ فدوی کوشش بھی کرتا ہے اس کے بارہ میں جو ارشاد ہو مطلع فرمایئے۔

تحقیق ۔ استقامت علی الذکر خود ایک مقام رفیع ہے اور حضور قلب وغیرہ یہ حالات ہیں اور مقام افضل ہوتا ہے۔ حال سے آپ ہرگز افسوس نہ کیجئے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کیجئے اور وہ حدیث یاد کیجئے۔ فامّا من کان من اہل السعادۃ فسییسّر لعمل اہل السعادۃ پس عمل کی تیسیر خود سعادت کی دلیل ہے اور سعادت ہی مقصود جلیل ہے۔ البتہ احضار قلب یعنی خود متوجہ رکھنا قلب کا یہ ضروری ہے پھر خواہ حضور تام اس پر مرتب ہو یا نہ ہو جب وقت آویگا انشاء اللہ احوال بھی عطا ہوں گے کام میں لگے رہیئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ع
کلبۂ احزاں شود روزی گلستاں غم مخور

میں بھی دعا کرتا ہوں۔ تربیۃ حصہ اول صفحہ ۳

حال ۔ معمولات رمضان شریف میں بوجہ ضعف طبیعت کے چھوٹ گئے تھے اب یکم شوال سے شروع کئے ہیں۔ مع شغل سرمدی آجتک کوئی نیا امر پیش نہیں آیا لیکن اتنی کیفیت تو معلوم ہوئی ہے کہ شریعت کے ہر امر میں تعمیل کرنے کو جی چاہتا ہے۔ مرضی خداوند کریم کیا ہے؟ معلوم نہیں مجھسے کسی بات کی پوری تعمیل نہیں ہوتی۔ اور ضیاء القلوب میں جو ظہور انوار وغیرہ کا ذکر دیکھتا ہوں وہ آثار تو کچھ معلوم نہیں ہوتے ہیں تو کسی قابل نہیں حضرت کی کیا خدمت ہم سے ادا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دیگا جس صورت سے ہمارے حصول مراد ہو ایسی تربیت فرمادیں۔ معلوم نہیں کیا سبب۔ اپنے ہمعصر سب علماء دنیا دار بدخواہی کے درپے ہیں۔ دعا فرمادیں۔

تحقیق ۔ اگر کوئی نیا امر بھی ہوتا تو اس سے زاید تھوڑا ہی ہوتا۔ کہ شریعت کے ہر امر کی تعمیل کو دل چاہتا ہے۔ اور جب یہ بات پہلے نہ تھی تو یہ نیا امر بھی ہوگیا۔ انوار وغیرہ کی فکر و طلب میں نہ پڑے وہ لوازم اور مقاصد سے نہیں عوارض اور زوائد سے ہیں بعض کے لئے ان کا نہ ہونا مصلحت ہے کہ حجاب ہوجاتا ہے۔ بدخواہی کا سبب حق پرستی ہے شکر و صبر کرنا چاہئے حصہ دوم

احوال میں تعدیل کا مطلوب ہونا

حال۔ مجھ پر خوف خداوندی غالب ہے۔
تحقیق۔ اس صورت میں اکسیر ہدایت یا اور کسی کتاب میں رحمت الٰہیہ کے مضامین خوب دیکھنا چاہیئے۔

حال۔ قرآن شریف پڑھنے بیٹھتا ہوں گریہ کے مارے پڑھا نہیں جاتا
تحقیق۔ رحمت و بشارت کی آیات اس کا علاج ہے۔

حال۔ آپ کا نام یاد آتا ہے اس وقت بھی یہی حالت ہوتی ہے۔
تحقیق۔ اس وقت کسی اور کام میں لگ جانا چاہیئے۔ تربیۃ حصہ اول ص ۴

نماز میں دل کی گھبراہٹ کا علاج

حال حسب ارشاد حضور کے قصد السبیل سے بفضلہ عامی مشغول کا ذکر کرتا ہوں۔ بعد عشا جو وتروں سے پہلے نفل فرمائی ہیں اگر حضور کچھ تعداد تعین فرمادیں تو بہتر ہے دیگر حضور نماز میں دل بہت گھبراتا ہے ایسی حالت ہوجاتی ہے کہ نیت توڑ کر بھاگنے کو ہوجاتا ہوں۔ مگر ابھی تک ایسا موقع پیش نہیں آیا حضور دعا بھی فرمادیں اور جو کچھ حضور تجویز فرمادیں حضور کو اختیار ہے
تحقیق۔ آٹھ نفلیں کافی ہیں۔ نماز میں یہ تصور کیا کیجئے کہ عرش پر روشنی مشابہ نور ماہ کے پھیلی ہے اور وہاں سے مثل بارش کے میرے قلب پر ترشح ہوتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وحشت دفع ہوجاویگی۔ اور کوئی وقت بھی پندرہ بیس منٹ خلوت میں تصور کیا کریں اور چلتے پھرتے یَا بَاسِطُ کی کثرت ہر وقت رکھیں بعد دو ہفتہ پھر اطلاع دیں۔ تربیۃ حصہ اول صفحہ ۶۔

حال چند روز سے دل پر سخت بےچینی رہتی ہے اور دل بہت گھبراتا ہے اور میں نے ایک دن کیمیائے سعادت کا مطالعہ کیا اور اس میں جو امام نے جانکنی کی تکلیف کی بابت اور قبر کی ہیبت کی بابتہ لکھا ہے اس سے دل پر سخت گھبراہٹ رہتی ہے۔
تحقیق۔ کتاب الرجا و کتاب المحبۃ کیمیائے سعادت کی چند بار مطالعہ کرنا مناسب ہے۔

حال۔ بعض دفعہ دل میں یہ خیال آتا ہے کہ نعوذ باللہ منہ مجھکو خداوند رحیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جان سے زیادہ نہیں ہے پھر اگر ضرورت ہو تو بزدل نفس کیسے کرسکیگا۔
تحقیق۔ جان کے ساتھ محبت طبعی ہے اور خدا و رسول کے ساتھ عقلی ضروری ہے اور جان دینے کی دشواری محبت عقلی کی کمی کی دلیل نہیں کچھ وہم نہ کریں۔

سوال۔ حضور خداوند رحیم سے دعا فرماویں الجواب۔ دعا کرتا ہوں

سوال - کوئی ایسا ارشاد فرمادیں کہ دنیا مردار کی محبت دل سے بالکل دور ہوجائے ۔

الجواب - کتاب ذم الدنیا کیمیائے سعادت ہی کی دیکھیئے ۔ تربیت حصہ دوم ص۱۱

عاصی کو مایوس نہ ہونا چاہیئے

حال - معاصی میں گرفتاری ہونے لگتی ہے ۔ اس کی وجہ سے میں ناامید ہوجاتا ہوں ۔

تحقیق - کوئے نوامیدی مرو کامید ہاست ÷ سوئے تاریکی مرو خورشید ہاست

تربیت حصہ اول ص۶

استقامت علی الاعمال حالت رفیعہ ہے

حال - رات کی جو بارہ تسبیح ارشاد ہوئی معمول ہے اور دن کے اذکار کبھی تین ہزار کبھی چھ ہزار الغرض فرصت کے مطابق زیادتی کمی ہوتی ہے دعا ارشاد فرمادیں کوئی جدید کیفیت ہوگی اطلاع کرونگا ۔

تحقیق - استقامت علی الاعمال خود ایک رفیع حالت ہے جو سب کیفیات سے ارجح ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے ۔

تربیت حصہ اول صفحہ ۸ ۔

تنگدستی و تنگدلی کا علاج

حال - تنگدستی سے بعض اوقات تنگدلی ہوتی ہے کیا کروں ۔

تحقیق - کوئی نوکری ملجائے تو قبول کر لیجئے ۔ یا کسی مطبع کا کام تصحیح وغیرہ منگا لیجئے ۔

تربیت حصہ اول صفحہ ۱۳

آثار فنا

حال - کبھی کبھی قلب میں ایسا خیال پیدا ہوتا ہے کہ جس سے شوق و ذوق ذکر کا زیادہ ہوتا ہے اور کبھی ایسی حالت ہوتی ہے کہ بالکل طبیعت سست اور ناامید ہوجاتی ہے اور اپنی طرف خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہے اور جس قدر عالم میں خرابیاں ہیں میری شامت اعمال سے ہیں ۔ اس کا خیال جب آتا ہے ناامیدی سخت قلب پر چھا جاتی ہے اس کا کیا علاج ہے ۔

تحقیق - یہ مرض نہیں جس کا علاج ضروری ہو خود یہ حالات مطلوبہ محمودہ میں سے ہے یہ آثار اضمحلال سے ہے جو کہ شعبہ ہے فنا کا ۔ تربیت حصہ اول صفحہ ۱۶

حال - اس رستے کی منزلیں سخت کٹھن اور خطرناک ہیں اول اول علوم قلب پر فائض ہوئے اپنی کم استعدادی کے موافق مسئلہ تقدیر اور وحدت وجود اور ان کا باہمی تعلق

ذوقاً معلوم ہوا اس کے بعد وقتاً فوقتاً اسرار احکام شرعیہ و حکم امور تکوینیہ معلوم ہوتے رہے۔ اس میں اتنی ترقی ہوئی کہ گناہوں کی حکمتیں معلوم ہونے کے وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ نعوذ اسلام کی عین سرحد پر جا رہا ہوں۔ ذرا پیر پھسلا اور اگرا اس کے بعد جب سے میں تھانہ بھون آیا ہوں علوم وغیرہ تو اکثر بند رہے۔ خیر اس کا تو کچھ غم نہ تھا اس پر مزید طرہ یہ ہوا کہ آپ کی تقریر بھی زیادہ یاد نہیں رمضان میں بہت کچھ آپ نے بیان فرمایا اور عرفان حافظ کے درس میں بھی اور ویسے بھی اکثر اوقات گاہ گاہ اب تک بیان ہوتا رہا ہے لیکن مجھے بھول جاتا ہے یوں نہیں نامکمل سا کچھ یاد رہ جاتا ہے اور طبیعت میں پہلی سی وہ قوت آخذہ نہیں رہی اب جو کچھ مسائل وغیرہ میں لکھتا ہوں وہ بھی کچھ محفوظ نہیں رہتے اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ دل میں کچھ بھی نہیں خالی پڑا ہے کچھ ایسی غفلت سی رہتی ہے کہ کچھ محفوظ نہیں رہتا ہے دل کو سب علوم سے خالی پاتا ہوں ؎

ہم سبق گشتیم با مجنوں بصحرائے جنوں　　سبحہ مصلی بر طرف درس فتاوی بر طرف

تحقیق ۔ یہ آثار مرتب ہیں مجموعہ فنا و ضعف پر اول محمود ہے ثانی مذموم نہیں کیونکہ کوئی مقصود فوت نہیں ہوا۔ اس میں بھی بہت سی حکمتیں ہیں مثل تجرد توجہ الی اللہ وغیرہ جیسا کہ جلد انکشاف ہوگا۔ ترتیب حصہ چہارم صفحہ ۳۲۔

حال ۔ کل بعد عصر ایک کام سے خانقاہ سے باہر گیا تو ایک کتے کے پلے پر نظر پڑی اسکی صورت اپنی نظر میں بہت ہی محبوب معلوم ہوئی۔

تحقیق ۔ یہ غلبہ تھا تواضع کا مرتبہ فنا تک پہونچا ہوا۔

حال ۔ اس کے بعد یہ حالت ہوئی معلوم ہوتا تھا کہ اب تک جس قدر ذکر میں نے کیا اس میں کوئی نہ کوئی غرض پوشیدہ تھی۔ اس لئے تو شرک میں مبتلا رہا کہ غیر محبوب کا طالب رہا اپنے کو سخت ملامت کرتا تھا کہ تو نے حق تعالیٰ کی قدر نہ پہچانی۔ اگر ان کو پہچان لیتا تو ہرگز کسی بات کا طالب نہ ہوتا۔ وساوس دور ہونے کی نیت سے ذکر کرنا بھی شرک ہے اللہ کا نام تو خود بذاتہ مقصود ہے تو بڑا مکار ہے ہر بات میں تو نے کوئی نہ کوئی مقصد تراش رکھا ہے۔

تحقیق ۔ یہ بھی غلبہ ہے فنا کا برنگ دیگر۔

حال کل عصر و مغرب و عشا کی نماز سے بہت تسلی ہوئی۔

تحقیق - یہ ظہور ہے دولت جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کا

تربیۃ حصہ پنجم ص۱۹۸

حال - حضور کی ہدایت سے مسرت ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ اپنے حضرات کے طریقہ کی مخالفت واس دولت عظمٰی کی بے قدری فی عمرہ نکرونگا - جو حضرت کہ طلب صادق لیکر احقر کو اپنا خادم بنادیں بس محض اللہ کے لئے بدل ان کا خادم وغلام ہوں اور جو مجھ سے الگ وکنارہ کش ہوں تو میں بھی بدرجہ اولیٰ اُن سے آزاد وبے پروا ہوں - گو بظاہر خوار ہوں مگر حضور کی دعا سے بباطن بادشاہ ہوں الحمد للہ والمنہ کہ کسی سے نفع وضرر کی امید ومدح وذم کی پروا نہ رہی اکثر قلب کو ٹٹولتا رہتا ہوں جملہ امورات دنیوی میں نیستی ہی مطلوب ہے وجملہ اشیاء پر رضائے حق ہی غالب ہے - یہ سب محض حضور ہی کے انوار فیض ونسبت باطنی کا ثمرہ ہے - ورنہ کیا میں اور کیا میری ہستی بخدا کچھ بھی نہیں -

تحقیق - ماشاء اللہ یہی طریقہ چاہیئے -

تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۰

حال - طبعی حالت یہ ہے کہ کوئی آدمی اگر رو برو میں میری ثنا کرتا ہے تو نہایت ناگوار لگتا ہے اور مناسب اس کو تنبیہ کردیجاتی ہے -

تحقیق - انکار علی المنکر حالت مطلوبہ ہے -

حال - اور کہیں اچھے لوگوں میں بیٹھنا ہوتا ہے تو نہایت مجھے شرمندگی طاری ہوتی ہے اور اپنے کو بہ نسبت اُن حضرات کے محض ہیچ جانتا ہوں - اور کوئی تعظیم وتکریم کرتا ہے تب بھی تمام شرم آتی ہے -

تحقیق - آثار فنا وتواضع سے ہے مبارک ہو -

تربیۃ حصہ پنجم صفحہ ۲۱۶

حال - الحمد للہ کہ حضور کے فیض سے اب یہ بات حاصل ہوگئی ہے کہ کسی کی نسبت دل میں حسد نہیں رہتا - اور غیبت واعراض الناس میں پڑنے سے سخت وحشت ہوتی ہے جس چیز کو دیکھتا ہوں ایک عبرت اپنے نفس کے لئے اس سے پیدا ہوجاتی ہے یہاں تک لہو ولعب سب دشتم دیکھکر اور سنکر کے بھی ایک قسم کی عبرت حاصل ہوتی ہے اور کسی کی بات خواہ بھلی ہو یا بُری یاد نہیں رہتی بعض وقت تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ دماغ جب پریشان ہوتا ہے تو یہ چاہتا ہوں کہ کسی کے ساتھ کہیں ایسی جگہ جاؤں کہ وہاں کچھ دیر جی بہل جائے مگر وہاں بھی ان باتوں سے خیال نہیں ہٹتا - بلکہ بعض وقت تو ایسا ہوا ہے کہ جب کسی تماشہ میں گیا تو وہاں اور زیادہ پریشانی ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ

دنیا کے لئے اس قدر کوشش کرتے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ دین کے واسطے اس کا ایک شمہ بھی نہیں کرتے۔ اور یہ خیال کر کے آنکھ میں آنسو بھر آئے۔ مگر بہت مشکل سے رونے سے محفوظ رہا۔ اور کسی بہانہ سے وہاں سے ہٹ کر کے نجات ملی میرے مکان کے ارد گرد سارے بندوں کے مکانات ہیں ان کے یہاں رات دن گانا بجانا رہتا ہے بہت فحش گالیاں شادی وغیرہ کے ایام میں گاتے ہیں اس بات کا خیال کر کے رونا آتا ہے بلکہ کبھی کبھی رو دیتا ہوں کہ کاش اگر ان کے گالی دینے کے وقت میں خدا کی یاد کرتا تو میرے لئے کس قدر مفید ہوتا مگر افسوس کہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر رونا آجاتا ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ ایک بھی گالی کا خیال نہیں رہتا۔ بعض لوگ کسی موقعہ پر اگر مجھکو کوئی سخت بات کسی امر کیلئے کہدیتے ہیں تو تھوڑی دیر بعد یا کچھ دنوں بعد بالکل اس کا خیال دل میں نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اس قصہ کو چھیڑ دے تو ایک قسم کی نفرت پیدا ہوتی ہے کہ فضول گذشتہ بات کے ذکر کی کیا ضرورت ہے

تحقیق۔ یہ سب علامات ہیں فنا حسی کی مبارک ہو۔

حال بعض وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے جسم کے اندر کیا چیز ڈال دی ہے جس کے سبب سے میں حرکت کر رہا ہوں پھر جب غور کرتا ہوں تو اپنے وجود کا خیال کوئی چیز ہی نہیں معلوم ہوتا۔ اس وقت شان خدا کے اوپر فدا ہوجانے کو جی چاہتا ہے مگر خیال ہوتا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ؎

ایں خیال ست ومحال ست جنوں۔

تحقیق۔ یہ علامت ہے فنائے علمی کی مبارک ہو۔

حال۔ خیال میرا یہ تھا کہ شاید ضعف دماغ سے یہ باتیں محسوس ہوتی ہیں اس کے واسطے مقوی دماغ دوائیں استعمال کیں مگر ہنوز روز اول ست۔

تحقیق۔ اگر ضعف ہو تو خود وہ بھی مستقلاً قابل تدارک ہے خواہ یہ آثار اس کے نہوں۔ تربیت حصہ نمبر ۱۲

کیفیات مقصود نہیں

حال۔ عرصہ پندرہ روز سے گذشتہ شنبہ تک ایک عجیب کیفیت قلب پر طاری رہی کبھی معلوم ہوتا تھا کہ خداوند کریم کے روبرو ہوں اور شوق محبت بڑھ رہا ہے۔ اور کچھ منہ سے عاجزی وانکساری کے کلمات کہہ رہا ہوں۔ چہرہ پر غنودگی سی معلوم ہوتی تھی۔ ایسی کیفیت خصوصاً شنبہ کے دن صبح سے شام تک زیادہ رہی یکشنبہ کو خیال ہوا کہ یہ سب دماغی خیال ہے اس وقت سے طبیعت صاف معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق - ہاں کبھی یہ بھی وجہ ہوتی ہے اور کبھی ذکر کا بھی اثر ہوتا ہے بہرحال اول صورت میں نہ محمود ہے نہ مذموم اور دوسری صورت میں محمود ہے - اور دونوں حالتوں میں ایسی کیفیات مقصود نہیں توجہ ذکر کی طرف رکھنا چاہیئے خواہ کیفیات ہوں یا نہوں اور احتمال آفت دماغیہ کی صورت میں علاج طبی یعنی ترطیب دماغ بھی ضروری ہے - تربیۃ حصہ اول ص۱۰۱

حال - حضرت مولنا صاحب ملجائے ماوائے درماندگان دامت فیوضکم - فدوی بہت پرانا مریض ہے جس نے اکثر اطباء قلبی سے رجوع کیا لیکن نہ بیماری سے شفا ہوئی اور نہ جان تلف ہوئی - آخرالامر اب مسیح زماں افلاطون دوراں سے رجوع کیا - رجوع کرنے کے بعد اپنے مرض کے مفصل حالات عرض نہیں کئے اس لئے اصل مرض میں بھی کچھ کمی نہیں ہوئی - اظہار نہ کرنے کی بھی ایک وجہ خاص تھی احقر کے خیال ناقص میں یہ امر پختہ ہوگیا تھا کہ جیسے امراض غصہ وتکبر وحسد وغیرہ کا کم ہونا صرف فیض صحبت سے فرو اور کم ہوگئے ہیں یہ مرض بھی اسی طرح رفتہ رفتہ جاتا رہے گا لیکن اس کی طوالت کے باعث عرض کرنیکی ضرورت پیش آئی - مرض اصل یہ ہے جو کیفیت یا حالت طاری ہوتی ہے اس کی میعاد صرف تین دن ہے یعنی تین دن سے نہ کبھی ایک ساعت زیادہ اور نہ کم بعد تیسرے دن بالکل خالی جیسا پہلے تھا ویسا ہی رہجاتا ہوں اس حالت میں احقر کو تیس برس گزر گئے حالت طاری ہونے کیلئے بھی خاص کسی اہتمام کی ضرورت نہیں خود بخود بلا قصد ہوجاتے ہیں اور اس کیلئے نہ کوئی مدت معین ہے کبھی ایک ماہ کبھی دو یا تین مہینے میں اور کبھی ایک ماہ میں دو تین مرتبہ لیکن اس کا صرف تین دن قیام ہے اسمیں اختلاف نہیں اسکی ترقی کیلئے ہرچند سعی وکوشش کی بیکار ہوئی گذشتہ دو سال میں کہ جب سے در دولت بندگان حضور عالی پر حاضر ہوا ہوں نہ کبھی معمولات مقررہ قضا ہوئے اور نہ کبھی شب بیداری ایک بجے سے ۴ بجے تک قضا ہوئی اگر اتفاقیہ کسی علالت طبع سے قضا ہوگیا ہو اس کا ذکر نہیں لیکن نہ معلوم یہ حالت بدستور کیوں قائم ہے -

تحقیق - غالباً ضروری اصول اس فن کے جنکو میں اکثر اوقات بیان کرتا رہا کرتا ہوں آپ کو مستحضر نہیں رہے ان سے ایک یہ بھی ہے جو آپ کے اس استفسار کا جواب ہے کہ کوئی کیفیت مقصود نہیں یہ تو بڑی نعمت ہے کہ کیفیت ہوتی تو ہے اگر بالکل بھی نہ ہو تب بھی اصل مقصود میں کچھ مضر نہیں اکابر کو بھی کوئی کیفیت دائماً نہیں رہتی الا نادراً جب یہ بات ہے تو اس کا زوال مرض نہیں اس کیلئے کوشش کرنا وقت کا ضائع کرنا اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہے

جو کہ ناجائز ہے من حسن اسلام المرء الحدیث ولا تلقوا بایدیکم الآیۃ۔

حال۔ جب حضور سفر میں تشریف لیگئے تھے تو فدوی کی قلب پر نگاہ قائم تھی۔

تحقیق۔ اپنی رائے سے شغل مناسب نہیں۔

حال۔ شروع حالت تو اس طرح زور شور سے ہوتی ہے کہ دوسری طرف توجہ کرنی محال معلوم ہوتی ہے لیکن تیسرے دن کے آخر میں خود بخود قلب سے نگاہ پھر جاتی ہے غرضیکہ اس عرصہ میں تین مرتبہ یہ حالت ہو چکی ہے جس وقت یہ حالت فرو ہوئی ہے تو نہایت اضطراب اور پریشانی ہوتی ہے لیکن کوئی چارہ نہیں۔

تحقیق۔ چارہ ہے وہ یہ کہ اس کا پیچھا چھوڑا جاوے۔

حال۔ اگرچہ نیازمند خوب جانتا ہے کہ باوجود سعی کوشش کے امر غیر اختیاری میں کامیابی نہ ہو تو وہ اس کا مکلف نہیں لیکن اس اضطراب قلبی اور اذیت روحانی کا بھی کچھ علاج ہے جو میرے اختیار سے بالکل باہر ہے جس سے کوئی لمحہ نجات نہیں۔

تحقیق۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کو اس اضطراب ہی کا عطا فرمانا مقصود ہو تو آپ اس سے بھاگنے والے کون ؎ ایں بلائے دوست تطہیر شماست۔

حال۔ افسوس اگر یہ نابکار زاہد خشک ہی رہتا تو اس قدر ایذا اور تکلیف روحانی مجھکو لاحق نہ ہوتی زمانہ طفولیت سے ضبط کرتے کرتے زمانہ کہولیت بھی قریب الاختتام ہی ہو گیا اس قدر ضبط کیا کہ یہ جسم ظاہری مثل تودۂ خاک رہ گیا۔

تحقیق۔ آپ نہ ضبط کیجئے نہ اس کا علاج ڈھونڈئے اپنا نقد حال یہ مسلک رکھئے ؎

خوشا وقت شوریدگان غمش   اگر ریش بینند وگر مرہمش
دمادم شراب الم درکشند   اگر تلخ بینند دم درکشند

حال۔ انوار و آثار و کشف واقع آئندہ کا اظہار فضول اور لایعنی ہے کیا معنی کہ جب مقصود نہیں اور نہ مقصود میں اس کو دخل اسلئے اس کا ذکر کرنا بھی بیکار ہے جب تک اسکو اپنے جہل سے مقصود سمجھتا رہا منزل مقصود سے دور رہا طرفہ یہ ہے کہ اب باوجود نہ سمجھنے کے پھر محروم ہوں

تحقیق۔ جب اس کو مقصود ہی نہیں سمجھتے پھر محرومی کا ذکر حسرت کے ساتھ کیوں اس سے تو شبہ ہوتا ہے کہ غیر مقصود سمجھنے کو بھی حصول کی ایک ترکیب سمجھکر اس کا انتظار ہے پھر غیر مقصود سمجھنے کا دعویٰ کیسے صحیح ہوا۔

حال ۔ اب مدعا احقر کا یہ ہے کہ منزل مقصود تک پہونچنا تو اہل اللہ اور خاص خاص صاحبان کا کام ہے مجھ جیسے نالائق بدکردار کی اگر نظر قلب پر قائم ہو جاوے اور اس کا قیام نصیب ہو جائے تو بہت ہی غنیمت سمجھوں تاکہ بیچینی اور اضطراب رفع ہو جاوے ۔

تحقیق ۔ یہ نظر قائم ہونا کونسا مقصود ہے اور اس کی ماہیت کیا ہے میں تو سمجھا نہیں ۔

حال ۔ فدوی نے جو عرض بابتہ انضباط اوقات و نیز واقعات دوسرے کے کی ہے بغرض اظہار فخر نہیں ہے بلکہ مریض کو تمام و کمال رطب و یابس سے طبیب کو اطلاع دینی چاہئے ۔

تحقیق ۔ ضروری امر تھا بہت اچھا کیا ۔

حال ۔ لائق فخر کے تو عاصی کسی طرح بھی نہیں ہے یہ نالائق خبیث تو اس قابل ہے اگر ہزار دفعہ قتل کیا جاوے اور پھر ہزار دفعہ رجم کیا جاوے اور پھر ہزار بار جلا کر خاک اڑائی جائے تب بھی اپنی کیفر کردار کے عشر عشیر کو نہیں پہونچا ۔

تحقیق ۔ بس یہی فیصلہ ہے یہ نعمت کہ اپنے کو ایسا سمجھا جاوے یہ بڑی برکت اسی کی ہے جسکو آپ ناکامی سمجھتے ہیں ۔

حال ۔ جو کلمہ اس عریضہ میں سوء ادبی ہو اس کی معافی کا خواستگار ہوں ۔

تحقیق ۔ سب معاف ہے ۔

حال ۔ طبیب صادق اس احقر کی دستگیری فرمادیں گے ۔ اور اس رجعت قہقری سے ضرور بالضرور اس عاجز کو نکالدیں گے تاکہ اضطراب اور بیچینی سے نجات ہو آخر اس اضطراب اور بیچینی کی بھی حد ہونی چاہئے ۔

تحقیق ۔ میں نے سب امور کے متعلق عرض کردیا ہے پھر بھی اگر کچھ خلجان باقی ہو زبانی کہئے ۔

حال ۔ اب تو یہ ناچیز اس در فیض منظر پر پڑا ہے تا دم واپسیں حضور کے قدوم میمنت لزوم سے علیحدہ ہونیکا ارادہ اور نیت نہیں ۔

تحقیق ۔ میں تو کچھ بھی نہیں مگر آپ کے حسن ظن کی بنا پر یہ لزوم خالی نہ جاویگا ۔

حال ۔ آئندہ جو تقدیر میں لکھا ہے ہوگا ۔

تحقیق ۔ اچھا ہی لکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ جسکی یہ سب علامات ہیں جو اس پرچہ کے مضامین سے ظاہر ہیں ۔ حصہ نہم ص ۹۹

حال ۔ توجہ باطنی اور رغبت قلبی بجانب عشق و محبت ہے ۔ اور اسی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں ۔

تحقیق۔ یہ ٹھیک ہے مگر محبت کی حقیقت سمجھنا ضروری ہے۔

حال۔ چونکہ عاجز کو حصول محبت نہیں۔ الخ۔

تحقیق۔ یہ صحیح نہیں للنص والذین آمنوا اشد حبا للہ ولقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لشارب الخمر انہ یحب اللہ ورسولہ عقلی تو ہے ہی مگر طبعی بھی ہے وہ ایک میلان ہے جو ہر مومن کو حاصل ہے گو کسی لون سے سہی۔

حال۔ تو اسی اندوہ میں رہتا ہوں اور کوئی ورد و وظیفہ مزا نہیں دیتا۔

تحقیق۔ مزا خود مقصود ہی نہیں۔

حال۔ گو یہ حال اختیاری نہیں پھر بھی بے نصیبی پر روتا ہوں۔

تحقیق۔ یہ بے نصیبی نہیں جب تک نبوت کا سلسلہ منقطع نہ ہوا تھا کسی غیر نبی کا یہ کہنا کہ مجھکو نبوت نہ ملی یہ بدنصیبی ہے یہ صحیح ہو سکتا تھا۔

حال۔ کیسے ہی اعلیٰ ترین درجات کی بات ہو اس کی طرف رغبت نہیں ذرہ عشق کی جانب رغبت ہے اور یہ امر اضطراری ہے کیفیت قلبی یہ ہے۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ سب اچھی ہے صرف انکشاف حقیقت کی ضرورت ہے جس کیلئے اس کی ضرورت ہے کہ من کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید۔

حال۔ احقر کی جو کیفیت ظاہری و باطنی تھی مجمل تحریر کی اس میں جو قابل نسخ ہو ارشاد ہو۔

تحقیق۔ سب ٹھیک ہیں مگر بارہ تسبیح کی اور ضرورت ہے۔

حال۔ اور کمترین میں جو عیوب ہیں وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔

تحقیق۔ اس کے لئے غزالیؒ کی کتب کا مطالعہ اور عمل ضروری ہے۔

حال۔ اب تعلیم اذکار و علاج مربیانہ کا طالب ہوں۔

تحقیق۔ بارہ تسبیح اذکار میں اور کتب غزالی کا مطالعہ اور علاج میں عرض کر چکا ہوں۔

تربیۃ حصہ پنجم صـ۱۶۰

واردات محمودہ وآثار ذکر قلب

حال۔ بعد ادائے دوازدہ تسبیح مراقبہ میں مشابہ خواب ہوکر عنقریب صبح ایک آواز مسموع ہوئی کہ مولوی صاحب نماز۔

تحقیق۔ یہ منجملہ واردات محمودہ وا لہامات حقہ ہے مبارک ہو۔

حال۔ دوسری شب کو وہی حالت ذکر میں مشابہ خواب ہو کر گویا قلب کی طرف سے ایک آواز مثل آواز دو درخت یا دو بانس کے گھسٹنے کے قلب کی طرف سے مسموع ہوئی۔

تحقیق۔ منجملہ آثار ذکر قلب ہے مگر قابل التفات نہیں۔

تربیۃ حصہ اول ص۱۸

جمعیت قلب کا طریق

حال۔ ذکر پر جب تک مداومت رہتی ہے تو کچھ سکون اور برکت سی محسوس ہونے لگتی ہے مگر ابتلاء امور دنیویہ سے بعض معصیت میں کہ ضرورت وقت اور مصلحت امور دنیوی ہوتی ہے اختیار مجبوراً کرنی پڑتی ہے وہ سب برکت اور حلاوت وسکون بلکہ توفیق ذکر بھی رخصت ہو جاتی ہے ہر چند استغفار کرتا ہوں مگر پھر وہ بات نصیب نہیں ہوتی اُمور دنیوی اور ذکر کا جمع ہونا محال معلوم ہوتا ہے اس زمانہ میں جھوٹ اور فریب بدون کام نہیں چلتا کہ بدبخت رواج ایسا ہو گیا ہے کہ دوسرے کو بدبخت بناتا ہے مجھ جیسے کم ہمت کی کیونکر رہبری ہوگی۔

تحقیق۔ انشاء اللہ اسی طرح لگے رہو ذکر نے سے سامان جمعیت کا ایک روز غیب سے فراہم ہو جاویگا۔ استغفار واستدعا میں کمی نہ کیجئے

حال۔ سخت پریشان ہوں اب تا حیات دنیا سے چھٹکارا بظاہر نہیں معلوم ہوتا کہ روز بروز افزونی ہے خدا خیر کرے۔

تحقیق گر جہاں پر برف گردد سر بسر ؛ تاب خور بگدازدش از یک نظر ـ نا اُمید نہ ہوجیئے

تربیت حصہ اول ص۲۱

آثار شوق وضعف اور علاج ضعف

حال مجھکو پہلے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا جواب درپیش ہوتا ہے کہ جب ذکر کرنے بیٹھتا ہوں دو ایک تسبیح کے بعد یا تو چیخنا شروع کر دیتا ہوں یا کودنا اور بدن کو پیٹنا ان امور کی ابتداء تو اختیاری ہوتی ہے کہ میں روک سکتا ہوں مگر پھر بے اختیار ہو جاتا ہوں اور زور زور سے ضربیں لگاتا ہوں حتیٰ کہ آواز بیٹھ جاتی ہے اور ایک روز چارپائی پر بیٹھ گیا تھا بے اختیار اتنا کودا کہ چارپائی ٹوٹ گئی۔

تحقیق۔ اس کا سبب مرکب ہے شوق اور ضعف سے۔ سو شوق کا علاج ضروری نہیں اسکو خود بخود سکون ہو جاتا ہے البتہ ضعف کا علاج کرنا چاہیئے۔ مبردات ومفرحات ومقویات

کا استعمال کسی طبیب کی رائے سے رکھئے اور پھر اطلاع دیجئے ۔

حال ۔ اور دو دن یہ قصہ رہا کہ شب کو اٹھکر جو تسبیح لیکر بیٹھا اس درجہ نیند کی کثرت ہوئی کہ مجھکو ایسی نیند کی کثرت بہت کم ہوتی ہے ۔ میں بیٹھا بیٹھا کبھی نہیں سوتا البتہ لیٹ کر فوراً آنکھ لگ جاتی ہے اب معلوم نہیں کہ یہ کیا امر ہے

تحقیق ۔ ضعف ہے ۔ تربیۃ حصہ اول ص۲۳

حال ۔ اکثر اشعار عاشقانہ اور اضطرابانہ پسند ہیں خوفناک امر سے آنسو بہت جلد نکل پڑتے ہیں اور بے کلی پیدا ہو جاتی ہے ۔ عاشقانہ حالت سے رہنا طبیعت کو پسند ہے ۔

تحقیق ۔ وہی شوق اور ضعف قلب کا مجموعہ اس کا سبب ہے ۔

حال ۔ خواب میں اکثر اپنے کو چیختا اور ذکر کرتا دیکھتا ہوں کبھی آپ بھی نظر پڑتے ہیں اور اشعار پڑھتے ہوئے اور اپنے کو روتا ہوا پاتا ہوں ۔

تحقیق ۔ اوپر تشخیص اور تجویز لکھ چکا ہوں ۔ تربیۃ حصہ اول ص۲۴

حال ۔ مراقبہ میں بیخود ہو جاتا ہوں کچھ خبر نہیں رہتی اور بعض وقت مراقبہ میں بیخودی کی حالت میں وحشت معلوم ہوتی ہے اور کچھ خبر نہیں رہتی ہے کہ کہاں گیا ہوں اور کہاں جاتا ہوں نیند معمولی نہیں آتی ہے ۔ سونے کے گھنٹے دو گھنٹے بعد نیند آتی ہے ۔ قلب میں ذکر خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت زور شور سے ہر حالت میں معلوم ہوتی ہے ۔ حبس دم کی حالت میں بعض وقت ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ سارے وجود میں ذکر ہوتا ہے ۔ اور اس کے بغیر بھی بعض وقت ہو ہو سی آواز محسوس ہوتی ہے ۔

تحقیق ۔ حالات محمودہ ہیں مگر ان احوال و مواجید کے ساتھ قدرے آثار ضعف و مرض کے بھی ملگئے ہیں ۔ علاج طبی اور صحت کے بعد جو باقی رہجاویں وہ معتبر ہیں ۔ تربیۃ المزید ص۳۶

حالات محمودہ

حال ۔ حسب حکم ذکر شغل میں سرگرداں رہتا ہوں مگر وہی حالت سابقہ یعنی بیہوشی طاری رہتی ہے ۔ اور شوق و ذوق ذکر کی نہایت کثرت سے یقین کرتا ہوں کہ اگر گھنٹہ بھر میں سوا لاکھ بھی پڑھوں تو بھی تکلیف نہو بلکہ خوشی معلوم ہو دوسرا امر یہ کہ تعلق دنیا نہایت مشکل معلوم ہوتا ہے حتی کہ لوگوں سے ملنا جلنا برا معلوم ہوتا ہے ۔ بلکہ جی چاہتا ہے کہ ہر وقت تنہائی میں رہوں اور سوائے اپنے شغل کے دوسرا کوئی کام مجھے پسند نہیں معلوم ہوتا حتی کہ تین چار وقت تک کھانا نہ کھایا جاوے تو کچھ بھی تکلیف نہیں معلوم ہوتی ۔ فی الحال امامت کرنا بابت

دشوار ہوگیا۔ کیونکہ نہایت خوف طاری ہوتا ہے۔ ہر وقت یہ تمنا رہتی ہے کہ آپ کی خدمت میں رہوں۔ اس وقت چونکہ تہی دست ہوں لہذا قاصر ہوں توقع ہے کہ شعبان میں ضرور حاضر ہوں امید کہ دعا فرماویں اسوقت نہایت بے چین ہوں لہذا درخواست ہے کہ ذکر میں زیادتی فرماویں۔

تحقیق۔ آپ کے یہ سب حالات محمود ہیں اللہ تعالیٰ ترقی و برکت فرماویں ذکر ابھی نہ بڑھاویں جس حالت میں کہ ارادہ شعبان میں آنیکا ہے اس وقت مناسب مشورہ دیا جاویگا۔ تربیت حصہ دوم ص ۱۲۴

حال۔ تہجد بارہ تسبیح تہلیل و تسبیح و تکبیر درود شریف نماز باجماعت بفضلہ تعالیٰ جاری ہے برکت حضور قلب سے الا اللہ ہر دم و ہر آن بلاناغہ نو ماہ ہوئے کہ جاری ہے دس دن ہوتے ہیں کہ طفیل حضور سینہ کے اوپر سے اللہ ہر دم و ہر آن جاری ہے۔

تحقیق۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ مبارک فرماوے اور ترقی بخشے یہ سب محمود ہے مقصود اور آگے ہے

حال۔ میں کیا حضور کا شکریہ ادا کر سکتا ہوں۔

تحقیق۔ شکر حقیقی حق تعالےٰ کا ہے واسطہ کا شکریہ ظاہری بھی اتباع سنت ہے اس میں بھی اجر اور نفع ہے۔

سوال۔ اب کونسا ذکر کیا جاوے اور کس طریق سے اور کس تعداد میں ارشاد فرمایا جاوے تو احسان عظیم ہے۔

جواب۔ جس وقت فرصت ہو اور جس قدر تحمل ہو اسم ذات یعنی اللہ بضرب و جہر خفیف کچھ تعداد مقرر کرکے شروع کرکے تعداد و وقت سے مطلع کیجئے۔

سوال۔ سینہ کے اوپر کا مقام کس لطیفہ کا ہے۔

جواب۔ یہ تحقیق آپ کے لئے نافع نہ ہوگی کام کئے جائے کبھی موقع ہوگا تو کل لطائف کی حقیقت مع احکام بتلادی جاویگی۔ تربیت حصہ دوم ص ۲۶

حال۔ جمال ہمنشیں در من اثر کرد
دگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

عرض ہے کہ میں نے پہلے جو خط آپ کو لکھا تھا اس کے جواب میں آپ نے دو باتیں لکھی تھیں ایک تو میری اس بات کے جواب میں کہ (میں اپنے اندر کفر کی حالت پاتا ہوں) آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا۔ کہ یہ حالت ہیبت کہلاتی ہے صحابہ پر بھی یہ حالت گذری ہے اخیر میں آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ حالت مبدل بہ انس ہوجاویگی۔

دوسری بات یہ تھی کہ میں نے لکھا تھا کہ میں قلب کو علوم سے خالی پاتا ہوں اسکے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا کہ اسمیں بھی حکمتیں ہیں مثلاً تجرد توجہ الی اللہ وغیرہ سو الحمد للہ کہ آپ کا فرمانا صحیح ہوا اور یہ دونوں باتیں ہوگئیں ہیبت مبدل بہ انس ہوگئی اور توجہ الی اللہ بھی بہ نسبت پہلے کے زیادہ ہوگئی

وعدہ ہائے اہل دل گنجے بود　　وعدۂ نا اہل خود رنجے بود

حقیقت قصہ یہ ہے کہ ایک روز عشا کے فرضوں کے بعد جبکہ آپ مسجد میں موجود تھے مجھے ایک قسم کی سخت بے چینی ہوئی جس کا تحمل دشوار سمجھکر میں مسجد سے چلا آیا مگر بے چینی کے ساتھ ہی ایک قسم کا لطف بھی تھا بس یہ نمونہ تھا کہ وزلزلوا زلزالا شدیدا + ولیبلی المومنین منه بلاءً حسنا + خیر تھوڑی دیر میں یہ حالت فرد ہوگئی پھر دوسرے تیسرے روز پھر عشا کے وقت نماز میں ایک حالت وارد ہوئی اور تھوڑی دیر رہی حالت کی تعبیر اس کلام سے کیجاتی ہے کہ ثم انزل السکینۃ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروھا اس حالت میں عین قلب میں ایک بالکل خفیف گرمی سی محسوس ہوتی تھی۔ اور اسی کا اثر سکون اطمینان انبساط اور ایک نہایت لطیف سرور قریب بہ نشہ معلوم ہوا۔ اور یہ بشاشت تمام جسم میں معلوم ہوتی تھی اور جیسے کسی شخص کو کسی عزیز الوجود چیز کے حصول پر ایک فرحت اور اطمینان محسوس ہوتا ہے بس ایسا ہی معلوم ہوتا تھا وہ خاص گرمی جو قلب میں محسوس ہوتی تھی۔ وہ تو تھوڑی دیر کے بعد جاتی رہی مگر اس کا اثر ایک دوامی شان سے اب تک ہے۔ گاہے گاہے وہ حالت پھر بھی عود کر آتی ہے۔ اور اس وقت ایک مغلوبیت سی ہو جاتی ہے۔ آپ کے موجود رہنے سے اس حالت میں ترقی ہوتی ہے اور آپ کے جانے کے بعد اس حالت میں کمی ہو جاتی ہے پچھلے دنوں جب آپ تشریف لیگئے تھے۔ تو دل کو تنگی معلوم ہوتی تھی۔ اور اس حالت کا خاص اثر یہ ہوا ہے کہ آپ سے تعلق بڑھ گیا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے پاس سے کوئی چیز میرے اندر آتی ہے بعض وقت غلبہ محبت میں پاؤں چومنے کو جی چاہتا ہے مگر چونکہ آپ کو یہ امر گوارا نہیں معلوم ہوتا۔ اس وجہ سے طبیعت رکتی ہے اور دوسرے یہ کہ بمصداق شعر مشہور ؎

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ　　اندراں دم پائے بوسی شد گناہ

اس امر سے حجاب آتا ہے۔ آپ میرے اس اظہار محبت کو دعوٰی پر محمول نہ فرمادیں میں کسی دعوٰی کے قابل بھی نہیں محبت تو بڑی شے ہے اس کا دعوٰی تو کارے دارد بس یہ

اظہار بھی ایک نادان دل کی گستاخی ہے۔ اور رسوائی پسند دل کا تقاضا ہے۔ ورنہ میں اس کی اہلیت نہیں رکھتا کہ دعویٰ محبت کروں ؎

کجا یابم وصال چوں تو شاہے — من بدنام رندِ لا ابالی

اسی حالت کا ایک یہ بھی اثر ہے کہ یہاں سے جانے کو جی نہیں چاہتا۔ ہر چند کہ بعض دوستوں نے ایک اشتیاق آمیز طلب کا خط بھی لکھا مگر کیا کروں ابھی تو جی نہیں چاہتا ہاں اگر کوئی مجبوری پیش آگئی تو دیکھا جاویگا۔ اور اسی مذکورہ حالت کا ایک یہ بھی اثر ہے کہ فواحش ومعاصی کا تقاضا مغلوب ہے بہ نسبت پہلی حالت کے اور توجہ الی اللہ اور رقت بھی اکثر رہتی ہے ایک عجیب بات اس حالت میں یہ ہے کہ اس حالت کا غلبہ رات کو زیادہ ہوتا ہے۔ عشاء ومغرب وغیرہ اوقات میں ابتداء اس کی بھی رات کو ہوئی اور نیز مسجد اور نماز ہی میں یہ حالت پیدا ہوئی اور مسجد اور نماز ہی میں اس کا زیادہ عود رہا ہے۔ اس حالت کی ابتداء وغلبہ کا وقت چونکہ رات ہے اس لئے یہ شعر مطابق حال ورد زبان ہے ؎

وشمس الناس تطلع بعد فجر — وشمسی تطلع بعد العشاء

ویطربنی اشعار الحافظ حیث قال فی مثل ھذا الاحوال ؎

دوش وقتِ سحر از غصہ نجاتم دادند — وندراں ظلمتِ شب آبِ حیاتم دادند
بیخود از شعشعۂ پرتوِ ذاتم کردند — بادہ از جامِ تجلی بصفاتم دادند
چہ مبارک سحرے بود و چہ فرخندہ شبے — آں شبِ قدر کہ ایں تازہ براتم دادند
کیمیائیست عجب بندگی پیرِ مغاں — خاک درگشتم و چندیں درجاتم دادند
ہمت حافظ از انفاس سحرخیزاں بود — کہ ز بندِ غمِ ایام نجاتم دادند

میری بساط اور میری حیثیت تو کسی قابل بھی نہیں اور نہ مجھ سے کوئی ذکر شغل ہوتا ہے اور نہ شب بیداری یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام ہے اور آپ کی نظر التفات کا نتیجہ ہے مجھ سے آپ کو بجز کلفت کے کیا فرحت ہو سکتی ہے۔ جس پر آپ خوش ہوں یہ آپ کی عنایت ہے۔ کہ آپ میری ہر طرح سے اصلاح فرماتے ہیں۔ اور مجھ جیسے سراپا کلفت وکدورت کو اپنی صحبت میں رکھنا گوارا فرماتے ہیں میں آپ کی عنایت کا حق کیسے ادا کرسکتا ہوں پس یہ عرض ہے ؎

رہانیدی مرا از شر ہستی — چو پیمودی دمادم جام مے را

حماک اللہ عن شر النوائبؑ   جزاک اللہ فی الدارین خیرا
جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی   مرا با جان جاں ہمراز کردی
نیارم گوہر شکر تو سفتن   سر موئے ز احسان تو گفتن
مرا از زلف تو موئے بسند است   ہوس را راہ مدہ بوئے بسند است
فی الجملہ نسبت تبو کافی بود مرا   بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است
کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل   نسیم صبح تیری مہربانی
نگاہ ناز او فہمید راز سینہ جوشی را   رسا تد آخر بجائے عشق فریاد خموشی را

دعاء ترقی و دوام استحکام کی فرمادیں ؎

جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے   جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

تحقیق ۔ مبارک باد ایں حالت مبارک   دل سے ترقی و استقامت کی دعاء اور قبول دعاء کی امید رکھتا ہوں ۔

حال ۔ دیگر عرض یہ ہے کہ اس حالت مذکورہ میں بوجہ ضعف دماغ کے سر میں گرانی اور پریشانی کبھی محسوس ہونے لگتی ہے اس وقت تنہائی کو چھوڑ کر قصداً دل کو دوسری طرف متوجہ کرتا ہوں تو افاقہ ہو جاتا ہے ۔ سہو و نسیان بہت ہوتا جاتا ہے لیکن نماز میں کم ہوتا ہے ۔

تحقیق ۔ کوئی فکر کی بات نہیں اگر ممکن ہو قلب و دماغ کیلئے کوئی تدبیر طبی حکیم صاحب سے پوچھ لیں ۔

تربیۃ حصہ چہارم ص۵۵

حال ۔ کل جمعہ کی نماز میں سجدہ میں ایسا لطف آیا کہ گویا محبوب نے میرا سر اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا

تحقیق ۔ مبارک ہو ۔

حال ۔ اب تو حضور والا کی توجہ کی برکت سے درود شریف، استغفار جمعہ کی نماز کا خطبہ اذان وغیرہ تمام دینی باتیں ایک عجیب کیفیت پیدا کرتی ہیں ۔

تحقیق ۔ مبارک

حال ۔ اخلاقی کیفیت یہ ہے کہ غصہ کی قوت اب بھڑکتی نہیں خلاف طبع بات پر طبیعت دب کر رہجاتی ہے اور ابھرتی نہیں ۔ نرمی سے جواب خود بخود نکلتا ہے کئی دن سے یہی حالت دیکھ رہا ہوں جن لڑکوں کو پڑھاتا ہوں نہ ان کا ہاتھ اپنے بدن کو لگنا گوارا ہے ۔ اور نہ اپنی انگلی ان کے کسی عضو کو اس کے خلاف پر سخت ناگوار ہوتا ہے اور نظر تو آسانی سے نیچی رہتی ہے

تحقیق - مبارک ہو

تربیت حصہ پنجم ص ۱۰۹

حصولِ تمکین کا علاج

حال - جو کچھ حضور نے ارشاد فرمایا تھا پڑھتا ہوں گاہے مزا معلوم ہوتا ہے اور گاہے ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی چیز پاس سے جاتی رہی - اللہ تعالیٰ حضور کی دعاء کی برکت سے استقلال عطا فرمائیں -

تحقیق - پہلی حالت بسط ہے اور دوسری حالت قبض ہے - کام میں لگے رہیئے - انشاء اللہ اسی طرح استقلال یعنی تمکین عطا ہو جاوے گا - ابتداء میں ایسی تلونات ہوتی ہیں

تربیت حصہ اول ص ۲۵

کثرتِ نیند کا علاج

حال - مجھے ایک مرض لاحق ہو گیا ہے جس کی اطلاع قبلہ و کعبہ کو ہو جانا ضروری ہے - صبح کی نماز کے لئے آنکھ نہیں کھلتی اور اگر کھل بھی جاتی ہے تو اس قدر غلبہ نیند اور سستی کا ہوتا ہے - کہ میں اس پر غالب نہیں ہو پاتا اور اکثر نماز قضا ہو جاتی ہے - یعنی میں اٹھ اٹھکر سو جاتا ہوں - جس کا بہت صدمہ ہوش اور بیداری میں ہوتا ہے اور بقیہ نمازیں ہو جاتی ہیں مگر عشاء میں بھی اکثر بعد نماز جو تہجد کی رکعتیں پڑھنا چاہیئے نہیں پڑھ پاتا ہوں - کبھی کبھی وظیفہ (اللہ) جو ایک ہزار کی تعداد میں فرمایا گیا ہے - نہیں پورا ہوتا بالکل مغلوب النوم ہو جاتا ہوں - ارادہ کیا کہ تہجد کی رکعتیں اسی وقت اٹھکر پڑھوں مگر اس وقت اٹھنا تو در کنار اوقات نماز پنجوقتہ میں خلل پڑنے لگ گیا -

تحقیق - کھانا شب کو سویرے کھائیے اور ذرا کم کھائیے - اور عشاء سویرے پڑھکر فوراً سو رہیئے وظیفہ بعد تہجد والا کسی اور وقت مثلاً بعد مغرب پڑھ لیجئے - اور پھر اطلاع دیجئے

حال - آجکل اس نابکار کی حالت یہ ہے کہ رات یا دن جب کبھی ذکر اسم ذات یا بارہ تسبیح کیلئے بیٹھتا ہے غلبہ نوم سے پریشان ہو جاتا ہے آنکھیں بند ہو جاتی ہیں - زبان سے الفاظ نکلتے جاتے ہیں پر خبر نہیں کہ کیا پڑھ رہا ہوں - مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو صحیح الفاظ زبان سے نکلتے ہوئے پاتا ہوں - بایں خیال کہ رطوبت کے باعث غلبۂ نوم ہو جاتا ہے - سر میں تیل ڈالنا بھی ترک کر دیا ہے تاہم یہی حالت رہتی ہے کوئی تدبیر ارشاد فرمائی جاوے -

تحقیق - ایسی کوئی تدبیر نہ کیجئے جو مضر صحت ہو بعد عشاء ذکر کر لیا کیجئے اور اس کے بعد کھانا کھایا کیجئے - دن کو بھی کھانے کے قبل ذکر کیا کیجئے - اور پھر اطلاع دیجئے -

تربیت حصہ اول ص ۲۶

حال - حضور نے جو لا الٰہ الا اللہ سو بار پڑھنے کے واسطے فرمایا ہے - اس کو جب پڑھنے بیٹھتا ہوں

اسوقت نیند بہت آتی ہے اور قلب پریشان رہتا ہے خیالات دنیوی ہجوم کرتے رہتے ہیں ہرچند دل لگانیکی کوشش کیجاتی ہے مگر ابھی تک طبیعت جمتی نہیں۔

تحقیق۔ السلام علیکم۔ جگہ بدل دیا کرو۔ اٹھکر ٹہلنے لگا کرو۔ اگر پھر بھی نیند آوے تو سو رہا کرو۔ اور وظیفہ ایسے وقت پڑھ لیا کرو جس وقت نیند نہ آوے اور اگر اس وقت بھی نیند آوے تو سمجھو کہ ضعف ہے وظیفہ کم کردو جس میں تکان نہ ہو اس کی برداشت کرو یہ ازخود جاتی رہیگی۔ اس کا جواب بھی مثل ۲ کے ہی ایسا مت کرو بہت کوشش بھی مضر ہے سرسری طور پر دل کو متوجہ کرنا کافی ہے خواہ متوجہ ہو یا نہو۔ تربیت دوم ص ۲۱

حال۔ آج ایک خاص دکھ عرض کرتا ہوں کہیں جناب خفا نہ ہو جائیں کہ جسکا بڑا اندیشہ ہے میں شرم ندامت اور خجالت کے ساتھ عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور بھی بڑا دکھ جو وقت میری زندگی کا ہے جس سے ہمیشہ مغموم رہتا ہوں کمبخت ہمیشہ کی عادت ہے کہ طبیعت ثانی ہو گئی ہے کہ فجر کو بغیر اٹھائے کسیکے آنکھ نہیں کھلتی ہے۔ اگر اتفاقاً کسی نے نہ اٹھایا تو دن چڑھے تک سوتا رہتا ہوں افسوس اس میں کبھی مسجد سے رہ جاتا ہوں۔ کبھی وقت تنگ ہوا تو گھر میں نماز فجر پڑھ لیتا ہوں اور اب یہ آفت شروع ہوئی ہے کہ کبھی کبھی اٹھانے سے بھی اپنی بدنصیبی سے نہیں اٹھتا۔ اس وقت نیند کی ایسی بیہوشی ہوتی ہے کہ اندھا ہو جاتا ہوں اور پھر پڑ رہتا ہوں اور تمام دن مغموم رہتا ہوں کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ خود بخود آنکھ کھلتی ہے اور تہجد بھی پڑھ لیتا ہوں۔ غرض عجیب آفت میں مبتلا ہوں حضور میرا علاج جس طرح ممکن ہو فرمائیں ، اور مدد فرمائیں۔ اور آخر وقت میں میری ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سنبھال لیں۔

تحقیق۔ خفا ہونیکی کیا بات ہے یہ کوئی اختیاری بات نہیں لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا ہرگز اس کا غم نہ کیجئے۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف ارشاد ہے لا تفریط فی النوم یعنی سو جانے میں کوئی تقصیر نہیں اپنی طرف سے جاگنے کا اہتمام کر لینا ضروری ہے مثلاً کسی سے فرما دیا کہ جگا دیا کرے اور سویرے سو رہنا چاہیئے اور کھانے اور پانی میں کسیقدر تقلیل کیجاوے اگر کوئی گھڑی الارم دار ہو وہ کوک دیکر پاس رکھ لیجائے اور جاگنے کے وقت ہمت سے کام لیا جاوے ان تدبیروں کے بعد بھی اگر کوئی ایسی کوتاہی ہو جاوے جو اختیار سے خارج ہو ہرگز مغموم نہ ہونا چاہیئے۔ غم کی افراط سے قلب ضعیف ہو جاتا ہے پھر سے تعطل کی نوبت آجاتی ہے ؎

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش
کہ انچہ ساقی ما ریخت عین الطاف ست

ہاں ایک کام اور کیا جاوے کہ آتیں آخر سورہ کہف کی ان الذین آمنوا آخر سورہ تک سوتے وقت پڑھکر دعا کر کے سو رہیئے۔ اور پھر اطلاع دیجیئے اور کسی طبیب سے بھی مشورہ لیجیئے شاید کسی طبی اصلاح کی ضرورت ہو۔

تربیت حصہ دوم ص ۱۳

سوال۔ اس احقر میں منجملہ عیوبات کثیرہ صبح کو دیر اٹھنا بھی ہے جس کی وجہ سے نماز قضا پڑھتا ہوں۔ اگر کبھی سویرے اٹھ جاتا ہوں تو نیند کے غلبہ سے یا تساہل سے پھر سو رہتا ہوں امید از کرم والا ہے کہ کوئی دعا یا جو مناسب حال احقر نسخہ ہو تجویز فرما کر اس مرض خبیث سے خادم کو رہائی دلوا دیں تاکہ شفا حاصل ہو۔

جواب۔ ۱۔ کھانا بعد عصر کھا لیا کرو۔ ۲۔ پانی شام کو کم پیو۔ ۳۔ عشا کی نماز جہاں سویرے ہو پڑھو ۴۔ آیات آخر سورہ کہف ان الذین آمنوا سے سوتے وقت ایکبار پڑھکر دعا کرو کہ فلاں وقت آنکھ کھل جائے۔ ۵۔ سب گھر والوں سے کہدو کہ جس کی آنکھ اول کھلے تم کو جگادے

تربیت حصہ پنجم ص ۲۶

قساوت قلبی و تصنع کی حقیقت

حال۔ قساوت قلبی کی یہ حالت ہے کہ ہرچند چاہتا ہوں بدرگاہ رب العزت گریہ و زاری کروں مگر آنکھ سے ایک قطرہ بھی نہیں نکلتا۔ ۱۔ اور تصنع کو دل نہیں چاہتا۔ ۲۔ گو زیادہ وقت تنہائی اور خلوت میں گزرتا ہے۔ جسم مسجد میں ہوتا ہے اور خیالات نہ معلوم کہاں کہاں لیجاتے ہیں۔ ۳۔ خلاصہ یہ کہ تابعدار کی حالت لائق دستگیری ہے۔ ورنہ دیکھئے کیا انجام ہو ۴۔ صفحہ کتاب تعلیم الدین میں طریقہ ذکر لطائف ستہ درج ہے خاکسار آجتک اس طریق سے محروم ہے۔ ۵۔ بصد ادب گذارش ہے کہ عمر کا زیادہ حصہ گذر گیا قوی بھی ضعیف ہو گئے اگر یہی حالت موجودہ خاکسار کے لئے بہتر ہے تو خیر ورنہ جو ارشاد ہو اس کی تعمیل میں دریغ نہ ہوگا۔ اگر حاضری خدمت عالی مناسب ہو تو نہایت شوق سے حاضری کے لئے مستعد ہوں اور جب تک حکم ہوگا حاضر رہونگا۔ بلا اجازت جرأت حاضری نہیں کر سکتا۔

تحقیق۔ یہ قساوت قلبی نہیں ہے یعنی گریہ کا رقت قلبی ہے جو غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری مطلوب نہیں ہے قساوت یہ ہے کہ معصیت کے بعد افسوس نہ ہو۔ ۲۔ اس کو تصنع نہیں کہتے تصنع مذموم ریا ہے۔ جو بقصد ارضاء خلق کے ہو۔ ۳۔ اس سے کوئی خالی نہیں۔ اس کا کچھ غم نہ کیجئے ۴۔ خود یہ غم و قلق ہی علامت ہے انجام بہتر ہونیکی۔ ۵۔ طریق ذریعہ ہوتا ہے اور ذریعہ مقصود

نہیں ذرائع مختلف و متعدد ہوتے ہیں ہر ایک کے لئے کوئی خاص طریق تجویز کر لیا جاتا ہے یہ ضرور نہیں کہ ہر شخص ہر طریق کا استعمال کرے جس طرح پنساری کی دکان میں دوائیں بے شمار ہوتی ہیں مگر ہر مریض کیلئے سب دوائیں نہیں استعمال کیجاتی ہے۔ اسکی کوئی حاجت نہیں بعد تکمیل تعلیم کے مکاتبت کافی ہے ۔

تربیت حصہ اول صفحہ ۲۰

حال۔ عرض یہ کہ میری حالت بہت خراب ہے کہ میرا دل بہت سخت ہو گیا ہے اس کا کچھ علاج جو بہت آسان ہو فرمائیے میری ایسی حالت ہے کہ کچھ عرصہ تو بہت اچھا گذرتا ہے اور دل بہت اچھا رہتا ہے اور نماز میں بھی دل لگتا ہے اور ساری باتیں اچھی رہتی ہیں اور کچھ عرصہ بہت خراب گذرتا ہے کہ نہ نماز میں دل لگے نہ کچھ جہاں تک ہو سکتا ہے کسی کام میں کمی نہیں کرتا ہوں مگر دل کچھ ایسا سخت ہو جاتا ہے کہ نیک کام میں کچھ مزا نہیں آتا۔ میرے لئے کوئی دعا یا عمل تحریر فرمائیے کہ حالت درست رہے ۔

تحقیق۔ دل لگنا اور مزا نہ آنا یہ سختی نہیں ہے بلکہ اس پر جو آپ کے دل میں رنج ہوا ہے یہ خود علامت ہے دل کی ترقی کی حالانکہ یہ رنج کی بات نہیں ہے تو جو بات واقع میں رنج کی ہو یعنی کسی گناہ کا صادر ہو جانا اس پر تو ایسے دل میں بہت ہی رنج ہوگا پھر سختی کہاں رہی سختی یہ ہے کہ گناہ میں باک نہ ہو گناہ ہو جانیکے بعد پروا نہ ہو اسپر رنج نہ ہو اطمینان رکھیں اپنے کام میں لگے رہیں باقی اس کے زاید کیفیات کہلاتی ہیں ان کی تفصیل ضروری نہیں۔ تربیت حصہ اول ص ۲۲

حال۔ السلام علیکم۔ بندہ کے قلب میں سختی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور ذکر میں دل حاضر نہیں رہتا ہے کچھ ایسی بات بتلا دیجئے کہ جس سے حضور اور نرمی بھی پیدا ہو جائے اور میرے لئے امداد بھی فرما دیجئے میں بہت پریشان ہوں اور دعا بھی فرما دیجئے ۔

تحقیق۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ سختی قلب اس کو کہتے ہیں کہ معاصی پر جرأت ہو جاوے اور خوف خدا نہ رہے اور جس کو آپ نے سختی سمجھا ہے وہ سختی نہیں ہے اور حاضر رہنا قلب کا اختیار سے خارج ہے اس کا قصد نہ کیجئے۔ اور حاضر رکھنا البتہ اختیار میں ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ خود ذکر کی طرف یا مذکور کیطرف خیال رکھئے تو اس کے لئے کسی اور شغل تدبیر کی ضرورت نہیں اس اصل کو عمر بھر کے لئے مستحضر رکھئے کہ اس سے ہزاروں خلجانات دفع ہو جاوینگے۔ اور میں دعا بھی کرتا ہوں

تربیت حصہ دوم ص ۹۵

آثارِ غلبہ یبوست و حرارت

حال بندہ جب سے آپ کے پاس سے آیا تو بس کہیں کچھ پتہ نہیں اور حالت آج سے نہایت بگڑی ہوئی ہے۔ اور قلب پر رقت جاری رہتا ہے۔ اور نظر میں کچھ نہیں آتا۔ بلکہ آگ سی معلوم ہوتی ہے اور آنکھ کے نیچے صرف روشنی موٹی سی معلوم ہوتی ہے طبیعت میں چین نہیں بلکہ نفس پر خوف ہوتا ہے کہ کہیں چوٹ نہ لگے۔ اور اگر لگے بھی تب بھی خبر نہیں ہوتی آپ سے جدا ہو کر سخت پریشان ہوں اب اجازت ہو تو حاضر ہوں اطمینان کے لئے دعا بھی فرما دیں۔

تحقیق۔ یہ غلبہ یبوست و حرارت کا ہے تمام اذکار کو ترک کر کے صرف درود شریف پر جس مقدار سے سہل ہو اکتفا کیا جاوے اور کسی طبیب کو نبض دکھا کر مبردات و مرطبات تجویز کرا لئے جاویں باقی دعا، خیر کرتا ہوں دو تین دن کے بعد پھر اپنا حال لکھیں۔

تربیۃ حصہ اول ص ۲۹

اسباب پر نظر علامت قلت حال ہے نہ اختلال عقائد

حال۔ از راہ کرم توجہ فرمائی جاوے کہ میری نظر اسباب سے گذر کر مسبب پر ہو جاوے یہ میرے اعتقاد میں نہایت نقص و خلل واقع ہو رہا ہے اور میں سخت پریشان ہوں۔

تحقیق۔ یہ نقص و اختلال عقاید میں نہیں حال کی کمی ہے جو مضر نہیں۔

تربیۃ حصہ اول ص ۲۹

رقت کے آنسو پونچھنا نہ پونچھنا برابر ہیں

حال۔ یہ معلوم تہجد کی برکت سے یا اسم ذات کی وجہ سے بخلاف سابق باوجود مشغولیت مکروہات ملازمت اکثر نماز باجماعت نصیب ہوتی ہے ایسی رقت کے بعد جو آنسو جاری ہو اُن کو پونچھ دینا نہ پونچھنے سے بہتر ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ دونوں برابر ہیں۔

حال۔ خاصکر رات کے وقت جبکہ دوسرا کوئی نہ دیکھے دل یوں کہتا ہے کہ یہ آنسو سرکاری عطیہ ہیں ان کو نہ پونچھنا چاہئیے۔ تاکہ شاید ان کی ہی برکت سے قیامت میں کچھ کام نکل آوے مگر ممکن ہے کہ میرا خیال غلط ہو اس کے بارہ میں جو ارشاد عالی ہو وہ بجا اور مبارک ہے۔

تحقیق۔ جس وقت جس بات کو جی چاہے وہ اُس وقت کا حال ہے اسی کا اتباع بہتر ہے۔ تربیۃ حصہ اول ص ۳۰

آثار قبض و بسط

حال۔ بعضے اوقات بعد از ذکر در قلب فرحتے و گونہ صفائے می یابم و در بعضے اوقات بوقت ذکر و بعد الذکر بجز قساوت قلب اثرے در نیابم

تحقیق۔ اول بسط است وثانی قبض ہر دو از حالات رفیعہ است بلکہ ثانی را ارفع گفتہ اند کہ از دو شکستگی واستحقار وتذلل حادث می شود۔

تربیت حصہ اول ص۳۵

سوال۔ تاریخ ایضاً تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو حالتیں قبض اور بسط کی سالک کو ابتدا سے انتہا تک رہتی ہیں خواہ مبتدی او متوسط کو اور رنگ میں ہو اور منتہی کو اور رنگ میں لیکن رہتی سب کو ہی

جواب۔ فرمایا کہ یہ صحیح ہے عامی اور مبتدی کو جو ہوتی ہے اُس کو خوف اور رجا کہتے ہیں اور متوسط کو جو ہوتی ہے اُس کو قبض و بسط کہتے ہیں اور منتہی کو اُس کے استعداد کے موافق جو ہوتی ہے اُس کو انس وہیبت کہتے ہیں۔

سوال۔ تاریخ ایضاً جس طرح سالک غایت انقباض میں اپنے تئیں مرتد اور کافر معلوم کرتا ہے اور اعمال کی توفیق اس سے کم ہوجاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسی طرح غایت انبساط اور لذت میں آکر بھی اگر کچھ ذوق وشوق زیادہ پیدا ہوگیا اور اعمال کی توفیق کچھ زیادہ ہوئی تو نفس میں شوخی اور انانیت پیدا ہوجاتی ہے اور اپنی حد پر نہیں رہتا ہے اور اگر بالفرض انانیت پیدا نہیں ہوئی تو وسوسہ تو اپنے کمال کا پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ اعمال بھی کم ہوجاتے ہیں۔

جواب۔ فرمایا کہ یہ ادلال یعنی ناز ہے اور اسمیں دونوں باتیں ہوتی ہیں اگر شوق پیدا ہوا تو توفیق اعمال کی بڑھ جاتی ہے اور اگر کہیں استغنا پیدا ہوگیا اور یہ سمجھ گیا کہ اب تو ہم صاحب کمال ہوگئے تو توفیق اعمال کی کم ہوجاتی ہے۔

تربیت حصہ دوم ص۳۰

آثار غیبت وفنا

حال۔ حضور کے ارشاد کی تعمیل یہ عاجز برابر کر رہا ہے ایک نئی بات جو پیش آئی ہے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے کی حالت میں تمام جسم میں ایک عجیب سی حالت پیدا ہوجاتی ہے اپنا پڑھنا اپنے ہی کو سنائی نہیں دیتا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منہ سے الفاظ بڑی مشکل سے نکلتے ہیں۔ نہیں معلوم کیا وجہ

تحقیق۔ اگر اس سے پہلے کسی مرض کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تو یہ حالت غیبت وفنا کی ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرماویں ورنہ علاج کریں۔

تربیت حصہ اول ص۱۲

سوال۔ بندہ کو جو تین ہزار مرتبہ اسم ذات بتلایا گیا تھا بحمد اللہ اس کو اس وقت تک کر رہا ہوں صرف یہاں آکر اس میں یہ تغیر ہوا ہے کہ تہجد بھی اور ورد بھی بعد عشاء کے سونے سے پہلے کر لیتا ہوں یہ تغیر اس لئے کر لیا کہ جناب نے چلتے وقت فرمایا تھا کہ اگر تہجد کے وقت نہ ہو سکے تو بعد عشاء ہی کے کر لیا کرو۔ خدا کا شکر ہے کہ اسی طرح اس وقت تک دل لگتا ہے بعض اوقات

نماز میں ایسی حالت ہوتی ہے کہ مجھے یہ خبر نہیں رہتی کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں یا کیا کر رہا ہوں۔ اور آنکھیں بند ہو جاتی ہیں بعض اوقات جو پڑھتا ہوتا ہوں وہ بھول جاتا ہوں اس میں ایک امر یہ دریافت کرنا ہے کہ چونکہ یہاں نماز میں ہی پڑھاتا ہوں بوجہ اس کے کہ طلباء جو امام ہیں وہ بالکل ہی غلط پڑھتے ہیں۔ اسی حالت میں یہ کیفیت ہو جاتی ہے اور تشابہ لگتا ہے بعض دفعہ بالکل چپ کھڑا رہ جاتا ہوں۔ مگر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مدت سے کم ہی ہوتا ہے کہ فوراً ہوش آجاتا ہے تو اس میں نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اور یہ تخمینہ کہ اتنی دیر لگتی ہو صرف تخمینہ ہی ہے اور وہ بھی میرا اور آج تک کسی مقتدی نے بھی یہ نہیں کہا کہ تو چپ کیوں کھڑا ہوتا ہے جس سے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سکتہ بہت کم ہوتا ہوگا مگر اس حالت میں جو مزہ آتا ہے اس کو تحریر میں نہیں لا سکتا اب اگر ارشاد ہو تو نماز پڑھاؤں ورنہ چھوڑ دوں۔

جواب۔ معمولات پر حق تعالیٰ نے ثمرات محمودہ مرتب فرمائے ولو کانت غیر مقصودۃ الحمد للہ علیٰ ذلک یہ حالت غیبت کہلاتی ہے اگر کوئی امام جائز الاقتداء موجود ہوتا تو اس حالت میں اولیٰ عدم امامت تھی لیکن اب نماز کی حفاظت فرض ہے اور اس حالت کی رعایت مستحب اور فرض مقدم ہے مستحب پر اس لئے امامت ترک مت کرو۔ اور اتنے لطیف وقفہ سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی۔ لیکن اگر یہ وقفہ فرضاً طویل بھی ہو جاتا تب بھی چونکہ یہ مشابہ نوم کے ہے اس لئے اس سے بھی نہ کراہت ہوگی نہ سجدہ سہو ہوگا۔ البتہ جو الفاظ اس حالت میں پڑھے گئے ہوں ان کا اعادہ کرنا ہوگا۔ کما ہو حکم النوم۔

تربیۃ حصہ سوم ص ۱۵

حال۔ اس نیاز مند کی حالت یہ ہے کہ زیادہ وقت دن کا عالم حیرت میں گذر جاتا ہے جس ہیئت بیٹھ جاتا ہوں سرنگوں ایک حالت میں گھنٹے گذر جاتے ہیں بعد خواب کے شب کو سکون ہوتا ہے تو اپنے وظائف پورے کر لیتا ہوں نہ کسی کام میں دل کو چین ہے اگر کوئی کام کرتا ہوں تو نہایت اضطراب اور بیقراری سے اور تحیر میں راحت ہوتی ہے۔

تحقیق۔ یہ غیبت ہے جو کہ سلوک کے متوسط حالات سے ہے اور محمود ہے گو مقصود نہیں اللہ تعالیٰ اس سے ترقی بخشے۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۸۵

تلوین میں تصنیف وغیرہ مشاغل سے ذہن خالی کرنے کی ضرورت

حال۔ ہر روز ارادہ کرتا ہوں کہ تصانیف قاسمیہ کی شرح و تسہیل کا کام شروع کروں مگر آجکل عجب طرح کی طبیعت ہو رہی ہے کہ ہر کام میں کسل ہوتا ہے۔

تحقیق ۔ تو ابھی رہنے دیجئے ۔

حال ۔ صحیح مسلم کا کام بھی تین چار روز سے بلکہ ایک ہفتہ سے کچھ نہیں ہوا

تحقیق اسے بھی ابھی رہنے دیجئے ۔

حال ۔ تعلیم و تدریس میں بھی بہت ہی بے توجہی سے ہوتی ہے اُس میں بھی بعض دن تقاعد ہوتا ہے بلکہ حرج ہو جاتا ہے ۔ خداوند تعالیٰ مجھکو ان چیزوں کے التزام کے بھی توفیق عطا فرمائے تاکہ میں اپنے بزرگوں کے سامنے محجوب و نادم نہ ہوں عزم تو برابر رہتا ہے مگر کیا کروں طبیعت لکھنے پڑھنے کے ہر ایک کام سے اُڑتی ہے کتب بینی کو بھی جی نہیں چاہتا ۔

تحقیق ۔ جب تک ان احوال کا غلبہ رہے تصنیف بالکلیہ بند کر دیجئے ۔ اور بند ہونے سے قلق نہ کیجئے پھر جب موقع ہو گا خود مشورہ دونگا ۔ اب ذہن خالی کر دیجئے ۔

حال ۔ کبھی عزت و آبرو بڑھانے کا بھی خیال آتا ہے مگر الحمد للہ کہ نہایت ضعیف

تحقیق ۔ اس ضعیف کو ضعیف نہ سمجھا جاوے ۔ اس کا علاج ضرور کر دیا کیجئے کہ فوراً کوئی صورت عملی تواضع کی ایسی اختیار کر لی کہ نفس کو شاق ہو مگر عرفاً زیادہ منکر نہ ہو ۔

تربیت حصہ پنجم ص۱۱۸

جوش چھوڑ کر ہوش سے کام لینا ضروری ہے

حال ۔ باوجودیکہ میں کسی بزرگ کو کیا کسی مسلمان کو ذلت کے خیال سے نہیں دیکھتا بجز مبتدعین کے کہ ان سے دل کو قطعاً نفرت ہوتی ہے ایک مرتبہ ایک شخص نے عرس میں جانے کے فوائد بیان کئے اور میں نے ایام عرس میں جانے کی خرابی ظاہر کی اس کے فوائد میں یہ بات تھی کہ وہاں جانے سے بہت سے بزرگوں سے ملاقات ہو جاتی ہے جن سے مقصد برآری ہو جاتی ہے ۔ میں نے کہا کہ اگر کسی بزرگ کے مزار پر دوسرے شخص سے فیض لینے کی نیت سے جائے تو بڑے غیرت کی بات ہے وہ نہ ادھر کا ہو گا نہ ادھر کا کیونکہ جتنے وہاں پر حاضر ہوں گے وہ سب صاحب مزار کو بزرگ جانکر حاضر ہونگے اور زائر کا خلوص نہیں ہو گا ۔ اور بغیر خلوص کے فائدہ معدوم ۔ اس کے بعد مجھکو جوش آیا تو میری زبان سے یہ نکلا کہ میں تو جس شخص سے فیض لینے کا ارادہ کر لوں اگر اس اثنا میں حضرت خضرؑ آ کر یہ کہیں کہ میں خضر ہوں مجھ سے فیض لو تو میں ان کی طرف نظر بھی نہ کروں کیونکہ پہلی نیت بدلنے میں مجھکو غیرت معلوم ہوتی ہے ۔ اس شخص نے جھٹ کہدیا کہ انشاء اللہ تم کافر مرو گے ۔ نعوذ باللہ منہ کیونکہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہیں اور اہانت انبیا کفر ہے یہ تم نے

ان کی اہانت کی بعد کو میں نے خیال کیا تو افسوس ہوا کہ یہ بات میں نے اُس شخص سے کیوں کہی مگر چونکہ میں نے اہانت کا خیال کہنے میں نہیں کیا تھا اس وجہ سے دل میں اطمینان رہا اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ نا اہل سے اپنے ذوق کی بات ہرگز نہیں کہنی چاہیئے ؎

حدیث دوست با دشمن نگوئیم
کہ ہرگز مدعی محرم نہ باشد

بالکل صحیح ہے اور میری عادت بھی نہیں ہے مگر بعض وقت لوگوں کی حرکات پر غصہ آتا ہے تو بعض باتیں اس قسم کی نکل پڑتی ہیں۔ اضطرار کی حالت ہوتی ہے۔

تحقیق۔ اس شخص کا حکم کفر لگانا تو زیادتی ہے غالباً اُس وقت خضر علیہ السلام کے نبی ہونے کا آپ کے دل میں خطرہ بھی نہ ہوگا لیکن تاہم اتنا جوش مناسب نہیں ہر وقت ہوش سے کام لینا ضروری ہے آپ کو استغفار کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں۔ آپ دوسرے لوگوں سے ایسے امور میں گفتگو ہی کیوں کرتے ہیں جو اس کی نوبت آوے۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۱۹

مبتدی و منتہی کے حالات میں تفاوت

حال۔ اس مرتبہ خدمت اقدس میں بیٹھنے کا کم موقعہ ملا مگر الحمد للہ کہ قلب اکثر حضرت والا ہی کی خدمت میں حاضر تھا اور آجکل تھانہ بھون حاضر ہونے سے سکون بڑھتا ہے اور قلب میں ایسی برودت محسوس ہوتی ہے کہ اس سے تمام بدن سرد ہوجاتا ہے پہلے خدمت والا میں حاضر ہونے سے شورش بڑھتی تھی۔

تحقیق۔ وہ ابتدا کی حالت تھی اُس وقت طلب و شوق کی حرارت ہوتی ہے یہ انتہا کی حالت ہے اس وقت انس و تمکین کی برودت ہوتی ہے

حال یکے از منتہیان ؎ مولائی او کنی فانی غارق ؎ فی لجۃ الشہوات والعصیان

حالت یہ ہے کہ پہلے تو غیر اللہ کی طرف میلان قلیل سے بھی نفرت اور غیرت آتی تھی کہ محبوب حقیقی کے ہوتے ہوئے غیر ہرگز قابل التفات نہیں اور اب ذرا سی چیز بھی اپنی طرف مائل کر لیتی ہے حتی کہ نظر شہوت وغیرہ سے بھی باک نہیں بحمد اللہ تنبہ جلد ہوجاتا ہے اور توبہ و استغفار معاً کر لیتا ہوں مگر نہ معلوم قلب اب غیر اللہ کی طرف اسقدر جلد کیوں مائل ہوجاتا ہے

تحقیق۔ ابتدا میں شوق کا غلبہ ہوتا ہے اور انتہا میں انس کا شوق میں مانعیت طبعیہ ہے اور انس میں مانعیت عقلیہ مگر امتحان کا موقع بھی ہے پس میلان موجب غم نہیں ہاں اس پر

عمل البتہ موجب غم ہے اس میں تساہل موجب غیرت حق ہے حدیث میں ہے واللّٰہ یغار ان یزنی عبدہٗ او امتہ اور حدیث میں ہے والعینان تزنیان پس ہمت سے کام لینا چاہیئے ورنہ بد شود۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۲۱

یکسوئی نہ ہونیکا علاج

حال۔ کچھ دنوں سے میری طبیعت کو یکسوئی نہیں ہوتی۔ ایک طرح کی وحشت اور غیر اطمینانی حالت رہتی ہے حالانکہ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے روزانہ بعد نماز فجر سو بار لاحول ولا قوۃ اور سو بار درود شریف اور بعد نماز عشا سو بار استغفار و سو بار درود شریف وغیرہ پڑھا کرتا ہوں لیکن اس سے قلب کو طمانیت اور سکون نہیں حاصل ہوتا۔ لہٰذا بجمال ادب گذارش کرتا ہوں کہ کوئی ایسا وظیفہ تحریر فرمادیجئے کہ جس سے میری شکایت رفع ہوجائے اور طاعت میں شوق پیدا ہو۔

تحقیق۔ السلام علیکم یکسوئی نہ ہونے سے آپ کا کیا ضرر ہے اس کا جواب آنے کے بعد عرض کرونگا۔ والسلام۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۲۳

کیفیات شوقیہ کا بقا ضروری نہیں

حال۔ چند روز سے خادم کی ظاہری و باطنی حالت میں کچھ تغیر و تبدل سا معلوم ہوتا ہے۔ اول یہ جو کہ جناب والا کا شوق و اشتیاق حضوری بالاضطرار و بالاضطراب تھا اس میں کمی ہے پہلے ہر وقت خیال رہتا تھا اب گاہ گاہ یاد و شوق آتا ہے۔

تحقیق۔ یہ حالت مذموم نہیں کیفیت شوقیہ ابتدائیہ کا بقا ضروری نہیں۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۲۳

طوالت قبض مضر نہیں

حال۔ توارد قبض و بسط بدستور جاری ہے البتہ اس طرف قبض دیر تک رہتا ہے اور زمانہ بسط کم ہوتا ہے۔

تحقیق۔ در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

حال۔ اب اشغال میں بھی توجہ الی اللہ تعالیٰ قائم رہتی ہے۔

تحقیق۔ الحمد للہ

حال۔ البتہ ان اشغال میں جن میں فکر و غور کرنا پڑتا ہے فی الجملہ غفلت ہوجاتی ہے۔

تحقیق۔ معلوم نہیں وہ کونسا شغل ہے بہر حال اس کو چھوڑ دیا جاوے۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۲۸

انوار مثالیہ قابل التفات نہیں

حال۔ الحمد للہ یہ نیاز مند اسم ذات خفی ۲۵ ہزار مرتبہ اور سورہ اخلاص ایک ماہ میں حق تعالےٰ کے

فضل و کرم سے ایک لاکھ سے زیادہ پہونچا تا ہے پڑھتا ہے پیشانی میں روشنی محسوس ہوتی ہے نماز میں اور دعا مانگنے میں اور بعض وقت خارج وقت میں زیادہ ہوجاتی ہے اور بعض وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیشانی پر آفتاب کی سوزش اور تپش اور گاہ ایسا معلوم ہوتا ہے آگ کے پاس ہونے سے اندیشہ پیدا ہوجاتا ہے کہ میرے جسم یا پارچہ میں اس کا اثر ہوگیا ہے یعنی اس کی تپش اور سوزش معلوم ہونے لگتی ہے اور گاہ باطن میں بھی سوزش اور تپش معلوم ہونے لگتی ہے۔ اس کے جواب سے بھی معزز فرمایا جاوے۔ اور علاج یا دوا ارشاد ہو

تحقیق۔ روشنی جو محسوس ہوتی ہے یہ قابل التفات نہیں کبھی یبس و حرارت کے غلبہ سے بھی ایسا ہوجاتا ہے اور اگر انوار ذکر بھی ہوں تو یہ انوار مثالیہ ہیں جو نہ منشاء ہے قرب کا نہ ناشی ہے قرب سے انوار حقیقیہ جو کہ قلب میں ہوں وہ البتہ ایک نعمت ہے اور وہی انوار حقیقیہ ہیں گو ان انوار مثالیہ میں بھی بعض حکمتیں اور مصلحتیں ہیں کہ اعظم ان کا یکسوئی ہے لیکن مقصودیت سے اس کو کوئی حصہ نہیں ملا۔

تربیۃ نجم صـ ۱۲۸

شوق کا طبعی رفتار سے بڑھنا مفید ہے نہ اہتمام سے

حال آجکل روزے وغیرہ رکھنے کو بہت جی چاہتا ہے اور خصوصاً اس شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دولت اشتیاق عطا فرمائی۔ اگر اجازت ہو تو رکھوں امید ہوتی ہے کہ اس سے شوق میں ترقی ہوگی اور مقصود جلد حاصل ہو

تحقیق۔ شوق کا اپنی طبعی رفتار سے بڑھنا مفید ہے اور اہتمام سے بڑھانے میں احتمال ہوتا ہے کہ بڑھتے بڑھتے انتہا کو پہونچکر بحکم اذا تم الشیٔ بدأ نقصہ ختم نہ ہوجاوے۔ اور اب دو شوق ہیں ایک مقصود کا دوسرا خود اس شوق کا فالثانی خیر من الواحد اور اہتمام سے دوسرا کم ہوجاویگا اس لئے روزوں سے اپنے کو شکستہ نہ کریں نیز اس کی کثرت سے یبس ہوکر شگفتگی کم ہوجاتی ہے اور یہی بنا ہے شوق کی اور سابقین کے قویٰ زیادہ قوی تھے فلا قیاس۔

حال۔ ہاں یہ لکھنا باقی رہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھکو گریہ اور بکاء اور نالہ و فغاں حاصل ہو۔ اور قصد کرتا ہوں اور اندر سے جی بہت چاہتا ہے لیکن اس پتھر دل کے جونک نہیں لگتی ہی توجہ للہ فرمایئے کہ آہ و بکا کے مزے حاصل ہوجائیں۔

تحقیق۔ شوق کے متعلق جو اوپر تقریر لکھی ہے وہی بعینہ یہاں سمجھ لیجئے۔ کہ کثرت بکاء سے بعض اوقات شوق کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اور اس آنسو کے نہ نکلنے سے بعض اوقات اندر ہی اندر

شوق بڑھتا ہے۔ چونکہ ہر طالب کی استعداد جُدا ہے جو عالم الغیب ہی کو معلوم ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اس شخص کی تربیت کا کیا طریق ہے ع بندہ را فرمان چہ باشد ہرچہ فرمائی برآنم۔ قال اللہ تعالیٰ ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السمٰوٰت والارض ومن فیھن وقال تعالیٰ فی رسولہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم الآیہ تربیت حصہ نہم ص ۱۴۸

کیفیات سے وصول یا حرمان پر استدلال کا غلط ہونا اور خدا پر سوءِ ظنی کا علاج

حال۔ حسب الارشاد اپنا کام کر رہا ہوں وجد و شوق روز افزوں ہے مگر یہ عین دلیل حرمان ہے کہ یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا۔ جب سلف کے مجاہدات کا حال پڑھتا ہوں تو پھر مجکو اپنے منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے قوی شبہ ہو جاتا ہے نہ وہ قوت نہ اُس قدر دنیا سے بے تعلقی نہ وہ خلوص فی المجاہدات بس اس خیال سے کبھی کبھی عزم رخصت ہو جاتا ہے مگر اپنے نفس کو اُمید دلاتا ہوں کہ جب حضرت جیسا رہبر طریقت و شمع ہدایت موجود ہے تو کیا تعجب ہے کہ باسانی ہی مقصود پر پہنچ جاؤں تاہم تسویل نفس جاری ہے۔ وما ابرّی ع نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء۔ پھر کبھی مولائے روم تسکین فرمادیتے ہیں ؎

خاک شو در پیش شیخ باصفا　　تا زخاک تو بروید کیمیا

اگر اس سے بھی حقیر کوئی درجہ فنا کا ہو تو میرا دل اس کے لئے بھی راضی ہے اپنی جہالت کا اعتراف بہت آسان معلوم ہوتا ہے بجائے اسکے کہ حضرت کے جناب میں کوئی سوئے ظن ہو بعض اوقات تو یہی چاہتا ہے کہ من تو شدم کا مضمون ہو جائے مگر شتان بینہما وانا مسمر نماز میں خشوع بر سر ترقی ہے مگر بدگمانی ہو رہی ہے کہ کہیں اسمیں ریا نہ ہو۔ سورۃ الماعون کی وعید پیش نظر رہتی ہے خدا رحم فرمائے۔ تہجد میں جب یہ تصور قائم ہو جاتا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ آسمان رابع پر جلوہ گر ہے جہاں بہت سے مخلصین کی سُن رہا ہوگا۔ وہاں اس ذرہ بے تمیز پر بھی نظر ہوگی تو پھر قرآن کی ہر آیت تیر و تفنگ کا اثر کرنے لگتی ہے اگر طاقت ہوتی تو ساری رات بھی اس لطف کے سامنے کم معلوم ہوتی۔

تحقیق۔ کیفیات سے وصول یا حرمان پر استدلال کرنا یہ مستعلج کا کام نہیں کہ اول میں عُجب کا خدشہ ہے اور ثانی میں ناشکری کا اور دونوں سالب نعمت ہیں طالب کا وظیفہ یہ ہے کہ حالت کی اطلاع اور اُس حالت کی تحقیق معالج کا کام ہے آپ کا اکثر خط سوءِ ظن باللہ سے بھرا ہوا ہے

جس کو آپ سوءِ ظن بالنفس سمجھتے ہوں گے مگر وہ الزاماً نہیں تو لزوماً ضرور سوءِ ظن باللہ کی طرف راجع ہے تعجب ہے کہ وجد و شوق جو مقدمہ کامیابی ہے اُس کو آپ دلیل حرمان فرماتے ہیں اور شاعری نکتہ سے اُس کی تائید فرماتے ہیں جن کی شان میں فی کل وادٍ یہیمون وارد ہے اُس شاعر کو یہ خبر نہیں کہ یہاں جگر کے جتنا پار ہوتا ہے اُس قدر خلش بڑھتی ہے وجہ یہ ہے کہ ظاہری حیات جگر کے پار ہونے سے منقطع ہو جاتی ہے اس لئے خلش کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے اور یہاں جگر کے پار ہونے سے حیات بڑھتی ہے اس لئے اس کا احساس بڑھتا اس سے خلش بڑھتی ہے اسی کو ایک عارف نے فرمایا کہ ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر ست

سلف کے مجاہدات پر نظر کرنے سے جو یاس لکھا ہے یہ ایک ایسے خیال کو مستلزم ہے جس سے استغفار واجب ہے اور وہ خیال یہ ہے کہ گویا آپ مجاہدات کو علتِ وصول کی سمجھ رہے ہیں حالانکہ علت محض فضل ہے اور مجاہدہ محض اس کا حیلہ سو حیلہ کبھی قوی ہوتا ہے کبھی ضعیف کیا آپ نے وہ حدیث نہیں پڑھی کہ ایک زمانہ میں اگر عشر مامور بھی ادا کر لیا جاویگا تو نجات ہو جاویگی یہی جواب ہے خشوع خضوع کے متعلق بدگمانی کا اور آسمان رابع کی تخصیص کا منشا معلوم نہیں آپ کے ذہن میں کیا ہے والسلام۔

پھر ان ہی صاحب کا خط ذیل آیا جس کا جواب اس کے بعد مرقوم ہے

حال۔ مجھے اب تک وجد و شوق کو دلیل حرماں اور مجاہدات عظیمہ کے علت الی الوصول ہونے کا دھوکا ہو گیا تھا جس سے اقرب الی الاعتزال ہو چلا تھا مگر حضرت کی رہبری سے میں متنبہ ہو گیا اور اپنے دل میں سے ایسے واہی خیال کو نکال دیا اور وجد و شوق جو حقیقۃً نعمت ہے اس کا ہر وقت شاکر ہوں خدا کفران سے بچائے شکر و کفران اپنے ہی لئے ہے ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ ومن کفر فان اللہ غنی حمید۔ خدا سے دعا کرتا ہوں کہ گناہوں کو معاف فرمائے عرض حال یہ ہے ۳-۴ روز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب کے سامنے انگیٹھی رکھی ہے جس سے قلب ہر وقت حار و گرم معلوم ہوتا ہے صلوٰۃ و ذکر کے وقت یا اہل اللہ یا نیک باتوں کے تذکرہ کے وقت زیادہ حرارت کا احساس ہوتا ہے اور بلا وجہ بھی خاموش رہنے کو طبیعت چاہتی ہے ہر روز رات کو خواب میں اپنے کو تلاوت یا نماز میں مشغول دیکھتا ہوں۔

تحقیق۔ جامع الفضائل السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اصلاح خیال سے بہت مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ

استقامت وبرکت فرماوے یہ حرارت محبت کی ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے ایسے ہی منامات مبشرات ہوتے ہیں اگر اس حرارت سے کچھ تکلیف محسوس ہو تو اطلاع دیجئے - ورنہ کوئی فکر کی بات نہیں والسلام -

ترتیب حصہ نجم صفہ ۱۵۸

آثار عجیب

حال یہ ہے کہ ذکر و تلاوت وغیرہ بدستور کیا کرتا ہوں معمول سے زیادہ ذکر کرنا چاہتا ہوں مگر بوجہ ضعف دماغ مجبور ہو جاتا ہوں اس وجہ سے ترقی نہیں کرتا وقت ذکر شب یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب کے سر پر لفظ اللہ بخط جلی و نسخ تحریر ہے بعض وقت اس کی رویت سے سرور ہوتا ہے معلوم نہیں کہ کیا وجہ ہے آیا خیال ہے یا کہ اثر ذکر ہے یا کوئی اور علت ہے امیدوار تاویل ہوں -

تحقیق - معلوم ہوتا ہے ضعف سے یبس بڑھ گیا ہے وہ لفظ لکھا ہوا نظر آنا اسی یبس کا اثر ہے جلدی علاج کرنا چاہئے - اور جہر اور ضرب بالکلیہ موقوف کر دینا چاہئے - بلکہ اگر طبیعت متحمل نہ ہو تو ذکر کی مقدار بھی کم کر دینی چاہئے - اور معمول سے زیادہ ہرگز نہ کیا جاوے - ترطیب و تقویت دماغ کے بعد جو حالت ہو اس سے پھر اطلاع دیں -

ترتیب حصہ نجم صفہ ۱۵۹

سہو بعارضہ محو مذموم نہیں

حال - حضور کے فیض سے اب نماز میں بعض وقت خوب جی لگتا ہے اور بعض وقت یہی خیال نہیں رہتا کہ کے رکعت پڑھی اس وقت سجدہ سہو سے کام لینا پڑتا ہے اکثر نماز میں ذکر کی طرف مطلق خیال نہیں رہتا ذکر کی مشغولی سے کچھ خیال ہی نہیں رہتا - بلکہ رکعت کی یاد کے لئے تو ہر رکعت میں جبراً یہ خیال جمانا پڑتا ہے کہ کے رکعت ہوئی - اور جہاں ذرا غفلت ہوئی بس معاملہ درہم برہم ہو گیا -

تحقیق - ایسا سہو مذموم نہیں کہ سبب اس کا محو ہے -

ترتیب حصہ نجم صفہ ۱۶۰

ناغہ ہونے سے شکستہ دلی پیدا ہونیکا علاج

حال - افسوس صد افسوس بندہ کی ساری محنت اکارت ہو گئی - جو کچھ کیا کرایا تھا وہ سب محو ہو گیا کیا کہوں کہ سب کچھ فوت ہو گیا اور اس فوت پر اسقدر صدمہ بھی نہیں جو ہونا چاہئے تھا - رنج ضرور ہے اور کوشش بھی آئندہ کے واسطے ہے لیکن صد ہزار حسرت اس پر ہے کہ رنج اور کوشش پورا نہیں قسمت کی خوبی دیکھو کہ ٹوٹی کہاں کمند - واقعہ یہ ہے کہ میں برابر اپنے کام میں مشغول تھا کہ سب سے پہلے صحیح مسلم کی ختم کرانے کی کوشش میں صبح کے بعد سے طلوع شمس تک کا معمول قضا ہوا اس پر میں نے چنداں توجہ اس لئے نہیں کی کہ اولاً تو وہ حضرت

کا تبلایا ہوا نہ تھا اپنا تجویز کیا ہوا تھا دوسرے یہ سمجھا کہ آخر حدیث پڑھانے میں یہ وقت صرف ہوگا تقریباً پچیس روز ہوئے کہ مجھکو یکایک نزلہ اور درد سر اور بخار کا زور شروع ہوا بخار تو خفیف ہوتا تھا لیکن نزلہ اور اعضا شکنی کی وجہ سے ہمت نہایت ضعیف ہوگئی۔ ایک دو روز اسی حالت میں کام کرتا رہا آخر کار نہ چل سکا۔ پندرہ روز تک اس طرح مرض کا سلسلہ رہا کہ درمیان میں اگر دو ایک روز کو صحت بھی معلوم ہوئی تو نقاہت کی وجہ سے زیادہ ہمت نہ کر سکا اور سستی ہی بلکہ اس عرصہ میں سبق وغیرہ بھی نہیں پڑھا سکا۔ شروع میں باوجود ترک اذکار وغیرہ کے بھلا اثر دل میں رہتا تھا رفتہ رفتہ وہ بھی نہ رہا اور ادھر سے نہایت غفلت ہوگئی حتی کہ طاعات کا وہ اہتمام اور معاصی سے اجتناب کی ویسی توفیق بھی نہ رہی۔ غرض عجیب خربطہ رہا۔ رات کو کبھی کبھی کوشش بھی اٹھنے کی کرتا لیکن نزلہ کی وجہ سے نہ معلوم اس دفعہ دماغ پر ایسا اثر ہوگیا کہ ہر ایک دماغی کام میں تقاعد ہوتا تھا۔ اور اب بھی قدرے باقی ہے۔ اتفاق وقت سے جب صحت ہوئی تو میرے سب سے چھوٹے بھائی کے نکاح کی تقریب گھر میں شروع ہوگئی۔ والد صاحب مرحوم تو زندہ نہ تھے اور حضرت والدہ صاحبہ کو جو کچھ بھی زور اور حق تھا وہ ہم ہی چند بھائیوں پر تھا۔ غرض ان کے غایت درجہ تعلق کو دیکھکر تین چار روز تک اس میں منہمک رہنا پڑا اس اثناء میں بھائی بہنیں اور ان کی اولادیں گھر پر جمع ہوگئیں۔ ان کی ضروریات اس قدر زیادہ تھیں کہ دم بھر کو مہلت فکر سے نہ ملتی تھی اب تک بھی اس مجمع کا ایک معتدبہ حصہ باقی ہے۔ غرض اس پچیس روز کے اندر بالکل غفلت ہوگئی اب حال یہ ہے کہ کوئی ذکر و شغل نہیں البتہ قصد دوبارہ شروع کرنے کا دو تین روز سے برابر کرتا ہوں مگر عجب طرح کے موانع آجاتے ہیں بہر حال قصد میں کوئی سستی نہیں کئی مرتبہ عریضہ بھیجنے کا ارادہ کیا تو ندامت اور شرم معلوم ہوئی کہ کیا لکھوں۔ ایک ایسے نابکار کی سمع خراشی خواہ مخواہ حضرت والا کو بھی مکدر بنا دیگی لیکن چارہ کار بھی اور کوئی معلوم نہیں ہوا اس لئے ڈرتے ڈرتے یہ عریضہ بھیجتا ہوں جو ارشاد ہو وہ کروں اور جو سزا تجویز فرمادیں اس کے واسطے حاضر ہوں اسباق مدرسہ کے انشاء اللہ ۲۰، ۲۵ رجب تک ختم ہو کر امتحان سالانہ شروع ہوجائیگا اگر یہی صورت ہو کہ یہاں جلد حاضر ہوں تو حضرت مہتمم صاحب کو ایک سفارشی خط تحریر فرما دیجئے کہ وہ مجھکو ۱۸، ۱۹ رجب تک تھانہ بھون جانیکی اجازت مرحمت فرما دیں تاکہ رمضان المبارک تک ایک اربعین اور پھر دس شوال تک دوسرا اربعین ہو جائے شاید کہ حضور والا کی توجہات گرامی کی برکت سے مافات کی کچھ تلافی ہوجائے یہاں رہکر شاید نہ ہو سکے بہر کیف جو رائے مبارک ہو اس سے از راہ شفقت قدیم اگر جلد مطلع فرمائیں تو میں

میں اس کے بارہ میں سب باتیں طے کرلوں۔

تحقیق۔ رُوحی ورُوحی السلام علیکم ورحمۃ اللہ ؎

زدست کوتہ خود زیر بارم
کہ از بالا بلندان شرمسار

واقعی جواب میں دیر ہونے سے خجل ہوں مگر یہ دیر وقت اطمینان کے انتظار میں ہوئی جب نہ ملا آخر ہجوم اشغال ہی کی حالت میں لکھنے بیٹھ گیا۔ بندہ کی تجویز کو بعض دفعہ توڑ دینا ہی حکمت ہے رضینا بما قضینا۔ عزیزمن اس دولت کا خاصہ ہے کہ اس کے سلب ہونے سے قلق نہیں ہوتا یعنی اس کے سلب کے لئے اسقدر قساوت وطرد وبعد لازم ہے کہ اسکے ساتھ قلق وتاسف وندم جو کہ علامات قرب وقبول سے ہے جمع نہیں ہوسکتی رہا یہ کہ صدمہ بھی زیادہ نہیں اگر مسلم بھی ہو تو خیر اصل پر اگر نہیں ہے تو اس نہ ہونے پر تو ہے تو کسی امر پر تو ہوا اور وہ امر غیر متعلق نہیں پس حکم اصل میں ہے پس یہ قلق شدیدہ خود علامت ہے کہ کارت محو تو نہیں ہوا البتہ خستہ وشکستہ ہوگیا لیکن ہر خستہ قابل اندمال اور ہر شکستہ قابل انجبار ہے بلکہ کبھی اسی لئے شکستہ کرتے ہیں کہ اس شخص کی بندش اچھی نہ تھی دوبارہ اچھی بندش کرتے ہیں ضربہ وسقطہ میں بعض اوقات اناڑی آدمی جوڑ ٹھیک نہیں بٹھلاتا تو ماہر فن اس جوڑ کو پھر اکھاڑ کر دوبارہ بٹھلاتا ہے اس اکھاڑنے کے وقت جو کچھ صدمہ ہوتا ہے وہ بعض حیثیات سے پہلے سے زائد ہوتا ہے مگر حقیقت شناس اُسپر شکر کرتے ہیں یہ نری مضمون نگاری نہیں واقعہ ہے بعض اوقات احوال محمودہ کے تواتر وتسلسل سے عجب وپندار پیدا ہوجاتا ہے اور وہ نرے تصور واستحضار عیوب وقبائح سے مرتفع نہیں ہوتا اُس کی ایسی صورت غیب سے پیدا کیجاتی ہے جیسی اسوقت لگ گئی اس وقت حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ آہا ہم کچھ بھی نہیں دوسرے ہی کے چلانے سے چلتے ہیں پھر کبھی ناز نہیں ہونے پاتا کیا انہیں کسی کو شک ہے کہ آدم علیہ السلام کو جو توبہ بعد زلت کے ہوئی بدون اس کے نہ ہوسکتی تھی عرفی نے خوب کہا ہے گو اس قصد سے نہ کہا تھا

؎ اے متاع درد در بازار جاں انداختہ
گوہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ

جو ہوگیا اُس سے توبہ کر لیجئے زیادہ اُس کے پیچھے نہ پڑے نہ اس سوچ میں ہوجئے کہ کہیں آئندہ ایسا نہ ہوجائے ع ماضی ومستقبلت پردہ خدا است + ایسی ہی فکر کی نسبت کہا گیا ہے اگر کسی کو بخار آگیا تو دوا کرنا چاہیئے نہ کہ اس کا افسوس کہ بخار کیوں آیا یا یہ سوچ کہ کہیں بعد علاج کے پھر نہ آجاوے اگر پھر آجاویگا پھر نسخہ پلا دیا جاویگا ایسی سوچ سے تو طبیعت ضعیف ہو کر مرض بڑھتا ہے۔ یہ تو کلی شکایت کا ایک کلی جواب ہے۔ اب شاید بعض جزئی امور کا جواب بھی رہ گیا ہو مگر خط پڑھکر اسکے متعلق بھی

لکھتا ہوں وہ ایک ہی امر نکلا یعنی رجب کے آخر میں آجانا سو چونکہ مجھکو مدرسہ کے مصالح معلوم نہیں اس لئے جناب مہتمم صاحب سے عرض کرنے کی تو جرأت نہیں ہوتی لیکن اگر کوئی قوی مانع نہوا تو امید ہے کہ آپ کے فرمانے سے بھی ان کو عذر نہ ہوگا باقی رمضان کا قیام اس لئے شاید زیادہ نافع نہ ہو کہ رمضان میں ضرورت ہے آسایش کی اور سفر میں خلل ہے اور پہلے دنوں میں ہر حالت کا تحمل ہو جاتا ہے میری رائے میں ختم شعبان تک کا قیام پھر بعد رمضان کے متصلا یا مع الفصل کچھ قیام کافی ہے اب اخیر میں ایک کام کی بات تبلاتا ہوں کہ اگر پھر کبھی ایسا ہی واقعہ پیش آوے جیسا اب آیا تھا تو ہمت کرکے خواہ دلچسپی ہو یا نہ ہو کچھ کام کر لیا کیجئے۔ خواہ پورا نہ ہو اور خواہ پورے قیود کے ساتھ نہ ہو مگر زبردستی تھوڑا سا وقت نکالکر خلوت میں اگرچہ صحرا ہی ہو جا کر الٹا سیدھا کام کر لیا اگر وقت نہ بدلے تو بہت نافع ہے ورنہ وقت کی پابندی بھی حذف ہی اس کا فائدہ عمل سے معلوم ہوگا والسلام

انہیں عالم جید کا دوسرا خط

حال۔ شفقت نامہ عرصہ ہوا شرف صدور لایا تھا جس سے الحمد للہ والمنۃ کہ ایک عجیب اطمینان وسکینت کا نزول قلب پر ہوا واللہ باللہ شاید تصوف کی متعدد کتابوں کا مطالعہ بھی اس قدر تسکین بخش نہوتا جتنا کہ حضرت والا کے چند کلمات سے اس عاجز حائر کو شفا حاصل ہوئی جسوقت نامہ سامی کو مکرر پڑھکر فارغ ہوا تو زبان پر بیساختہ یہ شعر تھا ؎

نامہ آیا گویا عیسےٰ آیا
تن افسردہ میں جی سا آیا

فجزاکم اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر المسترشدین اکمل الجزاء واحسنہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ حضور کے اس قسم کے احسانات کا کیا شکریہ ہم نالائق خدام کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ خدا و رسول کی کامل شکرگزاری تو محال ہی ہے مگر ایسے شیخ مربی کے انعامات بھی ایسے نہیں ہیں کہ کوئی شکریہ یا خدمت حتیٰ کہ بذل نفس تک اس کی تلافی کر سکے۔ خیر اس سے زیادہ کیا لکھوں اور جو کچھ مکنون خاطر ہے اس کو کس طرح اظہار کروں مگر ہاں اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ حضرت والا کی توجہات و برکات اگر اسی طرح شامل حال رہیں تو یقین ہوتا ہے کہ بحول اللہ وقوتہ ہم جیسے روسیاہوں نابکاروں کا بھی بیڑا پار ہو جائیگا۔

تحقیق۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بیڑا تو پار ہو چکا ہے اب صرف اس پار کا استقلال و استحکام

باقی ہے یعنی کبھی آدمی اپنے سوءِ عمل سے پار سے وار لوٹ آتا ہے۔ اب تو اس کی حفاظت کی ضرورت ہے جس کا طریق صرف حالات کی اطلاع اور اس کے بعد جو مشورہ دیا جائے اس کا اتباع ہے یعنی نہ اطلاع میں حجاب کیا جاوے اور نہ بجائے اتباع کے خود رائی کی جاوے۔ چندے اس کے التزام سے انشاء اللہ تعالیٰ اندیشہ رجعت کا نہیں رہتا کما لایخفی درجۃ المقدریہ۔ تربیت حصہ نہم ص ۱۶۲

حزن بقید خاص مجاہدہ ہے

حال۔ کل میرے یہاں میرے چھوٹے بھائی کی لڑکی کا تین سال کی عمر میں انتقال ہوا اگرچہ یہ معمولی واقعہ تھا مگر قصہ یہ ہے کہ اس بچی کو میرے ساتھ انس نہیں عشق تھا۔ اور مجھکو بھی دنیا میں کسی عزیز قریب کے بچے سے اس قدر الفت نہ تھی جو اس سے تھی۔ بلکہ اس کو اولاد کی جگہ تصور کر رکھا تھا اس واقعہ سے بندہ سخت محزون و مضطرب ہے حق تعالیٰ شانہ اپنی محبت میں تمام ماسوا سے بیزار فرمادے کہ عشق را باحی و باقیوم دار حضرت بھی میری تسکین کے واسطے دعا فرمادیں اس کا خیال بے اختیار اکثر اوقات آتا رہتا ہے اور بے چین رکھتا ہے۔

تحقیق۔ یہ بھی باطن کو مفید ہے اکابر طریق نے تصریح کی ہے کہ حزن کے برابر کوئی مجاہدہ نافع نہیں بشرطیکہ اس سے کام لیا جاوے یعنی غفلت عن اللہ نہ ہو اور غیر اللہ کی بے ثباتی کا اور اپنے ضعف و عجز کا استحضار رکھے۔ اور اس استحضار سے اخلاق میں انکسار اختیار کرے من شاء فلیجرب

تربیت حصہ نہم ص ۱۶۷

یکسوئی کے اقسام

حال۔ بوجہ کمزوری دماغ کے بموجب حکم حضور بعد تہجد بارہ تسبیح بلا ضرب کے آہستہ کا معمول ہے مگر بوقت ذکر یکسوئی نہیں ہوتی

تحقیق۔ یکسوئی نہ ہونے کی جو شکایت لکھی ہے اپنی طرف سے دوسرے خیالات کا استحضار نہ کیا جاوے اس پر بھی اگر یکسوئی نہ ہو وہ مضر نہیں جس یکسوئی کا نہ ہونا مضر ہے وہ یکسوئی اعتقادی ہے ایسے یکسو کو حنیف کہتے ہیں اس کی تحصیل واجب ہے اور اختیاری ہے باقی خیالی یکسوئی وہ نہ اختیاری ہے نہ واجب اور نہ اس کا عدم مضر ہے اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے اس کے نہ جاننے سے بہت لوگ پریشان ہیں۔

تربیت حصہ نہم ص ۱۶۹

آثار قبض

حال۔ حسب الارشاد حضور والا صبح کو ۴ ہزار اور شام کو ۳ ہزار ذکر اسم ذات اور تہجد کو آٹھ رکعت نوافل ادا کرنے شروع کر دیئے۔

تحقیق۔ الحمد للہ

حال۔ یہ حضرت کی دعا کی خاص برکت ہے۔ کہ جو فوراً ہی عملدرآمد بلا دقت شروع ہوگیا والحمد للہ علیٰ ذلک پرسوں مغرب سے قبل ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قلب میں کوئی چیز اڑ رہی ہے۔

تحقیق۔ یہ ایک قسم کا قبض تھا۔

تربیۃ حصہ نہم ص ۱۸۶

حال۔ ہفتہ گذشتہ میں بعض وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حق تعالیٰ کے ساتھ جو قلب کو ایک تعلق تھا وہ منقطع ہوگیا۔ اس وقت طبیعت کو بحد بے چینی ہوتی تھی۔ مگر اب تین دن سے یہ بات بحمد اللہ تعالیٰ پیش نہیں آئی۔

تحقیق یہ توہم انقطاع قبض تھا جو رفع ہوگیا قبض بھی مضر نہیں گو موذی ہے سو جھیلنا چاہیے ص ۲۱۷ حصہ نہم

خلوت کا نافع ہونا

حال جلوت کا تکدر خلوت میں ذرا دیر کو بھی چلے جانے سے رفع ہوجاتا ہے

تحقیق۔ واقعی خلوت ایسی ہی چیز ہے لیکن اس کا لحاظ رہے کہ اس سے خلوت کی تقلیل پر قناعت نہ کرلی جاوے۔

تربیۃ حصہ نہم ص ۱۸۸

غلبۂ ہیبت و انس

حال۔ کل عصر کے بعد سے حضور والا کا مجھ پر اس قدر خوف طاری ہوا کہ جس کی حد نہیں سامنے آنے سے روح فنا ہوتی تھی۔ یہ دل چاہتا تھا کہ کہیں کو منہ کالا کر جاؤں حضرت مجھے خانقاہ سے نکلوا دیں تو بہتر ہے۔ جو پرچہ کل حضرت کو دیا تھا وہ تمام تکبر سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مغرب تک یہی حال رہا بعد مغرب ذکر کرنے کے بعد تک بھی وہی کیفیت رہی عشا کے بعد یہ حالت تھی کہ دل یوں چاہتا تھا کہ کاش میں فاسق فاجر اور کافر ہوتا تو بہتر تھا کہ لوگ مجھے ذلیل و خوار سمجھتے اور کوئی پاس نہ پھٹکنے دیتا قلب پر اس قدر تکلیف تھی کہ گویا کوئی آرے سے چیرے تو تب بھی اس قدر تکلیف نہ ہو اسی حالت میں سو گیا جب تہجد کو اٹھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضور میرے سامنے موجود ہیں بس زبان سے بے اختیار عشقیہ اشعار جاری ہوگئے۔ بعد وضو بے اختیار زور سے ہائے نکل گئی بمشکل نفل پڑھے پھر ذکر کیا تو ہر مرتبہ ذکر نفی و اثبات قلب کو ٹکڑے ٹکڑے کئے دیتا تھا اور کثرت سے اشعار عشقیہ بے اختیار زبان سے نکلتے تھے۔ اثنائے ذکر میں بھی دو تین مرتبہ چیخیں زبان سے زور سے نکلیں بعض مرتبہ زبان بند ہوجاتی تھی۔ اور ذکر زبان سے نہ نکلتا تھا ایک مرتبہ جسم بے اختیار زمین پر اچھل کر گرا پھر باقی تسبیح پوری کرنے میں یہ شدت رہی قبل نماز صبح یہ دل چاہتا تھا کہ میں اپنی ذلت و رسوائی کے خیال کو بھی بھول جاؤں دنیا میں میرا ذکر فکر اور وجود ہی نہ رہے تو اچھا ہے۔ صبح ذکر کرنے میں

بکری اور مرغی نظر آئی پھر ایک گھوڑا نظر آیا جس کی پیٹھ پر ایک میلا پھٹا ہوا چارجامہ پڑا تھا اسکی پیٹھ پر سے ایک ننگی عورت اتر کر بھاگ گئی چند مرتبہ اثنائے ذکر میں قل ہو اللہ احد قلب میں خود بخود آیا بعد ختم ذکر یہ معلوم ہوتا تھا کہ محبوب میرے دلمیں سمایا ہوا ہے اور عجیب لطف تھا رفتہ رفتہ اُس لطف میں کمی ہوتی چلی گئی مگر کیفیت بالکل نہیں گئی ہے۔

تحقیق۔ یہ ہیبت و انس کا علی سبیل التعاقب غلبہ ہوا جو دونوں محمود و مبارک ہیں مگر ع
عاشقی زیں ہر دو حالت برتر است + انشاء اللہ تعالیٰ آنہم جلوہ خواہد کرد
تربیۃ حصہ پنجم صـ ۱۹۲

نزولِ تجلّی

حال۔ رات تہجد کو اثنائے ذکر میں یہ معلوم ہوا کہ بیت اللہ شریف میرے پاس آگیا اور حضرت نے بائیں ہاتھ سے اُس کو پکڑ کر اور دائیں ہاتھ سے مجھے پکڑ کر دونوں کو ملا دیا وہ میرے سینے سے خوب چپٹ گیا اور اس کے بیچ میں جو سیاہ پتھر تھا اس کا میرے قلب سے خوب اچھی طرح مساس ہوا پھر بیت اللہ نے بہت تیزی کے ساتھ میرا چند بار طواف کیا پھر میں اسمیں داخل ہوا اور وہ میرے سینہ میں داخل ہو گیا۔ اب بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرے سینہ سے لگا ہوا ہے۔

تحقیق۔ مبارک ہو تجلی خاص نے قلب پر نزول فرمایا۔
تربیۃ حصہ پنجم صـ ۱۹۳

تجلی اسماء متقابلہ

حال۔ کل مغرب کے وقت سے حزن شروع ہوا تھا وہ صبح قریباً بجے تک رہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا محبوب نے اپنے چہرہ کو نقاب سے چھپا لیا اور عاشق اس کے دیکھنے کو بے چین ہے جس طرح کہ حالت فراق میں الفاظ نکلتے ہیں۔ وہی نکلتے تھے اس کے بعد سے پھر حضوری شروع ہو گئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا محبوب نے پردہ اُٹھا دیا۔

تحقیق۔ یہ اسماء متقابلہ کی تجلی ہے۔
تربیۃ حصہ پنجم صـ ۱۹۷

حال۔ بندہ کا حال اس عشرہ میں بھی بحمد اللہ تعالیٰ مثل سابق رہا۔ قبض بھی اور بسط بھی برابر پیش آتا رہتا ہے ایک حالت پر استقرار نہیں۔ ٹوٹنا ٹپنا بھی کبھی کبھی بالکل بے قابو ہو کر ہو جاتا ہے

تحقیق۔ اسماء متقابلہ کی تجلی ہے
تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۳۸

رونا ضبط نکرنا چاہئیے

سوال۔ ذکر کے وقت کبھی کبھی اور اسیطرح شوقیہ واقعہ شعر کے سننے کے وقت گریہ غالب ہوتا ہے آیا ضبط کیا جاوے یا رو دیا جاوے مگر رونے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ سننے والے اچھا جانیں گے اسواسطے ضبط کیا جاتا ہے پس کیا کیا جاوے

جواب۔ ایسے وقت میں ضبط کرنا مناسب نہیں رہا یہ کہ لوگ اچھا جانیں گے سو یہ مضر نہیں جبکہ آپ اپنے کو اچھا نہ جانیں بلکہ اگر طبیعت سلیم ہو تو یہ احتمال زیادہ نافع ہوتا ہے شرم آتی ہے کہ لوگ تو مجھکو اچھا سمجھتے ہیں اور میں اچھا ہوں نہیں تو اچھا ہی ہو جانا چاہئیے۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۰۱

آثار نزول

حال۔ اب غلام پر کوئی حالت برسوں سے طاری نہیں ہے اور نہ کسی حالت کے طاری ہونیکی خواہش ہے بلکہ یہ دل چاہتا ہے کہ کوئی حالت طاری ہو کیونکہ خلاف سنت ہے صدور اعمال حسنہ کی رغبت اور احتراز عن المعاصی کا شوق ہے۔ جو کچھ ذکر اور نوافل و تلاوت وغیرہ ہو جاتا ہے اس کو غنیمت سمجھتا ہوں لذت آنے نہ آنے کا بھی کچھ خیال نہیں ہوتا ہے حق تعالیٰ اس پر مداومت کی توفیق عطا فرمادیں۔ آمین۔ اپنا پلہ اعمال سے خالی نظر آتا ہے حضور والا میرے حق میں دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ اعمال صالح کی توفیق عطا فرمادیں اور جملہ معاصی سے بچنے کی توفیق عطا فرمادیں اور جو کوتاہیاں ہوں ان سے متنبہ فرماکر توبہ کی توفیق عطا فرمادیں نیز یہ عرض ہے کہ یہ غلام بال بچوں والا آدمی ہے زیادہ ذکر و شغل کا وقت تو ملتا نہیں حضور والا کی غلامی میں حاضر رہنے کو ذکر و شغل سے زیادہ مفید پایا ہے اور آئندہ بھی اپنا تو یہی عقیدہ ہے کہ صحبت شیخ کے ساتھ تھوڑا سا ذکر بھی جو اپنا شیخ تجویز کردے کافی ہے حضور والا کی عنایت اور کرم سے ہی کچھ آنکھیں کھلی ہیں اور آئندہ بھی حضور اقدس کی توجہ خاص سے امید ہے کہ غلام کی حالت ظاہری و باطنی میں اصلاح و ترقی ہوتی رہیگی میں نے حضور والا کا کچھ بھی حق ادا نہیں کیا۔ اور نہ اس لائق ہوں میری حقیقت ہی کیا ہے حضور والا کی ذات مقدسہ مثل سمندر کے ہے جس میں مجھ جیسے ناپاک قطرے گر کر پاک ہوتے ہیں۔ حالت کے دور ہونیکے بعد یہ معلوم ہوا کہ آدمی اپنی حقیقت کو حالت طاری ہونے پر بھول جاتا ہے۔ بعد رفع ہونے حالت کے اپنی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ میری تو کچھ بھی حقیقت نہیں اور زیادہ کیا عرض کروں اتنا اور عرض کرنا بھول گیا کہ چند روز سے تہجد کے وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بھی بعض اشعار زبان سے جاری ہو جاتے تھے۔ آج قبل دوپہر سے اتباع سنت کا خیال خود بخود ہو رہا ہے اور یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ حضرت والا کا اتباع بالکل اتباع سنت ہے اور اتباع سنت ہی حق تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے اس کے خلاف ان کی درگاہ میں مقبول نہیں پس جب میں حق تعالیٰ کی رضا کا طالب ہوں تو پورے طور پر متبع سنت ہو جاؤں جو کام ہو سنت کے موافق ہو کوئی فعل اور کوئی قول سنت کے

خلاف نہ ہو حضور والا اتباع سنت کی توفیق کے لئے دعا فرما دیں۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ یہ سب آثار نزول کے ہیں جو عروج سے افضل ہے مبارک ہو۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۰۴

نادرستی کا اندیشہ بھی درستی کی علامت ہے

حال۔ میرے قلب کی حالت اچھی بھی ہے اور بری بھی ہے لیکن برائی کے مقابلہ میں اچھائی کا مجھکو بالکل اعتبار نہیں گو اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اس پر کرتا ہوں ع بلا بودے اگر ایں ہم نبودے قلبی گناہوں میں مبتلا رہتا ہوں گو توجہات حضور قلب میں کیفیت حضور مع اللہ کی بھی اکثر اوقات پاتا ہوں لیکن بوجہ قلب کی معصیتوں کے اس کی طرف التفات نہیں کرتا نہ اس کا اعتبار کرتا ہوں دعائے خاص فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ قلبی خباثتوں سے نجات عطا فرمائیں سخت پریشان ہوتا ہوں۔ ع

دل خرابی میکند دلدار را آگہ کنید اے شہنشاہ بلند اختر خدا را ہمتے

واقعی قلب بعض اوقات ایسا خبیث ہو جاتا ہے کہ خدا کی پناہ عقل ناقص و فہم کج پر یہ چاہتا ہوں کہ ہر بات عقل میں آجائے ورنہ سخت خلجانات رہتے ہیں تاویل اور حسن ظن کا گویا مادہ ہی نہیں اس سے سخت گمراہیوں کا اندیشہ رہتا ہے للہ دستگیری فرماتے رہیں۔

تحقیق۔ درستی کی فکر اور نادرستی کا اندیشہ یہ بھی درستی ہی کی علامت ہے شکر کیجئے اور کام میں لگے رہیئے اور توکل سے بھی کام لینا چاہیئے۔ صرف اپنی تدبیر ہی کو مدار کار نہ رکھے۔ مگر تدبیر خوب اہتمام سے کرے۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۰۵

شوق و انس میں فرق

حال۔ قبل اسکے طبیعت میں ایک قسم کا تردد رہتا تھا۔ مگر اب وہ جاتا رہا

تحقیق۔ وہ کیفیت شوقیہ تھی اس کی عمر طویل نہیں ہوتی سب اہل طریق کو یہی امر پیش آتا ہے۔ کیفیت باقیہ انس ہے جو الحمد للہ باقی ہے

حال۔ لیکن بحمد اللہ حضوری قلب بدستور ہے۔

تحقیق۔ یہی ہے انس جو کہ باقی رہا کرتا ہے اور یہ شوق سے افضل ہے۔

حال۔ حالت موجودہ سے پیشتر یہ سلسلہ رہا کہ جس حالت کا اظہار حضور انور سے کر دیا وہ حالت اسی دن سے بدل گئی مگر موجودہ حالت میں سوائے اس کے کہ سرور کم ہو گیا اور بعض وقت ذکر میں کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور کوئی تفاوت نہیں ہوا

تحقیق۔ اس خاص قسم کی لذت کو بھی زیادہ بقا نہیں ہوا کرتا۔ جیسے شکوہ قدیمہ سے دل تو

زیادہ ملجاتا ہے مگر جوش و خروش نہیں رہتا یہ امر موجب غم نہ ہونا چاہیئے اس کے لئے یہی حالت لازم ہے۔

تربیۃ حصہ نجم صـ ۲۰

عالم غیب سے جذب کی کیفیت

حال۔ آج صبح کو میں فرائض صبح سے فارغ ہوکر مسجد سے آکر جناب نائب تحصیلدار صاحب کے مکان میں کرسی پر بیٹھا ہوا تسبیح پڑھ رہا تھا کہ یکایک ایسا محسوس ہوا کہ حضور کی جانب سے بڑے زور شور سے بڑی مقدار میں (جس کی نہ کوئی کیفیت بیان کرسکتا ہوں نہ رنگ اور نہ تعداد یہ مقدار ایک خیالی بات لکھدی ہے) ٹھیک میرے قلب کیطرف جاری ہے اور مسلسل آمد ہے اور اس سے قلب متاثر ہو رہا ہے اور بے اختیار قلب سے اسم ذات (خفی) جاری ہوگیا زبان بالکل بند ہوگئی طبیعت میں نشاط اور قلب میں انشراح محسوس ہوتا تھا یعنی ایسا معلوم ہونے لگا کہ دل کھل رہا ہے اور دل کے اندر کی وسعت بڑھ رہی ہے لیکن قلب میں ایسی کوئی حرکت جیسی کہ ذاکر قلب کی سنی جاتی ہے یعنی قلب کا اچھلنا وغیرہ کچھ نہ تھی یا مجھکو محسوس ہی نہ ہوتی تھی میری عجیب حالت ہوگئی اور ایک سکوت کا عالم مجھ پر طاری ہوگیا کچھ طبیعت گھبرائی اور گھبراکر میں وہاں سے گھر آنے کے لئے اٹھا کہ یہاں اپنے گھر پر آکر تنہائی میں بیٹھ جاؤنگا لیکن میرے یوں یکایک اٹھنے سے نائب صاحب نے کہا کہ بھائی صاحب کہاں چلے بیٹھیے بس مجھے شرم سی معلوم ہوئی اور مجبوری پھر بیٹھ گیا لیکن خاموش اور قلب کی وہی حالت بدستور رہی۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد میں اپنے گھر پر چلا آیا لیکن اب کی مرتبہ جو اٹھا تھا تو نہ کسی قسم کی وحشت کی وجہ سے اور نہ گھبراہٹ کیوجہ سے بلکہ بالکل سادی طرح۔ گھر پر آنے کے بعد بھی اور وہاں سے یہاں تک چلنے کے وقت میں بھی بدستور اگلی سی ہی حالت رہی یعنی یہ حالت قریب قریب دو گھنٹہ تک مجھ پر طاری رہی۔ بعد تخمیناً دو گھنٹہ کے اسم ذات کا ذکر تو بند ہوگیا لیکن بجائے ذکر اسم ذات کے ذکر حسبنا اللہ بلا کسی قصد یا کسی خیال کے قلب سے خود بخود جاری ہوگیا اور یہ ذکر حسبنا اللہ ذرا زیادہ عرصہ تک جاری رہا۔ بعد اس کے طبیعت اپنی اصلی حالت پر آگئی۔ اور ۷ بجے شام تک جبکہ میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ ہاں کبھی کبھی حسبنا اللہ کی یاد آجایا کی۔ اور اس کو میں نے زبان سے پڑھنا شروع کردیا لیکن بلا کسی کیفیت کے اور پہلی مرتبہ بھی جب حسبنا اللہ قلب سے یکایک جاری ہوگیا تھا تب بھی میں زبان سے یہی پڑھتا رہا تھا۔ مگر ذکر اسم ذات قلب ہی سے جاری رہا زبان سے نہیں کیا۔

تحقیق۔ ذاکرین کو ان کی غفلت پر متنبہ کرنے کے لئے اکثر ایسی کیفیتیں پیش آتی ہیں اور یہ جذب ہوتا ہے عالم غیب سے مبارک ہو۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۰۹

اعمال میں بے توجہی اور گھبراہٹ کا علاج

حال۔ میں حضور کی ہدایت کے موافق بعد نماز تہجد چھ تسبیح ذکر نفی و اثبات اور چھ تسبیح ذکر اسم ذات دو ضربی اور بعد نماز مغرب تین ہزار ذکر اسم ذات یک ضربی کرتا ہوں اور صبح کو قرآن شریف کی تلاوت بھی ایک گھنٹہ کم و بیش کر لیتا ہوں مگر ان سب اعمال میں نہایت بے توجہی رہتی ہے اکثر جی گھبراتا ہے اور طبیعت کا تقاضا ہوتا ہے کہ چھوڑ دو یہ کچھ نہ کرو بالکل بے سود ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ مغلوب نہیں ہوتا بلکہ کام سب پورا کرتا ہوں گو بے توجہی ہوتی ہے۔

تحقیق۔ اس کا سبب مشخص ہونا چاہئیے۔ اگر ضعف دماغ ہے تو اسکی تدبیر ضروری ہے اور اگر ہجوم مشاغل و تعلقات معاملات خانگی ہے تو اس کی تقلیل بقدر ممکن ضروری ہے اور جو ممکن نہ ہو زبانی مشورہ ضروری ہے اور اگر طبیعت میں کیفیت شوقیہ کم ہے تو کتب سیر بزرگان کا خاص اہتمام سے مطالعہ کیا جاوے مثل تذکرۃ الاولیاء۔ و مقاصد الصالحین وغیرہ اور اگر انہیں سے کوئی سبب نہیں تو زبانی گفتگو کی ضرورت ہے

حال۔ حضور نے جن کتابوں کے دیکھنے کی ہدایت فرمائی تھی ان کو میں نے دیکھ لیا جنکی تفصیل یہ ہے۔ تبلیغ دین۔ فروع الایمان قصد السبیل۔ جزاء الاعمال۔ تربیۃ السالک ہر دو حصہ تعلیم الدین دعوات عبدیت کی جلد اول و چہارم ابھی میں لے سکا ہوں انشاء اللہ العزیز اور جلدیں بھی منگالونگا دعوات عبدیت ابھی میں دیکھ نہیں سکا ہوں یقین ہے کہ کل سے دیکھنا شروع کروں۔ توجہ اور یکسوئی حاصل ہونے کیلئے کوئی صورت فرمائی جاوے جس کے کرنے سے توجہ اور یکسوئی حاصل ہو۔

تحقیق۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کتابوں کو سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ تعمق اور دلچسپی سے نہیں دیکھا ورنہ کیفیت توجہ کا پیدا نہ ہونا بعید ہے۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۱۳

موت یاد آنیسے دماغ میں اضطراب پیدا ہونیکا علاج

حال۔ احوال بندہ کا یہ ہے کہ موت یاد آتی ہے تو سب مضطرب اور مضطر معلوم ہوتا ہے اسی میں دماغ ٹھیک رہتا نہیں اس کا علاج کیا کروں۔

تحقیق۔ جب موت یاد آیا کرے جنت کا تصور کر لیا کریں اور یہ کہ وہ اعمال صالحہ سے ملیگی۔ حصہ پنجم ص ۲۱۴

نوافل میں بیوی کیطرف میلان میں حرج نہیں

حال۔ اکثر ہوتا ہے کہ مکان کے اندر جب میں نماز پڑھتا ہوں میرے برابر ہی میری بیوی تھوڑے فاصلہ پر نماز پڑھتی ہوتی ہیں۔ مگر وہ اپنی علیحدہ اور میں اپنی علیحدہ اور ایسی حالت میں کبھی ان کی جانب کسقدر میلان بھی ہوتا ہے تو کیا ان کو پیچھے ہٹا دیا جایا کرے یعنی برابر نہ کھڑا ہونے دیا جایا کرے یا کوئی حرج نہیں۔

تحقیق۔ کوئی حرج نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بسا اوقات نماز تہجد کی حالت میں حضرت عائشہؓ لیٹی ہوتیں اور آپ سجدہ میں جانے کے وقت ان کے پیر کو اونگلی لگا دیتے اور وہ پاؤں سمیٹ لیتیں۔ آپ کو ان کے ساتھ جو تعلق حبی تھا اس سے عادۃً میلان ہونا لازم ہے مگر پھر بھی اس کا انسداد نہ کیا گیا۔

تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۲۶

آثار حالات باطنیہ

حال۔ حضور کے ڈیگ تشریف لیجانے کے بعد عجب حالت پیش آئی کہ جس کے بیان کرنے کے واسطے الفاظ ٹٹولتا ہوں۔ اور نہیں ملتے۔ کہ حضور سے پورا نقشہ عرض کروں۔

تحقیق۔ یہ علامت ہے ان حالات کے واقعی باطنی ہونے کی کہ ان کے ادا کے لئے الفاظ نہیں ملتے ہیں کہ حال کو قال محیط نہیں ہو سکتا اور وجدان کو لسان ادا نہیں کر سکتی۔

حال۔ حضرت یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ نہیں رہا ہے اور نہ سرور تھا اور نماز میں طبیعت قدرے تعب سے لگتی تھی مگر بحمد اللہ دنیاوی وسوسہ و خیال نہ آتا تھا

تحقیق۔ وہ حالت سابقہ کا زوال نہ تھا بلکہ وحشت مفارقت سے اس کا اضمحلال تھا جو رفع ہو گیا

حال۔ دو تین روز تک یہ کیفیت باقی رہی اور بعد حضور کی توجہ سے پہلی سی حالت ہو گئی اور اسی دن سے یہ معلوم ہونے لگا کہ حضور انور کے سینۂ مبارک سے انوار بندہ کے سینہ میں داخل ہو رہے ہیں اور روزانہ ایسا ہی معلوم ہوتا رہا

تحقیق۔ یہی دلیل ہے اس حالت سابقہ کے عدم زوال کی

تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۲۷

شہادت قلبیہ پر عمل کی شرط

سوال۔ احقر نے بارہا آزمایا ہے کہ جب میں شہادۃ قلبیہ بشروطہا پر عمل نہ کروں اس خیال کے غلبہ سے کہ میں ناقابل نااہل ہوں نیز بوجہ مشغلہ علمیہ وغیرہا کے کامل یکسوئی بھی نہیں پس میری شہادت قلبیہ کیا چیز ہے ضرور مجھے اس کام کے کرنے میں جس کا کہ قلب مخالف ہو اور جس کے

نکرنے میں قلب متقاضی ہو دنیاوی ضرر ہوتا ہے اور گاہے اس کا تعدیہ بعض فضائل دینیہ تک بھی ہوجاتا ہے اور قصد بھی کرتا ہوں کہ آئندہ عمل بالشہادۃ سے انحراف نہ کرونگا۔ مگر بعض وقت خیال مذکور کا غلبہ پھر منحرف کر دیتا ہے۔ عارف سہروردی قدس سرہٗ نے الہام پر شروع عمل نکرنے کے باب میں لکھا ہے کہ ایسا کرنے سے احوال مسلوب ہوجاتے ہیں آہ اور شہادۃ مذکورہ بھی ایک نوع الہام ہی کی ہے حضور والا دعا بھی فرمادیں کہ عمل پر ہمیشہ ہمت ہوجایا کرے اور فراست صحیحہ مرحمت ہو اور مفید مشورہ بھی عطا فرمادیں کہ اب میں کیا عملدرآمد رکھوں۔

الجواب۔ یہ بالکل صحیح ہے ایسے وارد پر عمل اولیٰ ہے بشروطہ اور اتنا امر اسمیں اور قابل نظر ہے کہ یہ رجحان عمل اوس وقت ہے جب بار بار قلب پر اس کا ورود ہو یا ایک بار ہو مگر بہت قوت کیساتھ ہو خلاصہ یہ ہے کہ اسمیں خواہ قوۃ کمیہ ہو یا قوۃ کیفیہ۔ تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۲۸

وارد کو روکنا نہ چاہئے بلکہ اسکا اتباع کرنا چاہئے

حال چند معمولی امور در پیش ہیں جن کے عرض کرنے کی ہمت بوجہ خیال تکلیف جناب عالی نہ ہوتی تھی لیکن بار بار تقاضا ہونے اور طبیعت کے اس طرح سمجھانے سے کہ تو مریض ہے تیرے اندر جو کچھ تغیر و تبدل و سکون و حرکت پیدا ہو سمجھنا چاہئے کہ طبیب حاذق کے نسخہ کا اثر ہے بعض آثار محمود و نافع ہوتے ہیں اور بعض مضر و مذموم اگرچہ معمولی ہی ہوئے لیکن اس کی اطلاع ضروری ہے تاکہ طبیب اسکی اصلاح کرسکے ورنہ تیری ہلاکت کا باعث ہوگا لہذا جناب کی بے انتہا شفقتوں کو خیال کرکے عرض کر دینا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے (اول) کثرت اسم ذات رکھنے سے بعض اوقات بلا اختیار زبان پر اس کثرت و لذت سے جاری ہوجاتا ہے کہ گویا اسکے روکنے کی قدرت نہیں معلوم ہوتی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے عام مجمع میں یا چلتے پھرتے زور زور سے نکلنے لگتا ہے بعد کو خیال ہوتا ہے کہ یہ لوگ کیا خیال کرتے ہوں گے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق۔ اس حال کا اتباع کرنا چاہئے روکنا نہ چاہئے۔ تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۳۰

آثار خشیت

حال۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بعض بعض وقت ہماری ایسی حالت ہوجاتی ہے کہ معاذ اللہ فتویٰ شرعی کی رو سے العیاذ باللہ اپنے ارتداد کا شبہ ہوجاتا ہے اب تو مجھکو اسی کا اندیشہ اور خوف ہے کہ کہیں معاذ اللہ ایسی حالت میں موت نہ آجاوے اپنی ایسی حالت کو کسی پر ظاہر کرنے سے اولاً تو شرم آتی ہے۔ دوم فضول

اور بیکار سمجھتا ہوں لاحول ولا قوۃ الا باللہ لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت

تحقیق۔ دعا دل وجان سے کرتا ہوں اور یہ خشیت خود علامت ایمان کی ہے صحیح بخاری میں دیکھا ہوگا ادرکت سبعین بدریا کلھم یخافون النفاق علی نفسہ

تربیۃ حصہ پنجم ص۲۳۶

احوال کی آرزو تنزل کی آرزو ہے

حال۔ نہ تو مجکو کوئی نور دکھائی دیتا ہے نہ قلب میں کوئی حرکت خاصہ محسوس ہوتی ہے نہ کوئی بات ہوتی ہے بعض تصورات اور وجدانیات ہیں کہ جن کے غلبہ سے بسا اوقات بالکل مجبور ہوجاتا ہوں حالانکہ بہت شوق ہے کہ جیسے لوگوں کا قلب ذاکر ہوجاتا ہے میرا بھی ہوجاتا تاکہ لذت فراواں ذکر کی حاصل ہوتی مگر یہ شوق ہی ہے الحمدللہ کہ اصل مقصد کو جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا مطمح نظر تھا اپنے اکابر کی تحریرات سے خوب طرح سمجھ چکا ہوں اور ہزاروں ہزار شکر اس خدائے کریم کا کہ اس مقصد سے حضرت کی غلامی روز بروز قریب کرتی جاتی ہے لیکن ہاں جی ضرور چاہتا ہے کہ اس قسم کے احوال پیش آتے کیا عجب ہے کہ اگر حضرت والا خاص توجہ فرمائیں تو بندہ کو یہ بھی حاصل ہوجائے

تحقیق۔ مقصود سے قرب ہوتے ہوئے ان احوال کی آرزو تنزل کی آرزو ہے ؎

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ
پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

تربیۃ حصہ پنجم ص۲۳۸

مایوس کن باتیں القاء شیطانی ہے

حال۔ میرے ایک دوست نے میرے پاس لکھا ہے کہ دو ایک رات بعد تہجد و تسبیح سجدہ کی حالت میں سوتا تھا ایک شخص نے ایک دوست کی آواز میں یوں کہا کہ اب کیا کرو گے اس کے سننے سے اٹھکر اسم ذات دیر تک پڑھتے رہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ہمیشہ رات دن متوجہ بقلب رہتا ہے حق تعالیٰ کا دھیان آتا ہے غفلت کم ہوگئی ہے مگر سابق میں بہت علامات و آثار دیکھے تھے اس وقت بہت کم ہوئے ہیں اسلئے وہ پریشان ہے اسکا جواب بندہ نے جو کچھ حضرت سے پہونچا تھا اس کے موافق دیا ہے کہ آثار و علامات مقصود نہیں کبھی زیادہ اور کبھی اس کی کمی ہوتی ہے وہ قابل التفات نہیں ہیں نہ ہوں تو بہتر اور بلا سعی ہوں تو اس کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے وغیرہ لیکن بندہ کو اس شخص کے بارہ میں

یہ عرض کرنا ہے کہ شروع میں نشان دادہ عبارت کے بارہ میں اگر کچھ اس کے معنی بتلانے کے قابل ہوں بتلائے جاویں اور خوشبو کیوں معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ یہ صورت قابل التفات نہیں ایسی مایوسی کی باتیں شیطان القا کرتا ہے لاحول پڑھ دیا کریں اور خوشبو میرے نزدیک ارواح کا طیب غیبی مکشوف ہوتا ہے شکر کریں کمال نہ سمجھیں۔

حال۔ دیگر یہ شخص قابل تعلیم مراقبہ ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ ہے اگر علم یا صحبت اہل علم رکھتا ہو یعنی فہم اچھا ہو۔

حال۔ اگر قابل مراقبہ ہے تو کونسا مراقبہ مناسب ہوگا ضیاء القلوب میں جو چھ صورتیں مرقوم ہیں بندہ بطور خود پیشتر شاید کچھ کیا ہوگا حضور عالی سے جب تعلق پیدا ہوا تو بندہ کے حق میں مراقبہ کی جو صورت تجویز کی گئی ہے وہ سب صورتوں سے الگ ہے شاید اکثر لوگوں کو اس آزادی صورت میں دلچسپی نہ ہو۔

تحقیق۔ ضیاء القلوب سے سلطان الاذکار طریقہ مناسب ہے۔ تربیۃ حصہ اول ص۴۱

علامت رقت

سوال۔ کیا ایسا رونا بھی محمود ہے جو کسی روتے کو دیکھکر رونا آجاوے میری یہ حالت ہے کوئی ہندو روئے یا مسلمان یا بچہ یا بڑا خواہ کسی وجہ سے روئے فوراً میری حالت دگرگوں ہو کر آنسو بھر آتے ہیں مگر اس وقت توجہ ہوجاتی ہے رب العالمین کیطرف

الجواب۔ یہ علامت ہے رقت قلب کی اور وہ جب آلہ بنے امر محمود کا تو محمود ہے جیسا آپ نے لکھا ہے کہ اس وقت توجہ رب العالمین کی طرف ہوجاتی ہے۔ تربیۃ حصہ دوم ص۴

کسل طبعی مضر نہیں

سوال۔ کیا از روئے مکاشفہ یا از راہ فراست ایمانیہ آپ آگاہ کر سکتے ہیں کہ میری بدبختی یا کسل بمصداق من تعلق بالکسل فلییأس عن سعادۃ الدارین مجھے دنیا و دین کہیں کا بھی نہ رکھے گی۔

الجواب۔ یہ کسل طبعی و طبی ہے جو نہ مذموم ہے اور نہ مضر اور جس کی مذمت ہے وہ کسل اعتقادی ہے یا ضروریات میں عملی بیٹھکر رہیے۔ یہ مرض نہیں۔ تربیۃ حصہ دوم ص۶

قلبی حالت پر افسوس رہنا علامت خیر ہے

حال۔ کوئی جدید حالت قابل تحریر نہیں ہے البتہ قلب کی حالت ایسی رہا کرتی ہے کہ جس سے افسوس معلوم ہوتا ہے معلوم نہیں عاقبت کیا ہوگی وسعت رحمت الٰہی خیال کرتے

امید بندھ جاتی ہے اپنی خطیات پر نظر کرنے سے نا امیدی چھا جاتی ہے لیکن یہ خیال پھر آجاتا ہے کہ آخر اسی کا بندہ ہوں ازل میں میرے لئے جو کچھ تجویز ہو چکا اس کو کون ٹال سکتا ہے۔ ع کس کس سے نا امیدی کی ہوا میں تباہ۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ادھر اہل وعیال کے ترددات بھی دامن پکڑ رہے ہیں اللہ ہی فضل فرمادے۔

تحقیق ۔ افسوس رہنے کو جو لکھا ہے تو یہی تو علامت خیر کی ہے اپنے کام میں لگے رہیے اور کوتاہی سے استغفار کرتے رہیئے۔

حال ۔ عرصہ سے عریضہ گذارش نہ کرسکا کارہائے دنیا میں اس قدر مصروفیت ہے کچھ عرض نہیں کیا جاسکتا خاصکر ماہ ڈیڑھ ماہ سے بلکہ کچھ زائد عرصہ سے ادائیگی اوراد میں بھی کم وقت ملتا ہے جس طرح بھی ہوتا ہے معمولات روزانہ ادا ضرور کرلیتا ہوں تلاوت قرآن شریف ومنزل دلائل الخیرات ومنزل مناجات مقبول تو ضرور ہوجاتی ہے۔

تحقیق ۔ غنیمت سمجھنا چاہیئے۔

حال ۔ البتہ دوازدہ تسبیح وقت معینہ پر ادا نہیں ہوسکتی جس کا بہت رنج رہتا ہے۔

تحقیق ۔ رنج بھی خالی از نفع نہیں ہے

حال ۔ بعد عشا تکان کے سبب سے اکثر غنودگی بہت ہوتی ہے مجبوراً چھوڑ دیتا ہوں۔ کہ تہجد کے وقت ادا کرونگا اسوقت اور آنکھ نہیں کھلتی پھر دن کو ہی پڑھ لیتا ہوں حتی الامکان ناغہ تو نہیں ہوتا مگر بجمعی دل ادا نہیں ہوتا۔

تحقیق ۔ عدم سے وجود بہتر ہے۔

حال ۔ امیدوار دعا ہوں کہ مجھکو توفیق خیر عطا ہو۔

تحقیق ۔ آمین۔

بشارت کے انتظار میں کھانا نہ کھانا حرام ہے

سوال ۔ کسی سالک نے اپنے عصیان پر مغفرت کا اطمینان نہ ہونے پر قصد کرلیا کہ جب تک خدا کے راضی ہونیکی بشارت نہیں ملیگی تب تلک کھانا نہیں کھاؤنگا ایسی قسم کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ ایسی قسم حرام ہے کیونکہ بشارت یقینی تو دنیا میں ممکن نہیں اور بشارت ظنی اختیاری نہیں اگر اس کا وقوع نہ ہوا تو ہلاک نفس لازم آئیگا

تربیۃ حصہ دوم ص ۹

تحصیل استقلال کی تدبیر

سوال۔ حضور میری طبیعت میں استقلال بالکل نہیں ہے جس کام کو شروع کرتا ہوں اس کا کچھ نتیجہ معلوم نہیں ہوتا اس کے واسطے کچھ تجویز فرما دیجئے۔

الجواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبحمدہٖ للہ تعالیٰ میں خیریت سے ہوں دعا کرتا ہوں استقلال کی یہی تدبیر ہے کہ چند روز نفس پر جبر کرکے بتکلف کسی کام پر دوام کیا جاوے بس اسیطرح عادت ہوکر استقلال ہوجاتا ہے جلدی کامیابی نہیں ہوتی۔ ؏

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

تربیۃ حصہ دوم صـ ۱۱

قبض کا علاج

حال۔ حبس دم جو حضور نے قبض کے لئے ارشاد فرمایا تھا اسکو ابتک برابر کرتا ہوں اور اب بہت فرق معلوم ہوتا ہے طبیعت کھلنے لگی ہے۔

تحقیق۔ الحمد للہ

سوال۔ اور چند روز تک حبس دم کے بعد آنکھوں کے سامنے کچھ رنگ ہرا اور زرد وغیرہ مدور معلوم ہوتا تھا مگر اب نہیں معلوم ہوتا واللہ اعلم یہ کیا چیز ہے اور اس کا سبب کیا ہے

الجواب۔ بعض وقت یہ انوار ہوتے ہیں لطائف کے اور اکثر تخیلات دماغیہ ہوتے ہیں۔

سوال۔ اب بھی حبس دم کرتا رہوں یا نہیں۔

الجواب۔ کسی دن کرلیا اور کسی دن چھوڑ دیا۔

تربیۃ حصہ دوم صـ ۱۴

حال۔ چند روز سے طبیعت مکدر تھی کچھ تغیر فصل سے بخار بھی تھا اس لئے عریضہ لکھنے میں مدت بعید ہوگئی چونکہ حضرت کے جواب سے ایک گونہ تسلی ہوجاتی ہے اسلئے طبیعت چاہتی ہے کہ میلوں نہ میلوں خواہ کوئی ضرورت داعی نہ ہو اب اچھا ہوں ایک دو روز تو یہ معلوم ہوا کہ قلب بالکل ہی فارغ ہے ادنیٰ بھی جذب نہیں ادائے عبادات بھی شاق معلوم ہوتا تھا تاہم عزم یہی تھا خواہ کچھ ہی ہو مگر یکاسہ مُرّہ تو اب تجھکو الیٰ یوم النزع پینا ہی پڑے گا مگر بحمد اللہ اب معاملہ پھر عود اعلیٰ بدء شروع ہوگیا ہے۔ اور وہی یسر فی الطاعۃ اور وجد و شوق پیدا ہونے لگا ہے نماز میں تو کبھی کبھی مگر خلوت میں توجہ تام ہوتی ہے مگر بوقت ذکر باوجود دلبستگی کے ہجوم خیالات کثرت سے ہوتا ہے پھر سمٹ کر متوجہ الی الذکر کرلیتا ہوں ایک عرصہ کے بعد پھر وہی ہیجان شروع ہوجاتا ہے غرض یہی نفی و اثبات الی الاختتام رہتا ہے بعض

اوقات تو بڑی تکلیف ہوتی ہے

تحقیق - اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے ماشاءاللہ آپ نے خوب سمجھا ایسے وقت ایسا ہی کرنا چاہیئے یہ حالت قبض کی تھی جس کا حق آپ نے خوب ادا فرمایا اور اسی تدبیر سے اس پر بسط مرتب ہوتا ہے گو بقصد ترتب بسط کرنا نہ چاہیئے خیالات کی کشاکشی میں جو طرزِ عمل آپ نے لکھا ہے اس کا حق بھی یہی ہے یہی ہیں مجاہدات مطلوبہ جو مفتاح مشاہدہ ہیں مگر اس میں اتنی کاوش نہ کیجاوے کہ ناقابل برداشت تکلیف ہونے لگے سرسری کوشش جو کہ توسط ہے کافی ہے ورنہ بعض اوقات عدم تحمل سے تعطل پیدا ہوجاتا ہے عارف شیرازی کے قول کے یہی معنی ہیں ؎

دوش با من گفت پنہاں رازدان تیز ہوش کز شما پنہاں نشاید داشت رازِ مے فروش
گفت آساں گیر بر خود کارہا کز روئے طبع سخت میگیرد جہاں بر مردمانِ سخت کوش

اسی کا محل یہ ہے ۔

تربیۃ حصہ پنجم ص۱۷۱

حال - کل رات ہی سے کمترین کی عجیب حالت ہے کہ کسی کام میں طبیعت نہیں لگتی ہر وقت ایک اضمحلال و پژمردگی چھائی رہتی ہے ذکر و تہجد و تلاوت قرآن شریف و نماز نفل وغیرہ میں اسکے قبل از حد بشاشت رہتی تھی اس وقت ہر ایک بطور پہاڑ کے گراں معلوم ہوتا ہے ۔ بلکہ حسب معمول سابق باوجود کوشش مزید کے بھی ہر ایک ادا نہیں ہوتا ونیز اس کے پہلے یہ معلوم ہوتا تھا کہ معاصی گذشتہ تو یقینی معاف ہوگئی ہیں لہذا اسکی طرف دوبارہ التفات یا معافی کی درخواست تحصیل حاصل کے درجہ میں معلوم ہوتی تھی اب وہی گذشتہ گناہوں کا اس کثرت سے استحضار ہے کہ دل بیٹھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اگر ابھی موت آگئی تو کیا منہ دکھاؤں گا سخت طبیعت پریشان ہے اور بہت گھبراتی ہے کیا کروں اصل وجہ تو مشیت ایزدی ہے اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ اصل وجہ یہ ہے مگر کبھی بعید وہم یہ ہوتا ہے کہ حضرت کی خدمت میں بندہ سے کوئی ناشائستہ حرکت کبھی ایسی صادر ہوئی ہو جس سے خاطرِ والا میں کسیقدر تکدر پیدا ہوا ہو اور بندہ کی جانب سے عنان انعطاف و شفقت منعطف فرمالیگئی ہو خواہ قصداً یا تکدر کا لازمی اثر ہو اور بندہ کو اسکی اطلاع بھی نہ ہو جیسے احقر کی عادت تھی کہ بعد عصر وفجر دس بارہ روز سے محض یہ دیکھکر کوئی صاحب اور پنکھا نہیں جھلتے اور حضرت کو ضرورت تھی پنکھا لیکر بیٹھ جاتا تھا اور اپنی دانست میں اسکو باعث راحت جناب والا خیال کرتا تھا اور جناب کو ہوا پہونچتی ہی نہ تھی تو یہ فعل عبث ضرور کسی قدر ناگوار خاطر ہوتا رہا جس کو جناب عالی غایت حلم سے برداشت فرماتے رہے

آخر کل ظاہر فرمایا گیا کہ مجھے تمہارے جھلنے سے ہوا نہیں پہونچی بندہ کو اوسی وقت سے سخت تشویش ہے کہ بندہ کی طرف سے جناب کو تکلیف پہونچی اسی طرح ممکن ہے کہ اور بہت سی ناشائستہ حرکات صادر ہوئی ہوں جس سے جناب کو تکلیف پہونچی ہو بہرکیف اے شفیق حال زارم والتجا اینست اول تو درخواست ہے اپنی خطاؤں کی معافی کی دوسری درخواست نہایت عاجزی کے ساتھ یہ ہے کہ کوئی حرکت احقر کی کسی طرح بھی باعث ناگواری خاطر ہو تو اوس کی تنبیہ فرمادیجاوے واللہ ثم واللہ بندہ کو نہ اپنی ذلت کا ڈر ہے اور نہ اپنے عقل و فعل پر اعتماد ہے کہ کیا اچھا کرتا ہی اور کیا نہیں سب سے زیادہ خوف اس کا رہتا ہے کہ جناب کو احقر کی وجہ سے کہیں تکلیف نہ پہنچ جاوے۔ زیادہ والسلام۔

تحقیق۔ سالک کو اس سے اشد اور ابد حالات پیش آتے ہیں یہی تو امتحان عشق ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ امتحان میں پختگی یہ ہے کہ یہ مضمون نقد وقت ہوجاوے ؎

ناخوش تو خوش بود بر جان من　　دل فدائے یار دل رنجان من

صبر کیجئے فان مع العسر یسرا ؎

چونکہ قبضے آیدت اے راہ رو　　آں صلاح تست آیس دل مشو

انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ عقبہ ختم ہوجاوے گا باقی میرے تکدر کا وسوسہ محض مخترع ذہنی ہے اگر کوئی بات ہوئی کہدیتا البتہ میری خدمت نکرنا خدمت کے اولیٰ ہے۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۳۶۴

اتباع دین پر استقامت حالت رفیعہ ہے

حال۔ دوسری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی نامشروع فعل ہوتا دیکھتا ہوں تو طبیعت کو بیحد رنج ہوتا ہے اور غصہ معلوم ہوتا ہے کہ کیوں ہو رہا ہے اور دل مضطر ہوجاتا ہے کہ کسی طرح اسکو منع کروں چنانچہ حسب موقع منع کردیتا ہوں اور اگر کسی اچھے فعل کا دل میں خیال ہوتا ہے۔ تو بہت ہی شدت کے ساتھ ہوتا ہے اور جبتک اس کو نہیں کرلیتا دل میں اس کا تقاضا ہوتا رہتا ہی حتیٰ کہ جب کرلیتا ہوں تب سکون ہوجاتا ہے۔

تحقیق۔ مبارک ہو یہ حال رفیع ہے خدائے تعالیٰ ثبات و ترقی دے۔

حال۔ جس فعل کی ممانعت یا جس فعل کی ترغیب لوگوں کو دلاتا ہوں تو کسیقدر ضرور اس کا اثر ہوتا ہے۔

تحقیق۔ الحمد للہ یہ برکت خلوص فی الموعظہ کی ہے۔

حال۔ بعض بعض وقت جب لیٹا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ ایک روز اسی طرح روح نکل جائیگی اور میں مردہ ہو جاؤں گا تو میرے ذمہ جو حقوق اللہ و حقوق العباد رہ جاویں گے تو قیامت میں اسکی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی بس کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ اپنی قدرت و رحمت سے بخشیں گے تو نجات ملیگی ورنہ بہت مشکل ہے نیز یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی عمل ہمارا اس قابل نہیں جو قبول ہو کیونکہ قبول کیلئے خشوع شرط ہے اور وہ مفقود ہے جب یہ خیال آتا ہے اس کے ساتھ رونا بھی آتا ہے جب خوب رو لیتا ہوں تو یہ خیال ہوتا ہے کہ جس طرح مجھ سے ہو سکتا ہے تعمیل کئے جاتا ہوں قبول کرنا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور ان اعمال سے بخشائش کی امید نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بخشدیں تو کچھ بعید نہیں ہے کیونکہ انکی رحمت بڑی وسیع ہے۔

تحقیق۔ یہ سب علوم و احوال بالکل سنت کے موافق ہیں اللہ تعالیٰ مبارک فرماوے۔

تربیۃ حصہ دوم صـ ۱۴

انوار قابل التفات نہیں

سوال۔ میری ماں حضور کی خدمت میں عرض کرتی ہے کہ پہلی جو کراماتیں مشاہدہ میں دیکھتی تھی اس وقت بالکل اندھیرا ہو گیا دیکھا نہیں جاتا سبب اس کا نہ معلوم اب حضور کی خدمت شریف میں عرض کرتی ہے کہ جناب اپنے شاگردوں میں شمار کرکے صفائی آئینہ کیواسطے کچھ ذکر تعلیم فرماویں شب و روز گریہ و زاری میں ہے لیکن کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

الجواب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ والدہ سے کہدیں کہ جنکو تم کرامات سمجھتی ہو وہ رہزن طریقت تھے خدا کا شکر کرو کہ سب بند ہوا نہیں تو عمر بھر غیر اللہ کے تماشہ میں مبتلا رہتیں سب پر لاحول پڑھکر ذکر و طاعت میں مشغول ہو۔

تربیۃ حصہ دوم صـ ۱۵

غلبہ خیال موت کا علاج

سوال۔ چند دنوں سے کسی کسی وقت موت کا خیال خادم کو اس قدر ہو جاتا ہے کہ ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور سخت پریشانی ہو جاتی ہے قلب میں بالکل تازگی نہیں رہتی اور چند ساعت کے بعد خیال جب کم ہوا تو طبیعت درست ہو جاتی ہے شب و روز موت کا خیال غالب کسی وقت ہو جاتا ہے کیا تدبیر کیجاوے اور یہ کیا معاملہ ہے خادم کی سمجھ میں نہیں آتا۔

الجواب۔ موت کا خیال مبارک حالت ہے لیکن اگر اس سے کچھ صحت میں خلل پڑتا ہے تو اسکی تعدیل مراقبہ رحمت و مطالعہ رسالہ شوق وطن سے کی جائے۔

تربیتہ حصہ دوم ص۱۷

ہاتھوں میں کسی شئی کے رینگنے کی حقیقت

حال۔ قلب میں تو تخیل اسم ذات ہی سا معلوم ہوتا ہے مگر دونوں ہاتھوں میں ایک شے رینگتی محسوس ہوتی ہے میرا خیال ہے کہ شاید دوران خون کی حرکت محسوس ہوتی ہوگی۔

تحقیق۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ ہاتھوں میں جو رینگتی چیز معلوم ہوتی ہے واقعی اسکی نسبت آپکی رائے صحیح ہے اور اکثر یہی سبب ہوتا ہے لیکن اسکے ساتھ اگر سوء مزاج نہ ہو تو یہ حالت بھی اسلئے محمود ہے کہ اس سے بالخاصہ یکسوئی اور لذت ذکر میسر ہوتی ہے تو اس صورت میں اسکے ازالہ کا اہتمام نہ کیا جاوے ورنہ طبیب سے علاج کرایا جائے۔

تربیتہ حصہ دوم ص۱۷

امور دینیہ میں عدم استقلال کا علاج

حال۔ قلب پر سخت تشویش رہتی ہے امراض مہلکہ ہیں عنقریب ہیں کہ ہلاکت میں ڈالدیں عدم استقلال امور دینیہ میں روز افزوں ترقی پر ہے ذکر فرمودہ حضرت اقدس کرتا ہوں مگر وساوس کا سخت ہجوم ہے اخلاق ذمیمہ حد سے بڑھ گئے ہیں غرض تمام امور مستنکرہ میں مبتلا ہوں تلاوت سے بھی بعض اوقات جی چرانے لگتا ہوں بخدا نہایت حیران و ششدر رہوں امیرے آقا خدا کیلئے اس احقر دور افتادہ کیطرف بھی توجہ فرمادیں، حمٰی دق سے سخت خطرناک ہے سلسلہ تعلیم میں بھی طبیعت پر سخت جبر کرتا ہوں ورنہ اس سے بھی جی اکتا تا ہے

تحقیق۔ اگر سبب اس کا کسل یا صحبت بد ہے تو علاج اس کا ہمت و ترک صحبت ہے اور اگر سبب اس کا زیادت مشقت ہے تو علاج اس کا چندے آرام کرنا ہے اور اگر اور کوئی سبب ہے تو لکھئے علاج بتلایا جاوے۔

تربیتہ حصہ دوم ص۲۲

محبوبہ بیوی کی موت سے صدمہ کا علاج

سوال۔ من جانب ابتر احقر مودبانہ التماس ہے کہ اس تحریر بے باکانہ کو بغور ملاحظہ فرمائیے اور میری گستاخی کو براہ خدا اور بطفیل رسول ہدیٰ معاف فرمائیے وھوہذا۔ عرصہ ڈیڑھ دو برس کا گذرا کہ میری ایک بی بی تھی جس سے مجھکو کمال الفت تھی بلکہ میں اس کا عاشق تھا اس سے اولاد بھی ابتک موجود ہیں اور وہ انتقال کر گئی اس کے مرنیکا اسقدر رنج ہے کہ زبان قلم سے بیان نہیں ہو سکتا اتنا عرصہ گذرا ابتک وہی حالت ہے بس مجنوں کی تشبیہ کافی نہیں ہے نہ دن کو

چین ہے نہ رات کو آرام میرے ورود وظائف بالکل چھوٹ گئے ہیں بمشکل نماز پنجگانہ ادا کرتا ہوں لیکن خشوع وخضوع کا تو نام ہی نہیں ہے اس کے دفعیہ کی بہت سی ترکیبیں کیں لیکن کوئی کار نہ ہوئی میں اس قدر مجبور ہوں کہ میری دین و دنیا دونوں خراب ہوئے ہیں چنانچہ میں قرضدار ہوگیا جو اسباب میرے پاس تھا وہ رہن ہو چکا فروخت ہوگیا اور عاقبت کا انجام بھی بہتر نہیں سمجھتا اللہ رحم کرے میں بہت ہی خائف ولرزاں رہتا ہوں مگر مجبور ہوں لہذا استدعا ہے کہ حضور دعا کریں کہ مجھے کوئی عورت ملے ویسی ہی یا جو خیال ہے بالکل دفع ہوجاوے اور ان دونوں میں جو بہتر میرے لئے ہو وہ آپ کریں بلکہ اس محبت کے عوض آں سرور کائنات کی محبت کا گھر میرے دل میں ہو اور مجھے بھی کوئی ترکیب تحریر کریں۔

جواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ دعائے خیر کرتا ہوں نکاح کرنے سے نفع ہوگا اگرچہ ویسی عورت نہ ہو پس اگر کوئی امر مانع قوی نہ ہو تو نکاح کر لینا چاہئے اور جبتک نکاح کا سامان نہ ہو رسالہ تبلیغ دین میں مضمون زہد و ذم دنیا کو مطالعہ میں رکھیں اور پھر بعد دو ہفتہ کو اطلاع دیں۔

تربیت حصہ دوم ص ۱۲

مقام فنا کی تحقیق

جوابات زبانی بر سوالات زبانی پیش کردہ بعضے متعلقین کہ آں ہم مجاز شدہ اند وجمع کردہ اوشاں بعبارت خویش

سوال۔ فنا میں بیخودی اور بیشعوری ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ ارشاد فرمایا کہ فنا میں اپنی اور مخلوق کی جانب سے بے التفاتی ہوجاتی ہے خواہ استغراق ہو یا نہ ہو اس کے لئے استغراق لازم نہیں اور اس کی دو قسم ہیں ایک یہ کہ سالک کی صفات ذمیمہ جسقدر ہیں سب مبدل بہ صفات حمیدہ ہوجاویں مثلاً کسی میں صفت نخوت کبر بخل غضب اور ریا حرص وطمع وغیرہ کی ہے بجائے اس کے صفت تواضع سخاوت تحمل قناعت اخلاص اور توکل وغیرہ کی پیدا ہوجاوے اور یہ صفت ذمیمہ مغلوب ومضمحل ہوجاوے اور محل اور مصرف بھی اس کا بدل جاوے کیا معنی کہ کوئی ایسا محل اور موقع آوے جہاں اس کا صرف کرنا مذموم اور بے محل ہو مثلاً کوئی معصیت کی جگہ ہے تو ایسی جگہ تواضع سخاوت تحمل وغیرہ کرنا مذموم اور معصیت ہوگی اور جہاں معصیت کا احتمال نہ ہو وہاں اس کا صرف کرنا محمود ہے علیٰ ہذا القیاس ما بقی صفات کو بھی سمجھ لو پس اس فنا میں سالک کی صفات ذمیمہ نخوت کبر غضب شہوت وغیرہ واقع میں فنا ہوجاتی ہیں اور اسکا ازالہ اور امالہ

واقع میں ہو جاتا ہے اور باقی رہتا ہے صفات حمیدہ اخلاص تواضع صبر شکر علم حلم توکل رضا وغیرہ کے ساتھ بایں معنی اس صفات ذمیمہ کے فنا کو فنائے حسی اور واقعی اور بجائے اس کے صفات حمیدہ پیدا ہو جانیکو بقا انکی اصطلاح میں کہتے ہیں، اور دوسری قسم فنا کی یہ کہ غلبہ شہود ذات اور صفات حق کی وجہ سے سالک اپنے اور مخلوق کے علم اور التفات سے فنا ہو جاتا ہے اور باقی رہتا ہے ساتھ علم اور التفات حق کے اور واقع میں سالک اور مخلوق فنا نہیں ہو جاتے بلکہ علم اور التفات فنا ہو جاتا ہے بایں معنی اس فنا کو اس فنائے علمی ان کی اصطلاح میں کہتے ہیں، کیا معنی کہ جیسا علم اور التفات سالک کو اپنے اور دوسری جانب پہلے تھا اب ویسا نہیں رہا فنا ہو گیا ؎

فانی شوی و بدوست باقی　　ایں طرفہ نیستند و ہستند

اس فنا کے بعد جو کیفیت سالک حاصل کر لیوے اس کو بقا کہتے ہیں اور اگر اس علم فنا سے بھی فنا حاصل کر لیوے تو اس کو فنا در فنا اور فناء الفنا انکی اصطلاح میں کہتے ہیں مطلب یہ کہ اس فنا میں اپنی فنا کا بھی سالک کو علم نہیں ہوتا کہ میں فنا ہو گیا ہوں بایں معنی اسکو فنا در فنا اور فناء الفنا کہتے ہیں اور اس فناء الفنا کے بعد جو کیفیت سالک حاصل کر لیوے اسکو بقاء البقا کہتے ہیں جامع جوابات ذوقاً کہتا ہے کہ اس فنا میں سالک کو فنائے اتم اور بقائے کامل حاصل ہو جاتی ہے اور سیر الی اللہ کہ عبارت انقطاع ماسوی اللہ سے ہے اس جگہ ختم ہو جاتا ہے اور بعد اسکے سیر فی اللہ کہ عبارت سے دوام توجہ الی اللہ سے شروع ہوتا ہے اس تجلی اور مشاہدہ کی حد نہیں نامتناہی ہے ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں　　بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی
اے برادر بے نہایت درگہیست　　ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

اور نیز ہر عارف سالک کو بقدر ذوق اور وجدان کے یہ معرفت اور بقدر انس و محبت و تقویٰ کے یہ نسبت دائماً حاصل ہوتی ہے اور اس سے عارف سالک ہمیشہ قرب اور ترقی میں رہتا ہے اور کبھی سیری اس کو معرفت سے نہیں ہوتی بلکہ جتنا ہوتا جاوے اتنی ہی خواہش اور باقی رہتی ہے اور کیوں خواہش باقی نہ رہے جس کے حسن و جمال اور عظمت کی انتہا نہیں اسکی معرفت کی بھی حد نہیں اور جسکی معرفت کی حد نہیں اسکا احاطہ کب ہو سکتا ہے اور بغلبہ حال یا مکاشفہ جو سالک کو کبھی کوئی شے مدرک و مکشوف اور مستحضر ہوتی ہے اسکو تجلی مثالی کہتے

ہیں۔ بعض سالکین دہوکے میں آکران تجلیات مثالیہ کو جو ایک اصطلاحی تجلی اور جنس مخلوقات سے ہے تجلی حقیقی جس کا وعدہ آخرت میں ہے سمجھ جاتے ہیں حالانکہ یہ جو کچھ مدرک اور مکشوف ہوتا ہے یہ سب مثال ہے ؎

ہرچہ در فہم تو آید آں توئی
درگذر کانجا نمی گنجد دوئی

اس کو تجلی حقیقی اور مثل اس کا نہیں کہتے بلکہ مثال ہے تجلی حقیقی جو معتبر بدیدار اور رویت ہے وہ صرف آخرت میں ہوگی آیۃ لیس کمثلہ الخ اور آیۃ لاتدرکہ الابصار الخ اسپر دال ہے اور حقتعالےٰ ان تجلیات سے منزہ اور ورار الورا ہیں ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً انکی شان ہے غایت سے غایت معرفت عارف کی العجز عن درک الادراک اور ماعرفناک ہے اور نیز جسطرح عارف کو معرفت اور مشاہدہ سے کبھی سیری نہیں ہوتی آخرت میں دیدار الہی سے کبھی سیری نہیں ہوگی ابدالآباد اسی لذت اور تمنا میں رہیگا اور دیدار ہو اور کبھی سیری نہ ہوگی اور نیز جسطرح یہاں یہ نسبت اور معرفت بقدر محبت و تقوی کے ہوتی ہے اسیطرح وہاں قرب و دیدار الٰہی بقدر معرفت اور تقوی کے ہر عام اور خاص کے مرتبہ اور نسبت کے موافق ہوگا کہ جیسا کہ خبر میں ہے کہ حضرت سیدنا ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنے مرتبہ کے موافق تجلی اور دیدار الٰہی سے مشرف ہوں گے اور باقی مخلوق اپنے مرتبہ اور نسبت اور معرفت کے موافق دیدار الٰہی سے مشرف ہوگی اسکو امام غزالی نے کیمیائے سعادت میں نقل کیا ہے اور نیز اور کتب تصوف میں لوگوں نے نقل کیا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

سوال۔ کتب فن سے معلوم ہوتا ہے کہ فنا میں بیخودی اور بیشعوری ہوجاتی ہے۔

جواب۔ فرمایا یہ بھی ایک خاص اصطلاح ہے ورنہ فنا کیلئے بیخودی لازم نہیں جسمیں بیخودی ہوتی ہے وہ غیبت ہے فنا اس کو نہیں کہتے۔

سوال۔ نسبت فنا کی زائل ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ فرمایا یہ زائل نہیں ہوتی مقام ہوجاتی ہے۔

تربیتہ حصہ دوم ص۳

تمکن وسکون غلبہ عقل کی دلیل ہے

سوال۔ استیلائے حال وکیفیت کیوقت انانیت اور خودی مغلوب معلوم ہوتی ہے مگر پھر وہ کیفیت زائل ہوجاتی ہے۔

جواب۔ ہر وقت وہ کیفیت نہیں رہ سکتی۔

سوال۔ ۲۹ر جمادی الاول سنہ ۱۳۳۱ھ کیا وجہ ہے کہ حالات اور واردات قلبیہ ذوق و شوق انس ہیئت شورش مستی وغیرہ کا کبھی کبھی سالک کو غلبہ رہا کرتا ہے اور بعد ازاں ان سب میں سکون معلوم ہوتا ہے اور یکساں حالت رہتی ہے

جواب۔ فرمایا یہ انتہائی حالت تمکن اور سکون کی ہے پہلے طبیعت کا غلبہ ہوتا ہے اور بعد اس کے عقل کا غلبہ رہتا ہے اسوجہ سے سکون ہوتا ہے انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کی حالت یہی تھی کہ انکی طبیعت تابع عقل تھی یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ باوجود کمال عشق الٰہی کے کبھی مغلوب نہیں ہوئے اور متوسطین اولیاء امت کو چونکہ غلبہ طبیعت کا عقل پر ہے احوال مغلوبیت کے ان سے زیادہ صادر ہوئے۔ تربیۃ حصہ دوم صـ ۴۳

انوار والوان کا مکشوف ہونا

سوال۔ بتاریخ ۲۹ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۳۱ھ اہل سلوک نے کتب فن میں حالت ذکر و مراقبہ میں الوان و انوار کے معلوم و مکشوف ہونیکو لکھا ہے کہ سالک جب کثرت ذکر و مجاہدہ سے صفائی قلبی و روحی حاصل کر لیتا ہے تو اکثر ذکر و لطائف کے الوان و انوار ملکوتیہ کا ظہور کبھی اپنے وجود کے اندر اور کبھی وجود سے خارج و علیحدہ مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے آثار محمودہ و غیر محمودہ ہونیکو بھی لکھا ہے واقعی یہ سب تصرف خیال اور یبوست دماغ سے صور متخیلہ متمثل ہو کر ظاہر ہوتی ہیں یا درحقیقت اس کی بھی کچھ اصل ہے۔

جواب۔ فرمایا زیادہ تر ایسا ہی ہے اور اگر واقعی کچھ واقعات ملکوتیہ کسیکو کچھ معلوم و مکشوف ہو گئے تو یہ غیر مقصود ہے اور قابل توجہ نہیں اس کی نفی کر دینا چاہیے اور اس جگہ بہت بڑی ضلالت ہوتی ہے کہ اگر شیخ کامل اور محقق کا ظل نہیں ہوا تو طالب حق غیر مقصود کو مقصود سمجھتا ہے اور انواع و اقسام کی غلطیوں میں مبتلا ہوتا ہے اور زندگی بھر الوان و انوار ہی کی لذت اور سعی میں مغموم و محزوں رہتا ہے بلکہ تنگ آکر ذکر و طاعت کو جو کہ اصل مقصود ہے چھوڑ بیٹھتا ہے اور شیخ سے بھی بدگمان ہو جاتا ہے غرضکہ ساری زندگی اسکی اسی الٹ پھیر میں گذر جاتی ہے اور کوئی کام اس کا دینی اور دنیاوی راست نہیں ہوتا؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب　　کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

اسی وجہ سے جناب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ السامی نے حجاب نورانی کو حجاب

ظلمانی سے اشد فرمایا ہے اور اپنے وابستگان کو اسکی جانب توجہ کرنے سے روکا ہے کیونکہ اسجگہ اصل مقصود سے طالب رہجاتا ہے اور یہ بڑی محرومی ہے اصل مقصود ان اشغال کی مشغولی اور کثرت ذکر و مراقبہ و مجاہدہ سے تہذیب نفس و اصلاح قلب اور بفحوائے آیۃ کریمہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب جمعیت اور اطمینان قلب کی دولت اور نسبت حضور مع اللہ اور یکسوئی اور یادداشت کے ملکہ راسخہ پیدا ہو جانیکی تدبیر اور مقامات توکل تسلیم تفویض رضا اخلاص توحید محبت خشیت وغیرہ کی تصحیح ہے ورنہ فی نفسہ اسکی کوئی حاجت نہیں تھی اصل مقصود صرف ذکر و طاعت حق ہے اور اسی سے قرب باری تعالیٰ کا میسر ہوتا ہے۔

سوال۔ لطائف کے الوان و انوار کی جانب توجہ رکھنے کی کیا حاجت تھی کیا یہ جزو طریق ہے جیسا کہ کتب فن میں اسکو داخل کر دیا ہے۔

جواب۔ فرمایا یہ سلوک کا کوئی جزو نہیں لطائف کے الوان و انوار عارضی ہیں چونکہ لطائف کے جانب توجہ رکھنے سے طالب کو یکسوئی جلد ہو جاتی ہے اسلئے شیوخ اسکے جانب متوجہ کرتے ہیں اور اس مشغولی میں اگر کسی کو کچھ الوان و انوار نظر آ گئے تو پہلے اس کی بے وقعتی نہیں کرتے تاکہ یکسوئی میں ضعف نہ ہو جائے بلکہ جب یکسوئی کا ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے تو اسکی جانب سے توجہ ہٹا دیتے ہیں۔

تربیۃ حصہ دوم صہ ۳۳

تجلی رحمانی اور شیطانی کی پہچان

سوال۔ تاریخ ۱۵؍ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ ممکن ہے کہ صور مثالیہ کے ساتھ شیطان بھی متجلی ہو جائے پھر تجلی رحمانی اور شیطانی کی کیا پہچان ہے۔

جواب۔ فرمایا کہ اگر اس کے ظہور سے علامت ضلالت اور وحشت کی پائی جاوے تو تجلی شیطانی ہے اور اگر نور ہدایت اور انس و فرحت کی علامت پائی جاوے تو تجلی رحمانی ہے۔

سوال۔ تاریخ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ اس تجلی مثالی کیساتھ حق تعالیٰ کو دیکھنا مکاشفات اور خواب میں صرف قلب ہی کیساتھ ہوتا ہے یا اس کا مشاہدہ اس آنکھ سے بھی ہو سکتا ہے

جواب۔ فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب فرماتے تھے کہ اس تجلی کا ادراک صرف قلب کیساتھ ہوتا ہے اگرچہ حالت مراقبہ میں آنکھ کھلی ہی ہو لیکن ادراک اس کا اسی باطنی آنکھ سے ہوتا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر ظاہری آنکھ بند کر لیجاوے جب بھی وہ مدرک ہوگا اھ اور یہ خود فرمایا کہ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ آنکھ بند کر لیجاوے اور مدرک وہ نہ ہو جسطرح عینک لگی ہوتی ہے

اور آنکھ بند کرلیجاوے تو کچھ نظر نہیں آتا تو اس سے آنکھ بند کرلینے پر نظر نہ آنا بھی دلیل اس کی نہیں کہ اس آنکھ سے نظر آتا تھا۔ تربیۃ حصہ دوم صـ۳۵

حالت بسط میں اعمال کی زیادتی

سوال۔ تاریخ ۸ ار ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۱ھ حالت بسط اور انس میں اعمال اپنے سابق معمول سے زیادہ کرنا چاہئے یا نہیں کیونکہ ایسی حالت میں خشوع وخضوع اور ہمت اور شوق اعمال کا بہت ہوتا ہے

جواب۔ ارشاد فرمایا کہ ہاں واردات کے مقتضا پر عمل کرنا چاہئے۔ تربیۃ حصہ دوم صـ۳۷

نسبت فنا کا مقام ہوجانا

سوال۔ ایک مرتبہ دریافت کیا تھا کہ نسبت فنا زائل ہوتی ہے یا نہیں ارشاد ہوا تھا کہ مقام ہو جاتی ہے لیکن دریافت طلب یہاں پر یہ امر ہے کہ حال تو ایک غیر اختیاری اور موہوب شئے ہے اور مقام اختیاری اور مکتسب ہے، پھر حال معلوم کیونکر ہوسکتا ہے۔

جواب۔ فرمایا کہ بعد رسوخ اور تمکن کے حال بھی مقام ہوجاتا ہے باین معنی اسکو مقام کہتے ہیں یہ بھی ایک اصطلاح تصوف کی ہے یعنی ایک معنی مقام کے عمل باطنی اختیاری اور دوسرے معنی حال ثابت وراسخ۔ تربیۃ حصہ دوم صـ۳۸

فنا وزہد میں فرق

سوال۔ تاریخ ۲۵ ر ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۱ھ فرمایا تھا کہ فنا عبارت عدم التفات اور توجہ الی الغیر سے ہے دریافت طلب یہاں پر یہ امر ہے کہ پھر اس عدم التفات کے بعد بھی التفات اور توجہ غیر حق کی طرف سالک کو ہوتی ہے یا نہیں کیونکہ یہ ایک حال میں ظاہر ہے کہ دوام نہیں ہوتا اور دوسرے یہ کہ زہد میں بھی ایک مقام ہے جسمیں غیر حق کی طرف التفات نہیں ہوتا پھر اس مقام اور اس حال میں ذکر کیا رہا

جواب۔ ارشاد فرمایا کہ عدم التفات کے بعد التفات ہوتا ہے لیکن اتنا نہیں جسقدر کہ پہلے ہوتا تھا بلکہ بہت کم ہوتا ہے فنا میں دلکشی کا اور التفات اور وسواس کا کم ہوجانا امر لازمی ہے ورنہ یہ امر منافی فنا ہوگا اور زہد بمقابلہ حرص ہے اسمیں حرص نہیں ہوتی التفات ور وسواس سب ہوتا ہے

سوال۔ تاریخ ۲ ر محرم سنہ ۳۲ھ فنا میں صرف غیر حق کیطرف التفات اور توجہ نہیں ہوتی یا کہ جس کا تعلق حق کے ساتھ ہے اسکی طرف بھی التفات نہیں ہوتا کیونکہ جو تعلق کہ بحق ہے وہ تعلق بغیر حق نہیں ہے۔

جواب۔ ارشاد فرمایا کہ اگر غلبہ تجلی ذات سے فنا ہوا ہے تو صفات اور ممکنات کی جانب توجہ نہیں

اور اگر تجلی افعال اور صفات سے فنا ہے تو ممکنات کی جانب توجہ ہوتی ہے ۔ تربیۃ حصہ دوم ص ۳۸

فنا کس کے غلبہ سے پیدا ہوتی ہے

سوال ۔ تاریخ ۱۸ محرم ۳۲ ؁ھ فنا بغلبہ توحید یا بغلبہ محبت اور خشیت وغیرہ ہوتی ہے ۔

جواب ۔ فرمایا غلبہ استحضار سے ہوتی ہے خواہ وہ غلبہ کسی سبب سے ہو اور مرتبہ تحقیق علمی میں فنا ہی کو توحید کہتے ہیں اور مرتبہ حال میں فنا ۔

تربیۃ حصہ دوم ص ۳۸

بقا کی تفسیر

سوال ۔ ۱۸ محرم ۳۲ ؁ھ بقا کس سے عبارت ہے ۔

جواب ۔ ارشاد فرمایا کہ فنا میں بغلبہ شہود حق مخلوق کی جانب التفات نہیں ہوتا لیکن اس التفات قبل الفنا میں فرق ہوتا ہے پہلا التفات خود غرضی اور ہوائے نفسانی سے اور یہ التفات جو بعد الفنا ہوتا ہے جس کو بقا کہتے ہیں خالصاً بوجہ اللہ مرآت الٰہی سمجھکر ہوتا ہے ایسا شخص نائب رسول اور قابل اقتدار اور مشیخت کے ہوتا ہے

تربیۃ حصہ دوم ص ۳۹

احوال کا غلبہ مبتدی و منتہی سبکو ہوتا ہے

سوال ۔ ۲ صفر ۳۲ ؁ھ احوال کا غلبہ اور دورہ مبتدی اور منتہی سب کو گاہ گاہ وقتاً فوقتاً ہمیشہ ہوا کرتا ہے یا صرف مبتدی کو ۔

جواب ۔ ارشاد فرمایا کہ مبتدی اور منتہی سب کو وقتاً فوقتاً ہوتا ہے لیکن منتہی کو اتنا نہیں ہوتا کہ اپنی حالت کے غلبہ سے انتظامات میں اپنے فرق کر دیوے وہ ابو الوقت اور حال پر اپنے غالب ہوتا ہے بخلاف مبتدی کے کہ وہ حال پر غالب نہیں ہوتا اور حال اسپر غالب ہوتا ہے اور یہ غلبہ وجد بھی کہلاتا ہے اور وجد مطلق حالت عزیبہ محمودہ غالب کو کہتے ہیں اور یہ سلف صالحین کو بھی ہوا ہے لیکن اتنا نہیں کہ وہ بالکل مغلوب ہو گئے ہوں چنانچہ آیۃ تقشعر الخ انہیں لوگوں کی شان میں ہے اور آنحضرت کے احوال میں بھی ہے کہ جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو مثل جوش دیگ کے سینہ مبارک سے آواز نکلتی تھی اور یہ حضور کا وجد تھا ۔

تربیۃ حصہ دوم ص ۴۰

رقت مقصود نہیں

حال ۔ ذکر نفی اثبات ایکہزار بار اور اسم ذات ڈیڑھ ہزار بار جہر سے کرتا ہوں مگر پہلے ذکر میں رقت معلوم ہوتی تھی اب نہیں ہے ۔

تحقیق ۔ کام کئے جاؤ رقت وغیرہ حالات غیر مقصود ہیں اصلی مقصود استقامت وعبدیت ہے ۔

تربیۃ حصہ دوم ص ۴۳

استقامت وتمکن تدریجی امور ہیں

حال۔ اپنی حالت یہ ہے کہ درمیان میں یکسوئی ونماز میں دل لگنا ترقی کر گیا تھا جس کی اطلاع حضور کو دی گئی تھی اب پھر اس میں تنزل ہے گو ابھی تک بفضلہ تعالیٰ پہلے سے حالت اچھی ہے حضرت والا کی توجہ کی سخت احتیاج ہے ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند　　آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

باقی معمولات فرمودہ اعلیٰ حضرت پر عمل ہے نیند کا ویسا ہی غلبہ ہے اور اس میں کسی طرح کمی نہیں ہوئی۔ الا گاہے گاہے۔

تحقیق۔ عزیزم السلام علیکم ورحمۃ اللہ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہوں احوال میں ابتداءً اسی طرح تغیر وتبدل وکمی بیشی ہوا کرتی ہے کچھ فکر نہ کیجئے مدت کے بعد اگر برابر کوشش رہی تو تمکن واستقامت میسر ہو جاتی ہے ؎

صوفی نشود صافی تا در نکشد جامے　　بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

نیند امر طبعی ہے مضر نہیں۔

تربیتہ حصہ دوم صـ ۴۳

قبض کے بعض اسباب

سوال۔ میں جو ذکر تہجد اور فجر اور ظہر کے بعد کرتا تھا اب ایسی حالت ہو گئی ہے کہ دل کو ذکر سے بالکل نفرت ہو گئی ایک دم بھی مشغول ہونے کو نہیں چاہتا بلکہ ہر نیک فعل میں ایسا ہی ہو گیا اس کا علاج کیا ہے اور کیا کروں ایسی حالت کو تخمیناً ایک مہینہ ہوا خدا جانے میری تقدیر میں کیا لکھا ہے میں اس ذکر واذکار کے سبب سے اور کسی کام میں مشغول نہیں ہوا ہوں حضرت کی خدمت شریف سے آکر اس ذکر ہی میں تھا آج ایک برس ہوا اب تہجد کی نماز بھی چھوڑ دی ہے دل میں ذوق وشوق ایک دم کو بھی نہیں کسی کام دل ذوق وشوق سے رجوع نہیں ہوتا

جواب۔ یہ حالت قبض کہلاتی ہے اس کے اسباب مختلف ہیں اور ہر ایک کی جدا تدبیر کیا آپ کے قلب میں کسی کا عشق تو نہیں ہو گیا یا کسی ناجنس دنیا پرست کی صحبت تو نہیں ہوئی اطلاع دیں۔

تربیتہ حصہ دوم صـ ۴۴

نماز میں لذت آنا

حال۔ بعض وقت نماز میں ایسی ایک فرحت ولذت معلوم ہوتی ہے کہ دنیا اور مافیہا کے اندر کسی چیز میں یہ بات حاصل نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق۔ مبارک ہو عین موافق سنت کے ہے وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ تربیۃ حصہ دوم صـ ۴۵

رقت قلبی مبارک حالت ہے

حال۔ اکثر اوقات کلام مجید کی تلاوت کے وقت اور ویسے دیگر اوقات میں قلب پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ بے تحاشا رقت اور دل سے یہ آرزو ہوتی ہے کہ اس جسم کے اس کی راہ میں ٹکڑے ٹکڑے اوڑائے جاویں تمام جسم بیقرار ہو جاتا ہے اور دل پر عجیب فرحت اور بہار معلوم ہوتی ہے اور یہ حالت قریب ایک گھنٹہ تک رہتی ہے۔

تحقیق۔ مبارک ہو مگر چند روز تک سلسلہ مقویات و مفرحات کا جاری رکھنا مناسب ہوگا
تربیۃ حصہ سوم صـ ۱

حال۔ اور نماز کے اندر تو خشوع ہو کر بے تحاشا رقت ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تمام جسم میں سے اللہ اللہ نکلتا ہے۔

تحقیق۔ اللہ تعالیٰ ترقی بخشے۔
تربیۃ حصہ سویم صـ ۲

اپنا حال بے اختیار ظاہر ہو جانیمیں حرج نہیں

حال۔ بعض وقت اپنا حال جماعت میں حتی الوسع لوگوں سے چھپاتا ہوں۔

تحقیق۔ اسکی زیادہ کوشش نہ کریں اگر بے اختیار ظاہر ہو جاوے ہونے دیں۔ تربیۃ حصہ سوئم صـ ۱

اطمینان قلبی کی تقسیم و تفسیر

حال۔ احقر کو اپنے حال زار پر بہت ندامت و پریشانی ہے کہ ارشاد خداوندی تو ہے کہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب احقر کو کیوں برخلاف اس کے بے اطمینانی و سرگردانی شامل حال ہے

تحقیق۔ مراد آیت میں یہ اطمینان طبعی نہیں ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول ولکن لیطمئن قلبی کہ دال ہے اس وقت عدم حصول اطمینان پر مستلزم ہوگا نعوذ باللہ ان کے عدم تاثر کو ذکر سے حاشا وکلا۔ اس کا کون قائل ہو سکتا ہے بلکہ مراد اس سے اطمینان عقلی یعنی ایمان اعتقادی ہے جس کو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قول بلیٰ میں ظاہر فرمایا ہے پس آیت میں بھی اطمینان عقلی مراد ہے دلیل اس کی خود سیاق وسباق ہے قال تعالیٰ ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ آیۃ من ربہ اس کے جواب کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے یعنی یہ لوگ عناد سے فرمائش معجزات مقترحہ کی کرتے ہیں اور جو اہل ایمان ہیں وہ ذکر اللہ سے کہ فرد اعظم اسکی قرآن ہے مطمئن ہوتے ہیں

یعنی ایمان لاتے ہیں۔ یعنی قرآن کے اعجاز کو دلالت علی النبوۃ کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور ذکر اللہ میں یہی خاصیت ہے کہ جس مرتبہ کا ذکر ہوتا ہے اسی مرتبہ کا اس سے اطمینان ہوتا ہے۔ ذکر اعتقادی سے اطمینان اعتقادی اور ذکر حالی سے اطمینان حالی آپ ذکر اعتقادی پر اطمینان حالی تلاش کرتے ہیں۔ وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ شدہ شدہ ہو جاوے گا اس کے ہونے سے شبہ عدم نافعیت ذکر کا نہ کریں فقط۔

تربیۃ حصہ سوئم صـ۴

حبط اعمال کا خوف علامت ایمان ہے

حال۔ صورت حال یہ ہے کہ جو احکام زبان مبارک سے حضور نے فرمائے تھے اب تک ان کو بجا لاتا ہوں یعنی نماز پنجوقتہ اور تہجد شب کو مع بارہ تسبیح کے صبح کو کلام مجید بعد کو مناجات مقبول عربی پڑھکر اپنے کام پر جاتا ہوں لیکن بندہ کو خوف ہے کہ روز حشر یہ محنت بیکار جاوے تو سخت مشکل کا سامنا ہو۔

تحقیق۔ یہ خوف تو علامت ایمان کی ہے۔

سوال۔ لہذا مستدعی ہوں کہ برائے خدا بندہ کو ایسا اصول بتا دیا جائے کہ درجہ یقین تک پہنچ جاؤں۔

جواب۔ یہ یقین جائز ہی کب ہے کہ ہمارے اعمال سب مقبول ہوتے ہیں اور اس کے خلاف کا احتمال بالکل باطل ہے۔

تربیۃ حصہ سوئم صـ۶

دنیاوی پریشانی کا علاج

حال۔ خاکسار کی طبیعت ان دنوں زیادہ پریشان رہتی ہے اگرچہ یہ خاکسار دنیوی امور کے متعلق لکھنا نہیں چاہتا تھا مگر اس خیال سے عرض کر دیا ہے کہ خاکسار کے خیال کے مطابق اس پریشانی کا اثر دین کے کاموں میں پڑ رہا ہے اسلئے عرض کرنا مناسب تصور کیا ورد و وظائف باقاعدہ نہیں ہوتے اور نہ بوقت تہجد باقاعدہ آنکھ کھلتی ہے اکثر اوقات دیر ہو جاتی ہے جس نے پریشانی کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔

تحقیق۔ پریشانی کی طرف التفات کرنا سبب زیادہ پریشانی کا ہوتا ہے جب پریشانی ہو بجائے اس کی طرف متوجہ ہونیکے حق تعالیٰ کی طرف یہ خیال کر کے متوجہ ہوں کہ وہ ان سب امور میں ہم کو کافی ہے اور اسی سے تعلق بڑھانا سب بلیات کا دافع ہے بس اس طریق سے آناً فاناً اس پریشانی کا اثر گھٹتا جاویگا حتیٰ کہ بالکل نابود ہو جاوے گی کر کے دیکھئے اور آرام لیجئے۔

تربیۃ حصہ سوم صـ۷

قلبی سوزش کا علاج

سوال۔ کیفیت یہ ہے کہ تھوڑے عرصہ سے قلب پر کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کچھ سوزش کہوں یا آگ کہوں ہر وقت یہ معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی شے رینگ رہی ہے۔ ابتک میں نے یہ خیال کیا کہ کچھ مرض ہے اسوقت یہ خیال ہوا کہ حضور کو اطلاع دوں کہ یہ کیا بات ہے میرے واسطے مضر ہے یا مفید ہے۔

جواب۔ یہ سوزش کبھی ذکر کے اثر سے بھی ہوتی ہے اور کبھی مرض سے اول طبیب سے رجوع کرنا چاہئے اگر وہ مرض سے اطمینان دلا دیں تو پھر دستور العمل ذیل کا اختیار کریں۔

نمبر۱۔ جہر اور ضرب کو چھوڑ دیں۔ نمبر۲۔ ذکر کے بعد ایک ہزار بار یَا بَاسِطُ پڑھیں۔ نمبر۳۔ درود شریف گیارہ بار بعد ہر نماز کے پانی پر دم کرکے پیا کریں۔ نمبر۴۔ حق تعالیٰ کی رحمت کے مضامین کا مطالعہ کیا کریں۔ اگر کتاب کیمیائے سعادت یا اس کے ترجمہ اکسیر ہدایت کا باب الرجاء یعنی امید کا باب مطالعہ کریں تو مناسب ہے۔ نمبر۵۔ مفرحات و مقویات قلب کا استعمال رکھیں۔ اور بعد ایک ہفتہ کے پھر اطلاع دیں۔

حال۔ میرے مزاج کے اندر دو ایک بات جدید پیدا ہو گئی ہیں کہ ایک غصہ بہت جلد پیدا ہو جاتا ہے کہ جس کی وجہ مجھکو خود پشیمانی اٹھانی پڑتی ہے۔ دیگر دل ایک قسم کا اچاٹ سا رہتا ہے طبیعت یکسو حالت پر نہیں رہتی ہے۔ میرے واسطے حضور دعا فرمائیگا۔ کہ خداوند کریم اس خصلت کو رفع کرے۔

تحقیق۔ غصہ کا علاج حق تعالیٰ کے غضب اور اپنے گناہوں کو یاد کرنا ہے اور اچاٹ رہنے کا علاج ذکر اللہ کی کثرت مع توجہ اس سے پریشانی جاتی رہیگی دعا بھی کرتا ہوں۔ تربیت حصہ سوم صہ ۱۲

حال۔ چند روز پہلے تو حرارت کا یہ حال تھا کہ بوقت ذکر یا صلوٰۃ قلب میں محسوس ہوتی تھی۔ مگر اب ۲۴ گھنٹہ آناء اللیل والنہار یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب کے سامنے مجمر روشن ہے مگر ابھی تک بیش از تحمل نہیں۔

تحقیق۔ شاید یہ بڑھ جاوے اس لئے حفظ ما تقدم ضروری ہے ایک تو مختلف اوقات میں درود شریف کی کثرت رکھئے۔ دوسرے ۱۵ منٹ روزانہ جبکہ معدہ پر نہ ہو۔ اپنے قلب پر چاند کے طلوع ہوا ہوا تصور کیا کیجئے۔ تیسرے کوئی تدبیر طبی حضرت حکیم صاحب سے دریافت کیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔

تربیت حصہ پنجم صـ ۲۱۳

وہم کا علاج

سوال۔ میرے مزاج میں کچھ خفیف وہم ہے کوئی طریقہ تبلادیں جس پر بندہ مداومت

اختیار کرے۔ اور یہ عیب جاتا رہے۔

جواب۔ وہم کا رفع ہونا موقوف ہے کسی عاقل کے پاس رہنے پر اگر اس کی فرصت نہ ہو تو مجرب یہ طریقہ ہے کہ وہم کے مقتضا پر عمل نہ کیا جاوے۔ شدہ شدہ اسی طرح زائل ہو جاتا ہے۔ تربیۃ حصہ سوم ص۲۲

گانا و مزامیر وغیرہ حرام شرعی انوار قلبی کا ذریعہ نہیں ہوتے

سوال جبکہ گانا شرعاً حرام ہے اور مزامیر ڈھولک وغیرہ بھی ممنوع اور واقعی در اصل بلحاظ قطع نظر حکم شریعت غرّا بھی گانا بجانا بلکہ اس سے محظوظ ہونا ایک حرکت خفیف ہے۔ جو دنیاوی وقار کے بھی خلاف معلوم ہوتا ہے پس کمال تعجب ہے کہ یہ امور کیونکر قلب پر وارد و کیفیات و انوار الٰہیہ کے ذریعہ بن سکتے ہیں۔

جواب۔ کیفیات کا سبب بننا مسلّم مگر کیفیات کا انوار ہونا غیر مسلّم۔ تربیۃ حصہ سوم ص۲۷

کیفیات نہ ہونے سے پریشان نہ ہونا چاہیے

حال۔ اہلیہ مرحومہ کی حیات میں اور بعد ممات دو ماہ تک قلب میں رقت عبادت میں خشوع و خضوع۔ دعا میں تضرع تھا۔ بعد ازاں قریب تین ماہ کے طویل علالت میں معمولات وقت سے ادا ہوتے رہے کچھ دن ایسی شامت ہوئی کہ تہجد کے وقت اٹھنا نصیب نہیں ہوا ان دنوں بفضلہ تعالیٰ قریب دو ماہ سے تہجد و معمولات سب ادا ہو رہے ہیں بلکہ ذکر اسم ذات جو علالت و ضعف کے باعث چھوٹ گیا تھا وہ بھی دن و رات میں بہ تعداد بارہ ہزار کسی قدر ضرب و جہر سے ادا ہو رہا ہے مگر وہ کیفیات جن کا ذکر اوپر ہوا پیدا نہیں ہوتے۔ سب سے بڑی خرابی تو یہ ہے کہ بعض اوقات دعا میں جی نہیں لگتا ہے۔ خیریت اتنی ہے کہ نماز میں حضور قلب کسیقدر رہتا ہے۔ معمولات بعد تہجد ذکر بارہ تسبیح و بعد نماز صبح درود شریف پانچ تسبیح و بعد ظہر استغفار پانچ تسبیح اور بعد ہر نماز فرض و نفل کے ذکر اسم ذات قبل یہ حالت تھی کہ خفیہ طریقہ سے اسم ذات کا ذکر زیادہ تر جاری رہتا تھا اور اب اکثر قصد کرنے پر بھی غفلت رہتی ہے۔ ع بجرم عشق توام میکشند و غوغائیست۔ ع بخیر تم کہ سر انجام ما چہ خواہد بود اور ایک خرابی اور یہ ہو گئی ہے کہ پہلے اگر کوئی معصیت ہو جاتی تھی۔ تو سخت ندامت اور عاجزی کے ساتھ استغفار کی توفیق ہوتی تھی اور اب ندامت تو کچھ ہوتی ہے مگر استغفار کی وہ بات نہیں ہوتی امید کہ دعا سے سرفراز فرما دیں۔

تحقیق۔ کام کئے جایئے انشاء اللہ بتدریج پہلے سے زیادہ اچھی کیفیات نصیب ہونگی مایوسی اور پریشانی نہ چاہیئے اگر معمولات میں کچھ کوتاہی ہوجاوے استغفار کرنا چاہیئے۔ تربیۃ حصہ سوم ص۲۹

ثمرات کا ترتیب حسب استعداد مختلف طور پر ہوتا ہے

حال۔ غلام کو درود شریف کے ورد میں اور مناجات مقبول کی تلاوت میں جس طرح ذوق و شوق ہوتا ہے اس طرح تلاوت قرآن مجید اور نماز میں نہیں ہرچند کہ ذوق و شوق کچھ مقصود نہیں پھر بھی حضور اقدس میں عرض کردینا واجب سمجھتا ہوں۔

تحقیق۔ وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر ہوجاویگا طبائع کی استعداد مختلف ہے اس لئے ترتیب ثمرات میں اختلاف ہوجاتا ہے۔

تربیۃ حصہ چہارم ص۲۱

آثار ہیبت

حال۔ راز یکہ بر خلق نہفتیم و نگفتیم ؛ با دوست بگوئیم کہ او محرم راز است

عرصہ ہوا میں نے اپنے حالات کی اطلاع نہیں کی تھی اس وجہ سے کہ میں اپنی غفلت اور نااہلی سے شرمندہ تھا مزید برآں دوسرا یہ واقعہ پیش آگیا تھا کہ مجھ پر ایک حالت ایسی طاری ہوگئی تھی۔ کہ جس کی وجہ سے آپ سے اس حالت کی نسبت زبانی عرضداشت کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ بارہا یہ چاہا کہ زبانی نہیں تو لکھکر ہی عرض کردوں لیکن آپ کی موجودگی میں اس کی ہمت بھی نہ پڑی۔ ہمت تو اب بھی نہیں پڑتی اور شرماتا ہوں خیال آتا ہے کہ آپ فرمائینگے کہ اس کو جنون ہے۔ یا وہمی ہے۔ خیالی باتوں پر یہ اتنا بکواس کیوں کرتا ہے۔ مرض کو چھپانا کسی حال میں بہتر نہ دیکھکر طوعاً و کرہاً اس حالت کو ظاہر کرتا ہوں اور عنوان کا شعر دوبارہ یاد دلاتا ہوں۔

راز یکہ بر خلق نہفتیم و نگفتیم
با دوست بگوئیم کہ او محرم راز است

عرض یہ ہے کہ کچھ عرصے میں حالاً اور وجداناً اپنے اندر کفر کی حالت پاتا ہوں اگرچہ بحمد اللہ عقیدے میں کچھ فرق نہیں لیکن ذوقاً اپنے اعمال و افعال۔ افعال کفر معلوم ہوتے ہیں۔ اور ایک حسرت پیدا ہوتی ہے بالخصوص پرہیزگاروں کو دیکھکر تو اور بھی زیادہ حسرت ندامت ہوتی ہے اور ان کے مقابلہ میں اپنی حالت کفر معلوم کرنے لگتا ہوں۔ ایسے وقت اس حالت میں اشعار مندرجہ ذیل یاد آنے لگتے ہیں اور رقت اور سوزش ہوتی ہے اشعار یہ ہیں ؎

چہ تدبیر اے مسلماناں کہ من خود را نمیدانم
نہ ترسا و یہودیم نہ گبرم نے مسلمانم

عجائب حالتے دارم کہ من خود رانمیدانم — نہ دانم من کدامستم نہ باانیم نہ باآنم
سودہ شد از سجدۂ پیش بتاں پیشانیم — چند بر خود تہمت دین مسلمانی نہم

ع ہر رگِ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

ہزار بار دل کو سمجھاتا ہوں کہ مسلمان ہو کر اپنے کو کافر سمجھنا جنون ہے مگر جواب یہ آتا ہے کہ ؎

مرا دلیست بکفر آشنا کہ چندیں بار — بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

استغفر اللہ میں کیا بکواس کر رہا ہوں مجھے مخاطب کا بھی لحاظ نہیں رہا ؎

مخاطب اندکے نازک مزاج ست — سخن کم گو کہ کم گفتن رواج ست
ہیم بس تند و عہد پارسائی ست — فزودن در تکلف نارسائی ست

اللہ اللہ میری کیا حالت ہو گئی اس سے پہلے میں اپنے دل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پاتا تھا اب راہ سنت سے کوسوں دور ہوں سنت تو سنت اب تو محض فرائض اور اسلام ہی اگر محفوظ رہے تو بہت غنیمت ہے۔ اس حالت مرقومہ صدر کی نسبت ارشاد عالی کا منتظر ہوں۔

تحقیق۔ مبارک ہو یہ حالت ہیبت کہلاتی ہے جو حالت رفیعہ ہے اکابر صحابہ پر یہ حالت گذری ہے صحیح بخاری میں ستر صحابہ کی نسبت ہے کلہم یخاف النفاق علیٰ نفسہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ حالت مبدل بہ انس ہو جاویگی مخاطب پر بھی یہ حالت گذری ہے جس میں ہزاروں منافع حاصل ہوئے زوالِ عجب و مشاہدہ قدرت و معاینہ عجز خود وغیرہ ذلک۔ تربیت حصہ جلد ص ۴۳

حال۔ حال یہ ہے کہ جب سے حضور سے رخصت ہو کر چلا ہوں قلب پر ایک ہیبت رہتی ہے روز افزوں ترقی پر ہے اور ہر فعل مجھے اپنا مخدوش اور اغراض نفسانی پر معلوم ہوتا ہے مگر کوئی غرض متعین نہیں ہوتی۔ اور اسقدر اپنی حالت حقیر معلوم ہوتی ہے کہ ہستی تو کیا معنی بلکہ اس کے کسی فرد کا مصداق نہیں ہوں ؎

نہ ہونا ہائے کیا ہوگا ہمارا — کہ ہونے پر نہ ہونے کا گماں ہے

یہاں تک کہ ضعف بھی ہو چلا ہے اور شاید اسی ہی میں گھل گھل کر مثل برف کے ختم ہو جاونگا دعا کی سخت ضرورت ہے۔

تحقیق یہ ہیبت اور حزم مبارک اور رفیع حالات میں سے ہے اگر اسمیں ختم ہو جائے شہادت کبریٰ ہے مگر سنت کا مقتضا یہ ہے کہ جہاں تک اپنا علم اور قدرت کام دے۔ اعتدال اور تعدیل

کو اپنا مستقر اصلی بنالے ہیبت کے ساتھ انس اور حزم اور سوءظن بنفسہٖ کے ساتھ رجاء رحمت اور فنا کے ساتھ بقا اور نیستی کے ساتھ ہستی اور مبالغہ فی التواضع کے ساتھ مشاہدہ نعمت کا اہتمام و استحضار کرے تاکہ ختم ہونے سے پہلے دوسروں کا خاتمہ درست کر سکے۔ کیفیات مذکورہ سابقہ میں صاحب نسبت راسخہ کو اضطرار کم ہوتا ہے۔ اکثر سوچنے سے بڑھ جاتی ہیں۔ تو یہ سوچنا بوجہ موجب حرمان ہونے کیفیات لاحقہ سے طریق میں مضر سمجھا جاتا ہے۔ حدیث کے یہی معنی ہیں۔ سددوا وقاربوا واستقیموا ولن تحصوا ومن شاق شاق اللّٰہ علیہ اور حافظ شیرازی نے اسی کے معنی میں کہا ہے ؎

دوش با من گفت پنہاں کاردان تیز ہوش ؎ کز شما پنہاں نشاید داشت راز مے فروش
گفت آساں گیر بر خود کارہا کز روئے طبع ؎ سخت مے گیرد جہاں بر مردماں سخت کوش

آپ کو اگر آثار ہیبت و سوءظن بنفسہٖ کا زیادہ غلبہ ہوا کرے تو یہ سوچا کیجئے کہ بیش بریں نیست کہ ہم ہر حالت میں ناقص اور عاصی ہیں تو خدا تعالےٰ کے یہاں جس طرح کاملین کی نجات ہوگی اسی طرح ہم تائبین کی بھی ہوگی۔ اگر صدر نشین نہ ہونگے تو صف نعال ہی میں جگہ مل رہے گی اگر اولیت نہ ہوگی تو جوتیاں لگنے کے بعد ہی سہی بس یہ سمجھکر بجائے اللّٰہم اصلحنی کے اللّٰہم اغفرلی کی کثرت کرنی چاہیئے انشاء اللّٰہ تعالیٰ مزاج درست ہو جائیگا اور اگر اس پر بھی یہ قبض مغلوب نہ ہو تو بعد رمضان یہاں خود آجانا چاہیئے

ترتعیم ص ۲۱۵

جمعیت قلبی کا مقصود ہونا

سوال۔ احقر نے یکم محرم یعنی شروع سال سے تہیہ پابندی اوراد و اذکار اور قضا نمازوں کے ادا کرنے کا کیا ہے دعا و توجہ سے اعانت کا خواستگار ہوں۔ ابھی تک بحمد اللّٰہ قابل اطمینان حالت ہے دعا فرمادیں استقامت نصیب ہو گھر پر حرج اوقات ہو جاتا تھا اسلئے یہ اہتمام کیا ہے کہ بعد فجر و بعد مغرب جب تک کل وظائف و اذکار سے فارغ نہیں ہوجاتا مسجد سے گھر نہیں آتا۔ مسجد میں دلجمعی بھی زیادہ ہوتی ہے گو لوگ آتے جاتے بھی رہتے ہیں جس سے شہرت کا خیال ہے اگر میری رائے و تجویز میں غلطی ہو مطلع فرمایا جاؤں صبح ہوا خوری کے ساتھ تلاوت کرتا تھا لیکن اب سب کچھ مسجد ہی میں ہوتا ہے۔ ہوا خوری میں بوجہ کمزوری مثانہ وغیرہ وضو میں شک پڑ جاتا تھا جس سے حرج ہو جاتا تھا۔ جب تک سب چیزوں سے فارغ نہیں ہو لیتا مسجد سے نہیں نکلتا گو بعض اوقات ہوا خوری کے لئے صبح کے وقت جی چاہتا ہے صبح آٹھ یا سوا آٹھ بجے تک فارغ ہو جاتا ہوں

ارادہ ہے اسوقت چل پھر آیا کرونگا۔ ورنہ تعطیل کے دن بفراغت دور تک ہو آیا کرونگا۔

جواب - مسجد ہی میں مناسب ہے کیونکہ مقصود جمعیت ہے وہ جہاں حاصل ہو۔ تربیۃ جلد چہارم ص۳

منافع قبض

حال - گذارش یہ ہے کہ یہ خادم بذریعہ عنایت نامہ گرامی آج ایک سال ہوا آنحضرت کی بیعت شریفہ سے مشرف ہے اور حضرت کے ارشاد کے مطابق میں نے چاروں دستور العمل مرقوم قصد السبیل سے اپنے کو کم عقلی کی وجہ سے زمرہ علمائے مشغولین میں داخل کر کے اُن حضرات کے دستور العمل کو اختیار کیا تھا۔ پہلے پہل ذکر اذکار کا شوق بہت تھا۔ لہذا جب تک چوبیس ہزار تک ذکر اسم ذات کو پورا نہ کرتا تھا دل کو چین نہ ہوتا تھا اور تہجد وغیرہ جملہ وظائف کو پابندی سے ادا کرتا تھا۔ اگر کبھی کم شوقی بھی ہوتی تو تھوڑے دنوں کے بعد زائل ہوجاتی تھی۔ اور اس کم شوقی کے وقت کبھی ناغہ بھی ہوجاتا تھا۔ کبھی ہمت کر کے چاروناچار ادا کرتا تھا۔ چوبیس ہزار تک یا کم مگر اب حضرت والا مجھے کیا شامت آگئی ہے آج قریب تین ماہ یا زیادہ کے ہوگیا ہے کہ وظائف وغیرہ ذکر اذکار تہجد تلاوت قرآن شریف سب کچھ متروک ہے۔ حتیٰ کہ فرض و واجب بمجبوری وقت ادا کرتا ہوں۔ نہ خشوع نہ خضوع بلکہ وسوسہ میں ہمیشہ مستغرق ہوں۔ ذکر اذکار کی طرف تو دل جاتا ہی نہیں اب مجھے یہ خوف دامنگیر ہے کہ اگر ایسی حالت میں موت ہوجاوے تو ایمان سلامت نہیں رہ سکتا۔ اسی واسطے نہایت ہی پریشان ہوں کیا کروں کہاں جاؤں کیوں یہ میری ایسی حالت ہوگئی۔ خدا جانے میری حالت کیا ہوگی۔ یہی خیال رات و دن ہے اتنے دنوں سے حضرت والا کی خدمت اقدس میں اس خیال سے عرض نہیں کرتا تھا کہ ایسی حالت حضرت کی خدمت میں کیسے عرض کروں شرم کی بات ہے اور کبھی یہ خیال آتا تھا کہ اگر حضرت کی خدمت شریف میں عرض کیجائیگی۔ تو ضرور حضرت کچھ تدبیر ارشاد فرمائیں گے۔ اور میری حالت تو ایسی ابتر ہے کہ کبھی اس کی تعمیل نہیں کرسکونگا۔ کبھی ایسا خیال آتا تھا کہ جب میری تقدیر ہی میں یہ دولت عظمیٰ نہیں ہے تو ہزار کوششیں کیجائیں کیا ہوسکتا ہے۔ غرض اسی کشمکش و پیچ میں خدمت شریف میں عرض نہیں کیا تھا۔ لیکن ابھی یہ خیال آیا حضرت سے عرض کردوں اگر کچھ نہ ہو تو حضرت والا کے دعا ہی فرمانے سے کیا کچھ نہیں ہوسکتا۔ اور بیمار کو اپنے طبیب حاذق مشفق سے اپنی بیماری کا اظہار نہ کرنا سراسر حماقت ہی حماقت ہے اگر حضرت کچھ دوا ارشاد فرمادیں اور توفیق تعمیل کے لئے بھی دعا فرمادیں تو امید ہے خدا کی عنایت سے تعمیل بھی

ہوجائے اور بیماری بھی زائل ہوجائے۔ فلاجرم اسوقت خدمت عالی درجت میں عرض کرتا ہوں سو حضرت سے دعا چاہتا ہوں اور اس بیماری کے علاج کا بھی خواستگار ہوں اور یہ بھی عرض ہے کہ کیا اس قسم کی بیماری لاعلاج تو نہیں اور یہ محرومی کی نشانی تو نہیں اور میری طرح کسی کو یہ بیماری بھی ہوئی ہے یا نہیں اور ایسی بیماری کسی کو ہوکر پھر اچھے ہوکر اپنے منزل مقصود کو پہونچا یا نہیں۔ اور کسی صورت سے خداتعالیٰ کا عشق و محبت پیدا ہوسکتا ہے کوئی تدبیر ارشاد ہو حضرت والا کی محبت دل میں نہایت ہی ہے بعض وقت حضرت کی بات یاد آنے سے رونا آتا ہے اور اکثر جب حضرت یاد آتے ہیں دل میں ایک قسم کی سوزش پیدا ہوتی ہے اور تکلیف بھی ہوتی ہے اور اس تکلیف میں ایک قسم کی لذت ہے جس کے لئے دل چاہتا ہے کہ ہمیشہ یہ سوزش رہتی بعض وقت رات کو بہت دیر سے اسی سوزش کی وجہ سے نیند آتی ہے یہ کیا محمود ہے یا مذموم ارشاد ہو اب چند خوابیں خدمت شریف میں عرض کرتا ہوں اور تعبیر کا شایق ہوں امید کہ ترحماً تعبیر مرحمت فرمادیں گے میں اپنے کو کبھی کبھی اڑنے والا دیکھتا ہوں مگر نہایت اوپر سے نہیں اور بہت دور تک نہیں۔ کبھی کتا دیکھکر کبھی پانی کے اوپر سے اور کبھی کسی مصیبت پڑنے سے۔

اور اپنے کو کئی مرتبہ پڑھنے کے شغل میں دیکھا کبھی دیوبند کبھی اور کہیں اور دو رات حضرت والا کو دیکھا ایک دفعہ اس صورت پر دیکھا کہ حضرت اعلاء کلمۃ اللہ کو چلے ہیں۔ یہ خادم بھی حضرت کے ساتھ اور ایک شخص میرے مدرسہ کے طلبہ سے اور میں خالی بدن تھا بقدر ستر کپڑا تھا۔ زمین پر ہاتھ رکھکر چارپائی کی طرح چل رہا ہوں مجھے معلوم ہوتا ہے یہ فقط تعظیم ہی کے واسطے کیا تھا پھر حضرت ایک ہندو کی دکان پر گئے اس نے حضرت کی نہایت ہی تعظیم کی میں اس کی طرف گرم نظر سے دیکھتا تھا اور اکثر میری نظر حضرت کے چہرہ مبارک کی طرف تھی اور دیکھنے کے وقت آنکھ سے آنسو باہر نکلتے معلوم ہوتے تھے۔ پھر اس ہندو نے حضرت کو شربت پلایا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے حضرت نے کچھ شربت مجھے بھی عنایت فرمایا ہے پھر حضرت نے مجھے کھیر دی میں نے پیٹ بھر کے کھایا پھر وہاں سے چلتے وقت جامع مسجد سہارنپور میں اذان ہوگئی میں دیکھکر جاگ گیا۔ دوسری رات یہ خواب میں دیکھا کہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے گنا چھیل کر دو حصہ کرکے مجھے ایک حصہ دیا اور ایک حصہ دوسرے کو ان خوابوں کی تعبیر ارشاد ہو۔

تحقیق۔ میں نے پورا خط پڑھا کوئی بات پریشان ہونیکی نہیں ہے یہ حالت قبض کہلاتی ہے

حبس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں چنانچہ ایک سبب یہ بھی ہے کہ تحمل سے زیادہ کام کیا جاوے آپکو یہی سبب پیش آیا اور یہ بری حالت نہیں ہے محمود اور نافع ہے۔ بلکہ محققین نے اس کو بسط سے ارفع کہا ہے۔ کہ اس سے اخلاق رذیلہ کا معالجہ زیادہ ہوتا ہے۔ بہر حال نہ لا علاج ہے اور نہ خدانخواستہ یہ محرومی کی علامت ہے۔ تمام ذاکرین کو قریب قریب یہ حالت پیش آتی ہے پھر اس سے نجات بھی ہو جاتی ہے اور اس کے بعد اور ترقی ہوتی ہے ایک علامت اس کے محمود ہونے کی خود آپ کے خط میں مذکور ہے یعنی حسب شیخ سطود اس سے محروم رہتا ہی غرض بالکل تسلی رکھیں اور ذکر و شغل تھوڑا تھوڑا شروع کریں اور اپنی رائے سے نہ بڑھا دیں مجھکو معمولات کی اطلاع کرتے رہیں اور میری تعلیم کے موافق عمل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز ترقی ہو گی اور خواب سب اچھے ہیں سب علامات ہیں حصول ثمرات و تعدیہ برکات کی۔

محرم سنہ ۳۴ھ تربیۃ حصہ چہارم صہ ۵۴

انوار کو دیکھنا

حال۔ ایک رات کو تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے جو بیٹھا بعد سلام پھیرنے کے کیا دیکھتا ہوں جیسا ایک نور فانوس گھر کی ٹٹی کے پاس نظر آیا اس کے دیکھنے سے میرا دل مسرور ہوا۔ یہ کیا دیکھا میر التفکر ہے اگر ذکر و شغل سے کوئی نورانیت نظر آتی ہے ابتک بندہ نے کوئی ذکر و شغل شروع نہیں کیا اور یہ بات بجز مولوی سلطان احمد صاحب کے کسی سے بیان بھی نہیں کیا۔

تحقیق۔ کبھی ایسے انوار تصرف متخیلہ کا ہوتا ہے کبھی انوار ملکوتیہ ہوتے ہیں اور اول زیادہ ہوتا ہے لیکن اس میں بھی سالک کو یہ نفع ہے کہ اس سے اسکو یکسوئی ہوتی ہے جس کو اگر ذکر میں صرف کرے تو ذکر زیادہ نفع دیتا ہے۔

محرم سنہ ۳۴ ہجری تربیۃ حصہ چہارم صہ ۵۴

بیوی سے محبت بڑھنا علامت تقویٰ ہے

سوال۔ طبیعت کو اس طرف زیادہ خیال ہو رہا ہے اور جو بات میرے واسطے مفید ہو اس سے مطلع فرما دیجے گا۔ اور کچھ عرصہ سے بیوی کی طرف محبت زیادہ ہو گئی ہے یہ میرے واسطے کوئی مضر تو نہیں ہے۔

جواب۔ عین سنت ہے اللہ تعالیٰ اس کے ثمرات نیک دونوں کو عطا فرماوے جب تقویٰ بڑھتا ہے بیوی سے محبت بڑھجاتی ہے۔

محرم سنہ ۳۴ھ

تربیۃ حصہ چہارم صہ ۵۵

تڑپنے اور بھاگنے کا علاج

حال حکیم صاحب کی ہمشیرہ کی حالت لکھ کر پہلے ارسال کی تھی کہ بکثرت وظائف کرتی تھیں۔ اور طبیعت بگڑ جایا کرتی تھی کہ بھاگنے کا ارادہ کرتی تھی۔ اس کی بابت حضور نے ارشاد فرمایا کہ سب وظائف چھوڑ وا دو اور پھر ان کے حال سے مطلع کرنا لہذا معروض ہے آجکل ان کی حالت پہلے سے سنبھلی ہوئی ہے اب تڑپنا اور نکل کے بھاگنا وغیرہ سب موقوف ہے مگر کبھی اندر طبیعت بگڑتی ہے مگر اتنی قوت ہے کہ اس کو ضبط کر جاتی ہیں اور نماز میں تہجد وغیرہ میں پہلے حسبطرح انوار معلوم ہوتے تھے۔ اب بھی معلوم ہوتے ہیں مگر پہلے بعض وقت بہت ڈر جاتی تھیں۔ اب ڈرتی نہیں وہ کہتی ہیں میرا جی قرآن شریف پڑھنے کو چاہتا ہے جو کچھ بھی مولانا صاحب اجازت دینگے پڑھونگی یا جو فرمادیں اُس پر عمل کیا جاوے چند عدد درود شریف پڑھتی ہیں مجھ سے پوچھا تھا میں نے کہا تھا مختصر پڑھنے میں حرج نہیں ہے۔ ذکر تلاوت قرآن مجید درود شریف وغیرہ میں سے جو کچھ ارشاد ہو ان سے کہا جاوے یا جو مصلحت ہو ارشاد ہو اب ان کی بابت جو کچھ ارشاد عالی ہو اسپر کاربند ہونیکے لئے کہدیا جاوے والسلام

تحقیق۔ ان کے سکون طبیعت سے طمانیت و مسرت ہوئی حق تعالیٰ شفائے کامل بخشیں قرآن شریف اس حد تک کہ تعب نہ ہو مضائقہ نہیں اور بلا تقیید عدد جلسہ چلتے پھرتے درود شریف کا بھی کچھ حرج نہیں باقی وظائف ابھی موقوف رکھیں جب تک کہ صحت کے بعد پوری قوت نہ آجائے اور طبیب حاذق حکم کر دے کہ اب نہ مرض ہے اور نہ ضعف البتہ تہجد بعد عشاء چار رکعت سے آٹھ رکعت تک بھی پڑھ لیا کریں اور پھر اطلاع دیں انشاء اللہ تعالیٰ حالت ٹھیک ہو جاویگی۔

ربیع الاول ۳۲ھ

تربیۃ حصہ چہارم ص ۶۳

ضعف قلب کا علاج

حال۔ قرآن مجید کے ساتھ انتہا شوق اور رغبت پیدا ہوئی ہے جو ذکر سے باہر ہے اور چونکہ مدرسہ میں فلاں قاری صاحب جو فلاں قاری صاحب کے لائق شاگرد ہیں مدرس ہیں ان کے فیض سے طلبہ بھی کچھ تیار ہوئے ہیں مصری لہجہ کے سننے کی تاب نہیں چنانچہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بندہ کو توجہ ہوتی ہے اور مضمون قرآن مجید خیال میں آکر ایک طبیعت میں شوق پیدا ہو کر درد قلب میں پیدا ہوتا ہے اور رونا آتا ہے اور بیہوشی ہو جاتی ہے اور بہت اثر رہتا ہے۔ حالت موجودہ پر توجہ فرما کر ضروری امور پر تنبیہ کیا جاوے اور جو امر مناسب حالت ہو فرمایا جاوے۔

تحقیق یہ حالت فی نفسہا محمود اور مبارک ہے لیکن اس کا افراط غالباً اثر ہے ضعف قلب کا چونکہ افراط سے دوسری ضروریات میں خلل واقع ہوتا ہے اس لئے اس کی تدبیر ضروری ہے کلی تدبیر تو رجوع الی الاطباء ہے کہ مقویات قلب تجویز کریں اور وقتی تدبیر یہ کہ درس وغیرہ کے وقت ایسی جگہ بیٹھے کہ وہاں بے تکلف قرارۃ کی آواز نہ پہونچے۔ تربیۃ حصہ چہارم ص۳

حال۔ حالت یہ ہے کہ پہلی حالت نزول اطمینان کے بعد توجہ الی اللہ کچھ زیادہ رہنے لگی تھی اور بعض اوقات تفکر میں گردن قلب کیطرف جھک جاتی تھی جو ایک مراقبہ کی سی صورت ہو جاتی تھی لیکن میں زیادہ قصداً اس کا نہ کرتا تھا اکثر مغلوبیت کی شان سے ایسی بات بعض دفعہ ہوئی لیکن اس حالت کے بعد ضعف وغیرہ سے حوالی قلب میں درد پیدا ہو گیا تھا حسب ارشاد عالی تھوڑا بہت معالجہ کیا جس سے بحمد اللہ درد میں افاقہ ہو گیا گو منشا اس کا کہ ضعف قلب ہے ابھی بہت کچھ باقی ہے مگر اس حالت سے اب افاقہ ہے۔ تھوڑا بہت ضرب و جہر سے ذکر کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن قلب کے ضعف کی وجہ سے نہیں کرتا۔

تحقیق۔ یہی مناسب ہے تربیۃ حصہ چہارم ص۲

آثار ادب

حال ع دردِ من از حد فزوں گشت اے آگہ ؛ کن دوا از بہر امداد آگہ
دردِ از یار ست و درماں نیز ہم ؛ دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

خدمت والا میں عرض ہے کہ اس احقر کی حالت کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ مشافہۃً اس کا عرض کرنا مجھکو بہت مشکل ہو گیا ہے اسی لئے باوجود پاس رہنے کے اپنا عرض حال پہلے ایک دو دفعہ بھی بذریعہ مکتوب عرض کیا ہے اور اب پھر موقع پاکر بذریعہ مکتوب عرض حال کرتا ہوں

تحقیق۔ یہ ایک شعبہ ہے ادب کا

حال۔ آپ کی موجودگی میں خط میں لکھکر بھی عرض کرنے میں ایک قسم کی شرمساری معلوم ہوئی۔

تحقیق۔ یہ بھی اس اول سے زیادہ شعبہ ہے اسی ادب کا تربیۃ حصہ چہارم ص۲

توجہ الی اللہ میں اضطراری کمی مضر نہیں

حال۔ کلام مجید درود شریف تھوڑا بہت کبھی ہو جاتا ہے دیگر امور موجبات تحریک شورش وغیرہ بحمد اللہ ہمارے سلسلہ میں نہیں ہیں مثل سماع وغیرہ کے۔ ایسے امور سے میں تو اب بہت ڈرنے لگا ہوں کیونکہ مجھے اس سے تکلیف ہونے لگتی ہے اور ڈر ہے کہ کہیں اختلاج قلب نہ ہو جائے کیونکہ حالت ضعف قلب اسی کے قریب ہو رہی ہے لیکن

ایک بات جس میں بھی ایک حد تک مجبور ہو رہا ہوں وہ یہ کہ دیوان حافظ یا مثنوی وغیرہ کے اشعار غلبۂ حالت میں پڑھتا ہوں البتہ یہ ایک محرک شورش مجھ میں باقی ہے اس کو میں کیا کر سکتا ہوں میں نے ہر چند جی کو سمجھایا مگر میرا اس میں بس نہیں چلتا بعض دفعہ حضرت مولانا کا ارشاد یاد آتا ہے ؎

بند کن چوں میل سیلانی کند   ورنہ رسوائی و ویرانی کند

مگر حالت یہ ہے ؎

چوں کنم من آتش دل تیز شد   شیر ہجر آشفتہ و خونریز شد

ع چوں کنم من تیر خوردہ در جگر ؎

دروں سینۂ من زخم بے نشاں زدہ   بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدہ

؎ اے کہ دل بردی و درجانی ہنوز   درد ہا دادی و درمانی ہنوز

؎ ایکہ عکس روئے خود در آفتاب انداختی   آتشے در سینۂ جاناں کباب انداختی
دردرون سینہ ام تخم محبت کاشتی   چشم معموری بریں ملک خراب انداختی
ایکہ عکس خود نمودی اندریں آئینہ ہا   پس بجانِ ہمگناں در اضطراب انداختی

؎ ما جنوں واحدلی فی الشجون   بل جنوں فی جنون فی جنون
بل جنوں فی ہواہ مستطاب   قل بلی واللہ یجزیک الصواب

یوں تو آپ کے خدام میں بہت وارستہ از خود رفتہ ہیں لیکن پھر وہ اپنے کو سنبھالے ہوئے ہیں لیکن احقر رسوا ہو کر ننگ سلسلہ بنا جاتا ہے ؎

نہ ہانیم دریں باغ رسوائے پرستی   ہر سر دریں خیاباں رند برہنہ پائیست
؎ ہر کو مرید اشرف عالیجناب شد   از سوز عشق سینہ اش ہمچوں کباب شد

یہ آثار عشق برائے نام احقر کی طرف منسوب ہو رہے ہیں حقیقت میں متصف بکمال کوئی اور ذات ہے ورنہ مجھ جیسے نابکار سے تو کمال اور اہل کمال کو ننگ ہے ؎

نخستیں بادہ کاندر جام کردند   ز چشم مست ساقی وام کردند
چو خود کردند راز خویش را فاش   عراقی را چرا بدنام کردند
بچشم تیز بینت ہر چہ نیکو است   چو نیکو بنگری عکس رخ اوست
جمال اوست ہر جا جلوہ کردہ   ز گل رویاں عالم بستہ پردہ

ے بازآئید ۱۲۔

حسن خویش از روئے خوباں آشکارا کردۂ   پس بچشم عاشقاں خود را تماشا کردۂ

جب سے مجھے درد ہوا ہے اُس کے بعد سے مجھ پر اکثر غفلت رہتی ہے توجہ الی اللہ کم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ کم تو نہیں ہے مگر درد کی طرف اضطراری التفات سے اضطراری کمی ہے لانقسام التوجہ وہو غیر مذموم۔

حال۔ اور نماز میں بھی خیالات بہت آتے ہیں

تحقیق۔ اسی اضطراری کمی کے سبب۔

حال البتہ کبھی کبھی توجہ الی اللہ ہو بھی جاتی ہے اس غفلت سے قلب میں کچھ قوت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ بوجہ عدم توجہ الی القلب اُس کے مرض کی طرف التفات نہیں رہتا۔

حال۔ کیا معلوم یہ بھی ایک حکمت ہو

تحقیق۔ تاکہ مرض نہ بڑھے

حال۔ پہلی حالت میں اکثر خواہشات نفسانیہ یہاں تک کہ خواہش نکاح بھی بالکل مضمحل ہو چکی تھی مگر اب پھر ایک فرح بخش کیفیت کے ساتھ اُن خواہشوں کا عود ہو گیا ہے۔ گو بحمد اللہ غلبہ نہیں اور نہ ابھی تک کوئی ارادہ ہی قلب میں مصمم طور پر نکاح کی نسبت ہوا ہے۔

تحقیق۔ یہ تغیرات طبعی ہیں لامحمود ولا مذموم

حال۔ قلب کو احباب خوش مزاج کے ساتھ خوش طبعی کرنے میں ایک قوت ہوتی ہے۔

تحقیق۔ مگر زیادتی نہ ہونے پائے۔

حال۔ زیادہ خلوت سے جی گھبراتا ہے۔

تحقیق۔ اسی مرض طبعی کا اثر ہے جس کا مضائقہ نہیں۔

حال کبھی کبھی اس غفلت سے جو بعد توجہ الی اللہ کے پھر پیدا ہو گئی ہے۔ جی کڑھتا ہے اور خیال آتا ہے کہ میری کیا کم ظرفی ہے کہ جو اللہ کی طرف سے نعمت آتی ہے اس کو بھی میں سہار نہیں سکتا بالکل یہ حالت ہو گئی ہے ؎

من شمع جاں گدازم تو صبح دلکشائی   سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی
نزدیکت اینچنینم دور آں چنانکہ گفتم   نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

استعداد تحمل حالات کی بھی مفقود ہے لاجرم دوری ہو گئی ہے ؎

دامن کشاں گذر کہ دیار از سر مزارم　　اے نالہ ہائے ہوئے اے گریہ ہائے وائے
؎ حافظ اندر درد اوی سوز بادرماں ساز　　زانکہ درمانے ندارد درد بے آرام دوست

تحقیق۔ یہ اضطراری دوری قطع کی دوری نہیں۔

حال۔ خواجہ صاحب نے اپنا ایک شعر جو انھوں نے مولنا عراقی کی کسی غزل پر تضمین کرتے ہوئے کہا ہے سنایا تھا واقعی بہت تسلی کا مضمون ہے وہ یہ ہے ؎

بے مرادی گر مراد دلبرست　　عین مقصود ایں ہمہ حرماں ماست

تحقیق۔ یہ بے مرادی بھی وہی اضطراری دوری ہے۔

حال۔ دیگر عرض یہ ہے کہ مجھکو آپ کی تعلیم اور حسن تربیت کی قدر اب معلوم ہوئی جبکہ میں نے اُس کے آثار اپنے اندر دیکھے آپ نے اول سے میرے متعلق یہی لکھنے وغیرہ کا کام سپرد کیا تھا میں نے اسی میں آثار مجاہدہ و تربیت کے دیکھے مجھے اس میں وہی نفع ہوا جو اوروں کو دیگر مجاہدات سے ہوتا ہے اس کے ذریعہ مجھے ہر روز ملاقات اور گفتگو کا موقع ملجاتا تھا گو وہ گفتگو کسی قسم کی ہو اس کی اجرت سے یہاں کے قیام کا فائدہ مزید برآں تھا نفع علوم علاوہ اس کے تھا ع چہ خوش بود برآید بیک کرشمہ دو کار۔ یہ آپ ہی کا حصہ تھا جو مجھ جیسے آزاد لاابالی کے لئے اس قسم کا آسان مجاہدہ تجویز فرمایا جزاکم اللہ۔

تحقیق۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے آپکے مصالح میرے قلب میں ڈالدئے جن میں سے بعض کے ساتھ میرا قصد بھی متعلق نہیں ہوا۔

حال۔ دیگر عرض یہ ہے کہ مجھے بعض وقت غلبہ حالت میں اس کثرت سے اشعار یاد آنے لگتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دریا ہے جو امڈا چلا آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے ہی بہالیجاوے گا اور جوش میں تمام بدن لرزنے لگتا ہے۔

تحقیق۔ وارد کی قوت اور محل ورود کا ضعف یہ مجموعہ سبب ہے اس حالت کا۔ تربیۃ حصہ چہارم ص۴۳

آثار ضعف دماغ

حال۔ جو واقعات بیداری میں پیش آتے ہیں اُن میں سے بعض کی نسبت ایسا معلوم ہوا کہ جیسا کبھی ان واقعات کو خواب میں دیکھا تھا یا پہلے کبھی نظر آئے تھے معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔

تحقیق۔ ضعف دماغ۔

حال۔ یوں تو جیسی طبیعت یہاں لگی ہوئی ہے وہ خاص فائدہ تو بھلا اور کہاں نصیب ہو سکتا ہے

مگر بعض دیگر وجوہ کے سبب منجلہ اُن کے علاج کا بھی خیال ہے۔ میرا ارادہ پنجاب جانیکا ہو رہا ہے ربیع الثانی کے ختم پر ارادہ ہے گو ابھی مصمم نہیں ہوا۔

تحقیق۔ اللہ تعالیٰ سفر مبارک کرے کچھ مضائقہ نہیں۔

حال۔ لہذا طویل مضمون عرض کیا گیا جو باعث تصدیع ہے اُمید ہے کہ آپ معاف فرماوینگے یہ معلوم پھر کیا موقع ہو ؎

اقول لصاحبی والعیس تہوی بنا بین المنیفۃ والضماء
تمتع من شمیم عرار نجد فما بعد العشیۃ من عرار

؎ ایکہ با سلسلۂ زلف دراز آمدۂ فرصتت باد کہ بیگانہ نواز آمدۂ

تحقیق۔ تمتع کے ساتھ نیز تمتیع ہے پھر کہاں احتمال تصدیع ہے۔ ربیع الثانی ۳۲ھ حصہ مکرر صـ

استجابۃ دعا نعمت ہے

حال۔ اور حضرت کی تقریر تحریر سے کشف و کرامت کا غیر مفید بلکہ خطرناک ہونا معلوم کر کے اس کی خواہش بالکل دل سے نکل گئی نہ یہ چیزیں مجھ میں ہیں نہ ان کی مجھے ہوس ہے مگر ایک روز کا واقعہ جس کا عرض کرنا اپنی سمجھ کے موافق مفید سمجھتا ہوں عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ جس زمانہ میں حضرت کی طبیعت کچھ ناساز رہا کرتی تھی اور بخار آیا کرتا تھا ایک روز بعد نماز عصر حضرت کے چہرۂ مبارک پر اضمحلال دیکھکر خادم کی طبیعت بہت ہی مضمحل ہوئی اور نماز سے فارغ ہو کر میدان میں چلا گیا اور سجدہ میں گر کر جہاں تک عاجزی اور زاری اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں کر سکا کی۔ اور دعا مانگی کہ اللہ میرے ماوی اور میرے ملجا کو جلد صحت فرما دعا سے فارغ ہو کر مسجد کی طرف چلا عیدگاہ کے پورب طرف جب آیا دل سے یہ صدا جاری ہو گئی۔ اور پے در پے یہ آواز آنے لگی کہ حضرت اچھے ہو گئے اب انشاء اللہ دورہ نہ آئیگا۔ چنانچہ اُس کے بعد حضرت کو دورہ نہ آیا اور روز بروز چہرۂ مبارک سے بشاشت ظاہر ہوتی رہی۔ الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

تحقیق۔ یہ ایک نعمت تھی جس پر شکر واجب ہے اور بطر ناجائز جس میں اکثر خامکاران طریقت مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تربیت حصہ پنجم صـ

تجلی ذاتی

حال۔ کئی روز سے حضور کی توجہ سے ذکر کے وقت غلبہ محسوس ہونے لگتا ہے اور آج تو جب تصور ذات کا خیال ہوا تو کوئی بات سوائے اس کے تصور کے لئے نہیں خیال میں آئی کہ ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ اند شنیدہ ایم و خواندہ ایم

پھر یہ خیال ہوا کہ اللہ اسم للمستجمع الصفات الکمالیہ اور وہ یہاں پر موجود ہے قطع نظر کسی اور صفت کے مسمیٰ کا خیال رکھنا چاہیئے۔ سو ویسے ہی کیا اور آج سے پہلے اس امر کا خیال ذکر کے وقت نہیں ہوتا تھا۔ اور اس خیال سے قلب کو ایک قسم کی راحت معلوم ہوئی۔

تحقیق۔ اس کو تجلی ذاتی کہتے ہیں۔ حالت رفیعہ ہے۔

حال۔ یہ محض حضور گرامی کے التفات سے مزید انعام ملا یہ تصور حضور کی توجہ سے اپنے آپ پیدا ہو گیا۔

تحقیق۔ الحمد للہ

ترتیبہ حصہ پنجم ص۲

غلبہ تصرف دماغ

حال۔ بعد حمد و صلوٰۃ و سلام مسنون فقیر ظہور نہایت ادب سے حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ یہ حقیر حضرت مولانا امروہی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت حافظ عبد الرحمٰن صاحب مراد آبادی سلمہ اللہ تعالیٰ کے خدام میں سے ہے۔ شفاء العلیل مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب کے مطالعہ سے عرصہ ہوا کہ اسم پاک یا مغنی گیارہ سو گیارہ بار و سورہ مزمل گیارہ بار بعد نماز صبح پڑھا کروں اس خیال سے کچھ عرصہ کے بعد شروع کر دیا چونکہ ان کے خواص کسیقدر حسب حال خاکسار تھے تو طبیعت میں خیال پیدا ہوا کہ ان کو برائے حصول غنا پڑھا جائے بعد ازاں خیال ہوا کہ خدا کو خدا ہی کے واسطے یاد کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس ورد کو ترک کر دیا اب عرصہ دراز کے بعد کچھ عرصہ سے اس ورد پر محض لوجہ اللہ تعالیٰ طبیعت مائل تھی۔ لیکن شروع کرنیکی نوبت نہ آئی تھی۔ کہ شب دوشنبہ کو فقیر نے خواب میں جناب کو دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ پڑھا کرو میں تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں یہ بھی مجھے یاد ہے کہ آپ نے صبح اور تہجد دونوں وقتوں میں سے کسی وقت کیلئے فرمایا پھر اسی خواب میں اور درمیانی باتیں تھیں۔ جو محفوظ نہیں رہیں۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ عمر روپیہ ہمکو نذر دو لہذا التماس ہے کہ خاکسار نے وہ ورد آج صبح کی نماز کے بعد سے شروع کیا۔ جناب اس کو ظاہری اجازت مرحمت فرمائیں اور اس خواب کی تعبیر تحریر فرماویں۔ نذر مذکور اس وقت بوجہ تہی دستی پیش کرنے سے معذور ہوں باقی اس کو پیش ضرور کرونگا اور قبولیت پر مصر ہونگا جواب کے لئے جوابی کارڈ ارسال ہے یہ میں بھول گیا کہ خواب میں جناب نے فرمایا تھا کہ تمہارے لئے دعا کیجاویگی۔ لہذا دعا

بہبودی دارین وحصول غنا ظاہری وباطنی فرمائیے

تحقیق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہ خواب نہیں تصرف دماغ کا ہے گذشتہ خیال کا عود ہوا اور نذر کا مضمون بھی تصرف دماغ ہے جس کا منشا غلبہ ہے رسم کا طبیعت پر جس کا علاج ضروری ہے والسلام۔

تربیت حصہ پنجم ص۵۹

وارد کے ہونیسے نہ ہونا کبھی زیادہ نافع ہوتا ہے

حال۔ کئی مہینے گذر گئے ہیں کہ کوئی چیز وارد نہیں ہوتی اور جو شخص ذکر پوچھتا ہے اس کو بھی واردات نہیں ہوتے۔ احقر کو تو کچھ شوق نہیں ہے مگر بعض اوقات خیال ہوتا ہے کہ یہ کیا ہے خدا جانے کوئی اور امر تو نہیں ہے یعنی کوئی گناہ شاید ہوا ہے یا کیا بات ہے معلوم نہیں ہے ہر وقت توبہ نصوح صدق دل سے کیجاتی ہے مگر ہر وقت تسکین اور سرور اور ضبط اوقات اور اوراد بڑے شوق سے ہوتا ہے بفضلہ تعالیٰ گناہ سے سخت نفرت ہے گویا طبعی امر ہے الحمد للہ علیٰ ذلک شرائع کا بہت ہی شوق ہوتا ہے مگر ذکر سے کبھی کبھی نسیاناً یا شغل تعلیم تدریس میں غفلت ہو جاتی ہے

تحقیق۔ وارد کا نہ ہونا بعض اوقات وارد کے ہونے سے زیادہ نافع ہوتا ہے خصوص تکمیل عبدیت میں اور دفع عجب میں اس کو خاص دخل ہے۔ لہٰذا اس پر بھی مسرور رہنا چاہیے اصلی مقصود دوسرا ہے اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے جو کہ محفوظ ہے۔ واللہ در العارف الرومی فی قولہ ؎

روزہا گر رفت گو رو باک نیست
تو بماں اے آنکہ جز تو پاک نیست

حصہ دوم ص۱۰۱

معاصی سے ڈرا کر مایوس کر دینا کید شیطانی ہے

حال۔ آجکل ایک خیال نے مجھکو سخت پریشان کر رکھا ہے وہ یہ کہ میں نے اپنی گذشتہ عمر میں ایسے ایسے سخت معاصی کا انبار جمع کیا ہے جو نہ تو کسی کے آگے بیان کر سکتا ہوں اور نہ شاید کسی مسلمان نے ایسے تاریک و سیاہ منکرات کا اتنا ذخیرہ آجتک جمع کیا ہوگا۔ تو اے اللہ اگر فرض کر لوں کہ اب باقی عمر طاعت ہی میں صرف ہوگی (حالانکہ یہ بھی محال ہے) تو رضائے الٰہی کا حاصل ہونا تو درکنار شاید ان معاصی کی تلافی بھی نہ ہو سکے اور موت آجائے پھر اے اللہ میرا کیا حشر ہوگا اور کس طرح وہ راستہ ملے گا جو تیری رضا اور محبت کا راستہ ہے اس خیال کو بلطائف الحیل دفع کرتا ہوں مگر پھر آتا ہے

اور بار بار آتا رہتا ہے۔ اب اس کے سوا کوئی تدبیر خیال میں نہیں آئی کہ حضرت سے دعا اور توجہ کا طالب ہوں للہ مجھ پر رحم فرما کر حق تعالیٰ شانہ کی درگاہ میں میرے لئے دعائے خاص فرمایئے خداوند تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کی سنتا ہے اور زیادہ کیا لکھوں۔

تحقیق ۔ ظاہر تو یہ اثر خشیت کا ہے لیکن باطناً یہ ایک کید ہے شیطان کا کہ اولاً خدا تعالیٰ کی رحمت کو وہ ہمارے جرم محدود سے بھی کم دکھلانا چاہتا ہے ثانیاً اس کی تقویت سے وہ قنوط پھر تعطل میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اس کو دفع کیجئے۔ اور عفو کا یقین کیجئے۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۰۲

دعا میں گھبراہٹ کا علاج

سوال ۔ ایک شخص کو دعا مانگنے کے وقت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے اگر کوئی ازالہ کی تدبیر ہو تو حضرت کے ارشاد کے موافق عمل کیا جاوے۔

جواب ۔ بہتر ہے کہ یہ صرف بعض ادعیہ جامعہ منتخب کر لیں اور ان کو توجہ سے پڑھ لیا کریں خواہ جی لگے یا نہ لگے کیونکہ جی لگنا اور چیز ہے توجہ اور چیز۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر گھبراہٹ نہ ہوگی یہ گھبراہٹ بعض طبائع میں سوچنے سے ہوتی ہے اور ایک ہفتہ کے بعد پھر اپنی کیفیت سے اطلاع دیں اور اس خط میں یہ پرچہ بھی رکھ دیں۔ تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۰۲

غیر اللہ کی طرف التفات عقلی مذموم ہے نہ التفات طبعی

حال ۔ اور رات میں بی بی کے ساتھ ایک بچھونے پر رہنے سے اور خوش طبائع کلام کرنے سے شہوت کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے جتنی دیر تک بیدار رہتا ہوں اس کی طرف التفات رہتا ہے۔ اتنے وقت خدا تعالیٰ کی یاد دل میں نہیں رہتی ہے آیا اس وجہ سے علیحدہ بچھونے پر سونے سے کوئی حرج ہوگا یا نہیں یا کس طرح رہنا چاہئے

تحقیق ۔ بی بی سے ملاعبت کرنا منجملہ اس کے حقوق کے ہے۔ اور ادائے حقوق باطن کو مضر نہیں۔ بلکہ اس کی نورانیت میں معین ہے۔ اور یہ التفات طبعی ہے یہ مانع نہیں التفات الی الحق کو البتہ اگر غیر اللہ کی طرف التفات عقلی ہو یعنی تعارض و تزاحم امرین مطلوبین کے وقت غیر اللہ کے امر مطلوب کو ترجیح دے۔ امر مطلوب حق پر یہ بیشک مذموم و مضر ہے پس محض اس توہم پر علیحدہ بستر پر مت سوؤ۔ البتہ اعتدال ہر امر میں ضروری ہے جس سے کوئی مقصود دینی میں خلل نہ ہو

تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۱۳

وارد کو غلبہ کیوقت روکنا نہ چاہیئے

حال۔ پانچ چھ روز کا ذکر ہے کہ بندہ مدرسہ میں صحیح مسلم کا تحریری امتحان لے رہا تھا۔ پرچہ دیجا چکا تھا اور طلبہ جوابات لکھنے میں مشغول تھے میں آہستہ آہستہ کلمہ طیبہ مبارکہ کا ورد کر رہا تھا اور میری عادت یہ ہے کہ ہمیشہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے جو کلمہ شریف کا ورد رکھتا ہوں اس میں بھی الا اللہ پر سانس سے ضرب لگایا کرتا ہوں جس کی ایک حد تک اب عادت پڑ گئی ہے تو میں وہاں بیٹھا ہوا چپکے چپکے ذکر لسانی سری میں مشغول تھا۔ یہاں تک کہ مجھ کو یہ بھی خیال نہیں رہا تھا کہ میں کسی مجمع میں یا مدرسہ میں بیٹھا ہوا ہوں کثرت ذکر سے اس وقت یہ حال ہوا کہ اول میرے دل میں حرکت ہوئی اور خیال کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ جو حرکت میں زبان سے کر رہا ہوں وہ ہی بعینہٖ قلب کر رہا ہے واللہ اعلم میرا تخیل تھا یا کیا۔

تحقیق۔ اگر تخیل بھی ہو یہ بھی زینہ ہے مقصود کا ؎

از صفت وز نام چہ زاید خیال　　واں خیالت ہست دلال وصال

حال۔ مجھکو قلب میں اس وقت نہایت گرمی اور نہایت کھلی ہوئی حرکت محسوس ہوتی تھی حتی کہ تھوڑی دیر کے بعد میرا تمام بدن کانپنے لگا جس کو میں ضبط کرنا چاہتا تھا۔ مگر نہیں کر سکتا تھا۔ اسی اثنا میں بعد کو معلوم ہوا کہ کئی طالب علم میرے سامنے سے سادہ کاغذ وغیرہ اٹھا کر لے گئے اور بعض نے کچھ سوال پوچھنا چاہا لیکن مجھکو بالکل خبر نہیں ہوئی۔ جب کچھ دیر کے بعد میں نے زبان سے ذکر بند کر دیا تو پھر بھی دیر تک میرے قلب میں اور بدن میں وہ ہی حرکت رہی اور اس کی ایک لذت اور سرور پاتا تھا جو حرکت کے منقطع ہونے کے بعد بہت عرصہ تک باقی رہا۔ اس وقت جب یہ حرکت تھی میری کیفیت یہ تھی کہ شاید اگر تھوڑی سی دیر وہ اور رہتی تو میں بیہوش ہو کر بسمل کی طرح لوٹنے لگتا کیونکہ آثار ایسے ہی معلوم ہوتے تھے

تحقیق۔ تو کیا حرج تھا بلا ضرورت شدید اس کا روکنا بتصریح اکابر واردات کے حقوق کا ضائع کرنا ہے۔ ان واردات کے غلبہ کے وقت ان ہی کا تابع ہو جانا چاہیئے ؎

صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق　　نیست فردا گفتن از شرط طریق

تربیۃ حصہ پنجم صـ ۱۱۶

یکسوئی کے حصول کا طریقہ

سوال۔ اندنوں قوت فکریہ میں بہ نسبت پہلے کے زیادتی ہے جب فارغ رہا تو خواہ مخواہ کچھ نہ کچھ سوال جواب مسئلہ علمی

شرعی وغیر ذلک سوچا کرتا ہوں یکسوئی نہیں ہوتی (اللھم اجعل وساوس قلبی ذکرک وخشیتک) یکسوئی کی کیا تدبیر کیجائے۔

جواب۔ کثرت ذکر وفکر

سوال۔ اثنائے ذکر میں خدائے تعالیٰ سے محبت کے وقت بعض دفعہ یہ خیال ہوتا ہے کہ اپنا ہاتھ چوم لوں حضور یہ عجیب حالت مذموم تو نہیں ہے۔

جواب نہیں ؎ ہردم ہزار بوسہ زنم دست خویش را ٭ کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

نسیان قلب کی خرابی کا باعث نہیں

حصہ مکتوب نمبر ۲۵

حال۔ حضور آجکل میرا اسکول صبح سے کھلتا ہے اور قریب ۱۱ بجے بند ہوتا ہے چونکہ اسکول سے فارغ ہوکر جب آتا تھا تو اگر طبیعت تھکی نہ رہے اسوقت وضو کرکے کچھ ذکر مثلاً تین ہزار کرلیتا تھا اور پھر کچھ سو لیتا تھا تاکہ رات کے وقت سحری کے اٹھنے میں گڑبڑ نہ ہو ایسا اتفاق اس جمعہ کو یعنی پرسوں واقع ہوا کہ صبح کو جب اٹھا خیال تھا کہ آج جمعہ ہے اسکول سے واپس آیا تب بھی راستہ میں خیال تھا مگر جب گھر آیا اور وضو کیا اسوقت بھول گیا اور جب ذکر شروع کیا تو نیند معلوم ہونے لگی پھر یہ خیال ہوا کہ تین ہزار کرکے پھر کچھ سو رہوں اور بعد نماز ظہر پورا کرونگا۔ جب چارپائی پر گیا تو نیند جاتی ہوئی معلوم ہوئی پھر دعوات عبدیت ہاتھ میں لیلی کہ شاید پھر اسکو دیکھتے دیکھتے نیند آجائے۔ مگر اس میں ایسا جی لگا کہ نیند بالکل جاتی رہی اور جمعہ کا مطلق خیال نہ رہا یہاں تک کہ جب نیند سے ناامیدی ہوگئی تو یہ سوچنے لگا کہ اب اگر کچھ دیر بعد پھر نیند آگئی تو نماز ظہر کا وقت شاید نہ رہے اسوقت نماز پڑھکر تین ہزار اسم ذات پھر پڑھ لیا اور بعد کو سوگیا۔ قریب ۵ بجے اٹھا تو وضو کرکے عصر کی نماز پڑھی جب سلام پھیرا تو یاد آیا کہ آج جمعہ تھا اور میں شریک نہ ہوا سخت افسوس ہوا غالباً یہ شیطانی غلبہ تھا وما انسانیہ الا الشیطان ان اذکرہ۔ اور تعجب یہ کہ اس واقعہ سے قلب کو پریشانی نہیں معلوم ہوئی کیونکہ اس قسم کے حالات سے جو ایک بےچینی سی ہوتی ہے وہ نہیں محسوس ہوئی جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ قلب کی حالت کچھ خدانخواستہ خراب تو نہیں ہوئی۔ حضور میری حالت پر خاص توجہ فرمائیں ؎ دریا وکوہ در رہ ومن خستہ وضعیف ٭ اے خضر پے خجستہ مدد کن بہمتم۔

تحقیق۔ نہیں قلب کی حالت خراب نہیں ہوئی نسیان عوارض طبعیہ سے ہے اس کی نسبت نص ہے رفع عن امتی الخطاء والنسیان مگر ادب عبدیت کے اقتضاء سے پھر بھی استغفار

کرنا چاہیئے کیونکہ قلت اہتمام بھی ایک گونہ کوتاہی ہے ۔ تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۵۵

تنہائی اور اختلاط میں تفاوت

حال ۔ تنہائی میں وحشت لاحق ہوتی ہے اختلاط کی حالت میں رقت قلبی حاصل ہوتی ہے ۔ اور سبحان اللہ سبحان اللہ زبان پر جاری ہوتا ہے ۔

تحقیق ۔ تنہائی میں گو وحشت ہو وہ عارضی ہے ذکر میں مشغول رہنے سے جاتی رہیگی ۔ اور اختلاط میں گو رقت ہوتی ہے مگر وہ حظ نفس سے ہے معتبر نہیں ۔ تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۵۵

آثار وجد

حال ۔ خاکسار جس وقت کہ نماز میں تشہد سے فارغ ہوتا ہے اور درود شریف شروع کرنے کو ہوتا ہے تمام جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جیسے کہ سر پر پانی ڈالنے کے وقت ہوتا ہے اور یہ ہر نماز میں ہوتا ہے خواہ نفل ہو یا فرض اور یہ کئی سال سے ہے معلوم نہیں ہوتا کہ اسکی کیا وجہ ہے اور اس کا برابر خیال رہتا ہے امید کہ حضرت والا اس سے ہیچمداں کو اس کی وجہ تحریر فرما کر مطمئن فرمائینگے ۔

تحقیق ۔ یہ ایک قسم کا وجد ہے جو اس آیت میں مذکور ہے تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم الآیہ ۔ یہ باختلاف مذاق اسباب مختلفہ سے ہوتا ہے آپ کو غلبۂ شوق و محبت نبویہ سے ہوتا ہے جس کا محرک درود شریف ہوجاتا ہے اگر خارج نماز درود سے ہوتا ہو تو نماز کی یکسوئی مرجح اس کی ہوتی ہے ۔ تربیۃ حصہ پنجم صـ ۲۵۹

حالت گذشتہ کے اعادہ کا اہتمام مضر باطن ہے

حال ۔ حضرت من شروع شعبان میں ذکر سے ایسی دلچسپی تھی کہ ذکر کے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا تھا بلکہ ہر روز یہ ارادہ کرتا تھا کہ جب تک دل و دماغ کام دے جائیں ذکر کئے جاؤ ۔ اخیر شعبان میں اسمیں کمی واقع ہوئی جس روز حضرت والا ڈیگ تشریف لئے جاتے تھے احقر نے عرض کیا کہ دو تین روز سے ذکر سے دلبستگی کم ہوگئی حضرت نے دو امر کے التزام کیلئے ارشاد فرمایا اول روزانہ غسل دوم قبل شروع ذکر کے اسم یَا بَاسِطُ کی ایک تسبیح چنانچہ اسی روز سے یہ ہر دو امر جاری ہیں شروع رمضان شریف میں ادا نماز کیوقت ایسی محویت طاری ہوجاتی تھی کہ تمام جسم و حواس ظاہری و باطنی گویا نماز میں پیوست ہوگئے ہیں ۔ ۲۰ رمضان المبارک تک یہ کیفیت رہی یوم اعتکاف سے نماز کی حالت تو کم ہوگئی لیکن قرآن شریف کی تلاوت میں وہ حلاوت معلوم ہوتی تھی اور دل یہ چاہتا تھا کہ بجائے نوافل کے بھی

تلاوت قرآن شریف کرے جاؤں۔ اور شب و روز اسمیں محو رہوں بعد عید کے کچھ سفر پیش آیا اور نیز غذا حسب منشا مزاج کے بہم نہ پہونچنے سے تبخیر ہو کر دماغ کو سخت ایذا پہونچی اس وقت نہ ذکر میں لطف تھا نہ نماز میں دلچسپی تھی۔ اور نہ قرآن شریف میں وہ کیفیت تھی۔ اگرچہ جبرًا قہرًا معمول پورے کرتا تھا۔ الحمد للہ کہ اب تدبیر کرنے سے دماغ کی حالت بوجہ رفع ہونے تبخیر کسیقدر اچھی ہے۔ لیکن وہ کیفیت جو شعبان اور رمضان میں ذکر اور نماز و تلاوت قرآن شریف میں جو مختلف اوقات میں تھی اب نہیں رہی۔ اگرچہ اب کسیقدر محنت ذکر وغیرہ کی کرکے طبیعت میں لگاؤ پیدا کیا ہے لیکن اسحالت تک پہونچنا دشوار معلوم ہوتا ہے

تحقیق۔ وہ حالت کچھ مقصود نہ تھی جس کا مفقود ہونا موجب قلق ہو بعض قبض افضل ہوتا ہے بعض بسط سے ہرگز کسی خاص حالت کے اعادہ کا اہتمام نہ کیا جاوے کہ مضر باطن ہے کیونکہ وہ اشتغال بمالایعنی ہے یہ نکتہ عمر بھر دستور العمل بنانے کے قابل ہے۔ تربیتہ حصہ نہم صـ ۲۶

شوق افضل ہے خوف سے

حال کبھی کبھی اذکروا ہاذم اللذات پر بھی عمل کرتا ہوں اس سے بجائے ابتلائے خوف کے اس عالم کا شوق طاری ہو جاتا ہے میں اس کے دفع کیلئے اپنے سوء اعمال عذاب قبر کی سختی کا دھیان کرتا ہوں تو اس سے دفعی وحشت طاری ہوتی ہے مگر تحلۃ القسم اس کے بعد پھر وہی حنین الی الوطن کا غلبہ شروع ہوتا ہے اب اس کے بعد جیسا حکم ہو عمل کیا جاوے۔

تحقیق۔ خوف سے افضل شوق ہے اس کے دفع کی فکر مضر ہے اسکو نعمت حق سمجھکر شکر کیجئے اور اور بڑھائیے۔

تربیتہ حصہ نہم صـ ۲۶۶

یکسوئی نہ ہونیکا علاج

حال ۵

الا یا ایہا الساقی مرا جام الستی دہ
ترا تاخیر با عاشق حنیں خوشخو نمی شاید

عمدۃ العارفین مجدد الملۃ والدین حضرت حکیم الامۃ دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، داستان پریشان خود را در حضرت خدام والا تفصیل و اظہار می گردانم۔ رجائے واثق کہ بتامل تام وتلطف مالا کلام از ارشادات بے بہا ممتاز و سرفراز فرمایند۔

(۱) غالباً از خدام والا مخفی نخواہد بود کہ از ابتدائے ماہ رمضان سنہ ۱۳۳۵ھ گذشتہ تا ایں ایام یعنی محرم الحرام سنہ ۱۳۳۶ھ حسب الارشاد فیض بنیاد در جمیع لیالی شش ہزار بار اسم ذات خفیفہ می خوانم واثرے از ترقی در مقاصد نمی دانم آلآن کما کان ولم یلق زوالا اگرچہ توفیق نفس ذکر رسانی

ہم از مغتنمات ست بوقت خواندن ذکر و خیال دل نہ بر مذکور است نہ بر اسم و ہمچنیں در نماز یکسوئی و توجہ الی اللہ نمی گردد صرف قرأت ہم بحضور دل ادا نمیشود نعم ما قال قائل ؎

زبان در ذکر و دل در فکر خانہ — چہ حاصل زیں نماز پنجگانہ
؎ چہ شد گر مصحفم در پیش ما باشد — چو دل در فکر گاؤ میش ما باشد
؎ اے بمسجد میروی بہر سجود — سر بجنبید دل نہ جنبید ایں چہ سود

لہٰذا اندریں باب ضرورت توجہ و ارشاد حضرت والا بیشتر از بیشتر است زیرا کہ از کارم ہیچ بہرہ نمی خرد باقی

؎ گر شود لطف و کرم در شان من — جلوہ طاعت دہد عصیان من

تحقیق۔ تربیۃ السالک ہر سہ جلد بغور مطالعہ نمودہ آنچہ نوشتنی باشد نویسند جواب اجمالی کافی نخواہد بود۔ تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۸

یکسوئی نہ ہونا مضر نہیں

حال۔ کل سے ایک قسم کی بےچینی سی رہتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ کسی طرح جلد منزل مقصود پر پہنچوں۔ اپنی جانب سے کوشش تمام کرتا ہوں کہ یکسوئی ہو مگر یکسوئی نام کو نہیں ہوتی۔ براہ عنایت اس کا جواب مرحمت ہو

تحقیق۔ یہ بےچینی یکسوئی کے قصد سے ہے معمول کافی ہے۔ یکسوئی جیسی آپ چاہتے ہیں اختیاری نہیں اور غیر اختیاری کا کچھ علاج نہ کرنا چاہیے۔ کہ اضاعۃ وقت ہے اور غیر اختیاری کا نہ ہونا مضر بھی نہیں اس لئے علاج کی ضرورت بھی نہیں۔ حصہ مذکور ص۱۲۳

احوال کا مطلوب نہ ہونا

حال۔ معمول حسب دستور جاری است شش ہزار بار اسم ذات و یک منزل قرآن مجید و دو سہ ورق بخاری شریف دیگر کدامی حالے نیست کہ قابل گذارش باشد افسوس است بر حالم کہ کمًا و کیفًا تغیرے نیست۔ بلکہ چنداں کہ مے نگرم بجائے ترقی تنزلی است یک پارہ تہجد نیز توفیق خدا نصیب میشود حضرت والا طبیب روحانی ہستند مثل ایں ناچیز در جمود و قریحہ و عدم احساس باطنی کسے بنظر انور گذشتہ است گمان بلکہ یقین می کنم کہ دریں کوچہ شاید ایں دور افتادہ از ہمہ نابلد است و از ہمہ اغفل خیر ہمیں بس است کہ نسبتے باں والا جناب دارم فی الجملہ نسبتے تو کافی بود مرا

تحقیق۔ ثمرات مقصودہ نتیجہ اعمال است نہ کہ احوال کہ نہ مقصود است نہ شرط مقصود و نسبت اگر بسلف ہمیں شان سند احبت داشت۔ فہنیئًا لکم انشاء اللہ تعالیٰ انجام بخیر است در اعمال تساہل نرود۔ حصہ مذکور ص۲۹

طلب مواجید و لذت مرض ہے

حال۔ حقیر اپنے کام میں برابر لگا ہوا ہے خدا کا شکر ہے کہ کبھی ناغہ نہیں ہوتا اور نہ ذوق میں کبھی فرق پڑتا ہے البتہ

جس توجہ کے ساتھ ہونا چاہیئے وہ بات نہیں ہوتی۔ اس کا نہایت سخت افسوس ہے۔

تحقیق۔ طلب مواجید لذت کا مرض ابھی تک دل سے نہ گیا اور یہ توجہ اگر اختیاری ہے تو شکایت کیسی اگر غیر اختیاری ہے تو وہی مواجید کی طلب۔

حال۔ اور یہ تمنا ہے ؎ آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ∴ آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

تحقیق۔ طلب تصرف کا مرض بھی اب تک نہیں گیا۔

حال۔ اور خدا کی یاد میرے دل میں اسطرح ہو جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کی یاد میں لگا رہتا ہے اور کسی وقت اسکو نہیں بھولتا۔ خدا کی یاد کی دُھن ہو اور کچھ نہ ہو۔ دنیا کی کیسی ہی اور کتنی ہی مصیبت کیوں نہ آپڑے اسکی رضا پر شاکر رہوں کبھی اُف نہ کروں۔

تحقیق۔ یہ وہی احوال و مواجید کی لذت اور نعمت توفیق عمل کی ناشکری۔ کیوں صاحب اگر اتنی بھی توفیق نہ ہو تو کیا آپ کا کچھ قرض ہے۔

حال۔ بعد رمضان المبارک ایک مہینے تک بعارضہ پھوڑا ابتلا رہا جس کی وجہ سے چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا دشوار تھا اور اسی اثنا میں اور اس کے بعد عزیز و اقارب کی بیماری کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک بھتیجی قریب البلوغ اور ایک لڑکا میرا قریب البلوغ انتقال کر گیا۔ اور ان دونوں کے کچھ پہلے میری ایک لڑکی اور ایک لڑکے کا انتقال ہو چکا تھا (اللہ تعالیٰ ان بچوں کو جنت نصیب فرمائے اور ہم لوگوں کو اجر صبر سے سرفراز فرما کر صابرین میں نام درج فرمائے) میرے مادی ان سب مصائب میں بفضلہ تعالیٰ بہت ضبط سے کام لیا اور کوئی کلمہ گستاخانہ بفضلہ و کرمہ تعالیٰ زبان سے نہیں نکلا مگر رنج طبعی بہت ہوا۔ اور احباب خاص سے اظہار غم کیا مگر اس میں مجھے شبہ ہوا کہ کہیں یہ خلاف رنج طبعی اور خلاف رضا بالقضا اور خلاف صبر نہ ہو اور بعد کو زبان کو روکا تو اب حضرت سے گذارش ہے کہ خادم کی تسلی فرما دیں کہ یہ خلاف امور مذکورہ کے ہوا یا نہیں اور یہ اظہار اسلئے کیا کہ غم میں کمی ہو جائے ورنہ بغیر اظہار گھٹکر اور رنج بڑھ جائیگا۔

تحقیق۔ کچھ بُرا نہیں۔

سوال۔ اور رنج طبعی کی حد کیا ہے

جواب۔ جس میں اختیار نہ ہو۔

سوال۔ اور دو ایک کلمہ تسکین آمیز تحریر فرما دیں جس سے مجھکو اور لڑکے کی والدہ کو پوری تسکین ہو جاوے اور دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو صبر عنایت فرما دیں اور ان سب مصائب کے

اجر سے سرفراز فرما دیں۔

جواب۔ رسالہ شوق وطن کا مطالعہ انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے

حال۔ پہلے خادم نے تحریر کیا تھا کہ نماز وغیرہ میں بے اختیار آیات رحمت و عذاب وغیرہ پر چیخ مارتا ہوں اور قراۃ وغیرہ بند ہو جاتی ہے مگر اب یہ دل میں آتا ہے کہ یہ تو ایک صورت مخلوقات کی تکلیف دہی کی ہے کیونکہ جب چیخ زور سے نکلتی ہے تو تمام نمازی یا خود ذاکر وغیرہ پاس میں رہتے ہیں اچانک آواز سے چونک جاتے ہیں اور ان کا دل دھڑکنے لگتا ہے کہ یہ کیا ہوا اسلئے اب جو وہ حالت پیدا ہوتی ہے تو ضبط کر لیتا ہوں۔ یا بہت آہستہ آواز نکلتی ہے۔ میرا یہ خیال ٹھیک ہے یا نہیں۔

تحقیق۔ ٹھیک ہے۔

سوال۔ اور ضبط کرنا مضر تو نہیں ہوگا۔

جواب۔ مضر نہ ہوگا۔

سوال۔ اپنے سب معمولات بفضلہ تعالیٰ ادا کئے جاتا ہوں۔ اور اطاعت اور اجتناب عن المعاصی کا خیال بھی رہتا ہے الحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ حضرت بھی دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی غلامی میں کمال نصیب فرماوے۔

جواب۔ بدل و جان

تربیت حصہ مذکور صـ ۴۶

مواجید و احوال کی تمنا لغو ہے

حال۔ پچھلے خط میں جو کچھ میں نے عرض کیا تھا اس سے مقصود صرف حضور کا متوجہ کرنا ہے۔

تحقیق۔ مطلقاً متوجہ کرنا یا کہ خاص اسی مقصود کے لئے متوجہ کرنا اگر شق اول ہے تو اس کیلئے اس عنوان کی کیا وجہ ہے۔ دوسرے میں نے کس روز بے توجہی کی تھی۔ جو توجہ کی کوشش کی گئی اور اگر شق ثانی ہے تو شکایت باقی ہے۔

حال۔ ورنہ حضور کی بار بار ہدایت پر میری مجال نہیں کہ میں ان امور کی خواہش کروں جن کی بابت بارہا حضور ہدایت فرما چکے ہیں۔ اپنی جہالت اور حماقت سے تحریر ممکن ہے اس عنوان کی ہو گئی ہو جس سے حضور کے خیال میں یہ بات آئی ہو کہ مواجید اور احوال کی تمنا ہے۔

تحقیق۔ آخر اس عنوان کی کوئی وجہ تو ہے۔

تربیت حصہ مذکور ص ۵۰

حالات رفیعہ

حال۔ معمول شب بارہ تسبیح و معمول دن بارہ ہزار اسم ذات قبل المرض جو بیس ہزار تھا بوجہ ضعف کے بالفعل بارہ ہزار کرتا ہوں کیفیت عرصہ دو روز سے خوف خدا کا غلبہ ہو رہا ہے اور اپنے عیوب اکثر اوقات پیش نظر ہو رہے ہیں اور اپنے اعمال صالحہ جو بھی کرتا ہوں ان کا عدم اعتداد مستحضر رہتا ہے اس کی وجہ سے اور بھی زیادہ خوف ہے اور یوں سمجھ میں آتا ہے کہ جب کسی آدمی کی رضا کے موافق کام نہیں ہو سکتا تو احکم الحاکمین کی موافق رضا کے کیا ہو سکیں گے لہذا ہمارے اعمال خود ایک مستقل معصیت ہیں مگر اعمال صالحہ کرنے کو جی چاہتا ہے اور بوقت کامیابی سرور ہوتا ہے۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ تعالیٰ یہ تمام حالات رفیعہ ہیں۔ اللھم زد فزد۔

حال۔ اور رضامندی خدائے عزوجل کیلئے حزب البحر بطریق زکوٰۃ ابتداء سفر میں پڑھنے کا ارادہ ہے اگر میرے حال کے مناسب ہو تو تبرکاً اجازت پڑھنے کی فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ اس غرض کیلئے زکوٰۃ کی ضرورت نہیں۔

تربیۃ حصہ مذکور ص ۶۶

غیر اختیاری امور قابل شرمندگی نہیں

حال۔ تھوڑی دیر میں بالکل سہو ہو جاتا ہے یا حضرت کثرت نسیان و عصیان سے شرمندہ ہو رہتا ہوں۔

تحقیق۔ غیر اختیاری امور میں شرمندگی کیوں

تربیۃ حصہ مذکور ص ۱۱

تمنا تعجیل سفر آخرت شوقاً الی اللقاء درست ہے

حال۔ سخت طبیعت گھبراتی ہے کسی کام میں کسی جگہ طبیعت نہیں لگتی پریشان ہوں عجب اضطراب رہتا ہے کہیں سکون و چین نہیں ہے اپنی زندگی ہی سے طبیعت گھبراتی ہے اور بہت گھبراتی ہے اور جہاں غور کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے۔ زندگی کے ایام بہت کم رہ گئے ایک گھنٹہ کا اعتبار نہیں معلوم ہوتا۔ عقلاً ہی نہیں بلکہ طبعاً قید خانہ میں محبوس معلوم ہوتا ہوں مگر اس بات کا خیال دل کو ہلا دیتا ہے کہ لوگوں کے کچھ قرض میرے ذمہ ہو گئے ہیں، مرنے کے بعد کہاں سے دوں گا۔ اسواسطے جی چاہتا ہے کہ چار پانچ ماہ اور رہ جاتا تو قرض سے سبکدوش ہو کر اپنے وطن اصلی پہنچ جاتا۔ (یا اللہ ایسا ہی ہو) ان دنوں کئی روز بے حد تمنا اس کی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا پریشان تھا مگر دعا کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔ ہاتھ اٹھاتا تو خیال بے ادبی کا مانع ہوتا اور اکثر یہ شعر پڑھتا ؎

اے برتر از قیاس و گمان و خیال و وہم الخ مگر پھر تقاضا باقی رہتا اور ہے بھی کیا کروں۔ لوگ نکاح کی فکر میں ہیں اکثر دفعہ جی چاہتا ہے انکار کر دوں اور لکھ دوں کہ میں مخدوش حالت میں ہوں اس لیے نہیں کرتا مگر پھر رک جاتا ہوں کہ شرعاً گناہ نہ ہو جائے نیز لوگ اس کا مطلب کیا سمجھیں گے جو مناسب ہو تحریر فرماویں۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ سب حالات محمود ہیں مبارک ہو۔ رویت کی تمنا کے تقاضے پر یہ دعا کیجئے کہ اے اللہ رویت جلدی نصیب ہو اس کا حاصل تمنائے تعجیل سفر آخرت ہے جو شوقاً الی اللقاء درست ہے اور نکاح کے بارے میں یہ عمل رکھیے۔

ع۔ چونکہ برمیخت بہ بندد بستہ باش

تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص۱۱۱

نیا حال نہ ہونا بھی ایک حال ہے اور تصور شیخ

حال۔ اس وقت کوئی نیا ایسا حال نہیں جس کو عرض کروں محض دریافت خیریت اس عریضہ سے مقصود ہے ایک امر البتہ کسی قدر دریافت طلب ہے کہ مجھکو بیشتر ایسا اتفاق پیش آجاتا ہے کہ نماز وظیفہ میں ناگاہ بلا قصد حضور والا کا تصور پیش نظر ہو جاتا ہے۔ گویا آپ اپنے مقام پر ہیں اور میں اپنی جگہ پر ہوں۔ آپ کو نماز پڑھتے ہوئے قیام کی حالت میں دیکھ رہا ہوں اور یہ کہ سمجھ رہا ہوں کہ انوار الٰہی آپ کے قلب میں آ رہے ہیں اور آپ کے قلب سے میری طرف وہ انوار متوجہ ہیں فرائض میں تو اس خیال کی جانب میں التفات نہیں کرتا مگر وظیفہ میں اس خیال سے دلچسپی لیتا ہوں اس سے مجھے یہ نفع ملتا ہے کہ اور دوسرے لایعنی خیالات اس وقت مندفع رہتے ہیں اور یہ خیال بھی کسی برے عقیدہ سے نہیں بلکہ ایک وسیلہ سمجھ کر کرتا ہوں التماس یہ ہے کہ ایسا خیال کچھ مضر تو نہیں اور میرا یہ فعل کہ نماز میں ادھر ملتفت نہیں ہوتا ہوں اور وظیفہ میں دلچسپی لیتا ہوں جائز ہے یا ناجائز زیادہ کیا عرض کروں۔

ع خواجہ تربیت بندہ نکومی داند ؎

تحقیق۔ نیا حال نہ ہونا یہ بھی ایک حال ہے کیونکہ حاصل اس کا ثبات ہے اور اقل درجہ عدم انحطاط تو ضرور ہے امر مسئول عنہ کا جواب یہ ہے کہ خواص کیلئے اس تفصیل سے تصور جائز بلکہ انفع ہے۔

تربیۃ حصہ مذکو ص۱۱

آثار محمودہ

حال۔ میں نے جب سے کلمہ طیبہ کا ذکر شروع کیا ہے فی الجملہ بہ نسبت سابق قلب میں نرمی محسوس ہوتی ہے جس کی تمیز یوں ہوئی کہ ضعفا خصوصاً

بے زبان جانوروں پر زیادہ رحم آتا ہے اور ان کی تکلیف دیکھکر پہلے سے زیادہ دل کو تکلیف ہوتی ہے۔

تحقیق۔ یہ آثار محمودہ سے ہے اگرچہ کمالات سے نہیں۔ تربیۃ حصہ مذکورہ ۳۸

سینہ میں حرارت معلوم ہونیکا علاج

حال۔ احقر کو اپنے سینہ میں بہت حرارت معلوم ہوتی ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ قلب میں آگ بھری ہوئی ہے معلوم نہیں کیا بات ہے۔

تحقیق۔ جہر و ضرب چھوڑ دیجئے اور ذکر کے وقت یہ تصور رکھئے کہ میرے قلب پہ چاند لگا ہوا ہے

ذکر میں شوق زیادت کی اصلاح

حال۔ دیگر یہ کہ ذکر کرتے کرتے سیرابی نہیں ہوتی ہے جی چاہتا ہے کہ کوئی ایسی جگہ ہو جہاں شور و غل بالکل نہ ہو وہاں جاکر رات دن ذکر کرتا ہوں۔

تحقیق۔ مشتاق یہ کہ طول لہذا تعداد میں دوام کا لحاظ رہے ایک یہ کہ شوق کا کچھ حصہ چھوڑ دیا جاوے دوسرے یہ کہ طبیعت کے تحمل سے زیادہ نہ ہو اس طرح سے یہ کیفیت مثمر ثمرات ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ حصہ مذکورہ ۱۰

ذکر میں لذت مقصود نہیں

حال۔ حضور میرا معمول تہجد کی اکثر آٹھ رکعت ہے طویل قرأت پڑھنے کے شوق سے تبارک الذی کے پارہ سے لمبی لمبی آٹھ سورتیں یاد کرلی تھیں۔ ان سورتوں کو بہت دنوں سے پڑھتا آرہا ہوں اس سے نماز کے اندر بڑا سرور اور لذت ہوتی ہے۔ لیکن چند روز سے بعد نماز کے ذکر بارہ تسبیح میں اتنی لذت نہیں رہتی ہے۔ اب حضور والا سے معروض ہے کہ کیا اسی طرح معمول رکھوں۔

تحقیق۔ ہاں گو ذکر میں اتنی لذت نہ آوے کیونکہ ذکر دوسرے وقت بھی تو ہوگا لذت اس میں اتم ہوگی۔

حال۔ بعد نماز فجر نصف پارہ قرآن شریف اور ایک منزل مناجات مقبول ایک ضربی اسم ذات چوبیس ہزار و چلتے پھرتے استغفار بفضلہ تعالیٰ و بدعائے حضور والا روزمرہ بخوبی ادا ہوتی ہے

تحقیق۔ نصف پارہ کم ہے ایک چاہئے۔

حال۔ قلب جاری ہوگیا۔

تحقیق۔ اس کا کیا مطلب صاف لکھیں۔

حال۔ اور کوئی آواز ذکر میں مسموع ہوتی ہے۔ خیال کرتا ہوں تو کچھ پتہ نہیں چلتا لیکن ابھی

معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق - یہ کس وقت۔

حال - اور اکثر ذکر میں اور نماز میں اور تلاوت میں یکسوئی اور لذت معلوم ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی ہے۔ اس سے احقر کو بہت رنج ہوتا ہے۔

تحقیق - کیا میرا رسالہ تربیۃ السالک نہیں دیکھا اور اگر دیکھا ہے تو کیا اس کے متعلق اس میں کوئی تحقیق نہیں ہے۔

حال - حضور دعا فرماویں مدام ہی یکسوئی اور لذت ہو جائے۔

تحقیق - بعد تحقیق کے دعا کی درخواست یا عدم درخواست معتبر ہوگی۔ تربیت مذکورہ صہ ۱۱۲

روشنی نظر آنا

حال - تین چار روز ہوئے کہ رات میں کبھی سامنے اور کبھی بائیں جانب اور کبھی سر کے اوپر روشنی سی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق - کسی طبیب سے تجویز کرا کر اطلاع دیں کہ دماغ میں حرارت یا یبوست تو نہیں۔ تربیت مذکورہ صہ ۱۱۵

علامات کامیابی

حال - یہ احقر چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات اور دس ہزار مرتبہ استغفار بفضلہ روزانہ پڑھ لیتا ہے اور نماز تہجد دوازدہ تسبیح پڑھتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسم ذات پڑھتا رہتا ہے غرض الحمد للہ کہ ہر وقت ذکر کرتا رہتا ہوں غفلت بہت ہی کم ہوتی ہوگی۔ حضرت چند عرصہ سے ذکر کے درمیان رقت بہت رہتی ہے۔ اور خصوصاً ذکر کے وقت وہ آگ مشتعل ہوتی رہتی ہے اور پیشتر تو تکلیف سے آنا ذکر کیا جاتا تھا اور اب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ نہایت سہولت اور آسانی سے ذکر کرتا رہتا ہوں۔ خواہ عسرت اور فقر و فاقہ ہو یا قبض و بسط ہو یا اور کوئی مصیبت ہر حال میں نہایت خوش رہتا ہوں۔ بفضلہ پریشانی نام تک کو نہیں ہوتی۔ اور قوت توکل اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اتنی فرما دی ہے کہ میں خاص اللہ پر بھروسہ کر کے اس پر بھی نظر رکھتا ہوں مخلوق سے مانگنا یا کوئی اپنا راز ظاہر کرنا تو گویا کفر و شرک کی طرح برا معلوم ہوتا ہے۔ مرض کبر سے الحمد للہ اب بالکل امن ہے کبر کے وسوسہ تک سے میں گھبراتا ہوں۔ اور جب کبر کا وسوسہ بھی آجاتا ہے تو فوراً میں اللہ تعالیٰ کی عظمت سوچنے لگتا ہوں بس رخصت ہو جاتا ہے اب مجھکو اپنے سے زیادہ کوئی ذلیل نہیں معلوم ہوتا ہے الحمد للہ اب تواضع اپنے اندر بہت پاتا ہوں۔ اس کا اثر ظاہر تو یہ معلوم ہوا کہ تمام دنیا کے لوگوں سے میری صلح ہو گئی اب مجھکو میرا کوئی دشمن ہی نظر نہیں آتا دشمنوں

سے بھی اس برتاؤ کا یہ اثر ہوا کہ دوستی ہوگئی وطن میں جب میں تھانہ بھون سے بنتیر گیا تھا تو یہ حالت لیکر گیا تھا کہ ہر فرد مسلمان کو میں اپنا مخدوم سمجھتا تھا اور اس طرز کا برتاؤ میں ہر مسلمان سے کرتا تھا چنانچہ اس کا یہ اثر ہوا کہ جو لوگ میرے مخالف تھے اور ایک طرح کا مجھ سے عناد رکھتے تھے وہ بھی اور مجھ پر شفیق ہوگئے ۔ اور ان کو میری حالت پر رحم آتا تھا چنانچہ ایک شخص میرے ہم پیشہ مجھ سے براہ ترحم کہنے لگے کہ بھائی صاحب تم کب تک اسطرح بیکار رہوگے کچھ کام شروع کرو ۔ میں نے کہا حضرت الحمدللہ میں ہرگز بیکار نہیں ہوں بلکہ خدا کے کرم سے مجھکو اس کام کی توفیق مرحمت ہوئی ہے کہ جس کے لئے میں دنیا میں پیدا ہوا ہوں اللہ کرے ایسا بیکاری اگر آپ کے عرف میں یہ بیکاری ہے تو مجھکو مبارک ہو کہنے لگے وہ کام کیا ہے میں نے کہا کہ اللہ اللہ کرنا ہے کہنے لگے کہ روٹیوں کی بھی کچھ فکر کرنا چاہئے مقدم روٹیاں ہیں بعد میں اللہ اللہ کرنا ہے ۔ میں نے کہا کہ حضرت یہ آپ کے لئے ہے میں تو روٹیوں کی فکر سے الحمدللہ آزاد ہوگیا ہوں جب سے اپنا فکر کرنا روٹیوں کے لئے بیکار ثابت ہوا ۔ پس فکر کرنا قطعی چھوڑ دیا ۔ رازق مطلق کے سپرد کردیا ہے

کارساز ما بسازد کار ما
فکر ما در کار نہ آزار ما

وہ یہ سنکر خاموش ہوگئے پھر میں نے یہ ان سے عرض کیا کہ آپ اللہ کے واسطے میرے لئے یہ دعا کردیں کہ خدا تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو اپنی محبت عنایت فرمائے اور باطنی اثر تواضع کا اپنے اندر یہ پاتا ہوں کہ گھر کے چھوٹے چھوٹے کام کرنے سے کچھ شرم آیا کرتی تھی اب بے تکلف خود کرتا تھا ۔ جیسے بازار سے سودا خود لے آنا اناج سر پر رکھ کر چکی پر پیسنے کو دے آنا وغیرہ وغیرہ گویا سنت سمجھ کر گھر کے کام بخوشی کرتا رہتا ہوں اور اس سے ایک انشراح ہوتا ہے غرض نفس کے مخالف ہر کام کرنے سے ایک انشراح ہوتا رہتا ہے اور الحمدللہ معصیت سے سخت نفرت قلب میں ہے غفلت ہوجانیکا قلب میں ہر وقت خیال رہتا ہے اور ہر کام کے کرتے وقت ذرا دیر پہلے یہ سوچ لیتا ہوں کہ یہ کام میں اللہ کی رضامندی کے لئے کرتا ہوں چنانچہ ذکر و فکر کھانا پینا غرض تمام کاموں میں اس کا ہی خیال رہتا ہے اور حضرت ایک بات جدید زیادہ دیکھتا ہوں جس کے اظہار سے شرم آتی ہے لیکن ضرورت سمجھ کر عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت سے مجھکو بے انتہا محبت ہوگئی ہے جی یوں چاہتا ہے کہ ہر وقت حضرت کی خدمت کچھ کیا کروں یہاں تک کہ حضور کی خفگی میں بھی عجیب لطف

آتا ہے اور یوں جی چاہتا ہے کہ بقیہ عمر اپنی یہیں قدموں ہی میں پڑا رہکر گزار دوں چنانچہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ درخواست پیش کر دی ہے کہ یا تو میرے لئے ایسا سامان فرما دیا جاوے کہ میں یہیں رہ پڑوں اور بچوں کیلئے کوئی کام ایسا کر لیا کروں کہ بخوبی گذر ہو جاوے ورنہ کم از کم پروردگار عالم سے اتنا فرما دیا جاوے کہ میں مہینے میں ایک ہفتہ فارغ ہو کر یہاں رہا کروں یہاں سے جانے کے بعد حضرت وطن میں تھانہ بھون آنے کو میں تڑپا کرتا ہوں واللہ تھانہ بھون سے اس قدر انس ہو گیا ہے کہ میں تحریر نہیں کر سکتا جتنے زمانے تک وطن میں رہتا ہوں دل تھانہ بھون ہی میں رہتا ہے دن رات حضرت کی تصانیف دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں حضرت کی خدمت ہی میں حاضر ہوں جب زیارت کا زیادہ اشتیاق غالب ہوتا ہے تو دعائیں کر کر کے یہاں آنا نصیب ہوتا ہے دن رات دل میں یہ تقاضا ہوتا ہے کہ حضرت کی کچھ خدمت کروں مگر نااہل ہونیکی وجہ سے معذور رہتا ہوں لیکن اس طرح دل کی تسلی کرتا ہوں کہ جب غلبہ محبت کا زیادہ ہوتا ہے خدا تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلا پھیلا کے حضور کے لئے رو رو کر دعائے فلاح دارین کرتا ہوں تب ذرا صبر آجاتا ہے۔

آجکل تربیت السالک۔ التکشف۔ تعلیم الدین۔ قصد السبیل مطالعہ میں رکھتا ہوں للہ دعا فرما دیں حضرت کہ خدا تعالیٰ مجھ کو اپنی رضا نصیب کرے اور ایمان پر قائم رکھ کر ایمان کے ساتھ دنیا سے میرا خاتمہ فرمائے اکثر اوقات مجھ کو میری موت یاد رہتی ہے جو الحمد للہ معاون ہے معصیت سے بچنے کی۔

تحقیق۔ مبارک ہو یہ وہی حالات ہیں جو کامیابی کے بعد پیدا ہوتے ہیں بس میری مبارکباد کے معنے یہ ہیں کہ کامیابی مبارک ہو۔

تربیۃ حصہ مذکور ص ۱۱۷

فجر کے وقت آنکھ کھلنے کی ترکیب

سوال۔ مجھکو نماز میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اور فجر کی نماز کے وقت آنکھ نہیں کھلتی اکثر قضا ہو جاتی ہے۔ لہذا مہربانی فرما کر کوئی وظیفہ یا کوئی ترکیب تحریر فرما دیجئے۔ کہ اس کے موافق عمل کرنے سے تمام خیالات دفع ہو جاویں اور فجر کے وقت آنکھ کھل جایا کرے۔ اور ایک میرے دوست ہیں اُن سے مجھکو از حد محبت ہے اور ان کے خیالات بھی اکثر نماز میں آتے ہیں لہذا کوئی تعویذ یا کوئی ترکیب عنایت فرما دیجئے کہ جس کے کرنے سے محبت جاتی رہے اور اللہ تعالیٰ اپنا عشق و محبت عطا فرما دیں اپنے حبیب پاک کے صدقے سے آمین

حضور کا نہایت مشکور ہونگا۔

جواب۔ عشا کی نماز ایسی مسجد میں پڑھو جہاں سویرے ہوتی ہو اور فوراً سو رہو شام کے کھانے میں کسی قدر کمی کرو یعنی دو چار لقمے۔ شام کو پانی بہت مت پیو کسی شخص سے کہکر سو رہو کہ مجھے جگا دینا۔ سورہ کہف کی اخیر آیتیں ان الذین اٰمنوا سے ختم سورہ تک سوتے وقت ایک بار پڑھکر اور یہ دعا کرے کہ فلاں وقت آنکھ کھل جاوے سو رہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے وقت پر کھلا کریگی۔ اور جس شخص سے آپ نے محبت کی شکایت لکھی ہے وہ شخص کہاں ہے کیا وہ تم سے ملا کرتا ہے یا نہیں مفصل حال لکھکر تدبیر پوچھلو اپنے جواب کے ساتھ یہ خط بھی بھیجو

تربیۃ حصہ مذکور صـ

کسی روز آنکھ نہ کھلنا مضر نہیں

حال۔ کسی کسی روز آنکھ نہیں کھلتی ہے جس کا بیحد رنج و ملال طبیعت پر رہتا ہے۔

تحقیق۔ عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم

حال۔ اور جناب باری جل و علیٰ شانہ سے بیحد شرمندگی ہوتی ہے

تحقیق۔ یہی وہ خیر ہے۔

حال۔ صبح کو وظیفہ یا تو قبل نماز یا بعد کو پورا کر لیتا ہوں روزمرہ کے موافق

تحقیق۔ مناسب۔

تربیۃ حصہ مذکور صـ۳۲

کثرت نیند کا علاج

حال۔ مجھکو نیند بہت آتی ہے میں نے اپنے معلومات سے بہت علاج کیا مگر کوئی کارگر نہ ہوا اور یہ بات بھی نہیں کہ میں رات کو نہ سوتا ہوں۔ بلکہ کئی بار ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ میں تمام رات سویا ہوں مگر پھر بھی نیند آتی ہے۔ اور میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ کہاں ہوں باوجودیکہ شکم خالی رکھتا ہوں مگر پھر بھی نیند اپنا رنگ نہیں چھوڑتی اب میری حالت یہ ہے کہ تمام دن کو سینے کے کام میں رہتا ہوں اور مغرب کی نماز کے بعد سے عشا تک کا وقت کلام مجید یاد کرنے اور مسائل کی کتاب دیکھنے کے واسطے مقرر کیا ہے۔ کلام مجید یاد کرنے کے وقت اتنی نیند آتی ہے کہ میں حیران ہو جاتا ہوں اور جب مسائل کی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں تو اور بھی زیادہ نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ بس حضور مطلب یہ ہے کہ مغرب سے عشا تک جو کام کرنا چاہتا ہوں نیند آنے کی وجہ سے رہجاتا ہے اور دن میں کوئی وقت ملتا نہیں کہ اس میں مسائل اور کلام مجید یاد کروں باوجود اس بات کے کہ کھانا عشا کے بعد کھاتا ہوں مگر پھر بھی

نیند زیادہ ہی رہتی ہے ہاں اگر بجائے کلام مجید یاد کرنے یا مسائل کی کتاب دیکھنے کے اور کسی فضول قصوں بیہودہ باتوں میں مشغول ہوجاتا ہوں تو نیند بالکل نہیں آتی۔ کھانیکے بعد تو نیند بہت ہی آتی ہے اگر بعد عشا کھانا بھی کھاؤں اور پڑھوں تب بھی نیند کا غلبہ ویسا ہی رہیگا جیسا کھانے کے بعد اس کو بھی آزمایا ہے۔ غرضیکہ حضور نیند کی بڑی شکایت ہے کوئی کام اس کے سبب سے ہونے نہیں پاتا اور جس وقت ذکر الہی میں مشغول ہوتا ہوں پھر نیند کا کیا پوچھنا ہے۔ غرضیکہ نماز میں انتظار جماعت میں خطبہ جمعہ میں تمام نیند ہی نیند رہتی ہے اس کا علاج حضور کچھ تبلادیں

تحقیق ۔ میرے نزدیک یہ ضرور مرض ہے کسی طبیب حاذق سے ایک کافی مدت تک باقاعدہ علاج ضروری ہے متفرق علاج کافی نہیں۔ اور اگر طبیب کی رائے میں مرض نہ ہو تو پھر اس کی وجہ مزاج کی خصوصیت ہے جس میں تم معذور ہو اس لئے کچھ فکر مت کرو باقی فضول اشغال میں نیند نہ آنا اور ذکر وغیرہ میں نیند آنا اس کی وجہ ان فضول مشاغل کی غرابت اور لذت اور ان مشاغل کو سوچکر کرنا ہے جس کی وجہ سے اس میں قوت فکریہ متوجہ ہوجاتی ہے اور یہی توجہ فکر کی سبب ہے نیند نہ آنے کا اور ذکر وغیرہ کوئی نئی چیز نہیں معمولی الفاظ ہیں اور محض یاد پر ہوتی ہے جس میں سوچنا نہیں پڑتا اور نیز نفس کو اس میں اسقدر لذت نہیں ہے اس لئے قوت فکریہ اس میں صرف نہیں ہوتی اس لئے اس میں نیند آتی ہے بہر حال اسمیں ملامت نہیں البتہ چونکہ کام کرنا ضروری ہے اس لئے اس کے لئے ایسا وقت معین کرو جس میں نیند نہ آوے اور اگر ایسا وقت زیادہ نہ ملے کام کم کردو کیونکہ نوافل میں تقلیل جائز ہے اور جب وہ قلیل بغایت ما یمکن ہو باطنی برکت بھی اس کی کثیر سے کم نہیں ہوتی وھو المجرب لا مریۃ فیہ اور اگر بیٹھے ہوئے بھی نیند آوے تو ٹہل کر پڑھو یا جماعت کا انتظار کرو۔

تربیۃ حصہ مذکور ص۱۸

حال ۔ تھانہ بھون میں نیند زیادہ آتی ہے ذکر اور تہجد دو مرتبہ آخر شب میں نہ ادا کر سکا نفل نماز دل میں پڑھ لی ذکر بھی دن کو کیا دو روز بعد عصر کھانا کھایا مگر پھر بھی دیر تک سویا لکھنؤ میں ۵ گھنٹے شب کو سوتا تھا یہاں کم از کم سات گھنٹے سوتا ہوں کل سادی چائے بناکر محض اسلئے پی کہ آنکھ آخر شب میں کھل جاوے پھر بھی جاگنے کے وقت ۵ بجے تھے۔ حالانکہ دودھ کی چاء بھی اگر شب کو کبھی لکھنؤ میں پی لی ہے بہت کم نیند آیا کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ شب کو نیند کم آوے حضرت والا ارشاد فرمادیں یا تحریر فرمادیں کہ کیا کروں۔

تحقیق ۔ لکھنؤ کی آب وہوا سے یہاں کی آب وہوا اچھی ہے یہ علامت صحت کی ہے دوسرے

وہاں مشاغل مختلف تھے یہاں بفکری ویکسوئی ہے اس کی فکر چھوڑ دیجئے۔

حال۔ میری اکثر یہ عادت ہے کہ بعد عشا ایک وعظ دیکھنا شروع کیا کبھی چند ورق کے بعد نیند آگئی کبھی کچھ زیادہ پڑھنے پر نیند آگئی۔

تحقیق۔ بہت خوب ہے۔

سوال۔ حضرت والا نے اگر سفر ہردوئی کا کیا میرے لئے تھانہ بھون میں قیام کرنا اچھا ہے یا حضرت کے ہمراہ سفر کرنا۔ اہلیہ سے تذکرہ کیا تھا انہوں نے کہا آپ اگر حضرت کے ساتھ سفر کرینگے میں والدہ صاحبہ کے پاس رہونگی اگر میرے لئے سفر اولیٰ ہوگا روپیہ مکان سے منگالونگا سفر خرچ کیلئے۔

جواب۔ اس کو ایک جدا پرچہ پر لکھکر دیدیجیگا سوچونگا۔ تربیۃ حصہ مذکور صہ ۷۶

انوار وکشف قابل التفات نہیں

حال بارہ ہزار بار اسم ذات پڑھتا ہوں بارہ تسبیح صبح کو پڑھتا ہوں دعاء فرمایئے کیونکہ تہجد میں مجھ کو نیند آجاتی ہے۔ ...

اپنے حضرت سے خط وکتابت رکھونگا۔ انتظام ہونے پر حاضر خدمت ہونگا۔ جب حضرت کا والا نامہ صادر ہوتا ہے تو قلب میں خاص کیفیت معلوم ہوتی ہے روشنی رات کو کبھی زرد معلوم ہوتی ہے اور کبھی سرخ معلوم ہوتی ہے اللہ اللہ کرنے پر بھی معلوم ہوتی ہے اور دن میں بھی معلوم ہوتی ہے اور میرے قلب میں نئی نئی کیفیت پیدا ہوتی ہے حضرت میری طرف توجہ فرماتے رہئیے چھ ماہ سے محنت کر رہا ہوں۔ اور حضرت کی اجازت سے کر رہا ہوں ایک شخص کا مرنا مجھ قبل معلوم ہوگیا تھا اور سیہ بدن کشف سے معلوم ہوتا ہے میں ہر چند تردید کرتا ہوں لیکن قلب میں انکشاف ہوجاتا ہے منشی ...... سے میرے کشف کے حالات معلوم فرمادیں ان کو بھی معلوم ہے مفصل حالات وہ فرمائینگے۔

تحقیق۔ معمولات کافی ہیں فی الحال تغیر تبدل کی ضرورت نہیں ایسے انوار گاہے ملکوتی ہوتے ہیں مگر اکثر ناسوتی۔ اشتعال اخلاط سے اور دونوں حالت قابل التفات نہیں گو نافع ہیں پس خدا تعالیٰ کا شکر کیا جاوے۔ مگر کمال نہ سمجھا جاوے۔ اور کشف تو ناقص کیلئے فتنہ ہے۔ ہرگز اس طرف التفات نہ کریں۔ بلکہ اس کو مضر سمجھیں اور اس پر ناز یا نظر نہ کریں ذکر کی مشغولی سے اس کو مغلوب کردیں۔ معلوم ہوتا ہے تم کو اس پر ناز ہے تربیۃ حصہ مذکور صہ ۱۰۱

حال۔ قبل ازیں احقر نے تحریر کیا تھا کہ دو چار روز ذکر کرکے پھر طبیعت ایسی اچاٹ ہوتی ہے

کرہمت کرنے سے بھی نہیں لگتی پھر دو چار دن بعد طبیعت میں خود بخود صلاحیت آجاتی ہے بہتیری دعا کرتا ہوں مگر حالت درست نہیں ہوتی۔ اور حالت کی حضور سے بھی احقر نے تدبیر دریافت کی تھی حضور نے جواب میں ارقام فرمایا کہ حالت تو اچھی ہے کونسی حالت کے دفعیہ کی دعا مانگتے ہو سو اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ پہلے احقر اس حالت کو مذموم سمجھتا تھا بدیں وجہ دفعیہ کی دعا مانگتا تھا اب حضور کے ارقام فرمانے سے اپنی غلطی کا ازالہ ہو گیا اب خادم کے حسب ذیل حالات ملاحظہ ہوں۔ دو روز سے ذکر برابر پورا کر رہا ہوں اور طبیعت میں ہر وقت سرور سا رہتا ہے درمیان میں ذکر کے خشوع و خضوع کا غلبہ رہتا ہے بعض اوقات رقت طاری ہو جاتی ہے عبدیت کا بھی غلبہ ہے اور حضور کی محبت بیحد۔ تہی دستی سے مجبور ہوں ورنہ حضوری میں حاضر ہونا حضور کے دیکھنے کو بیحد طبیعت چاہتی ہے پرسوں اثبات صبح کے وقت کر رہا تھا کہ رقت طاری ہو گئی اس حالت میں غنودگی کچھ آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک مسجد ہے میں اور میرے ایک دوست ہیں مغرب کی طرف مسجد کے یا غالباً دروازہ پر دیکھا کہ سہ کونہ باغیچہ ہے اور اس میں ایک حجرہ ہے میں اپنے دوست سے کہہ رہا ہوں کہ اس حجرہ کے اندر چلو اس میں بہت اچھا باغیچہ ہے چنانچہ اندر جانے کے ارادہ سے گئے ہیں دیکھا تو مقفل ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بزرگ کا باغیچہ ہے پھر بیداری ہو گئی کل ظہر کے بعد کے معمولات بوجہ آمد جناب مخدومی ...... صاحب پورا نہ کر سکا بعد عشاء پڑھ رہا تھا مسجد کے اندر تھا پردے مسجد کے چھوٹے ہوئے تھے چراغ بھی گل تھا دو ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھنے پایا تھا کہ ڈر سا معلوم ہونے لگا۔ اور یہ خیالات ہونے لگے کہ جنات مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ تکلیف پہنچائیں پھر یہ خیال ہوا کہ اللہ کا کلام پڑھ رہا ہوں کیا کیا اذیت دیں گے پیشتر بھی اکثر میں نے وظائف پڑھے ہیں مگر پیشتر کبھی مجھکو کسی قسم کا خوف نہیں معلوم ہوا چنانچہ اس خیال کے آتے ہی خوف جاتا رہا تقریباً تین ہزار مرتبہ پڑھا ہو گا کہ آنکھ بند کئے ہوئے تھا کہ ایک تارا سا معلوم ہوا میں اس کو تخیلات سے سمجھا اور ذکر برابر کرتا رہا پھر ایک بجلی کی سی چمک بائیں طرف سے نمودار ہوئی چنانچہ میں بہت ڈرا اور ڈر کر وہاں سے چلا آیا اور مکان پر آکر بقیہ ذکر پورا کیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ کیا تھا۔

تحقیق۔ کبھی اخلاط کا اشتعال ہوتا ہے کبھی نور ذکر اور دونوں حال میں مقصود ایک بھی نہیں مگر مصلحت دونوں میں ہے اور وہ مصلحت یکسوئی ہے باقی سب حالات ماشا اللہ اچھے ہیں

تربیت حصہ مذکور صـ ۱۰۸

بعض عنوانوں سے تمنا موت خلاف عبدیت ہے

حال - حضور عالی طبیعت بدستور حالت پر آگئی

تحقیق - الحمد للہ

حال - اور خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ حضور نے اس نالائق کے واسطے دعا فرمائی جس سے ایک عجیب حالت پیدا ہوگئی اور آج تو اس قدر انبساط ہے کہ آنسو نکل رہے ہیں -

تحقیق - مبارک ہو -

حال - اور فرط انبساط سے اگر روح نکل جاتی تو اچھا تھا

تحقیق - اس عنوان سے تمنا کرنا ادب عبدیت کے خلاف ہے اس سے تو یہ لازم آیا کہ روح کا نہ نکلنا برا ہوا اور ظاہر ہے کہ یہ فعل حق سے ہوا تو فعل حق کی طرف نقص کا انتساب صورۃً ہوتا ہے - یہ توجیہ بندہ کو صدا

آثار فنا و تفویض و عشق

حال یکے از منتہیان حضور کے فیض و برکت دعا سے معمولات روزمرہ تکمیل کو پہنچ جاتے ہیں آجکل چونکہ رات کچھ بڑی ہونے لگی ہے اسوجہ سے رات ہی کے وقت میں پورے بھی اکثر ہو جاتے ہیں اور اگر کبھی نہوے تو صبح کے وقت میں بعد نماز فجر اتمام پاتے ہیں آجکل کی حالت قلب کی یہ ہو رہی ہے - کہ تنہائی کے وقت اکثر خاتمہ کا خیال کرکے گریہ طاری ہو جاتا ہے اور اکثر چیزوں کو دیکھکر خدا کی قدرت کا تصور اپنے آپ پیدا ہو جاتا ہے جس کے سبب سے بعض وقت مشکل سے گریہ ضبط ہوتا ہے اور بتکلف دل کو دوسری چیز کی طرف مائل کرنا پڑتا ہے نوشتۂ تقدیر کا خیال کرکے دل قابو میں نہیں رہتا ہے کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے کس گروہ میں شامل کیا ہے چونکہ دارمدار خاتمہ پر ہے اور یہ نامعلوم ہے ا ر پھر اس کے بعد رحم و فضل محض پر اعتماد اس حالت نے میرے دماغ و دل کو ازکار رفتہ بنا دیا ہے اپنی روح کا خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جسم کے اندر ہے وقت خاص پر نکل کر چلی جاویگی - اور یہ جسم مٹی کی طرح رہجائیگا بعض وقت مجھکو اپنا خیال نہیں رہتا کہ میں ہوں کیا چیز جو زمین پر چلتا پھرتا ہوں اور وہ کیا چیز ہے کہ جس کے سبب سے میں بولتا چالتا ہوں کام کرتا ہوں روتا ہوں جو کام کرتا ہوں اگر طاعات و دعوات سے ہوتا ہے تو مجھکو یہ یقین رہتا ہے کہ میرا کوئی کام دربار خداوندی کے قبول کے لائق نہیں ہے مگر چونکہ اس کا حکم و فرمان ہے امتثال کے طور پر انجام دیتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ اعمال کے لحاظ سے جزا عطا فرما دیں اور مجھ سے خود پوچھیں کہ تو خود اپنے خیال کے مطابق یہ فیصلہ کر کہ تیرے کام کیسے ہوتے ہیں اور جزاء خیر کے لائق ہیں یا نہیں تو

میں یہی کہونگا کہ نہیں کیونکہ عبادت وطاعت اپنے نزدیک ایسی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے شان الوہیت کے قبولیت کے قابل ہو بعض دفعہ یہ خیال ہوتا ہے کہ جب یہ حالت ہے تو قبول کی امید کیسی مگر محض اس خیال سے کہ ؎

گل را چہ مجال ست کہ پرسد زکلال　　　از بہر چہ سازی وچرا میشکنی

کام میں لگے رہیں ہو رہیگا جو کچھ ہونا ہے اپنی طرف سے کوتاہی حتی الوسع کیوں ہو اگر ازل کے روز خدانخواستہ بُرے ثابت ہوگئے ہیں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم صحیح کے مطابق بہتری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس کو جس قابل سمجھا وہ اسی قابل ہے اور اس کے خلاف اس کا برا بھلا ہونا ممکن نہیں ہے تو جس قابل میں تھا اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی بنا دیا۔ اور اس کے حکم میں چون وچرا کیسا مگر پھر اس بات پر گریہ طاری ہوتا ہے کہ خود برے ہیں اپنی برائی اور نااہلی پر رونا آتا ہے اللہ تعالیٰ شانہ کے سعید وشقی بنانے پر بالکل ناگواری نہیں ہوتی کیونکہ اس کا علم کسی چیز کی اہلیت کے خلاف تو ممتنع اور محال ہے جب تک اس خیال کا اثر رہتا ہے ساری دنیا کے لوگوں اور چیزوں سے بے التفاتی ہو جاتی ہے اور نہ کسی چیز سے اور نہ کسی شخص کے افعال واعمال سے ناگواری ہوتی ہے اور بعض وقت ذرا سی بات شریعت کے خلاف کوئی کرتا ہے یا کہتا ہے تو سخت ناگوار گزرتا ہے اور پہلے خیالات بالکل اسوقت محو ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ خود پوری طور سے احکام شرعیہ کی پابندی نہیں کرتا اور ایسے اکثر لوگوں سے میں نے سلام کرنا کم کر دیا ہے جن سے بارہا سلام بطریق سنت کیا اور وہ بجائے وعلیکم السلام کے آداب عرض کہتے ہیں اُس وقت میرے قلب میں بڑا بار معلوم ہوتا ہے اگر کوئی بے تکلف ہوتا ہے تو کہدیتا ہوں کہ آداب عرض سلام کا جواب نہیں ہے مگر لوگ ایسے عادی ہو گئے کہ چھوڑتے ہی نہیں چونکہ مجھکو یہ خیال ہو گیا ہے کہ سلام کرنا سنت اور جواب دینا واجب ہے میں نے تو سنت ادا کی اور اس نے واجب کو ترک کیا تو گویا باعث واجب ترک کرانیکا میں ہو گیا اور بجائے اس کے کہ ایک مسلمان کو مجھسے کچھ نفع پہونچتا ضرر پہونچا۔ اس خیال سے جن لوگوں کی نسبت ظن غالب ہوتا ہے کہ جواب ٹھیک نہیں دینگے ان کو سلام نہیں کرتا۔ بعض لوگ تکبر خیال کرتے ہیں اور اکثر ایسے لوگ ہیں بلکہ بعض تو ایسے خبیث ہیں کہ اس طرح سلام کرنیکو بدتمیزی اور بدتہذیبی (نعوذ باللہ) کہتے ہیں بلکہ بعض لوگوں نے مجھسے بھی ذکر کیا پھر ایسے لوگوں کو سلام کرنا چاہیئے یا نہیں مجھکو ایسے لوگوں کو دیکھکر انقباض اور وحشت ہوتی ہے بعض وقت یہ کیفیت ہوتی ہے

کہ کوئی سامنے سے گذر جاتا ہے یا بیٹھ جاتا ہے یا کسی کا کوئی ذکر کر دیتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے دل میں ایک قسم کی ظلمت پیدا ہوگئی اور غصہ اور نفرت معلوم ہونے لگتی ہے اسوقت موقع پاکر بار ہا استغفار کرتا ہوں مگر اس کا اثر مشکل سے بہت دیر کے بعد جاتا ہے بلکہ بعض دفعہ کئی دن تک رہتا ہے اور پھر اس کے بعد خیال بھی نہیں رہتا حضور مولانا رومی علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق میرے دل کی خرابیاں تو نہیں ہیں ؎

اے بسا ظلمے کہ بینی در کساں　　خوئے تو باشد در ایشاں اے فلاں
اندر ایشاں تافتہ ہستی تو　　از نفاق وظلم بد مستی تو

حضور اصلاح قلب کے لئے دعا فرمادیں والسلام

تحقیق۔ ماشاء اللہ احوال رفیعہ ہیں حاصل ان کا مجموعہ ہے فنا و تفویض و عشق کا مبارک ہو ہزار مبارک دل و جان سے دعائے رسوخ و ترقی کرتا ہوں۔ والسلام　　تربیۃ حصہ مذکور ص۱۲

بیوی سے ہم بستری کے باعث پریشانی لاحق ہونیکا علاج

حال۔ حال یہ ہے کہ کسی وقت ذکر و اذکار کے طرف طبیعت کا میلان بہت ہو جاتا ہے ہر وقت جی چاہتا ہے کہ ذکر میں مشغول رہوں رات کو بھی دن کو بھی چنانچہ اسمیں مشغول ہو جاتا ہوں نوافل میں زیادہ مشغولی رہتی ہے۔ جب سجدہ میں جاتا ہوں تو بہت دیر تک جی نہیں چاہتا کہ سر اٹھاؤں اس کے اندر عجیب قسم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کے اظہار سے قاصر ہوں اور بعض وقت برعکس اس کے ایسا نفس کا غلبہ ہوتا ہے کہ بالکل پریشان ہو جاتا ہوں عجیب قسم کی پریشانی پیدا ہوتی ہے الغرض الحرب سجال کا قصہ ہے اس وقت بہت دعا و استغفار و توبہ کرتا ہوں ہر چند سوچتا ہوں کہ کس وجہ سے ایسی حالت ہوتی ہے کچھ صاف پتہ نہیں چلتا مگر دو چار دن ہوئے کہ ایک نوع کی پریشانی پیدا ہوئی۔ اس کی علت جہانتک غور کیا سوا اس کے کچھ معلوم نہیں ہوئی کہ عورت کے ساتھ ہم بستر ہونے سے یہ پریشانی سخت لاحق ہو رہی ہے مگر اس کی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں شرعی وجہ تلاش کرتا ہوں تو معلوم نہیں ہوتی مگر دل پر اس کی وجہ سے ایسا سخت صدمہ پہونچا ہے کہ اب قطعاً ارادہ ہوتا ہے کہ ہرگز ایسے فعل کے قریب نجاؤں اس کی وجہ سے قلب پر ظلمت اور پریشانی بہت ہوتی ہے یا تو مجھ میں کوئی خرابی ہے یا عورت میں ورنہ باطنی طور پر مواخذہ کی صورت کیوں قائم ہوتی ہے مگر حقوق العباد کا خیال کرتا ہوں تو ہر طرف رستہ بند پاتا ہوں

اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے

تحقیق۔ تشخیص سبب میں تو آپ ہی کی رائے کو اسلئے راجح سمجھتا ہوں کہ اپنی حالت کا خود زیادہ اندازہ ہو سکتا ہے پھر ماشاء اللہ خداداد فہم بھی میسر ہے لہذا اسی کو سبب قرار دیکر عرض کرتا ہوں کہ نہ آپ میں خرابی ہے نہ عورت میں اور نہ فعل موجب مواخذہ ہے اور نہ یہ اثر فرد مواخذہ کی ہے میرے خیال میں آپ کا قلب اور دماغ ضعیف ہے اور ایسے شخص کو اس فعل سے بوجہ تحلل روح طبعی تکدر و پریشانی ہوتی ہے یہ ظلمت روح حیوانی میں ہے نہ کہ روح انسانی میں خصوص ایسی حالت میں کہ ہمبستری کا نفس میں شدید تقاضا نہ ہو محض استجلاب شہوت والتذاذ یا ادائے حق اہل کیلئے ایسا کیا جاوے علاج اس کا بجز اس کے کچھ نہیں کہ مقویات دماغ و قلب کا استعمال مدت معتد بہا تک رکھیئے اور اس فعل میں تقلیل کیجئے یعنی جب بہت ہی تقاضا ہو اسوقت توجہ کیجئے باقی تقصیر حق کا شبہ ہو تو اول تو لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا دوسرے اس سے کہدیجئے کہ اگر اس اکتفا پر تم راضی ہو تو فبہا ورنہ میں بجائے امساک کے تصریح پر راضی ہوں۔ اگر تم چاہو جب وہ اکتفا پر راضی ہوگی تو پھر تقصیر میں شرعًا ملامت نہ رہیگی۔

حال۔ آجکل قلب میں چینی ہے جب ذکر میں مشغول ہوتا ہوں آرام ملتا ہے اور رقت آواز سُنائی دیتی ہے کہ کوئی قرآن شریف کی آتیں میرے سامنے پڑھتا ہے کبھی عذاب کی آیت کبھی ثواب کی کبھی ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ کبھی ان المجرمین فی ضلال و سعر وغیرہ معلوم نہیں کیا قصہ ہے۔

تحقیق۔ سبب اس کا میری رائے میں ضعف دماغ ہے اس کا علاج بھی ضروری ہے۔

سوال۔ والد صاحب کے ضعف پیری میں روزانہ ترقی ہے چارپائی سے جب کوئی پکڑتا ہے تب اُٹھتے ہیں اسی حالت کو دیکھکر دور دراز کے سفر سے اسوقت ذرا دل رکتا ہے مجبوری ہے

جواب۔ سفر کی ضرورت نہیں جلدی جلدی حالات سے اطلاع دینا ضروری اور کافی ہے

ترتیبیہ حصہ مذکور ص۲۳

مخلوق کا خوف خالق سے زیادہ ہونا منجملہ امورِ طبعیہ ہے

حال۔ حضور میں اس بات کے لکھنے سے ڈرتا ہوں کہ شاید حضور کو ناگوارِ خاطر ہو مگر چونکہ میری ایک حالت یہ بھی ہے کہ اس وجہ سے عرض کرتا ہوں۔ حضور معاف فرمادیں وہ

یہ کہ مجھکو بعض وقت حضور کی ناخوشی کا اتنا ڈر اور خوف معلوم ہوتا ہے کہ اتنا اللہ تعالیٰ شانہ کا نہیں معلوم ہوتا۔ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کی طرح حضور ہر وقت میرے افعال سے اطلاع نہیں رکھتے مگر محض اس خیال سے کہ ؎

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست
دست او جز قبضۂ اللہ نیست

شاید کوئی حرکت حضور کی مرضی کے خلاف ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے حضور کو مطلع فرمادیں اور حضور کشیدہ ہوجائیں تو ساری برکتیں مسلوب ہوجائیں اس خوف کے سبب سے میں نہایت تنگ رہتا ہوں اور حضور یہ کیا بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈر نہیں معلوم ہوتا اگر اس میں کوئی خرابی ہو تو حضور دعا فرمادیں۔

تحقیق۔ کوئی خرابی نہیں امور طبعیہ میں انسان بے اختیار ہے اور تفاوت خوف طبعی میں ہے اور خوف عقلی میں تو اس کا عکس ہے اور مبنی اس امر طبعی کا یہ ہے کہ مخلوق کا مشاہدہ کیا ہے خالق کا مشاہدہ نہیں کیا

ترتیبہ حصہ مذکور صہ ۲۷

خوف و رجا دونوں کی ضرورت

حال۔ پورے ایک مہینہ کے بعد آج یہ نالائق پھر محجوبانہ حاضر ہوتا ہے اور حاضر نہ ہو تو اور کیا کرے ؎

زیں انجمن نغانے دیوانہ چوں رود
یک لالہ چوں بزنگ تو در ہیچ باغ نیست

اے میرے مولا لیجئے آپ کے نالائق ...... نے سب کیا کرایا برباد کردیا کچھ باقی نہ چھوڑا ساری کوشش ضائع ہوگئی۔

تحقیق۔ یہ سب بے سوچے لکھا گیا ہے ورنہ کیا ہمارا کیا کرایا جو برباد ہوگیا کیا ہماری کوشش جو ضائع ہوگئی ہو اگر تمام عمر بھی جان کھپاوے تب بھی اس نے کچھ نہیں کیا جب یہ ہے تو اس کے کیا معنی کہ کرنیکے بعد توقع اور کھودینے کے بعد یاس۔ دونوں حالتوں میں خوف اور رجا برابر ہونا چاہیئے۔

حال۔ للہ آپ جلد پہونچیئے اور میرے درد کی دوا کیجیئے۔

تحقیق۔ خدا تعالیٰ سے نسخہ لکھوا دیا نوش کیجیئے۔

حال ؎ سراپا عقدۂ مشکل شدم چوں شبنم غلطاں + تو اے خورشید طلعت بر سر بالیں بیا بکشا

تحقیق۔ جنبش آمد بکشود

حال۔ آپ کے دروازہ پر تو ہزاروں مریض شفایاب ہوتے ہیں ناکام کامیاب ہو کر جاتے ہیں

بس ایک نظر سے اس خستہ حال کو بھی دیکھ لیجئے ایسا نہ ہو کہ اسی رجبت قہقرائے میں ہی خاتمہ ہو جائے۔

تحقیق۔ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی ایسا نہ ہوگا۔

حال ؎ خستہ دلاں بہر طرف منتظر اند صف بصف + رخصت یک نظارہ دہ نرگس سرمہ سائے را

تحقیق۔ ہمارے یہاں نہ انتظار ہے نہ نظارہ میں شک بلکہ ؎

خستہ دلاں زہر طرف مشتغل اند صف بصف + رخصت صد نظارہ ہست نرگس سرمہ سائے را۔ تربیت مذکور ص۱۹

افتقار و انکسار کلید کامیابی ہے

حال۔ حضرت کی دعا کا خواستگار ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کو بھی باکارہ بنادے حضرت میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میری برابر گنہگار دنیا میں کوئی نہ ہوگا اگر اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر رحم نہ کیا تو میں تباہ اور برباد ہوگیا

تحقیق۔ بس یہی افتقار و انکسار کلید ہے کامیابی کی انشاء اللہ تعالیٰ۔

حال۔ حضرت کی خدمت بابرکت میں آنے سے پہلے کسی کیلئے دلمیں محبت معلوم ہوتی تھی کسی کیلئے بغض معلوم ہوتا تھا اب دل میں ان باتوں کا پتہ ہی نہیں جب کبھی یاد آتے ہیں جیسے کہ اور عام لوگ یاد آتے ہیں ویسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ غرض دل میں اس وقت خدا تعالیٰ کی یاد اور محبت کے سوائے اور کچھ نہیں پاتا ہوں یوں معلوم ہوتا ہے۔ دل میں جتنی جگہ ہے سب کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت نے گھیر لیا ہے۔

تحقیق۔ مبارک ہو۔ تربیت حصہ مذکور ص۸

حالت شوق و انس

حال۔ بندہ کی حالت اس سے آگے یہ تھی کہ بہت گریہ وزاری ہوتی تھی حتیٰ کہ بعض وقت کھانا کھاتے دیکھا کہ اچھی ترکاری یا مہین چاول کا کھانا ہے اس وقت خیال میں یہ آتا ہماری طرح آدمی فاقہ میں بھی ہیں اللہ تعالیٰ بندہ کو کیا اچھا کھانا کھلاتا ہے اس پر روتا ہوا کھانے سے ہاتھ اٹھا لیتا تھا۔ اور بعد تہجد وظیفہ کے گریہ خوب ہوتا تھا اس میں دل کو راحت بھی ملتی تھی اور حضور پر اس قدر محبت آجاتی تھی یا بامولنا یا یامولانا کرتا ہوا کھڑا ہو جاتا تھا اب نہ معلوم کیا شان خدا ہے آگے سے کم ہوگیا ہے لیکن ذکر میں راحت خوب ہوتی ہے۔ گریہ میں فرق ہوگیا ہے دعا فرمادیں کہ آگے کی طرح ذوق شوق پیدا ہو۔

تحقیق۔ وہ حالت شوق کی تھی یہ حالت اُنس کی ہے دونوں محمود ہیں اس کو تنزل نہ سمجھا جائے یہ تبدل ہے اور تبدل بھی الی الخیر یعنی ترقی کے ساتھ کیونکہ انس انفع واثبت ہے شوق سے غرض کام میں لگے رہیں ایسے تغیرات کی طرف التفات نہ کریں۔ تربیۃ حصہ مذکور ص ۶

خوش فہمی

حال۔ دار العلوم دیوبند میں درسیات عربیہ ختم کرنے کے بعد کسی شیخ کامل کی طرف رجوع کا ارادہ ہوا جن کا قدم دائرہ شریعت سے نہ نکلا ہو اور یہ بطور اکمل آنحضرت میں موجود ہے لہذا عرض ہے کہ تعلیم سے سرفراز فرمایا جاوے اور تعلیم ہی بیعت سے مقصود ہے بعد مناسبت بمرضی حضور بیعت کی درخواست کیجاوے گی جیسا کہ حضور والا کا طرز وطریقہ ہے۔

تحقیق۔ میں آپ کی خوش فہمی سے بہت خوش ہوا ایسے شخص کو باطنی نفع جلدی ہوتا ہے آپ اپنی کیفیت صحت وقوت ومہلت ومشغلہ سے اطلاع دیجئے یہ خط بھی ہمراہ آوے۔ تربیۃ حصہ مذکور ص ۹

حق تعالیٰ کا خوف مرض نہیں

حال۔ حالت یہ ہے کہ بسا اوقات حضور کو خواب میں دیکھتا ہوں کبھی تو کھانا ساتھ کھاتے ہوئے کبھی بدن ملتے ہوئے اور اکثر نماز میں بھی حضوری کا خیال آجاتا تھا لیکن ہفتہ عشرہ سے یہ حالت ہو رہی ہے کہ نہایت پریشانی ہے یعنی جس وقت سے میں نے اس آیت شریفہ کی تفسیر پڑھی ہے (واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ) ہمہ وقت خوف باریتعالیٰ رہتا ہے جس کی وجہ سے اور کام نہیں کر سکتا امید کہ علاج ارشاد فرماویں گے۔

تحقیق۔ علاج تو مرض کا ہوتا ہے نہ کہ صحت کا یہ حالت تو عین صحت ہے پھر علاج کیسا البتہ اگر اس سے کسی واجب شرعی میں خلل پڑتا ہو تو مکرر پوچھئے۔ تربیۃ حصہ مذکور ص ۱۰۷

حالتِ انکسار

حال۔ کچھ دنوں سے طبیعت ایسی ہو گئی کہ چاہے مجھے کوئی کیسا ہی کچھ برا کہدے مگر طبیعت میں پریشانی اور الجھن نہیں ہوتی۔ بخلاف قبل کہ ناک پر مکھی نہ بیٹھے حدت وحرارت ازحد تھی بارے بدعائے آنحضور بہت تخفیف ہو گئی ہے۔

تحقیق۔ مبارک ہو۔ تربیۃ حصہ مذکور ص ۱۱۰

مدح وذم کے اثر نہ ہونیکی ترکیب

سوال۔ حمد وذم کا اثر بالکلیہ نہ ہو یا کم ہو اس کی کیا ترکیب ہے۔

جواب۔ مادح وذام کو حقیقت سے بیخبر اپنے ظن کا متبع سمجھا جاوے سو وہ اپنی رائے ظاہر کر رہا ہے نیز ان دونوں کو خاناً وکساناً مسخر تکوینی سمجھا جاوے اس مجموعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی تغیر معتدبہ نہ ہوگا۔ تربیۃ حصہ مذکور ص ۱۲۳

خوش فہمی کا مفہوم

سوال۔ ایک ضروری امر قابل دریافت یہ ہے کہ قصد السبیل میں عامی مشغولوں کا دستور العمل لکھا گیا ہے کہ سو دفعہ تکبیر سو تسبیح سو تہلیل۔ عامی غیر مشغول کی بابت ارشاد ہے اشغال کی تعلیم بالکل نہیں چاہیئے۔ اگر شوق استعداد ہو تو اسم ذات تین ہزار سے چھ ہزار تک بدون جہر و ضرب کے بتلادے اس سے زیادہ مناسب نہیں البتہ اگر کوئی عامی صحبت علماء سے مثل علماء کے خوش فہم ہو گیا ہو تو مستثنٰے ہے۔ خوش فہم ہونے سے کیا مراد ہے کیا عجب و حوائل نفسانیہ سے محفوظ رہنے کی قوت ہو یا کیا۔

جواب۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ایسے اشغال سے کچھ واردات و ثمرات پیش آتے ہیں تو وہ شخص ایسا ہو کہ ان کی توجیہ سمجھانے سے سمجھ سکے۔ اور عجب وغیرہ سے محفوظ رہنا بھی اس کا ثمرہ ہے۔ ص۱۲۲ حصہ دوم

غلبہ خوف کا علاج

حال۔ احوال یہ ہے کہ میرا حال یکساں نہیں رہتا کبھی کیسا اور کبھی کیسا کبھی تو دل میں ایمان کی فرحت اور خوشی ہوتی ہے اور دل خوش خوش رہتا ہے اور کبھی اپنے برے وجود کا خیال اور خاتمہ کا خوف غالب رہتا ہے اور دل اندری اندر کہا کرتا ہے کہ دیکھیئے میرا حال کیا ہوگا ایسی حالت میں کمزوری ہو جاتی ہے اور کمزوری میں کچھ نہ کچھ بیماری ہو جاتی ہے۔ بیماری اور خوف دونوں ملی جلی ہوتی ہیں۔ اور نہ بیماری ہی معلوم ہوتی ہے۔ نہ خوف ہی آجکل یہی حالت ہے کہ عرصہ ایک ماہ سے بیمار ہوں اول تو دس پندرہ روز خوف طبیعت پر غالب رہا۔ بعد کو فصلی بیماری ہو گئی۔ بوجہ خوف خاتمہ کوئی بات اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ دل مایوس رہتا ہے اور طبیعت گھبرایا کرتی ہے اور یہی خیال رہتا ہے کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں اور وقت مرگ بہت قریب آتا جاتا ہے۔ نہ معلوم میرا کیا حال ہوگا صحت کے وقت میں یہ خیال کم رہتا ہے اور بیماری کے وقت میں زیادہ خوف رہتا ہے۔ ظاہر میں کچھ بیماری بھی نہیں معلوم ہوتی کچھ نہ کچھ ہلکی تکلیف جسم میں رہتی ہے۔ غرضیکہ طبیعت مایوس رہتی ہے اور دل گھبرایا کرتا ہے خاصکر رات کے وقت زیادہ خوف غالب رہتا ہے اور طبیعت بہت گھبرایا کرتی ہے ایسے وقت میں کیا کیا کروں۔ ایسے وقت میں جو معمول وغیرہ ہیں وہ بھی خوشی سے ادا نہیں ہوتے مشکل سے پڑھا جاتا ہے اور ایسے وقت میں ہر وقت توبہ کرنے کو جی چاہتا ہے اور صحت اور خوشی کے وقت عبادت کرنے کو زیادہ جی چاہتا ہے اور کبھی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل میں بہت جوش و خوشی و محبت ہے اور کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل میں کچھ ہے ہی نہیں صحت اور خاتمہ بخیر کی دعا کیجئے۔

تحقیق۔ جو کچھ مجموعی حالت لکھی ہے اس سب کا حاصل قبض و بسط ہے اور دونوں حالتیں نہایت رفیع ہیں اور دونوں سے قرب حق بڑھتا ہے اسواسطے دونوں کو نعمت سمجھکر شکر کرنا چاہئیے۔ قبض کے غلبہ کے وقت اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت میں یا تلاثین ترجمہ اربعین میں کتاب الرجا یعنی خدا کی رحمت کی امید کا مضمون بار بار دیکھنا چاہئیے میں بھی دعا کرتا ہوں۔ تربیۃ حصہ مذکور ص ۲۵

افتقار و انکسار کلید کامیابی ہے

حال۔ باقی حضرت کی دعا کا خواستگار رہوں کہ اللہ تعالے اس ناکارہ کو بھی باکارہ بنادے حضرت میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میری برابر گناہ گار دنیا میں کوئی نہ ہوگا اگر اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر رحم نہ کیا تو میں تباہ اور برباد ہوجاونگا۔

تحقیق۔ بس یہی افتقار و انکسار کلید ہے کامیابی کی انشاء اللہ تعالیٰ۔ تربیۃ حصہ مذکور ص ۵۵

ضعف دماغ پریشانی کا باعث نہ ہونا چاہئیے

حال۔ نہایت ادب سے التماس خادم کی یہ ہے کہ عرصہ کامل ایکسال کا ہوا دماغ کی حالت بدستور چلی جاتی ہے ترطیب دماغ و خمیرہ بادام وغیرہ کا بھی اکثر استعمال کیا گیا۔ مگر معتد بہ فائدہ نہیں ہوا ذکر جہر تو قطعاً نہیں کرسکتا صرف لسانی کرتا ہوں مابین مغرب و عشا تین ہزار بار اسم ذات پاک کا معمولی ہے اور بعد تہجد کے دوازدہ تسبیح کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ بھی لسانی ضرب جہر قطعاً نہیں ہوسکتا چند یوم سے ایسا ہوتا ہے کہ تین ہزار بھی مشکل ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا دماغ پر کوئی میخ رکھکر دباتا ہے حکیم صاحب سے حال کہا گیا انہوں نے بھی ترطیب دماغ وغیرہ کی دوائیں استعمال کرائیں جب معتد بہ فائدہ نہ ہوا تو میں نے عرض کیا کہ حکیم صاحب میرا دماغ کبھی اچھا بھی ہوگا یا نہیں تو فرمایا تمہاری ہمیشہ یہی حالت رہیگی۔ جب سے میں نہایت پریشان ہوں۔ خدا جانے کیا سبب ہے۔

تحقیق۔ پریشانی کی کیا بات ہے۔ کیا ضعیف دماغ والوں پر خدا تعالیٰ کا راستہ بند ہے اگر ایسا ہوتا تو مرض کے متعلق احکام شرعیہ نہ ہوتے بلکہ مریض تو بہ نسبت صحیح کے مقصود سے زیادہ قریب ہے چنانچہ احادیث میں تصریح ہے کہ اگر مرض کی وجہ سے اعمال غیر فریضہ میں کچھ کمی رہجاتی ہے تب بھی اجر پورا ملتا ہے اور فریضہ میں بھی مریض کو بہت تخفیف و تسہیل دیگئی ہے

حال تعجب یہ ہے کہ اور وقت میں کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ مگر ذکر کے وقت زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ اگر کمزوری وغیرہ سمجھا جاوے تو درد وغیرہ کی کبھی شکایت نہیں ہوتی ہر وقت تلاوت

قرآن شریف بھی گرانی محسوس ہوتی ہے لہٰذا خادم نہایت پریشان ہے۔

تحقیق۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ توجہ کو ایک طرف کرنے میں گرانی ہوتی ہے سو یہ امتحان کرکے اطلاع دیں کہ یکسوئی کی تحصیل میں زیادہ مبالغہ نہ کیا جاوے۔ تب کیا حال ہوتا ہے۔

حال۔ واللہ دل تو یہ چاہتا ہے کہ ذکر اسم ذات پاک کرتے کرتے شام سے صبح کردوں مگر دماغ کام نہیں دیتا عجب کشمکش میں مبتلا ہوں۔ حضور اقدس للہ اس ناکارہ کی دستگیری فرمائیے اور دل سے دعا فرمائیے تاکہ یہ ناکارہ حضور والا کی توجہ خاص اور دعا کی برکت سے اس ور طالم سے پار ہوجاوے۔

تحقیق۔ دعا سے کیا انکار ہے مگر امتحان مذکورہ بالا کر کے نتیجہ سے ضرور اطلاع دیں۔ تربیتہ مذکور ص ۵۹

حقیقت جذبہ

سوال۔ جذبہ کی کیا حقیقت ہے۔

الجواب۔ بلا واسطہ اکتساب و مجاہدہ جو احوال باطنیہ حاصل ہو جاتے ہیں اس کو جذب کہتے ہیں اور اجتبا و محبوبیت اور مرادیت بھی کہتے ہیں فقط واللہ اعلم التکشف ص ۲

کرامت کے متعلق تحقیق انیق

مقدمہ

مسئلہ اول۔ جاننا چاہیے کہ خلاصہ کلام محققین کا اس باب میں یہ ہے کہ کرامت اس امر کو کہتے ہیں جو کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی متبع کامل سے صادر ہو۔ اور قانون عادت سے خارج ہو پس اگر وہ امر خلاف عادت نہ ہو تو کرامت نہیں ہے اور جس شخص سے وہ امر صادر ہوا ہے اگر وہ کسی نبی کا متبع اپنے کو نہیں کہتا وہ بھی کرامت نہیں ہے جیسے جوگیوں ساحروں وغیرہم سے بعض امور ایسے سرزد ہو جاتے ہیں اور اگر وہ شخص مدعی اتباع کا تو ہے مگر واقع میں متبع نہیں ہے خواہ اصول میں خلاف کرتا ہو جس طرح اہل بدعت یا فروع میں جیسے فاسق و فاجر اس سے بھی اگر ایسا امر صادر ہو وہ بھی کرامت نہیں ہے بلکہ استدراج ہے۔ جس کا ضرر یہ ہے کہ یہ شخص بوجہ خرق عادت کے اپنے کو کامل سمجھتا ہے اور اس دھوکہ میں کبھی حق کے طلب کرنے اور اتباع کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ نعوذ باللہ کس قدر خسران عظیم ہے پس کرامت اس وقت کہلائے گی جبکہ اس کا محل صدور مومن متبع سنت کامل التقویٰ ہو اب ہمارے زمانہ میں جس شخص سے کوئی فعل عجیب سرزد ہو جاتا ہے اس کو غوث و قطب قرار دیدیتے ہیں خواہ اس شخص کے کیسے ہی عقاید ہوں۔ اور کیسے ہی اعمال و اخلاق ہوں یہ بہت بڑی غلطی ہے بزرگوں نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کسی شخص کو ہوا میں اڑتا ہوا

پانی پر چلتا ہوا دیکھو مگر وہ شریعت کا پابند نہ ہو تو اس کو بالکل ہیچ سمجھو۔

مسئلہ دوم۔ اور جاننا چاہیئے کہ کرامت کے لئے نہ اس ولی کو اس کا علم ہونا ضروری ہے اور نہ اس کے متعلق قصد کا متعلق ہونا ضروری ہے اور احیاناً علم ہوتا ہے اور قصد نہیں ہوتا اور کبھی علم و قصد دونوں ہوتے ہیں اس بنا پر کرامت کی تین قسمیں ٹھہریں۔ ایک قسم وہ جہاں علم بھی ہو اور قصد بھی جیسے نیل کا جاری ہونا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرمان مبارک سے اور دوسری وہ جہاں علم ہو اور قصد نہ ہو جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے فصل میووں کا آجانا تیسری قسم وہ جہاں نہ علم ہو نہ قصد جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مہمانونکے ساتھ کھانا کھانا اور کھانیکا دو چند سہ چند ہو جانا چنانچہ خود حضرت صدیق اکبر رض کو تعجب ہوا جس سے ان کے علم و قصد کا پہلے سے متعلق نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور ایک احتمال حصر عقلی میں سے خلاف واقع ہے کہ قصد ہو اور علم نہ ہو۔ کیونکہ بدون علم قصد ممکن نہیں اور لفظ تصرف و ہمت کا صرف قسم اول پر اطلاق کیا جاتا ہے قسم ثانی و ثالث کو تصرف نہیں کہتے البتہ برکت و کرامت کہلاتی ہے

مسئلہ سوم۔ اور جاننا چاہیئے کہ ایک اور اعتبار سے کرامت کی دو قسم ہیں ایک حسی ایک معنوی عوام لوگ اکثر حسی کو جانتے ہیں اور اسی کو کمال شمار کرتے ہیں جیسے مافی الضمیر پر مطلع ہو جانا پانی پر چلنا ہوا پر اڑنا وغیرہا اور خواص کے نزدیک بڑا کمال کرامت معنوی ہے یعنی شریعت پر مستقیم رہنا۔ مکارم اخلاق کا خوگر ہو جانا۔ نیک کاموں کا پابندی و بے تکلفی سے صادر ہونا حسد و کینہ و دیگر صفات مذمومہ سے قلب کا طاہر ہو جانا کوئی سانس غفلت میں نہ گذرنا یہ وہ کرامت ہے جس میں استدراج کا احتمال نہیں بخلاف قسم اول کے کہ اس میں یہ احتمال موجود ہے اسی واسطے کاملین صدور کرامت کے وقت بہت ڈرتے ہیں کہ یہ استدراج نہ ہو یا خدانخواستہ اس سے نفس میں عجب نہ پیدا ہو جاوے۔ یا اس کی وجہ سے عوام میں شہرت و امتیاز پیدا ہو کر موجب ہلاکت ہو بلکہ بعض نے فرمایا ہے کہ بعض اولیاء نے مرتے وقت تمنا کی ہے کہ کاش دنیا میں ہماری کوئی کرامت صادر نہ ہوتی تاکہ اس کا عوض و اجر بھی آخرت میں ملتا کیونکہ یہ امر مقرر ہے کہ جس قدر دنیا میں کسی نعمت میں کسی کو کمی رہیگی اس کا بدلہ آخرت میں عنایت ہوگا۔

مسئلہ چہارم۔ اور جاننا چاہیئے کہ بعض علماء نے کرامت کی قوت ایک حد خاص تک معین کی ہے اور جو امور نہایت عظیم ہیں جیسے بدون والد کے اولاد پیدا ہونا۔ یا کسی جماد کا حیوان بن جانا یا ملائکہ کا باتیں کرنا اس کا صدور کرامت سے ممتنع قرار دیا ہے مگر محققین

کے نزدیک کوئی حد نہیں کیونکہ وہ فعل پیدا کیا ہوا اللہ تعالیٰ کا ہے۔ صرف ولی کے ہاتھ پر اسکا ظہور ہوگیا ہے واسطے اظہار کرامت و قرب و مقبولیت اس ولی کے سو اللہ تعالیٰ کے قدرت کی جب کوئی حد نہیں پھر کرامت محدود کیسے ہو سکتی ہے رہا یہ شبہ کہ معجزہ کے ساتھ مساوات لازم آنیکا احتمال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب صاحب کرامت خود کہتا ہے کہ میں نبی کا غلام ہوں تو جو کچھ اس سے ظاہر ہوا ہے بہ تبعیت اُس نبی کے ہے استقلالاً نہیں۔ جو اس شبہ کی گنجایش ہو البتہ جس خرق عادت کی نسبت نبی کا ارشاد ہو کہ اس کا صدور مطلقاً محال ہے وہ بطور کرامت کے سرزد نہیں کر سکتے۔ جیسے قرآن مجید کا مثل لانا۔

مسئلہ پنجم۔ اور جاننا چاہیئے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اپنی کرامت کا اخفا واجب ہو مگر جہاں اظہار کی ضرورت ہو یا غیب سے اذن ہو یا حالت اس قدر غالب ہو کہ اس میں قصد و اختیار باقی نہ رہے یا کسی طالب حق و مرید کے یقین کا قوی کرنا مقصود ہو وہاں اظہار جائز ہے۔

مسئلہ ششم۔ اور جاننا چاہیئے کہ بعض اولیاء کاملین کا مقام غلبۂ عبودیت و رضا کا ہوتا ہے اسلئے کسی شے میں وہ تصرف نہیں کرتے اس وجہ سے ان کی کرامتیں نہیں معلوم ہوتیں۔ اور بعضوں کو قوت تصرف ہی عنایت نہیں ہوتی تسلیم و تفویض ہی ان کی کرامت ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ولایت کے لئے کرامت کا وجود یا ظہور ضروری نہیں۔

مسئلہ ہفتم۔ اور جاننا چاہیئے کہ بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات و خوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر معنیً حد تواتر تک پہنچ گیا ہے۔

مسئلہ ہشتم۔ اور جاننا چاہیئے کہ کرامت کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ اسباب طبعیہ سے وہ اثر پیدا نہ ہوا ہو خواہ وہ اسباب جلی ہوں یا خفی اس مقام پر لوگوں کو دو غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں بعض تو مطلق عجیب امور کو کرامت سمجھتے ہیں اور عاملوں کے معتقد کمال بن جاتے ہیں آجکل اس قسم کے بہت قصے واقع ہو رہے ہیں۔ مسمریزم فریمشن حاضرات ہمزاد کا عمل عملیات و نقوش طلسمات و شعبدات تاثیرات عجیبہ ادویات سحر چشم بندی وغیرہا کہ اس میں بعض کے آثار تو محض خیالی ہیں اور بعض کے واقعی بھی ہوں تو اسباب طبعیہ خفیہ سے مربوط ہیں کرامت ان سب خرافات سے منزہ ہے اور بعض کرامات کو بھی قوت طبعیہ پر محمول کرکے سب کو ایک لکڑی ہانکتے ہیں۔ صاحب بصیرت طالب حق کو قرائن قویہ سے بنظر انصاف فرق معلوم ہو جاتا ہے کہ اس فعل میں قویٰ طبعیہ کو دخل ہے یا محض قوت قدسیہ ہے

یاکسی قوت کو بھی دخل نہیں محض کائن عن الغیب ہے۔

مسئلہ نہم ۔ اور جاننا چاہیئے کہ جس فعل کا ظاہری قوی سے کرنا ممنوع ہے۔ جیسے کسی بیگناہ کو قتل کر دینا یا کسی کے قلب پر زور ڈالکر اس سے کچھ روپیہ لے لینا یا کسی کا راز پنہانی معلوم کرنا یا قصداً نامحرم کی طرف التفات کرنا بعض لوگ مطلقاً خرق عادت کو شعبۂ ولایت کا سمجھ کر ان سب تصرفات کو حلال اور داخل کرامت سمجھتے ہیں۔

مسئلہ دہم ۔ اور جاننا چاہیئے کہ ولی سے احیاناً کوئی امر ناجائز صادر ہو جانا بشرطیکہ اس پر اصرار نہ ہو اور تنبیہ کے وقت توبہ کرلے یا کسی اختلافی مسئلہ میں غلط شق کو اختیار کرنا ولایت وکرامت میں قادح نہیں ہے یہ کل دس مسئلہ ضروری اس باب کے متعلق ہیں التکشف صہ ۹

علاج بعض اقسام قبض

سوال ۔ اب کچھ اپنی تباہی کا حال بیان کرتا ہوں امیدوار ہوں کہ سمع خراشی کی بابت معاف فرمایا جاؤں جس کا یقین کامل ہے حضرت اب تو نہایت ابتر حالت ہے وظیفہ وغیرہ سب ترک ہے اگر بجبر تسبیح لیکر بیٹھتا ہوں جی گھبراتا ہے قید شمار تسبیح سے جی الجھتا ہے تب خاموش بیٹھ جاتا ہوں اُس میں البتہ کبھی کچھ عرصہ تک نیند کہوں یا کیا کہوں خبر نہیں ہتی کہ کہاں ہوں اور کیا ہوں ہاں اتنا ضرور ہے کہ شغل اشغال قطعاً بند ہیں کیونکہ دل الجھتا ہے لیکن اس کا نہ ہونا ہر دم سوہان روح ہے اور ایک بات یہ بھی کہتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا جانے میں کچھ سمجھتا ہوں اور ہو کچھ اور وہ یہ ہے کہ زیادہ اوقات میں اور کبھی کبھی ہر کام میں اور کبھی کبھی نہیں بھی دھیان اللہ کا دل میں رہتا ہے اگر کچھ تسکین اسوقت ہے تو اس سے ہے کہ اگرچہ زبانی یا بقصد تسبیح کے ذکر نہیں کرتا ہوں خیر یہ بھی غنیمت ہے کہ کبھی دھیان تو اپنے اللہ کا آجاتا ہے پیشتر جو سوز گداز اور غلبہ رہتا تھا اس کا پتہ بھی نہیں ہے اب فرمائیے کہ یہ کیا حالت واقع ہوئی اور کیا علاج کیا جاوے کل صفحہ ۹۶ رسالہ تعلیم الدین پڑھ رہا تھا۔ کہ ایک موقع جہاں پر حضور نے لغزشات سالک تحریر فرمائی ہیں نظر سے گذرا بجنسہ اپنی حالت کو اغراض حجاب تفاضل سلب مزید سلب قدیم تسلی میں مبتلا پایا لیکن الحمد للہ کہ عداوت نہیں پائی جاتی اب فرمائیے کیا ہوا اور کیا کروں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ سالک اگر عبادت میں کوتاہی کرتا ہے تو راجح ہو جاتا ہے اب فرمائیے کہ میں کس ذیل میں ہوں للہ جلد جواب دیجئے گا۔ اور علاج فرمائیے گا کیونکہ تحریر مذکور الصدر کو دیکھکر میرا دل بیقرار ہو گیا ہے۔ اور بدحواسی سی

پیدا ہو جاتی ہے جس کا کیا بیان کروں دل ہی جانتا ہے اگر خدانخواستہ کوئی بات خلاف ظہور میں آوے تو اللہ کو علم ہے کہ میری کیا حالت ہوگی۔ للہ صاف صاف جواب تحریر فرمایئے گا ہرچہ بادا باد اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرماویں پیشتر اس قدر تسبیح پڑھتا تھا کہ تیس تیس ہزار تسبیح علاوہ نماز و نوافل کے روزمرہ ہو جاتی تھیں اور ایک ذوق ہوتا تھا اب قسمت میری یہ حالت واقع ہوئی بہرحال اللہ کا شکر ہے پیشتر جوش و خروش ابتدا میں تھا اب ایک معمولی حالت ہو گئی ہے کوئی نئی بات نہیں معلوم ہوتی بلکہ پیشتر سے اپنے میں بدرجہا کمی معلوم ہوتی ہے میرے خیال میں پیشتر سے بعوض ترقی کے کمی معلوم ہوتی ہے اب آپ تحریر فرمائیے کیا ہے خدانخواستہ جو عبارت تعلیم الدین میں تحریر ہے جس کا حوالہ دیا گیا ہے وہ کیفیت تو نہیں ہے مختصراً یہ عرض ہے کہ اب ذکر وغیرہ کچھ نہیں بن پڑتا ہے البتہ میرے خیال میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مگر کچھ ضرور ہے کیونکہ دل میں اللہ کی یاد کبھی کبھی ضرور رہتی ہے یہ کمی اشغال و معمولات میں نہ معلوم کیوں ہو گئی۔ براہ کرم مطلع فرمایا جاؤں بعض دفعہ اپنی تصویر مجسم اپنے روبرو بیٹھے ہوئے نظر آتی ہے۔ ہر چند آنکھ بند رہتی ہے کبھی کبھی آنکھ بند کر لینے سے جو چیز روشن ہو یا مثل رنگ آسمان کے ہو آنکھوں پر ہاتھ رکھ لینے سے بھی نظر آتی ہے مثلاً ایک تجربہ یہ کہ ایک روز اپنی چارپائی پر لیٹا ہوا تھا سامنے دروازہ کے ایک چھجہ تھا اور اس پر کچھ کھلا ہوا مطلع اندر مکان سے نظر پڑتا تھا آنکھ بند کر کے جو دیکھا تو وہی نقشہ نظر آیا پھر آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر دیکھا بجنسہ نظر آیا فقط

الجواب : مشفقم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا حال اچھا خاصہ ہے عبادت کے مختلف طریقے ہیں فکر بھی عبادت ہے ذکر بلا قید عدد بھی عبادت ہے اپنے کو ذلیل وخوار قاصر و ناقص سمجھنا بھی عبادت ہے غرض مقصود ہر حال میں حاصل ہے ہاں مذموم حالت دو ہیں ایک معصیت دوسرے غفلت سو یہ بفضلہ تعالیٰ نہیں ہے رہا غلبہ اور شوق یہ حالات عارضیہ میں سے ہے اس کا فقدان سالک کو مضر نہیں اور نہ یہ کیفیت بعینہ قائم و دائم رہ سکتی ہے۔ جن حجابات کا آپ کو شبہ ہو گیا ہے وہ محض وہم ہے اور کچھ نہیں ہے آپ بلا دلیل محض تقلید سے میری تحریر پر مطمئن رہیئے۔ اور اپنے کام میں سہولت اور راحت سے لگے رہئے پریشانی سے البتہ قلب ضعیف ہو جاتا ہے جس میں مضر ہونے کا احتمال ہے غرض نہ آپ مریض نہ علاج کے محتاج البتہ فن کے نہ جاننے سے صحت کی خبر نہیں سو یہ بھی کوئی ضرر کی بات

نہیں۔ اس میں جو تحریر فرمایا ہے[ع] وہ تصرف قوۃ متخیلہ کا ہے اکثر حس مشترک میں الوان و انوار مرئیہ کے رہ جاتے ہیں جو آنکھ بند کرنے سے بھی نظر آتے ہیں نہ یہ محمود ہے نہ مذموم تردد نہ فرماویں (التکشف صـ۱۲)

علاج بعضے اقسام وحشت و سوزش قلبی

سوال: یہاں ایک حافظ صاحب ہیں پیشہ نعلبندی کا کرتے ہیں اور درویش دوست اور ذاکر و شاغل آدمی ہیں کل انھوں نے بندہ سے کچھ اپنے حالات کہے اور اصلاح چاہی بندہ نے عذر کیا کہ میں طفل مکتب ہوں اصلاح و علاج سے کیا علاقہ اور حضور کا پتہ بتا دیا انھوں نے اصرار کیا کہ تو ہی ایک عریضہ لکھ۔ حال یہ ہے کہ یہ صاحب ایک پنجابی درویش صاحب خاموش صاحب نامی کے پاس کسی وقت میں حاضر ہوئے تھے طبیعت کے نہایت غبی ہیں لیکن قرآن شریف حفظ کرنے کا شوق بے حد تھا درویش صاحب نے دعا کی جس سے بالکل خلاف امید اسی سال میں قرآن شریف حفظ ہو گیا تب انھوں نے انہیں کی صحبت چند روز اختیار کی بیعت تو نہیں ہوئے مگر کچھ سیکھ لیا جب سے انکی یہ حالت تھی کہ صرف سد رمق کی مقدار پیشہ نعلبندی میں کما لینا اور جب اتنا مل گیا تو نعل باندھنے سے بھی انکار کر دینا ان کے بیوی بچے بھی مر گئے مگر ان کو مطلق پروا نہیں نعل باندھتے ہیں اور جماعت قضا نہیں ہوتی اگر کوئی اہل اللہ ملجاتا ہے تو نعلبندی کی بھی پرواہ نہیں قرآن شریف نہایت اچھا پڑھتے ہیں اب چند روز ہوئے کہ ایک فقیر صاحب بجنور میں آئے تھے ظاہر پابند شریعت تھے۔ بہت لوگ ان کی طرف رجوع تھے بعض اشخاص نے ان سے بھی کہا کہ مل لو انھوں نے اول انکار کیا مگر لوگوں کے اصرار سے چلے گئے۔ فقیر صاحب نے ان کو پاس بلا کر دو زانو بٹھلایا اور کہا آنکھیں بند کرو اور زبان کو تالو سے لگا کر سانس میں خیال کرو کیا آواز معلوم ہوتی ہے انھوں نے اسی طرح کیا معلوم ہوا کہ نیچے اوپر دونوں سانسوں میں اللہ اللہ نکلتا ہے۔ فقیر صاحب نے فرمایا اسی طرح روز ذکر کیا کرو۔ انھوں نے چند روز کیا اب کہتے ہیں کہ میرے سینہ میں سوزش ہے اور قلب میں وحشت اس قدر ہو گئی ہے کہ کسی کام میں دل نہیں لگتا حتی کہ نماز و تلاوت میں بھی دل گھبراتا ہے کہتے ہیں کہ قریب ہے کہ نماز چھوڑ دوں۔ احقر نے ہر چند عذر کیا مگر انھوں نے کہا ضرور کچھ بتا دو۔ اب حضور کوئی علاج ارشاد فرماویں۔

[ع] یہ جواب ہے اس عبارت کا جس میں سائل نے لکھا تھا کہ لون آسمان وغیرہ کا آنکھ بند کرنے سے نظر آتا ہے۔

جواب - ان صاحب سے کہدیجئے کہ گھبرادیں نہیں اور وہ ذکر اگر اب بھی کیا کرتے ہوں تو ان سے کہدیجئے کہ اس کو بالکل چھوڑدیں اور بجائے اس کے اتنا وقت تلاوت قرآن یا درود شریف میں صرف کریں اور چلتے پھرتے بھی درود شریف پڑھیں - اور ہر نماز کے بعد اور رمضان شریف میں صرف مغرب وعشا کے بعد اور سحر کھا کر درود شریف گیارہ مرتبہ پانی پر دم کر کے پیا کریں اور خلوت میں بیٹھ کر اپنے قلب پر چاند کا تصور کیا کریں اور آب تازہ یا آب گرم سے جو موافق مزاج ہو روزانہ غسل کر لیا کریں اور تین چار روز کے بعد اپنے حالات سے پھر اطلاع دیں انشاء اللہ تعالےٰ بالکل سکون ہو جائیگا - اور آیندہ سے اس کا خیال رکھیں کہ ہر شخص کی تعلیم پر خصوصاً سیاحوں کی ہرگز عمل نہ کریں کسی شیخ محقق کو اپنا عروہ وثقی بنالیں والسلام - ۲۵ شعبان ۱۳۲۱ھ التکشف ص۲۰

معالجہ صدمہ مفرط

سوال - میرے مولٰنا مرشدنا السلام علیکم - مجھ پر اس وقت ایک حادثہ بہت بڑا گذرا ہے کہ جس کے بارگراں کا متحمل میرا قلب نہیں ہوتا ہے - میرا فرزند جگر بند بعمر ۱۹ سال کہ اُس نے اپنی ذاتی لیاقت سے انٹرنس پاس بھی کر لیا تھا اب زمانہ اس کے پھل پھول کا آیا تھا ایک سخت برض ہیضہ مبتلا ہو کر راہی ملک عدم ہوا چونکہ وہ میرے ایک ہی لڑکا تھا دنیا میں میرا قصہ ختم ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون ۝

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا   بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

آپ للہ میرے واسطے دعائے صبر فرمائیگا ورنہ مجھکو وحشت ہوا چاہتی ہے یا کچھ پڑھنے کو تبلائیگا - فقط -

جواب - مجمع اخلاق والطاف دام لطفہم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ - صاحبزادہ کے انتقال سے رنج ہوا اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادیں اور آپ صبر جمیل بخشیں آپ کیمیائے سعادت یا اُس کے ترجمہ اکسیر ہدایت کا باب صبر نکالکر تکرار مطالعہ کیجئے اور لاحول اُٹھتے بیٹھتے کثرت سے پڑھئے اور احیا میں جس کے ساتھ زیادہ عقیدت ہو اس کی صورت کا بکثرت خیال رکھئے انشاء اللہ تعالی سکون ہو جاویگا - میں بھی دعا خیر کرتا ہوں - چونکہ آپ کو میرے ساتھ دینی تعلق ہے جس سے خیر خواہی میں تکلف کی اجازت نہیں اس لیے یہ بھی لکھنا ضرور ہوا کہ اس انتقال کے رنج سے زیادہ اس بات کا رنج ہے کہ آپ نے وجہ تاسف میں اقتضائے

طبعی سے تجاوز کر کے وجہ عقلی اس کی یہ لکھی ہے کہ انٹرنیس پاس کرلیا تھا اور اب زمانہ اُس کے پھل پھول کا آیا تھا دنیا میں اب میرا قصہ ختم ہوگیا اھ تو معلوم ہوا کہ زیادہ تاسف کی وجہ حظوظ دنیا کا فوت ہو جانا ہے تو گویا اعظم مقصود دنیا ہے طالب حق کی زبان و قلم سے ایسے کلمات نکلنا ایسا ہے جیسا موحد کی زبان سے کلمات شرک نکلنا۔ اُس مصیبت سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ قلب ایسا کیوں ہے جس کی یہ آرزو ہیں اس کی اصلاح ضروری ہے

۱۷ر جمادی الاولی ۱۳۳۲ھ
التکشف ص ۲۳

حال۔ مرحومین کے انتقال کا صدمہ اور یاد باوجود سعی بسیار کے بھی کم نہیں ہوتی۔ اوقات تنہائی نماز تلاوت۔ ذکر یا بیکاری میں بہت کثرت ہو کر اکثر دل پر غالب آجاتی ہے جس سے آہ واہ کے علاوہ اشکباری تک نوبت پہونچتی ہے خیال ہوتا ہے کہ اس قدر شغف یا محویت شرعاً قابل مواخذہ نہ ہو۔

تحقیق۔ نہیں امر طبعی میں مواخذہ نہیں۔

حال۔ کیونکہ یاد الٰہی کے اوقات کے وقت بھی اس کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

تحقیق۔ معذوری ہے۔

حال۔ اس خیال اور یاد کو بالکل دور ہونے کے لئے بعض دفعہ خیال ہوتا ہے کہ لاحول یا استغفار یا درود شریف پڑھی جائے اور جناب الٰہی میں دعا کی جائے کہ مجھے اس صدمہ سے نجات دیں مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال آجاتا ہے کہ مرحومین کو بھلانے کی کوشش کرنا کہیں خلاف مروت نہ ہو حقیقت سے آگاہی بخشی جاوے۔

تحقیق۔ بھلانا خلاف مروت وہ ہے کہ جو یاد اُن کے لئے مفید ہے اس کو بھلایا جاوے اور ظاہر ہے کہ اس سے ان کو کیا فائدہ اور آپ کو ضرر اسلئے بھلانے کی کوشش ضروری ہے البتہ ان کو ایصال ثواب وغیرہ یہ نہ ترک کیا جاوے یہ بھلانا ہے جو خلاف مروت ہے۔

تربیۃ حصہ ہفتم ص ۴۹

عجیب مضامین و ارادہ کا ضبط کرنا

حال۔ نیز یہ کہ اکثر فارغ اوقات میں اور کبھی اثناء ذکر میں مضامین سلوک و اصلاح اخلاق کے ذہن میں آتے ہیں کبھی خدا کی رحمت و قرب کے متعلق کبھی اس کے متعلق کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں ہمارے افعال کو اور علیم بذات الصدور و سمیع علیم ہیں اور پھر ایسے مضامین کا سلسلہ خیال میں

دیر تک قرار پکڑتا ہے اور پھر اس کے غلبہ سے تقاضا ہوتا ہے ان مضامین کے ضبط کرنے کا اس سے فارغ اوقات میں تو کبھی اوقات ذکر میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ گو ناغہ نہیں ہوتا شدید ایک ماہ میں دو یا تین دفعہ ہوا ہو مگر جب اس وجہ سے ذکر کے اوقات میں تاخیر ہو جاتی ہے تو بے وقت ہو جانے سے قلب پر تعب ہوتا ہے اور اثناء ذکر میں بھی توجہ ذکر کی جانب نہیں رہتی تو اس وقت کیا کروں کیا اس طرف سے خیال کو ہٹا لوں یا نہ اور ان مضامین کے تصور اور ضبط کرنے میں لذت و فرحت ہوتی ہے۔ یہ خیال کر کے کہ میرے لئے راہ سلوک میں معین ہونگے وقتاً فوقتاً ان کے مطالعہ سے ہمت ہو گی۔ پھر بعد میں یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ کہیں یہ موانع نہ ہوں مقصود اصلی سے اس کے متعلق میری اصلاح فرما دیں۔

تحقیق۔ کوئی عجیب بات ہوا کرے ضبط کر لیا کیجئے۔ تربیتہ حصہ ششم ربع دوم ص۱

میت کی حالت کے متعلق غم کا علاج

حال۔ یہ خیال ہر وقت پریشان رکھتا ہے کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا معاملہ والدہ صاحبہ کا رہا مغفرت ہو گئی یا اس کے خلاف دل کو بہت سمجھاتا ہوں۔ بہلاتا ہوں مگر قلب و دماغ پر سے یہ بات علیحدہ نہیں ہوتی لیکن قلب کیلئے اس عریضہ کا جواب اور جو علاج مناسب ہو جلد تحریر فرما دیں۔

تحقیق۔ مغفرت کے واسطے ایصال ثواب کیجئے۔ چونکہ ثواب پہنچانے سے مغفرت ہوتی ہے اس سے امید بندھ جاوے گی۔ پھر غم جاتا رہیگا۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ حصہ مذکور ص۸

کیفیت شوق

حال۔ حضرت جی یہ کیا حالت ہے آج صبح سے اس قدر طبیعت میں جوش اٹھ رہا ہے کہ ایک جان کیا لاکھ جان اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے قربان ہے۔

تحقیق۔ اس کیفیت کا نام شوق ہے۔ حصہ مذکور ص۹

سالک کو خاص وارد حاضر کا اتباع کرنا

حال۔ مسجد میں نفل پڑھ رہا تھا کہ اپنی نالائقی اور حضور کی شفقت کا ایسا خیال بندھا کہ گریہ شروع ہوا سلام کے بعد تو ایسا ہوا کہ قریب تھا کہ آواز پیدا ہو کہ ایک صاحب تشریف لے آئے گریہ دفعتاً رفع ہوا کچھ اشک باقی رہے۔ حضور اپنی ناہنجاری پر جی چاہتا ہے کہ خوب روؤں مگر جی بھر کر رونا بھی نہیں آتا۔

تحقیق۔ پھر کیا حرج ہے بلکہ اس میں زیادہ نفع ہے۔

حال - نماز میں اگرچہ بعض بعض رکعت تو ایسی گذر جاتی ہے کہ خبر بھی نہیں ہوتی اور بعض میں جب خیال آتا ہے تو بہت لطف آتا ہے کہ لفظ لفظ پر معلوم ہوتا ہے کہ مناجات کر رہا ہوں خصوصاً سجدہ تو ایسی حالت میں طویل ہو جاتا ہے۔ اب میں کیا کروں۔؟

تحقیق - پھر حرج ہی کیا ہے طول میں۔

حال - حضور جس وقت اسم ذات کی تعداد قریب با تمام ہوتی ہے تو لطف زیادہ پیدا ہوتا ہے اور تمام ہونے پر افسوس سا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں کچھ پڑھ لیا کروں یا نہیں۔

تحقیق - ضرور بقدر تحمل۔

حال - آج جس وقت ڈھائی ہزار کے قریب پہنچا تو ایسا لطف پیدا ہوا کہ گردن خوب جنبش کرنے لگی اگرچہ اختیاری تھی اور ایسا خیال بندھا کہ پیارے اپنے پیارے نام کی میری زبان کو توفیق و قوت دے دیکر کھلا کھلا کر سن رہے ہیں بس ایسی حالت میں تقریباً دو تین سو یا کچھ زیادہ تعداد بڑھ گئی ایسے وقت کیا کرنا چاہیئے۔

تحقیق - یہی کرنا چاہیئے۔

تربیۃ حصہ مذکور ص ۱۱

آثار فنا

حال میرے لئے دعا ضرور فرماتے رہیں تاکہ مجھکو معاصی سے بچنے کی قوت اور حق تعالیٰ کی محبت میں استقامت پیدا ہو جاوے حضرت میری حالت نہایت گندی معلوم ہوتی ہے آپ دعا فرماویں کہ میں حق تعالیٰ کا تابعدار بندہ بن جاؤں حق تعالیٰ کی فرمانبرداری میں میرا ہر ایک عضو مستعد ہو جاوے۔

تحقیق یہ اعلیٰ درجہ کی خوش حالی ہے کہ اپنے پر بدحالی کا گمان ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہی مفتاح کامیابی ہے مبارکباد کے ساتھ دعائے استقامت و برکت کرتا ہوں۔

تربیۃ حصہ مذکور ص ۱۹

حال - حضرت کچھ چند روز سے میری ایسی حالت ہو گئی ہے کہ جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اسکی ایک ضد دل میں پیدا ہوتی ہے کہ ممکن ہے کسی کو یہ خیال ہو اس وجہ سے اپنا مقصود اصلی ظاہر نہیں کر سکا اب میں نے یہ قصد کر لیا کہ چاہے کچھ بھی ہو میں روز تحریر کرونگا گو طبیعت اس وقت بھی نہیں چاہتی یعنی انشراح و شگفتگی نہیں ہے بلکہ ایک قسم کا انقباض و رکاوٹ ہے جس کی وجہ وہی سبب مذکور ہے اور کبھی یہ توہم ہوتا ہے کہ کیا حضرت کو اطلاع کروں کوئی بڑی بات ہوتی تو عرض کرتا۔ حالانکہ عدم اظہار میں مضرت ہوتی ہے جس کا احساس بھی شفا ہو جاتا ہے اور عدم اظہار سے حضرت سے ایک قسم کا حجاب ہو جاتا ہے جو علامت ہے

حرمان و بدنصیبی کی حضرت سے مجھ کو شرم اس قدر معلوم ہوتی ہے کہ جب حضرت کہیں باہر سے تشریف لاتے ہیں تو میں یک بیک سامنے نہیں آسکتا بلکہ سامنے ہوتا بھی ہوں تو چھپ جاتا ہوں۔ یہ کیسی حالت ہے اور مجھ کو یہ حالت اکثر ہوتی ہے کہ ذکر کرتے کرتے کبھی لیٹنے کو طبیعت چاہتی ہے اگر نہ لیٹنا چاہوں تو اس پر عمل نہیں کر سکتا۔ بلکہ ضرور لیٹنا پڑتا ہے جب لیٹ جاتا ہوں تو تمام رگیں کھنچنے لگتی ہے اور بالکل یقین ہو جاتا ہے۔ کہ اب روح فنا ہو رہی ہے بس اب ایام حیات پورے ہو چکے اس حالت میں تکلیف تو بہت ہوتی ہے مگر حضرت کا کرم و احسان ہر وقت شریک حال رہتا ہے حضرت کا تصور اکثر رہتا ہے ایسا بہت کم وقت گزرتا ہوگا جس میں حضرت کا خیال و تصور نہ رہتا ہو اور قلب ہر وقت بلا قصد ذاکر رہتا ہے۔ سونے کے بعد بھی جب قلب کی طرف خیال جاتا ہے تو ذاکر پاتا ہوں ہمیشہ۔ تو یہ فنائے روح کی حالت ہوتی ہے اس میں اور حالت نزع میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا حضرت یہ تو بہت سخت حالت ہوتی ہے اس میں دنیا داروں کو بہت سخت تکلیف و پریشانی ہوتی ہوگی کیونکہ مجھ کو اس وجہ سے اس کی پریشانی و تکلیف نہیں ہوتی۔ کہ اسکی طرف کچھ توجہ نہیں ہوتی بلکہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں رہتی حضور کا تصور ہوتا ہے۔ جو ایک نورانی جسم نظر آتا ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ کا جلال و عظمت جس کے مشاہدہ سے نہایت ہیبت معلوم ہوتی ہے اور اس وقت میں کبھی تو یہ اقتضا ہوتا ہے کہ بس اب اسی حالت میں رہوں۔ اور انوار کا اسقدر غلبہ ہوتا ہے کہ باقی اشیا نظر نہیں آتے۔ اور اسی حالت میں کبھی یہ اقتضا ہوتا ہے کہ ابھی اس سے افاقہ ہو جائے۔ اور دنیا میں رہکر خوب عبادت کروں اور ذکر سے پیٹ بھر دوں اس وقت جو تمنا و آرزو و خواہش ہوتی ہے تو صرف ذکر اللہ کی بس کہتا ہوں کہ اس حالت سے افاقہ پاکر دنیا میں رہکر اس قدر ذکر اللہ میں مشغول ہونگا کہ کچھ کھانے پینے کی یا کسی سے بولنے بات کرنے کی بھی یاد نہ رہیگی۔ بس صرف ذکر اللہ میں مست رہونگا۔ اس میں جو فرحت و شگفتگی ہوتی ہے بیان میں تو کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی۔ اور کبھی اس حالت میں حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم کا خیال آیا کرتا ہے پھر تو کبھی اس حالت سے افاقہ کو طبیعت چاہتی ہی نہیں بس پھر تو یہ طبیعت چاہتی ہے کہ حضور کو چھوڑ کر اب کہاں جاؤں یہ جو حالت فنا وارد ہوتی ہے کیا اس کا ہمیشہ ہونا ضروری ہے۔

تحقیق۔ نہیں۔

حال - یا کبھی ہوتی ہے ہمیشہ ہونا ضرور نہیں۔

تحقیق - ہاں یہی بات ہے۔

حال اور کبھی حالت ذکر میں حضرت حق کے جلال و عظمت کا مشاہدہ ہوتا ہے تو اپنے سے ذلیل و خوار کسی شے کو نہیں پاتا۔ اور جس قدر اپنی ذلت و خواری میں زیادہ وسعت کرتا ہوں اتنا ہی حال قوی پاتا ہوں اس حالت میں بھی حضرت کو اپنے قریب پاتا ہوں اور حضرت کے دست و پا کو بوسہ دیتا ہوں۔ اور اس قدر محبت ترقی کرتی ہے کہ یہ حال ہوتا ہے اس وقت کہ حضور کی جوتی ہو اور میرا سر ہو۔ اور ہر کوچہ و گلی میں ہر ہر دروازے پر میرے سر پر جوتی پڑتی جائے اور یہ صدا دیجائے حضرت کے نام سے کہ یہ ان کا ایک ادنیٰ نالائق نابکار گنہگار خادم ہے جوتیوں سے اس کی اصلاح کیجاتی ہے۔ اور اس کا حال قوی کیا جاتا ہے اس وقت کی مستی و سرور کو نہ پوچھئے کہ کیا میرا حال ہوتا ہے بس وہی ہوتا ہے جو ہوتا ہے۔ جس کو میں ہی خوب جانتا ہوں۔ کسی کو کیا خبر۔

اور کبھی کبھی حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور قبل از نماز جمعہ یا بعد از جمعہ آتا ہے اور حضور کی شفقت اور اپنی نالائقی پر نظر واقع ہو کر ایک جوش محبت پیدا ہوتا ہے جو بیقرار کر دیتا ہے۔ کہ میں چیخ مار کر رونے لگتا ہوں یہاں پر مجھے کبھی ضبط نہیں ہو سکا ہر چند ضبط کرنا چاہتا ہوں مگر ضبط نہیں ہو سکتا۔ اور یہ حالت یہاں بھی ہوئی ہے۔ اور کانپور میں بھی بعض مرتبہ کتے بھی بھونکتے ہوئے دوڑے میری طرف کو اور ان کی آواز سنکر لوگ گھروں کے اندر سے نکل آئے۔ مگر وہ لوگ ایسے تھے جو مجھکو جانتے نہیں تھے۔ اس حالت میں میری یہ طبیعت ہو جاتی ہے کہ تمام کپڑے پھاڑ کر ابھی جنگل کو چلا جاؤں بعض مرتبہ گریبان تک ہاتھ بھی پہنچ گیا مگر حق تعالیٰ نے ضبط و تحمل عطا فرمایا حضرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور میں تو یہ حالت نہونا چاہئیے عقلاً اس حالت میں تو اتباع شریعت ملحوظ خاطر ہونا چاہئیے۔ مگر اس کا خیال بھی نہیں آتا۔ اس قدر بےچین و بیتاب ہو جاتا ہوں کہ بس یہی مقتضا ہوتا ہے کہ جنگل جنگل مارا مارا پھروں۔ اور امور اس وقت نظر سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں یہ حالت کیسی ہے

تحقیق - حالت جو غیر اختیاری ہو سب اچھی ہے۔

حال - اور اگر تنہائی اختیار کرتا ہوں ایسی کہ کسی سے زیادہ نہ ملوں بلکہ زیادہ وقت خلوت میں گزاروں تو پھر لوگوں سے بات کرنے کو بھی طبیعت نہیں چاہتی۔ اور نہ پڑھنے کو بلکہ طبیعت

یہ چاہتی ہے کہ زمین میں گڑھا کھود کر اس میں جا بیٹھوں۔ نہ کوئی میری صورت دیکھے اور نہ میں کسی کی صورت۔ بلکہ اس وقت کسی کی یعنی غیر کی صورت کا خیال بھی آجاتا ہے تو نہایت مکردہ معلوم ہوتی ہے۔ اور بعد تحصیل علم انشاء اللہ میرا ارادہ بھی یہی ہے کہ ایک معتد بہ زمانہ تک میں تنہائی و گوشہ نشینی اختیار کروں گا۔ میں بغرض تحصیل علم اس حال کو ضعیف کر دیتا ہوں ہنس بول کر بوجہ یکسوئی اکثر مجھکو ہوا کرتا ہے اس میں کیا کرنا چاہئیے۔

تحقیق۔ فی الحال تو یہی مناسب ہے جو کر رہے ہیں۔

حال۔ مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر میں اس حال کو ضعیف و ضائع نہ کروں۔ تو یقیناً میرا پڑھنا چھوٹ جاویگا اور پڑھنے سے مجھ کو نہایت محبت ہے! ابھی جس حالت میں میں مظفر نگر حاضر خدمت ہوا میرے قلب میں یہ بات وارد ہوئی کہ اگر تو پڑھیگا تو بہت جلد فنا ہو جاویگا۔ کیا یہ بات صحیح ہے۔

تحقیق۔ اگر صحیح بھی ہو تو کیا ضرر۔

حال۔ مگر میری طبیعت پڑھنے کو ترک کرنا نہیں چاہتی۔ اب چند روز سے میں بارہ بجے شب تک یا ساڑھے بارہ بجے تک کتابیں دیکھتا ہوں اور اس کے بعد نوافل و ذکر سے فارغ ہو کر سو جاتا ہوں حضرت سے اگر کسی دن کوئی بات کرتا ہوں تو کئی دن تک اس کا سرور رہتا ہے۔ اور اگر کسی دن ڈانٹ پڑتی ہے تو ہمیشہ وہ شان جلالی پیش نظر رہتی ہے اور جرأت نہیں پڑتی کچھ بات کرنے کی نہ سامنے آنیکی حضرت اس قدر خوف و رعب کیوں ہوتا ہے۔ ہم لوگوں کی حالت ایسی ہونا چاہئیے جیسی باپ بیٹے کی ساتھ ہوتی ہے مگر یہاں خوف زیادہ غالب رہتا ہے

تحقیق۔ اعتقاد عظمت کے سبب۔

حال۔ جس وقت میری ذات سے کوئی تکلیف ہوتی ہے حضرت کو اور پھر مجھپر ڈانٹ پڑتی ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ ابھی فنا ہو جاؤں نہ اس وجہ سے کہ نفس کو ناگوار ہوتا ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت کو کیوں تکلیف پہنچی میری نامعقول حرکت سے یہ اس لئے نہیں لکھا کہ میرا مقصود دلی ہو کہ آپ مجھپر ناراض ہو کر میری اصلاح نہ کریں۔ بلکہ منجملہ ان تمام کیفیات کے یہ بھی تحریر کر دیا بلکہ حضرت مجھ پر ذرا زیادہ تنبیہ و سختی کیا کیجئے۔ اس لئے کہ ابتدائی تربیت باقاعدہ صحیح طور پر نہیں ہوئی اور اس طرز سے نفع اس قدر ہوتا ہے کہ جس کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس پر سختی ہوئی حضور کی سختی سختی نہیں ہے بلکہ درستی ہے۔ حضرت کی عدم موجودگی میں میں جھنجھانے گیا تھا۔

جس زمانہ میں حضرت میرٹھ میں تشریف فرما تھے بغرض علاج .... میں حضرت میاں جیو کے مزار پر پہنچکر مراقب ہو کر بیٹھ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد قبر شریف کے اندر انوار نظر آنے لگے پھر ایک صورت پوری ہیئت انسانی نورانی نظر آئی۔ قد میرے قد سے بڑا تھا گندمی رنگ تھا۔ ریش مبارک زیادہ بڑی نہ تھی۔ اور نہ داڑھی سفید تھی۔ صورت نہایت دلکش تھی۔ ایسی دلکش صورت میں نے کسی مزار پر نہیں دیکھی۔ خوب انوار کا مشاہدہ ہو رہا تھا کہ یک بیک اس قبر پر نظر جا پڑی جو حضرت میاں جیو رح کے مزار سے قبل ملتی ہے اور اس میں غلاف وغیرہ پڑے رہتے ہیں تو انوار مستتر ہو گئے۔ اور اس دوسری قبر میں ایک جوان نہایت حسین و جمیل نظر آیا جس کے جسم میں اکثر نشانات زخم معلوم ہوتے تھے۔ سارا بدن خون سے لہولہان معلوم ہوتا تھا داڑھی خشخشی تھی اس کے بعد پھر میں میاں جیو رح کے مزار کی طرف متوجہ ہوا۔ مگر پھر وہ انوار نظر نہ آئے ہر چند توجہ کرتا رہا حضرت میاں جیو صاحب رح کی نسبت نہایت قوی اور موثر معلوم ہوتی ہے اور ان دوسرے صاحب کی نسبت مجھکو معمولی محسوس ہوئی۔ اس مزار کے نظر آنے کے بعد پھر حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ کے انوار کیوں نظر نہیں آئے حالانکہ عرصہ تک مراقب رہا

تحقیق۔ یہ کوئی اختیاری بات نہیں نہ اس کی وجہ سمجھنے کی حاجت۔

حال۔ پڑھنے میں اکثر میری یہ حالت رہتی ہے کہ استاد کی تقریر سنکر یا دوسرے طالب علم کی آواز سنکر نہایت مزہ معلوم ہوتا ہے۔ استاد کی تقریر اور معنوں پر نظر نہیں رہتی۔ بلکہ نظر اس بات پر ہو جاتی ہے کہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے کتنوں ہی نے پڑھا ہوگا آج کوئی ان کے نام سے بھی واقف نہ ہوگا اور مجھکو بھی یہی ہونا ہے ایک دن فنا ہو جاؤں گا۔ کچھ دن کے بعد کوئی نام کا جاننے والا بھی نہ رہیگا۔ اس آواز میں ایک قسم کی محویت سی ہو جاتی ہے اور بہت ہی پیاری معلوم ہوتی ہے۔ اکثر لوگ میرے پاس بیٹھے باتیں کیا کرتے ہیں مجھ کو کچھ علم نہیں ہوتا۔ کہ کیا باتیں ہوئیں۔ کبھی بعض لڑکے کہتے ہیں کہ کبھی کہنا مت کسی سے تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا نہ کہوں گا پھر وہ خاموش ہو کر کہتے ہیں کچھ نہیں۔ اکثر اوقات خیال آخرت رہتا ہے جس کی وجہ سے کسی کی بات جب تک مجھ سے خود مخاطب نہ ہو سنائی نہیں دیتی۔ نماز کی حالت میں قلب ذاکر رہتا ہے۔ دوسرے لوگوں کو سانس محسوس ہوتی ہے ایک روز ایک صاحب اجازت نے الگ بلا کر پوچھا کہ کیوں ...... تمہارا اس میں کیا فائدہ جو تم سانس لیا کرتے ہو نماز میں ان کا دریافت کرنا ثقیل تو معلوم ہوا اور طبیعت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ان حضرت سے بھی

اسی طرح سوال کروں کہ اس میں نقصان کیا ہے۔ مگر اپنا اور اپنے سے بڑھکر سمجھ کر کہدیا کہ یہ حالت بالاضطرار ہے۔ میں بالقصد نہیں کرتا۔ کیا یہ ممنوع ہے نماز میں روکنا چاہیے۔ میں نے کہیں روکنا بھی چاہا تو یہ حالت رکتی نہیں۔ بلکہ ایک قسم کی پریشانی و تاریکی قلب کے اندر محسوس ہونے لگتی ہے بعض کام حضرت کی اجازت سے کرتا ہوں تو اُن میں ایک قسم کی فرحت اور سرور محسوس ہوتی ہے۔ اور بدون اطلاع و اجازت کرنے سے ضرور مضرت معلوم ہوتی ہے گو دیکھنے میں بالکل معمولی معلوم ہوتی ہیں مثلاً سہارنپور کے جلسہ میں بدون اجازت جانا گو اسٹیشن پہ پہونچکر اطلاع کر دی تھی۔ مگر وہ فرحت نہ ہوئی جو یہاں کے کہنے سے ہوتی اور پھر سہارنپور کھانا کھانے بدون اجازت بازار کو جایا کرتا تھا طبیعت رکتی تھی۔ اور کہتی تھی کہ پہلے حضرت سے اجازت لینا چاہیے۔ مگر بعض لوگوں کے کہنے سے بلا اجازت چلا گیا۔ آخر اس سے تنگی رہتی تھی۔ ایک قسم کی بے تعلقی سی معلوم ہوتی تھی کہ جو جی میں آیا کر لیا۔ اجازت کے ارادہ سے خوشی و فرحت کا احساس ہوتا تھا۔ اجازت و اطلاع کے بعد تو اور بھی فرحت و شگفتگی ہوتی۔ اور کبھی مجھے خود بھی خیال ہوتا ہے کہ ذرا ذرا سی باتوں کو کہوں بلکہ ایک اور بات ذہن میں آتی ہے۔ کہ میرے کہنے سے کہیں یہ شبہ نہ ہو کہ اجازت سے اس کا یہ مقصود ہو کہ کہدیں گے کہ میرے ساتھ کھا لینا گو اس کی کوئی اصل نہیں سمجھتا مگر ایک توہم پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے طبیعت رکجاتی ہے ایسے موقع پر کیا کرنا چاہیے۔

تحقیق۔ اجازت لینا چاہیے۔

حال۔ آخر حق تعالیٰ نے قدرت تو ہر کام کے کرنے کی دی ہی ہے۔ گو بعض باتیں نفس کو ناگوار گذریں

تحقیق۔ تمام حالات پڑھے جن پر مبارکباد دیتا ہوں   اللھم ادم واقم

ایک صالحہ کا حال

حال۔ خادمہ کی حالت سوا ماہ سے حسب ذیل ہے گو یہ کیفیت ہے پرانی مگر مذکورہ زمانہ سے اس میں شدت ہو گئی ہے۔

تحقیق۔ پھر حرج ہی کیا ہے۔

حال۔ بحمد اللہ کہ بازم دیدہ روشن شد بدیدارت ٭ گرفتم قوت جان از حقۂ لعل شکر بارت

آج ایک ہفتہ سے زیادہ گذرا کہ پڑھنا بند ہو گیا ہے ہر چند چاہتا ہوں کہ پڑھوں مگر مجبوراً نہ پڑھ سکا

کچھ فنا کا ایسا غلبہ تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر در و دیوار اور جو شخص بھی نظر کے سامنے پڑتا تھا تمام اشیا فانی معلوم ہوتی تھیں اور ان کے دیکھنے سے ایک قسم کی وحشت ہوتی تھی اور میں خود معلوم ہوتا تھا کہ اب فنا ہو جاؤنگا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں ہونگا اور گوشہ قبر۔ سینہ کے اندر ایک آگ بھڑکتی تھی کہ تمام سینہ جلا جاتا تھا جس وقت کوئی نئی کیفیت وارد ہوتی تھی۔ وہ آگ تمام بدن میں دو چند ہو کر پھیل جاتی تھی جس طرح ہنڈیا خوب پک رہی ہو۔ اور اس کا ڈھکن کھول کر ہاتھ وغیرہ کوئی چیز سامنے کر دی جائے۔ تو ظاہر ہے کہ اس کی بھاپ جیسا اثر کریگی۔ اس قدر سوز و گداز اور صورۃً مصیبت و پریشانی معلوم ہوتی تھی۔ جس کا بیان ممکن نہیں طبیعت یہ چاہتی تھی کہ زمین شق ہو جائے اور میں اس میں ایک دم سما جاؤں ایک عجیب بلا و مصیبت میں گرفتار معلوم ہوتا تھا یک بیک ایک چیخ نکلنے کو ہوتی تھی۔ مگر ضبط کرتا تھا۔ کہ کسی کو کچھ خبر نہ ہو لوگ ذکر کرتے تھے تو بالکل مردہ آواز معلوم ہوتی تھی۔ میرے اندر ایک عجیب جوش اٹھتا تھا طبیعت چاہتی تھی کہ سب لوگوں سے کہدوں کہ ذکر کریں مجھ کو سننے میں نہایت لذت حاصل ہوتی تھی۔ قریب ہو جاتا تھا کہ میں بھی ایک ضرب الا اللہ کی اس زور سے لگاؤں کہ لوگوں کے قلوب ہل جائیں مگر اس کو بھی ضبط کرتا تھا اس وقت اس شعر کا مصداق ہو رہا تھا ؎

شب تاریک و بیم موج گردابے چنیں حائل   کجا دانند حال ما سبکباران ساحلہا

حضور کی تمنائے دید کسی وقت دل سے فراموش نہیں ہوتی تھی ؎

خیالک مونسی فی کل واد   و وصلک مقصدی فی کل ناد

حضور کو یاد کر کرکے یہ کہتا تھا ؎

ای گل بشکر آنکہ شگفتی بکام دل   با بلبلان بیدل شیدا مکن غرور
زاہد اگر بہ حور و قصور ست امیدوار   ما را شرابخانہ قصور ست یار حور
گر دیگران بعیش و طرب خرم اند و شاد   ما را غم نگار بود مایہ سرور

اور کبھی یہ کہتا تھا کہ ؎

دو ہفتہ شد کہ ندیدم مہ دو ہفتۂ خود را   کجا روم بکہ گویم غم نہفتہ خود را

اور کبھی حق تعالیٰ کی طرف طبیعت منتقل ہوتی اور یہ کہتا ؎

توئی کہ درد غمت بار ناگزیر منست   جفا و ہر چہ رسد از تو دل پذیر منست
جز بہ تسلیم و رضا کو چارۂ   در کف شیر نر خونخوارۂ

اگر کسی قدر سکون و راحت ہوتی تو حضور کی یاد میں ہوتی کہ آخر اب مرتا تو ہوں ہی ایک نظر ظاہری سے دیکھ لوں تو تمنائے دل حاصل ہو جاوے اور کیا اچھی بات ہو کہ حضور کے زانوئے مبارک پر خادم نابکار کا سر رکھا ہوا اس وقت روح پرواز کر جائے اس خیال سے جو راحت و سکون ہوتی میں ہی جانتا ہوں ؎

بسکہ نالیدم ز درد دوری آں سنگدل — دل بدرد آمد ز آہ و نالۂ من سنگ را
دورم از یار نیارم سوئے او رفتن چو اشک — ساخت دریا گرد من فرسنگ در فرسنگ را

اور کبھی یہ کیفیت ہوتی ہے ؎

دوش بر یاد تو چشمم دمبدم خوں میگریست — سوز من دیدہ شمع و از من افزوں میگریست

یہ حالت اکثر شب میں پیش آتی تھی۔ اور اس وقت دل میں کہتا تھا کہ خدا اس مصیبت میں کسی کو نہ ڈالے مگر پھر توبہ کرتا تھا کہ یہ تو حق تعالیٰ کی نعمت ہے۔ گو صورۃً کسی قدر تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن حقیقت میں روحانی فرحت ہوتی ہے ؎

ہر غنچہ کہ بسینہ ز پیکاں او دمید — ما را شگفت صد گل راحت بباغ دل

فی الحقیقت حضور کی توجہ اور کرم کا باعث ہے۔ ورنہ کجا میں گنہگار نابکار اور کجا یہ حالت مصرع؏ بوصل دوست لطفش رہنموں گشت۔ ورنہ میری کیا حقیقت اور اصل تھی۔ مجھ جیسے نالائق کتنے پھرتے ہیں کہ ذرا حرارت بھی ان کے اندر پیدا نہیں ہوتی باختیار۔

منگل کو حضور کی آمد سنکر تسکین و ٹھنڈک حاصل ہوئی اسی طرح پہلے جب مظفر نگر حاضر خدمت ہوا اور جناب نے گلے سے لگا لیا تو بالکل تسکین ہو گئی تھی۔ اور وہ سوزش و حرارت اور غلبہ فنا اور وہاں کے آنے کے بعد پھر وہی حالت ہو گئی اور اب حضرت کی تشریف آوری سے قبل آمد کی خبر سنکر وہ حالت فرو ہو گئی۔ یہ عجیب بات ہے ؎

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند — وندراں ظلمت شب آب حیاتم دادند
کیمیائیست عجب بندگی پیر مغاں — خاک او گشتم و چندیں درجاتم دادند

امید کرتا ہوں کہ حضور کی توجہ و برکت سے اب ایسا غلبہ ہو ان حالات کا زوال نہیں چاہتا۔ بلکہ تحصیل علم کے زمانے تک توقف چاہتا ہوں امید ہے کہ انشاء اللہ حضور کی برکت سے جو مناسب اور بہتر ہو گا ہو رہیگا۔

تحقیق۔ جو مقصود اصلی پڑھنے کا ہے وہ اس میں بھی حاصل ہے اور جب بلا اختیار ہو پھر اس

کی نسبت کوئی تجویز بھی نہ کرو ؎

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آبحیات
ضاعف اللہ بہ کل زماں عطشی

حال - یہ حالت میں نے اول اول مولوی ...... صاحب کی خدمت میں عرض کی تھی مولوی ...... صاحب نے تسکین بھی دی مگر کچھ افاقہ نہ ہوا وہی شورش باقی رہی حضرت جو لوگ اپنے شیخ کی عدم موجودگی میں یا باجازت شیخ ایسے موقعہ پر کسی دوسرے سے رجوع کرے تو کیا نفع ہوتا ہوگا۔

تحقیق - کبھی ہوتا بھی ہے جب تشخیص صحیح اور مناسبت ہو۔

حال - چنانچہ یہ حالت مجھ پر گذر چکی ہے اور گاہ گاہ دو تین ماہ کے اندر اب بھی ہوتی ہے مگر اتنا غلبہ نہیں ہوتا۔ ایک ہی آدھ گھنٹہ کے بعد طبیعت درست ہوجاتی ہے میں خود بھی جانتا تھا اور مولوی ...... صاحب سے بھی عرض کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس حالت کے بعد ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا میں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا اور حضرت یہ کیا بات ہے کہ آپ کے دیکھنے سے کبھی سیری نہیں ہوتی۔ حالانکہ اس حرکت سے آپ کو تکلیف بھی ہوتی ہوگی۔

تحقیق - بالکل نہیں۔

حال - مگر طبیعت نہیں رکتی کیا کروں ؎

چہ حسن است اینکہ گر ہر دم رخت را صد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بار دگر بینم
چنیں شوقے کہ من دارم چہ تسکیں یابم از ناگہ

ضعف بہت بڑھ گیا ہے اور بڑھتا جاتا ہے اگرچہ دودھ گھی وغیرہ کھاتا رہتا ہوں تمام بدن شل کیے ہوئے پھوڑے کے دکھتا ہے اگر کسی کا ہاتھ وغیرہ لگ جاتا ہے کیفیت عرصہ سے ہے۔

تحقیق - مقویات و مرطبات کا استعمال علی الدوام ضروری ہے۔ تربیۃ حصہ مذکور ص۵۹

حال - دیگر حالت یہ ہے کہ احقر اپنے کو ناکارہ اور پستی والا معلوم ہوتا ہے اور اس کے ساتھ یہ مشاہدہ رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش اس ناچیز نالائق پر برس رہی ہے اور میں جس حالت میں ہوں خدا کا شکر ہے اور ہر حال میں راضی برضائے مولیٰ رہتا ہوں اور حضرت مولنا صاحب کو معلوم ہو کہ جو امراض رذیلہ خارج ہوگئے اللہ کا شکر کرتا ہے کہ پھر دوبارہ عود کر نہیں آئے۔ اور جو اوصاف حمیدہ پیدا ہوئے اس میں اللہ تعالیٰ دن بدن پختگی کرتے چلے جاتے ہیں۔ احقر اللہ کا شکر کرتا ہے کہ آپ کی صحبت نصیب ہوگئی اور یہ صحبت کی برکت ہے ورنہ اس ناکارہ کو یہ دولت کہاں نصیب ہوتی۔ جو کچھ ہے آپکی شفقت اور توجہ اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے ورنہ میرا منہ اس

قابل کہاں تھا۔ احقر دن و رات اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ مجھکو اور سب ہمارے اکابر و عزیز و احباب اور پیر بھائیوں کو اپنی مرضیات پر راضی رکھکر خاتمہ بخیر انجام بخیر فرماویں اور حضرت مولانا صاحب قبلہ کے لئے ہر نوع کی بہبودی کی دعا حق تعالیٰ سے مانگتا ہوں۔ اور یہ جو کچھ ہے آپ ہی کا فیض ہے اللہ تعالیٰ تا دیر ذات ملکی صفات کو ہمارے سروں پر قائم رکھکر دونوں جہان میں مدارج علیا حضرت کو نصیب فرماویں آمین یا رب العالمین۔ اور ہم سبھوں کو جیسی اس دار دنیا میں ان کی محبت و غلامی نصیب فرمائی اسی طرح دار آخرت میں اے اللہ ان کی معیت اور غلامی میں ثمرات نیک جس کا حق تعالیٰ تو نے وعدہ فرمایا ہے اپنے فضل سے نصیب کر اور احقر دعا کا طلبگار ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات پر قائم و دائم رکھیں اور اعمال صالحہ میں استقامت نصیب کریں

تحقیق۔ تمام حالات پڑھ پڑھکر بال بال میں جان آئی۔ اللہم زد فزد۔ حصہ ہفتم ص۱۹

حال۔ اور روز ذکر میں ایسا ہوتا ہے کہ مجھے خود اپنا وجود اپنی جگہ میں نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اپنی خبر نہیں ہوتی تا بدانہ تسبیح چہ رسد اس وقت کے حالات میں لکھ نہیں سکتا اس کی تعبیر سے عاجز ہوں ہاں سرور بہت ہوتا ہے۔

تحقیق۔ اخیر حالت جو لکھی ہے اس کا سبب فنا و اضمحلال وجود کا غلبہ ہے مبارک حالت ہے۔ حصہ ہفتم ص۲۱

کیفیات کو دوام نہیں ہوتا

حال۔ یہ احقر حضرت والا کی مسرت کو وسیلہ نجات اور ذریعہ قرب و ترقی درجات یقین کرتا ہے۔ اگر برابر اسی طرح توجہ حضرت کی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کامیابی کی امید کرتا ہوں اور روز بروز اثر اور دعا کی برکت محسوس ہوتی ہے غالباً جس روز خدمت عالیہ میں عریضہ گزرتا ہے اس روز تغیر تعظیم اور کیفیت خاص رغبت و رہبت اور گریہ و بکا فی الصلوٰۃ کی پاتا ہوں جو بعد کو زائل ہو جاتی ہے اور اپنی شامت اعمال سے قائم نہیں رہتی جس کا سخت افسوس اور قلق رہتا ہے۔

تحقیق۔ گاہ گاہ ہونا بھی غنیمت ہے اور ان کیفیات میں دوام تو ہوتا بھی نہیں قال الشیرازی یعنی طمع مدار وصال دوام را۔ تربیۃ حصہ ششم ربیع دوم ص۲۰

حال۔ شروع شروع میں چند دن تک بغیر آنسوؤں کے بعد از وظیفہ بوقت دعا اپنے معاصی کو یاد کر کے وجود کا نپنا شروع ہو جاتا تھا۔ مگر اب ایسی حالت ہے کہ باوجود معاصی یاد کرنے کے اور خواہش گریہ و زاری کے رونا نہیں آتا دریں بارہ کچھ ارشاد فرماویں وقت وظیفہ کا قبل از صلوٰۃ فجر ساڑھے چار بجے کے قریب مقرر کیا ہے تسلی فرماویں کہ کیا ٹھیک ہے اور بھی جو کچھ میری حالت

ناقصہ کے متعلق مناسب تصور فرمادیں ارشاد کرکے مشکور فرمادیں دل یہی چاہتا ہے کہ حضرت کی تعریف میں دن کا دن گذار دوں۔ اور بہت سا وقت ایسا گذار بھی دیتا ہوں خوب محظوظ ہوتا ہوں اس میں آپ کی طرف سے کچھ ممانعت تو نہیں نیز کالج آتے جاتے تعلیمی مطالعہ تو کوئی نہیں ہوتا کیا پڑھا کروں ازراہ تلطف خادم کی کامیابی کی دعا فرمادیں۔

تحقیق۔ اس کا غم نہ کریں کہ رونا نہیں آتا۔ جو کیفیات جوش وخروش کی قسم سے ہوتی ہیں وہ دائم نہیں ہوا کرتیں مگر ان کا اثر دائم رہتا ہے بالکل تسلی رکھیں۔ جو وقت وظیفہ کا مقرر کیا ہے بحالت موجودہ مناسب ہے جو لمحہ جوش میں ہو مذموم نہیں۔ اگرچہ مجھکو پسند بھی نہیں فارغ اوقات میں اسم ذات کا ورد مناسب ہے۔ دعائے کامیابی کرتا ہوں۔

حال۔ تلاوت قرآن عند التہجد بعض اوقات تو یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر مضمون کی تصویر نصب العین قایم ہو جاتی ہے اور یہ تخیل ہوتا ہے کہ گویا حق تعالیٰ سے تناجی ہو رہی ہے۔ مگر اتفاقی اکثر نہیں دل تو چاہتا ہے کہ اکثر ہو مگر یہ تو ایک حال ہے جس کے معنی ہی میں ثبات نہیں ہے اس لئے یہ تمنائے محض ہے۔

تحقیق۔ اس کا غلبہ امر غیر اختیاری ہے ہونا بھی نعمت ہے من بعض الوجوہ اور نہ ہونا بھی من بعض الوجوہ اور یہی حال ہے تمام امور غیر اختیاریہ کا۔ البتہ بلا غلبہ اختیاری ہے وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون۔

حصہ مذکور ص ۲۳

کاہلی کا علاج

حال۔ کثرت اشتغال تعلیمی کی وجہ سے بہت ہی کم فرصت رہتی ہے تمام دن گویا ایک منٹ کی فرصت نہیں ملتی محض بعد الفجر تھوڑی سی تلاوت کلام مجید کرنیکا موقع ملتا ہے۔ بعد نماز مغرب ڈیڑھ ہزار اسم ذات یک ضربی ہوتا ہے۔ پھر کھانا وغیرہ کھاتے اور عشا کی نماز پڑھتے پڑھتے ساڑھے نو بج جاتے ہیں۔ غایت سے غایت دس بجے شب تک کچھ کتاب کا مطالعہ کیا پھر سویا تو کئی دفعہ نیند کھلتی ہے مگر اتنی کاہلی اٹھتے ہوئے معلوم ہوتی ہے کہ اٹھکر بیٹھا مگر پھر سو رہتا ہوں۔ کبھی نماز تہجد ملتی ہے کبھی نہیں۔ روزانہ ارادہ کرتا ہوں کہ آج یقیناً اٹھوں گا مگر رات کو جب آنکھ کھلی کہ سخت کاہلی معلوم ہوتی ہے۔ بڑا پریشان رہتا ہوں کہ اب کیا کروں کوئی ایسی تدبیر تبلائی جاتی کہ کاہلی دور ہو جاتی۔ دن میں کم از کم پندرہ بیس منٹ سو رہتا ہوں۔ کھانا بھی اعتدال سے زیادہ نہیں کھاتا۔

تحقیق طبیعت ضعیف معلوم ہوتی ہے تقویت کی تدبیر کیجئے اور دن میں قدرے زیادہ سوئیے

حال - اور ایک قوی شبہ ہوتا ہے کہ اس نالائق کو گویا اللہ تعالیٰ سے پوری محبت نہیں ہے (العیاذ باللہ) کیونکہ جب کسی کو کسی سے تعلق قوی یا محبت رہتی ہے تو اس کے ساتھ ہم کلام ہونے یا بات کرنے میں کاہلی کا نام تک نہیں ہوتا - اور یہاں ارادہ کرنا پڑتا ہے اور پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی - کاہلی مانع ہوتی ہے - للہ کوئی صورت تجویز فرما دیجئے ورنہ بہت مشکل ہے

تحقیق - محبت کے مراتب اور اقسام جدا جدا ہیں اور ہر ایک کے آثار بھی جدا آپ نے خلط کر دیا اس لئے شبہ عدم محبت کا ہوا الحمد للہ تعالیٰ محبت حاصل ہے اچھا اگر آپ کو اختیار دیا جاوے کہ یا تو حق تعالیٰ سے تعلق رہیگا تو تمام محبوبات جدا کر دیجاوینگی - ورنہ خدا تعالیٰ سے تعلق سلب ہو جاویگا تو آپ کون شق اختیار کریں گے - اگر تعلق بحق کو اختیار کیا جاوے تو اس کا سبب اگر محبت نہیں تو کیا ہے -

تربیت حصہ مذکور صفحہ ۳

وقت کو اضاعت سے بچانا محمود ہے

حال - حضرت چند دنوں سے ایک ایسی حالت پیدا ہوگئی ہے کہ اس پر مجھ کو خود اپنے آپ بعض وقت ندامت ہوتی ہے وہ یہ کہ اب قلب کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ اگر کوئی مجھکو میرے سامنے برا بھلا کہدے تو بھی سکوت کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے بہ نسبت جواب دینے کے اور یہ ایک گونہ بے حمیتی سی معلوم ہوتی ہے - اور مخالف کی برائی کو نہایت ٹھنڈے دل سے سن لیتا ہوں - ذرا بھی جوش نہیں آتا - اور پہلے یہ حالت نہ تھی - بلکہ حمیت تھی اور غیرت معلوم ہوتی تھی - اب تو دل یہ سمجھا دیتا ہے - کہ لڑنے سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ دل کو انتشار ہوتا ہے جس سے معمولات میں خرابی ہو جاتی ہے - رہا یہ کہ اگر یہ شخص اپنے قول میں سچا ہے تو ہم اسی قابل ہیں اور اگر جھوٹا ہے تو اس کے سر پر بار ہے اس کا جواب دیگر خواہ مخواہ تو تو میں میں کرنا بیکار ہے - پھر یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو مالک ہیں جب ان کو لوگ برا بھلا کہتے ہیں اور باوجود قدرت کاملہ کے حلم سے کام محض اپنے فضل سے لیتے ہیں تو ہم جیسے غلاموں کو لڑنے جھگڑنے کی کیا ضرورت ہے کہ ہمارے اندر کسی کا کسی بندہ پر اختیار نہیں ہے بس یہ جی چاہتا ہے کہ آقا کی خصلت اپنے اندر پیدا ہو جائے مگر بعض دفعہ جب حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول خیال میں آتا ہے کہ من استغضب فلم یغضب فھو حمار تو جی چاہتا ہے کہ خاموش رہنا نہیں چاہیئے - لیکن خاموشی میں تجربے سے زیادہ نفع حاصل ہوتا ہے کیونکہ کسی شخص پر اپنا ایسا اختیار نہیں ہے کہ خلاف شریعت کام سے زبردستی روک دیا جائے

لہذا بحیثیت دنیاداری وخودداری سکونت زیادہ مامون معلوم ہوتا ہے۔ پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ اس قول کی یاد شاید وساوس باطلہ سے ہو اس کے ساتھ ہی مطابق شرع ہونیکا بھی گمان ہوتا ہے اوران تخیلات کی کشمکش سے طبیعت بعض وقت منتشر ہوجاتی ہے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ اب حضور اس کا فیصلہ فرمادیں۔

تحقیق۔ حالت آپ کی اچھی ہے کہ منشا اس کا اچھا ہے یعنی وقت کو اضاعت سے بچانا۔ اور تخلق باخلاق اللہ کا قصد کرنا اور وہ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس صورت میں ہے جہاں یہ منشا نہ ہو۔

تربیت حصہ مذکور ص ٢٢

حالات رفیعہ

حال۔ حالت یہ ہے کہ عرصہ دس روز کا ہوا کہ اللہ کی محبت میں بیقراری پیدا ہوئی اور عرصہ چھ روز رہی اور ایسی بیقراری تھی رقت قلب بار بار موت کی درخواست کرتا کہ اللہ موت دے اب اس وقت بیقراری میں سکون ہو کر اللہ کی یاد داشت کا ملکہ ہوگیا ہے ہر وقت اللہ اللہ کہا کرتا ہوں اور اگر زبان بند کرلیتا ہوں تب بھی دل میں یاد داشت ہر وقت رہتی ہے چاہے کیسے ہی کام یا بات وغیرہ میں مشغول ہوں مگر دل میں ہر وقت جوش رہتا ہے اللہ کی یاد کا دو تین روز ہوتے ہیں کہ احقر کے مکان سے خط آیا کہ تمہارے بھائی کا لڑکا قضا کرگیا لیکن یاد داشت اللہ کی محبت دل میں جمی ہے کہ جس کی وجہ سے احقر کو کچھ غم نہیں ہوا اور احقر نے قصداً کتنا ہی دل کو پھیرا لیکن اللہ کی محبت کی وجہ سے بھائی کے لڑکے کی صورت بھی دلمیں نہ آئی اور نہ مرنے کا غم ہوا۔ بلکہ اللہ کی رضا کی طرف خیال گیا اور احقر کو نماز مناجات مقبول قرآن شریف وظیفہ ذکر یعنی ہر عبادت میں ایسا مزہ دل میں پیدا ہوتا ہے کہ لکھ نہیں سکتا اور یہ جی کہتا ہے پڑھتے رہو اور دل میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی یاد داشت میں کہ جیسے بہت سرد پانی پینے سے دل ٹھنڈا ہوجاتا ہے اور سینے میں ہر وقت اللہ کی یاد کی چوٹ لگی رہتی ہے بلکہ اس کیفیت کی تعریف اور مزہ لکھ نہیں سکتا ہوں کیونکہ اگر کڑوی میٹھی کھٹی ہو تو لکھ دیوے اسکو کس طرح کوئی لکھ سکے جس کو اللہ کی محبت ہوگی وہی اس درد کے مزے کو جانیگا اور اب ہر وقت یکسوئی رہتی ہے خواہ خلوت ہو یا جلوت اور احقر کو تنہائی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے اور چار برس کے قریب ہوگیا خلوت میں رہتے۔ مولوی .... کے پاس بغرض اصلاح کے اور گھر کے کام وغیرہ سے بے تعلق ہو کرکے اور مکان پر احقر کے قلیل زمینداری ہے اسی سے گذر ہوتا ہے اور موروثی زمین تھی بجھوڑدی اور احقر کو حرام آمدنی کی پیداوار ہضم نہیں ہوتی۔ موروثی کا دانہ کھاتے ہی

قے ہوجاتی ہے اور نہ کہیں رشتہ داروں میں کھاتا ہے جہاں کہ سودی زمین ہے اور کئی مرتبہ دھوکے سے کھلا دیا لیکن ہضم نہیں ہوا کھاتے ہی فوراً قے ہوگئی اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور احقر بعد نماز ظہر جب آپ کے پاس بیٹھتا ہے تو احقر کے سینے میں جوش ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے سینۂ مبارک سے احقر کے سینہ میں کچھ آرہا ہے اور جس جگہ سینہ میں آتا ہے معلوم ہوتا ہے نور ذکر کرنے وقت جوش کرنے لگتا ہے وہ نور اور دلپر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا نام موٹے قلم سے نورانی لکھا ہے اور غلبہ نہیں ہوتا بلکہ دل میں فرحت معلوم ہوتی ہے اور قلب میں رقت وغیرہ کچھ نہیں ہوتی۔ نماز پڑھتے وقت خوف ہوتا ہے کہ میری نماز الٹ کر میرے منہ پر پھینک نہ دیجاوے رقت اور خضوع سے ادا ہوتی ہے اور احقر کو فاتحہ میں مزہ معلوم ہوتا ہے دل تنگ نہیں ہوتا بلکہ خوشی رہتی ہے اللہ کی رضامندی کی کہ جس حالت میں کہیں وہ سب اچھا ہے اور احقر کے پاس جب کچھ نہیں رہتا تب بھی معلوم ہوتا ہے کہ خزانہ لئے ہوں یعنی مطمئن رہتا ہوں اور احقر کو اچھے کپڑے اور کھانے کی بالکل حرص نہیں رہتی۔ جو کچھ ملگیا اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر کھا پہن لیتا ہوں جو موجود ہوگیا وہی نعمت معلوم ہوتی ہے اور شہوت بالکل نہیں بلکہ وسوسہ تک نہیں ہوتا اور احقر کو خدا اور رسول کے مطابق جو کام ہو اس میں نور راحت اور خوشی ہوتی ہے خلاف شرع کام دیکھ کر کلفت ہوتی ہے جوش ہوتا ہے غصہ کے ساتھ اور جہاں جیسا موقعہ ہوتا ہے ویسا کرتا ہوں۔ اگر دلمیں آیا یا پورا یقین ہوگیا کہ منع کرنے سے رک جائیگا تو نرمی سے سمجھا دیتا ہوں ورنہ ایسی جگہ سے ہٹ جاتا ہوں اور احقر کے دل میں یہ بات ہر وقت رہتی ہے کہ جو کام کیا جاوے۔ اللہ کی رضامندی کیساتھ خوب سوچکر کے تب کام احقر کرتا ہے اسباب کا عادی ہوگیا ہے اور کوئی کتنا ہی برا بھلا کہتا ہے احقر کچھ بھی خیال نہیں کرتا۔ اور کیفیت وغیرہ کا طلبگار یا خواہش کبھی نہیں ہوتی بس اللہ کی رضا کی طلب ہے اور بجز عبادت کے دنیا کے کام کی رغبت ذرہ برابر نہیں ہوتی اور ہر وقت اللہ کے کام یعنی عبادت میں سوچ بچار رہتا ہے کہ عبادت میری اچھی ہو تاکہ اللہ راضی ہوجاویں اور خوف اور رحمت کے درمیان میں رہتا ہوں اور اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ احقر کا دل اللہ کی جانب اوپر کو کھینچتا ہے۔ محبت میں اور اسم ذات آٹھ ہزار (۸۰۰۰) مرتبہ پڑھتا ہے اور جی کہتا ہے کہ نفی اثبات پڑھوں۔ آٹھ ہزار کے علاوہ جو مناسب حضرت کو ہو تحریر فرمادیں اور احقر بہشتی زیور مع بہشتی گوہر کے گیارہ حصے برابر مکان پر گھر والوں کو اور گاؤں والوں کو سناتا تھا اور پڑھتا تھا اس وجہ سے مسائل خوب یاد ہوگئے ہیں اور اس کے مطابق مع گھر والوں کے عمل کرتا تھا

اور یہ کتاب فرمودہ مولوی ...... اعظم گڈھی کی برابر پڑھا کرتا تھا۔ آداب معاشرت۔ تبلیغ دین۔ امداد السلوک۔ اغلاط العوام۔ قصد السبیل۔ اصلاح الرسوم۔ القول البدیع۔ شوق وطن۔ مواعظ السرور۔ مثنوی تحفۃ العشاق۔ دردنامہ غمناک۔ رسالہ جہاد اکبر۔ مواعظ حصہ اول۔ دوئم پورا دعوات عبدیت کا ارتکاب الغیبۃ۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ غذائے روح۔ معمولات اشرفیہ۔ صفائی معاملات۔ جزاء الاعمال۔ تنبیہ الغافلین۔ تعلیم الدین۔ فروع الایمان۔ نشر الطیب۔ ارشاد مرشد۔ حقوق الاسلام۔ گلزار معرفت۔ تعلیم الطالب۔ مواعظ روح الارواح یہ سب کتابیں احقر پڑھ گیا ہے کئی کئی مرتبہ اور لوگوں کو بھی اپنے موضع میں سنایا ہے۔ اب جو کچھ مہلت ملتی ہے تو آداب معاشرت۔ امداد السلوک۔ اور تبلیغ دین دیکھ لیتا ہوں۔ اور کبھی کبھی جہاد اکبر پڑھ لیتا ہوں اب اس وقت جو مناسب ہو احقر کے لئے۔ ویسا حکم فرمادیں۔

تحقیق۔ حالات پڑھکر اس قدر خوشی ہوئی کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ برکت فرماویں نفی واثبات کا اگر شوق ہو تو بشرط و بقدر تحمل اجازت ہے۔ تنبیہ الغافلین دیکھنا مجھ کو یاد نہیں کیسی بات ہے باقی سب معمولات ماشاء اللہ تعالیٰ نسخہ اکسیر ہیں۔ دوام رکھیں۔ تربیۃ حصہ مذکور صہ ۲۱

حال۔ پیشتر یہ حال تھا کہ اگر احیاناً صبح کو آنکھ نہ کھلتی تھی۔ تو نہایت صدمہ رہتا تھا اور دن بھر اس کا قلق رہتا۔ کبھی اپنے جسم کو مارتا تھا مگر اب اگر احیاناً آنکھ نہیں کھلتی ہے تو ایک صدمہ تو ہوتا ہی ہے مگر معاً یہ خیال آجاتا ہے کہ باری تعالیٰ کے مشاہدہ کیواسطے پیدا کیئے گئے ہیں مشاہدہ کرنا چاہیئے اسی رنج وقلق میں نہ رہنا چاہیئے۔ اور حضور والا کی دعا سے معاً حضوری نصیب ہوجاتی ہے اور دوازدہ تسبیح صبح کو پوری کرلیتا ہوں۔ اور اگر آنکھ کھل جاتی ہے تو باری تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ الحمدللہ باری تعالیٰ آپ کا فضل ہے ورنہ یہ بندہ ناچیز و ناپید کیا کہ تیری اطاعت کیواسطے اٹھ سکے اس حالت میں فوراً اپنی نیستی و عجز اور باری عزوجل کے فضل و احسان پر خیال ہوتا ہے

تحقیق۔ حالت رفیعہ ہے مبارک ہو مگر کوتاہی سے استغفار بھی ضرور کیا جاوے کہ وہ مشاہدہ میں داخل ہے

تربیۃ حصہ مذکور صہ

کیفیات کا مقصود نہ ہونا

حال۔ بحمد للہ تعالیٰ دوازدہ تسبیح و ستائیس ہزار اسم ذات کا ورد بدستور جاری ہے اور دیگر معمولات مثل تلاوت قرآن مجید وغیرہ بھی توفیق حق تعالیٰ ہوتے رہتے ہیں حق تعالیٰ کی عزت و اپنی ذلت پیش نظر ہے حجاب ظلمانی کی آڑ میں راستہ چل رہا ہوں جہاں شیطان کا گذر کم ہے۔ شریعت کو رہبر رکھ لیا ہے حق تعالیٰ پر بھروسہ ہے

رضائے حق مقصود ہے۔ اختیاری امور میں ساعی ہوں۔ بے اختیاری کے لئے دل تنگی نہیں اگرچہ نفس اپنے ذوق وحظ کے واسطے بہت کچھ نتائج ذکر کا طالب پایا جاتا ہے مگر نفس کی یہ تمنا متانت کے ساتھ ہے۔ اضطراب بالکل نہیں ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس جہان میں نتائج ذکر وشغل ظنی ہیں یقینی نہیں اور فانی ہیں باقی نہیں۔ پس ایسے فانی امور کے واسطے دل تنگی و اضطراب بے سود ہے۔ حضرت والا کو مطلع کرنے سے برکت مقصود ہے۔ دعائے خیر کا طالب ہوں۔

تحقیق۔ اس خط کے مضامین پر مکرر مبارکباد دیتا ہوں۔ تربیۃ حصہ مذکور ص۲۲

حال۔ ذکر وشغل کم وبیش جاری ہے۔ لیکن تقریباً ایک ماہ سے قلب میں کوئی کیفیت محسوس نہیں ہوتی۔ ناغہ بھی ہوتے رہتے ہیں۔ یہ مجھے معلوم ہے کہ کیفیت مطلوب بالذات نہیں مطلوب بالغیر ہے کیونکہ ذکر کے دوام میں ذوق وشوق معین ہوتا ہے جیسے بھوک اس لئے لگتی ہے کہ غذا جس پر بقائے زندگی موقوف ہے حاصل کیجائے اس بنا پر یہ خیال ہوتا ہے کہ جیسے بھوک نہ لگنا جسمانی مرض ہے دل میں کیفیت اور ذوق وشوق نہ رہنا روحانی مرض ہے اس لئے عرض کیا گیا کہ مناسب علاج تجویز فرمادیں۔

تحقیق۔ یہ مثال من کل الوجوہ صحیح نہیں بلکہ اس سے زیادہ اوفق مثال یہ ہے۔ کہ جیسے دوا کی رغبت مطلوب بالذات نہیں سہولت دوا کے لئے اگر ہو تو بہتر ہے لیکن اگر بلا رغبت بھی استعمال کرے تب بھی خاصہ دوا کا مرتب ہوگا آپ کو تربیۃ السالک کی جلدوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ تربیۃ حصہ مذکور ص۲۴

حال۔ اس وقت کے تمام حالات ناگفتہ بہ ہیں خدا تعالیٰ عزوجل سے ایک رسمی اور ضابطہ کی محبت اور انس رہ گیا ہے نہ ذوق ہے نہ شوق ہے نہ سوز وگداز ہے اگر کچھ خشیت ہے تو وہ بھی رسمی ہے دل کے ہلانے اور لرزانے والی نہیں ہے معمولات ورد و وظائف مثل ایک خشک دماغ نمازی کی طرح پورے کر لیتا ہوں ناغہ نہیں کرتا۔ دن رات کف افسوس ملتا ہوں کہ کیا تھا کیا ہو گیا اصل یہ ہے کہ یہ حالت صرف ایک دن کی بے اعتدالی سے بدلگئی۔ حضرت والا کہ جس وقت سفر میں تھے اور تھنجو میں تشریف فرما تھے فدوی کو بضرورت خاص دہلی جانیکا اتفاق ہوا۔ اگرچہ دہلی میں بھی اپنے معمولات میں سے کبھی ناغہ نہیں کیا لیکن صرف ایک وقت بعد عشا جو معمول کیا کرتا تھا بوجہ تکان و آمد و شد مردمان کے نہ کرسکا اسی وقت سے طبیعت کی حالت بدلگئی سحر کو جو اٹھا نہ وہ شوق تھا نہ وہ ذوق تھا طبیعت کھٹک گئی۔ کہ خدا خیر کرے۔ چنانچہ آج تک اسی رجعت قہقری میں مبتلا ہوں۔ ہر چند چاہا کہ یہ خراب حالت حضرت اقدس کے گوش مبارک تک نہ پہنچے حضرت والا کو رنج ہوگا لیکن تا کجے

مشیت ایزدی میں چارہ نہیں اس حالت سے زندگی سے دور اور موت کے قریب ہو گیا نفس کی یہ حالت ہے کہ طرح طرح سے مکاریاں کرتا ہے قسم قسم کے شبہات پیش کرتا ہے کبھی تلاوت قرآن شریف میں (خاک بر سر من) خیالات لاطائل پیدا کرتا ہے۔ حضرت اقدس اس وقت تو خاکسار کی وہ کیفیت ہے کہ جیسے کسی خدامی کو لباس فاخرہ پہنا دیا جاوے۔ ظاہر میں مسلمان ہوں اندرونی حالت کا خدا حافظ۔ اب فدوی مختصر اپنی حالت کہ جو رنگ طبیعت کا ہے عرض کرتا ہے فدوی کی طبیعت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ جب تک نہار رہے اور کوئی کام دنیاوی نہ کرے یہاں تک کہ معمولی خورد و نوش کی طرف بھی چنداں التفات نہ ہو تو از حد شوق و ذوق محبت و انس ترقی کرتا جاتا ہے اور اگر کسی خفیف سے کام دنیاوی کی طرف توجہ کیجاوے تو پھر وہ جوش اور رنگ طبیعت کا نہیں رہتا اس امر کا صدہا مرتبہ تجربہ کر چکا ہوں کہ اسی وجہ سے آجتک محروم ہوں نہ جائے رفتن نہ روئے ماندن وائے بر حال اس مسافر کے کہ جس کا ٹٹو (گھوڑا) بہت لاغر اور لنگڑا ہو اور مسافر سفر بھی بے وقت شروع کرے واحسرتا اس مسافر کو کب منزل مقصود پر پہونچنے کی امید رکھنی چاہئے زیادہ والسلام

تحقیق۔ السلام علیکم۔ حق تعالیٰ رحیم و حلیم ہیں جس شوق و ذوق سوز و گداز کو آپ کمال سمجھتے ہیں نہ وہ کمال ہے اور جس خستگی اور وسوسہ کو آپ نقصان سمجھتے ہیں نہ وہ نقصان ہے۔ اگر آپ کو وہ کیفیات حاصل ہوتیں چونکہ آپ ان کو بڑی چیز سمجھتے ہیں ضرور عجب پیدا ہوتا خدا تعالیٰ نے عجب سے بچایا جو خدا تعالیٰ کی نعمت ہے اور اس پر شکر واجب نہ کہ بالعکس شکایت کیجاوے ؎

آنکس کہ تونگرت نمے گرداند
او مصلحت تو از تو بہتر داند

اس مضمون میں یہ باطنی دولت بھی داخل ہے اور جس چیز کو آپ نقصان سمجھ رہے ہیں اگر یہ نہ ہوتی تو آپ میں یہ انکسار نہ پیدا ہوتا۔ جو بڑی نعمت ہے اور اس پر بھی شکر واجب۔ البتہ چونکہ اسمیں احتمال ناشکری کا ہے اس لئے اب اس کی حقیقت سمجھ لیجئے۔ تاکہ اس پر بھی شکر کیجئے۔ معلوم ہوتا ہے تربیۃ السالک کے مضمون کو آپ ذہن سے نکال دیتے ہیں۔ کلیہ سمجھ لیجئے کہ جو افعال اختیاری ہیں ان میں اللہ و رسول کے خلاف نہ کیا جاوے۔ تو پھر احوال خواہ کچھ ہی ہوں وہ چونکہ غیر اختیاری ہیں ان کی کچھ پرواہ نہ کرنا چاہئے۔ کام کئے جائیے۔ آپ محروم نہیں ہیں ایک وقت میں یہ امر تحقیقاً بھی معلوم ہو جاویگا۔ اب تقلیداً مان لیجئے۔ حصہ ہفتم ص۵۰

حال۔ کچھ دنوں سے وہ کیفیت غلبہ اور جوش وغیرہ کچھ نہیں رہا۔ مگر حضور والا کے طفیل سے یہ اب بھی ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ ایک تعلق خاص جو پہلے نہیں پاتا تھا پاتا ہوں۔

تحقیق - ماشاء اللہ تعالیٰ حالت محمود ہے جوش مقصود نہیں اس کا ثمرہ مقصود ہے جو بفضلہ تعالیٰ حاصل ہے دعا کرتا ہوں۔ تربیتہ حصہ نہم ص ۵۹

بازاری لوگوں کو دیکھکر دل کا گھبرانا اور پریشان ہونا

حال - جب میں بازار جاتا ہوں تو بعض دفعہ قلب بہت پریشان ہوتا ہے کہ یا اللہ یہ سارے جہنم کے ایندھن نظر آتے ہیں۔ اور اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے - اکثر تو وہاں کفار ہوتے ہیں۔ اور مسلمان بھی عام طور سے ناجائز بیع و شرار کے سبب غافل دکھائی دیتے ہیں۔ اس وقت میں نیچے سر کرکے بہت جلدی بھاگتا ہوں۔ اگر کام ہوا تو اس کے اہتمام میں مشغول رہتا ہوں۔ ورنہ جی گھبرانے لگتا ہے اور بعض وقت انھیں تصورات میں دیر تک بیٹھا رہ جاتا ہوں اور شاید دوسروں کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ حضرت یہ خیالات کیوں منتشر ہو جاتے ہیں۔ کیا اس میں کچھ نفع ہے یا شیطانی وساوس ہیں۔ اگر وساوس ہوں تو حضور اس کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا فرمادیں اور اگر نفع ہے تو کیا تنبیہ ہے کہ تم دنیا کے کاموں میں اس طرح منہمک نہ ہونا۔

تحقیق نہ نفع ہے نہ شیطانی وسوسہ امر طبعی ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی قصداً خیال لانا چاہیئے کہ ممکن ہے سب مرحوم ہو جاویں اور ہم سے اچھے۔ تربیتہ حصہ ششم ربع دوم ص ۴۳

امر غیر اختیاری کے عدم حصول پر غم نہ ہونا چاہیئے

حال - شب میں روزانہ محض دو گھنٹہ میں سوتا ہوں۔ بقیہ اوقات سب معین ہیں ہر روز تمنائے رویت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رہتی ہے مگر اجتک کبھی حصول دعا میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اس کی کیا وجہ ہے کوئی صورت ارشاد فرمایئے۔ حصہ مذکور ص ۴۴

تحقیق - جو امر غیر اختیاری ہو اس کے حاصل نہ ہونے پر غم ہی جائز نہیں تو وجہ پوچھنا بھی فضول ہے

عدم حضور قلبی کا علاج

حال آجکل حضور قلب بالکل نہیں ہوتا تشویش ہے مگر کام کرتا رہتا ہوں

تحقیق - حضور قلب غیرہ اختیاری ہے اس کے نہونے سے مشوش نہ ہوں ہاں اختیار قلب اختیاری ہے - یعنی اپنی طرف سے متوجہ رہیں خواہ ہو یا نہ ہو اور اکثر اس سے ہو بھی جاتا ہے۔ حصہ مذکور ص ۴۵

آثار قابلیت

حال بالحمد للہ تعالیٰ تمام معمولات بدستور بلا تکلف جاری ہے۔

تحقیق - الحمد للہ

حال۔ واقعی یہ حضرت والا کی توجہ و دعا کا ثمرہ ہے ورنہ احقر کسی قابل نہیں

تحقیق۔ یہ سمجھنا بھی علامات قابلیت سے ہے اس نعمت پر شکر کیجئے کہ عجب سے بچا یا

حصہ ہفتم ص ٦٠

طبائع میں جداگانہ خصوصیات

حال عصر سے عشا تک اکثر ایک خاص کیفیت اور محویت قائم رہتی ہے بوقت تہجد یہ بات نہیں رہتی۔ حالانکہ اس وقت بالکل تخلیہ رہتا ہے

تحقیق۔ طبائع کی خصوصیات جدا ہیں۔ آپکی طبیعت اسوقت زیادہ متاثر ہوتی ہے جسمیں فنا و زوال کی آمد ہے اور تہجد کا وقت گو تخلیہ کا ہے مگر وہ وقت ہے تعلقات کی آمد کا تو مآل کا اثر ہوتا ہے اور اگر حال کا اثر ہوتا تو امر بالعکس ہوتا۔

حصہ ہفتم ص ٦٠

افسوس دل کا گریہ ہے

حال۔ ذکر اللہ اللہ کے وقت جی چاہتا ہے خوب گریہ زاری ہو مگر نہیں ہوتا میری حالت پر افسوس۔

تحقیق۔ یہ افسوس بھی دل کا گریہ ہے جو نفع میں گریہ چشم سے کم نہیں۔

حال۔ چلتے پھرتے اللہ اللہ زیادہ یاد رہتا ہے پھر یاد کرتا ہوں تو استغفار پڑھتا ہوں

تحقیق۔ دونوں کا ایک ہی حاصل ہے۔

حصہ ہفتم ص ٦٠

بوقت استحضار کمالات باری عز اسمہ سبحان اللہ پڑھنا

حال۔ آنحضور کی برکت سے اخیر شب میں اکثر ہم گاہے گاہے ٦ و ٨ بھی نفل اور ٦ تسبیح تہلیل اور ٦ تسبیح اسم ذات دو ضربی اور بوقت فرصت اسم ذات یک ضربی معمولی۔ ذکر یک ضربی میں اکثر سرور و کشش کے کیفیت ہو جاتی ہے بعد نماز عصر اکثر پھرنے کو نکل جاتا ہوں سبزہ زار دیکھکر اور ویسے بھی کمالات جناب باری تعالیٰ شانہ خیال کر کر بے اختیار دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ کہتا ہوں پھر یہ خیال آجاتا ہے کہ حضرت صاحب سلمہ نے تو مجھکو اسم ذات بتلایا ہے یہ اپنا اجتہاد نکر عین اس خیال سے اللہ اللہ کہنے لگتا ہوں ورنہ جی یہی اکثر چاہتا ہے کہ سبحان اللہ سبحان اللہ استحضار کمالات عز شانہ کے وقت کروں۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ تعالیٰ بہت اچھی حالت ہے خدا تعالیٰ ترقی فرماوے جس حالت میں سبحان اللہ کہنے کا تقاضا ہوتا ہے اسمیں یہی کلمہ کہا کیجئے یہ اجتہاد نہیں ہے اگر ہر وقت کا معمول سبحان اللہ مقرر ہوتا تو اسمیں اجتہاد کا احتمال تھا۔

حصہ ہفتم ص ٦٣

اصلاح حال قلب وغیرہ مقاصد صحیحہ کے متعلق تنقیح

حال۔ اصلاح حال قلب

حصول اطمینان بذکر الٰہی مقام احسان رضا باری عز اسمہ کے لئے کوئی تعلیم ذکر شغل عمل ارشاد فرمادیں

تحقیق۔ چونکہ طالب صادق ہے اسلئے مجھکو بھی صدق وخلوص کے ساتھ خیر خواہی سے یہی بات عرض کر دینا چاہیئے کہ جو مقاصد آپ نے لکھے ہیں واقعی مقاصد صحیحہ ہیں مگر غالباً ان الفاظ کی تفسیر میں اس قدر غلطیاں ہو رہی ہیں کہ ان کی تحقیق سب سے اول ضروری ہے جس کیلئے مکاتیب تجربہ سے ناکافی ہے ضرورت بالمشافہ طے ہونے کی ہے اور بدون اس کے یہ ضرر ہے کہ ممکن ہے ان کی تفسیر ذہن میں غلط ہو اور حصول پر بھی عدم حصول کا یا عدم وصول کا وہم ہو جاوے

حصہ ہفتم صـ ٦٢

سالک کو دیوانہ کہنے سے عار نہ چاہیئے

حال۔ مشغلہ تصوف جاری ہے ان چند روزہ صحبت سے بہت فائدہ ہوا خلوت کی عادت ہو رہی ہے سب باتیں اسی عالم کی اچھی معلوم ہوتی ہیں یہ عالم کبھی کبھی عالم خواب معلوم ہوتا ہے ہر وقت جی چاہتا ہے کہ گاہے اللہ اللہ وگاہے اللہ کا ذکر بجہر کرتا رہوں مگر اس خیال سے کہ لوگ کہیں گے کہ دیوانہ ہے رک جاتا ہوں امر عالی کیا ہے۔

تحقیق۔ اذکروا اللہ حتیٰ یقولوا انہ لمجنون مرضی شارع ہے۔

ع ما نمیخواہیم ننگ و نام را۔ مذاق عشاق ہے

حصہ ہفتم صـ ٦١

غلبہ حضوری بہت سے امور مطلوبہ کیلئے مانع ہے

حال۔ اور ایک زمانہ وہ بھی گذرا ہے کہ ایسی حضوری ہو گئی تھی کہ پیر نہیں پھیلا سکتا تھا لیٹ نہیں سکتا تھا بیٹھے بیٹھے سوتا تھا بوجہ حضوری اللہ تعالےٰ کے نام لینے سے ادب مانع تھا ذکر چھوٹ گیا تھا شجر حجر ہر شے میں اسی کی بصر کا ظہور تھا یہ حالت اس وقت پیدا ہوئی تھی جب اللہ سمیع اللہ بصیر الخ اس شغل کا حبس دم عروج ونزول کے ساتھ کیا کرتا تھا ان تین صفتوں میں اللہ بصیر کا غلبہ زیادہ تھا اور اب یہ حالت ہے کہ قلب کو ذرا سی حرکت تک نہیں ہوتی اس قدر قساوت بڑھ گئی ہے۔

تحقیق۔ وہ حال عارضی ہوتا ہے اور وہ کمال بھی نہیں کیونکہ بہت سے امور مطلوبہ کیلئے مانع ہے اعتدال مقصود ہی ہے اور اس کو بقا بھی ہے یہ قساوت نہیں۔

حصہ ہفتم صـ ٦٣

تلوینات مقصود نہیں

حال۔ چونکہ اس ذات میں تجزی نہیں کہ اپنا کوئی ذکر یا فعل ذات کے کسی جزو کے ساتھ متعلق ہو اس وجہ سے ذکر قلبی

بھی اتنا ممتد ہوتا ہے اور پھیلتا ہے کہ غیر متناہی ہو جاتا ہے۔

تحقیق۔ مذکور کی عدم تناہی ذاتاً ہے ذکر کا عدم تناہی زماناً لازم نہیں جیسا کہ اس تقریر سے استلزام کا دعویٰ مفہوم ہوتا ہے۔

حال۔ پہلے یہ تصور تھا ان اللہ معنا اب یہ حالت ہے انا مع اللہ پہلے دونوں محدود اب دونوں غیر محدود یہ شعر عرض کرنے کو بیساختہ جی چاہتا ہے ؎

میں ہوں پروانہ مضطر تو وہ ہرجائی ہے ۔۔۔ نہ ٹھکانہ کہیں میرا ہے نہ مسکن اُنکا

تحقیق۔ یہ سب تلوینات غیر مقصودہ ہیں تمکین علی المقصود مقصود ہے۔ حصہ ہفتم ص٦٣

حصول فنا کا طریق

حال۔ دن رات اس پریشانی میں ہوں کہ اپنا تصور مٹ جائے ؎

تو خود حجاب شدی حافظ از میاں برخیز

تحقیق۔ کوشش اور پریشانی سے نہیں مٹا کام کئے جائے پھر خواہ اس کا ثمرہ مٹنا ہو یا کچھ اور سب خیر ہے ؎

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست ۔۔۔ حصہ ہفتم ص٦٣

سوال (۴) بعض وقت جی چاہتا ہے کہ نفس بالکل یاد میں فنا ہو جاتا اور خودی کی بلا سے نکل جاتے تو کیا اچھا ہوتا اس کا کیا علاج کروں۔

جواب۔ دوام علی الاعمال ہی سے اس کی بھی توقع ہے۔ حصہ ہفتم ص٦۴

انوار مقصود نہیں

سوال (۲) اور قصد السبیل اور مالا بد منہ اور ضیاء القلوب کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ انوار و تجلیات سالک کو نظر آوے انکو لائے نفی کے تحت میں لانا چاہئے اس کا کیا مطلب بعض وقت ایسی کشش پیدا ہوتی ہے کہ سالک اگر اس سے اعراض کرے تو شاید وہ خیال مندفع ہو ورنہ دفع ہونا دشوار ہے اس صورت میں تحت لائے نفی آوردن کے کیا معنی ہوں گے اس صورت میں تو جی چاہتا ہے کہ اپنے ہی کو تحت لائے نفی کر دیا جائے مگر ان جذبات و انوار کو نہ نفی کیا جائے کیونکہ وہ تو راحت دل کا سبب ہے ؎

من چگونہ ہوش دارم پیش و پس ۔۔۔ گر نباشد نور یارم ہم نفس

جواب۔ مراد نفی کرنا اس وقت ہے جب وہ مقصود حقیقی سے حجاب ہو جاوے۔ حصہ ہفتم ص٦۴

فوات امور غیر اختیاریہ باعث حرماں نہیں

حال۔ اب اوپر سے رمضان

شریف آگئے جمعہ جماعت قیام نماز تو چھوٹ رہا ہے اگر روزہ بھی نہ ہوے تو بڑی بے نصیبی ہے۔

تحقیق۔ کیا خدائے تعالیٰ امور غیر اختیاریہ للعبد سے اپنے بندہ کا خسارہ یا حرمان تجویز فرماتے ہیں۔

حصہ ہفتم صـ٦٦

قبض کا علاج

حال۔ عرض یہ ہے کہ چند روز سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا ایسا خیال دل سے رہتا تھا کہ گویا حق تعالیٰ کی مخلوق ہے ہی نہیں، اور اس خیال میں کچھ ایسی بیخودی سی رہتی تھی کہ اپنی اور غیر کی کچھ اچھی طرح سے خبر نہ تھی اور طرح طرح کے علوم و اسرار قلب پر وارد ہوتے رہتے تھے اور قلب کی حالت بدلتی رہتی تھی، کبھی خوشی ہوتی تھی۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ سے بہت خوف معلوم ہوتا تھا اب دو روز سے دفعتہ حالت بدل گئی ہے نہ وہ پہلا سا اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا خیال رہتا ہے نہ بیخودی سی رہتی ہے بالکل ہوش حواس درست ہو گئے۔ اور اپنی اور غیر کی سب خبر رہتی ہے اور نہ پہلے سے علوم و اسرار قلب پر وارد ہوتے ہیں۔ اور نہ کچھ قلب کی حالت بدلتی ہے اور کچھ قبض کی سی حالت رہتی ہے جس کی وجہ سے طبیعت کو ایک فکر اور پریشانی سی رہتی ہے کہ کیا دفعتہ ہوگیا اور جلدی پرچہ دینے کی یہی وجہ ہے کہ فکر رفع ہو کر اطمینان ہو جاوے۔

تحقیق۔ یہ قبض ہے اس کی طرف التفات نہ کرو۔ کام میں لگے رہو اور استغفار کی کثرت رکھو اس کے منافع بسط سے بھی زیادہ ہیں صبر و تسلیم و رضا و تفویض اس کے اداب میں سے ہے۔

حصہ ہفتم صـ١٠١

حال۔ حضور انور خدارا بندہ کے واسطے دل سے دعا و توجہ فرمادیں نہایت ہی ردی حالت ہو رہی ہے ہفتہ میں دو روز آنکھ کھلی ہے اور چار روز ناغہ ہر چند ارادہ کرکے اور دعا مانگ کر سوتا ہوں کہ اے رب عزوجل صبح کو تہجد کے وقت آنکھ کھل جائے مگر سونے کے بعد صبح صادق ہونے کے بعد آنکھ کھلتی ہے حالانکہ عشاء کی نماز کے بعد ہی پلنگ پر لیٹ جاتا ہوں ایک دن یہ ارادہ کرکے سویا کہ اگر آنکھ نہ کھلے گی تو کل کا روزہ رکھوں گا اس دن ایسا اتفاق پیش آیا کہ صبح کی جماعت بھی فوت ہو گئی حالانکہ اور روز جماعت باطمینان ملجاتی تھی حضور والا کی خاص توجہ و دعا کی اشد ضرورت ہے باری تعالیٰ بندہ کی اصلاح حضور کے طفیل سے فرمائے۔ بہت ہی خراب حالت ہو رہی ہے حضور للہ دعا فرمادیں حضور والا اس کا ظاہری و باطنی دونوں علاج فرمادیں تاکہ حالت کی اصلاح ہو جائے بہت پریشان ہوں کہ کیا ہوگا۔

تحقیق۔ یہ حالت جو آپ نے لکھی ہے قبض کہلاتی ہے اس کے اسباب مختلف ہیں اور معالجات بھی مختلف اگر آپ سے کوئی معصیت نہیں ہوئی اور غیر جنس لوگوں سے اختلاط بھی نہیں ہوا تو اس کا سبب امتحان ہے توکل اور صبر سے کام لیجئے اور استغفار کیجئے اور میرے مواعظ و تربیت السالک دیکھئے کہ رحمت حق موجہ ہو۔

حصہ ہفتم صہ ۱۷

حال۔ بفضل خدا معمولات پورے کر رہا ہوں آج کل پانچ چھ روز سے کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ میری کیا حالت ہے نہ نماز میں دل لگتا ہے نہ وظیفہ میں اور نہ کسی دنیاوی کام میں ہر وقت ایک گھبراہٹ سی رہتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے میں نے کوئی خطا کی ہے۔

تحقیق۔ یہ قبض ہے اس کا سبب کبھی کوئی تغیر طبعی طبی ہوتا ہے کبھی معصیت کبھی محض امتحان طلب اسلئے جہاں سبب کی تشخیص نہ ہوسکے سب معالجات کو جمع کیا جاوے یعنی طبیب سے نبض وغیرہ دکھلا کر تعدیل مزاج کیجاوے۔ استغفار کی کثرت کیجاوے اور بلا التفات و تردد کام میں لگے رہنا چاہیے۔

حصہ ہفتم صہ ۸۰

حال۔ احقر سے بوجہ مانع عرض حالات میں تاخیر ہوئی امید کہ حضور معاف فرما کر ممنون فرما دیں۔ حضور والا رتبہ کی برکات صحبت سے بعد استغنا ماسوائی اللہ رغبت الی اللہ اور آخرت میں جو جو نعمتیں ہیں سب کا بیحد شوق ہوتا۔ اور دنیا کو ایک ایسی جگہ جہاں کوئی الفت کی چیز نہ ہو بالکل غیر آباد ویرانہ معلوم ہوتا۔ اور ہر وقت دل چاہتا تھا کہ کسی طرح اس ویرانے سے نکلکر اپنے محبوب سے ملجاؤں۔ باوجود سب کے ہوتے ہوئے اپنے کو ایک غریب کے جو ایک یار و یاور بھی اس کا نہ ہو معلوم ہوتا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں قبر میں ہوں کسی سے مجھے کوئی کام نہیں سوائے اپنے رب سے اور وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ کی محبت کا ارادہ ہوتا۔ ان کی طرح طرح کی نعمتوں کو یاد ہونے سے اور ان کے احسان کا ہر ہر جزئی امر میں پیش نظر ہو کر غایت تذلل سے اس کے اوامر کا بجالانے کا خیال پیدا ہوتا۔ اور منہیات سے اجتناب کی فکر ہوتی اور ذکر و تلاوت قرآن شریف و نماز میں بیحد الفت ہوتی اب وہ حالت عرض کرتا ہوں جس سے ایک زمانہ بہ اول مرتبہ حاضر ہونے کا تھا سخت حیران و پریشان تھا۔ اور مسلمانوں کو دیکھکر حسرت پیدا ہوتی اور حضرت کیخدمت میں عرض کرنے کی ہمت نہ ہوتی اور اس حالت سے ذکر چھوٹ جاتا۔ اور اس سے سخت وحشت ہوتی اور قریب قریب مایوسی کی حالت ہوگئی اور میں دل کو سمجھاتا تھا لیکن کسی طرح تسلی نہ ہوتی تھی آخرکار اس سے اور ایک حالت جو اور وحشتناک ہے پیش آئی جس سے بالکل مایوسی ہوئی

اور خوفناک ہو کر مکان چلا گیا تھا دونوں حالت مرتب عرض کرتا ہوں۔ حالت اولیٰ حالت کفر اپنے اندر پاتا تھا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ یہانتک کہ وجود باری تعالیٰ میں شیطان لعین نے شک ڈالا، جس سے بیقرار تھا بیحد بیقرار ہو کر ایک روز صبح کو بازار کے مشرقی جانب تنہا چلا گیا تھا۔ اور سوائے تسبیح کے اور کوئی چیز نہ تھی۔ ایک کتا سامنے آیا اور بہت زور سے بھونکنے لگا اور سخت حملہ کرنے لگا اس وقت میں نے بہت ہی جہر ذکر شروع کیا اور نفس سے کہا میں تو وجود باری تعالیٰ میں شک کرتا تھا اب کس طرح خدا کو بلا رہا ہے نفس کو کسیقدر تسلّی ہوئی۔ الحمد للہ اپنے اندر ایمان ہے یہ سب شیطان کا وسوسہ ہے، اس سے کچھ خوف سوء خاتمہ نہ ہونا چاہئے آخر انجام بہت دیر کے بعد کتا خود بخود چلا گیا، اتنی ہی دیر تک میں بھی ذکر میں مشغول تھا اور اس کتے کی حملہ کی یہ کیفیت تھی کہ کچھ دور جا کر پھر لوٹ کر آتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس دفعہ کاٹیگا۔ اور کوئی شخص کہیں نظر نہیں آتا تھا، اس روز کا واقعہ اب بھی یاد آنے سے تعجب ہوتا ہے کہ خدا نے کیسے کتے کے کاٹنے سے بچایا۔ الحاصل حجرہ میں آیا۔ لیکن اس قصہ کو اب تک کسی سے ذکر نہیں کیا، اس واقعہ کے بعد وساوس کفریہ کم تو ہو گئے۔ لیکن بالکل منقطع نہیں ہوئے۔ اس کے بعد اور ایک بُری حالت ہوئی تھی جس کے اظہار سے شرم آتی ہے وہ یہ کہ حضور کے متعلق برے برے خیالات آتے تھے ہر چند میں روکتا تھا اور بھی ہجوم کرتے تھے کہ یہاں آ کر یہ حالت رو بہ پیش آئی۔ یہانتک جب نوبت آئی۔ اپنے دل میں یہ خیال ہوا کہ مکان چلا جانا چاہئے اور جب تک یہ خیالات دور نہ ہو دیں۔ خدمت میں حاضر رہنا موجب ہلاکت ہے کیونکہ حضرت تو مقرب ہیں ایسے مقرب سے یہ خیالات ہلاکت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی کشاکش میں تھا پھر بیمار ہو گیا جس سے سہارنپور جانا پڑا اس وقت یہ خیال ہوا کہ شاید اب وہ خیالات لایعنی جاتے رہیں گے جب مفارقت ظاہری ہوئی اور بھی پریشان حال ہوا ایک دوری اور وہ خیالات آخر محبت حضور تو قبل اس حالت کے پیدا ہو گئی تھی اس سے بھی پہلے جب استاذنا جناب مولوی حبیب اللہ صاحب تفسیر جلالین شریف پڑھاتے تھے اسی وقت حضرت کی محبت ہو گئی تھی کیونکہ تذکرہ اکثر کیا کرتے تھے کبھی عادات شریفہ بیان فرماتے اور کبھی آیات قرآنی کے حل میں اقوال جناب نقل فرماتے تھے اس سے حضرت کی محبت سویدائے قلب تک پہونچی تھی الحاصل محبت کی وجہ سے تو دوری تلخ تھی اور ان حالات سے حضوری مشکل بیماری سے کچھ صحت کے بعد یہاں رہنے کے خیال سے آیا تھا پھر وہی حالت محسوس ہوئی لہٰذا رخصت کا

پرچہ دیگر چلا گیا تھا بقیہ حالات کل پیش کروں گا۔

تحقیق۔ اس وقت جواب دوں گا۔ جو حالت سابقہ اس پرچہ میں لکھی ہے وہ گو بظاہر مکروہ ہے مگر جب غیر اختیاری تھی تو مذموم نہ تھی اور ناگواری کے سبب ایک مجاہدہ ہونے کی حیثیت سے وہ نافع تھی ایسی حالت کو قبض کہتے ہیں وہی مقدمہ ہوئی اس حالت لاحقہ بسط کا۔ اس بسط کا اسقدر لذیذ ہونا بدولت اس قبض ہی کے ہے وہو معنی قولہ؎

از دستِ ہجرِ یار شکایت نمی کنم
گر نیست غیبتی نہ دہد لذتِ حضور

مبارک ہو کام میں لگے رہیں۔

حصہ ہفتم ص۸۵

آثارِ حرارتِ مزاج

حال۔ گریہ کے وقت کپڑا پھاڑنے کا خیال اور سر پٹکنے کا ہوتا ہے اور موہنہ پر طمانچہ مارنے کی نوبت آجاتی ہے ڈر ہے کہ کہیں خراش اور ورم نہ ہو جائے۔

تحقیق۔ ان کیفیات کو رونے سے مغلوب کر دیا کیجئے۔

حال۔ ذکر کے وقت جنگل جانے کا خیال بہت ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ نعرہ لگاتے ہوئے پھرا کروں لیکن بدقت تمام روکتا ہوں۔

تحقیق۔ اشعار پڑھنے سے اس کو مغلوب کر دیا کیجئے۔

حال۔ ذکر میں ایک کیفیت یہ ہے کہ قلب کے قریب ایک چراغ روشن رہتا ہے ذکر کے وقت اس کی روشنی بہت تیز معلوم ہوتی ہے اس کے بعد دھیمی ہوتی ہے لیکن رہتی ہے ہر وقت غور کرنے سے ہر رونگٹے سے صاف آواز اللہ کی معلوم ہوتی ہے اور ذکر کے وقت کان سے ایک آواز مثل تار کے آتی رہتی ہے۔

تحقیق۔ یہ سب آثار حرارت مزاج کے ہیں اور اونکے بعض واقعات بھی طبیب سے تعدیل مزاج کی تدبیر پوچھئے۔

حصہ ہفتم ص۷۶

مبتدی کا معاصی کو یاد کر کے رونا

سوال۔ اپنے معاصی ماضیہ کو یاد کر کے رونا بہتر ہے یا ایک مرتبہ خلوصیت کے ساتھ توبہ کر کے اپنے کام میں لگے رہنا۔

جواب۔ جیسی آپ کی حالت ہے یعنی ابتدا اس میں معاصی پر رونا بہتر ہے۔

حصہ ہفتم ص۸۰

گریہ کا نہ ہونا

حال۔ حالت گریہ پانچ چار یوم سے نہیں ہے۔

تحقیق۔ اس کا نہ ہونا ذرا بھی مضر نہیں ورنہ فان لم تبکوا فتباکوا وارد نہ ہوتا۔

حصہ ہفتم صـ ۸۲

امور اختیاریہ میں کوتاہی کا واجب الاصلاح ہونا اور امور غیر اختیاریہ کا غیر قابل التفات ہونا

حال۔ ڈیڑھ ماہ کی صحبت بابرکت سے جو کچھ بندہ کے فہم ناقص میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ امور اختیاریہ کی کوتاہی کی اصلاح کرنی چاہیے اور غیر اختیاریہ کی طرف التفات نہیں چنانچہ اسی خیال سے اکثر استغفار کرلیتا ہوں وحسب الارشاد حضرت پابندی سے اتباع جو کررہا ہوں اس کو سمجھتا ہوں کہ یہ برکت حضرت عطیہ خداوند جل جلالہٗ وجل شانہٗ ہے کہ اگر یہ بھی نہ ہوتا تو کیا کرسکتا الحمد للہ مجاہدہ صرف علاج ہے باوجود مجاہدہ کے بھی اللہ پاک کے فضل کی ضرورت ہے چنانچہ شب کو بہ نسبت دن کے غذا میں کسی قدر کمی تو کرتا ہوں، لیکن اس کی ساتھ سوتے وقت اللھم الیك فوضت نفسی پڑھ لیتا ہوں کہ اختیار میں نہیں کے ہے باوجود تقلیل غذا کے بھی اگر وہ کام نہ لیں توفیق نہ بخشیں تو کچھ نہیں کرسکتا ہوں یہ انکا احسان ہے الحمد للہ علاوہ ادائے حقوق عیال وغیرہ کے جملہ مخلوق کے حقوق ادا کرنا ضرور ہے یعنی المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ کا مصداق بننا چاہیے چنانچہ اسکی فکر کی توفیق بھی سرکار سے شروع ہوگئی، اس کے جرمانہ میں جرمانہ تعدد نفل نماز شروع کردی ہے اور شخص مذکور سے جس کو تکلیف پہونچی ہو معافی کا خواستگار ہوتا ہوں اور خدا سے توفیق نیک عمل و اصلاح کی کرتا ہوں، تنہائی میں اپنی کوتاہی و اپنے کو ذات باری تعالیٰ کے سامنے کہ بڑی عظمت و علو مرتبت والے ہیں لاشے محض سمجھکر رقت آجاتی ہے و بعض نماز میں بھی جو کچھ فہم میں آیا ہے وہ احوال ہیں ان کو عرض کردیا۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ خوب سمجھے جی خوش ہوا۔

حال۔ اور جو کچھ کمی ہے اسکو ارشاد فرمادیں۔

تحقیق۔ صحبت اور مکالمہ و مواعظ سے خود کمی کا علم ہوجاوے گا۔

حصہ ہفتم صـ ۸۲

پستان کے نیچے حرکت نظر آنا

حال۔ پستان کے ذرا ڈھائی انگشت نیچے کیا چیز حرکت کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ پھیرا۔

حصہ ہفتم ص۸۸

حضور بواسطہ اور بلا واسطہ

حال اب حضرت بہت کوفت یہ ہوری ہے کہ اسباق۔ مطالعہ کے اوقات میں معبود حقیقی کا حضور نہیں رہتا۔ اگر حضور کی طرف توجہ کرتا ہوں اُدھر کتاب اور نہ مطالعہ سمجھ سکتا ہوں اور نہ سبق سمجھا سکتا ہوں اور اگر یہ ہوتا ہے تو حضور باقی نہیں رہتا۔

تحقیق۔ او ہو بڑی غلطی میں پڑے ہیں حضور بواسطہ بس حضور ہی ہے اور یہ حضور بواسطہ ہے اگر سمجھ میں نہ آیا ہو مفصل لکھوں۔

حصہ ہفتم ص۸۹

ہیبت و انس

حال۔ یہ کیا حالت ہے کہ میں کبھی کبھی مؤدب غلام کی طرح جیسے غیب کے سامنے خوفناک ترساں اور فرماں برداری کے منتظر غلطی خطا کاری سے ندیم ایسی ہی حالت میری با خدا ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی ناز نخرہ کی باتیں جیسا کہ باپ بیٹے میں ہوتی ہیں ویسی ہی میں بھی کرتا ہوں۔

تحقیق۔ پہلی حالت ہیبت دوسری انس کہلاتی ہے انس میں انبساط کو حد ادب سے نہ گزرنے دیا جاوے۔ کہ بعض اوقات عتاب کا سبب ہو جاتا ہے۔

حال۔ ایک دفعہ یہ کہا کہ خدا اگر کسی لباس میں میرے تنگی کرے تو میں ہرگز وہ لباس تا زندگی نہیں پہنونگا اور کہونگا کہ غنی ہو کر فقیر کو کیوں نہ دیا وغیرہ۔

تحقیق۔ یہ ادب سے متجاوز ہے۔

حصہ ہفتم ص۹۰

غلبہ خوف موت کا علاج

حال۔ عرض یہ ہے کہ موت کا خوف اسقدر غالب ہو گیا کہ بیٹھنے سے اٹھنے کی امید نہیں ہوتی اور اٹھنے سے بیٹھنے کی امید نہیں ہوتی ہے ہر صبح کیوقت شدت سے یہ خوف ہوتا ہے کہ آج کیا حال مجھ پر گذریگا اب کسوقت موت آجاویگی غرض یہ خوف تمام اوقات میں ہوتا رہتا ہے اور آخرت کی طرف خیال کرنے سے بہت ہی زیادہ خوف ہوتا ہے کہ کس طرح ان امور سے نجات ملیگی اگر میرا یہ خوف قابل علاج ہو تب علاج فرمادیں اور دعا فرمادیں خدا تعالے دنیا و آخرت کی سب آفات سے نجات بخشیں اور میرے دل سے ان امور کا خوف دفع فرمادیں اور اسکے مقابلہ میں خدا تعالی کی محبت انس عطا ہو اور میرے لئے جو کچھ نافع و مناسب ہو عنایت فرمادیں

تحقیق۔ میرے رسالہ شوق وطن کا مطالعہ کریں اس سے تعدیل ہو جاویگی۔

حصہ ہفتم ص۹۱

عقلیات شرعیہ کا ذوقیات پر غلبہ محمود ہے

حال۔ کمترین متحیر ہے کہ احوال پراگندہ اور بے ربط کو کیونکر عرض کرے کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا + قبل حاضری کے حالات لکھکر حضور میں روانہ کئے تھے انمیں اکثر کی اصلاح ہوگئی۔

تحقیق۔ الحمد للہ

حال ایک مرض ضروری عرض کرنا بھول گیا تھا وہ یہ کہ دعا نہیں کرسکتا تھا۔ اس لئے کہ اپنے لئے وجود کے تصور سے وحشت تھی۔ الحمد للہ اس مرض سے بھی صحت حاصل ہوئی۔

تحقیق۔ الحمد للہ کہ عقلیات شرعیات کو ذوقیات پر غلبہ ہوا۔

حال۔ بعد حصول قدمبوسی جو کیفیت ہوئی اُس کے یہ دونوں عریضے موجود ہیں۔ اس کے بعد سے نہ تلوینات ہیں نہ مواجید۔ ایک کیفیت حضوری کی۔ اکثر اوقات رہتی رہی۔

تحقیق۔ یہ اکمل ہے اُنسے لما ذکر آنفا سابقاً اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔ حصہ نہم صـ۱۰۳

تلاوت قرآن مجید سے دلچسپی نہ ہونیکا علاج

حال۔ قرآن مجید کا بڑا شایق تھا اور بڑے شوق سے روزانہ پڑھا کرتا تھا۔ مگر آجکل حالت برعکس ہے کوئی تدبیر فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ بے تکلف پڑھتے رہئے دلچسپی کا انتظار نہ کیجئے عمل کرنے سے خود دلچسپی ہوجاتی ہے حصہ مذکور صـ۳

مبتدی کا غیر سلسلہ کے بزرگوں سے ملنا مضر ہے

سوال۔ مبتدی کیلئے غیر سلسلہ کے بزرگوں سے ملنا اور پاس بیٹھنا مضر ہے یا مفید

جواب۔ اکثر مضر ہے۔ تربیۃ حصہ ششم ربیع دوم صـ۴۱

اپنے اندر ندامت بڑھنا مفید ہے

حال (از[ع] ہدایت ہفتم) جس کے اندر ارشاد فرمایا گیا اگر قلب قبول کرے تو بیعت کرلیں ورنہ پھر بھی صاف انکار نہ کریں اس کے اندر یہ دریافت ہے کہ بندہ اپنے کو جہاں تک غور کرتا ہے ایسا ہی پاتا ہے کہ جس قدر سردست لوگ صالح سمجھتے ہیں اتنا بھی اندر صلاحیت نہیں عیب سے بھرا ہوا ہوں۔ حالانکہ اندر کی صلاحیت زیادہ تر ضروری، چنانچہ آنحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے اللھم اجعل سریرتی خیرا من علانیتی واجعل علانیتی صالحۃ اور بیعت سے حسن ظن

[ع] یہ ایک شخص کا خط ہے ان کو اجازت کے خط میں بعض ہدایات لکھی گئی تھیں ۱۲۔

بڑھتا جائیگا اور میرے اندر ندامت بڑھتی جائیگی اس کا کیا علاج

تحقیق ۔ یہ خود علاج ہے بہت سی خرابیوں کا اس ندامت سے انشاء اللہ تعالیٰ اپنی اصلاح کی فکر بڑھیگی ۔

تربیۃ حصہ مذکور ص ۴۹

وحشت طبعی اور التفات عقلی جمع ہو سکتے ہیں

حال ۔ دوسرے یہ کہ بعض وقت ذکر کی مشغولی میں لوگوں سے نفرت ہوتی ہے اس صورت میں غیروں کی طرف التفات کیسے ہوگا ۔

تحقیق ۔ وحشت طبعی اور التفات عقلی ممکن الاجتماع ہے ۔

حصہ مذکور ص ۴۹

اتہام سرقہ کے خیال سے پریشانی کا علاج

حال ۔ ایک شخص جو احقر سے دریافت کر کے ذکر کرتے ہیں ان کو یہ گمان اتنا غالب ہوگیا ہے کہ مجھکو کوئی شخص چوری کی تہمت نہ لگادے کہ تمام دن رات سخت پریشان رہتے ہیں اسی فکر سے دبلے بھی ہوگئے کہتے تھے کہ تمام نماز ذکر کام اٹھتے بیٹھتے بس یہی خیال رہتا ہے وہ خود چور نہیں ہیں ۔ ان کے والد پر ایک دفعہ تہمت لگائی گئی تھی احقر نے کہدیا کہ یہ محض شیطان کا دھوکا ہے بس آپ اطمینان سے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ کچھ نہ ہوگا ۔ اور صبح شام ایک سو لاحول ولا قوۃ الخ بالالتزام پڑھئے ۔ اور چلتے پھرتے اکثر پڑھا کیجئے ۔ اور جب خیال آوے اسکو پکائیے نہیں فوراً لاحول پڑھکر خیال بدل دیجئے ۔ انھوں نے ایسا ہی کیا ۔ اس کے بعد ان کے کثرت خیال میں کہتے تھے کہ معتد بہ کمی ہوگئی مگر بیخ کنی نہ ہوئی اب ان کو کیا کروں ۔

تحقیق ۔ ان پر سوداء کا غلبہ ہے طبیب کا علاج بھی ضروری ہے اور جو تدبیریں آپنے بتلائیں وہ سب نافع ہیں اس میں اتنا اور منضم کرلیں کہ بالفرض اگر ایسا ہو بھی تو صرف مخلوق میں ذلت ہوگی تو جب عند اللہ بری ہیں تو اس ذلت سے کیا ضرر بلکہ نفس کا علاج ہو جاویگا ۔ حصہ مذکور ص ۵۰

نکاح نہ ہو سکنے سے تکلیف کا علاج

حال ۔ اسی طرح ایک صاحب کو اپنے نکاح کرنے کا ہر وقت خبط رہتا ہے مگر بوجہ غربت و معمر ہونے کسی جگہ نکاح نہیں ہوتا کئی عورتوں کے یہاں نسبت لگائی مگر وہ سب نامنظور کردیتی ہیں اسی خیال میں وہ ہر وقت منہمک تھے ۔ احقر سے اپنی پریشانی ظاہر کی اور ساتھ ساتھ کوئی دعا بھی دریافت کی بندہ نے دعا بتلانے سے تو ترکیب سے انکار کردیا باقی چونکہ ذکر ایک عرصہ سے کرتے تھے ان کو چند روز کے واسطے یہ بتلادیا کہ بعد مغرب اپنی موت و بعد الموت کے واقعات کو سوچا کیجئے اور کل من علیہا فان

اکثر اوقات پڑھا کیجیے۔ اور کبھی کبھی روزہ رکھ لیجیے۔ ان کو اپنے خیال میں کسی درجہ میں کمی محسوس ہے یہ دونوں علاج بندہ نے تجویز کئے اس میں کیا مناسب تھا اور اب ان سے کیا کہوں۔

تحقیق۔ ٹھیک تلایا اتنا اور منضم کرلیں کہ غایت مافی الباب نکاح نہ ہونے سے تکلیف ہوگی تو اس میں اجر ملیگا اور نفس کی اصلاح مجاہدہ سے ہوگی۔ تربیۃ حصہ مذکور ص۵۵

لوگوں سے بے تعلقی رکھنا

حال۔ کئی روز ہوئے کہ بجواب عریضہ جس میں بندہ نے اپنے کچھ حالات لکھے تھے والا نامہ صادر ہوا تھا جس میں تحریر تھا کہ تمام اجزاء خط سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ کہ آپکا مذاق بالکل میرے موافق ہو چلا ہے الخ اس والا نامہ کے پڑھنے سے جو کچھ خوشی حاصل ہوئی حد بیان سے خارج ہے بار بار زبان سے یہ شعر نکلتا تھا کہ ؎

نی تجملہ نسبتے کافی بود مرا بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس ست

جو کچھ ہے حضور کا ہی کرم ہے ؎

جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

اللہ پاک حضور کے سایہ کو ہمارے سر پر ہمیشہ قائم رکھے اور ہم کو حضور کے فیوض سے مستفیض فرمائے۔ معمولات بحمد اللہ بدستور جاری ہیں کوئی خاص بات نئی نہیں ہے مگر بفضلہ ذوق شوق میں ترقی ہے کبائر سے اجتناب ہے بلکہ اگر کبھی صغیرہ بھی ہو جاتا ہے تو سخت بے چینی ہوتی ہے اور اگر معمولات میں سے کچھ رہ جائے تو اس قدر دل گھبراتا ہے کہ جبتک اسے پورا نہ کرلوں یا اس کی تلافی نہ کروں جی نہیں لگتا۔ بہت سے کام تو میں اس طرح کرتا ہوں کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ دل میں کوئی سخت تقاضا کر رہا ہے ایک دفعہ حضرت ارشاد فرما رہے تھے کہ مخالفین تو مخالفین موافقین بھی مجھ سے پورے خوش نہیں تو میں نے اس پر غور کیا اور کیا کرتا ہوں کہ اللہ میاں وہ کیسے معتقدین ہیں اور کیسی ان کی طبیعتیں ہیں جو حضرت کے مذاق کو وہ پسند نہیں کرتے واللہ العظیم قطع نظر اعتقاد کے مجھے تو حضرت کے مذاق سے اس قدر محبت ہے کہ حضرت کا کوئی قول کوئی فعل کوئی ادا ایسی نہیں جو عقلاً تو عقلاً طبعاً بھی ذرا گراں معلوم ہو گو نہ کر سکوں لیکن یوں جی چاہتا ہے کہ معاملات و معاشرات عادات و اخلاق میں بالکل حضرت کا اتباع نصیب ہو جائے چنانچہ طبعاً اس کا اہتمام اپنے اندر پاتا ہوں بلکہ دل میں کہا کرتا ہوں کہ تو اس قابل کہاں کہ تو علی وجہ الکمال حضرت کا متبع ہو سکے مگر اپنے آپ ہی یہ بھی جواب دے لیتا ہوں کہ ؎

من طریق سعی مے آرم بجا لیس للانسان الا ما سعیٰ

اگر عشر عشیر کیا ایک ذرہ بھی حضرت کا اثر بندہ میں آگیا تو نجات کی کافی امید ہے حضرت واللہ میری حالت تو کچھ ایسی عجیب ہوگئی ہے کہ سوائے حضرت کے کسی سے عرض ہی نہیں کر سکتا کیونکہ ڈرتا ہوں کہ لوگ مجھے مجنوں کہینگے۔ یا احمق کہیں گے۔ یا خبطی تبلائیں گے کہ جن جس میں حضرت کیسے اخلاق ہوں تو پورا پورا کامل وہ معلوم ہوتا ہے ورنہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیک ہیں مگر کامل اکمل نہیں حضرت کے سامنے بھی اس وقت یہ عرض کرتے خوف معلوم ہو رہا ہے آجکل لوگوں کی حالت بہت ہی افسوسناک ہے خدا جانے کوئی مجھے کیا کہے۔ آزادی طبیعت میں اسقدر بڑھ گئی ہے کہ رشتہ دار یا عزیز سے بھی ملنے کو جی نہیں چاہتا۔ اگر کوئی بلا قصد مل گیا فبہا ورنہ بالقصد کسی کے پاس حتیٰ کہ بیمار تک کے پاس بھی نہیں جاتا۔ لوگ بے مروت کہتے ہیں مگر میں کیا کروں اپنے دل میں ان تعلقات کی گنجائش ہی نہیں پاتا۔ جانتا ہوں کہ اقارب سے ملنا مریض کی عیادت سنت ہے مگر پھر بھی ایسے تعلقات سے طبیعت الجھتی ہے اس خیال کی اصلاح کا طالب ہوں۔

تحقیق۔ یہ ایک حال ہے اور اس وقت کیلئے مناسب ہے اس میں عملی اعتدال بعد چندے پیدا ہو جاویگا مداومت احکام کی برکت سے گو بے تعلقی اسوقت سے بھی زیادہ بڑھ جائیگی۔ حصہ نور ص ۵۶

حال اضطراری قصور نہیں

حال۔ ایک حالت پندرہ بیس روز سے یہ پیش آرہی ہے کہ اگر کسی کو بے راہ چلتا دیکھتا ہوں بے اختیار دل چاہتا ہے کہ یہ راہ پر آجائے۔ اگر اسکو طالب صادق پاتا ہوں تو اور بھی دل بےچین ہو جاتا ہے گو جانتا ہوں کہ تجھے کیا پڑی تو اپنے حال کو درست کر مگر اس وقت کچھ ایسی بے خودی سی ہوتی ہے (اور بعد کو شرمندہ بھی ہوتا ہوں) کہ اس سے بطور سمجھانے کے گفتگو کرنے لگتا ہوں اور چونکہ محض دلسوزی کی نیت سے ایسی گفتگو کرتا ہوں اسے بہت ہی فائدہ ہوتا ہے اور وہ بہت ہی دعائیں دیتا ہے ان پندرہ بیس روز میں کوئی چار پانچ واقعے ایسے پیش آئے ہیں ان میں سے ایک شخص ایسے تھے جو ایک ایسے پیر سے مرید تھے جن کو مسلمان بھی کہنا مشکل ہے وہ ایسے خوش ہوئے کہ انھوں نے فوراً بیعت فسخ کر دی اور کئی آدمی ایسے تھے جو کسی سے بیعت ہی نہ تھے مگر تلاش میں تھے میری گفتگو کے بعد انھوں نے حضرت سے خط وکتابت شروع کر دی مگر حاشا وکلا جو میں نے اس کی ترغیب ان کو دی ہو بلکہ ان کے دریافت کرنے پر اپنے بہت سے بزرگوں کے نام تبلادئے اور اپنا تعلق حضرت سے ظاہر کر دیا اس بارہ میں بندہ بہت سخت ہے مجھے بہت

غیرت آتی ہے کہ ترغیب دیگر لوگوں کو حضرت کی طرف بھیجوں یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تو گویا حضرت کی بےقدری ہے۔ جس کو ہزار دفعہ غرض پڑے وہ جائے گو دل چاہتا ہے کہ اس چشمہ فیض سے ہر شخص سیراب ہو جائے کل پرسوں سے اس کا خیال ہوا ہے کہ در پردہ یہ بڑا بننا ہے اس لئے سخت خوف معلوم ہو رہا ہے بس خیال ہو رہا ہے کہ حضرت کے قدموں میں جب تک رہے آ پڑوں تا کہ اپنی اصلاح کر لوں۔ اور کسی کی طرف احیاناً بھی التفات نہ ہو اگر حضور کے نزدیک بھی یہ بہت بڑا قصور ہو تو عند اللہ معاف فرماویں آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تحقیق۔ حال اضطراری قصور نہیں خصوصاً جب نافع بھی ہو اور نیت بھی اشتہار یا تشہیر کی نہ ہو حصہ مذکور ص۵۸

حالات کا ورود ترقی کی علامت ہے

حال۔ ایک خیال یہ پیدا ہو رہا ہے کہ مجھے کئی ماہ ذکر کرتے ہوئے ہو گئے مگر کوئی ایسی حالت جیسی ذاکرین کو پیش آتی ہیں پیش نہیں آئی۔ گو میں یہ بھی جواب دیتا ہوں کہ کے آمدی و کے پیر شدی۔ اور یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ حالات کسی درجہ میں بھی مقصود نہیں نہ ان کا حصول موجب فخر نہ عدم حصول موجب غم اور الحمدللہ کہ دل میں ان کی تمنا وسوسہ کے درجہ میں بھی نہیں۔ مگر پھر بھی یہ خیال ہوتا ہے کہ گو یہ حالات مقصود نہیں مگر ان سے یہ معلوم ہوتا رہتا ہے کہ راستہ طے ہو رہا ہے۔

تحقیق۔ یہ بھی کلیہ نہیں بعض اوقات رجعت میں بھی ان حالات کے مشابہ پیش آ جاتے ہیں۔

حال۔ بس ان کے نہ ہونے سے یہ شبہ ہو رہا ہے کہ شاید مجھے اس راستہ سے مناسبت ہی نہیں۔ اس کی اصلاح فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ اوپر لکھا گیا۔ حصہ مذکور ص۵۹

حضورِ قلب کے حصول کا طریق

حال۔ حسب ارشاد حضور کے مواعظ دیکھ رہا ہوں قلب پر عجب اثر پڑتا ہے حضورِ قلب کی ایک وعظ سے حقیقت معلوم ہونے سے توفیق ہوئی پانچ چار دن تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ نعمت حصول اس کا بہت ہی آسان مگر اس کے بعد پھر وہ کیفیت جاتی رہی اب کبھی کبھی خیال ہو جاتا ہے حضرت یہ مرض میرے اندر قریب قریب ہر باب میں ہے قلب متاثر بہت جلد ہو جاتا ہے مگر پھر وہ اثر قیام نہیں رکھتا۔ حضرت دعا بھی فرماویں اور کوئی علاج بھی کہ جس سے استقامت قلبی پیدا ہو جاوے۔

تحقیق۔ بس اس کا طریقہ بجز مداومت کے کچھ نہیں گو تکلف ہی ہو۔ جیسے ابتداء میں قرآن کچا ہوتا ہے مداومت سے پک جاتا ہے۔ یہی حال باطنی حالات کا ہے حصہ مذکور ص۶۳

پڑھائی میں طبیعت کے گھبراہٹ کا علاج

حال۔ آپ کے ارشاد کے موافق عمل کر رہی ہوں کچھ دن حکیم کا بھی علاج کیا جب آرام معلوم ہوا چھوڑ دیا اب میری طبیعت آپکی دعا سے بہت اچھی ہے اب پڑھنے کی بابت عرض یہ ہے کہ جب سے حافظ جی پڑھانے آتے ہیں اور مجھکو معلوم ہوا کہ میرے پڑھنے میں غلطی ہے اس وقت سے جو سورتیں زبانی یاد ہیں وہی یاد کرتی ہوں اور سب پڑھنا چھوٹا ہوا ہے۔ آج کئی روز ہوئے کہ میں پڑھنے بیٹھی اس روز مجھ سے پڑھا نہیں گیا اور طبیعت گھبرانے لگی۔ اس روز سے یاد کرنے میں بھی طبیعت رکی ہوئی ہے اس حالت کی اصلاح فرمائی جاوے اب میری حالت یہ ہے کہ فرض نماز پڑھتی ہوں اور قضا نمازیں پڑھتی ہوں۔ اور درود شریف پڑھا کرتی ہوں۔ کئی روز سے رات کو بارہ بجے اور کبھی بارہ بجنے کے بعد میری آنکھ گھبرا کر کھل جاتی ہے اور پیٹھ پر گرمی سی معلوم ہونے لگتی ہے۔

تحقیق۔ گو پڑھنا غلط ہے مگر پڑھنا مت چھوڑو۔ جب تم قصداً غلط نہیں پڑھتی ہو سب غلطی معاف ہے اور تھوڑا تھوڑا صحیح بھی کرتی رہو۔ اور یہ گھبراہٹ غالباً اس خیال سے ہے کہ ہمارا پڑھا ہوا سب بیکار ہے سو اگر یہ ہے تو اوپر کے مضمون سے یہ رفع ہو جاویگی۔ اور اگر یہ نہیں ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی مرض یا اثر باقی ہے تو پھر طبیب سے رجوع کرو۔ حصہ مذکور ص ۶۳

مجاہدہ اضطراریہ یعنی مرض وغم اور فکر وغیرہ کا نافع ہونا

حال۔ سال گذشتہ میں جو شکایت تبخیر کی خدمت عالی میں عرض کی تھی۔ اب تقریباً ایک ماہ سے پھر بدستور سابق وہی حالت ہو گئی بلکہ سال گذشتہ سے زیادہ ہے دماغ بالکل بیکار ہو گیا ہے ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ دن میں کچھ ذکر شغل کیا کروں لیکن دماغ کے کام نہ دینے سے مجبور و معذور ہو جاتا ہوں۔ البتہ بعد نوافل تہجد خفیف جہر سے ذکر کر ہی لیتا ہوں۔ اپنی حالت زار پر سخت افسوس آتا ہے کہ خدمت عالی میں یہی حاضر ہو کر وہی محرومی قسمت ساتھ ہی رہی ؎ تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل الخ مجبور ہو کر اب نیازمند تمام واقعات اپنی حیات مستعار کے حضرت عالی کی خدمت میں پیش کر کے دعا اور مشورہ کا طالب ہوں کہ اب مجھکو کیا کرنا چاہیئے۔ اپنے بزرگوں سے سنتا تھا کہ جب احقر کی عمر ۵ برس کی تھی ایک مرض صعب ہوا تھا۔ کہ جس سے امید زیست باقی نہ رہی تھی۔ احقر کے جد امجد طبیب تھے انھوں نے آخری علاج کسی کشتہ سے کیا۔ اگرچہ مرض سے نجات ہو گئی لیکن ہمیشہ کیلئے (العطش الحر) پکارتا رہا۔ شروع شباب میں مرض تبخیر کا زور شروع ہوا۔ چنانچہ تایا حکیم صاحب مرحوم یعنی بھائی .....

مرحوم کے والد بزرگوار نے مراق تجویز کر کے لودیانہ میں علاج شروع کیا ہمیشہ ماءالجبن و تبرید ہوتی رہی یہانتک والد مرحوم اور تایا صاحب مرحوم کا انبالہ میں علیحدگی کا زمانہ آیا تایا حکیم صاحب پنشن لے کر ریاست منولی میں منیجر ہوگئے۔ خاکسار بھی اکثر منولی میں ان کی خدمت میں بغرض معالجہ و نیز دیگر استفادہ حاضر رہا کرتا تھا زاں بعد حکیم ...... سے رجوع کیا حکیم صاحب موصوف نے سوائے اس کے اور کوئی دوا تجویز نہیں کی کہ تو ہمارے پاس رہا کر۔ چنانچہ ہر وقت ان کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا۔ مریض کو دیکھنے جاتے یا ہوا خوری کیلئے تشریف لیجاتے تو نیازمند کو ہمراہ لیجاتے غرضکہ جب تک زنانخانہ میں نہ جاتے مجھے اپنے پاس سے علیحدہ نہ ہونے دیتے اتفاق سے منشی ...... سے مطبع میں بوجہ واقفیت سابقہ شراکت ہو گئی۔ اس لئے حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر رہنے کا بہت موقع ملا زاں بعد حکیم صاحب موصوف کی حیات میں حکیم ...... صاحب سے رجوع کیا۔ لیکن ان سے ہمیشہ رد و قدح ہوتی رہی کوئی علاج یا دوا موافق نہ آیا۔ زاں بعد حکیم ...... سے رجوع کیا پھر بوجہ ناموافقت آب و ہوا دہلی چھوڑ کر وطن چلا آیا۔ یہاں آکر بھی حکیم ...... سہانپوری و حافظ صاحب ...... سے علاج کراتا رہا۔ غرضیکہ جب تک علاج کرتا رہا فائدہ رہا جب ترک کر دیا بدستور حالت سابقہ ہو گئی۔ مجبور ہو کر علاج بالکل ترک کر دیا اور بجائے علاج کے دودھ کا بکثرت استعمال شروع کر دیا اس سے بین فائدہ معلوم ہوا۔ چنانچہ دس بارہ برس تک تبخیر بالکل نہیں ہوئی چونکہ عرصہ دو سال سے خاکسار یہاں مقیم ہے دودھ کا استعمال بوجہ مسافرت یا بوجہ عسرت بہت کم ہوتا ہے اس لئے پھر تبخیر عود کر آئی۔ اب یہ بات بھی غیر ممکن اور بعید از قیاس ہے کہ صرف صحت جسمانی کیلئے جو ایک عارضی ہے صحت روحانی جو دائمی ہے فیض صحبت سے محروم ہو کر واپس وطن چلا جاؤں لیکن یہ بھی سخت ناگوار بلکہ ناقابل برداشت تکلیف ہے کہ اس مقام میں بھی رہکر مثل چوپایوں اور حیوانوں کے زندگی بسر کروں۔ احقر کو نہ ذکر و شغل کی توبے دماغ کی بیکاری سے بالکل بیکار ہو گیا ہوں۔ جب طبیعت نہیں مانتی تو آدھ گھنٹہ ذکر کرتا ہوں تو دو گھنٹہ تک دماغ کی پریشانی میں گرفتار رہتا ہوں۔ اور یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ہفتہ تک نیازمند کے دماغ کو راحت ملجائے تو اور تبخیر وغیرہ نہو تو خاکسار کا دماغ مثل تندرستوں اور مثل توانا انسانوں کے کام دیسکتا ہے اب تین یوم سے بلیلہ سیاہ مفرد دوا دودھ کے ہمراہ کھانی شروع کی ہے اس سے بفضل الٰہی تبخیر کم ہے لیکن زیادہ تر افسوس

کی بات یہ ہے کہ اب کوئی دوا تین روز سے زیادہ فائدہ نہیں دیتی۔ چوتھے روز اسی دوا سے مضرت شروع ہوجاتی ہے اس لئے دعا کا طالب ہوں بالآخر اس تمام سمع خراشی کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ تو نیازمند اس موجودہ حالت میں جو بالکل ذکر و شغل سے خالی ہے مثل حیوانوں کے زندگی بسر کرنا چاہتا ہے اور نہ اس دربار عالی سے علیحدہ ہونا چاہتا ہے بلکہ اسی خاکپاک میں اپنی ہڈیاں ملانا چاہتا ہے۔ اگرچہ اس بیماری کے زمانہ میں کہ جب نیازمند بالکل معطل اور بیکار رہا اور کوئی بھی ذکر و شغل سوائے ایک وقت معین تہجد کے کچھ بھی نہیں کیا۔ جس کا نیازمند کو سخت افسوس ہے وہ فائدہ حضرت عالی کی صحبت سے ہوا کہ نہ زبان کو اس کے بیان کی قوت ہے اور نہ تحریر میں آسکتا ہے ارادہ تھا کہ اس جگہ کچھ اپنے حالات گذارش کرتا لیکن بخوف دو مضمون ہوجانے کے ترک کردیا۔ دوسرے وقت میں بذریعہ عریضہ عرض کرونگا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اگر نیازمند ایسے وقت میں اپنے کام میں مصروف رہتا تو موجودہ فوائد سے جو صرف حضرت عالی کی صحبت سے ہوئے ہیں زیادہ فائدہ ہوتا علاوہ ازیں عسرت کا زمانہ بھی ہے جو میرے کم حوصلہ اور دون ہمتی پر دلالت کرتا ہے۔ صبر و استقلال کا کوئی حصہ بھی اس نالائق میں نہیں ہے دعا کا طالب ہوں اور نیز مشورہ بھی لیتا ہوں کہ اب مجھ کو کیا کرنا چاہیئے۔

تحقیق۔ جس طرح ذکر و شغل کا مجاہدہ اختیاریہ ہے باطن کے لئے نافع ہے اسی طرح مرض و غم کا مجاہدۂ اضطراریہ ہے نافع باطن ہونے میں اس سے کم نہیں بلکہ مجاہدۂ اختیاریہ میں عجب کا بھی احتمال ہے اور اضطراریہ میں سراسر انکسار و افتقار ہی ہے اس حیثیت سے یہ اس سے انفع ہے ہرگز پریشان نہ ہوجئے۔ اگر ذکر نہ ہو فکر ہی کافی ہے اگر یہ نہ ہو تو ہادی کا قرب کافی ہے اس میں بھی کمی ہو اس کا غم بھی کافی ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو اس سب کا افسوس تو ہوہی گا وہ بھی کافی ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر رحمت کو اپنی تجویز تنگ کے تابع کیوں سمجھا جاوے بلیلہ دودہ کا استعمال چندے جاری رکھیئے۔ اور مال دین سے زیادہ عزیز نہیں جب مجھ سے دینی منفعت حاصل کرلینے میں حجاب نہیں تو مالی منفعت میں کیوں حجاب ہو۔ غایت الامر کبھی نہ ہوسکیگا۔ تو بار نہ اٹھاؤنگا عرض کردونگا دونوں طرف توکل و بے تکلفی کا برتاؤ چاہیئے۔

حال۔ بندہ حضور کی خدمت سے آنیکے بعد سے بخار میں مبتلا ہے۔ اور طحال بھی بہت بڑھ گئی ہے حتی کہ چار رات سے تہجد اور وظیفہ بھی نصیب نہیں ہوتا ہے لیکن جب صبح ہوتی ہے دل میں اس طرح کی پریشانی اور غم ہوتا ہے آنکھ سے پانی نکلتا ہے اور کبھی کبھی رونا آتا ہے اور ذکر کرنے کا

شوق بھی اس قدر ہوا ہے اگر نہ کریں دل میں کسی طرح کی راحت اور چین نہیں ہوتی ہے آج رات کو اٹھا تھا دو رکعت نماز پڑھ کر وظیفہ کروں گا۔ مگر کسی طرح نہ ہو سکا اور دل میں کیا کیا حالات گزرتے ہیں۔ خادم کو اس وقت لکھنے کی طاقت نہ ہوئی۔

تحقیق ۔ ماشاءاللہ تعالیٰ حالات محمود ہیں۔ بیماری سے جو کمی ہوتی ہے اس سے نفع میں کمی نہیں ہوتی۔ اس پر بھی اگر ان حالات کا پھر غلبہ ہو فی الفور اطلاع دیں سستی نہ کریں۔ حصہ مذکور ص۶۲

حالات محمودہ

اول یہ خط آیا۔ **حال** ۔ کبھی دو چار ماہ میں ایک دو ہفتہ کیلئے بواسیر کا دورہ ہو جایا کرتا تھا مگر اب تین ماہ سے برابر پریشان ہوں علاوہ شدت مرض وضو پندرہ منٹ بھی نہیں رہتا۔ اس وجہ سے بجز نماز پنجوقتہ کے اور سب چھوٹ گیا۔ تکلیف کی وجہ سے طبیعت سست پڑ گئی نفس آرام طلبی چاہتا ہے مجبوراً جو کچھ بھی ہو جاتا ہے اسی کو غنیمت سمجھتا ہوں۔ الحمد للہ علی کل حال ورد زبان ہے فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ پر پکا اعتقاد ہے۔ اپنی حالت کا اندازہ کر کے خیال ہوتا ہے کہ بس اب وقت قریب ہے افسوس یہی وقت کچھ کرنے دھرنے کا تھا سو اسی میں گوناگوں امراض میں مبتلا ہوا۔ یہ عمر یوں ہی برباد گئی۔ حسرتیں دل کی دل ہی میں رہیں انا للہ وانا الیہ راجعون اول تو کبھی مجھے خواب نظر ہی نہیں آتے دوسرے میں کچھ ان پر توجہ نہیں کرتا۔ میں کیا اور میرا خواب ہی کیا بشبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم مگر مریض کو طبیب کے حضور میں اپنی جمیع شکایات اور حالات اور بری بھلی کیفیات عرض کرنی ضرور ہے۔ لہذا کچھ عرض کرنے کی جرأت ہوتی ہے۔ تخمیناً ایک ماہ سے خواب میں سورہ مریم پڑھتا ہوں۔ جس وقت قال سلام علیک پر آتا ہوں اس کا تکرار ذرا بلند اور جوش کی آواز میں ہوتا ہے اور آنکھ کھل جاتی ہے جاگ جانے کے بعد قال سلام علیک زبان پر برابر جاری رہتا ہے اور کبھی وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا سے اجر العاملین تک خواب میں پڑھتا ہوں اور سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور آنکھ کھل جانے کے بعد بھی جاری رہتا ہے لیکن اکثر شروع سورہ مریم سے پڑھنا اور تیسرے رکوع واذکر فی الکتاب ابراھیم کی آیت سلام علیک پر آنکھ کھلنا اور بیداری میں بھی اس کا جاری رہنا زیادہ پیش آتا ہے۔ نماز میں بلا قصد سورہ نصر زبان سے نکلتی ہے پھر اسے ہی پڑھ لیتا ہوں۔ حالانکہ چاہتا ہوں کہ دوسری سورہ پڑھوں گا۔ لیکن اذا جاء نصر اللہ ہی زبان سے پڑھی جاتی ہے پھر میں اسکو چھوڑ کر

دوسری نہیں پڑھتا۔ بعض روز تمام فرائض و نوافل میں بلا قصد پڑھی جاتی ہے۔ سورہ اخلاص سے البتہ مجھے بہت لگاؤ ہے پہلے میں ہر نماز کی پچھلی رکعت میں سورہ اخلاص پڑھا کرتا تھا مگر اب یہ التزام نہیں کرتا۔

تحقیق۔ سب حالات محمودہ ہیں خدا تعالیٰ ظاہراً و باطناً برکت فرماوے۔ حصہ ششم صـ ۶۸

حال۔ الحمد للہ آج تک میں نے کسی مرض میں کوئی دوا نجس یا خلاف شرع داخلی یا خارجی استعمال نہیں کی۔ آئندہ بھی حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیشہ مامون و محفوظ رکھے۔ آمین یا مولائی دو حسرتیں بیتاب کر رہی ہیں۔ للہ دعا فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ ان دونوں تمناؤں کو پوری فرماوے۔ ایک کتب درسیہ پوری ہو جائیں دوسرے حج بیت اللہ سب سے آخری آرزو اور مقصود حسن خاتمہ ہے۔ بس اور کچھ ارمان نہیں۔

تحقیق۔ آمین آمین۔

پھر دوسرا یہ خط آیا

حال۔ عریضہ سابقہ جو اس نیاز نامہ کی ہمراہ ہے اس میں جواباً جو خاص حضرت کے دست حق پرست کی تحریر شریف ہے نہیں معلوم کہ اس میں کیا عجیب و غریب اثر تھا اور ہے کہ اس کو پڑھکر تمام پریشانی و اضطراب کافور ہو گیا۔ اور مرض سے بھی فی الحال ایسا سکون ہو گیا گویا تھا ہی نہیں۔ عرصہ تین ماہ کے قریب گذرا کہ ہنوز دورہ نہیں ہوا اس تحریر کو بار بار پڑھتا ہوں۔ ہر بار ایک تازہ لطف پاتا ہوں طبیعت ہے کہ سیر ہی نہیں ہوتی یہی دل چاہتا ہے کہ اس کو ہر وقت پڑھتا رہوں خصوصاً (سب حالات محمودہ ہیں خدا تعالیٰ ظاہراً و باطناً برکت فرماوے) ان دونوں جملوں پر علیحدہ علیحدہ ایک حالت سی طاری ہوتی ہے۔ مسرت میں چیخ مارنے کو دل چاہتا ہے بڑی دشواری سے ضبط کرتا ہوں اس وجہ سے نہیں کہ اس میں میری کچھ تعریف نکلتی ہے بلکہ اس لئے کہ ایسے ارذل الخلائق کمترین انام کالانعام کے حق میں ایسے زبردست شیخ وقت کے قلم حق رقم سے ایسے الفاظ کا نکلنا محض اس کی قدرت اور اس کا فضل اور میرے لئے یقیناً مبارک ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک اب کی دفعہ قریب پانچ چھ ماہ کے مرض کا دورہ رہا اس مدت میں نفس سے بڑی بھاری جنگ کرنی پڑی سُنا کرتا تھا مگر اب تک اس کا تجربہ نہ ہوا تھا نفس سے ایسی جنگ و جدال بھی ہوتی ہے اگرچہ معاصی کی طرف تو میل نہیں ہوا۔ مگر اعمال حسنہ حتیٰ کہ نماز پنجگانہ میں اس قدر سستی

وکاہلی معلوم ہوئی کہ ازحد اگر حق تعالےٰ کا فضل اور اپنے حضرات اور سلسلہ مقدسہ کی برکت نہ ہوتی تو خدا جانے کیا پیش آتا نفس نے ہر چند چاہا کہ نماز روزہ چھڑا کر گمراہ کر دے مگر جھک مار کر بیٹھ رہا حق تعالےٰ دستگیری فرمائی اپنے اوقات پر نماز پنجگانہ وکم وبیش تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمائی، پہلے مجھے ایک قسم کی وحشت۔ پریشانی بلاسبب غم وغصہ بات بات پر گریہ وزاری اگر اتفاقاً کسی بات پر ہنسی آجاتی تنہائی میں غنچہ بیٹھا کہ تو کیوں ہنسا فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا کے خلاف کیوں کیا۔

تحقیق۔ اس کے یہ معنی نہیں۔

حال۔ اچھا اب کسی آفت ناگہانی کے لئے تیار ہو بیٹھ اکثر کوئی ایسا سبب ضرور ہو جاتا کہ اس ہنسی وخوشی سے بہت زیادہ رنج اٹھانا پڑتا۔ لہذا بہت اہتمام کرنا ہوتا تھا کہ کوئی بات یا صحبت ایسی نہ ہونے پائے کہ جس سے ہنسی یا زیادہ مسرت پیش آئے۔ بعض مرتبہ اپنے آپ کو منافق سمجھتا جہنمی ہونیکا فیصلہ کر لیتا بعض مرتبہ ایسے خیالات ہجوم کرتے کہ تو عند اللہ مردود ہے ورنہ فلاں عالم صاحب جیسا تجھکو علم ملتا فلاں متقی صاحب جیسا تجھ کو اتقاء وغیرہ وغیرہ کبھی ہر شے جو نظر کے سامنے اور ذہن میں ہوتی بہت بری معلوم ہوتی اور اس سے نفرت بڑھتی اپنا وجود محض بیکار اور زندگی موجب اعمال سیئہ نظر آتی بدیں وجہ خودکشی کو دل چاہتا مگر اب اس بیماری اور اس تحریر شریف موصوفہ کے مطالعہ کے بعد یہ حالت دفعتہً بالکل بدل گئی۔ اب ایک قسم کا سکون فرحت مسرت صبر وشکر ورضا بالقضا ادنیٰ بڑی بے بہا معلوم ہوتی ہے قدرے کفران نعمت سے قلب لرزتا ہے اپنے حوصلہ اور قابلیت اور استحقاق سے زیادہ حضرت حق تعالےٰ جل علاشانہٗ کی عنایت ورحمت مبذول وشامل حال مشاہدہ ہوتی ہے نماز سے زیادہ کسی شے میں راحت نہیں ملتی الصلوٰۃ معراج المومنین تو اہل دل اور خاصان حق ہی کا حصہ ہے یہی دل چاہتا ہے کہ ہر وقت نماز میں رہوں بالخصوص سجدہ میں پہلے اس خیال سے کہ دنیا میں جس قدر زیادہ رہنا ہوگا بمعاصی میں ترقی ہوگی موت کی تمنا اور دعا کیا کرتا تھا اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جلی قلم سے الدنیا مزارعۃ الآخرت پرچہ لکھ کر ہر وقت سامنے کرے رہتا ہے اور اس حدیث کے متعلق قلب پر عجیب عجیب مضمون وارد ہوتے ہیں اور اب تمنا یہ ہے کہ دنیا میں بہت زیادہ زندہ رہوں

اور ہر وقت اور ہر سانس اس کی عبادت میں مشغول رہے اعمال حسنہ کا اتنا ذخیرہ اکٹھا ہو جائے کہ جس سے اس بندہ سے حضرت معبود برحق اور اس امتی سے حضرت سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں ورنہ موت آجائے سیئہ تو نہ بڑھیں جب سونے لیٹتا ہوں ۲۴ گھنٹہ کے اپنے اعمال و اقوال کا محاسبہ کرتا ہوں الحمد للہ محض خدا کے فضل و احسان اور آپ حضرات کی توجہ دعا کی برکت سے بظاہر تو حسنہ ہی زیادہ پاتا ہوں بشرطیکہ عند اللہ مقبول بھی ہوں۔

تحقیق۔ یہ ابتدائی حالت ہے اور اس کے مناسب ہے پھر اس کیفیت کا نعم البدل عطا ہوگا اور اسی وقت اس کی حقیقت سمجھ میں آوے گی اس وقت سمجھ میں بھی نہ آوے گی۔

حال۔ ہر لغزش کی آئندہ اصلاح اور استغفار کرتا ہوں خیال نظر زبان کا بہت اہتمام کرتا ہوں کہ خلاف شرع ان تینوں سے کوئی حرکت نہ ہونے پائے جبتک اسکی طرف سے دستگیری نہ ہو اس کا فضل شامل حال نہ ہو انسان بھی حیوان ہے اور پھر مرکب من الخطاء والنسیان محض نطق کا فرق ہے آہ پھر مجھ جیسا انسان کہ انسانیت کو بھی بٹہ لگا دیا انسان تو مسجود ملائک تھا اور ایک انسان ہم ہیں کہ شیطان کو بھی معطل کر دیا۔ اللھم رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔ آمین آمین۔ نہیں معلوم پہلی حالت بہتر تھی یا یہ حالت رو با صلاح ہے یا دونوں مہلک یا مولائی میں کیا اور میری حالت کیا۔

تحقیق۔ دونوں اچھی ہیں وللآخرۃ خیر لك من الاولیٰ۔

حال۔ للہ میری دستگیری فرمائے کل کو خدا تعالےٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح منہ دکھاؤں گا مجھے نفس و شیطان نے کہیں کا نہ رکھا۔ یا مولائی اللہ کے واسطے دعا کیجئے دست مبارک اٹھا دیجئے۔ میرا مرنا جینا۔ کھانا پینا ہر فعل و حرکت موافق شرع شریف ہوں مجھ سے وہی اقوال و افعال سرزد ہوں جو باعث خوشنودی خدا تعالےٰ اور موافق مرضئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و اصحابہ اجمعین ہوں جس دن آنحضرت نے اپنے قدوم فیض لزوم سے ...... کو متبرک فرمایا اور مدرسۃ القرآن (وہ کمرہ جس میں خادم بچوں کی علمی خدمت کرتا ہے) کو تشریف لیجا کر منور فرمایا ..... والوں کیلئے عموماً اور احقر کے واسطے خصوصاً وہ دن نہایت مبارک دن تھا حضور کا کمرہ کو ملاحظہ فرما کر یہ ارشاد فرمانا کہ حافظ صاحب نے نہایت سادہ درویشانہ وضع اختیار کر رکھی ہے سبحان اللہ

نعمت غیر مترقبہ تمی آور ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے قلب کا کیا حال ہے اسی شب کو میں نے خواب میں کسی بزرگ صاحب غالباً حضرت مولٰنا الشاہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ محدث دہلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا فرماتے تھے کہ مبارک ہو مٹھائی کہلاؤ میں نے عرض کیا حضرت کس بات کی مبارکی دیجارہی ہے کس بات پر مٹھائی مانگی جاتی ہے ہنس کر ارشاد فرمایا کہ عزیزی مولوی اشرف علی صاحب شیخ نے تم کو درویشی کا خطاب عطا فرمایا ہے کیا یہ تھوڑی بات ہے پہر میں مسرت بیحد چیخ مار کر بیہوش ہوگیا۔

تحقیق۔ میں اس تمام خط کے جواب میں پھر وہی الفاظ اعادہ کرتا ہوں سب حالات محمودہ ہیں خدا تعالیٰ ظاہراً و باطناً برکت عطا فرما دے کہیں کہیں درمیان میں بھی کچھ بڑھایا ہے وہ ان الفاظ پر مزید ہے اور انتہا آخر میں بڑھاتا ہوں کہ آخر خط میں جو رویا لکھا ہے الحمد للہ وہ رائی اور مرئی لہ دونوں کیلئے بشارت ہے۔ حصہ ششم صنے

حال۔ احقر آجکل چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات اور بارہ ہزار مرتبہ استغفار اور بعد نماز تہجد دوازدہ تسبیح پڑھ لیتا ہے، اور قرآن شریف تجوید سے پڑھنا شروع کیا ہے۔ اور جمال القرآن بھی پڑھتا ہوں تجوید کی مشق قاری صاحب کے پاس نصف گھنٹہ کیلئے حاضر ہوکر مدرسہ میں کرتا ہوں، حضور دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ تجوید کیموافق میرا قرآن پاک صحیح کرادیں جسکی مجھے بہت ضرورت اور نہایت تمنا ہے اور فرصت کے اوقات میں برابر تصانیف حضور کی زیر مطالعہ رہتی ہیں مواعظ بکثرت دیکھتا رہتا ہوں اور بعد نماز جمعہ کے قریب قریب ہر جمعہ کو حضور کا ایک وعظ مثل تقریر کے پڑھکر جامع مسجد خورجہ میں یا جہاں بھی مجھکو سفر وغیرہ میں جمعہ واقع ہو سناتا ہوں جس سے عوام کے فائدے کے علاوہ مجھکو بیحد نفع معلوم ہوتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسم ذات پڑھتا رہتا ہوں غفلت بہت ہی کم وقت رہتی ہوگی اور اکثر اوقات تنہائی میں رہتا ہوں، لوگوں سے زیادہ میل جول رکھنے سے طبیعت گھبراتی ہے الحمد للہ یہ حالت ہے ؎

نہ ہے مطلب کسی سے یاد اسکی میری ہمدم ہے　　نہ کوئی کام ہے مجھکو نہ دھندا سوا اس کے

اکثر ذکر کے وقت سینہ میں ایک آگ سی بھڑکتی رہتی ہے اور اکثر رقت طاری رہتی ہے اور حضور کی دعا کی برکت سے استغنار قلب کی نعمت خداوند کریم عزوجل نے ایسی عجیب عطا فرمائی ہے کہ میں شکریہ ادا نہیں کرسکتا، ہر وقت اطمینان وسکون قلب نصیب ہے جس سے ایسا عیش میسّر ہے کہ دن عید اور شب شب برات ہے الحمد للہ کیسی ہی تنگی اور مصیبت پیش ہو لیکن پریشانی نشان

تنک کو پاس نہیں، آجکل بوجہ روزگار نہ ہونے کے اکثر عسرت غالب رہتی ہے لیکن واللہ ایسی حالت میں بھی جو عیش مجھکو حاصل ہے شاہانِ ہفت اقلیم اگر دیکھ پائیں تو خدا جانے حسد و رشک سے میرا کیا حال کریں، جو حالت بھی بجز فقر و فاقہ عسرت و بیماری وغیرہ کی پیش آتی ہے اوسمیں نہایت مسرور رہتا ہوں کیونکہ یہ پوری طرح محقق ہے کہ میرے آقا حقیقی کی طرف سے ہے بلکہ واللہ بعض وقت مصیبت میں بھی مزہ آتا ہے۔ لیکن دعا، تو کرتا ہوں ہر وقت عافیت ہی کی پھر جو بھی پیش آتا رہتا ہے، واللہ وہ لطف و کرم معلوم ہوتا ہے کیونکہ ع درد از یار است و درماں نیز ہم۔ اور حضرت مولانا قسم ہے اس ذات مقدس کی اپنے اوپر ہر وقت ہر لحظہ اپنے مولائے کریم کی نعمتوں کی بارش اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کوئی لمحہ اور کوئی ساعت خالی نظر نہیں آتی، ہر وقت یوں جی چاہتا ہے کہ اپنے جان و مال و اولاد سب اپنے حقیقی آقا کی راہ میں دیدوں، اور اپنا نفس تو مجھکو سخت ذلیل بلکہ ارذل معلوم ہوتا ہے اور بے انتہا نمک حرام معلوم ہوتا ہے دل یوں چاہتا ہے کہ اگر ہزاروں روپیہ میرے پاس ہوں تو سب اللہ کی راہ میں صرف کردوں۔ مگر مفلس ہوں اسپر بھی الحمد للہ بتوفیق ایزدی ایک طالب علم صاحب کو دونوں وقت کا کھانا دینا شروع کردیا ہے خدائے تعالیٰ قبول فرمائے ابھی تک بیکار ہوں حضور دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تجارت کا کام عطا فرمادیں۔

تحقیق۔ سبحان اللہ خط پڑھکر روئیں روئیں میں جان آگئی۔ اللّٰہم زد فزد۔ میں خیریت سے ہوں اور اس خیریت کے لئے بھی دعا کا طالب ہوں۔ حصہ ہشتم ص۲۲

حال۔ گذارش خدمت عالی ہے کہ والانامہ صادر ہوکر رافع خلجان و باعث اطمینان ہوا اور اس سے جناب والا کی ناخوشی کا وسوسہ دور ہوا اور یقین کامل ہوا کہ شومی قسمت سے خطوط ضائع ہوجاتے ہیں دعا فرمادیں کہ ضائع نہ ہوں اس سے سخت الجھن ہوتی ہے اور یہ خیال دامنگیر ہوتا ہے کہ شاید احقر سے کوئی غلطی ہوئی جو باعث جواب سے محرومی کا ہوا جناب نے یہ تحریر فرمایا "کہ معمولات میں برکت کیلئے دعا کرتا ہوں" اس جملے سے از حد مسرت اور وجد سی حالت ہوئی اس وقت احقر قدرے تفصیل اپنے معمولات اور حالات عرض کرتا ہے اگرچہ اس میں جناب کی سمع خراشی ہوگی لیکن اس خیال سے کہ احقر کو پورا اطمینان ہوجائے کہ فلاں امر خراب ہے اور فلاں بات اچھی ہے معمولات یہ ہیں بعد نماز صبح مراقبہ رویت و تلاوت سورہ یٰسین پھر بصورت گنجائش وقت بعض کتاب کا مطالعہ اور اسکے بعد فراغت کھانا مدرسہ کی روانگی راہ میں یا تو ذکر اسم ذات یا مراقبہ رویت بالخصوص مراقبہ الم یعلم

بان اللہ یری گاہے گاہے اشعار حضرت مینائی جو دعوات عبدیت میں مندرج ہیں مدرسہ پہونچکر تدریس میں مشغول ہونا بالخصوص کتب دینیات میں یا ان کتب میں جنمیں تقریر کرنیکی زیادہ ضرورت نہیں جبتک طالبعلم نے قرأت اور ترجمہ کیا ذکر اسم ذات اور اس کے ساتھ مراقبہ رویت کرتا رہا بعد تعطیل مدرسہ حاجت ضروریہ سے فراغت کے بعد وضو کر کے بعض کتب کا مطالعہ بعدہ قیلولہ کے تھوڑا سا ذکر اسم ذات توجہ کے ساتھ یا استغفار بعدہ نماز ظہر سے فراغت کے بعد کار مدرسہ میں مشغولی بعدہ نماز عصر کے بعد گھر کی روانگی اثنار راہ میں ایک اہل علم سے تذکرہ علمی یا دہی ذکر اسم ذات اور مراقبہ رویت اور گاہے گاہے مکالمۃ بالمناجات مگر لایعنی (دعا فرمادیں کہ اس سے محفوظ رہوں) گھر پہنچکر یا گھر کے لوگوں سے گفتگو یا کتب بینی یا لیٹ کر مراقبہ یا دالان میں چہل قدمی کے ساتھ ملکا ذکر تو گویم الخ وغیرہ شوق اور ولولہ کی حالت میں پڑھنا اور اس سے وجد سی کیفیت ہو جاتی ہے یا گاہے گاہے صحرا اور تالاب کی طرف نکلجانا بعد فراغت نماز مغرب و ادعیہ ماثورہ و سورۂ ملک کے تا عشا کتب بینی بعدہ پھر کتب بینی بعدہ سو رہنا آخر وقت اٹھکر صلوٰۃ اللیل میں آٹھ رکعت میں تقریباً آدھ پارہ کلام اللہ پڑھکر بارہ تسبیح میں مشغولی بعد اس کے بصورت ذوق کے علیحدہ سے محض ذکر اسم ذات حسب وسعت وقت تعیم اس کے تقریباً ایک پارہ تلاوت قرآن و مناجات مقبول بعدہ نماز صبح بعد اسکے گریہ کرنا اور مناجات ہفتہ میں ایکمرتبہ زیارت قبرستان یہ احقر کے معمولات ہیں یہ سب جناب کی دعا و توجہ برکت کا ثمرہ ہے خداتعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اپنے فضل سے احقر کو توفیق دی۔ استقامت کیلئے دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ جناب کے مراتب کو بلند فرماتا رہے۔ آمین

تحقیق۔ ماشار اللہ تعالیٰ سب معمولات اچھے ہیں۔

حال۔ حالات مندرجہ ذیل ہیں۔ ذکر میں گاہے گاہے گریہ گاہے گاہے کیفیت تشبیہ سلطان الاذکار اثنار ذکر میں مراقبہ کے وقت روشنی کا متخیل ہو جانا معلوم ہوتا ہے کہ مسلسل تارے کا خط ہر چہار طرف ہے جبتک اسکا خیال کیا بعد میں نہیں، یعنی جب ذکر شروع کیا اور توجہ ذات باری کی طرف کی تو پھر نہیں اور پھر اثنار ذکر میں جبتک قلب کیطرف توجہ کی تو پھر وہی روشنی کا متخیل ہو جانا اور ذکر کے وقت ایک رشتہ قلب سے سرتک معلوم ہوتا ہے جیسے کہ پانی برسنے کے بعد جب چھپر کی لوتی سے قطرہ قطرہ بقیہ پانی ٹپکتا ہے تو وہم ہوتا ہے کہ وہ ایک قطرہ زمین تک خط کی صورت میں ممتد ہو گیا، دو ہفتہ قبل اثنائے سبق مسلم شریف میں جب احقر حسب معمول ذکر اسم ذات یعنی لفظ اللہ اللہ بلا ضرب آہستہ پڑھتا تھا تو طبیعت کا میلان درود شریف

کی طرف اسقدر ہوا کہ بالآخر درود شریف پڑھنے کی نوبت آئی اور تقریباً دو ہفتہ یہی حالت رہی اور یہ حالت محض مسلم شریف کے سبق میں پیدا ہوئی تھی اور اب نہیں ہے ایک روز اثبات کا ذکر کر رہا تھا کہ بہت ذوق ہوا اور معلوم ہوا کہ آسمان کے ایک طبقہ کو طے کر کے دوسرے طبقہ میں پہونچا اور احقر درمیان دو طبقہ کے ہو گیا اور ایک شخص اوپر آسمان کے کھڑا ہوا نظر معلوم ہوا سفید لباس قد طویل یہ تو قطعی طور سے عرض نہیں کر سکتا کہ مرد کی صورت تھی یا عورت کی، کیونکہ چہرہ نہیں معلوم ہوا ہاں قرینہ سے مرد کی شباہت معلوم ہوتی تھی اور لاغری بھی اس کی محسوس ہوئی اس کے اعضاء سب مستور تھے البتہ ساق صاف طور سے معلوم ہوئی اور اس کے بعد سے روزانہ یہی منظر ذکر کے وقت رہتا ہے قلب کے قریب ایک چیز سفید مائل بزردی معلوم ہوتی تھی لیکن اب اس کا ایک گوشہ بہت صفید چمک کے ساتھ معلوم ہوتا ہے الم یعلم بان اللہ یری کا مراقبہ اس حد کو پہنچا کہ بعض وقت نیند سے اُٹھ بیٹھا ہوں کہ وہ دیکھ رہا ہے اور تم سوئے ہوئے ہو اور دو ایک روز بیت الخلا میں اسکا غلبہ ہوا، تو بہت شرم آئی اور بتکلف آگے سے بھی ستر کیا اور کبھی مربع ہو کر اتفاق سے بیٹھتا تو فوراً متنبہ ہو جاتا اور مودب ہو کر بیٹھ جاتا ہوں اور کبھی سونے میں غلبہ ہوا تو پیر سمیٹ لیتا ہوں، صبح کی نماز میں بسا اوقات گریہ ہو جاتا ہے اور مغرب میں دو ایک مرتبہ بعد میں خیال ہوتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے یہ حالت حضوری کی اس ہفتہ میں بہت کم ہے

تحقیق ۔ ماشاء اللہ تعالیٰ سب حالات محمودہ ہیں۔ اللھم بارک ۔

حال ۔ دنیاوی الجھن کے وقت حضوری مطلق نہیں رہتی ۔

تحقیق ۔ لاباس فانہ امر طبعی ۔

حصہ ہفتم صـــ ۳۶

حال ۔ باطنی کیفیت یہ ہے کہ احوال میں اب غلبہ کسی بات کا زیادہ نہیں رہتا اور نہ اس بات کی تمنا ہے بالکل طبیعت میں ہر طرح سے ایک سادگی یوماً فیوماً ہوتی جاتی ہے رضائے مولیٰ ازہمہ اولیٰ اور عبدیت پیش نظر رہتی ہے اور یہی ہر طرح سے اچھا ہی معلوم ہوتا ہے کہ حقتعالیٰ اپنی طاعت کی توفیق اور رضا بالقضاء نصیب فرمادیں۔ اور معصیت نافرمانی سے جہانتک ہو دور کہیں اور اپنے نیک اور مخلص بندوں میں داخل کر لیویں گو اس درجہ کا نہیں ہوں لیکن اس کے فضل سے امید رکھتا ہوں دعا فرمائیگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بخشدیویں اور خاتمہ بالخیر فرمادیں ورنہ ذخیرہ اعمال سوچتا ہوں تو کچھ نہیں معلوم ہوتا بلکہ اپنی حالت سے ایک حیرت سی ہوجاتی ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں لیکن رضائے الٰہی کے سامنے گردن اطاعت ہر وقت

سرنگوں رہتی ہے اور جو کچھ اعمال ہو سکتا ہے اسکی سعی میں لگا رہتا ہوں اور جو کر لیتا ہوں اس کو غنیمت معلوم کر کے حق تعالیٰ کا بہت شکر کرتا ہوں اور جو کچھ ٹیڑھی سیدھی نماز روزہ درود وظائف اور خدمت خلق ہو جاتی ہے محض اس کا فضل ہے بقول سعدی ؎

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی　　　منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

ورنہ میں کس لائق تھا اور میری حقیقت ہی کیا ہے کہ جو یہ خدمت بندگان خدا میرے سپرد کیجاتی یہ محض اس کا احسان ہے کہ جو ایک ناچیز بندہ کو اپنی غلامی نصیب فرما کر توفیق طاعت بخشی ضعف دماغ سے ما فی الضمیر وجدانی باتیں اپنی ادا نہیں کر سکتا۔

تحقیق۔ سب حالات محمودہ ہیں بلکہ مقصود ہیں بارك الله تعالےٰ فیھا۔ حصہ ہفتم ص۹۶

دینی مشکلات و وساوس سے بچنے کی تدبیر

حال۔ مدت سے دل میں اشتیاق ہے کہ حضور والاشان کے مبارک قدموں پر سر رکھ کر رو رو کر اپنے حالات خستہ عرض کردوں مگر یہ شوق پورا نہیں ہوتا نہیں معلوم اس میں کیا حکمت الٰہی ہے چنانچہ پہلے بھی چند مرتبہ حضور میں حالات خستہ مفصل طور پر عرض کیا گیا تھا جس پر حضور انور نے حاضر خدمت ہونے کا حکم صادر فرمایا تھا مگر غلام کی بدقسمتی سے ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ حاضر خدمت ہونے سے محروم ہو جاتا ہے اور یہ بھی دل میں خیال گذرتا ہے کہ بار بار مفصل حالت عرض کرنے میں حضور کو سماعت فرمانے میں باعث تکلیف نہ ہو مگر کیا کیا جائے غلام حضور کے سوا اپنا کوئی وسیلہ دینی و دنیاوی مشکلات کے حل ہونیکا نہیں دیکھتا اس واسطے نہایت عاجزانہ طور سے مشکلات کا حال عرض کرتا ہے امید کہ حضور والاشان برائے اللہ جل شانہٗ اس غلام کی عرض پر توجہ فرما کر دعا فرما دیں گے جو جو مشکلات پیش آمدہ ہیں ان کی بابت ارشاد فرما دیں گے کمترین تعمیل کریگا کمترین کے چند بار مفصل حالات عرض کرنے پر حضور والاشان نے ارشاد فرمایا تھا (کہ تمہارا حاضر ہونا بہتر ہے) مگر غلام یہ سوچتا رہا کہ ایسا موقع فرصت ملجاوے کہ کچھ عرصہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کرے اسی مارچ گذشتہ میں حضور والاشان کی خدمت میں عرض کیا گیا تھا کہ بعد برآمدگی غلہ ربیع فرصت کافی ملنے کی امید ہے جس پر حضور انور نے فرمایا کہ بیشک موقع فرصت میں آنا چاہئے اس لئے غلام نے مصمم ارادہ ماہ جون میں حاضر ہونیکا کیا ہوا تھا مگر اب اس موقع پر حاضر ہونے سے قاصر معلوم ہوتا ہے اب اس موقع پر یہ مصیبت در پیش آگئی کہ ایک شخص ہمارے ہی گاؤں

کا غلام و برادرم دوست محمد خاں خادم حضور کا مخالف تھا دوست محمد خاں نے اسکے برخلاف بالکل سچا استغاثہ عدالت فوجداری میں دائر کیا جب اس کو سزا کا اندیشہ ہوا تو وہ فوج میں بھرتی ہو گیا اور اس مقدمہ سے بچ گیا مگر اس نے دل میں کینہ رکھا فوج سے رخصت لیکر گاؤں میں آیا اور ۵ ؍ اپریل کو کمترین پر حملہ آور ہوا جس پر اس نے غلام کو ضربات خفیف پہنچائیں اور خود اپنا ہاتھ توڑ کر دعویٰ فوجداری ضلع میں دائر کر دیا جس میں خاکسار و برادرم کی دو دو صد روپے خاص ضمانت لیگئی ہے جس میں اب ۲۴ ؍ مئی تاریخ پیشی مقرر ہوئی ہے امید نہیں کہ یہ مقدمہ جون تک فیصلہ ہو جائے اگر ہوئے تو شاید کس صورت میں ہو چنانچہ پہلے بھی اس مقدمہ کا حال حضور میں عرض کیا گیا تھا۔ اب دوبارہ ذکر کا یہ موقع آ گیا کہ کمترین کا جو ارادہ اس موقعہ پر بغور حاضر ہونے کا تھا وہ پورا ہونے کی امید نہیں پائی جاتی عدالت صرف دس یا بارہ یوم کی تاریخ دیتی ہے جو کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہونے اور کچھ عرصہ حضور میں حاضر رہنے کیلئے کافی نہیں دل سخت پریشان ہے۔

(۲) کمترین کو دینی و دنیاوی مشکلات و مصائب نے سخت گھیرا ہوا ہے کبھی ان مشکلات سے گھبرا کر یہ خیال گذرتا ہے کہ اس خراب زندگی سے تو موت ہی بھلی معلوم ہوتی مگر موت سے بھی خوف آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ موت کے بعد عقبیٰ کی کیا کیا مصیبتیں پیش آویں۔

(۳) اے پیر صادق راہنمائے حقیقی حکیم الامت غلام حضور کے سب خادمان سے نالائق اور گرے ہوئے اخلاق اور بہت گنہگاروں سے گنہگار اور اپنے آپ کو پکا مسلمان بھی نہیں سمجھتا مگر یہ عاصی حضور کے قدموں پر گر پڑا رہے مگر غلام کو اس بات پر ایمان رکھنا کہ اولیاء اللہ صاحبان کی نظر اکسیر ہوتی ہے ان کی نظر عنایت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے گنہگار شخص بھی درست ہو کر نجات ابدی تک پہنچ سکتا ہے۔

(۴) دینی مشکلات یہ در پیش ہیں کہ ذات باری تعالیٰ میں بہت خدشے گذرتے رہتے ہیں دل میں بہت خیال گذرتے ہیں دل میں بہت جھگڑے ہو کر ذات الٰہی کو تسلیم کر لیتا ہوں پھر یہ خیالات گذرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتے ہیں کہ بعد چھ دن کے عرش پر قرار پکڑا اور ادہر یہ بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش مومن کا دل ہے اور یہ بھی حکم آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس جگہ تم دو ہو تیسرا میں ہوں اور ایک کتاب میں خاکسار نے یہ حدیث

دیکھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا حضرت ابوہریرہ رض نے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دو علم سیکھے ہیں ایک تمہارے پر ظاہر کرتا ہوں اور اگر دوسرا علم ظاہر کروں تو میرا نرخرہ کٹ جاوے اس سے غلام کو یہ خیال گذرا ہے کہ جو علم ظاہر کیا گیا وہ تو شریعت ہے اور اصل جو علم باطنی ہے وہ فقرا، اہل اللہ لوگوں کو ہے جو کہ عوام پر ظاہر نہیں کرتے اس قسم کے اور بہتیرے وہمات گذرتے ہیں کیا عرض کروں حضور کی خدمت میں عرض سے یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ حضور کا قیمتی وقت زیادہ نہ لوں مگر یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ جاؤں کدھر اور اپنا حال کس سے جا کر سناؤں اور کس حکیم سے ان روحانی بیماریوں سے نجات پاؤں۔

(۵) عالیجاہا کبھی کبھی ایسے وسوسات دل میں گذرتے ہیں کہ غلام دل ہی دل میں اپنے آپ کو کافر سمجھ لیتا ہے اور کبھی یہ خیال گذرتا ہے کہ اگر کافر نہیں ہے تو منافق ضرور ہے پھر کافروں اور منافقوں کا حشر یاد آتا ہے تو دل میں یہ خیال گذرتا ہے کہ خودکشی کر کے مر جاؤں۔ عالیجاہا جو شخص ان مصائب وحادثات میں گرفتار ہوئے تو اس کی زندگی ایک مشکل امر ہے بیشک غلام ظاہری نماز پڑھتا ہے لیکن دل میں یہ بھی خیال گذرتے ہیں کہ اس نماز سے تم کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا جبتک حاضری دل نہ ہووے۔

(۶) کبھی دل میں ایسی گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ سب بار چھوڑ کر جنگلات کو نکل جاؤں شاید ان مصائب اور تفکرات سے چھوٹ جاؤں۔

مگر چھوٹے چھوٹے بچے اور بیوی موجود ہیں دل میں یہ خیال گذرتا ہے کہ شریعت کے حکم کے بموجب ان کی پرورش وتربیت وغیرہ میرا فرض منصبی ہے شاید کہ ایسا کرنے میں اللہ تعالےٰ پکڑ لیوے۔

(۷) دنیاوی یہ حالت ہے کہ آمدنی قلیل وخرچ زیادہ جس سے بہت قرضہ غلام کے ذمہ ہو گیا ہے لیکن اس معاملہ کا دین سے کچھ تعلق نہیں مگر جب قرض خواہ تقاضا کرتا ہے تو دین دنیا سب بھول جاتی ہے اور ایک مصیبت کا سامنا پیش آجاتا ہے

(۸) کمترین اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کی یہ تجویز سوچتا ہے کہ جو تھوڑی سی آراضی ملکیت اس غلام یا مکان اس احقر کے پاس جائداد ہے اس کو رہن یا بیع کرکے قرضہ ادا کردوں اور جو کچھ روپیہ باقی رہے وہ اپنی بیوی بچوں کے حوالہ کردوں اور خود حضور کی خدمت میں حاضر ہوجاؤں حضور کی خدمت میں اپنا سب حال ظاہری باطنی عرض ہے جس طرح ارشاد ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ بتوفیق اللہ تعالیٰ تعمیل کروں گا۔

تحقیق۔ دنیاوی مشکلات کی تدابیر بتلانا تجربہ کاروں کا جوکہ واقعات کے پہلوؤں سے باخبر ہوں کام ہے باقی میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ نجات بخشے اور دینی مشکلات کی تدبیر بتلانا البتہ ہم جیسوں کا کام ہے سو میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ یہاں آنا چاہئے اب معلوم ہوا کہ آپ نہیں آسکتے تو اس کا بدل بتلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ ؎

صبر کن حافظ بہ تلخی روز و شب عاقبت روزے بیابی کام را

شرح اس صبر کی یہ ہے کہ جتنے کام اختیار میں ہیں کئے جائیں اور جو امر غیر اختیاری پیش آویں اسمیں ذرا جنبش نہ کریں نہ کچھ تجویز کریں بس خدا کے سپرد کرکے خاموش رہیں

حصہ ششم ص۷۳

حضور قلبی

حال۔ دو چار باتیں دریافت طلب ہیں امید کہ تکلیف فرماکر تعلیم فرمادیں اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمادیں۔

(۱) بفضلہ تعالیٰ و بدعائے حضور شرب و اکل اور جملہ حالات میں بآسانی حضور حاصل ہے اسم کی طرف توجہ رہتی ہے مگر مسمّیٰ کی راہ ہنوز نہ ملی اس کا کیا طریقہ ہے امید کہ رہبری فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ یہی حضور وصول الی المسمّیٰ ہے معلوم نہیں آپ کو کیا شبہ ہوگیا ہے۔

حال۔ (۲) اگر تصور قلب بقصد نہ کروں تو پھر تصور اسم ذات کس موقع پر کیا جائے۔

تحقیق۔ کسی موقع کی حاجت ہی کیا ہے۔

حصہ ششم ص۷۵

سوال (۳) بندہ وظیفہ و ذکر و تلاوت قرآن مجید وغیرہ سب کچھ کرتا ہے مگر اب تک ایسی حالت پیدا نہوئی کہ ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہے کسی وقت غفلت نہ ہو اس کے لئے کوئی تدبیر وظیفہ بھی احقر کے لئے مناسب ہے تو ارشاد فرمایا جائے

جواب۔ یہ عادۃً ناممکن ہے فی الحدیث ولکن یاحنظلۃ ساعۃ وساعۃ

حصہ ہفتم صـ۶۳

یکسوئی حاصل ہونیکی تدبیر

حال۔ بندہ اسم ذات مقدار مقررہ (۳ ہزار) بعد بعد مغرب ادا کر لیا کرتا ہے مگر مجھے اس بارہ میں دو کوتاہیاں واقع ہو رہی ہیں ایک تو یہ کہ میرا خیال مجتمع نہیں رہتا ذکر کے لئے بیٹھتا ہوں اور پھر مجھے یہ خبر ہی نہیں رہتی کہ کیا کر رہا ہوں چار طرف کے خیال گھیرے رہتے ہیں کچھ دیر کے بعد چونکتا ہوں کہ ہیں میں کن خیالات میں ہوں اور اپنے کو ذکر کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ مگر پھر وہی پہلی سی کیفیت پیش آتی ہے اور اگر زور ڈال کر خیالات جمع کرنے میں زیادہ کوشش کرتا ہوں تو دماغ پر زیادہ زور پڑتا ہے اور دماغ ہے کمزور اس وجہ سے پریشان ہو جاتا ہوں اپنی اس نااہلیت پر افسوس ہوتا ہے کہ جب یہ کیفیت ہے تو ذکر کا اثر کیا ہوگا۔ حضرت اگر مناسب سمجھیں تو کوئی ایسی شئے تجویز فرمادیں جو کہ یکسوئی کے لئے مفید ہو۔

تحقیق۔ بہت زور مت ڈالو سرسری توجہ کافی ہے یکسوئی کی یہی تدبیر ہے کہ بلا یکسوئی کام کرتے رہو انشاء اللہ تعالےٰ ذکر کی برکت سے یکسوئی بھی ہو جائے گی۔

حصہ ششم صـ۶۸

کم ہمتی کا علاج

حال۔ دوسرے مجھ سے یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ اگر میری طبیعت خراب ہوتی ہے تو مجھ سے بیٹھکر کام نہیں ہوتا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ میں جان ہی نہیں رہی اگر کوئی فکر کی بات پیش آجاتی ہے تب بھی یہی کیفیت ہوتی ہے زیادہ فکر یہ ہے کہ امراض تو مجھ میں سخت ہیں اور میں کمزور ہوں تو ایسی حالت میں شفا کیسے ہوگی۔

تحقیق۔ طبی علاج کرو یہ کم ہمتی بوجہ ضعف بدنی کے ہے اور پھر مجھکو اطلاع

کرو   حصہ ششم صـ ۸

حال۔ بعض مکروہات ونیز اپنی پست ہمتی کے باعث معمولات چھوٹ گئے باوجودیکہ میں اپنی سمجھ میں بہت کوشش اور ہمت کرتا ہوں اور اکثر اوقات نماز قضا ہو جاتی ہے اور معاصی کے خیالات دماغ میں اکثر لگے رہتے ہیں جس سے سخت اشتغال ہوتا ہے اور آنکھ کان زبان پر مطلق قدرت نہیں پاتا دو چار روز ہمت کر کے نظر وغیرہ کو بچاتا ہوں مگر پھر پہلی سی حالت ہو جاتی ہے بلکہ اور ترقی کیساتھ نظر بازی کا اشتیاق ہو جاتا ہے دل تو بہت چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور یاد میں وقت گذرے مگر کامیابی نہیں عاصی سی سالہ کی دستگیری کیجئے اور اللہ تعالیٰ کا غلام بنا دیجئے۔

تحقیق۔ آپ کو سخت ضرورت ہے کہ روزانہ کیمیائے سعادت یا اوس کے اردو ترجمہ اکسیر ہدایت کا مطالعہ کیجئے۔   حصہ ہفتم صـ ۹

حال۔ میری حالت یہ ہے کہ ذکر واذکار جو آپ نے فرمایا ہے کرتا ہوں کبھی کسی وقت اور کبھی کسیوقت جو وقت آپنے تبلایا ہے کبھی اسوقت بھی اور بلکہ ناغہ بھی کبھی بڑی مجبوری ہوتی ہے تو ہوتا ہے ورنہ نہیں، مگر بات یہ ہے کہ میرے اندر دھن اور طلب نہیں بلکہ آنکھ کھلی رہتی ہے اور اٹھنے کو جی نہیں چاہتا، بس بات یہ ہے کہ طلب اور دھن نہیں۔

تحقیق۔ بعض دفعہ دھن ہوتی ہے چند روز کی پابندی سے۔ سو اس کیلئے ہمت درکار ہے تم یہ دیکھتے ہو کہ پہلے دھن ہو پھر کام کرو اور دھن اسکی منتظر ہے کہ جب یہ پابندی کریں میں اسوقت حاصل ہوں۔   حصہ ہفتم صـ ۱۲

برکات فاقہ

حال۔ احقر آج کل دس ہزار مرتبہ استغفار روزمرہ پڑھ لیتا ہے اگرچہ حالت بالکل یہ ہے کہ ؎

سبحہ برکف توبہ برلب دل پر از ذوق گناہ   معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

اور چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات ایک پارہ قرآن شریف بعد نماز تہجد دوازدہ تسبیح پڑھ لیتا ہے لیکن کیفیت بالکل ایسی ہوتی ہے ؎

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر   ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

حضرت ذکر کرنے کے درمیان عظمت الٰہی اکثر پیش نظر رہتی ہے جس کی وجہ سے واللہ اپنی طاعت سے ہی شرمندہ ہوتا ہوں اور جب گناہ بھی ہو جاتا

ہے تو بہت سخت غیرت آتی ہے اپنی طاعت ہی میں ہزاروں کوتاہیاں ہیں خود دیکھتا ہوں یہ شعر میری حالت کا ترجمہ ہے کہ ؎

میری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے
میری توبہ سے توبہ استغفار کرتی ہے۔

لیکن چونکہ یہ ذکر ہی مایۂ تسلی ہے اگر اچھا نہ ہو تو برا ہی سہی شاید ذکر کرتے کرتے اچھا بھی نصیب ہو جائے بغیر ذکر کے بھی چین نہیں آتا ؎

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسدؔ
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

بیشتر ذکر تکلف سے ہوتا تھا اور اب تو الحمد للہ بغیر ذکر کے چین نہیں بظاہر بالکل غفلت نہیں ہوتی اگرچہ حقیقت میں غافل ہوں ذکر کے برکات جو مجھکو مشاہدہ ہیں کیا اور کہاں تک عرض کر سکتا ہوں واللہ مجھ کو بالکل مست سا کر دیا ہے۔ میری حالت یہ ہے کہ سخت عسرت مجھپر غالب ہے کثرت سے فاقے پر فاقے پیش آتے ہیں حال ہی میں ایک بچہ کا انتقال بعارضہ بخار ہو گیا ہے اور بھی بہت سی دقتیں پیش آتی رہتی ہیں لیکن باوجودیکہ ظاہری اثر ان تکالیف کا معلوم ہوتا ہے یعنی فاقہ میں کمزوری بھی ہوتی ہے اور رنج کی بات سے رنج بھی ہوتا ہے لیکن قسم ہے اس پروردگا عالم کی اس پر ایسا عیش مجھکو میسّر ہے کہ واللہ عمر بھر میں کبھی نصیب نہیں ہوا ہزارہا روپیہ کمایا اور خرچ کیا کبھی بھی ایسا عیش اور بے فکری اور اطمینان نصیب نہیں ہوا جیسا کہ اب عسرت میں حاصل ہے حضرت حقیقت یہ ہے کہ واللہ ذکر اللہ عجیب چیز ہے۔ اثر ضرور ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے ممکن نہیں آگ لگے اور دھواں نہ ہو۔ جب میرے ذکر جس میں سینکڑوں کوتاہیاں موجود ہوں اس کی یہ کیفیت ہے تو جن حضرات کو اعلےٰ درجہ ذکر کا حاصل ہے ان کی خدا جانے کیا حالت ہوتی ہوگی اور مستی کا کیا عالم ہوتا ہوگا ؎

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند
صاف گر باشد ندانم چوں کند

مختصر یہ ہے کہ پریشانی مجھ کو الحمد للہ کسی واقعہ سے بھی نہیں ہوتی بلکہ بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی کا مضمون ہے بس اطمینان ہے کہ ہر چہ آں خسرو کند

شیریں بود ہرچہ از دوست میرسد نیکوست تمام دنیا کے تفکرات سے آزاد ہوں اور اکثر یہ شعر وردِ زبان رہتا ہے ؎

کارساز ما بساز کار ما   فکر ما در کار ما آزار ما

اور یہ سب حضور کی بدولت میسر ہوا ورنہ میں اگر تنہا ہزار برس بھی ذکر کرتا تو یہ ہرگز نہ میسر ہوتا ؎

بے عنایت حق و خاصان حق   گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

ذکر اور تلاوت اور نماز میں اکثر رقت رہتی ہے حضرت دل میں ایک آگ سی ہر وقت لگی رہتی ہے اور قلب میں سوز اور درد نہایت اچھا اچھا معلوم ہوتا ہے حضرت کی تصانیف کثرت سے مطالعہ میں رکھتا ہوں مذاق العارفین جلد چہارم جو احیاء العلوم کا ترجمہ ہے وہ بھی آج کل میرے مطالعہ میں ہے اور ایک وعظ ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ مثل تقریر کے پڑھ کر حضور کا جامع مسجد میں سناتا ہوں اور ایک وعظ یا کبھی نصف وعظ حضور کا روزانہ ایک مولوی صاحب کو پڑھ کر سناتا ہوں جس سے مجھ کو بے انتہا نفع ہوتا ہے اور سننے والے بھی بہت نفع ہونا بیان کرتے ہیں لیکن یہ قدرتی رحمت جو فاقے اور عسرت کی صورت میں مجھپر میرے آقا نے نازل فرمائی ہے حضرت واللہ اس سے مجھ کو روحانی بے انتہا نفع ہوا ہے قلب میں ایک نور معلوم ہوتا ہے جس سے عجیب کیفیت ہوتی ہے اور تواضع اور انکسار کی عجیب حالت پیدا ہو گئی ہے جو عرض نہیں کرسکتا۔ ذوقی کیفیت تحریر میں کیونکر لاؤں غرض حضرت کی دعا و توجہ سے مجھپر میرے آقا کا بے انتہا کرم و فضل ہے اور میں الحمد للہ ہزاروں روحانی نعمتوں اور جسمانی نعمتوں سے مالا مال ہوں حضرت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل میں کوئی تسلی دینے والا موجود ہے ؎

دیتا ہے تسلی کوئی بیٹھا میرے دلمیں   ہمدم جو مصائب میں بھی ہو ہمیں خوش و خرم

ایک پریشانی سے ایک خیال سے اکثر پیدا ہو جاتی ہے فکر یہ دن رات رہتا ہے کہ دیکھئے ایمان پر خاتمہ بھی نصیب ہوگا یا نہیں مرض کی شدت دنیا سے

جانا جانکنی کی تکلیف شیطان کے بہکانے کا خیال کچھ بچینی ایسی پیدا کرتا ہے کہ پریشانی تک نوبت پہنچ جاتی ہے لیکن کچھ دیر کے بعد یہ خیال کرنا شروع کر دیتا ہوں کہ پروردگار عالم محض اپنے فضل و کرم سے جب مجھ پر اپنے احسانات اور عنایات اور رحمت کے انبار کے انبار نازل فرمائے ہیں تو ایسی بیکسی اور مجبوری اور اشد ضرورت کے وقت تو اور بھی زیادہ یقیناً انشاء اللہ مدد فرمائیں گے اور انشاء اللہ ضرور بالضرور اللہ نے چاہا تو ایمان ہی پر خاتمہ نصیب ہوگا اور وسعت رحمت کو سوچتا رہتا ہوں بس یہ پریشانی زائل ہو جاتی ہے اطلاعاً گذارش ہے حضرت کی توجہ اور دعا کا میں سخت محتاج ہوں۔

تحقیق۔ جتنی خوشی ان حالات سے آپ کو ہے مجھکو بھی اس سے زیادہ کم نہیں مبارک ہو خدا تعالیٰ زیادہ ترقی اور استقامت نصیب فرماوے بڑی نعمت ہے الحمد للہ۔

حصہ ششم ص ۸۲

دنیوی امور میں رقت آنا اور دینی میں نہ آنا اس فرق کی وجہ

حال۔ اگر کسی اپنے قریبی رشتہ دار کو یا خود کوئی ذاتی دنیوی تکلیف ہو تو رونا بہت جلد آجاتا مگر شغل دینی وظیفہ و نماز وغیرہ میں کبھی رقت پیدا نہیں ہوتی۔ گو میں جانتا ہوں کہ یہ باتیں مقصود نہیں صرف وجہ طلب ہے کہ دنیاوی امورات میں رقت اور اس قدر جلد اور دینی میں نام و نشان بھی نہیں۔

تحقیق۔ وہاں غم کا رونا ہوتا ہے یہاں غم ہی کیا۔

تربیت حصہ ششم ربع دوم ص ۸۲

آثار علامات طلب

حال۔ آجکل بندہ شیطان کی عجب کشمکش میں مبتلا ہے اور پریشانی میں ہے۔ شیطان یہ خیالات لاتا ہے کہ فلاں کامیاب ہو ۲ اور تو نہ ہوا۔ اس کو بندہ تحاسد تو اس وجہ سے خیال نہیں کرتا ہے کہ اس شخص کی نعمت کے مسلوب ہونیکا وسوسہ بھی دل میں نہیں آتا ہے۔ بلکہ تنافس خیال کئے ہوئے ہے جو کہ شرک فی الطریقت ہے اس وجہ سے کہ نفس شہرت کو پسند کرتا ہے ثانیاً یہ کہ عملات پر ثمرات کا دنیا میں مرتب ہونا ضروری نہیں ثالثاً مقصود کی طرف سے غیر مقصود کی طرف شیطان لانا چاہتا ہے۔ رابعاً شیطان

بندہ کو اس کا مستحق ٹھیراتا ہے کہ ثمرات مرتب ہوں۔ بندہ اس خیال کو نفس کا کید سمجھے ہوئے ہے اور لاحول پڑھتا ہے اور دل کو سمجھاتا ہے کہ اگر بفرض محال دنیا ہی میں ثمرات مرتب ہوں تو تیرا کونسا ایسا عمل ہے کہ جس پر اس کا ترتب ضروری ہو ہر شخص بلحاظ اپنے کمال کے کسی فعل یا عمل کو پسند کرتا ہے۔ جبکہ بنی نوع انسان میں یہ طریقہ مروج ہے تو وہ احکم الحاکمین کہ تمام صفات میں اکمل ہے اس طریقہ کو کیوں نہ پسند کریگا اس اصول کو مد نظر رکھکر تو ہی دیکھ لے کہ تیرا کونسا ایسا عمل ہے تیرے عمل پر تو اگر عتاب ہی نہ ہو تو اس کی رحمت ہے تو اپنے گریبان میں منھ ڈال کے دیکھ کہ تو کس منہ سے ایسا کہتا ہے اور یہ اشعار پڑھتا ہوں ؎

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن — بازی اگرچہ نہ پا سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشقباز — اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

اور کبھی اس طرف خیال جاتا ہے بقول شہیدی کے ؎

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر — تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

جب کبھی اس حالت سے افاقہ ہوتا ہے تو افسوس ہوتا ہے کہ لاحول ولا قوت کس خرافات میں ہے اس سے اگر نصف دیر ہی محبوب حقیقی کا مشاہدہ کرتا تو کیا اچھا ہوتا۔ باری تعالیٰ کا تصور ہوتا ہے۔ اور پھر شیطان بہکا دیتا ہے اور بندہ کی واقعی حالت یہ ہے کہ اول ہفتہ میں گرمی کے موسم میں ایک مرتبہ ناغہ ضروری ہوجاتا ہے۔ اگرچہ دن میں اس کا تدارک کر لیتا ہوں۔ دوسرے اگر آنکھ کھلی بھی تو نیند کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ نفل تو کھڑے ہو کر پڑھ لئے یا ذکر میں خبر نہیں رہتی کہ کیا پڑھا اور کس حالت میں اس وجہ سے یہ اختیار کیا ہے کہ ساڑھے تین بجے اٹھتا ہوں چار تک نوافل سے فارغ ہوجاتا ہوں اور بعدہ صبح صادق ہی میں نماز سے پہلے تسبیح پوری کر لیتا ہوں۔ حالانکہ جی یوں چاہا کرتا ہے کہ نوافل میں قرأت طویل کروں مگر مجبور ہوں۔ کہ ایک دن ایسا کروں دوسرے دن بالکل ہی آنکھ نہ کھلے۔ اس وجہ سے کہ بوجہ کار دنیا دن میں مشکل سے ایک گھنٹہ کبھی سونے کو ملتا ہے ثانیاً آمد و رفت کی تکان بھی ہوتی ہے البتہ یہ

فائدہ ضرور ہے کہ حضور والا کی صحبت اقدس ایک ڈیڑھ گھنٹہ میسر ہو جاتی ہے اور بندہ اپنی رائے ناقص میں حضور والا کی ایک ساعت کی صحبت کو اپنی عبادت تو کس شمار میں ہے بلکہ کسی کامل کی دن بھر کی عبادت سے بہتر سمجھتا ہے۔ اپنی حالت کو بعینہٖ اس کے مصداق پاتا ہوں کہ ؎

علم رکھتا ہوں سو بے سو عمل میں ہو خراب — دل و جان رکھتا ہوں وہ بھی پریشاں دونوں

ایسا شخص اگر اپنے آپ کو کسی ثمرہ کے مستحق سمجھے تو اس سے زیادہ حماقت کیا ہوگی دل کو ہر چند سمجھاتا ہوں مگر شیطان نے سخت پریشانی میں ڈال رکھا ہے حضور والا باری تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ باری تعالےٰ بندہ ناچیز کو شیطان ملعون کے شر سے محفوظ رکھیں۔ البتہ اس بات کو تو دل چاہتا ہے کہ اس کے مصداق حالت ہو جائے کہ ؎

دست از طلب ندارم تا کام من برآید — یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید
بکشائے تربتم را بعد از وفات و بنگر — کز آتش درونم دود از کفن برآید

باری تعالیٰ بندہ کو استقامت عطا فرمادیں خواہ مرتے وقت بھی معلوم ہو جاوے کہ تو بالکل ناکام رہا مگر اس کی محبت دل میں رچ جاوے۔ حضور والا بندہ کی حالت ملاحظہ فرما کر اگر مرض تشخیص فرمادیں تو اس کا علاج فرمادیں۔

تحقیق۔ یہ مرض نہیں عین مرضی ہے اور یہ سب آثار و علامات ہیں طلب کے حق تعالیٰ مبارک کرے کام میں لگا رہنا چاہئیے۔ خواہ لسٹم پسٹم ہی انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی خالی نہ جاویگا۔ جس کامیابی کے متعلق آپ کو خیالی کشمکش ہوتی ہے اس کی حقیقت طالبان کامیابی کی خدمت سے ایک گونہ مناسبت ہے۔ باقی حقیقی کامیابی وہ دوسری چیز ہے اس کے لئے پیر ہونیکی ضرورت نہیں اس کی حقیقت رسوخ تعلق مع اللہ ہے سو بحمد اللہ آثار سے وہ آپ کو معلوم ہوتی ہے۔

تربیت حصہ ششم ربع دوم ص۸۶

طریق جذب

حال۔ مولانا روم کا مذہب تو یہ ہے کہ اصل اس طریق کا جذب ہے مگر وہ کسبی نہیں محض وہب من اللہ ہے اگر یہ مسئلہ متفق علیہ ہے تب تو میری یہ خواہش نرا محض ہوس ہے اور لا یعنی ورنہ ارشاد

ہو کر ریاضت عبد میں وہ کونسی کڑی ہے جس کے ملا دینے سے وصول الی الجذب آسان ہو باقی عمل تو انشاء اللہ اسی پر ہوگا کار کن موقوف بر جذبہ مباش۔ ایک عرصہ سے تقاضائے نفس اس امر کیلئے ہو رہا تھا اور آج چونکہ شدید تھا اس لئے قلمزد کیا گیا۔

تحقیق۔ قریب قریب متفق علیہ ہے گو عنوان میں اختلاف ہو باقی طریق اس کا نص قطعی وہی سلوک ہے قال اللہ تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا بمعنی الایصال وھو حاصل بالجذب لا بمعنی الاراءۃ فانہ مقدم علی المجاہدۃ لا موخر عنہ۔ اور یہی معنی ہیں مصرعہ کار کن موقوف بر جذبہ مباش کے یعنی کار کن چراکہ طریق جذب ہمیں است و کار را در انتظار جذبہ موقوف مدار کہ خود جذبہ عادۃً موقوف بر کار است۔

تربیۃ حصہ مذکور ص۲۳

شیخ کی عدم اتباع کا علاج

حال۔ تہجد بالکل نہیں ہوتی جس کی وجہ سے طبیعت پر حد درجہ بیکلی و ملال رہتا ہے یوں تو جناب نے عشاء کے بعد قبل وتر کے پڑھنے کو بھی فرمایا تھا مگر اس طریقہ کو اول تو طبیعت قبول نہیں کرتی۔

تحقیق۔ افسوس اعتقاد اور اتباع یہی ہے کہ ایک شخص کو جاننے والا اور خیرخواہ سمجھا جاوے۔ پھر اس کی تعلیم کی نسبت کہا جاوے کہ طبیعت قبول نہیں کرتی تو اس صورت میں اس کو ہر تعلیم میں یہی شک رہیگا کہ شاید حضرت سائل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت مبارکہ قبول نہ فرماوے پھر تعلیم کرنے کے لئے اس کا دل کیسے ابھرے گا بہتر یہ ہے کہ ایسے ناقدرے معلم کو چھوڑ کر دوسرا معلم تجویز کرو خواہ اپنا نفس یا کوئی دوسرا شیخ۔

حصہ مذکور ص۵

آثارِ ہیبت

حال۔ آج دوسرا دن ہے کہ ایک ایسی حالت طاری ہے جس کا اٹھانا بہت مشکل ہو گیا۔ ہر وقت خیال بندھا رہتا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کا دن آگیا ہے اپنے آپ کو عبد الخلق و عبد الدرہم والدینار معلوم کر کے ایسا خوف طاری ہوتا ہے کہ کچھ کہہ نہیں سکتا۔ اور نفس کے مکائد دیکھ کر زیادہ پریشانی ہوتی ہے حضور دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس پریشانی کو مبدل براحت فرماوے

تحقیق۔ یہ کیفیت ہیبت کی ہے جو احوال رفیعہ میں سے ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرماوے یہ پریشانی عین نافع ہے اس کی تبدیلی کی کوشش کی ضرورت نہیں البتہ اگر یاس ہونے لگے تو کتاب الرجاء کا مطالعہ احیاء یا کیمیا وغیرہ میں مناسب ہے۔ حصہ مذکور ص ۳

آثار غلبۂ معیت

حال۔ چند روز سے غالباً محرم ۳۷ھ کے شروع سے یا کچھ پیشتر سے بوقت ذکر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذات حق جل مجدہ میرے قلب میں جلوہ فرما ہے صورت کوئی قلب میں نہیں آتی۔ مگر قلب نور سے معمور اور بالجزم یہ بات دل میں پیوستہ ہوتی ہے کہ حضرت حق میرے قلب میں تشریف فرما ہیں۔ یہ جانتا ہوں کہ جو کچھ دل میں انوار وغیرہ ہیں یہ سب غیر ہیں مگر ان اللہ بکل شیئ محیط کی تصویر اسوقت دل میں موجود پاتا ہوں۔ اس حالت کے بارہ میں کیا ارشاد ہے۔

تحقیق۔ اعتقاد تنزیہ کے ساتھ یہ حالت غلبہ ہے معیت کا اس کے بعد اس سے بھی ترقی ہوگی کہ وجداناً بھی وراء الوراء ہونا مع معیت بلا کیف کے مشہودگا۔ ترتیب حصہ ختم ۱۶

غفلت کا علاج

حال۔ نیند کی زیادتی سے گاہ بگاہ عبادات مذکورہ میں نقصان آتا ہے حضور کی بارگاہ سے امید رکھتا ہوں کہ غفلت کا علاج فرما کر بندہ کو تعلیم صلاح فرمائیں۔

تحقیق۔ العلاج بالضد پس غفلت کا علاج ذکر ہے جو کہ فعل اختیاری ہے فعلیک بہ اور اگر غفلت سے مراد نوم ہے تو لا تفریط فی النوم حدیث ہے پھر پریشانی چہ معنی۔ تربیۃ حصہ مذکور ص ۱۵

قساوت کی تفسیر

حال۔ حضرتا سابقاً چوں کسے را در مصیبت می دیدم یا برخودی رسید اکثر اوقات بکا و گریہ لاحق می شد و در دل رقت پیدا می گردید اکنوں بر مصائب در دل رنج نمی رسد چنانچہ امسال قبل دو سہ ماہ در بخار کثرت مردمان جان بجہاں آفریں بردند و فی الحال از ہیضہ نیز چوں کسے را در بکا می بینم گویم چرا گریہ می کنی بجز ازیں راہ کسے را چارہ نیست و در دل رقت سابق نمی یابم ایں قساوت قلب است یا چہ۔

تحقیق۔ قساوت مخصوص بمعصیت است و ایں کیفیت از طبعیات است لا محمود و لا مذموم

حال۔ الحمد للہ از ہر گناہ دل نافرت اگرچہ از جوارح صادر شود

تحقیق۔ چرا صادر شود۔

حصہ مذکور ص ۶۵

آثار قساوت

حال - بعض اور ایسے گناہ اور ان کے عذاب کو پیش نظر رکھکر اگر عقلی ندامت اور رنج تو ہوتا ہے لیکن روحانی اور قلبی رنج جس قدر ہونا چاہئے نہیں ہوتا ہے۔ اگر یہ حالت قساوت کی وجہ سے ہے تو وعدہ وعید دیکھنے کیلئے مشکوٰۃ کی کتاب الرقاق اور احوال جنت و نار میرے حق میں زیادہ تاثیر کرے گا خصوصاً حضرت کی تصانیف میں اس مضمون کی کوئی کتاب میرے پاس نہیں اور یوں تجربہ سے دیکھا مجھے حدیث کی عبارت سے .... بہ نسبت اور کتاب کے زیادہ اثر ہوتا ہے۔

تحقیق - یہ قساوت تو نہیں لیکن اگر ایسا حال ہو جاوے تو زیادہ نافع ہے مشکوٰۃ دیکھئے اسی طرح اور حدیث بھی۔

حصہ ہفتم صہ ۸۲

قساوت قلبی کی حقیقت

حال - حضرت نے جو سختی قلب کے متعلق دریافت فرمایا ہے کہ اس کی تشریح لکھوں جواباً عرض ہے کہ مجھے ہر امر مطلوب سے قبل ایک خطرہ اور مایوسی سی لگی رہتی ہے جو اکثر اوقات بعد میں غلط ثابت ہوتی ہے جب میں نے علم صرف نحو پڑھنا شروع کیا تھا تو مجھے یقین تھا کہ نحو پر حاوی نہ ہو سکونگا جب اسکی کتابیں پڑھیں تو تھوڑی سی محنت سے اس پر حتی الوسع حاوی ہو گیا پھر معقول کے متعلق پھر تجوید وغیرہ کے متعلق یہی وسوسہ تھا جو شروع فی الفن کے بعد جاتا رہا اسطرح میں نے بعض کتب میں (مثل قول الجمیل، ضیاء القلوب جنکو عرصہ ہوا کہ دیکھ لیا تھا) جو جو اعمال لکھے ہوئے ہیں کچھ ان کے دیکھنے سے اور کچھ اپنے گھر میں کہیں کہیں سے سننے سے اگر کبھی انکو کیا یا اللہ اللہ کر لیا تو جو آثار و انوار لکھے ہوئے ہیں اپنے میں نہ آسکے آثار اور نہ مبادی کو محسوس کر سکا نہ کسی عمل پر آجتک استقامت نصیب ہوئی اور جیسے لوگوں سے سُننے میں آتا ہے کہ انکے قلوب کی عجیب و غریب کیفیات ہوتی ہیں اسکا بھی مجھہ میں کوئی اثر نہیں ہاں کبھی کبھی مخصوص اور داعیہ مثل آجاوے تو اسوقت میں قلب پر ایک گونہ کیفیت سی طاری ہو جاتی ہے مثلاً اگر کبھی اشعار لکھوں تو نعتیہ مناجاتیہ مضمون سامنے آجانیسے قلب پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اور ایسی حالت میں جو اشعار لکھتا ہوں انکا ذوق بھی اچھا ہوتا ہے غرضکہ یہ میرے قلب کا منتہی ہے اسوجہ سے میرا خیال ہے کہ قلب کی قسوۃ بڑھی ہوتی ہے

تحقیق - اس تفسیر کا حاصل تو بعض انفعال و عدم انفعال غیر اختیاری ہے اور واقع میں قسوت ایک انفعال مسبب عن الفعل الاختیاری ہے اسلئے وہ انفعال بھی حکماً اختیاری ہے اور

وہ فعل معصیت میں منحصر ہے بس قسوت وہ اثر خاص ہے قلب میں جو معصیت سے بلکہ تکرار معصیت سے پیدا ہوا اسی وجہ سے قساوت پر ذم اور وعید آئی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ امور غیر اختیاریہ جو کہ خارج ہیں تکلیف سے محل ذم و وعید نہیں ہو سکتے ورنہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کے خلاف ہوگا اور جس کا ذکر آپ نے فرمایا ہے یہ ایک طبعی کیفیت ہے جو اثر ہے ضعف قلب کا اور وہ مذموم نہیں نہ اس کے ازالہ کی سعی کی ضرورت ان شاء اللہ تعالیٰ یہ از خود زائل ہو جاویگا جب قلب میں نور اور قوت پیدا ہوگی لیکن یہ زوال لازم نہیں اکثری ہے۔ النور شعبان [illegible]

آثار غلبہ فنا

حال۔ آج کل عجیب حالت ہے کہ کسی چیز میں غور و فکر کرنے سے طبیعت گھبراتی ہے یہانتک کہ مصنوعات میں اس خیال سے فکر کرنا کہ صانع کیلئے دلیل ہے اس سے بھی طبیعت ابا کرتی ہے۔ یہ جی چاہتا ہے کہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل دیکھنا چاہئے بیداری کی حالت بھی غنودگی سی معلوم ہوتی ہے۔ کسی دوسرے کا خطاب دشوار و ناگوار گذرتا ہے۔ اپنی کہتا ہوں دوسرے کے کہنے کی وقت غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔

تحقیق۔ حالت جو لکھی ہے فنا کا غلبہ ہے مبارک ہو۔ حصہ ہفتم صـ ۲

امور محمودہ عقلی مع العمل کافی نہیں

حال۔ غلام کو اگرچہ گناہ اور منکرات سے نفرت تو ہے اور نیز خدا نخواستہ اگر گناہ ہو جائے اور معمول قضا ہو توبہ استغفار ملامت نفس تو ضرور ہوتی ہے مگر خشیت غالب نہیں معلوم ہوتی بلکہ رجا غالب ہے کیونکہ اگر کچھ منکرات ہو بھی جائیں بعد توبہ وغیرہ کے دل میں یہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیگا اور نہ موت سے خوف اور نہ حیات کی آرزو۔ دوزخ سے ڈر بہشت کی رغبت دنیا کی حرص و نفرت بالکل نہیں ہے ازراہ کرم کوئی علاج تجویز فرما دیں۔

تحقیق۔ امور محمودہ اگر طبعی نہ ہوں عقلی مع العمل کافی ہیں۔ حصہ ہفتم صـ ۳

موت کا فکر

حال۔ موت کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے اچھا پہننے اور عیش و نشاط کی باتوں سے طبیعت ہٹ گئی ہے۔

تحقیق۔ مبارک ہو۔

حال۔ اکثر یہ خیال آتا ہے کہ ایک دن مرنا ضرور ہے اور مرنے کے بعد نہ معلوم کیا حشر ہو اس

خیال سے طبیعت غمگین ہو جاتی ہے اور یہ خیال کرتا ہوں کہ کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔

تحقیق۔ اس غم پر ہزاروں مسرتیں قربان۔

حال۔ حضور دعا کریں کہ خاتمہ بالخیر ہو، حضور کے فیض اور برکت سے میری حالتیں بہت تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔

تحقیق۔ الٰہی شکر ہے۔

حصہ ہفتم ص۴

حزن کا مجاہدہ ہونا

حال۔ جن دنوں میری طبیعت رنجیدہ رہتی ہے اس زمانہ میں ذوق عبادت بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے

تحقیق۔ واقعی حزن عجیب مجاہدہ ہے جو تصفیہ قلب میں خاص اثر رکھتا ہے۔

حصہ ہفتم ص۵

شدت حزن کا علاج

حال۔ عید سے قبل بخار شدید میں مبتلا تھا عید سے ایک دو روز بعد افاقہ ہوا تھا کہ دفعۃً میری اہلیہ بیمار ہوئی کھانسی کی شدت سے شش ماہ کا حمل ساقط ہوا اور اس کے ۱۲ گھنٹے بعد دفعۃً انتقال ہو گیا جب سے میرے قلب پر اسقدر قلق مستولی ہے کہ عرض نہیں کر سکتا ضعف مفرط ہو گیا ہے نماز بیٹھ کے پڑھتا ہوں باقی تمام اشغال سے معطل ہو رہا ہوں دماغ و قلب دونوں وفور صدمہ سے معطل ہوئے۔

تحقیق۔ خرم آں روز کزیں منزل ویراں بردم　　راحت جاں طلبم در پئے جاناں بردم

طبعی حزن و قلق ہونا چاہئے کہ علاوہ طبعی ہونے کے خود متضمن مصالح و حکم و اسرار کثیرہ کو ہے لیکن عقلاً و دیناً مضمون بالا کا استحضار اور اس سے تسلیہ بھی ضروری ہے ایسے وقت میں رسالہ شوق وطن کا مطالعہ ان شاء اللہ تعالیٰ نافع ہو گا نیز احیاء العلوم کی کتاب الصبر کا میں بھی دعا کرتا ہوں۔

حصہ ہفتم ص۵

تمناء موت

سوال۔ اگر حق تعالیٰ شانہٗ سے اپنے مرنے کے لئے دعا کرے تو منع تو نہیں۔

جواب۔ کیوں۔

حال۔ حضور میرا دل مرنے کو بہت چاہتا ہے اور مرنا مجھکو نہایت مطلوب ہے کوئی دنیا میں ایسی چیز مجھکو مطلوب نہیں جیسا کہ مرنا مطلوب ہے کسیکا جنازہ دیکھکر دل بہت چاہتا ہے زبان

بے بیساختہ یہ الفاظ یہ نکلتے ہیں کہ یا الٰہی آپ مجھکو کب اُٹھائیگا اور یہ خیال آتا ہے کہ دنیا میں رہکر رات دن خطائیں سرزد ہوتی ہیں اور رات دن پریشان حال رہتا ہے اس سے تو بچیں گے البتہ جس وقت کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے اسوقت مرنا مطلوب نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ جواب اصل سوال۔ ماشاء اللہ مبارک حالت ہے ایسی حالت میں موت کی دعا کرنا ممنوع نہیں۔ حصہ ہفتم ص ۱۱

طبعی رنج کا مضائقہ نہیں

حال۔ معمولات کے ترک سے البتہ رنج ہے۔

تحقیق۔ طبعی رنج کا مضائقہ نہیں مگر عقلی رنج نہ ہونا چاہیئے جو کچھ بندہ کے ساتھ ہوتا ہے خیر ہوتا ہے۔ حصہ ہفتم ص ۱۵

جو حال بلا قصد اختیار ہو ترقی ہے

حال۔ پہلے ایک عرصہ تک تو ذات محبت کا تصور اکثر اوقات قائم ہوتا تھا مگر میں چونکہ متعدد اوقات میں مراقبہ مابعد الموت کیا کرتا تھا اس سے شوقِ موت دامنگیر ہونے لگا، بعض اوقات جی چاہتا تھا کہ اس عالم میں جست کروں، اس حال کے عرض کرنے پر ارشاد ہوا کہ بشارت نسبت مبارک ہو اور یہ مراقبہ ابتک جاری ہے اب چند روز سے یہ بات کہ ہر وقت عالم آخرت کا خیال بلا قصد قائم رہتا ہے اسی عالم کے ذکر و فکر سے لذت محسوس ہوتی ہے۔ ان الدار الآخرۃ لھی الحیوان کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ عرض ہے کہ بجائے تصورِ ذات کے یہ تصور قائم ہو گیا ہے اس لحاظ سے میں ترقی کی یا تنزل

تحقیق۔ جو حال بلا قصد و اختیار ہو وہ ترقی ہی ہے، تنزل نہیں گو بعض وجوہ سے حال سابق اکمل ہو لیکن باقتضائے وقت کہ اس اقتضا کی حقیقت و آثار حقتعالیٰ ہی کو معلوم ہوتے ہیں، دوسرا حال اصلح و انفع و اوفق ہوتا ہے وللآخرۃ خیر لك من الاولیٰ کے عموم میں یہ مسئلہ بھی ہے علی ان اللام للاستغراق۔ حصہ ہفتم ص ۲۲

نظافت پسندی

حال۔ اب نیا ایک حال یہ ہوا کہ دل چاہتا ہے کہ نماز کی جگہ خوب اچھی ہو۔ بچھونا اچھا پاک ہو۔ گھر بھی خوب عمدہ ہو اگر مسجد ہو تو دل خوب لگتا ہے۔

تحقیق۔ نظافت باطن سے نظافت ظاہری کا تقاضا ہوا ہے۔ مبارک ہو۔ حصہ ہفتم ص ۲۲

اپنی صفت پر نظر نہ ہونی چاہیے

حال۔ الحمد للہ اب بندہ کی حالت ہزار گونہ پہلے سے بہتر ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے بلکہ یقین کامل ہے کہ حضور نے اپنی دعا کی برکت سے مجھ ایسے سگِ دنیا کو چاہ ضلالت سے نکالکر سیدھے راستہ پر لگا دیا اور خلق سے غنی کر دیا۔

تحقیق۔ اس طرف بھی التفات نہ کریں کیونکہ یہ بھی اپنی صفت ہے اور اس طریق سے اپنی صفت پر نظر ہی نہ چاہیے۔

حال۔ حال یہ ہے کہ خادم ہر وقت اپنی حالت کا نگراں رہتا ہے سو اب چند روز سے خادم کو اپنی حالتمیں تغیر سا معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ اب سے پہلے جو ہر وقت یاد الٰہی میں محویت رہتی تھی اس میں کمی ہے۔

تحقیق۔ یہ ایک حال ہے جو ابتداء میں طبعاً قوی اور عقلاً ضعیف ہوتا ہے اور آخر میں بالعکس اور یہ عکس زیادہ معتبر ہے اور یہ جب ہے کہ اعمال میں کمی نہ ہو ورنہ وجہ ظاہر ہے۔ حصہ ہفتم ص۴۲

حالات کی تفصیل کے درپے نہ ہونا چاہیے

حال۔ کمترین کی حالت بعض بعض دفعہ گناہوں کی طرف بہت مائل ہو جاتی ہے اور وہ جو حالت اطمینان کی ہوتی تھی وہ بالکل مٹ جاتی ہے اور بعض بعض دفعہ توحیدی غلبہ یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ کوئی چیز دل کو اچھی نہیں لگتی سوا ذکر اسم ذات اللہ اللہ کے اور رات کو کبھی کبھی درختوں اور مکانوں پر اڑتا پھرتا ہوں اور کبھی برائیوں میں گرفتار رہتا ہوں اور جب سو کر اٹھتا ہوں تو طبیعت بری اور پشیمان ہوتی ہے اور تہجد کی نماز بہت دفعہ تو قضا ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی اصل وقت پر ادا ہوتی ہے اور وہ جو قضا ہو جاتی ہے سورج نکلنے کے بعد ادا کر لی جاتی ہے اور حضرت والا اس خاکسار کی کم سمجھی کیموافق صاف صاف لکھیں کہ وہ حالتیں کیسی ہیں اور حضرت والا دعاء خیر کریں کہ خاکسار کو خداوند عالم کی پوری پوری محبت ہو جائے۔

تحقیق۔ حالات کی تفصیل کے درپے نہوں۔ ایسے تغیرات سب کو پیش آتے ہیں بس تم کام کرتے رہو انشاء اللہ تعالیٰ اسطرح ایک روز اطمینان میسر ہو جاویگا۔ البتہ تربیۃ السالک کے مطالعہ سے مدد ملیگی۔

حصہ ہفتم ص۴۲

دعا میں محسور ہو جانیکے اسباب

حال۔ دعا کرنے سے پہلے امنگ ہوتی ہے کہ اسطرح عاجزی کرونگا اور یوں کہونگا

مگر عین وقت پر سکوت ہوتا ہے سوائے اس کے کہ خدایا صراط مستقیم پر قائم رکھ کوئی بات زبان سے نہیں نکلتی، حیرت میں ہوں کہ کیا وجہ ہے۔

تحقیق۔ دعا سے پہلے اُمنگ ہونا پھر عین وقت پر سکوت ہوجانا اسکے اسباب مختلف ہیں کبھی شوق کا ضعف اسکا سبب ہے کہ پہلے کچھ معلوم ہوا پھر افسردہ ہوگیا اور کبھی غلبہ ہیبت وقت مناجات اور کبھی غلبہ تفویض اور کبھی غلبہ فنا اور کبھی غلبہ توحید کہ غیر حق کا کیا سوال کیا جاوے اور کبھی غلبہ حیرت کہ کیا مانگو کیا نہ مانگوں اور میرے خیال میں آپ میں یہ سبب اخیر ہے باقی آپ خود دیکھ لیں کہ ان امور کا ادراک وجدان سے ہوجاتا ہے۔ حصہ ہفتم ص۴۲

بی بی سے تعلق رکھنا

حال۔ بی بی سے تعلق ہے مگر ایسا ہے کہ وبال معلوم ہوتی ہے اکثر گھبراتا ہوں کہ بہت بڑا تعلق اور بھیڑ ہوگئی لیکن اس کے پاس جب رہتا ہوں تو محبت بھی بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے ایک دفع بیمار تھی بہت سخت تو اندر سے جی چاہتا تھا کہ مرجاتی تو نجات ملتی مگر قصداً اس خیال کو دفع کرتا تھا کہ گناہ نہ ہو۔ خیر اچھی ہوگئی۔

تحقیق۔ ہاں ایسا خیال بھی نہ کیا جاوے بعض اوقات یہ خیال درجہ ہمت تک پہنچکر موثر ہوجاتا ہے تو اس وقت قتل کا گناہ لازم آجاتا ہے۔

حال۔ وہ مجھکو بہت مانتی ہے چونکہ دیندار تمیز دار لکھی پڑھی عقلمند بھی ہے، اسلئے کلفت زیادہ نہیں ہے ورنہ خدا جانے کیا ہوتا۔ بہشتی زیور تبلیغ دین کل دیکھ چکی اور اسپر حتی الوسع عامل بھی ہے

تحقیق۔ بندہ خدا ایسی نعمت سے جسکو حدیث میں خیر المتاع فرمایا ہے گھبراتے ہیں۔

حال۔ اب کون کون کتاب اس کو دیجاوے۔

تحقیق۔ میرے مواعظ جتنے ہوسکیں دکھلائے جاویں۔

حال۔ تلاوت نماز وغیرہ کی پابند ہے میں نے کہا تھا کہ مولانا مدظلہ سے مرید ہوگی کہا کہ ابھی ذرا اور اپنی حالت درست کرلوں تب اس کے متعلق اب کیا کروں۔

تحقیق۔ اس کی رائے صحیح ہے قبول کریں۔

حال۔ ابتک وہ میکہ میں ہے اسکے والد کچہری کا کام کرتے ہیں جسکی آمدنی میں ہر قسم کی رقم رہتی ہوگی اسکے کھانے میں کیا احتیاط ہوسکتی ہے اگر اس کے کھانے کے اندازہ سے اسکے گھر والوں کی خدمت کسیطرح سے یا اُسی کے ذریعہ سے کھانیکے انتظام میں داخل کردوں تو جائز ہوسکتا ہے،

تحقیق۔ اس سے کیا ہو سکتا ہے۔

حال۔ اس بات میں مجھے اکثر پریشانی ہے۔

تحقیق۔ اس آمدنی کی مفصل کیفیت لکھنا چاہئے۔

حال۔ میرے مکان پر چونکہ شرعی محرم نہیں ہے اسلئے ابتک میکہ میں ہے ہاں جب میں رہوں گا تو کوئی بات ہی نہیں۔

تحقیق۔ اپنے پاس کیوں نہیں بلا لیتے۔

حال۔ میں بہت چاہتا ہوں کہ ان تمام تعلقات سے کسی طرح سے نجات ملے جس سے یکسو ہو کر اطمینان میں رہوں مگر ابتک کوئی صورت نظر نہیں آئی شاید میرے مقدر میں یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی اسی طرح رکھنے میں ہے۔

تحقیق۔ میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ حصہ ہفتم ص۵۵

مباشرت اہل کا خلاف نفس کشی نہ ہونا

حال۔ دیگر عرض ہے کہ میرے بیاہ کے بعد آجتک بعد نماز عشاء و دیگر نماز وظیفہ ادا کرنیکے بعد مکان واپس آتے ہی ہفتہ میں دو تین بار نفس کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ بجز بی بی سے خلوت کئے نیند نہیں آتی مجبور رہوں ہر چند سعی کرتا ہوں کہ تہائی رات گذرنے کے بعد بی بی سے خلوت کیجائے نہیں ہوتا سونیکے وقت تیمم کرکے سوتا ہوں اسلئے نادم ہوں کہ سوتے وقت بے غسل ہوں بمقتضائے نفس مجبور ہوں۔ نفس نتواں کشت الاظل پیر۔

تحقیق۔ یہ نفس کشی کے خلاف نہیں ہے بلکہ مضاجعت حقوق زوجہ سے ہے چنانچہ اسکے عتاب کے صورت واھجروھن فی المضاجع تجویز ہوئی ہے۔ حصہ ہفتم ص۴۶

غلبۂ حال

حال۔ بعض اوقات عین مناجات کی حالت میں خیال ہوتا ہے کہ اشیاء مطلوبہ گو جائز ہیں لیکن کیا خبر ہے کہ موافق مرضی مولیٰ ہیں اور مفید بھی ممکن ہے کہ تیرے واسطے غیر مفید ہوں جب یہ خیال آیا تو رغبت کم ہو جاتی ہے۔ اور طبیعت کاہل۔ البتہ ایسے امور میں علی العموم رغبت رہتی ہے جو ذوق شوق کے مؤید ہیں چنانچہ اکثر نماز کے بعد یہ دعا و مناجات رہتی ہے کہ اے اللہ میرے قلب کو غیروں کی محبت سے پاک و صاف کرکے اپنی محبت عطا فرما۔ اللھم طہر قلبی عن غیرک بنور معرفتک اور گاہے صیغہ جمع کا استعمال کرتا ہوں (ہمارے قلب کو) لیکن اس صورت میں یہ خطرہ

بھی ہو جاتا ہے کہ یہ اشیار سب کو عنایت نہیں ہو سکتیں تو پھر رغبت کم ہو جاتی ہے حالانکہ ادعیہ ماثورہ علی العموم صیغہ جمع کے ساتھ وارد ہیں لہذا قدرے پریشان ہو جاتا ہوں۔

تحقیق۔ یہ بھی ایک حال ہے جسکی تعدیل ہو جاوے گی۔ حصہ ہفتم ص ۶۹

غلبہ نیند کا علاج

حال۔ گذارش خدمت یہ ہے کہ جس وقت وظیفہ پڑھتا ہوں خواہ دن ہو یا رات ہو نیند کا بہت غلبہ ہوتا ہے اور تہجد کی نماز میں بھی نیند کا زور ہوتا ہے جس سے طبیعت نہایت پریشان رہتی ہے اور جب وظیفہ نہیں پڑھتا ہوں تو پھر نیند وغیرہ کچھ بھی نہیں معلوم ہوتی، حتیٰ کہ وظیفہ میں کئی مرتبہ وضو بناتا ہوں بعد وضو کے کچھ عرصہ کے بعد پھر نیند کا غلبہ ہوتا ہے جس سے بحالت پریشانی میں حضور کو اطلاع دیتا ہوں میری طبیعت نہایت عاجز رہتی ہے کیا تدبیر کروں حضور جیسا حکم دیں ویسا عمل کروں حضور میرے لئے دعا کریں احقر وظیفہ وغیرہ میں کمی بھی نہیں کرنا چاہتا جو حالت تھی عرض کر دی اب جیسا حضور حکم دیں عمل کروں

تحقیق۔ ٹہلتے ہوئے وظیفہ پڑھئے۔ حصہ ہفتم ص ۷

حال۔ ذکر اور تہجد کے وقت بارہ تسبیح پڑھنے میں نیند کا بہت غلبہ ہوتا ہے۔

تحقیق۔ سیاہ مرچیں پاس رکھئے جب غلبہ ہو ایک دانہ چبا لیا۔ حصہ ہفتم ص ۶

بیٹھکر ذکر کرنے سے گھبراہٹ کا علاج

حال۔ سب چل پھر کر پورا کرتا ہوں بیٹھکر پڑھنے سے وحشت اور گھبراہٹ اس درجہ ہوتی ہے کہ کیا بیان کروں بارہا اسم مبارک کا ذکر کرنے بیٹھا بس ایسا معلوم ہوا جیسا چاروں طرف سے کوئی گھیرے ہوا اٹھکر بھاگ چنانچہ چھوڑ دیا۔

تحقیق۔ اسم ذات تھوڑا سا ضرور مقرر کر لو ایسی جگہ بیٹھو جہاں دوسرے ذاکر کی آواز آتی ہو پھر بعد چندے اطلاع دو۔ حصہ ہفتم ص ۶

شیخ سے حضور و غیبوبت میں تفاوت

حال۔ حضور کے آستانہ مبارک پر پڑے رہنے کی گو تھوڑے ہی دنوں سہی بیحد خواہش ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ غائبانہ بہت اشتیاق رہتا ہے لیکن زیارت نصیب ہونے کے بعد پھر طبیعت میں الجھن ہوتی ہے۔

تحقیق - ہاں بعض طبائع کی خصوصیت کا یہی مقتضی ہے اور راز اس میں تقید کی گرانی ہے۔ چونکہ غیر اختیاری ہے مضر نہیں۔ النور صـ ۲ ۔ ۴

شیخ سے حضور و غیبوبت کا فرق

حال - نہ معلوم کیا وجہ ہے کہ میں طبیعت میں وہ بات جو دربار عالی کی حاضری میں تھی نہیں پاتا۔ اس میں بہت کمی سی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق - یہ مضر نہیں وہ کمی صرف لطف کی ہے نفع کی نہیں جیسے غذا کھانے کے وقت جو مزہ منہ میں آتا ہے بعد میں نہیں رہتا مگر نفع غذا کا زائل نہیں ہوتا۔ النور صـ ۵۲۹

حال و مقام عبدیت

حال - ایک ہفتہ سے یہ کیفیت ہے کہ بعد نماز و اذکار دعا کرنے میں قبولیت کی درخواست کرتے ہوئے شرم و حجاب معلوم ہوتا ہے کہ میری نماز و ذکر جو کہ سراسر کوتاہیوں سے بھری ہوئی ہے نہ اس میں خشوع خضوع ہے نہ حضور قلب پھر اس کو پیش کرکے قبولیت کی درخواست کرنا سخت بیحیائی ہے اس کیفیت میں جو کچھ غلطی ہو اس کی اصلاح سے مطلع فرما دیجئے۔

تحقیق - اعلیٰ درجہ کا حال عبدیت کا ہے مبارک ہو اب اس سے زیادہ ایک مقام عبدیت کا ہے وہ یہ کہ باوجود اس حال کے غلبہ کے امر کو مقدم رکھکر قبولیت کی ضرور دعا کیجاوے اور اس میں ایک گونہ مجاہدہ بھی ہے کہ مقتضائے طبع پر مقتضائے شرع کی تقدیم کی گئی۔ نور صـ ۵

نسبت کا سلب نہ کر سکنا اور صاحب تصرف بننا

سوال اور دوسری تحقیق یہ ہے کہ جو صوفیہ تصرفات وغیرہ کی مشق رکھتے ہیں وہ دوسرے صاحب نسبت کی نسبت کو کیونکر سلب کر لیتے ہیں۔

الجواب - نسبت کو کوئی سلب نہیں کر سکتا - وہ تو تعلق مع اللہ کا نام ہے ہاں کیفیات نفسانیہ کو ضعیف کر دیتا ہے جس سے ایک قسم کی غباوت ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات اس کا اثر ارادہ پر واقع ہو کر اعمال پر پہونچتا ہے یعنی اعمال میں سستی ہونے لگتی ہے لیکن اختیار سلب نہیں ہوتا۔ اپنے قصد سے اس کی مقاومت کر سکتا

سوال ۔ اور اس سے ان کو کیا فائدہ ہوتا ہے ۔

الجواب ۔ اکثر تو کچھ بھی نہیں بلکہ یہ معصیت ہوتی ہے ہاں احیاناً کسی کیفیت کے مفرط ہونے سے بعض واجبات میں خلل ہونے لگتا ہے ایسے وقت میں اس کو ضعیف کرنے میں مصلحت ہوتی ہے ۔

سوال ۔ اور بغیر مشاقی تصرفات صاحب نسبت صاحب تصرف ہو سکتا ہے یا نہیں

الجواب ۔ نہیں ۔ البتہ بعض لوگ فطرۃً صالح التصرف ہوتے ہیں گو صاحب نسبت بھی نہ ہوں ۔

النور ص ۱۳۰

سوال ۔ برجواب بالا یہ بات تو معلوم ہو گئی کہ اصل نسبت جو عبارت تعلق مع اللہ سے ہے سلب کرنے سے سلب نہیں ہوتی ہے ۔ صرف کیفیات نفسانیہ ضعیف اور مضمحل ہو جاتی ہیں ۔ لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ اس کے ضعیف کر دینے کا کیا طریقہ اہل طریق کے یہاں ہے اور اگر کوئی مشاق ایسا عمل کرے تو اس کے روک دینے کی بھی کوئی تدبیر ہے کہ اس کا اثر اپنے اوپر نہ آنے دیوے ۔ تاکہ اس کے بجا تصرف سے بچ جاوے اس سے بھی مطلع فرمائیے اور اہل طریق نے جو طرق تصرفات کے کتب فن میں لکھدیئے ہیں اس کی تحصیل صرف مشاقی پر موقوف ہے یا کچھ شرائط خاصہ اس کے ہیں ۔ اس سوال کے جواب میں کہ بغیر مشاقی صاحب نسبت صاحب تصرف ہو سکتا ہے یا نہیں تحریر فرمایا کہ نہیں البتہ بعض لوگ صالح للتصرف فطرۃً ہوتے ہیں ۔ گو صاحب نسبت نہ ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب تصرف ہونے کیلئے صاحب نسبت ہونا ضروری نہیں ہے صرف تصرفات کی مشاقی کر لینے سے صاحب تصرف ہو جاتا ہے لیکن حضرت حاجی صاحب ضیاء القلوب صفحہ ۴۴ میں جہاں بعض طرق تصرفات مندرج ہیں تحریر فرماتے ہیں ۔ اما ایں تصرفات عجیبہ وغریبہ بدون حصول نسبت فنا و بقا دست نمیدہد و ایں معاملات از متوسطان سلوک اکثر واقع میشوند الخ ۔ بہرکیف میری سمجھ ناقص میں اس میں اور اس تحقیق میں فرق معلوم ہوا اسلئے مکرر عرض ہے تشفی فرمائی جاوے ۔

جواب ۔ (۱) طریق اس کا ہمت کا صرف کرنا ہے (۲) دوسرے کی بھی اگر ہمت قوی ہو تو اس سے روک سکتا ہے ۔ (۳) صرف مشاقی (۴) اور حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے معنی یہ ہیں کہ یہ تصرفات عجیبہ وغریبہ بقید نافع فی الدین ہونے کے

موقوف ہیں حصول نسبت بقا و فنا پر یعنی مشاقی یا قوۃ فطریہ کے ساتھ یہ بھی شرط ہے اور یہ قید گو مذکور نہیں مگر بدلیل مشاہدہ نیز قواعد سے یہ حکم اس کے ساتھ مقید ہے کیونکہ سالک کا اصل موضوع یہی نفع فی الدین ہے تو سلوک کی کتاب میں یہی مراد ہوگا اور اس بدون اس نسبت کے نافع فی الدین نہ ہوں گے۔ کیونکہ جو صاحب تصرف انوار سے خالی ہوگا اس سے تعدیہ نور کا کیسے ہوگا۔ اور یا مراد بعض تصرفات عجیبہ وغریبہ سے خاص وہی ہوں جو سلوک کے متعلق ہیں جیسے توبہ بخشی وغیرہ اور عجیب وغریب کہنا اور اس کا قرینہ ہو سکتا ہے ورنہ سلب مرض وغیرہ تو اہل باطل بھی کر لیتے ہیں۔ ایسے معمولی تصرف کو عجیب وغریب کیوں فرماتے حاصل دونوں توجیہ کا متقارب ہے۔ النور صہ ۱۳۲

حصول نسبت مع اللہ کا طریق

سوال۔ عرض یہ ہے کہ بلا حضوری خدمت مرشد سالک کو نسبت عشق و معرفت حاصل ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ ترک معاصی و کثرت ذکر و اطلاع حالات بمرشد اس کا طریق ہے گو حضوری نہ ہو۔

حصہ النور صہ ۲۱۳

غلبہ توحید وجودی و فنا و علاج کبر و ذکر لطائف

القول الفصل فی بعض آثار الوصل

کہ جواب ست از بعضے سوالات یکے از اجازت یافتگان منتہی

از احقر ...... بحضور سیدی و مولائی مرشدی و مقتدائی مد اللہ ظلہ العالی بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً **امابعد** احقر اپنے بعض حالات عرض کر کے طالب ارشاد ہے

جزو اول۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ احقر ایک گاؤں کو گیا تھا وہاں قلب پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ وہ پوری طرح بیان میں نہیں آ سکتی۔ ایک سکون محض تھا کہ ایسا کبھی خلوت میں بھی نصیب نہیں ہوا۔ جو اس جلوت میں تھا اس کو میں الفاظ میں نہیں لا سکتا حضور مع اللہ کہا جائے یا کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ذات حق تعالیٰ کے ساتھ بالکل اتصال ہے حتی کہ کسی کے خیال کی بھی گنجائش نہیں چونکہ احقر کا مذاق حضور والا کی جوتیوں کے طفیل سے تنزیہ محض ہے اس لئے یہ بیان نہیں کر سکتا کہ اتصال کے کیا معنی ہیں اس میں کسی کسی وقت اتنی ترقی ہوئی کہ بے اختیار لا الٰہ الا اللہ کہتا اور سر سجدہ کی طرح جھک جاتا اور اپنا

خیال بھی باقی رہتا بعض دفعہ عظمت اس قدر طاری ہوتی کہ اتنا اتصال گستاخی اور بے ادبی ہے پیچھے ہٹکر رہنا چاہیے۔ لیکن اس پیچھے ہٹنے کے معنی بھی نہیں بتا سکتا کیا ہیں ہاں یہ مضمون ذہن میں آتا تھا کہ حق تعالیٰ نے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ سبب کی آڑ رہے۔ اور مشاہدہ بے حجاب نہ ہو اور ساتھ ہی اس کے سبب کا سلسلہ کہیں ختم ہوتا ہے اس کے آگے علت العلل (اختیاری نہ کہ موجبہ) خود ہیں جل جلالہ نظر کو اگر عمیق کیا جاوے تو آڑ باقی نہیں رہتی۔ اور ہر چیز میں مشاہدہ ہو سکتا ہے اسوقت یہ کہتا تھا ؎

اے تو پنہاں در ظہور خویشتن   آشکارا ہم بنور خویشتن

نماز میں بعض وقت یہ حالت ہوتی کہ مطلق التفات الی غیر اللہ حتی کہ اپنی طرف بھی نہ رہتا مگر یہ حالت کچھ سکنڈ کے لئے ہوتی اس سے زیادہ اسکو قیام نہ تھا۔ خارج صلوٰۃ میں لوگوں سے علاج معالجہ کے متعلق باتیں کرتا تھا مگر قلب میں یکسوئی تھی۔ اور باتیں کرنے میں توجہ ہٹتی تھی لیکن بات ختم ہوئی اور وہی حالت عود کر آئی جو لطف اس حالت میں تھا وہ میری رگوں میں ابتک موجود ہے ہمہ تن نشاط و سرور و فراغ تھا۔ نماز کے بعد یہ دل چاہتا تھا کہ مسجد سے اب کہیں نہ جاؤں مگر مجبوری کو جانا پڑتا تھا بعض وقت یہ خیال کرکے کہ یہ حالت جاتی نہ رہے شکر کرتا نظر بریں کہ در شکر نعمت بود بر مزید۔ اور کبھی دعا مانگتا اللھم لا تنزع منی صالح ما اعطیتنی اور اسوقت یہ سمجھکر کہ رحمت حق جل و علا شانہ متوجہ ہے۔ حضرت والا کے لئے اور والدین اور ...... کیلئے دعا کرتا اور جو کچھ بھی سمجھ میں آتا دعا کرتا دو دن یہ حالت رہی گو یکساں نہیں رہی مگر کوئی وقت اس حالت سے بالکل خالی نہ تھا۔ اسی اثنا میں ایک اثر یہ تھا کہ غیر ضروری کلام سے نفرت تھی۔ اور جو کچھ کلام کرتا تھا وہ جامع مانع ہوتا تھا اور حضرت والا کا عکس اسمیں ہوتا تھا لب و لہجہ بھی وہی آواز بھی قریب قریب ویسی ہی صفائی ستھرائی کی جانب غایت درجہ میلان اور میل کچیل سے سخت نفرت لیکن نماز میں کیسا ہی کوئی میلا آدمی کھڑا ہو نفرت نہ تھی حسن صورت کی طرف بہت زیادہ میلان اور ایک اثر یہ تھا کہ ہر چیز کی حقیقت گویا آنکھ سے نظر آتی تھی حتی کہ بارہا ایسا معلوم ہوا کہ لوگوں کی قلبی حالت منکشف ہوتی ہے۔ لیکن جب ایسا ہوا جبھی میں نے منہ پھیر لیا ایک تو اسی وجہ سے کہ یہ تجسس ہے اور گناہ ہے دوسرے کچھ طبعی نفرت سی تھی حتی کہ اگر یہ

حالت رفع ہوتی تو میں لوگوں سے بات چیت کرنے میں لگ جاتا کہ گو ذکر اللہ بھی نہ رہے مگر اس میں بھی نہ پڑوں (اسوقت یہی سمجھ میں آیا تھا نہ معلوم یہ طریقہ غلط تھا یا صحیح اور مجھکو کیا کرنا چاہئیے تھا) بہت دفعہ ایسا ہی ہوا اور میں نے اُس انکشاف کو ہونے دیا ایک یہ بات تھی کہ وہ اتصال ایک ایسی چیز تھی کہ بائیں طرف قلب سے نہیں محسوس ہوتی تھی۔ بلکہ داہنی طرف سینہ کے اندر سے محسوس ہوتی تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا بات تھی۔ دو دن کامل یہی حالت رہی اس کے بعد کم ہوگئی حتی کہ اب بھی ہے مگر گاہ گاہ اور اتنی خالص نہیں جتنی ان دو دن میں تھی اس میں لذت اسقدر تھی کہ دل بیجد تڑپتا ہے کہ اسکو دوام کیوں نہیں ہوتا۔ اور جسوقت اس میں کمی ہوئی تھی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ دیکھتا تھا کہ اے اللہ کیا ہوگا۔ مگر ایک واقعہ اپنا ہی یاد تھا جو حضرت کی ہمرکابی میں گورکھپور کے سفر میں پیش آیا تھا وہ یہ کہ مجھولی کو جاتے وقت حضرت سکنڈ کلاس میں تھے اور خدام تیسرے درجہ میں اُس وقت ایکدم یہی حالت احقر پر طاری ہوئی جب وہ ذرا کم ہوئی تو بے اختیار دل چاہا کہ حضرت والا کے پاس ہوتا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک اسٹیشن آیا اور حضرت والا سکنڈ میں سے اتر کر خدام کی گاڑی میں تشریف لائے کسی نے عرض کیا کہ حضرت سکنڈ میں سے کیوں اتر آئے فرمایا کہ دل چاہا کہ احباب کو دیکھ آؤں احقر نے مجھولی پہونچکر یہ حالت عرض کی تو فرمایا کہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے ؎

در بزم عیش یک دو قدح درکش و برو
یعنی طمع مدار وصال مدام را

اس واقعہ کو یاد کرکے اس دفعہ بھی خاموش ہو رہا وہ حالت اب بھی کبھی کبھی ہوتی ہے مگر ذرا دیر کو حضرت والا ارشاد فرمائیں کہ یہ حالت کیسی تھی۔ اور احقر کو کیا کرنا چاہئیے تھا اور اب کیا کرنا چاہئیے۔ دل بہت چاہتا ہے کہ ہر وقت وہی حالت رہے۔

جزو ثانی۔ دوسری ایک حالت بھی قابل عرض ہے وہ یہ کہ اسی حالت کے دوران میں جب میں گاؤں سے چلنے لگا تو ایک شناسا نے ایک چھوٹی سی ٹوکری میں آم دئے اور ایک مرتبان میں سرکہ کی چٹنی دی جای قیام سڑک سے تقریباً ½ فرلانگ تھی۔ اس وقت آدمی بہت جمع تھے معطی نے آم کی ٹوکری اور چٹنی کا مرتبان میرے سامنے لا کر رکھدئے جس وقت میں اُٹھا تو انھوں نے کوئی آدمی ان کو پہونچانے کے لئے نہیں دیا۔ مجھے خود اٹھانے میں عار آئی اور انتظار رہا کہ وہ کوئی آدمی پہونچانے کیلئے دیں یا مجمع میں سے کوئی اٹھالے انھوں نے آدمی نہیں دیا مجمع میں سے ایک صاحب نے دونوں چیزوں کو اٹھالیا یہ ایک

حافظ صاحب تھے جنہوں نے بندہ سے درخواست بیعت ہونے کی کی تھی بندہ نے ان کا شوق دیکھنے کیلئے ٹال دیا تھا اس کا اٹھا لینا غنیمت معلوم ہوا مگر بطور تواضع اُن سے کہا کہ آپ تکلیف نہ کریں میں خود لیجلونگا ۔ (سچ بات یہ ہے کہ یہ سب تصنع تھا) غرض بندہ اس سب مجمع کے ساتھ سڑک پر پہونچا اس وقت ایک موٹر کے آنے کا وقت تھا حکم قضا کہ اس روز وقت پر موٹر نہیں آیا بہت دیر کے بعد آیا تو بالکل بھرا ہوا تھا خبر ملی کہ ایک موٹر اور آنیوالا ہے مگر وہ آیا ہی نہیں دو گھنٹہ دھوپ میں پڑا رہنا پڑا اس کے بعد کئی ٹمٹمیں آئیں مگر کسی میں جگہ نہ ملی اور کسی سے معاملہ طے نہوا غرض بہت تکلیف اٹھانی پڑی اسوقت اس آیت کیطرف خیال گیا ۔ ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم اور دل کھٹکا کہ یہ اس گناہ کا اثر ہے کہ ایک غیر شخص سے یہ خدمت لی اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو عار سمجھا یہ کبر ہے اس وقت سب سے زیادہ فکر اس کا ہوا کہ کہیں اس گناہ کی نحوست سے وہ حالت حضور مع اللہ کی جاتی رہے توبہ استغفار کیا اور دعا مانگی اللھم لا تجعل مصیبتنا فی دیننا اے اللہ اگر اس گناہ کا یہ وبال ہے تو دنیا کی تکلیف اور بھی جا ہے کچھ پہونچ جائے مجھے منظور ہے لیکن دینی مصیبت اور اس حالت کا زوال منظور نہیں ۔ اس کے ذرا دیر کے بعد ایک ٹمٹم آگئی اور میں روانہ ہوا راستہ بھر توبہ استغفار و دعا کرتا رہا ۔ اور سوچتا رہا کہ اس کا کفارہ کیا کروں اس کے سوا کچھ خیال میں نہ آیا کہ اس شرارت نفس کا علاج یہ تھا کہ اس ٹوکری کو اس مجمع کے سامنے سر پر رکھ لیتا لیکن وہاں سے روانہ ہو چکا تھا اور شہر کے قریب تھا دل میں ٹھان لیا کہ شہر میں ایسا کرونگا اور بعد میں حضرت والا کو اطلاع دونگا اور جو تجویز ہوگی وہی کرونگا چنانچہ شہر پہونچکر جب گھر کے قریب پہونچا تو اس ٹوکری کو سر پر رکھکر چلا خیال ہوا کہ مطب میں نمعلوم کون کون ہو یہ حرکت باعث خفت ہے خصوصاً نوکر کے سامنے مگر اس کی پروا نہیں کی اور اسی طرح مکان پر پہونچا دروازہ میں نیچے کے کرایہ دار ملے اُن سے سلام علیک کی اور اسی طرح مطب میں پہونچا اتفاق سے اس وقت وہاں نوکر نہ تھا نہ کوئی اور تھا صرف مولوی ..... تھے ۔ ان سے سلام علیک کرکے ٹوکرا سر سے اتار کر رکھدیا ۔ اب حضرت والا ارشاد فرمائیں کہ احقر نے کیا بات صحیح کی اور کیا غلط اور یہ علاج کافی ہے یا کسی اور علاج کی ضرورت ہے ۔

جزو ثالث ۔ وہ کیفیت ہنوز اس طرح باقی ہے کہ کبھی کبھی ہو جاتی ہے کبھی نماز میں کبھی خارج نماز میں مگر ایک فرق ہو گیا ہے کہ اس زمانہ میں داہنی طرف سینہ میں محسوس ہوتی تھی اور

اب وسط صدر میں بلکہ مائل بہ یسار قریب قلب ہے میں یہ بیان نہیں کرسکتا کہ کس چیز سے اتصال معلوم ہوتا ہے اور سینہ میں وسط میں یا ایمن وایسر میں کیا تعلق ہے کیونکہ حق تعالیٰ کی نسبت مذاق احقر کا تنزیہ محض ہے۔ والسلام باادب التمام ۴ محرم سنہ ۴۲ھ۔

جواب جزو اول۔ یہ حالت مرکب تھی غلبہ توحید وجودی وفنا سے اور چونکہ اس غلبہ کا مورد اول روح ہے نہ کہ قلب اس لئے ایمن کی جانب سے ناشی معلوم ہوتی تھی اور اس کا اضمحلال رحمت حق ہے۔ کیونکہ اس کا استمرار محل خطر ہے اعتقاداً بھی عملاً بھی اور آپ نے اس کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ اجتہاداً مناسب تھا لیکن زیادہ مناسب یہ تھا کہ اس میں اپنے قصد سے کچھ تصرف نہ کیا جاتا بلکہ بالکل اس کے تابع بنجانا چاہیے تھا اور تمنا اس کی طبعاً لا باس بہ اور عقلاً غیر مطلوب ہے۔

جواب جزو ثانی۔ یہ خطرہ اور انتظار کسی حال کا اُس حالت کے ضعف کے سبب تھا مگر مذموم نہ تھا اور منشا اس کا کبر نہ تھا خجلت تھا۔ جس کا علاج ضروری نہ تھا مگر جو علاج کیا گیا اس میں نفع ہوا البتہ مبتدی کو اگر ایسی حالت پیش آوے تو اکثر منشا اس کا کبر ہوتا ہے اسکو یہ علاج ضروری ہے۔

جواب جزو ثالث۔ لطیفہ قلب کا تعلق یسار سے ہے اور لطیفہ سر کا تعلق وسط سے اور سب لطائف میں ارتباط ہے تو روح کا اثر عکس پڑنا مظنون ہے اور بعض اوقات عکس زیادہ محسوس ہونے لگتا ہے اصل سے واللہ اعلم بالاسرار۔

النور ص ۵۳۴

رجاء

حال۔ ایک بات دل میں یہ سما گئی ہے کہ میں جنت ہی میں جاؤنگی۔ حالانکہ یہ جانتی ہوں کہ میں بڑی گنہگار ہوں اور دوزخ کے ذکر اور آیات وعید سے ڈر بھی لگتا ہے لیکن غالب گمان بھی ہے ہر چند چاہتی ہوں کہ یہ وثوق کی حالت امید سے بدلجائے لیکن کچھ نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ یہ امید ہی ہے مگر قوی کہ جو کہ مطلوب ہے اگر یہ علم قطعی ہوتا تو وعید سے ڈر نہ لگتا کیونکہ ہم جیسوں کا ڈر احتمال ہی سے ہوتا ہے۔

النور ص ۳۹۳

رجاء وخوف کے متعلق بعض شبہات کا ازالہ

الجلاء[ع۶] والشوف فی احکام الرجاء والخوف

حاشیہ ملاحظہ ہو ص ۶۶۸

مشتمل بر سوال وجواب

معروض خدمت والا مرتبتہ آنکہ خاکسار کے دل میں کچھ روز سے یہ بات آئی ہے کہ (جزو اول) خوف ورجا میں اعمال کو کچھ بھی دخل نہیں (جزو دوم) اتنا تو پہلے سے عقیدہ تھا کہ اعمال حسنہ کرتے ہوئے بھی غضب خداوندی سے خوف ہونا ضروری ہے اور افعال سیئہ میں مبتلا ہو کر بھی نجات کی رحمت خداوندی سے امید رکھنا چاہیے۔

جزو سوم۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھا کرتا تھا کہ اعمال حسنہ سے رجا میں قوت ہوتی ہے اور بدون اعمال حسنہ کے رجا کا خیال نری ہوس ہے اسی طرح اصل خوف معاصی سے اجتناب کو خیال کرتا تھا اور بدون تقویٰ کے خوف کا وجود محض دعویٰ سمجھا کرتا تھا۔

جزو چہارم۔ مگر اب یہ خیال ہے کہ اعمال حسنہ سے خوف میں کمی ہونا اور رجا میں قوت ہونا اس پر دلالت کرتا ہے کہ اپنے اعمال پر نظر ہے اور اسی طرح معصیت کے مرتکب کو خوف زیادہ ہونا یہ بتلا رہا ہے کہ یہ گناہ نہ ہوتا تو اپنے آپکو قابل سمجھتا اس لئے ہر حال میں امید و بیم کی یکساں حالت ہونا چاہیے (جزو پنجم) جب یہ خیال شروع میں آیا تو مجھکو اندیشہ ہوا کہ خدانخواستہ یہ خیال ان ٹوٹے پھوٹے اعمال کو بھی نہ چھڑا دے لیکن یہ اندیشہ اس طرح دور ہو گیا کہ امتثال امر اصل بنا ہے اعمال کی اور خوف ورجا گو امتثال امر کا سبب بنجاویں لیکن ان پر اتنا مدار نہیں کہ اگر وہ (خوف ورجا) کسی اور طریق سے حاصل ہو جاویں تو پھر اعمال کی ضرورت ہی نہ رہے بلکہ جیسا خوف ورجا مامور بہ ہیں اسی طرح مستقل طور پر دوسرے اعمال بھی مامور بہ ہیں چونکہ یہ خیال دل میں بکثرت رہتا ہے اور حسنات وسیئات سے جزا وسزا متعلق ہونے سے استدلال ہو سکتا ہے کہ اعمال سے خوف ورجا میں کمی بیشی ہو سکتی ہے اور حدیث لا یدخل الجنۃ احد بعملہ وکما قال سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کی وجہ سے انمیں کچھ تفاوت نہ ہونا چاہیے امید کہ جواب مرحمت فرمانے کے علاوہ دعائے خیر میں بھی شامل فرماوینگے۔

الجواب۔ اول مقدمہ سمجھ لیا جاوے وہ یہ کہ رجاء اور خوف دونوں کی جنس مشترک احتمال ہے اول میں اس احتمال کا متعلق نفع ہے دوسرے میں ضرر گویا یہ بمنزلہ ان کی فصل کے ہیں پس رجاء احتمال نفع ہے اور خوف احتمال ضرر۔ اب اس احتمال کا کوئی مبنیٰ بھی ضرور ہونا چاہیے

عہ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶۷) جلا السیف والمرآۃ جلوا وجلاء صقلہما وشفتہ تشوفًا جلوتہ ودینار مشوف مجلو وشیفت بجلاء زینت کذا فی القاموس واللام عوض عن المضاف الیہ یعنی جلاء الکلام وتزئینہ ۱۲ منہ۔

تو اگر وہ نفع یا ضرر دنیوی ہے تو وہ مبنی تجربہ وغیرہ ہوگا اور اگر اخروی ہے تو وہ مبنی وحی ہوگا اور وحی نے وعد و وعید سے یہ بات تبلادی ہے کہ طاعات سے احتمال نفع کا ہے اور معاصی سے احتمال ضرر کا اور گو طاعات پر وعدہ اور معاصی پر وعید جبکہ ان اللہ لا یخلف المیعاد پر نظر رکھی جاوے مستلزم یقین کو ہے جس میں احتمال تخالف کی گنجائش نہیں۔ لیکن چونکہ اس وعدہ میں شرط قبول اور وعید میں شرط عدم عفو بھی ہے اور ان شروط کا علم یقینی نہیں تو مشروط بھی یقینی نہ رہا اسلئے احتمال ہی کا درجہ رہگیا خیر یہ تو بطور معترضہ کے ایک اشکال کا رفع تھا۔

مدعائے اصلی یہ ہے کہ وحی سے معلوم ہوگیا کہ مبنی رجاء کا طاعات ہیں۔ اور مبنی خوف کا معاصی اور یہ طاعات معاصی سب اعمال ہیں پس اعمال کا رجاء و خوف میں دخل ہونا منصوص ہوا تو اس دخل کا اعتقاد شرعاً مامور بہ ہوا البتہ اس دخل میں ایک تفصیل ہے وہ یہ کہ اعمال شامل ہے اصل ایمان و کفر کو بھی اور فروع طاعات و معاصی کو بھی سو ایمان و کفر کا دخل تو اس نفع و ضرر میں درجۂ علیت میں ہے اور باقی فروع کا درجہ سببیت میں یعنی ایمان علت ہے نجات کی اور کفر علت ہے عقوبت کی کہ کبھی اس علت سے معلول کا تخلف نہیں ہوتا۔ مگر پھر بھی باوجود اس عدم تخلف کے یقینی ہونے کے رجاء و خوف کا تحقق یہاں اس طرح ہوگا کہ خود ایمان و کفر کا بقاء یقینی نہیں اور علیت مشروط ہے بقاء کے ساتھ اسلئے رجاء و خوف یہاں بھی متحقق ہو سکتے ہیں۔ اور باقی فروع سبب محض ہیں علت نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ طاعات کی حقیقت شرعیہ بھی متحقق ہو اور وہ دائم بھی ہوں مگر کسی غائلہ کے سبب مقبول نہ ہوں اسی طرح معاصی متحقق اور دائم ہوں مگر کسی حسنہ کے سبب یا محض فضل سے عفو ہوجاویں اسلئے ان پر ثواب یا عقاب مرتب نہ ہو تو ان میں علیت نہ ہوئی۔ بخلاف ایمان و کفر کے کہ ان میں کوئی درجہ ایسا نہیں ہے کہ ایمان ہو اور مقبول نہ ہو یا کفر ہو اور عفو ہوجاوے۔ جب یہ مقدمہ ممہد ہوگیا تو اب اجزاء سوال پر نظر کیجاوے

جزو اول۔ اگر اس میں کچھ تاویل نہ کیجاوے تو صحیح نہیں۔

جزو دوم۔ یہ خوف اسی وجہ سے تو ہے کہ حسنات شاید مقبول نہ ہوں ورنہ مقبولیت کی صورت میں تو وعدہ یقینی اور یقینی میں احتمال منفی پھر خوف بالتفسیر المتقرر چہ معنی اسی طرح رجاء اسوجہ سے ہے کہ سیئات شاید عفو ہوجاویں ورنہ عدم عفو کی صورت میں وعید یقینی اور یقینی میں احتمال منفی پھر رجاء بالتفسیر المتقرر چہ معنی

جزوِ سوم ۔ یہ سمجھنا ماموربہ ہے کما مر فی المقدمہ ۔ باقی بدون اعمال کے رجاء کا ہوس ہونا اگر اعمال کو عام لیا جاوے کہ ایمان کو بھی شامل ہے تو یہ سمجھنا بالکل صحیح اور اگر اصطلاحاً فروع کے ساتھ خاص کیا جاوے تو یہ سمجھنا غلط کیونکہ ایمان بھی رجاء کیلئے کافی ہے بوجہ احتمال عفو کے کما مر من کون الطاعات سبباً محضا للنجات اور اس قول میں کہ اسی طرح اصل خوف معاصی سے اجتناب الخ شق رجاء کے ساتھ تقابل نہیں رہا ایک مستقل مضمون ہوگیا ورنہ بدون تقویٰ کے جو خوف ہوگا وہ واقع میں قوی ہوگا ۔ کیونکہ احتمال ضرر کا زیادہ ہوگا غالباً یہ مقصود ہے کہ اگر سچ مچ احتمال ضرر کا قوی ہوتا تو وہ معاصی سے مانع ہوجاتا سو یہ بات صحیح ہے مگر خوف قوی کے انتفاء سے نفس خوف بالتفسیر المتقرر کا انتفاء لازم نہیں آتا ۔

جزوِ چہارم ۔ صحیح نہیں اور اس سے اعمال پر نظر ہونا لازم نہیں آتا بلکہ یہ اثر ہے وعدہ و وعید پر نظر ہونے کا اور چونکہ وہ متعلق ہے اعمال سے اس درجہ میں اعمال پر نظر ہونا لازم ہے جب یہ بناء صحیح نہیں تو اس پر جو تفریع ہے من قولہ اسلئے ہر حال میں اس کا حال بھی معلوم ہوگیا ۔

جزوِ پنجم ۔ اس جزو کا یہ جزو صحیح ہے کہ اصل بناء امر و نہی ہے مگر یہ جزو صحیح نہیں کہ خوف و رجاء کسی اور طریق سے حاصل ہوجاویں ۔ وہ طریق نص سے منحصر ہے اسی عمل میں کما مر بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خوف و رجاء کا تو طریق یہی ہے بدون اس کے خوف و رجاء کا تحقق ہی ممکن نہیں مگر یوں کہیے کہ خود خوف و رجاء ہی کا اگر تحقق نہ ہو تب بھی عمل ضروری ہے ۔ للامر والنھی امید ہے کہ اس تقریر سے سب اجزاء کا جواب ہوگیا ۔ **تنبیہ** ✽ یہ سب کلام خوف و رجاء میں ہے جس کی تفسیر اوپر گذر چکی ہے جس کا مبنیٰ وعدہ و وعید ہے جو اعمال سے متعلق ہیں اور ایک مرتبہ ہیبت و انس کا ہے جس کا مبنیٰ حق تعالیٰ کا ذاتی جلال و جمال ہے اس کا واقعی اعمال سے کچھ تعلق نہیں تو اگر کوئی خوف و رجاء اپنی اصطلاح میں اسکو کہنے لگے ۔ تو پھر یہ حکم صحیح ہے کہ ہر حال میں امید و بیم کی یکساں حالت ہونا چاہئے جو کہ جزو چہارم کے اخیر میں مذکور ہے ۔ باقی دعا کرتا ہوں

دفع بعض شبہات متعلقہ تحقیق بالا

حال ۔ سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا صاحب مد فیوضکم العالیہ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ گذارش خدمت والا درجت آنکہ عریضۂ احقر کے جواب میں جو مبسوط اور جامع مضمون حضرت والا نے تحریر فرمایا ہے اسکو چند بار بغور پڑھا ، حق تعالیٰ آنجناب کو بدیں فیوض و برکات خدام کے سروں پر

تا دیر سایہ فگن رکھیں آمین ثم آمین اور اس ناکارہ کو اطاعت کی دولت نصیب فرما دیں آمین بحمد اللہ تعالیٰ پورا مضمون سمجھ میں آ گیا البتہ ایک شبہ اسی روز سے اجمالاً ذہن میں تھا مگر تفصیل ذہن میں آئے بدون گذارش سے قاصر رہا۔ اب عرض ہے کہ جزو سوم سے فقط ایمان کا رجاء کیلئے بوجہ احتمال عفو کافی ہونا معلوم ہوا اور تنبیہ میں (جو کہ حضرت والا نے جواب کے ختم پر تحریر فرمائی ہے) یہ ہے کہ مرتبہ ہیبت و انس کا اعمال سے کچھ تعلق نہیں۔

تحقیق۔ یہ مراد نہیں کہ ایک کے وجود کو دوسرے کے وجود میں دخل نہیں کیونکہ بدون ایمان کے تو نہ انس کا تحقق ہوتا ہے نہ ہیبت کا یہ تجلیات جمالیہ و جلالیہ غیر مومن کو نصیب نہیں ہوتیں مراد یہ ہے کہ اعمال پر نظر کرنے کو اسمیں دخل نہیں یعنی اسوقت اعمال پر نظر نہیں ہوتی اسی طرح دخل فی الوجود درجہ سببیت میں بھی نہیں کیونکہ کثرت سے تخلف ہوتا ہے بلکہ صرف درجہ شرطیت میں ہے۔

حال۔ کمترین کو یہ شبہ ہے کہ ہیبت و انس سے اعمال کے تعلق کی نفی میں اعمال ایمان کو شامل ہیں یا نہیں۔

تحقیق۔ شامل ہیں۔

حال۔ اگر شامل نہیں بلکہ ایمان کے علاوہ دوسرے اعمال مراد ہیں تب تو رجاء اور انس میں کوئی فرق نہیں رہتا کیونکہ فقط ایمان کی وجہ سے جو رجاء ہے وہ احتمال عفو کی وجہ سے ہے اور عفو تجلی جمالی ہے پس جیسا کہ انس میں تجلی جمالی یعنی رحمت پر نظر ہوتی ہے اسیطرح رجاء میں بھی ہوئی اور اگر انس سے اعمال کے تعلق کی نفی میں اعمال کو عام لیا جاوے کہ ایمان کو بھی شامل ہو اور بدون ایمان کے بھی مرتبہ انس کے حصول کو مانا جاوے تو یہ نصوص کے خلاف معلوم ہوتا ہے جواب سے تشفی بخشیں۔

تحقیق۔ اوپر معلوم ہو گیا ہے کہ مطلق دخل فی الحصول کی نفی نہیں (کیونکہ شرطیت ثابت ہے گو سببیت نہیں) دخل التفات کی نفی ہے اسی طرح سببیت کی۔ النور ذی ۵۵ھ

حضور کا مختلف المراتب ہونا

سوال۔ احضار درزعم احقر فعلے ست اختیاری کہ براں حضور بطریق ملازمت من جانب اللہ فیضان می شود ومیاں احضار و حضور علاقہ تقطیع و تقطع ست کہ انفکاک میاں ہر دو عقلاً جائز نیست (بیان ما ہو المحقق از حضرت والا موجود دارد) بنابریں زعم خود از انعدام حضور قلب بخدمت اقدس شما کی

شد زیراچہ حضور اگرچہ اختیاری و مکلف بہ نیست لیکن بطریق فیضان (نہ بطریق ایجاب و تولید) مترتب شود بر احضار کہ اختیاری و مکلف بہ ست مثل ترتب نتیجہ بر صحت ترتب مقدمات قیاس پس انعدام حضور دال ست بر انعدام احضار لاجرم از انعدام ہر دو شاکی شد اما شکایت عدم حصول احضار بالذات و عدم حضور بالعرض۔

جواب ۔ ہمہ مقدمات صحیح ہستند لاکن دقیقہ از نظر غائب گشتہ و ہماں منشا غلط شد و آں اینکہ حضور کلی مشکک ست مراتب مختلف دارد پس احضار اختیاری حضور بہر مرتبہ کہ باشد مرتب شدن ضروری است لیکن لازم نیست کہ ہر مرتبہ کہ مطلوب طالب باشد مرتب شود۔ مرتبہ کمال بتدریج بدست مے آید چنانچہ حفظ قرآن فعل اختیاری ست و بر آں تحفظ مرتب می شود لیکن مراتب مختلفہ باقتضائے عوارض مختلفہ پس بر ہر فرد احضار ہر فرد حضور کہ مرتب باشد در طریق کافی ست با دامت احضار ترقی در حضور میباشد و ایں ترقی باختلاف استعداد مختلف میباشد و مطلقاً غیر اختیاری

النور ص ۵۶۱

نسبت کی حقیقت اور صاحب نسبت کی علامت

حال ۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب نسبت ہیں اس نسبت کی کیا حقیقت ہے

تحقیق ۔ نسبت کے لغوی معنی ہیں لگاؤ اور تعلق اور اصطلاحی معنی ہیں بندہ کا حق تعالیٰ سے خاص قسم کا تعلق یعنی اطاعت دائمہ و ذکر غالب اور حق تعالیٰ کا بندہ سے خاص قسم کا تعلق یعنی قبول و رضا جیسا عاشق مطیع اور وفادار معشوق میں ہوتا ہے۔

حال ۔ اور صاحب نسبت ہونیکی علامت کیا ہے۔

تحقیق ۔ اس شخص کی صحبت میں رغبت الی الآخرت و نفرۃ عن الدنیا کا اثر ہو اور اسکی طرف دینداروں کی زیادہ توجہ ہو۔ اور دنیا داروں کی کم مگر یہ پہچان خصوص اس کا جزو اول عوام محجوبین کو کم ہوتی ہے اہل طریق کو زیادہ ہوتی ہے۔

حال ۔ اور فاسق اور کافر بھی صاحب نسبت ہوتا ہے یا نہیں۔

تحقیق ۔ جب نسبت کے معنی معلوم ہو گئے تو ظاہر ہو گیا کہ فاسق و کافر صاحب نسبت نہیں ہو سکتا۔ بعضے لوگ غلطی سے نسبت کے معنی خاص کیفیات جو ثمرہ ہوتا ہے ریاضت و مجاہدہ کا سمجھتے ہیں۔ یہ کیفیت ہر مرتاض میں ہو سکتی ہے مگر یہ اصطلاح جہلاء کی ہے۔

النور ص ۶۱۶

کم ہمتی کا علاج

حال - ایک مرض جو کہ سب سے بڑھکر ہے اور سب کی جڑ ہے وہ کم ہمتی ہے مجھ سے کوئی کام ہوتا ہی نہیں -

تحقیق - جتنا بھی ہو جاوے وہ بھی بے کئے ہوئے کی ندامت سے ملکر محروم نہ رہنے دیگا -

حال - جس قدر امراض ہیں حضرت کی خدمت کی حاضری کی برکت سے کچھ نہ کچھ سب کے علاج معلوم ہیں مگر وہی مثل ہے کہ -

جانتا ہوں علاج عیب وخطا   پر طبیعت ادھر نہیں آتی

اس قدر کم ہمت ہوں کہ کوئی کام سخت ہو نہیں سکتا - اگرچہ خود بھی کوشش میں ہوں اور طبیعت پر جبر کرکے بہت سے کام کرتا ہوں مگر اس کے لئے حضرت حق کی مدد اور توفیق کی ضرورت ہے اور اس کا وسیلہ حضرت والا کی دعا ہے اس لئے یہاں بھی دعا کے لئے عرض ہے - غرضکہ اس ناکارہ خدام کو بھی اگر یاد کرلیا کریں تو اس سے امید نجات ہے جیسا کہ آج ہی فرما رہے تھے کہ بزرگوں کے قلب کی طرف حق تعالیٰ کی نظر ہوتی ہے - تو جو انکے دلمیں آتا ہے اس پر بھی نظر ہوتی ہے - لہٰذا خدا کے لئے غریبوں کا خیال کبھی کبھی ضرور دلمیں کرلیا کریں تاکہ یہ بھی خدا کے یہاں بخشے جاویں -

تحقیق - یہ مطلوب تو بے طلب تم کو حاصل ہے -

النور ص ۲۲۳

حال - آجکل عبادات خصوصاً نماز سے بعض وقت بے رغبتی ہو جاتی ہے - اور سخت آسکت گھیرتی ہے جس سے دل کو تکلیف اور ندامت ہوتی ہے اور ایک آدھ بار قضا بھی ہوگئی جس سے سخت الجھن ہوئی - اور پھر نماز کے واسطے دربار الٰہی میں کھڑے ہوئے شرم دامنگیر ہوتی رہی کہ کیسے حاضر ہوں - مگر نماز ادا کرکے معافی چاہی اور بعض وقت صلوٰۃ توبہ پڑھی - اس آیت کے دفیعہ کی کیا صورت ہے تلاوت سے جی نہیں گھبراتا - نہ ہمت ہارتی ہے

تحقیق - یہی صورت ہے کہ اولاً تکلیف سے اس کام کو کیا جاوے بعد چندے سہولت ہو جاتی ہے - نیز اس کی اعانت کیلئے اپنے نفس پر کوئی جرمانہ نقد جو نہ بہت سہل ہو نہ بہت گراں مقرر کیا جاوے - یا کچھ نوافل ایسی تعداد میں کہ نہ بہت سہل ہو نہ بہت گراں اپنے ذمہ لازم کی جاویں - انشاء اللہ تعالیٰ اس کے التزام سے یہ شکایت دفع ہو جاویگی -

النور صـ ۲۲۴

حال۔ ایک خادم نے نفس کے قابو میں نہ آنیکی شکایت لکھی اور لکھا کہ اسکی شرارتوں کی سزا جو تجویز کرتا ہوں تو اس کے بھی جاری کرنے پر پوری قدرت نہیں ہوتی۔ یہ صاحب مدت سے ایسی کم ہمتی کی باتیں لکھا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا عملی علاج بھی ہوچکا ہے۔ مگر اپنے آپ کو ہمیشہ عاجز ہی سمجھتے ہیں۔ حضرت کے اس استغناء کے جواب سے آنکھیں کھل جائیں گی اور انشاء اللہ ہمت کرینگے۔

تحقیق۔ قدرت سب کچھ ہے لیکن اگر کوئی اس قدرت کا استعمال ہی نہ کرے تو اس کا کیا علاج۔ میں اس سے زیادہ فضول باتیں سننا نہیں چاہتا۔ اگر ہماری تعلیم صحیح نہ ہو اور کہیں جائیے۔

النور ص ۱۸ ام

حال۔ احقر نے پہلے نیاز نامہ میں عرض کیا تھا کہ عریضہ میں دیر ہوجائے تو یہ خیال ہوتا ہے کہ حضور نے احقر کو اپنے دربار سے رد کردیا حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ دلیل سے ناشی ہے یا بلا دلیل حضور والا اس خیال کا منشا یہ ہے کہ حضور کے بعض مواعظ میں یہ قصہ پڑھا۔ کہ ایک آقا اپنے غلام کے ساتھ مسجد کی طرف سے گذرا تو اذان سنکر غلام نماز کو چلا گیا۔ اور دیر لگائی تو مالک نے آواز دی کہ تم کو کسنے روک رکھا ہے غلام نے کہا جس نے آپ کو اندر آنے سے روک رکھا ہے اس میں یہ سمجھ میں آیا ہے کہ اہل حق کا طرز بھی یہی ہے جس کو اپنے دربار کا اہل دیکھا بلا لیا جس کو نالائق دیکھا اس کو رد کردیا نیز مثنوی شریف یا کسی دوسری کتاب میں یاد آتا ہے کہ زمین معلق بین السماء ہے اور نہیں گرتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرف گرنا چاہتی ہے آسمان اس کو دھکیل دیتا ہے اسی طرح جو اہل دنیا مشائخ سے دور ہیں مشائخ نے ان کو دھکیل دیا ہے۔

تحقیق۔ حفظت شیئا وغابت عنک اشیاء اول تو اسکی کلیت کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے خلاف پر دلیل قائم ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایمان ابوطالب کے کس درجہ متمنی تھے کہ حق تعالیٰ نے اس آرزو کو احببت سے تعبیر فرمایا ہے تو کیا ان کے عدم ایمان کا سبب بھی یہی رد نبوی تھا بات یہ ہے کہ گاہے ایسا بھی ہوتا ہے پھر آپ نے اس میں انحصار کیسے سمجھ لیا اور یہ خیال کیسے کرلیا اور اگر یہ کہیئے کہ خیال بمعنے احتمال ہے جب گاہے ایسا بھی ہوتا ہے تو مجھکو بھی ایسا احتمال ہوگیا تو اس کی نسبت یہ عرض ہے

کہ اس صورت میں آپ نے یہ غور نہ کیا کہ اس رد کا سبب اس مردود کا کوئی فعل اختیاری ہوتا ہے یا بلا سبب وہ رد ہوتا ہے شق ثانی پر ادع الی سبیل ربک اور عظہم وقل لہم فی انفسہم قولا بلیغا کے کیا معنے اور اگر فعل اختیاری سے مسبب ہوتا ہے تو اس رد کا علاج آیا یہ ہوگا۔ کہ رد کرنے والے پر اس احتمال کو اس قصد سے ظاہر کر دیا جاوے کہ وہ اپنے روسے دست کش ہو یا یہ علاج ہوگا کہ اپنے فعل اختیاری کا تدارک اور اصلاح کرے شق اول پر جبتک سبب رد کا موجود ہے وہ رد کرنے والا روسے کیسے دست کش ہوگا اور شق ثانی پر اس کو اس اطلاع سے کیا فائدہ۔ اگر یہ فائدہ کہا جاوے کہ وہ اس فعل پر مطلع کر دے تو کونسی عبارت اس غرض پر دال ہے ثانیاً بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ۱۲ اب آپ کو معلوم ہوا کہ کتنی اشیاء رغائب ہیں۔ افسوس اپنی کوتاہی کو دوسرے کے سر دہرا جاوے۔

النور ص ۲۹۸

سوال۔ اس وقت احقر کی جو کچھ حالت ہے احقر کو کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جب تک احقر جاگتا رہتا ہے تب تک تو شریعت پر عمل کرنے کا خوب دل میں جوش وخروش رہتا ہے اور جس وقت میں سو جاتا ہوں اس وقت نہ تو شریعت پر عمل کرنے کی کچھ خواہش معلوم ہوتی ہے اور نہ خوف خدا ہی۔ حتی کہ میں بعض وقت چارپائی پر لیٹا ہوا ہوتا ہوں اور اذان سنائی دیتی ہے لیکن بوجہ غلبۂ نوم چارپائی پر سے اٹھنے کی ہمت نہیں پڑتی اور نہ اس وقت کچھ خوف خدا ہی معلوم ہوتا ہے حتی کہ بعض وقت نماز بھی قضا ہو جاتی ہے اور پھر جس وقت اٹھکر وضو وغیرہ سے فارغ ہوتا ہوں تو پھر وہی جوش وخروش اور شریعت پر عمل کرنکی خواہش اب حضور والا کی خدمت مبارک میں عرض ہے کہ جناب والا اس کا کچھ علاج فرمائیں کہ جس سے یہ حالت جاتی رہے۔

جواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ جوش وخروش اور خوف ایک طبعی ہے اور وہ مامور بہ نہیں۔ اور ایک عقلی ہے وہ مامور بہ ہے سو جو تغیر لکھا ہے وہ امر اول میں ہے جس کے مختلف اسباب ہوتے ہیں چنانچہ صورت واقعہ میں سبب اس کا طبعی ہے یعنی ثقل حواس غلبۂ نوم سے۔ سو یہ نہ مذموم ہے نہ مضر اور امر ثانی بلا تغیر باقی ہے البتہ اس ثقل سے جو افعال واجبہ میں اختلال ہوتا ہے وہ واجب العلاج

ہے اور علاج اس کا ہمت ہے ۔ النور صـ ۱۲۷

خوش فہمی

حال ۔ الحمد للہ کہ جو مقصود مطلوب کا خواہاں تھا بفضل اللہ حاصل ہونے والا ہے اس لئے چاہتا تھا کہ کوئی ایسا مصلح ملے کہ مجھے ڈانٹ ڈپٹ کر سیدھا کرے والحمد للہ کہ اس کلیہ سے میرے ہزار ہا مشکلات جزئیہ حل ہوئے وہ یہ کہ دعِ مالا یعنیک اور آزادی کا خلل نہ کرنا چاہیے اور دل پر بار نہ دینا چاہیے ۔ اور خلوت اچھی ہے انھوں سے ہزاروں جزئیات حل ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی یہی امید

تحقیق ۔ آپ کی خوش فہمی سے بہت مسرت ہوئی یہنیئک العلم ۔ النور صـ ۱

حال ۔ بفضلہ فدویہ باوجود مرض اختلاج وکسل اپنے تمام معمولات بشوق پورے کر لیتی ہے بلکہ اکثر ذکر کی پچاس تسبیح ہو جاتی ہے ۔ البتہ خیال بحد ستاتے ہیں لیکن فدویہ زیادہ توجہ نہیں کرتی ۔ ادھر چند روز سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ خیالات سطحی ہوتے ہیں اور دل کے اندر کوئی اور ہی شے جاگزیں ہے واللہ اعلم ۔ ایک نفع یہ سمجھ میں آیا کہ پہلے تنہائی سے بہت گھبرایا کرتی تھی ۔ اور اکثر شب کو خوف سے نیند نہ آتی تھی ۔ اب بجائے اس کے کسی کا آنا اپنا کہیں جانا گراں گزرتا ہے ۔ ایک نفع یہ معلوم ہوا کہ واقعات کا اثر دل پر کم ہوتا ہے ۔ نہ کسی کی موت سے اتنا صدمہ ہوتا ہے نہ کسی کی بیماری سے ویسی پریشانی ہوتی ہے ۔ ایک نفع یہ سمجھ میں آیا کہ دنیا کے کاموں میں دلچسپی بہت کم ہو گئی ۔ خیال ہوتا ہے مقصود اصلی یہ نہیں ہے ضرورتاً یہ بھی سہی ۔ چند روز سے یہ حالت ہے کہ جب ذکر کرتی ہوں تو ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا ۔ لیکن دماغ پچاس تسبیح کے بعد عاجز ہو جاتا ہے ۔ یہی وہ شکایت ہے جو علحدہ سلمہا کے ذریعہ عرض کی تھی ۔ کیونکہ اس کا باعث سوء ہضم واختلاج ہے ۔ لہٰذا دعا کی خواستگاری کی تھی مرض رفع ہو جائیگا تو قوت انشاء اللہ تعالیٰ خود آجاویگی ۔

تحقیق ۔ دعا کرتا ہوں اور اوپر کے حالات معلوم کر کے جو مسرت مجھکو ہوئی وہ شاید اس سے زیادہ ہو جو تم کو ہوئی ہوگی ۔ کیونکہ ظاہراً ان امور کی حقیقت میں کچھ زیادہ سمجھتا ہوں ۔ حق تعالیٰ برکت واستقامت بخشیں ۔

النور صـ ۳۹۲

حال بندہ ایک حال اپنا عرض کر کے اصلاح چاہتا ہے وہ یہ کہ قبل رمضان جب بندہ بجنور میں بیمار ہوا تو مرض قولنج تھا چار دن کامل تڑپ تڑپ کر گذرے اسی اثنا میں ایک دفعہ نوبت ناامیدی کی پہونچی۔ حکیم صاحب معالج نے بھی امید چھوڑ دی اس وقت جو حالت پیش آئی اسی کے متعلق عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ مرنے کو طبیعت نہیں چاہتی تھی یہ حالت پا کر دل میں اضطراب ہوا کہ یہ حالت تو اچھی نہیں ہے اگر اس حالت میں دم نکل گیا تو خاتمہ خراب ہوا۔ اس میں غور کیا کہ یہ کراہیت موت کیوں ہے تو بعض امور تو ایسے معلوم ہوئے کہ وہ وسوسے کے درجہ میں تھے مثلاً یہ کہ ابھی زندگی رہے تو لذائذ دنیا سے متمتع ہوں اور زندگی نہ رہی تو سب چھوٹ جاوینگے۔ یا یہ کہ میں یہاں ہوں اور بال بچے پردیس میں مرتے وقت بال بچوں کو بھی نہ دیکھا۔ یہ بالکل وسوسہ کے درجہ میں تھے ان کی طرف سے میں نے نفیاً و اثباتاً مطلقاً توجہ ہٹالی اور بفضلہ تعالیٰ یہ خیالات رفع بھی ہو گئے۔ ہاں دو باتیں ایسی تھیں جو درحقیقت تمنائے زندگی کی باعث تھیں۔ ایک یہ کہ بال بچے ایسی حالت میں ہیں کہ میرے بعد ان کا کوئی خبر گیراں نہیں دو لڑکیاں چھوٹی ہیں کاش اتنی مہلت ملجاوے کہ لڑکا کسی قابل ہو جاوے تو بچوں کے لئے فی الجملہ باعث اطمینان ہو۔ اہلیہ کیحالت یہ ہے کہ کسی کی ساتھ اس کا نباہ ممکن نہیں میرے بعد وہ کہاں جاویگی مکان تک رہنے کو نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ میرے ذمہ کچھ مالی حقوق ہیں بعض لوگوں کی امانتیں ہیں اور بعض کے قرض ہیں ان کا کیا ہوگا۔ یہ سب درج کتاب تو ہیں مگر میرے بعد ادا کیسے ہونگے۔ اگر کچھ مہلت ہو تو امید ادا کی ہو سکتی ہے ان دونوں کے جواب بھی ذہن میں آتے تھے۔ اول کا یہ کہ کار دنیا کسے تمام نکرد۔ اس بات کا کیا یقین ہے کہ اگر زندگی کچھ دنوں کی اور بھی ہو گئی تو لڑکا کسی قابل ہو جاویگا یا وہ قابل ہو کر ماں بہنوں کی ساتھ ہمدردی کریگا یا اور بچے نہ ہو جاویں گے۔ یا زندگی ہونے سے روپیہ اتنا فراہم ہو ہی جاویگا۔ جس سے بیوی بچے میرے بعد فراغت سے بسر کر سکیں۔ غرض جب بھی مرنا ہوگا اسکی کیا دلیل ہے کہ ہر طرح سے اطمینان ہو جاویگا۔ لہٰذا جو بات اب ہے وہی جب ہوگی۔ تو کیوں حکم خداوندی میں دخل دیا۔ اور دوسری بات یعنی فکر حقوق کا جواب

بھی قریب قریب اسی کے تھا وہ یہ کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ حقوق ادا ہو ہی جاوینگے کیونکہ جو ضرورتیں قرض لینے کی اب تک پیش آئیں وہ کہاں چلی جاوینگی لہٰذا اب مرنا اور آیندہ مرنا برابر ہے تھوڑی دیر تک یہ جواب و سوال دل میں رہے اس کے بعد ایک امر مشترک دونوں کے جواب کے لئے یہ دل میں آیا کہ خدا تعالےٰ کو ہر بات کا علم ہے اور خدا تعالےٰ رحیم و کریم بھی ہیں تمام ضرورتوں کے علم کے ساتھ اگر موت ہی کو میرے لئے پسند فرمایا ہے تو کیا جائے اشکال ہے اس سے بھی قطع نظر حق تعالیٰ مختار مطلق ہیں بنظر مہر یا بنظر قہر جس طرح بھی یہ حکم نافذ فرمادیں عین صواب ہے (بندہ کے ذہن میں حضور کی جوتیوں کے طفیل سے یہ بات اچھی طرح مرکوز ہے کہ حق تعالیٰ کا ہر کام حسن ہے بلکہ حسن وہ ہے جو حق تعالیٰ کا کام ہو خواہ کسی کے لئے مضر ہو یا مفید) پھر اس کے خلاف کی تمنا کرنا سخت بے ادبی ہے اور موت آنے والی ہے تو آوے ہی گی میں بے ادب بنکر کیوں مروں، اس واسطے میں بالکل خاموش ہوگیا اور یہ خیال رہا کہ جو ہونا ہوگا ہو رہیگا ۔ میں دخل در معقول دے کر اپنے سر بلا کیوں لوں تکلیف درد کی اسوقت بہت زیادہ تھی حتی کہ اب جس وقت وہ تکلیف یاد آجاتی ہے تو مجھے تعجب ہوتا ہے کہ میں نے اس حالت میں نماز کیسے پڑھی تھی الحمد للہ کوئی نماز قضا نہیں ہوئی ہمشیرہ اور والدہ اس وقت پاس بیٹھی رو رہی تھیں اور میں اس اُدھیڑ بن میں تھا آخر یہ کہکر کہ ؎

نہ رونے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹکے مرجاؤں یہ مرضی میرے صیاد کی ہے

خاموش ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد دوسرا خیال پیدا ہوا کہ یہ سب کچھ ہے کہ قضا و قدر میں دم مارنا نہ چاہئیے ۔ لیکن حق تعالیٰ نے دعا مانگنے کی اجازت تو دی ہے بلکہ امر فرمایا ہے اور قبول کرنیکا وعدہ بھی فرمایا ہے لہٰذا دعا مانگنا چاہئیے ۔ چاہا کہ دعا مانگوں لیکن پھر یہ خیال آیا کہ کیا دعا مانگنا چاہئیے ۔ اطالت عمر کی دعا مانگنا تو کراہت موت میں دخل ہے جو مذموم ہے چاہئیے تو یہ تھا کہ شوق لقاء اللہ اور تمنائے موت ہوتی نہ کہ کراہت ۔ بہت دیر تک کچھ سمجھ میں نہ آیا بالآخر یہ دعا مانگی کہ یا اللہ مجھے اس وقت کوئی دعا نہیں آتی ۔ اپنی طرف سے دیدیجئے جو کچھ مرضی ہو ۔ پھر یہ خیال آیا کہ ایسا بھی تو ممکن ہے کہ زندگی بھی ہوجاوے اور کوئی بات خلاف رضائے حق تعالیٰ نہ ہو کیونکہ حق تعالیٰ کی قدرت سے یہ بھی خارج نہیں

آخر یوں دعا مانگی یا اللہ مجھے اس مرض سے نجات دیجئے۔ اور اداءِ حقوق اور اُن تمام موانع تمنائے موت کے رفع ہونے کا موقعہ دیجئے۔ مگر اس میں بھی شرط یہی ہے کہ کوئی بات خلاف آپ کی مرضی کے نہ ہو۔ ورنہ میں موت ہی کو پسند کرتا ہوں (یہ لفظ زبان سے نکلتے نہ تھے۔ اور دل اندر سے اس کو قبول نہ کرتا تھا۔ مگر جبراً نکالے) اس کے بعد حدیث کی دعا یاد آئی احینی ما علمت الحیوۃ خیرالی وتوفنی اذا علمت الوفاۃ خیرالی اس کے یاد آنے سے بہت سکون اور اطمینان ہوا اور اسی پر دعا کو ختم کیا۔ اس کے بعد درد میں تسکین شروع ہوئی اور امید زیست پیدا ہوئی۔ درد تو جاتا رہا مگر جاڑا بخار بشدت شروع ہوا۔ صبح و شام دو وقت غایت درجہ اشتداد ہوتا تھا اور ایک بخار اترنے نہیں پاتا تھا کہ دوسرا چڑھ آتا تھا۔ پندرہ سولہ دن تک یہی حالت رہی۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ ان مجموعی حالات و واقعات میں حق تعالیٰ کی یہ نعمتیں جمع تھیں عقل غالب علی الطبع اور عشق اور دین فہنیئا لکم

النور ۶۹م

حالات ابتدائیہ

حال۔ فی الحال نماز میں آگے سے خشوع زیادہ معلوم ہوتا ہے اور گاہ گاہ دل بہت چاہتا ہے کہ تنہائی میں بیٹھکر اللہ پاک کا دھیان رکھوں۔ اور اس میں لذت بھی آتی ہے لیکن جب بیٹھتا ہوں اس وقت حسرت کی آہ نکلنا چاہتی ہے اور دل میں یہ خیال بار بار عود کرآتا ہے خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام پاک ایک دفعہ بھی نہیں لے سکا۔ اس سے بہت افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق۔ یہ سب حالات ابتدائیہ ہیں اور مبارک ہیں کام کئے جائیں۔ سب حال اپنے ٹھکانہ پر آجاویگا۔

النور صـ۲

ترقی عقلی مطلوب ہے گو بواسطہ ہو نہ طبعی

حال۔ ایک بات قابل عرض ہے وہ یہ کہ سلسلہ انتقاد النفس میں جتنے رسالے اور تحریرات اس وقت تک لکھے ہیں ان سے کچھ قرب میں زیادتی نہیں معلوم ہوتی بلکہ اور تنزل کا شبہ ہوتا ہے۔

تحقیق۔ واقعی ایسا ہی معلوم ہوتا ہوگا۔ مگر معلوم ہونا طبعی ہے عقلی نہیں والمعتبر ہو الثانی لا الاول عقلاً یعنی بمقتضائے دلائل شرعیہ یہ سبب ترقی ہے لکونہ نفعًا دینیًا ضروریًا متعدیًا

حال - اس میں جس قدر مشغول ہوتا ہوں نسبت کو ضعف ہوتا جاتا ہے -

تحقیق - اس ضعف کی حقیقت التفات الی المقصود کا بواسطہ ہونا ہے اس کے مقابلہ میں جو قوت ہے وہ التفات بلا واسطہ ہے جیسے محبوب کا مشاہدہ بواسطہ آئینہ کے کہ بار بار دل بیقرار ہوتا ہے کہ آئینہ کی طرف پشت کر کے مڑ کر بلا واسطہ آئینہ کے محبوب کو دیکھ لوں - لیکن اگر محبوب کی رضا، اور امر کسی وقت وہی مشاہدہ بواسطہ ہو تو عاشق کو قرب اسی مشاہدہ بواسطہ میں ہوگا اگرچہ لذت انکشاف کی مشاہدہ بلا واسطہ میں زیادہ ہے پس جس نے نسبت و تعلق خاص اس مشاہدہ بلا واسطہ کو سمجھا اس کو شبہ ہوگا بمشاہدہ بواسطہ میں ضعف تعلق کا والا فالامر بالعکس میں ہمیشہ سے وجدانی یہی سمجھتا ہوں کہ حدیث میں جو ہے انہ لیغان علی قلبی وہ غین یہی توجہ الی الخلق للارشا ہے کہ وہ غین توجہ الی الحق بواسطہ مرآۃ الخلق ہے کہ عاشق بے صبری طبعی سے اس کو حجاب کہتا ہے -

حال - اس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ مبادا کہیں نفس کا شائبہ نہ ہو گیا ہو کیونکہ ردوکد اور تردید اور تو تو میں میں اکثر نفس کے شائبہ سے کم خالی ہوتی ہے -

تحقیق - یہ صحیح ہے لیکن اس کا تدارک استغفار سے کر لیا جاوے اور ایک نکتہ قابل تنبیہ ہے جب تک صاحب عمل کو اس شوب کا اندیشہ رہتا ہے حفاظت خداوندی اسکی رفیق رہتی ہے البتہ مبتدی کو بوجہ غلبہ شوائب کے ایسی مشغولی سخت مضر ہے - مالم یتعین لہ

حال اب جو ارشاد ہو ویسا کیا جاوے -

تحقیق - اعمل واستغفر

النور صفحہ

مرض جسمانی سے مرض نفسانی کا علاج ہوجانا

حال - جب سے تھانہ بھون سے واپس ہوا ہوں مسلسل کھانسی میں مبتلا تھا کمزوری دماغ جسم اس قدر ہوگئی کہ ریاضت کی کوئی صنف بہ نشاط ادا نہیں ہوتی - صفائی و پابندی عبادات کا رہا سہا غرور بھی خاک میں ملگیا اب کھانسی میں افاقہ ہے ضعف بھی کم ہے جب سے قدرے کام شروع کیا ہے بالجہر تلاوت نہیں کر سکتا - اس لئے آہستہ تلاوت کرتا ہوں دعا فرمائیے ایک طرف استقامت ہو دوسری طرف غوائل نفس سے نجات -

تحقیق۔ جو مرض نفسانی کسی مرض نفسانی کا علاج ہو جاوے جیسا آپ نے حکایت لکھی ہے اس مرض پر ہزار صحت قربان مگر چونکہ بعد صحت کے دوا و علاج متروک ہو جاتا ہے اس لئے دعا کرنا چاہئے کہ حق تعالے اس مرض جسمانی سے بھی نجات دے بہر حال اسکا حدوث بھی رحمت مرغوبہ اور زوال بھی رحمت مطلوبہ۔ النور ص۱۴

آثار کا غیر مطلوب ہونا

حال۔ چند روز سے بار بار قلب میں یہ تقاضا زور کرتا ہے کہ میں چونکہ ضعیف بھی ہوں کہ تعلیم کے ساتھ ذکر و شغل میں زیادہ محنت نہیں کر سکتا اور قلب میں قساوت اس درجہ کی ہے کہ جتنے روز ذکر کرتا ہوں ہر روز پہلے سے ذوق شوق یکسوئی دلچسپی گھٹتی جاتی ہے ذکر کا کچھ اثر قلب پر نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ مگر ایسے آثار مطلوب ہی کب ہیں۔

حال۔ اس وجہ سے میں مدرسہ سے دو مہینہ کی رخصت لوں اور وعظ کا کام جو میرے متعلق ہے روزانہ دو گھنٹہ تقریباً اُسے کر لیا کروں دس روپیہ ماہوار بھی اگر اس میں ہو جایا کریں گے تو وہ کافی ہوں گے دو مہینہ ذرا کفایت سے رہنا طبیعت پر کچھ گراں نہ ہو گا اتنی عمر غفلت میں آجکل کرتے ہوئے گذر گئی تمام سال رمضان کا منتظر رہتا ہوں کہ تعطیل ہو گی تو کچھ اس کام میں محنت کروں گا مگر رمضان میں نمعلوم کیا ہو جاتا ہے بالکل معطل ہو جاتا ہوں سردیوں کے زمانہ میں صحت اچھی ہوتی ہے اسلئے سردیوں میں تو کچھ محنت ہو بھی سکتی ہے گرمیوں میں تو کچھ بھی ہمت نہیں ہوتی شاید اس طرح میرا کام ہو جائے ؎

بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بمیخانہ ؛؛ کہ شنگولان سرمستت بیاموزند کار خوش

حضرت اگر میرے لئے یہ تدبیر مفید ہو تو میں مہتمم صاحب سے رخصت کی درخواست کروں

تحقیق۔ گو ضرورت تو نہیں لما مرّ من عدم مطلوبیۃ تلک الآثار مگر مضر بھی نہیں اگر بہت ہی شوق ہو فلا باس بہ لیکن کوئی معلم اسباق کیلئے تجویز ہو جانا ضروری ہے۔ النور ص۲۲

یکسوئی کا پسندیدہ ہونا

حال۔ اور اکثر طبیعت کو یکسوئی پسند ہے۔

تحقیق۔ فال نیک ہے۔

از النور صفحہ (۲۴)

مواعظ کا اثر باقی رہنا کافی ہے

حال۔ احقر قرآن مجید ایک قسم بقدر ضرورت مکان میں تصحیح کیا ہوں۔

تحقیق۔ ہم کو کیسے اطمینان ہو قاری صاحب کو سنا کر ان سے پوچھو۔

حال۔ اگر حضور والا کا ارشاد ہو اور بھی تصحیح کرونگا لیکن صبح کو فرصت بہت کم ہے اور قرآن مجید گذشتہ منگل سے ایک پارہ تلاوت کرتا ہوں اور اسم ذات سولہ ہزار اور دعوات عبدیت جلد اول مطالعہ کرتا ہوں وعظ ششم تک دیکھ چکا ہوں لیکن حافظہ کم ہونیکی وجہ سے یاد کم رہتا ہے دعار ارشاد فرمادیں۔

تحقیق۔ مضر نہیں کیونکہ اثر باقی رہ جاتا ہے۔ النور ص ۳۶

آثار انس

حال۔ اور کسی سے کلام کرنے کو بھی طبیعت نہیں چاہتی۔

تحقیق۔ علامت ہے توحش عن الخلق و انس باللہ کی بشرطیکہ مزاج میں سوداویت کا اثر موجود نہ ہو جس کی تشخیص طبیب سے ہو سکتی ہے ورنہ مرکب ہے اس سے اور اثر انس سے۔

حال۔ یا مرشدی دعا ضرور فرمائیے کہ حق تعالے اس ناکارہ غلام کی اصلاح فرمائیں۔

تحقیق۔ دل وجان سے دعا ہے۔ النور ص ۳۶

منتہی میں کیفیات روحانیہ کا غالب ہونا اور انکے نفع میں قوت و بقار کا مشروط ہونا

سوال۔ کانپور میں جب آپ تشریف فرما تھے اسوقت آپکی خدمت میں حاضر ہونے سے اور پاس بیٹھنے سے اثر عشقی بہت محسوس ہوتا تھا پھر میں جب تھانہ بھون حاضر خدمت والا ہوا تو کوئی اثر فوری مجھکو معلوم نہ ہوتا تھا اس وجہ سے مجھکو تردد ہوا اور خیال ہوا کہ خود مجھہ میں قابلیت ادراک جاتی رہی ہے اس لئے بغرض رفع تردد میں نے جناب والا سے سوال کیا کہ کیا حضرت کاملین کے حال کا اثر پاس بیٹھنے والوں پر نہیں پڑتا ہے یہ امر مخصوص مغلوب الحال کے ساتھ ہے اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ ہاں کاملین کا حال لازمی ہوتا ہے متعدی نہیں ہوتا البتہ جب وہ قصد کرتے ہیں اس وقت اثر ہوتا ہے اس سے شبہ جاتا رہا۔

جواب - اس وقت کا کہا ہوا تو یاد نہیں باقی اس وقت جو تحقیق ذہن میں ہے وہ لکھتا ہوں منتہی میں کیفیات نفسانیہ کا غلبہ نہیں رہتا کیفیات روحانیہ غالب ہوتی ہیں اور وہ بہت لطیف ہوتی ہیں اسکا نفع تو قوی اور باقی ہوتا ہے بشرط توجہ مفید و مستفید مگر ادراک فوری اس کا محسوس کم ہوتا ہے جیسا دوا معتدل المزاج کہ اثر تیز نہیں ہوتا مگر ابقی ہوتا ہے بشرط توافق مزاج ۔

النور ص ۳۷

اولیاء اللہ کے مزارات پر آثار محسوس ہونیکا سبب

سوال - اب ایک شبہ نیا پھر پیدا ہوا ہے وہ یہ کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر میں جاتا ہوں اور متوجہ ہوں تو مجھ کو بہت اثر محسوس ہوتا ہے اور ہر صاحب قبر کی نسبت جس لون کی ہو اسی لون سے قلب ملون ہو جاتا ہے کہیں سکون و اطمینان کہیں جذب و شورش اس کی کیا وجہ ہے کیا موتے کا حال مغائر احیار کے ہے یا وہ خود قصداً زائر کو مکیف کر دیتے ہیں ۔

تحقیق - بعض اموات جو اہل تصرف ہیں وہاں یہ بھی ممکن ہے مگر زیادہ سبب اس کا قصد طالب کا ہے اور قاعدہ طبعیہ ہے کہ نئی چیز کا قصد قوت و یکسوئی کے ساتھ ہوتا ہے اور اثر تابع قصد کے ہے اور اسی معمول پر اگر ایک زمانہ گذر جائے پھر یہ قوت نہ رہیگی اور یہی اختلاف احساس کبھی احیار میں بھی ہوتا ہے ۔

النور ص ۳۷

نوم کے بعد روشنی نظر آنا

حال - ایک عرصہ دراز سے (جسکی مدت سے پوری واقفیت نہیں) احقر جب خواب استراحت سے بیدار ہوتا تھا تو ایک تجلی نظر آیا کرتی تھی کبھی تو یہ تجلی سفید روشنی کی صورت میں ظاہر ہوتی تھی اور کبھی سرخ روشنی کی صورت میں ظاہر ہوتی تھی مگر یہ تجلی برابر بلا ناغہ جب خواب سے بیدار ہوتا تھا تو بیداری میں مع حواس کے اپنے قریب پاتا تھا - مگر اتفاقیہ بحالت علالت اور سخت مجبوری و بدحواسی کی حالت میں جبکہ ایک روز خواب سے بیدار ہوا تو کچھ بدحواسی کی وجہ سے خیال نہیں ہوا اور اسپر تھوکدیا اور اس امر کا خیال نہیں ہوا کہ اس تھوک کو کسی کپڑے وغیرہ میں لے لیں یا کنارہ تھوکدیں اسی روز سے یک بیک یہ تجلی بند ہے اور وہ صورت تجلی کی جو روزانہ بلا ناغہ ہوا کرتی تھی اب نصیب نہیں ہوتی بہتیرا توبہ و استغفار کیا مگر اب وہ بات کہاں نصیب ہو ہاں گاہے بگاہے خفیف

روشنی ملتی ہے مگر اس پہلی حالت کے مفقود ہو جانے سے بہت صدمہ ہے اگر حضور والا کوئی تدبیر ضروری مناسب خیال فرماویں تو تحریر فرماکر مشکور فرماویں اسی کیفیت کے وقوع کے متعلق جیسا کہ میں نے پہلے لکھا ہے کوئی تعداد معین معلوم نہیں مگر تاہم حافظہ اگر خطا نکرتا ہو تو پچیس یا تیس برس سے کم نہیں ہوا ہوگا۔

تحقیق - کیا وہ کوئی مقصود چیز تھی کیا اس سے قرب حق حاصل ہوتا تھا۔ النور صـ ٦٢٨

تلاوت قرآن مجید میں یکسوئی نہ ہونیکا علاج

حال - احوال یہ ہے کہ اب کمترین پابندی کے ساتھ ہر روز مواعظ بھی پڑھنے لگا جس وقت تک پڑھتا رہتا ہوں اسوقت تک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور فرما رہے ہیں میں اور دوسرے حضرات سن رہے ہیں اس قدر یکسوئی تلاوت کلام مجید کے وقت نہیں ہوتی غالباً مطالب نہ سمجھنے کی وجہ سے ہیں اور کوئی وجہ ہو جو میری سمجھ میں نہیں آتی۔

تحقیق - وجہ سمجھنے کی ضرورت نہیں لیکن یہ تفاوت جو کہ بلا قصد ہے مضر نہیں۔ النور صـ ٢

نیند غالب ہونیکا علاج

حال - حال یہ ہے کہ بفضل ایزدی و دعاے آنجناب تمام معمولات پورے ہوتے ہیں گاہ گاہ پچھلی رات کو آنکھ کھلتی ہے اس وقت اگر نفل ادا کرتا ہوں تو اچھا رہتا ہے مگر جب ذرا وظیفہ یا تلاوت لیکر بیٹھا تو جھٹ نیند غالب ہو جاتی ہے بعض اوقات تو ایک طرف گر بھی جاتا ہوں اس کی وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آئی کہ بوقت ادائگی نفل ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اور بوقت وظیفہ کیوں دگرگوں ہو جاتا ہے۔

تحقیق - نفل میں حرکات مختلفہ سے نفس کو آرام کم ملتا ہے اور ذکر و تلاوت میں ان حرکات کے نہونے سے زیادہ آرام ملتا ہے یہ وجہ تفاوت ہے ان اعمال کے آثار میں لیکن وجہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں احکام کی تحقیق ضروری ہے سو وہ بتلاتا ہوں کہ ایسی حالت میں ذکر و تلاوت کا وقت دوسرا مقرر کر لیا جاوے۔ اس وقت نوافل ادا کئے جاویں۔ النور صـ ٣

حال - نیند زیادہ ہے۔

تحقیق - علامت صحت کی ہے البتہ اگر بہت زیادہ ہے تو طبیب سے علاج پوچھو۔ النور صـ ١٤٦

سینہ میں حرکت کا غیر قابل التفات ہونا

حال۔ اور حرکت قلب سے سینہ بھی متحرک معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق۔ قابل التفات نہیں۔

النور ص ۳۹

نکاح کا سلوک میں مخل ہونا یا غیر مخل ہونا

حال۔ ایک بات یہ عرض کرنی ہے کہ میری نانی وہمشیرہ نے میرا خطبہ کر دیا تھا میں نے ان کو منع بھی کیا کہ ابھی اس کی ضرورت نہیں لیکن انہوں نے زیادہ اصرار کیا اور میرے انکار سے انہوں نے ناراضگی بھی ظاہر کی۔ آخر کار جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو پھر میں نے بھی منظور کر لیا۔ اب گذارش یہ ہے کہ لڑکی والے اور اپنے گھر کے آدمی میرا نکاح عنقریب کرنے والے ہیں۔ تاریخ معین تو معلوم نہیں اتنا معلوم ہے کہ رمضان سے قبل نکاح کر دیں گے۔ اب حضور والا سے یہ گذارش ہے کہ میرے لئے اس وقت نکاح کرنا مناسب ہے یا نہیں۔

جواب۔ اس کا اندازہ تو اپنے مقصود کی تعیین سے کر سکتے ہو اگر باقاعدہ سلوک طے کرنا ہے جس کے لئے تفرغ شرط عادی ہے تب تو نکاح مناسب نہیں اور اگر محض اشتغال بالماموربہ واعتزال عن المنہی عنہ مقصود ہے تو نکاح اسمیں مخل نہیں۔ پھر اس شق پر تفصیل یہ ہے کہ اگر ادائے حقوق نفقات وغیرہ کی استطاعت ہو تب تو جائز ہے ورنہ ممنوع۔

النور ص ۴۷

آثار کامیابی

حال۔ احقر کے معمولات اور حالت بدستور ہے۔ ذکر میں یکسوئی مسلسل تو نہیں رہتی۔

تحقیق۔ تربیۃ السالک میں جا بجا اسکا فیصلہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے تربیۃ اچھی طرح دیکھی نہیں ورنہ پھر شاذونادر کوئی خلجان شاید رہ جاتا۔

حال۔ لیکن تھوڑی دیر کو ہو جاتی ہے۔ البتہ حالت ذکر میں دل نہیں گھبراتا۔

تحقیق۔ یہ سب آثار کامیابی کے ہیں۔

النور ص ۴۸

ضرورت فہم سلیم

ایک طالب کا خط

حال۔ احقر ناچیز کی حالت یہ ہے کہ بفضلہ تعالیٰ و حضور کی دعا کی برکت سے حضور کے فرمودہ ذکر و شغل پورا کر لیا کرتا ہے گو یہ پورا کرنا محض عادۃً ہوتا ہے شوقاً نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ تربیۃ السالک دیکھنا نہ دیکھنا برابر کر دیا۔

حال۔ پہلے میں نے بھی کل حالت لکھی تھی تو حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ قبض ہے جو نفع میں بسط سے زیادہ ہے اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ قبض سے ابتک اس احقیر کو نجات نہیں ملی بلکہ میں اپنے کو بہ نسبت پہلے کے اور پریشان پاتا ہوں کیونکہ پہلے یہ حالت تھی جب کبھی فارغ کام سے رہتا تھا یا چلتے پھرتے خود ذکر زبان سے جاری رہتا تھا اور اکثر کام کرتا رہتا اور ذکر کو جاری پاتا تھا اب وہ حالت بدلکر کے یہ حالت ہو گئی کہ اب چاہتا ہوں کہ ذکر کو بتکلف فراغت کے وقت جاری رکھوں لیکن اپنے اندر اتنی قدرت نہیں پاتا۔

تحقیق۔ قدرت نہ پانا بالکل غلط۔

حال۔ لہذا اب حالت آیندہ اس سے اور خراب ہونے کی امید معلوم ہوتی ہے حضور دستگیری فرماویں۔

تحقیق۔ دستگیری کا طریقہ کیا ہوگا افسوس اس بدفہمی پر آپ کے کرنیکا کام میں کیسے کروں۔

حال۔ ورنہ یہ ناکارہ چند روز میں حضور کے فرمودہ ذکر وغیرہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

تحقیق۔ کیا دھمکاتے ہو۔

حال۔ اگر مناسب ہو تو کوئی تدبیر فرماویں۔

تحقیق۔ اس کج فہمی سے سخت تکلیف ہوئی۔

حال۔ اور حضور میرے دادا صاحب کیلئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اون کو صحت جسمانی و قوت اچھی عطا فرماویں۔

تحقیق۔ دعا کرتا ہوں۔

حال۔ کیونکہ اون کی صحت کے بعد فراغت سے حضور کی قدمبوسی کا ارادہ ہے۔

تحقیق۔ مجھہ کام نہیں۔

حال۔ مکرر عرض اینکہ احقر حسب الحکم حضور شرح دیوان حافظ علیہ الرحمۃ دیکھتا ہے اور

تربیۃ السالک بھی دیکھتا ہے اوس میں یہ تحریر دیکھی ہے۔

تحقیق۔ وہ مضمون پورا مع حوالہ صفحہ نقل کیا جاوے۔

حال۔ کہ جب قبض دفع نہو تو مرشد سے رجوع کرے اور دعا کرائے۔

تحقیق۔ حوالہ نہیں دیکھا اس عبارت کا کہیں پتہ بھی نہیں آپ کے نزدیک اس عبارت کا اور اون عبارتوں کا ایک ہی مطلب ہے جسکو اتنا بھی فہم نہو اوسکو عبارت بدلنے ہی کی کیا ضرورت ہے۔

اون ہی صاحب کا دوسرا خط

حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ مضمون پورا مع حوالہ صفحہ نقل کیا جاوے لہذا حسب الحکم مندرجہ ذیل ہے۔ التکشف جلد چہارم عرفان حافظ صفحہ ۲ در تحت شرح شعر ؎

ببوئے نافۂ کاخر صبازاں طرہ بگشاید ؛؛ زتاب مشکینش چہ خوں افتاد در دلہا

میں تحریر فرمایا ہے کہ۔ اور نسبت الی الصبا میں اشارہ ہے کہ قبض میں مرشد کیطرف رجوع کرے کیونکہ قبض کے علل و آثار و مصالح و طریق بسط یا اوس قبض کا عین بسط یعنی حکمت میں مثل بسط ہونا یہ سب مراتب مرشد سے حل ہوتے ہیں نیز اس سے لازم گیا کہ سالک قبض میں اپنی رائے پر ہرگز عمل نکرے ورنہ بہت سے اسمیں صورۃً یا معنیً ہلاک ہو چکے ہیں۔

التکشف جلد چہارم عرفان حافظ صفحہ ۲ در تحت شرح شعر ؎

اے باد اگر بہ گلشن احباب بگذری ؛؛ زنہار عرضہ دہ بر جاناں پیام ما
گو نام ما ز یاد بعمداً چہ میبری ؛؛ خود آید آنکہ یاد نیاری ز نام ما

میں حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ۔ اور مدلول معنوی یہ ہو سکتا ہے کہ قائل پر حالت قبض غالب ہے اور وہ توجہ مرشد سے احیاناً اور تعلیم مرشد سے اکثر و دواماً دفع ہو جاتا ہے اس لئے حالت قبض میں تنگ ہو کر مضطربانہ مرشد سے بعنوان شکایت عرض ہے کہ حضرت میرے حال پر توجہ اور میری خبر گیری کیجئے کیونکہ ابھی تک تو مرا نہیں جب مر جاؤنگا جب ہی رخ پھیر لیجئے چونکہ قبض شدید میں گونہ معذور ہوتا ہے اس لئے ایسے امور معاف ہیں اور اس میں تعلیم بھی ہے قبض میں رجوع الی المرشد کی۔

تحقیق۔ اس صفحہ کے متعلق دوسرے کاغذ میں لکھدیا ہے۔

حال۔ پہلا خط ارسال ہے اس خط میں جو میں نے یہ لکھا تھا ورنہ یہ ناکارہ چندروز میں الخ جسکے جواب میں حضور نے یہ تحریر فرمایا (کیا دھمکاتے ہو) نعوذ باللہ منہ توبہ توبہ ہرگز ہرگز میرا یہ خیال نہ تھا اور نہ اب

ہے اور نعوذ باللہ نہ آیندہ ہوگا میں اور میری کیا حقیقت بلکہ منشا میرا اس تحریر سے یہ تھا کہ حضور میرے حال پر متوجہ ہوں گو اس عبارت سے جو کچھہ مفہوم ہو لیکن منشا میرا وہی اپنے حال پر متوجہ کرنا تھا۔

تحقیق ۔ توجہ کا کیا طریقہ ہوتا ہے۔

حال ۔ اور جو حضور نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ اس کج فہمی سے سخت تکلیف ہوئی بیشک حضور کو ضرور ضرور تکلیف پہونچی ہے کیونکہ حضور کی تکلیف کا اندازہ جب سے یہ خط آیا ہے خود مجھکو معلوم ہوا بدرجہا اس سے کہیں زیادہ حضور کو تکلیف پہونچی ہوگی لہذا میں اپنی کج فہمی و غلط فہمی سے توبہ کرتا اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی مجھکو ایسی کج فہمی سے بچنے کی توفیق عطا فرماویں اور راہ راست پر لگادیں اور فہم سلیم عطا فرماویں اور جو سزا چاہیں دیں ؎

کردم جنایتے و امیدم بعفو اوست ؎ دارم امید عاطفتے از جناب دوست

اتنا تو ضرور عرض کرتا ہوں کہ اس خط نے ایک مسہل کا کام کیا گو جب سے یہ خط پڑھا ہوں اور جب سے ملا ہے ابتک کسی کام میں انہماک نہیں ہوا ہر وقت حضور کا خیال رہا اور استغفار و ذکر جاری رہا اور نہ کھانے میں مزا معلوم ہوتا اور نہ کسی کی بات چیت میں معلوم ہوتا ہے جیسے مریض ہوں لہذا پھر دوبارہ حضور سے معافی کا خواستگار ہوں۔

تحقیق ۔ معاف کو معاف ہی ہے مگر اس معافی سے معاملہ تو صاف نہوا پہلے خط میں میرے کچھہ سوالات ہیں اونکا جواب دیا جاوے تو بات صاف ہو اون پر نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ لکھدیئے ہے

اون ہی صاحب کا تیسرا خط

حسب الحکم حضور سوالوں کے جواب عرض کرتا ہوں نمبر ۱ بیشک میری تحریر سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ میں نے تربیۃ السالک کا دیکھنا اور نہ دیکھنا برابر کردیا کیونکہ مجھکو تو یہ چاہیئے تھا کہ اللہ تبارک و تعالی کا شکریہ ادا کرتا کہ اونکی رحمت و عین مہربانی و احسان ہے کہ مجھ سے اتنا بھی تو کام لیتے ہیں اور اتنے بھی کام کرنیکی توفیق مرحمت فرمایا ہے نعوذ باللہ اگر وہ اتنی بھی توفیق مرحمت نہ فرماویں تو کونسا میرا زور یا دعویٰ ہے جو کچھہ کام ہوگا (نماز روزہ ذکر) اوس سے سراسر ہمارا ہی فائدہ ہے جتنا ہو جاوے خدائے تعالے کا انعام ہے گو قلیل ہی ہو ہم کو اس پروردگار رب العالمین کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے جتنا بھی شکریہ ادا ہوسکے کرنا چاہیئے۔

نمبر ۲ بیشک غلط سراسر غلط ہے کیونکہ قدرت تو ضرور رکھتا ہوں لیکن خیال کرکے کرتا نہیں یہ دوسری بات ہے۔

نمبر ۳ بیشک ایسی صورت میں دستگیری نہیں ہوسکتی واقعی یہ کام میرے ہی کرنیکا ہے حضور کیسے کرسکتے ہیں

الحمدللہ کہ اب میری ناقص فہم میں آگئیں اور اب میں جو خط کو پڑھتا ہوں تو بہت شرمندہ ہوتا ہوں اور پچھتاتا ہوں اور اپنے اوپر سخت لعنت ملامت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ کیسے میں نے ان باتوں کو لکھدیا اوس وقت مجھکو کمبختی سوار تھی یا کیا حال تھا سوچتا ہوں تو یہ مثال فوراً ذہن میں آتی ہے کہ اگر کوئی مریض کسی طبیب کے پاس جاوے اور طبیب مریض کی نبض وغیرہ دیکھکر کے کوئی نسخہ تجویز کر کے مریض کو دیوے اور یہ بھی کہدیوے کہ تمہارا مرض مہلک ہے اس دوا کو پیو اور فلاں فلاں اشیاء سے پرہیز کرو اسکے بعد مریض طبیب سے نہایت عاجزی سے یہ عرض کرے کہ جناب یہ کڑوی دوا تو مجھسے پی نہ جاویگی جناب ہی تکلیف فرما کر ان اشیاء سے پرہیز فرما کر دوا پی لیا کریں اور مجھے اچھا کردیویں مریض کی باتیں سنکر کے طبیب ناخوش ہوگا اور اس کو مطب سے نکلوا دیگا حضور کا فضل و کرم اس احقر پر بہت کچھ ہے جو تحریر سے باہر میرے خط سے حضور کو بہت تکلیف پہونچی میں تو اس قابل تھا کہ ڈنڈوں سے پٹکر باہر کردیا جاؤں اور جو جو سزائیں کی جائیں وہ سب کم ہوں گی حضور کے اس جواب سے پہلے خط کی باتیں بفضلہ تعالیٰ اب سمجھ میں آگئیں جس کو اوپر میں نے لکھدیا ہے اب حضور سے معافی کا خواستگار ہوں اور اتنا عرض کردینا ہے کہ جب سے پہلا خط ملا ہے اوس روز سے نماز اور ذکر اطمینان سے ادا کرنے میں آتا ہے اور ایک طمانیت حاصل ہوتی ہے اللھم احسن عاقبتنا الامور کلھا

تحقیق۔ غنیمت ہے اللہ تعالیٰ فہم و عمل و حال صالح عطا فرماوے اور ثابت رکھے۔ النور ص۵۵

آثار قبض

حال۔ احقر کو اس وقت حالت قبض ہے انبساط نہیں ہے خیر اس کا تو شاکی نہیں اس لئے کہ حضور والا کے تصانیف میں درج ہے کہ یہ بھی اچھی حالت ہے بلکہ بسط سے ارفع بھی ہوجاتا ہے کیونکہ اس سے سالک کو عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے لیکن رنج اس بات کا ہے کہ اس حالت پر گنہگار کو کوئی حزن و انکسار نہیں ہے۔

تحقیق۔ رنج نہونیکا رنج یہ بھی قبض ہی کی بدولت ہے اس سے بھی مقصود حاصل ہے۔ النور ص۵۶

حال۔ اور کسی وقت فرحت اور بشاشت نہیں ہوتی۔

تحقیق۔ یہ ایک لطیف قبض ہے جو نعمت عظمیٰ ہے فی الحدیث کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائم الفکرۃ متواصل الاحزان۔ النور ص۸۰

حال۔ حضور کی کنیزہ حضور والا میں عرض پرداز ہیں کہ حضرت نے جو کچھ وظیفہ تلقین فرمایا

ہے وہ صبح اور شام ورد کرتی ہیں اور گاہ گاہ منزل مناجات مقبول بھی پڑھتی ہیں اور جس وقت وظیفہ پڑھتی ہیں اثنار وظیفہ میں خیال یہ ہوتا ہے کہ سب کو چھوڑ دو اور دل پر گرمی بہت شدت اور تاریکی سی معلوم ہونے لگتی ہے اور بہت دیر تک یہہ خیال تاریک اور گھبراہٹ رہتی ہے اور کسی کام کو دل نہیں چاہتا ہے کہ نماز یا قرآن شریف وغیرہ پڑھیں یا کیا کریں حضور کی خدمت میں عرض کرتی ہیں کہ اس کے علاج سے مطلع فرماویں ۔

تحقیق ۔ یہ کیفیت قبض کہلاتی ہے اس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں سوءِ مزاج بھی اس کا سبب ہوتا ہے کسی طبیب کو نبض وغیرہ دکھلا کر قلب و دماغ کا علاج دریافت کیا جاوے اگر وہ مرض کی جانب سے بالکل اطمینان دلادیں تو پھر مجھ کو اطلاع کی جاوے ۔

النور ص ۲۱

حال ۔ ایک دن قبض کی حالت میں یہ بات دل میں آئی کہ تم ہزارہا ارادے کرتے ہو جو پورے نہیں ہوتے ! الا ماشاء اللہ تو اب جو تمہارا خدا کو یاد کرنے اور اہل اللہ کے دروازے پر پڑنے کا ارادہ پورا ہوتا ہے تو یہ بھی تو اس کی ہی منشا ہے تو بلا کر محروم کرنا یہ انصاف کے خلاف ہے اور بے انصافی سے اللہ تعالیٰ پاک ہے ۔

تحقیق ۔ اس کو بے انصافی نہ سمجھنا چاہئے محروم رکھنا بھی عین انصاف ہے اول تو وہ مالک پھر ہم میں ہزاروں کوتاہی جس سے محروم رہنا تعجب نہیں بجائے اس کے یہ سمجھیں کہ وہ بڑے رحیم ہیں کوتاہیوں کو بھی معاف کرتے ہیں اون سے امید ہے ۔

حال ۔ بس گھبراہٹ جاتی رہی اور اس عنایت پر رونا اور بڑا لطف آیا ارادہ کی کمی کو اور اطمینان کو ترقی ہے آج تو کتاب (مواعظ) دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا دل یوں چاہتا ہے کہ صرف صلوۃ ہی پڑھوں چنانچہ ایسا ہی کیا ۔

تحقیق ۔ اچھا کیا ۔ اگر معمول کے خلاف کرنے کا کبھی کبھی غلبہ ہو اسی طرح عمل کریں اور اگر بکثرت ایسا ہو تو بتکلف معمول پورا کریں ۔

حال ۔ آواز سننے سے تکلیف معلوم ہوتی ہے اس لئے ارادہ کیا ہے کہ ایسے موقعوں پر جنگل نکل جایا کروں گا بعضے وقت دل چاہتا ہے کہ ایک جگہ بے حس بنکر مشغول پڑا رہوں مگر ایسا کرنے سے نیند آتی ہے ۔ اور سستی بڑھتی ہے گو دل لگتا ہے تو ایسے موقع

پر کیا کروں۔

تحقیق - اس پر عمل نہ کریں اس کا انجام تعطل ہوگا پھر محویت میں قرب بھی نہیں ہوتا عمل سے قرب ہوتا ہے۔

النور ص۶ ۵۰

حال - یکے از اہل حدیث۔ طبیعت بہت سی مغموم رہتی ہے باعث نہ معلوم۔

تحقیق - کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائم الفکرۃ طویل الحزن او کما قال پس مبارک حالت ہے کہ سنت سے توافق ہے۔

حال - اب کئی دنوں سے دل چاہتا ہے کہ کسی اندھیری کوٹھڑی میں خاموش بیٹھا رہوں کسی سے بات چیت و تعلق نہ رکھوں۔

تحقیق - فی حدیث الوحی حُبّب الیہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلاء یہ بھی اسی توافق سنت کی بنا پر مبارک حالت ہے۔

حال - بلکہ بازار چلتے وقت کسی کو سلام علیکم کہنے کو دل نہیں چاہتا۔

تحقیق - روی احمد عن عثمان رضؓ فی حدیث طویل بینا انا جالس مر علی عمر وسلم فلم اشعر بہ الی قول ابی بکر قد شغلک عن ذلک امر یہاں حال قوی تھا کہ شاغل عن الواجب ہوگیا حال ضعیف شاغل عن السنۃ ہوسکتا ہے۔ پھر وہاں شغل کا اثر عدم الشعور تھا یہاں عدم القصد ہے مگر دونوں حال باعتبار اصل منشا اور اثر ناشی کے نوع واحد سے ہیں پس یہ بھی مبارک حالت ہے کہ سنت صحابہ سے متوافق ہے۔

حال - اور حضور نے جو فرمایا ہوا ہے چلتے پھرتے وقت درود شریف یا قرآن شریف یا لا الٰہ الا اللہ پڑھتے رہا کرو۔ اسی کو پڑھتا ہوں اسے چھوڑ کر نہ کسی کو سلام کہنے کو دل چاہتا ہے اور اگر کوئی سلام کہے تو نہ اسکو جواب دینے کو دل پسند کرتا ہے۔

تحقیق - یہ گرانی طبعی ہے جس کا منشا میں نے اوپر عرض کیا ہے لیکن جب تک شعور ہو ادائے واجب ضروری ہے اور گرانی سے اجر بڑھتا ہے ماخذہ حدیث اسباغ الوضوء علی المکارہ۔

النور ص۴ ۵۲

منافع ومصالح قبض

اون ہی صاحب کا دوسرا خط

حال - آج چار روز ہوئے میرے اوپر مغرب کے بعد سخت شدید حالت قبض طاری ہوئی قلب بالکل خالی معلوم ہوتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا

کہ میں بالکل مردود ہو گیا اوس وقت حالانکہ میں اپنے کو کافر سے بھی بدتر سمجھتا تھا نہ نماز میں پہلی سی حالت نہ ذکر کی رغبت بار بار خودکشی کو دل چاہتا تھا مگر پھر یہ سوچتا تھا کہ یہ حالت تو غیر اختیاری ہے میرے بس سے باہر ہے مگر خودکشی امر اختیاری ہے اس پر ضرور عذاب ہوگا پھر یوں بھی دل کو سمجھایا کہ کمبخت اس حالت میں مرنا کونسا اچھا حال ہے اپنی حالت درست کرکے موت کی تمنا کرنی چاہیئے ۔ غرض عشا کیوقت تک سخت ابتر حالت رہی عشا کی نماز کے بعد کچھ کمی محسوس ہوئی تو میں نے نوافل میں دیر تک حق تعالیٰ سے آہ وزاری کیساتھ التجا کی کہ مجھ میں اس حالت کا تحمل نہیں میں ضعیف ہوں اسطرح میرا امتحان نہ لیجئے میرے حال پر رحم فرمایا جائے اور اگر اسی میں رضا ہے تو میں راضی ہوں مگر میرا خاتمہ ایمان پر کیا جاوے بارے الحمدللہ کہ صبح کو وہ حالت بالکل رفع ہو گئی اور حواس بجا ہوئے اور اب پہلے سے زیادہ انوار بسط فائض ہیں مگر جیسی اوس رات میری جان پر گذری ایسی مصیبت کبھی نہ دیکھی تھی مگر یہ عجب بات تھی کہ اوس بیچینی اور تمنائے خودکشی میں بھی لطف تھا والسلام ۔

تحقیق ۔ مبارک مبارک یہ وہ حالت ہے کہ میری تمنا دل سے اپنے متعلقین کیلئے اس کے طاری ہونیکی بشرط البصیرۃ والاستقلال ہوا کرتی ہے اور اس کے منافع اسقدر ہیں کہ احصار میں نہیں آتے مثلاً عجب وکبر کی جڑ کٹ جانا ۔ ہر وقت استحضار اپنے محل تصرف قہر میں ہونیکا ۔ وساوس وخطرات غیر اختیاریہ یعنی تصرفات شیطانیہ کی انتہا معلوم ہو کر جھجک نکل جانا جو کہ شرعاً عین مطلوب ہے ۔ اگر مرتے وقت کسی کو ایسی حالت پیش آوے وہ طبعاً گھبرا جاوے اور خدا جانے گھبراہٹ میں کیا سمجھ بیٹھے حالت حیات وعلم میں اس کے پیش آجانے سے اس کا تحقق ہو جاتا ہے اگر وقت مرگ پیش آوے وہ موثر نہیں ہوتی وغیر ذلک من المنافع والمصالح جن سب کا خلاصہ فنائے تام ہے اور اسکے بعد جو بسط ہوتا ہے وہ بھی بےنظیر ہوتا ہے الحمدللہ اس حالت کے منافع حق تعالیٰ نے مجھکو بھی مشاہدہ کرائے ہیں تب ہی سے اس کو حصول مقصود کیلئے مثل جزو اخیر علت تامہ کے سمجھ رہا ہوں اور اسی سے اپنے احباب کے لئے اس کا متمنی ہوتا ہوں مکرر مبارک باد دیتا ہوں ۔

النور ص ۵۹

حال ۔ گذارش خدمت بابرکت میں یہ ہے کہ عرصہ دو ماہ کا ہوا جب سے قبض ہے اور یہ قبض یوماً فیوماً بڑھتا ہی جاتا ہے ۔ سرور وانجذاب جو کچھ تھا وہ تو مفقود ہی ہے اوس کے ساتھ

جو کچھ حضور کی کیفیت تھی اب چند روز سے وہ بھی غائب ہو گئی۔ گاہے گاہے خفیف سی کیفیت ہو جاتی ہے باقی اوقات بالکل طبیعت خالی رہتی ہے مقصود اس معروض سے محض اطلاع ہے نہ کچھ اور کیونکہ نفع نقصان تو آپ ہی سمجھ سکتے ہیں میری سمجھ میں اپنی حالت کچھ نہیں آتی ہے البتہ دوسروں کے لئے ذہن خوب چلتا ہے۔

تحقیق۔ الجواب۔

؎ در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست   بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست
دیگر بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش   کہ انچہ ساقی ما ریخت عین الطاف ست
دیگر باغباں گر پنج روزے صحبت گل بایدش   بر جفائے خار ہجراں صبر بلبل بایدش
دیگر چونکہ قبضے آیدت اے راہ رو۔۔۔   آں صلاح تست آیس دل مشو
چونکہ قبض آید تو در وے بسط بیں   تازہ باش و چیں میفگن بر جبیں

مگر شرط یہ ہے کہ اعمال شریعت و معمولات طریقت میں کوتاہی نہو ورنہ وہ قبض نہیں بطالت و تعطل ہے جو کہ باطن کو مضر ہے۔ النور صـ۷۷

حال۔ لیکن اب حالت یہ ہے کہ میں سخت پریشان ہوں اور خدا جانے مجھ سے کیا خطا اور گناہ سرزد ہوا ہے کہ جس کے باعث دو تین یوم سے طاعت اور عبادت الٰہی میں بے انتہا کاہلی اور سستی لاحق ہے حتیٰ کہ دو روز سے تو فجر کی جماعت چھوٹی ہوئی تھی آج تو یہ غضب ہو گیا کہ بلا جماعت اپنی اصلی وقت پر بھی نہو سکی بلکہ قضا ہو گئی اسوقت سے طبیعت بہت زیادہ پژمردہ اور بے لطف اور بے مزہ ہے گو ایسی ناگفتہ بہا حالت کا تحریر میں لانا نہایت شرمناک اور قابل افسوس و ملامت ہے مگر جبکہ ایسی حالت کا علاج مقصود اور مد نظر ہے تو پھر بجز اس کے اور چارہ کار ہی کیا ہے۔

تحقیق۔ اور اگر آپ کے لئے اس شگفتگی اور افسردگی ہی میں مصلحت ہو اور اس کے یہ اسباب اس طرح جمع ہو گئے ہوں کہ معصیت بھی نہ ہو اور مصالح مرتب ہو جاویں النور صـ۹۵

حال۔ حالت یہ ہے کہ اکثر اوقات انشراح رہتا ہے اور کبھی کبھی تنگی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق۔ کچھ حرج نہیں قبض باعتبار مآل کے خود بسط ہے۔ النور صـ۲۰۳

حال۔ جس روز سے حضور کے قدوم میمنت لزوم سے جسکو آج بارہ دن کا عرصہ ہوا رخصت ہو کر آیا ہے سخت ابتر حالت ہے ذکر کرنے کے وقت زبان ایسی ثقیل ہو جاتی ہے جیسے قفل لگا

دیا گیا جسم ایسا بھاری ہوجاتا ہے کہ جس کے وزن کا اندازہ نہیں ہوسکتا ہے۔ ذہن ایسا کند اوبحس ہوجاتا ہے جسکا اظہار نہیں کرسکتا ہوں۔ غلبۂ نیند کا بلا ضرورت ایسا ہوتا ہے کہ چند مرتبہ گر گر چوٹ بھی لگی۔ سخت پریشان ہوں۔ علاوہ ان سب امور کے سخت افسوسناک یہ امر ہوا کہ جو ایک قسم کی کشش یا نسبت باطنی تھی وہ بالکل مفقود ہوگئی۔ دل تڑپتا ہے۔ آنسو جاری ہیں۔ آہ و بکا کے سوا کوئی تسلی بخش نہیں لِلّٰہ رحم فرمایئے کوئی تدبیر تسلی بخش یا کشش باطنی سے اس ورطۂ ناپیدا کنار سے بساحل تسلی پہونچا دیجئے گا۔ ورنہ اس نابکار ناہنجار بدکردار بدشعار کو جان تلف کرنے کے لئے فتوئی کی کوئی حاجت باقی نہیں رہی

تحقیق۔ مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہ حالت قبض کہلاتی ہے اور منافع میں یہ بسط سے بھی زیادہ ہے۔ گو عین قبض کے وقت وہ منافع معلوم نہ ہوں۔ مگر بعد میں اکثر معلوم بھی ہوجاتے ہیں۔ اور اگر معلوم بھی نہ ہوں تب بھی حاصل تو ہوتے ہیں اور حصول ہی مقصود ہے نہ کہ اس حصول کا علم۔ چنانچہ جو حالات اس وقت آپ پر طاری ہیں یہ غایت انکسار وعبدیت کے آثار ہیں جن پر دولت قرب کے ترتب کی قوی امید ہے۔ جیسا اکابر کا الہام ہے۔ انا عند المنکسرۃ قلوبھم۔ قال العارف الرومی ؎

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ ؛ جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

ہرگز پریشان نہ ہوں۔ ذکر جسقدر ہوسکے کیجئے اگرچہ کسی قدر تکلف ہی کرنا پڑے۔ اور اگرچہ اس میں دلچسپی بھی نہ ہو اور جس میں زیادہ کلفت ہو اس کو تخفیف کردیجئے۔ اور استغفار کی قدرے کثرت رکھیں۔ اور جب تک یہ حالت رہے ہفتہ میں ایکبار دو بار اطلاع دیتے رہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ رفع ہوجاوگی۔ سب کو یہ حالت پیش آتی ہے۔ میں تو اس سے خوش ہوا کہ علامت ہے راہ قطع ہونے کی یہ سب رستہ ہی کی گھاٹیاں ہیں۔ النور ص ۲۳۹

حال۔ ما بریں در نہ پے حشمت و جاہ آمدہ ایم ؛ از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم

حضرت شیخنا و مرشدنا و مولٰنا محمد اشرف علی صاحب بارک اللہ فی حیاتکم وفی حسن نیاتکم احقر غلامان و کہتر خادمان ہیچکارہ ---- السلام علیکم عرض کرتا ہے خوشنودی مزاج عالی درگاہ رب العزت سے مطلوب ہے۔ احقر ابھی اس حالت پر پریشان ہے اول اول جبکہ خدمت عالیہ میں سے مرخص ہو کر آیا تو حالات و واردات کا اس قسم کا دور دورہ تھا

کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب اگر بڑھاپا بھی آیا اور کمزوری بھی ہوئی تو دل کی تازگی انشاء اللہ ویسی ہی رہیگی لیکن تھوڑے ہی دنوں میں اس حالتمیں تبدیلی شروع ہوئی رفتہ رفتہ اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ ذکر کرنیکو بھی جی نہیں چاہتا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ طبیعت کا نشاط جاتا رہا جس کی وجوہات مختلفہ پیش آئیں کچھ تو اکثر اوقات تبخیر دماغی سے پریشان رہنا اور طبیعت کا کمزور ہوجانا دماغ کا بیکار ہوجانا دوسرے معصیت اور غفلت سے طرح طرح کے خیالات لاطائل و امانی باطلہ کا دلپر ہجوم رہنا اب تو یہ حالت ہے کہ ؎

نے زجاں یک چشمہ جوشاں می شود ∴ نے بدن از سبز پوشاں می شود
نے صدائے بانگ مشتاقی درد ∴ نے صفائے جرعۂ ساقی درد

بڑھاپے کی آمد آمد میں رفتہ رفتہ سب قوی کمزور ہورہے ہیں کچھ پہلے سے فطرۃً میں بہت کمزور اور ضعیف القلب واقع ہوا ہوں ادھر مجاہدات نفس میں قوت کی ضرورت - کما قال رح ؎

گر بمردن یار در دست آمدے ∴ پس رہ حق سخت آساں تر بدے
ہست اینجا ہر نفس مرگ دگر ∴ کز مرارش موت دارد صد خطر

دل اس قسم کا متاثر ہوگیا ہے کہ یکایک خواہشات کے ہجوم سے شرمسار ہوکر بالکل اسی رنگ میں رنگین ہوجاتا ہے خیال آتا ہے کہ جب ابھی سے یہ حال ہے آگے جاکر تو اور کمزوری بڑھیگی نہ معلوم اسوقت کیا حال ہوگا - اللھم احفظنا من الفتن ما ظہر منہا وما بطن اللھم انی ضعیف فقو فی رضاک ضعفی وخذ الی الخیر بناصیتی واجعل الاسلام منتھی رضائی ؎

اے کریم اے رحیم سرمدی ∴ درگذار از بدسگالاں ایں بدی ∴ اے عظیم از ما گناہان عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم ∴ ما ز آز و حرص خود را سوختیم ∴ ویں دعا را ہم ز تو آموختیم
حرمت آں کہ دعا آموختی ∴ در چنیں ظلمت چراغ افروختی ∴ دست گیر و رہ نما توفیق دہ
جرم بخش و عفو کن بکشا گرہ ∴ دست گیر از دست ما ما را بخر ∴ پردہ را بردار پردہ ما مدر -
باز رہ مارا ازیں نفس پلید ∴ کاردش تا استخواں یا رسید ∴ ایں چنیں بند گراں را اے ودود
کہ تواند جز کہ فضل تو کشود ∴ ایں دعا ہم بخشش و تعلیم تست ∴ ورنہ در گلخن گلستاں از چہ رست

آپ سے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں اسلئے کہ ؎ گر نداری تو دم خوش در دعا ∴ رو دعا می خواہ ز اخوان صفا ∴ اپنی حالت تو خراب ہے مصداق اشعار زیریں ؎

سال بیگہ گشت وقت کشت نی ∴ جز سیہ روئی فعل زشت نی ∴ کرم در بیخ درخت تن فتاد

باید شِ برکند بر آتش نہاد ؛ بر سرِ راہ زاد کم مرکوب سست ؛ غم قوی و دل تنگ تن نادرست
عمر ضائع سعی باطل راہ دور ؛ نفس کاہل دل سیہ جاں ناصبور ؛ موئے بر سر ہمچو برف از بیم برگ
جملہ اعضا لرزلرزاں ہمچو برگ ؛ روز بیگہ لاشہ لنگ راہ راز ؛ کارگہ ویراں عمل رفتہ ز ساز
بیخہائے خوئے بد محکم شدہ ؛ قوت برکندن آں کم شدہ ؛ خار بن در قوت و برخاستن
خارکن در سستی و در کاستن ؛ غفلت کا یہ خیال ہے کہ ؎
بارہا از خوئے خود خستہ شدی ؛ حس نداری سخت بے حس آمدی ؛ آفتے نبود بتر از ناشناخت
تو بر یار و ندانی عشق باخت ؛ یار را اغیار پنداری ہمے ؛ شادئ را نام بنہادی ہمے
اینچنیں لطفے کہ دارد یار ما ؛ تو گریزانی از وائے بے وفا ؛ اینچنیں نخلے کہ لطف یار ماست
چونکہ ما در زد ہیم نخلش دار ماست ؛ اینچنیں مشکیں کہ زلف میر ماست ؛ چونکہ بے عقلیم آں زنجیر ماست
اینچنیں لطفے چو نیلے میرود ؛ چونکہ فرعونیم بر ما خون شود ؛ آہ آہ از ہجر یار برد بار ۔ ؛
ما از و بیزار او بر ما نثار ؛ گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن ؛ مصلحی تو اے تو سلطان سخن ۔
قادری بیگاہ چہ بود یا بگاہ ؛ از تو چیزے فوت کے شد اے الہ ؛ چوں گریزانی ز نالہ خاکیاں
غم چہ ریزی بر دل غمناکیاں ؛ چوں گریزانم کہ بے تو زندہ نیست ؛ بے خداوندیت بود بندہ نیست
از کہ بگریزم از خود اے محال ؎ اے رفیقاں راہہا را بست یار ؛ آہوئے لنگیم و او شیر شکار
جز کہ تسلیم و رضا کو چارہ ؛ در کف شیر نر خونخوارہ ؛ ما شکاریم اینچنیں دامے کراست
گوئے چوگانیم چوگانی کجاست ؛ تاکہ پائم میرود رانم درو ؛ در نماند پا چو بطانم درو ۔ ؛
آپکا ارادہ جلدی تھا لیکن تقدیر سے طبیعت کچھ ناساز ہوگئی اب صحت ہے اللہ تعالیٰ جلدی آپکی توفیق دیوے
؎ . چونکہ بر میخت ببندد بستہ باش ؛ چونکشاید چابک برجستہ باش

اوقات خوش آں بود کہ با یار بسر شد ؛ باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

تحقیق ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ یہ تغیرات منتہی کیلئے طبعی و نفسانی ہیں نہ کہ روحانی و قلبی سو ایسے تغیرات مضر تو کیا نافع ہوتے ہیں عجب کا علاج ان سے ہوتا ہے ۔ عبدیت کی حقیقت کا اسمیں مشاہدہ ہوتا ہے ۔ فنا و نیستی رای العین ہوجاتی ہے ۔ فی الحقیقت یہ قسم ہے قبض کی جس کی یہ حکمتیں ہیں ۔ اختیاری کام کی پابندی ایسے ہی وقت دیکھنے کی قابل اور محل امتحان ہے اگر اس امتحان میں پاس ہوگیا اعلیٰ درجہ کے نمبر کا مستحق ہوگا ۔ خوب غور کرکے سمجھیے ۔ کئی بار اس کو پڑھیے میں بھی دعائے خیر کرتا ہوں ۔

النور ص ۳۰۶

منافع ومصالح قبض

حال۔ کبھی سوء اعمال کیوجہ سے انسان سے لذت فی الطاعات منفقود ہوجاتی ہے اسمیں اور اس قبض میں جو سالکین کو درپیش ہوتا ہے کیا فرق ہے۔

تحقیق۔ قبض کی ایک قسم یہ بھی ہے اور یہ بھی سالکین کو پیش آتی ہے اور ایک دوسری قسم ہے جو گاہے بوجہ فتور وکسل و ملال کے طبعاً پیش آتی ہے اور کبھی بمصلحت امتحان کے کہ یہ حق کا طالب ہے یا لذت کا من جانب اللہ وارد کیجاتی ہے۔ النور ص ۲۰۶

حال۔ تربیت السالک واکمال الشیم کو مطالعہ سے قبض کی حالت درپیش معلوم ہوتی ہے مگر باوجودیکہ ہر طرح طبیعت کو بہلاتا ہوں چونکہ قبض کا علاج بھی ان رسالوں میں موجود ہے۔ کچھ اثر نہیں مجبوراً آنحضور کو علاج کیواسطے اور حالت دریافت کرنیکے واسطے تکلیف دینا گوارہ سمجھکر حضور والا کو تکلیف دیا امید کہ علاج سے پریشانی کو حضور والا رفع فرمائیں گے اور حالت موجودہ سے اطلاع فرمائیں گے یعنی مذموم یا محمود ہے۔

تحقیق۔ جو امر غیر اختیاری ہو سب محمود ہے اور ایسا قبض خود حالت نافعہ ہے اسکا علاج ضروری نہیں اور جو علاج کے عنوان سے بزرگوں نے کچھ لکھا ہے اس سے یہ مقصود نہیں کہ اسکا ازالہ کیا جاوے بلکہ مطلب یہ ہے کہ قبض کے وقت یہ یہ عمل کیا جاوے گویا وہ اعمال آداب وحقوق ہیں قبض کے پھر انکے بعد خواہ قبض رہے یا جاوے، دونوں حالت میں رضا وتفویض چاہیے اس دستور العمل سے اگر پریشانی کی ذات بھی رہے تو اس کا وصف نہ رہیگا مشاہدہ سے معلوم ہوگا۔ النور ص ۵۳۲

مطلوبیت مقامات نہ حالات

حال۔ مجمع الفضائل منبع الفواضل مخزن برکات مظہر حسنات حکیم الامت مولانا ومرشدنا وہادینا حضرت مخدومنا مولوی اشرف علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تادم تحریر بندہ بخیر و نوید جانفزا حضرت فیض نشانکی خیر وعافیت کی بدوام مطلوب مرغوب۔ حضور عالی ایک عرصہ دراز سے اقدام بوسی کی تمنا ہے موانعات درپیش رہتے ہیں گذارش یہ کہ خاکسار کی عمر ۵۲ سال کی ہے۔ ۳۰ سال طالبعلمی میں گذرے بعد ایک بزرگ سے بیعت کی افسوس کہ نہ پیر کی خدمت میسر ہوئی نہ ذکر واذکار کا سلسلہ جاری رہا لیکن بزرگوں سے عقیدت تھی اکثر توحید ونعت میں اشعار پڑھنا آب دیدہ ہونا شعار تھا اگرچہ ہوا وہوس اور شہوات میں اسیر رہا اچھے اچھے خواب نظر آتے تھے چار یا پنچ مرتبہ سردار

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آخر میں ایسا دیکھا کہ یک میدان میں پڑا ہوں معلوم ہوا کہ حضور تشریف لاتے ہیں میں اٹھ بیٹھا حضور نے خاکسار کو اپنے گلے لگایا اس طرح کہ ریش مبارک کے بال میرے شانہ کو مس کرتے تھے میں نے دوبارہ کہا صدقے آپ کے یارسول اللہ۔ صدقے آپ کے یارسول اللہ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایکبار دیکھا کہ میں ابر کا ٹکڑا ہو گیا ہوں البتہ دو سو گز کا مربع ہو گا اور زمین سے ایک میل کی بلندی پر متوسط چال پر روان تھا پیچھے چند ابر کی ٹکڑیاں آرہی تھیں جن پر میں تھوکتا تھا میرا جسد مطلق معدوم تھا میں صرف ابر ہی ابر ہو گیا تھا یہ اور بہت سے خواب اسی قسم کے دیکھے بلندیوں پہاڑوں بے حساب زینوں پر چڑھا کرتا تھا، ایک بار دیکھا کہ بہت سے زینوں پر چڑھ گیا ہوں وہاں چند زرد لباس پہنے ہوئے لوگ ملے مجھکو سونے اور روپیہ کے سکے دئے آخر میں ایک خوبرو لڑکا آیا اور موتی کا مالا میرے گلے میں ڈالا میں اسکو پہنکر فخر و ناز سے ٹہلنے لگا۔ افسوس کہ تین چار سال سے اس قسم کے خواب بند ہیں بلکہ اس کے برعکس نشیب میں اوترنا گرنا پڑنا عصا جوتہ چھتری گم جانا نظر آتا ہے چند سال سے ہوا و ہوس اور شہوات سے مغلوبی ہے وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ کسی کامل کا سایہ نہیں طبیعت کو اطمینان اور یکسوئی نہیں شکر خدا کہ اب حضور کا دامن ہاتھ لگا ہے چونکہ مریض کو حضرت کے ساتھ ارادت کامل ہے حسبۃً للہ مسیحائی کیجئے۔

چونکہ اوائل میں ایسے ایسے خواب دیکھے جنکی برکات سے اینما تولوا و فی انفسکم کا راز کھل گیا ہمیشہ ہستی مطلق کا جلوہ پیش نظر ہے اور ہر وقت یہ بیت ورد زبان ہے ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

باوجود اس سرفرازی کے پھر یہ خرابی کیسی بس اسیکا غم بھر رہا ہوں زیست سے بیزار ہوں طرفہ یہ کہ مقام نوراور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو رکھتا ہوں خدا نصیب کرے۔

یکبار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کسی مکان کے صحن میں کھڑے ہیں فرماتے ہیں کہ حضور اندر ہیں روبرو ایک عود دان دہرا ہے مجھکو فرمان ہوا کہ فاتحہ پڑھو اوس روز سے قرات فاتحہ میں بڑا مزہ آتا ہے، یکبار دیکھا کہ ایک مکان وسیع ہے لوگ کہتے ہیں کہ سیّد محی الدین کا مکان ہے میں بالاخانہ پر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ہزارہا لوگ کی ضیافت ہے اور شیرینی کی دکانیں جابجا لگی ہیں لوگوں نے کہا کہ تم بھی کھاؤ میں نے کہا حضرت کی ملاقات

کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں بڑی دیر کے بعد بڑی شان و تزک کے ساتھ حضور کی تشریف آوری ہوئی فوراً میں اٹھا اور بغلگیر ہو گیا اور زار زار رونے لگا بار بار کہتا تھا کیا حضور مجھکو نہیں جانتے تھے حضرت بار بار فرماتے تھے کیا چیز کھانیکے لئے تمکو مانع ہے بس نیند سے ہوشیار ہی ہو گئی حضور عالی افسوس ہے کہ چند سال سے ایسی بشارتیں بند ہیں چونکہ خاکسار نے وعظ گوئی میں ایک مدت بسر کی اکناف و اطراف میں دورہ کرتا رہا اقسام کے تشویشات و تفرقے رونما تھے ڈیڑھ ماہ کے پیشتر ربیع الثانی کی پندرہویں شب میں یہ ایک خواب دیکھا میرے ہاتھ میں ایک بانسا یا ایک جھنڈا ہے جسکی نوک آسمان سے لگی ہوئی ہے میں تاروں میں چھید ڈالتا ہوں آخر میں پانچ تاروں کو چھید ڈالا فوراً گھر میں تارہ سے رنگ برنگ کے انوار گرنے لگے۔ حضور عالی بارہ سال سے مجھکو آرزو ہے کہ ایک دینی مدرسہ بنام (مدرسہ فتح البرکات) بنا کردن لیکن اوسکی تجویز بنی نہیں ماہ حال کی ۲۷ تاریخ میں مقامی چند لوگوں نے بڑی تمنا سے ایک مسجد کی خدمت میرے ذمہ دی ہے البتہ اسی کے متعلق مدرسہ بھی جاری کرنیکی گنجایش ہے اگرچہ لوگ بالکل غربا ہیں لیکن میرے ہوا خواہ ہیں حضرت کی اجازت ہو تو مدرسہ جاری کرتا ہوں جس میں مقامی اور اطراف کے لوگ جوان بڈھے تعلیم پاوینگے کیمیائے سعادت مثنوی شریف۔ احیا، مکتوبات کا درس دیا جاویگا ماسوا اس کے درسیہ کتب کی تعلیم بھی ہو گی چونکہ آجکل ہر سمت لاعلمی کے باعث الحاد و زندقہ کا زور ہے اور بے علم پیروں کی گرم بازاری ہے مسجدیں ویران ہوتی جا رہی ہیں روحانی تعلیم کی اشد ضرورت ہے دعا فرمائیے کہ خاکسار کو مدرسہ جاری کرنے میں سہولت رودے اور غیبی تائید ملے میری برسوں کی تمنا پوری ہو جاوے۔

التماس

حضور عالی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے خاکسار کو کمال عقیدت تھی وہ تو مرحوم ہو چکے اب اونکے بعوض آپ کی ذات بابرکات ہے اب آپکا دامن ہے اور میرا ہاتھ ہے بندہ کو در فیض اثر سے محروم نہ فرمائے اپنا غلام بنائیے چونکہ خاکسار بہت ضعیف و نحیف ہے اور ایک ناقص العقل و قلیل الفراست ہے دماغ قوی طبیعت بارکش نہیں کہتا ہے کوئی شغل مختصر بتلائے غائبانہ روحانی تربیت فرمائے ؎

در پہ آیا ہوں ذری جاوے حکیم الامت
میں کھڑا ہوں مجھے بتلاوے حکیم الامت

ہوں مریض عصیاں میری مسیحائی کر   کوئی درماں مجھے دکھلادے حکیم الامت
تشنہ مدت سے ہوں کر تشنگی کو دور مری   ایسا شربت کوئی پلوا دے حکیم الامت
سارا آموختہ اب بھول کے بیٹھا ہوں میں   یک سبق تازہ تو سکھلادے حکیم الامت
دستگیری مری کر بہر خدا بہر نبی   مجھکو منزل میں تو پہنچادے حکیم الامت

حالات

افسوس کہ قبل تربیت حضرت قبلہ پیر طریقت کا انتقال ہو چکا خاکسار شوق و ہمت ساتھ لئے ہوئے مقصود کی طرف رجوع ہوا ایک مسافر بزرگ کے ارشاد سے اسم اعظم ذات کا ورد کرنے لگا بیشتر مراقبہ صوری میں ہیبت ہوتی تھی غرض حجاب کثرت اوٹھنے کے بعد ہستی مطلق کا جلوہ ظہور پاتا ہے پھر مراقبہ معنوی کی طرف رجوع ہوا حجاب غیریت نکلنے سے ذکر ذاکر فراموش ہو کر مذکور ہی مذکور کا جلوہ رہجاتا ہے فوراً یہ بیت زبان پر آتی ہے ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصور یار   جب کبھی گردن جھکائی دیکھ لی

دل کا اشتیاق اور آگے بڑھنا چاہتا ہے لیکن ہیبت طاری ہوتی ہے فوراً آنکھ کھل جاتی ہے یہ بیت زبان پر آتی ہے ؎

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم نہ دادند   تو بروں در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

بے اختیار آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں (خدا خیر کرے) حضور عالی لطائف طے ہونا۔ مقام نور میں پہونچنا۔ مجلس نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونا۔ یہ تین مقصود میری زندگی کے ثمرات ہیں اب امید ہے کہ حکیم الامت کی توجہات سے یہ مریض نیم جاں صحت یاب ہو کر اپنے دل اور آنکھ کو ٹھنڈا کریگا اور جواہر مقصود سے اپنے دامن کو بھریگا۔

دستگیری مری کر بہر خدا بہر نبی   مجھکو منزل میں تو پہنچادے حکیم الامت

خاکسار کے اشعار

پیا آتے ہیں جب ملنے تو دل مسرور ہوتا ہے   جدا ہوتے ہیں جب دلسے تو دل رنجور ہوتا ہے
ہمیشہ آنے جانیسے رکھو آباد میخانہ   مرے ساقی کریمونکا یہی دستور ہوتا ہے
تمہاری مہر کے صدقے ہمیشہ مہرباں ہو   تمہاری مہربانی سے مرا غم دور ہوتا ہے
مرے دلمیں سما جاؤ مری آنکھونمیں رہجاؤ   مرا دیدہ تمہاری دید میں مسرور ہوتا ہے

ہمیشہ چشم حق بیں کو انہو نکی دید حاصل ہے
اگرچہ غافلوں سے وہ صنم مستور رہتا ہے
رگ جاں سے مری نزدیک تر رہتے ہو تم پیارے
مگر یہ بندہ غافل تم سے کوسوں دور ہوتا ہے
پیا تھی جیو میں پنہاں نہ تھی مجھکو خبر اس کی
کہ دلبر محمل دل میں سدا مستور ہوتا ہے
مٹا کر زنگ کثرت کو جو دیکھی ہو یکصورت
جہاں میں ہویدا وہ ناظر و منظور ہوتا ہے
تری تیغ ادا سے ذبح جو ہوتا ہے دنیا میں
حیات جاودانی سے سدا مسرور ہوتا ہے
پلا دو ساقیا یک جام وحدت مہربانی سے
بدل نصرت تمہارا شاکر و مشکور ہوتا ہے

دیگر

وہ نبیوں میں لقب رحمت کا پایا مقتدا ہوکر
خطاب الفقر فخری کا لیا وہ بادشاہ ہوکر
ہوا اول میں موجب خلق کا وہ مبتدا ہوکر
بنا آخر میں ختم المرسلیں وہ منتہا ہوکر
دو عالم کو بنایا شیفتہ وہ مہ لقا ہوکر
جہاں کے سارے محبوبوں میں نکلا دلربا ہوکر
بلائیں زلف کی لے کہتی ہیں صل علیٰ حوریں
ملایک کہتے ہیں وہ مرحبا تجھپر فدا ہوکر
اداؤں سے تری جن و پری بیچین رہتی ہیں
کیا مدہوش حوروں کے تئیں نازک ادا ہوکر
فقط بی بی زلیخا حسن یوسف کی ہوئی شیدا
ترا عاشق ہوا ہے خالق عالم خدا ہوکر
انا من نور کہنا تجھکو شایاں ہے نبی اللہ
تو جب کونین کو روشن کیا نور خدا ہوکر
تری زلفوں کا قیدی ہی انکو رہنا خوش ہے نصرت کو
کرے کیا لیکے شاہی تیری زلفوں سے جدا ہوکر

(کشف العلم کشف الحق) دو رسالے لکھے گئے ہیں حضور میں مرسل ہوں گے بعد صحت طبع کئے جاویں گے حضور کی تصنیفات کی فہرست اور خاکسار کی رہنمائی کے لئے ایک رسالہ بالفعل مرحمت فرمائیں تو عین سرفرازی ہے۔ انشاء اللہ۔

تحقیق۔ حالات سے دل خوش ہوا مگر ضرورت مقامات کی ہے کہ وہی مقاصد ہیں اور حالات کیسے ہی عالی ہوں گو محمود ہوں مگر مقصود نہیں جو کچھ آپ نے لکھا ہے سب حالات ہیں مقامات نہیں حالات کا نہ وجدان مطلوب ہے نہ فقدان مضر، اس کلام کی شرح میرے رسائل ملاحظہ فرمانے سے ہو سکتی ہے خصوص قصد السبیل و مواعظ متعددہ و تربیۃ السالک۔ اسوقت اتنا ہی عرض کرنا کافی ہے یہ متن ہے جسکی شرح کا پتہ اوپر کے رسائل سے ملیگا، مدرسہ کیلئے دعا دل و جان سے کرتا ہوں

النور صـ ۶۳

اشرف علی از تھانہ بھون۔ یوم الاحد ۳۹ سنہ ہجری

نماز میں روشنی دیکھنا

سوال۔ حضور کا ارشاد ہے کہ خیالات فاسدہ کا آنا مضر نہیں ہے لانا مضر ہے بعض دفعہ ایسی حالت ہوجاتی ہے کہ میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ خود آئے ہیں یا میں لایا ہوں ملتبس حالت ہوجاتی ہے کوئی معیار بتلا دیا جاوے جس سے ایسی حالت میں فرق بین طور پر سمجھ لیا کروں۔

جواب۔ معیار کی حاجت نہیں جب آمد اور آورد میں شک ہے اور ادنی درجہ یقینی ہے تو الیقین لا یزول بالشک اسکو آمد ہی سمجھنا چاہیئے۔

حال۔ پانچ چھ روز ہوئے ظہر کی سنتیں پڑھ رہا تھا تیسری رکعت میں مجھے بائیں آنکھ میں ایک دائرہ نما روشنی معلوم ہوئی اور ختم نماز تک ترقی ہوتی رہی آنکھ بند رکھنے میں اور کھولنے میں یکساں حالت رہی سلام پھیرتے ہی وہ زائل ہوگئی جب فرض شروع کیا تو اسمیں شروع ہی سے داہنی آنکھ میں بہت تیز روشنی کا دائرہ پیدا ہوا اور ختم نماز تک قائم سلام پھیرتے ہی یہ بھی زائل ہوگیا مجھے اپنے زشتی اعمال کو دیکھتے ہوئے یہ تو کبھی خیال بھی نہیں ہوا کہ میں بھی کسی حالت اور ثمرہ کا مستحق ہوں اور اب جناب والا کے مواعظ دیکھنے کے بعد کبھی اس جانب توجہ ہو ہی نہیں سکتی واقعہ مذکورہ عرض کرنے سے میری یہ غرض ہے کہ یہ دماغی تصرف ہے۔

تحقیق۔ غالب یہی ہے۔

حال۔ یا اور کوئی حالت ہے۔

تحقیق۔ احتمال انوار ذکر کا بھی ہے۔

حال۔ اگر قابل اصلاح ہو تو ہدایت فرمائی جاوے۔

تحقیق۔ بہر حال میں اسکی طرف التفات نہ کیا جاوے یعنی کمال مقصود نہ سمجھا جاوے اور شکر ہر حال میں کیا جاوے۔ اگر دماغی تصرف بھی ہو تب بھی کیونکہ اس سے یکسوئی ہوتی ہے اور وہ یکسوئی معین مقصود ہے کما قال العارف الرومی ؎

از صفت وز نام چہ زائد خیال ۔ واں خیالت ہست دلالِ وصال

النور ص۸۱

مال واولاد وصحت کے فوات میں تفاوت اثر

سوال۔ اور دوسری **تحقیق** یہ ہے کہ متوسطین اولیا کے حال میں دیکھا سنا جاتا ہے کہ ان کو محبوب چیز مثل اولاد اور صحت تندرستی کے ضائع ہوجانے سے بوجہ غلبہ حال کچھ غم والم نہیں ہوا ہے بلکہ خوش ہوتے ہیں اور مسرت ظاہر کی ہے

بخلاف انبیار علیہم السلام اور کمل اولیا جن کے احوال مثل انبیا علیہم السلام کے ہو گئے ہیں انکو بوجہ غایت تمکین کے محبوب شی کے جدا ہو جانے سے طبعاً ہر طرح کا غم والم محسوس ہوا ہے اور اس کے ساتھ دل سے خدا کے ساتھ اوسکی مرضیات پر راضی اور خوش بھی رہے ہیں بہر حال اولاد چونکہ ایک محبوب چیز ہے اور فطرتاً ہر کس وناکس کو اس سے محبت وتعلق ہوتا ہے اسلئے اس کے ضائع ہو جانے سے غم والم پیش آتا ہے اور کمل اولیار وانبیار ع کو بھی اس قسم کا احساس طبعاً ہوتا ہے لیکن دل سے راضی برضائے حق رہتے ہیں اور عوام اس سے مستغنیٰ ہیں کہ وہ ایسے موقع پر مضطر ہو جاتے ہیں اور دل سے راضی برضائے حق نہیں رہتے ہیں بہر صورت کمل اولیا اور انبیار کو اس قسم کا احساس طبعاً صرف اولاد ہی کے ساتھ ہوتا ہے یا مال متاع کے ساتھ بھی کیونکہ یہ بھی محبوب شے ہے چونکہ مال ومتاع کیساتھ عوام کو زیادہ تعلق ہوتا ہے بخلاف خواص کے کہ ان کو اس سے تعلق بہت کم ہوتا ہے اسلئے مال ومتاع کے تلف ہو جانے سے میرے خیال ناقص میں غالباً طبعی رنج وغم والم نہ ہوتا ہے ہوگا یا مثل اولاد وصحت وتندرستی کے مال ومتاع کے بھی تلف ہو جانے سے بہ تقاضائے بشری ان حضرات انبیار علیہم السلام کو بھی غم والم ہوا ہے تشفی فرمائے جاوے۔

جواب۔ کچھ تو اثر طبعاً ہوتا ہی مگر اولاد کے طبعی اثر کے برابر نہیں ور وجہ اس تفاوت کی کہ وہ بھی طبعی ہے یہ ہے کہ مال آلہ ہے دوسرے حوائج محبوبہ کا خود اوسمیں محبوبیت مقصودیت نہیں ور اولاد وصحت میں خود محبوبیۃ ومقصودیت ہے پس ایسے تفاوت سے دونوں کے اثر میں بھی تفاوت ہے۔ النور ص ۱۲۱

مقصودیت اعمال نہ احوال

ایک طالب صاحب کا خط آیا جو ذیل میں مع جواب ہر ہر جزو کے منقول ہوگا جواب اجزار کے قبل ایک مضمون کلی لکھا گیا تھا اسکو اول نقل کیا جاتا ہے

مضمون کلی

مخدومی مکرمی دام مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ الطاف نامہ نے دو حیثیت سے مسرور کیا اولاً یاد آوری سے ثانیاً طلب مقصود حقیقی سے اول پر شکریہ ادا کرتا ہوں ثانی پر دعا وصول کی کرتا ہوں۔ میں اسوقت تمام تکلفات وتواضع رسمی سے قطع نظر کر کے محض خلوص وخیر خواہی سے اس طریق کیمتعلق چند ضروری امور کہ مثل اصول موضوعہ کے ہیں عرض کرتا ہوں اگر تحقیقاً یا تقلیداً انکا اعتقاد اور اس پر عمل

رکھا جاوے تو ہمیشہ کی پریشانی اور غلط فہمی وکجروی سے بچ جاوے وباللہ التوفیق۔

اول۔ ہر مطلوب میں کچھ مبادی ہوتے ہیں کچھ مقاصد کچھ زوائد وتوابع، اصل مقاصد ہوتی ہیں اور مبادی اس سے مقدم مگر مقصود بالعرض اور زوائد اس سے موخر مگر غیر مقصود اسیطرح اس طریق میں بعض مبادی ہیں اور وہ چند علوم ومسائل ہیں جو موقوف علیہ ہیں بصیرت فی المقصود کے اور بعض مقاصد ہیں کہ وہی مقصود بالتحصیل ہیں اور اون ہی پر مدار ہے کامیابی وناکامی کا۔ اور بعض زوائد ہیں کہ انکا نہ وجود معیار کامیابی ہے اور نہ فقدان معیار ناکامی۔

ثانی۔ منجملہ مبادی کے امر اول مذکور بالا ہے جو غالباً اعظم المبادی واجمع المبادی ہے اور دوسرے مبادی پر اثنائے سلوک میں وقتاً فوقتاً تنبیہ واطلاع کیجاتی رہتی ہے۔ اور مقاصد اعمال خاصہ ہیں جو کہ افعال اختیاریہ ہیں جنمیں ایک حصہ اعمال صالحہ متعلق بجوارح ہیں جنکو سب جانتے ہیں نماز وروزہ وحج وزکوۃ ودیگر طاعات واجبہ ومندوبہ اور دوسرا حصہ اعمال صالحہ متعلق بقلب ونفس ہیں مثل اخلاص وتواضع وحب حق وشکر وصبر ورضا وتفویض وتوکل وخوف ورجا وامثالہا اور انکے اضداد کا ازالہ اور ان اعمال اختیاریہ کو مقامات کہتے ہیں اور یہی نصوص میں مامور بالتحصیل ہیں اور انکے اضداد مامور بالازالہ بمعنی الکف والردع اور ان اعمال کی غایت تعلق بحق ورضائے حق ہے کہ روح اعظم سلوک کی یہی ہے اور زوائد احوال خاصہ ہیں مثل ذوق وشوق وقبض وبسط وصحو وسکر وغیبت ووجد واستغراق واشباہہا اور یہ امور غیر اختیاریہ ہیں اعمال مذکورہ پر اکثر انکا ترتب ہوتا ہے اور گاہ نہیں ہوتا یہ احوال نہ مامور بہا ہیں اور نہ انکے اضداد مامور بالازالہ اگر ترتب ہوجائے محمود ہی اگر نہ ہو تو مقصود میں کچھ خلل نہیں اسی لئے کہا گیا ہے المقامات مکاسب والاحوال مواہب پس خلاصہ یہ ہوا کہ طریق میں تین امر مبحوث عنہ ہیں علوم جنسے مقصود میں بصیرت ہوتی ہے اور اعمال جو کہ مقصود ہیں اور ان ہی کا اہتمام ضروری ہے اور احوال جو کہ مقصود نہیں گو محمود ہیں ان کے در پے ہرگز نہ ہونا چاہئے۔

ثالث۔ یہ قواعد کلیہ ہیں باقی جزئیات کا انطباق اس میں ابتداء میں شیخ کی ضرورت ہے، کہ اسکا درجہ طبیب کا سا ہے اور طالب کا درجہ مریض کا سا طبیب سے اپنا حال کہا جاتا ہے وہ نسخہ تجویز کرتا ہے اسکا استعمال کرکے اسکو اطلاع کیجاتی ہے وہ پھر جو رائے دیتا ہے اسپر عمل ہوتا ہے اسیطرح سلسلہ جاری رہتا ہے تا حصول صحت اسیطرح سلوک میں بھی یہی دوام ہے اطلاع اور اتباع تا حصول مقصود یعنی رسوخ نسبت بحق۔

خط طالب مع جواب

حال- میرے مخدوم و مکرم و محترم زاد مجدہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جناب کے زمانہ قیام بمبئی میں میں نے عرض کیا تھا کہ میں نے شاہ . . . صاحب مرحوم مدراسی سے بیعت کی تھی بعد بیعت بلا ذکر و وظیفہ میرے جذبات اس قدر ابھرے تھے اور نماز میں ایسی قدر مجھے لطف آتا تھا کہ عرض نہیں کر سکتا۔

تحقیق- یہ کیفیات احوال میں سے ہے جو کہ غیر مقصود ہے نیز احوال کو دوام نہیں ہوتا مقصود سمجھنے کا انجام بجز مایوسی و پریشانی کچھ نہیں۔

حال- شاہ صاحب کا وصال ہو گیا اور تمام جذبات و شوق میں انحطاط ہونے لگا اب کسی بات میں لطف نہیں آتا نماز بے لطف رسماً ادا کر لیتا ہوں۔

تحقیق- اگر یہ کیفیت بے لطفی کی استقامت علی العمل کے ساتھ ہے قبض کہلاتا ہے جو احوال رفیعہ سے ہے اور بجید نافع اور اگر ترک اعمال کے ساتھ ہے تو حجاب جس کا تدارک و تلافی عود الی الاعمال ہے۔

حال- شامت اعمال اور میرے گناہوں کے یہ نتیجے ہیں۔

تحقیق- نہیں بلکہ فن میں بصیرت نہ ہونا اس کا سبب ہے جس کا علاج بہت سہل ہے یعنی مبادی کا استحضار اور اعمال پر دوام و استمرار۔

حال- یہاں جس بزرگ کا نام سنتا ہوں ڈھونڈ کر ملتا ہوں

تحقیق- یہ علامات طلب سے ہے مگر جب تک کسی محقق کی تقلید محض اور اطلاع کا سلسلہ برابر جاری نہ ہوگا مقصود سے قرب نہ ہوگا یا قرب بھی ہو گیا مگر بصیرت نہ ہونے سے تسلی نہ ہوگی

حال- وہ مجھکو بڑے بڑے اذکار بتا دیتے ہیں

تحقیق- یہ سب علامات ہیں غیر محقق ہونے کی۔

حال- میرا دل مردہ۔ ذرا بھی عبادت کا شوق نہیں ذکر یا وظیفہ مجھسے ہو نہیں سکتا۔

تحقیق- محققین سب حالات کا لحاظ کر کے حسب حال تبلاتے ہیں اور غیر محققین کی نسبت کہتے ہیں ؎

خستگاں را چو طلب باشد و قوت نہ بود
گر تو بیداد کنی شرط مروت نہ بود

حال۔ مولوی ...... صاحب فرنگی محلی یہاں تشریف لائے تھے میں نے سنا تھا کہ وہ بھی اسی راہ کے سالک ہیں ان سے ملا التجا کی انہوں نے کئی وظیفے ارشاد فرمائے بمشکل ایک ہفتہ میں ان وظائف کو نباہ سکا۔

تحقیق۔ میں اپنے معمول کے خلاف محض جناب کے صدق و طلب کو دیکھکر سچی بات ظاہر کرتا ہوں کہ آپ نے جو کچھ اونکی نسبت سنا تھا وہ راوی کی غلطی عظیم تھی وہ تو اس طریق کی کسی ابتدائی منزل پر بھی نہیں۔

حال۔ ذکر و وظیفہ کے پہلے میرے کمبخت دل کو آمادہ کرنا چاہئے کہ پہلے کی طرح ذوق و شوق پیدا ہو۔

تحقیق۔ خود اسی کے اہتمام ہی کی ضرورت نہیں اعمال اختیاریہ اقدام ہیں سلوک کے ان سے چلنا چاہئے

حال۔ میرے مخدوم میں صاف صاف عرض کرتا ہوں کہ خلق اللہ میں مجھسے زیادہ بدتریں اور ارذل کوئی نہ ہوگا سر سے پانوں تک آلودہ گناہ و معصیت۔

تحقیق۔ ایسا سمجھنا یہ بھی ایک مقام ہے الحمد للہ یہانتک تو قدم پہونچا انشاء اللہ تعالی اسیطرح ترقی ہو جاوے گی اعمال میں اشتغال شروع کرنا چاہئے۔

حال۔ یہ صرف شامت اعمال ہے جسکی سزا میں بھگت رہا ہوں۔

تحقیق۔ احوال کا فقدان تو شامت اعمال ہے نہیں ہاں اعمال میں اگر اختلال ہے وہ بیشک قابل نظر ہے جسکی تلافی اختیاری ہے یعنی ہمت سے عود الی الاعمال

حال مگر اللہ تعالے کے فضل و کرم سے ناامید بھی نہیں ہوں کبھی کبھی گھبرا کر پاگل بن جاتا ہوں دل دھڑکنے لگتا ہے۔

تحقیق۔ فن میں عدم بصیرت کے سبب خلاف واقع خیالات کا ہجوم اسکا سبب ہے بعد استحضار مبادی کے یہ پریشانی نہ رہیگی اور اس سے جو سوداویت وغیرہ ہو گئی ہو اسکا علاج طبی بھی ساتھ ساتھ ضرور ہے۔

حال۔ حکیموں کی تجویز ہے کہ سوداویت بڑھ گئی ہے

تحقیق۔ ایسا ہو جاتا ہے جس کا تدارک ابھی عرض کیا ہے۔

حال۔ کئی دنوں سے ارادہ کر رہا ہوں کہ آپ کی خدمت میں اپنا حال سچا سچا عرض کروں

سو عرض کر دیا۔

تحقیق۔ بہت ہی اچھا ہوا ع نتواں نہفتن درد از طبیباں۔

حال۔ للہ ایسی توجہ فرمائیے کہ مجھ بدبخت گناہ گار کی حالت سنبھل جائے ورنہ میرا کہیں ٹھکانہ نہیں

تحقیق۔ میں نے واللہ دل سوزی و خیر خواہی کا کافی حق ادا کر دیا ہے آگے عمل کرنے سے مشاہدہ نفع کا ہو جاویگا۔

حال۔ مستحق سزائے شدید عبداللہ احمد۔

تحقیق۔ بلکہ جزائے مزید۔ النور صـ ۱۲۶

حال۔ نماز میں یہ چاہتا ہوں کہ رقت ہی رقت رہے اس کی کیا صورت ہے۔

تحقیق۔ غیر اختیاری امور کا کبھی قصد نہ کریں۔ انجام پریشانی ہے جو ہو جاوے خدا تعالیٰ کا شکر کریں اور اصلی کام میں لگیں۔

حال۔ بعد عشاء اسم ذات شریف (یعنی اللہ اللہ) جو میں پڑھتا ہوں اس میں دل کو رقت معلوم ہوتی تھی مگر اب وہ بات مفقود ہے علاج فرمایا جاوے۔

تحقیق۔ یہ مرض نہیں امر لازمی ہے۔ سب کو یہی ہوتا ہے باقی سب محمود ہے اصلی کام میں لگے رہیے۔ ان امور کی فکر نہ کیجئے۔ النور صـ ۲۳۶

حال۔ مگر رقت پھر بھی نہیں ہوئی۔ حضور اصلاح فرماویں۔

تحقیق۔ رقت مقصود نہیں۔ اس فکر میں نہ پڑئیے۔ اوپر بھی غیر اختیاری امور کا قاعدہ لکھ چکا ہوں۔ النور صـ ۲۳۷

حال۔ عرصہ دو سال کا ہوا جب حضور میں حاضر ہوا تھا یہ عرض کیا تھا کہ بجائے اللہ اللہ کے انا اللہ کہنے کو بالاضطرار جی چاہتا ہے۔ حضور کی توجہ سے یہ حالت اسی وقت مٹ گئی اور اپنے کام میں مشغول رہا۔ اب ایک جدید حالت پیدا ہوئی وہ یہ کہ قلب میں اللہ تعالیٰ کے تصور سے کبھی مثل آفتاب کے اور کبھی مثل چاند کے معلوم ہوتا تھا۔ اور تمام جسم میں مثل تاروں کے پھر یہ سب مٹ کر تمام جسم میں ایک روشنی سی پھیل گئی۔

تحقیق۔ ان آثار کی یہی کیفیت ہے ؎

روزہا گر رفت گو رو باک نیست
توبماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست النور صـ ۲۴۵

حال۔ حسب الارشاد عالی حصہ چہارم و حصہ پنجم تربیت السالک کا مطالعہ کیا گیا بہت دل کو اطمینان حاصل ہوا ان سب رسالوں کے مطالعہ سے باتیں میرے ناقص فہم میں منتخب ہوئیں کہ ان پر دل کو اطمینان اور ٹھکانا دیا ہے اگر میرا فہم غلط ہے تو متنبہ فرمایا جاوے۔ وہ باتیں یہ ہیں ضروری اور اختیاری چیزونپر پورا پورا عمل کرنا۔

تحقیق۔ خصوص جنہیں شریعت کی تاکید ہے انکا سخت اہتمام رکھنا۔

حال۔ غیر ضروری امر میں اختیاری چیزوں کے پیچھے ہرگز نہ پڑنا تعجیل نہ کرنا خواہشات کو بند کرنا۔ الحمدللہ اب وسوسہ وغیرہ کم ہیں۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ آپ بالکل صحیح سمجھے۔

النور ص ۳۱۹

حال۔ احقر کو جناب والا سے بہت شرمندگی ہے کہ حاضر خدمت ہونا تو درکنار ارسال عریضہ سے بھی قاصر ہے اور خالی معمولات ادا کر لینا تو ایسا ہے کہ جیسے ایک ہی نسخہ پئے چلے گئے، جس کا نتیجہ عیاناً دیکھ رہا ہوں کہ جناب والا کے فیض سے محروم ہوں، قلب بالکل غافل ولاہی ہو گیا ہے اور بالکل کورا معلوم ہوتا ہے اس میں کوئی محرک نہیں رہا۔ قبض و بسط کہیں کا حس نہیں رہا۔ معمولات بھی بے ترتیب ہوتے ہیں۔ اگرچہ ناغہ نہیں ہوتے افسوس اور ملال تو ان سب امور پر ضرور رہتا ہے اور حاضر ہونے کی دھن ضرور ہے باقی قلب کی حالت بہت خراب ہے۔ ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا ہوں۔ کہ جناب والا تاحاضری دور ہی سے امداد فرما دیں۔

گھر میں کی طرف سے بعد سلام کے عرض ہے کہ معمولات برابر جاری ہیں گر ناغہ ہو جاتے ہیں اور ان میں جی نہیں لگتا توجہ فرمائیے۔

تحقیق۔ حاصل آپ کے تمام تر خط کا یہ ہے کہ اعمال ہیں مگر احوال نہیں۔ تو اس میں سوال یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک اور مقدمہ کی تحقیق ضروری ہے وہ یہ کہ احوال آیا لازم ہیں یا غیر لازم شق اول کی دلیل کیا اور شق ثانی پر رنج کیوں۔ (تربیۃ السالک کی جلدوں کا مطالعہ ایسی حالت میں ضروری ہے) یہی جواب گھر میں بھی ہے۔

النور ص ۳۵۲

حال۔ ایک بات میرے اندر یہ ہے کہ جس طالب علم سے ذرا تعلق زیادہ ہو جاتا ہے۔ دل پر

چاہتا ہے کہ میرے ہی پاس پڑھتا رہے۔ مدرسہ میں مدرسین اساتذہ بھی ہیں اور غیر اساتذہ بھی۔ اگر اساتذہ کے پاس جاکر پڑھتا ہے تو خیر کچھ قلق نہیں ہوتا، ہاں اگر غیر اساتذہ کے پاس سبق شروع کرتا ہے تو قلق ذرا شدید ہوتا ہے۔ نفس سے خطاب کرتا ہوں۔ تو جواب ندارد اسوقت سمجھ میں آتا ہے کہ یہ اسکی ہی شرارت ہے البتہ اگر وہ معلم غیر متدین ہوتا ہے تو نفس کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ قلق و افسوس اس وجہ سے ہے کہ کہیں اس طالبعلم پر صحبت بد کا اثر نہ پڑ جائے چنانچہ ایک مدرس مدرسہ میں افعال بدعت کی طرف میلان رکھتے ہیں بلکہ شرکت بھی کرتے ہیں ہمیشہ دل سے چاہتا رہتا ہے کہ مدرسہ سے ان کا تعلق جاتا رہے تو اچھا ہے۔ طالب علم ان کے پاس پڑھکر ہمرنگ انکا ہوجاتا ہے (اہل مدرسہ کو اس طرف مطلق توجہ نہیں) آج اپنے ایک طالب علم کو ان کے پاس خوشنویسی سیکھتے ہوئے دیکھا (یہ صاحب عربی خط خوب جانتے ہیں) بس دیکھتے ہی قلب پر بہت بڑا اثر پڑا۔ تین چار گھنٹہ برابر رہا، سمجھاتا تھا کہ آخر کیوں اتنا رنج کرتا ہے اگر وہ بگڑ جاوے تو تیرا کیا نقصان تجھے جہانتک ہوسکے اصلاح کرتے رہنا اس کے بعد کہیں اثر قلبی کم ہوتا گیا دل اب بھی یہی چاہتا ہے کہ وہ ان سے سیکھنا چھوڑ دے۔ ایک تو یہ بات ہوتی ہے، دوسری یہ کہ اگر کسی مدرس کے پاس سے چھوڑ کر میرے پاس پڑھنے آجاوے تو کچھ خوشی سی معلوم ہوتی ہے نفس کو خط ہوتا ہے۔

تحقیق۔ یہ کیفیت تو غیر اختیاری ہے اور اثر بھی غیر اختیاری مگر اس کے مقتضار کو عمل میں لانا اختیاری ہے۔ تو اختیاری سے بچئے اور غیر اختیاری کی فکر میں نہ پڑیئے اگر رنج ہو تو برداشت کیجئے۔

النور ص ۳۶۹

حال۔ بتاریخ ۵ رشعبان کو مابین عشاء و مغرب بحالت غنودگی دیکھا کہ خادم کے دست چپ کی طرف سے کسی نے ہاتھ بڑھاکر ایک چیز مثل حلوا کے خادم کو عطا کی اسی ساعت خادم کے دست راست یعنی داہنی طرف سے کسی نے ہاتھ بڑھاکر وہ چیز یعنی حلوا مذکور خادم سے لیلیا یعنی خادم نے انکو دیدیا اسیوقت خادم کو معلوم ہوا کہ بائیں جانب کے دست مبارک حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہیں اور دائیں جانب کے دست مبارک ہمارے حضور سرور عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں خادم کا کف دست جناب اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے حلوا دینے کے

وقت مَس ہوا تو خادم کی زبان سے الحمد للہ نکلا اور خادم نے خود اپنے ہاتھوں کا بوسہ لیکر آنکھوں سے لگایا اور درود شریف پڑھا پھر آنکھ کھل گئی اس وقت خادم کے قلب میں فرحت و سرور بے اندازہ پیدا ہوا بلکہ اس فرحت کا اثر خادم کے دل میں ابتک باقی ہے اطلاعاً برائے تحقیق عرض ہے۔

تحقیق۔ بائیں طرف قلب ہے وہ حلوا بعض احوال عشقیہ ہیں جنکا منشا نسبت موسویہ ہے چنانچہ تمنائے رویت اسی سے ناشی ہوئی تھی اور داہنا ہاتھ جارحہ ہے اعمال تو یہ کا اس سے حلوے کا لے لینا اشارہ ہے کہ احوال کو غیر مقصود سمجھکر اعمال میں مشغول ہونا چاہیے اور اہتمام اعمال کا منشا نسبت محمدیہ ہے خلاصہ یہ کہ احوال سے اعمال زیادہ افضل اور زیادہ موجب قرب ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ممکن ہے کہ آپ کے کسی خطرہ کا جواب ہو حاصل جواب یہ ہوگا کہ احوال کو اعمال میں فانی کرنا چاہیئے۔ النور صـ ۴۶

غیر صاحب حال کا جنت سے بے پروا ہونا مذموم ہے

حال۔ رضائے الٰہی کا ہر وقت خیال رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی طلب میں جنت کا خیال بھی مغلوب ہے

تحقیق۔ غیر صاحب حال کا یہ حال ناشی ہے عدم اطلاع علی الحقیقۃ سے اور نقص ہے علم کا کیونکہ اگر فرض کیا جاوے کہ کسیکو دوزخ میں معاقب کریں مگر ناراضی نہ ہو کیا غیر صاحب حال اسپر راضی ہوگا تو یہ دھوکہ ہے اور صاحب حال کا یہ حال معاف ہے۔ النور صـ ۱۲۸

آثار فنا

حال۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ۔ مخدومی و مکرمی و سیدی و شیخی مدت فیوضکم العالی۔ امابعد تسلیمات مسنونہ کے گذارش یہ ہے کہ حضرت والا کے اثنائی سفر میں بندہ نے علاوہ معمولات دائمی کے ظہر کے بعد بھی بارہ ہزار معمول رکھا تھا اور حالات یہ ہیں کہ اثنائے ذکر میں کبھی چپ راست اور سامنے کو انوار مثل ضیاء القمر اور کبھی سر پر چاند کیطرح اور کبھی سفیدی اور کبھی ستارے نظر آتے ہیں مگر پائدار نہیں اور جب خیال اس طرف کو جاتا ہے تو غائب ہو جاتے ہیں اور جب اپنے نفس پر نفسانی خیالات کا غلبہ پاتا ہوں اور دنیاوی خیالات آتے ہیں اثنائے ذکر میں اگر جمع خاطر نہ ہو یا خیالات آتے ہوں تو حضرت والا کا تصور کرتا ہوں خدا کے فضل سے سب محو ہو جاتے ہیں اور جب مراقب ہو کر بیٹھتا ہوں تو اپنے قلب میں ایک نور معلوم ہوتا ہے خدا کے فضل سے اس وقت اپنے مرض کا بھی پتا چلتا ہے اور تکشف کے مطالعہ

سے بہت فائدہ ہوا بہت سے مسائل دقیقہ پر مطلع ہوا نیز اپنے علاج بھی ملے وغیر ذلک نیز حالت ایک قسم پر نہیں رہتی ہے کبھی رغبت کبھی رہبت وغیر ذلک اقسام طاری ہوتا ہے کبھی مشاہدہ وقرب خداوندی کا خیال کا غلبہ کبھی حضوری کا اثر پاتا ہوں اور مراقبہ سے قلب میں ایک کشش پاتا ہوں اور اپنی اصلاح کی فکر اور ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ خداوند کریم کو کس طرح راضی کروں اور کیسے اسکی ناراضگی سے بچوں اور کس طرح سے اس سے ملوں اور اور اسی کشش سے قلب ہمیشہ بے چین اور مضطرب ہے اور آواز آہ نکلتی ہے اور وصل کی طالب ہے اور اس صدمۂ فراق سے جی چاہتا ہے کہ اپنے سینہ کو پھاڑ دوں اور اپنے کو ہستی سے مٹا دوں اس کا بیان مجھ سے نہیں ہو سکتا ہے اور ہمیشہ جی چاہتا ہے کہ اپنے کو فنا کر کے مشاہدۂ باری عز اسمہ پر رہوں مگر اپنے نفس سے ہوتا ہی نہیں کیا کروں اور کبھی قلب پر ایک جوش پیدا ہوتا ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ ہمیشہ عبادت میں لگا رہوں غفلت سے کوئی وقت نہ گذرے بعد غفلت ہمیشہ اپنے قلب کو پُر صدمہ پاتا ہوں اگر کبھی معمولات قضا ہو جائیں تو اس کا بیان ہی نہیں ایک کشش ہوتی ہے۔ وہ چین نہیں لینے دیتی ہے جب تک کہ قضا کو ادا نہ کیا جاوے اس وقت میل جول سے دل متنفر ہے چونکہ بعد مغرب مراقبہ ہوتا ہے لہذا اس وقت سے صبح تک کسی سے بات چیت کرنے کو بالکل جی نہیں لگتا ہے اس وقت صدمہ زیادہ افزوں ہو جاتا ہے اور گناہ کو نہایت شرمندہ توبہ کرتا ہوں اہتماماً بعد عشاء ہر روز دو رکعت نفل پڑھکر توبہ کرتا ہوں چونکہ ہمیشہ فکر اصلاح ہے لہذا کوئی شغل گو وہ خفیف کیوں نہ ہوں حائل عظیم معلوم ہوتا ہے حضور والا جب اپنے حالات کو دیکھتا ہوں اور افعال واقوال وغیر ذلک کی طرف خیال کرتا ہوں تو اپنے کو نیست پاتا ہوں کیا بتاؤں اپنے حال بدتری کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے حضور والا کیا تحریر کروں مجھے حسرت ہی رہی ؎

؎ بپایاں آمد ایں دفتر حکایت ہمچناں باقی

تحقیق۔ فرحت فرحا کثیرا افزادکم اللہ ہذہ العلوم وہذہ الاعمال وہذہ الاحوال۔

یہ جلد اوّل القاسم کے پرچوں میں مدت سے مسلسل چھپی ہوئی اسکی جلد ۶

کے نمبر ۲ بابت رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ میں اس جملہ پر ختم ہوئی ہے اسلئے یہ منقص اجزء نہ ہوگی مگر اس جلد کے ختم ہونیکے قبل ہی کارکنان مطبع احمدی لکھنؤ نے اس کو جداگانہ طبع کرنیکا اہتمام کرنا چاہا چونکہ اس وقت تک یہ مکمل شائع نہ ہوئی تھی اسلئے صرف القاسم کی جلد ۳ نمبر ۹ بابت ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ کے مضمون تک جو کہ اس جملہ پر ختم ہوا ہے سلسلہ تعلیم کا جاری رہ سکتا ہے چھاپکر رسالہ الابتلاء لاہل الاصطفاء شائع کرسکے البتہ اس مطبوعہ احمدی میں خدا جانے کس عارض اتفاقی سے درمیان کی تھوڑی سی عبارت بے ترتیب ہو گئی جو اس کے بالکل صفحہ اخیر پر درج ہے کہ وہ القاسم میں مقدم ہے گو یہ بے ترتیبی کچھ مضر نہیں لیکن محض رفع اشتباہ کیلئے اس پر بھی تنبہ کر دیا بہرحال اس نمبر ۹ جلد ۳ کے بعد کا مضمون بوجہ مذکورہ مستقلاً شائع ہونے سے رہ گیا، اس لئے ضرورت معلوم ہوئی کہ اس بقیہ کو بھی بعنوان تتمہ جلد اول جداگانہ شائع کر دیا جاوے یہ بقیہ القاسم میں جلد ۴ نمبر ۱ بابت جمادی الاول ۱۳۳۲ھ سے جلد ۶ نمبر ۲ بابت رمضان ۱۳۳۳ھ تک میں پھیلا ہوا ہے، نیز معلوم نہیں کس وجہ نامعلوم سے خود القاسم میں بھی تھوڑا سا مضمون اس جلد اول کے مسودہ میں سے شائع ہونے سے رہ گیا، مناسب معلوم ہوا کہ اس تتمہ کے ساتھ اس کو بھی بعنوان ضمیمہ جلد اول ملحق کر دیا جاوے پس اول تتمہ کا مضمون پھر ضمیمہ کا مضمون بترتیب پیش کیا جاتا ہے فقط

محمد اشرف علی سابع جمادی الاخری ۱۳۳۴ھ النور ص ۱۵۰

حال۔ خیال ہوتا ہے کہ میرا حال جو کچھ ہے وہ صرف حضرت کی محبت و برکت و دعا کا اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ حالات و واردات محمودہ قلب پر نازل فرماتے ہیں اور ضعف و مرض کی اقتران سے کیفیات میں شدت پیدا ہو جاتی ہے جس کو غلطی اور نادانی سے اپنے خیال میں بڑی چیز سمجھ لیا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ؎

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے　　خواجہ را حاصل بجز پندار نیست

تحقیق۔ یہی خیال شرط و علامت مقصود ہے اللھم زد فزد۔

حال۔ البتہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نعمت کا شکر ہے کہ انکا احسان حد سے زیادہ متوجہ حال ہے کہ باوجود میری سخت گستاخیوں اور بدعملیوں کے وہ میری پردہ پوشی فرماتے ہیں اور مجھ جیسے بیکار نابکار کو اپنی خاص نعمتوں سے بہرہ ور فرماتے ہیں والحمد للہ علی احسانہ ؎

اے خدا قربان احسانت شوم　　اس چہ احسان است قربانت شوم

ورنہ اپنی زیانکاری حد سے زیادہ گذر گئی - اور ان کی نعمت حد سے زیادہ گذر گئی آخرکار مجھکو بھی اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عفو و مغفرت غالب آئیگی - ورنہ میں اپنے آپکو گناہ سے محفوظ نہیں پاتا ہوں اور توبہ بھی کوئی پختہ نہیں ؎

گر او توبہ بخشد بماند درست　　کہ پیماں ما بے ثبات است و سست

تحقیق - اس کا منشا فنا کی ایک قسم ہے تکمیل اس کی توکل و تفویض و التجا الی الحق فی اصلاح الحال و ترک ما یضر فی المآل سے کرنا چاہیئے -

حال - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسائل شرعیہ مجھے بہت کم یاد رہ گئے. حالانکہ دن رات اکثر یہی مشغلہ ہے پیش آجانے کے وقت کتاب سامنے ہوتی ہے تو اس وقت تو کچھ معلوم ہو جاتا ہے بجز قلب کا اس طرف التفات نہیں رہتا - اور اُس استحضار کا اثر بھی مٹ جاتا ہے قلبی حالات میں بھی تخبیط العشواء میری حالت ہے میں کسی مصرف کا نہیں رہا نہ دل دانا نہ چشم بینا یہ حالت ہے کہ ؎

ہمہ در بند پنداریم ماندہ　　بصورتہا گرفتاریم ماندہ
ہماں بہتر کہ ما مشت ہوسناک　　کنیم آئینہ از زنگ ہوس پاک
زبود خود فراموشی گزینیم　　پس زانوئے خاموشی نشینیم
ہماں بہتر کہ ما در عشق پیچیم　　کہ بے ایں گفتگو ہیچیم ہیچیم

تحقیق - فنا کے ساتھ ضعف قلب و دماغ کا انضمام اس کا سبب ہے اور سب محمود ہے بے فکر رہیں -

النور ص ۱۸۰

حال - بموجب ارشاد والا رمضان میں شغل بالقرآن زیادہ رہا اور بہت ہی دلچسپی رہی اب اکثر اوقات دل چاہتا ہے کہ ایسی خاموشی سے کسی زاویہ میں زندگی بسر کیجاوے کہ موت و زیست کی بھی خبر نہ ہو اور اس پر عمل بھی کر رہا ہوں اجزائے زندگی سمیٹ رہا ہوں حکام سے ملاقات ترک کردی کیونکہ ہوس تو اسی سے بڑھتی ہے ایک مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھاتا تھا حضرت کی خدمت سے واپسی کے بعد جو میں نے نماز و خطبہ پڑھایا تو لوگوں پر بڑا اثر ہونے لگا اعتقاد شروع ہوگیا مجھکو خطرۂ عجب ہوا خوف ہوا کہ پڑھتے پڑھتے کچھ کا کچھ نہ ہو جائے میں نے بالکل بے مروتی سے امامت سے انکار کردیا - اب جامع مسجد میں

اگرچہ فاصلہ پر ہے نماز اقتداءً پڑھتا ہوں۔

تحقیق۔ الحمد للہ کہ آثار فنا شروع ہو گئے حق تعالیٰ ان کو مکمل اور راسخ فرما دے جس چیز کو اپنے احباب کیلئے میرا دل چاہا کرتا ہے وہ یہی فنا ہے۔ ترک امامت میں تعجیل فرمائی آیندہ ایسے امور میں مشورہ مناسب ہے مگر الخیر فی ما وقع اس کے حیلہ سے جامع مسجد کی نماز نصیب ہو گئی جس میں ثواب کا تضاعف ہے۔ النور صـ ۳۱

حال۔ خطرات و توہمات جو پیدا ہوتے ہیں ان پر توجہ کئے بغیر کام میں لگا ہوں سب سے زیادہ خطرہ یہ رہتا ہے کہ تو بدترین خلائق ہے اور تیرا کوئی نیک کام کسی قابل نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ یہ خطرہ تو بحر معرفت کا قطرہ ہے خدا تعالیٰ اس کو دریا کر دے۔ النور صـ ۵۶۹

رقت قلبی مقصود ہونا

حال۔ حضرت جب میں وعظ وغیرہ کہتا ہوں تو سننے والوں میں سے بعض رو دیتے ہیں مگر مجھے کبھی رلائی نہیں آتی۔ اور نہ کبھی ذکر وغیرہ میں خدا کے خوف سے رلائی آتی ہے اس کا باعث سنگدلی ہے یا اور کچھ اپنے سنگدل ہونیکا خیال بہت آتا ہے اور حدیث انما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء خیال کر کے دل کو صدمہ ہوتا ہے خادم کے تشفی فرما دیں۔ اگر کوئی رنج والا روئے تو اس کی مدد وغیرہ کر دونگا مگر مجھے رلائی نہ آویگی۔

الجواب۔ رونا دل کا مقصود ہے آنکھ کا نہیں سو وہ حاصل ہے دلیل اسکی تاسف ہے۔ النور صـ ۱۵۲

ہم سلسلہ فہیم سے اپنی باطنی حالات کے تذکرہ کا جواز

سوال۔ حضرت کے تعلیم اور نفع ذکر بالکل کسی سے نہیں کہہ سکتا ہوں یا مثل مولوی عبدالغنی صاحب وغیرہ سے کہہ سکتا ہوں۔

الجواب۔ وہ اپنے ہیں اور فہیم ہیں ان سے کہہ سکتے ہیں۔

حالات مبارکہ

حال۔ ذکر میں بعض اور حالات بھی ہوتے ہیں مثلاً ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ دل وسیع ہو گیا ہے۔ ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ حضور کے دست حق پرست میں بندہ گنہگار کا ہاتھ بطریق بیعت دیر تک معلوم ہوتا رہا ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ حضور کا یمین مبارک بندہ کے قلب پر رکھا ہوا ہے کبھی انوار قلب سے باہر محاذی

قلب سے نظر آتے ہیں اور کبھی اندر سے نماز و اذکار میں کسل نہیں رہا بلا تکان ادا ہوتا ہے بلکہ انس پاتا ہوں۔ علاوہ اوقات ذکر کے بعض دیگر اوقات میں قلب سے اللہ اللہ اس حرکت کے ساتھ مفہوم ہوا کرتا ہے جو کہ پھیپرے یا دل کی ہے اسی طرح نماز کے اوقات میں خواہ کسی دوسرے کام میں کیسی ہی مصروفیت ہو یہ حرکت نماز کی یاد دہانی کرایا کرتی ہے اگر کسی گناہ کی طرف ارادہ ہوتا ہے تو اس وقت بھی نفی اثبات یا اللہ اللہ جاری ہو جاتا ہے کبھی اور طریق سے بھی تنبیہات ہوتی ہیں۔ ایک مرتبہ نماز تہجد کے وقت آنکھ لگ گئی اٹھنے میں دیر ہوتی تھی تو سوتے میں یہ آیۃ باربار زبان پر تھی۔ یوم یجمعکم لیوم الجمع الآیۃ ایک مرتبہ اسی طرح یہ آیۃ زبان پر تھی و انذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر۔ ایک مرتبہ خواب میں معلوم ہوا کہ حضور اقدس نے ایک تھیلی روپیہ اور زیور سے بھری ہوئی امانت رکھنے کیلئے عاجز کو دی ہے عاجز حضور کے روبرو اس کو شمار کر رہا ہے آنکھ کھل گئی یہ سب کچھ حضور کی توجہات و تصرفات ہیں بندہ محض گنہگار ہے اور اس وقت کچھ یاد نہیں آتا ہے کیا عرض ہو

تحقیق۔ یہ سب حالات مبارک ہیں اللہ تعالیٰ ترقی و استقامت نصیب فرماوے۔

حال۔ باوجود اس کے ایسا زمانہ بھی آتا ہے کہ کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے خالی اور کورا ہوجاتا ہوں اس کو اپنی غفلت اور گناہوں کا باعث سمجھتا ہوں۔

تحقیق۔ ہاں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ جب ایسا احتمال ہو تو استغفار کی کثرت چاہیے اور کبھی اس میں دوسرے اسباب اور حکمتیں بھی ہوتی ہیں اس اعتبار سے یہ بھی ایک حالت رفیعہ اور نعمت ہوتی ہے جس پر صبر اور شکر ضروری ہے جہاں سمجھ میں نہ آوے استغفار اور شکر اور صبر سب کو جمع کر لیا جاوے۔

حال۔ البتہ ایک تجربہ ضرور ہوا ہے کہ حضور کی توجہات بندہ عاجز کے حال پر بہ نسبت دیگر ایام کے شب جمعہ و روز جمعہ کو زیادہ ہوتی ہیں۔

تحقیق۔ میرا اس میں خاص دخل نہیں مگر حق تعالیٰ کیجانب سے انا عند ظن عبدی بی کا معاملہ ہوتا ہے

حال۔ علاوہ فوائد دینی کے دنیوی فوائد سے بھی بندہ محروم نہیں ہے۔

تحقیق۔ الحمد للہ فراغ دنیوی بھی نعمت ہے۔

النور ص ۱۰۷

انوار کا قابل التفات نہ ہونا

حال۔ میں ابتک نہیں سمجھا کہ لطائف میں جو فیض ہوتا ہے وہ کیا شے ہے کتابوں کے دیکھنے سے پایا

جاتاہے کہ انوارات رنگ برنگ کے اگر نمایاں ہوں تو قابل اعتبار نہیں ان کی نفی لازم ہے اس کے علاوہ جو کچھ محسوس ہوتا جاوے اس کی بھی نفی لازم ہے۔ انوارات کے علاوہ جو محسوس ہوتا ہے اس کی مثال ذرا دشوار ہے لیکن اسم ذات کی کثرت سے لطائف میں سوزش ہوتی ہے اور کوئی شے مثل ہوا کے بھر کر پھیل جاتی ہے۔ شروع میں ایک ثقالت محسوس ہوتی ہے اور جس قدر غور و فکر کیا جاتا ہے اسمیں باریکی سی پائی جاتی ہے سمجھ میں نہیں آتا کیا شے ہے اور اس سے کیا کام نکلیگا۔

تحقیق۔ واقع میں یہ انوار و آثار قابل التفات نہیں ان میں اکثر دخل اسباب طبعیہ کا ہوتا ہے اور اگر ایسا بھی نہ ہو تب بھی ملکوت مثل ناسوت کے غیر قابل التفات ہے ناسوت اگر حجاب ظلمانی ہے تو ملکوت حجاب نورانی اور حجاب مطلقاً حاجب ہے اور حاجب کا رفع واجب ہے البتہ ان کیفیات میں اگر یہ ہوں (کیونکہ ان کا ہونا لازم نہیں) یہ مصلحت ضرور ہے کہ ان سے شاغل کو ایک گونہ یکسوئی ہوتی ہے جس سے اگر ذکر میں کام لے تو مفید ہے یعنی مذکور کی طرف توجہ خالص کرے ورنہ اگر خود اس میں مشغول ہو گیا تو یہ دوسرے خطرات سے بھی زیادہ مضر ہے کہ غیر مقصود کو مقصود بنالیا اور سوزش کے بعد جو چیز پھیلتی ہے وہ حرارت ہے حرکت سے اسمیں لطافت آجاتی ہے اور اسمیں وہی تقریر ہے جو اوپر عرض کی کہ مورث یکسوئی ہے مگر مقصود نہیں۔ النور صفحہ ۹

حال۔ جمال الٰہی نہ دیکھیں نہ تصوف والوں کو دعویٰ ہے۔ محسوسات اور عجائب و غرائب یا کوئی سرور جو حاصل ہوتا ہے اہل تصوف کے نزدیک اس کی فنا لازم ہے۔

تحقیق۔ اس کی تحقیق نمبر ۱ میں گذر چکی ہے۔

حال۔ تمام لطائف و دیگر مقامات مجددی میں جس کو فیض کہا جاتا ہے وہ حس میں ایک ہی صورت سے آتا ہے اور مراقب کو ایک ہی حالت تک پہونچاتا ہے۔

تحقیق۔ نہ اس کا مطلب سمجھ میں آیا ہے اور نہ اس سے جو مقصود ہے وہ سمجھ میں آیا واضح لکھنا چاہیے

حال۔ مجھکو معلوم تھا کہ خفی کا رنگ سیاہ ہے مجھکو اس قسم کا رنگ اکثر اوقات دیگر مقامات پر بھی محسوس ہوا کرتا ہے۔

تحقیق۔ خفی کا سیاہ ہونا منقول ہے نہ کہ ہر سیاہ کا خفی ہونا دوسرے ممکن ہے کہ دوسرے لطیفہ میں یہ سیاہی خفی کا عکس ہو کیونکہ اہل کشف تعاکس انوار لطائف کے قائل ہیں تیسرے بعض سیاہی خلطی ہوتی ہے اور یہ درحقیقت سند منع ہے متعلق احتمال اول کے۔ النور ص ۱۶

ضرورت خلوت

حال۔ میری کور باطنی میں کوئی فرق نہیں نظر آتا دیکھئے کب تک یہ نمائش محض مقدر ہے۔

تحقیق۔ یہ کور باطنی نہیں ہے یہ نایافت ہے مبارک ہو۔

س۔ بعض ملنے والے بیکار زیادہ دیر تک سمع خراشی اور ہرج کیا کرتے ہیں ان سے سہولت اور نرمی کیساتھ اٹھ جانیکی التجا کر دیجاوے اس میں کیا مضائقہ ہے۔

ج۔ ان کو نہ اٹھائیے خود کوئی خلوت کی جگہ اپنے لئے تجویز کر کے ان سے اجازت لیکر اٹھ کھڑا ہو۔

النور ۱۶۲

انوار ذکر

حال۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرض یہ ہے کہ رات کو حالت ذکر میں مشابہ خواب ہو کر اچانک ایک چاند روشن ہے سے میرے سینہ کی طرف روشنی پڑی جیسا کہ میں بالکل بیدار ہی ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد زائل ہو گیا

تحقیق۔ قرائن سے یہ انوار ذکر معلوم ہوتے ہیں مبارک ہو۔

النور صـ ۱۶۳

پریشانی کا علاج

س۔ میری طبیعت کچھ عرصہ سے بہت پریشان ہے اور کچھ کام نہیں ہوتا بلکہ صبح کی نماز بھی جماعت سے نہیں ہوتی ہے حضور للہ دعاء فرمادیں۔ خدمت میں حاضری کو بھی جی چاہتا ہے۔

الجواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، غسل تازہ کر کے کپڑے بدلکر عطر لگا کر دو رکعت نفل پڑھکر استغفار کرنا اور ایک ہزار بار یا باسط پڑھنا اس کے لئے نافع ہے اور آپکا اختیار ہے

النور صـ ۱۶۲

حال۔ حضور والا اس ناچیز کی دستگیری فرمادیں۔ مجھ سا نالائق شاید دنیا میں کوئی بھی نہ ہوگا عموماً دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں کوئی دین کے کام کا اور کوئی دنیا کے کام کا۔ مگر یہ بدنصیب کسی کام کا بھی نہیں جب اپنی یہ حالت سوچتا ہوں تو جی چاہتا ہے کہ اس زندگی سے مرنا اچھا ہے مگر اپنی بداعمالیوں سے مرنا بھی مشکل ہی معلوم ہوتا ہے بعض وقت اعتراضاً نہیں بلکہ اپنی نالائقی پر خیال ہوتا ہے کہ میں ناحق پیدا کیا گیا۔ یوں تو ظاہری و باطنی کوئی کل سیدھی نہیں ہے لیکن سب سے زیادہ دل کی کمزوری ہے۔ ادنیٰ حالت اس ناپاک کی یہ ہے کہ آخر شعبان میں آنحضرت نے عنایت شفقت سے رحم فرما کر اس نالائق کو حاضری در اقدس کی اجازت عطا فرمائی تھی مگر اب تک نہ حاضر ہو سکا

حالانکہ ظاہری اور واقعی کوئی ایسا قوی مانع نہیں ہے اگر ہے تو صرف ضعف قلب ضعف ارادہ یا نفسانی شرارت کہ اب تک ہمت نہیں ہوتی۔ اس ضعف قلب کیلئے دو تین ماہ سے گورکھپور جو صرف تین گھنٹہ کا راستہ ہے جانیکا قصد و سامان کرتا ہوں اور بارہا ایسا ہوا ہے کہ سب سامان سفر درست کیا اور عین چلنے کے وقت ہمت پست ہوگئی۔ اور نہیں گیا۔ چنانچہ کل بھی یہی واقعہ ہوا کہ سب اسباب بندھا ہوا۔ اور نہیں گیا۔ دل میں سبب ٹٹولتا ہوں۔ تو سیکڑوں حیلے شرعی اور فرضی ملجاتے ہیں لیکن اصلیت یہ ہے کہ مجھے کسی سے ملنے یا بات کرنے میں بڑی الجھن ہوتی ہے۔ دل دھڑکنے لگتا ہے کسی بات کا جواب دھڑکن و گھبراہٹ کی وجہ سے ٹھیک نہیں۔ نکلتا۔ ملنا ملانا تو درکنار محض اس خیال سے کلفت ہوتی ہے کچھ عجیب حالت ہے اکیلے نہایت شوق سے قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہتا ہوں۔ جہاں کوئی شخص آیا اور سننے لگا بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب بھول گیا۔ اور پڑھنا دشوار ہوجاتا ہے نماز میں بھی جو سورت سیکڑوں بار کی پڑھی ہوئی ہے اگر پڑھتا ہوں اور کوئی ذرا سا بولدیا بس بھول گیا اب دوسرا اگر پڑھوں تب پڑھ لوں ورنہ سب بھول جاتا ہوں۔ دینی و دنیاوی صریح اپنا نقصان دیکھتا ہوں مگر قلب و زبان میں قوت نہیں کہ اسکو دفع کروں۔ تھوڑی سی زمینداری ہے اس میں پٹی دار لوگ اور ملازم لوگ طرح طرح کے ظلم کرتے ہیں۔ مگر میرے قلب و زبان میں اس قدر قوت نہیں کہ حق ناحق بات کو طے کرسکوں اسی طرح دینی معاملات میں بھی اکثر اوقات اس ضعف قلب کی وجہ سے بے غیرتی کی حد تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ اور زبان نہیں کھلتی۔ خاندان کے لوگ اکثر رسوم مروجہ و بدعات و امور قبیحہ میں مبتلا ہیں۔ مگر میں باوجود نفرت کے کچھ ان باتوں کا قبح بیان کرکے منع نہیں کرسکتا۔ غرضیکہ کچھ عجیب حالت ہے ضعف قلب کا علاج بہت کیا مگر یہ حالت نہ گئی۔ اب حضور سے یہ عرض ہے کہ حضرت مجھ ناچیز پر رحم فرماکر دعا فرمادیں۔ کہ اللہ پاک مجھ سے یہ مرض دور کردیں اور زبان کی گرہ کھولدیں۔ تاکہ یہ خاکسار حاضر در اقدس ہوجاوے اور اپنی مراد کو پہونچے۔ اور ساتھ ہی حاضری کی اجازت بھی عطا فرمائی جاوے۔ بلکہ اپنی قوت قدسیہ سے اس بدبخت کو کھینچ لیا جاوے۔ تاکہ بن آئے نہ بنے۔ حضور یہ عریضہ کئی بار اٹھ اٹھ کر ٹہل ٹہل کر لکھا ہے اگر کوئی بات خلاف طبع لکھی گئی ہو تو براہ شفقت معاف فرمادیں کیونکہ اول تو یہ ناچیز کم علم

ہے دوسرے ضعف دماغ و قلب کی وجہ سے بہت لاچار ہے۔ مہینوں سے اس عریضہ کے لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اور چند بار صفحہ یا دس پانچ سطر لکھا اور دماغ بیکار ہوگیا آج کچھ نصیب جاگا ہے۔ کہ یہ عریضہ لکھا گیا۔ بے ربطگی مضمون کی معافی چاہتا ہوں۔

تحقیق۔ پورا خط پڑھا مجموعہ کا حاصل وہی ہے جسکو خود آپ نے بھی لکھا ہے اور اس کو سب سے بڑا مرض سمجھا ہے یعنی ضعف قلب سو اس کے متعلق اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ کوئی باطنی و اخلاقی مرض نہیں ہے۔ ایک طبی مرض ہے جو دین کو خود مضر نہیں۔ البتہ بعض جگہ اس کے مقتضا پر عمل کرنا مضر ہوتا ہے۔ سو وہ ضرر اپنے اختیار سے ہوتا ہے۔ جس سے بچنا بھی اختیاری ہے اور ایسا ضرر تو اپنے اختیار سے آنکھ اور کان پر مرتب کر سکتا ہے سو کیا کوئی شخص آنکھ کان کو مضر کہہ سکتا ہے بہرحال خود ضعف قلب کوئی مرض نہیں بلکہ مرض طبی ہونے کے سبب خود موجب اجر ہے اور بعض آثار کے اعتبار سے نافع باطن ہے جبکہ اس سے پستی اور شکستگی پیدا ہو جو کہ اعظم مقاصد طریق سے ہیں ؎

ہر کجا پستی ست آب آنجا رود — ہر کجا مشکل جواب آنجا رود
فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ — جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

معیار اعظم مرضی نامرضی کا شرع ہے اور اس پر عمل اختیاری ہے اور اس میں ضعفاء کی باضابطہ اعانت بھی ہے۔ پھر پریشانی کی کیا وجہ خوب غور کیجئے النور صفحہ ۳۲۲

خوراک زیادہ کھانے کی اجازت

حال۔ کھانا بہت زیادہ کھاتا ہوں پھر بھی سیر نہیں ہوتا کوئی ترکیب ارشاد فرمائیے کہ تھوڑے پر قناعت ہو جائے۔

تحقیق۔ خوراک کم کرنیکی فکر میں نہ پڑیں ضعف ہو جاویگا۔ جب خدا تعالیٰ نے کھانے کو دیا ہے اور اجازت بھی دی ہے پھر تنگی کیوں کرتے ہو۔ کیا پیٹ بھر کر کھانا گناہ تھوڑا ہی ہے۔ ربیع الثانی سنہ ۵۲ھ

النور صفحہ ۱۷۵

آثار غلبہ انکسار و غلبہ عظمت شیخ

حال ؎ ز داغ دل عجائب لالہ زارے کردہ ام پیدا — ز گل زخم جگر رنگیں بہارے کردہ ام پیدا

؎ ما غریباں را تماشائے چمن درکار نیست — داغہائے سینۂ ما کمتر از گلزار نیست
؎ من ز حال جان شکایت میکنم — من نیم شاکی روایت میکنم
دل ہمی گوید ازو رنجیدہ ام — وز نفاق سست من خندیدہ ام
؎ شور جگر چکیدن پیغام وصل شوخی ست — بانگ شکست دلہا آواز مرحبا نیست
؎ درمیان جان عجب لبیکہاست — وین نیاز و سوز و درد ت پیکہاست
ہست لبیکے کہ نتوانی شنید — لیک تا سرپائے بتوانی چشید
بار محبوباں بجاں باید کشید — زہر چوں شہد و شکر باید چشید

میری کچھ عجیب حالت ہوگئی ہے پہلے اس سے کبھی میں کوئی ذکر و شغل کا پابند نہ تھا لیکن حضرت سے بے تکلف اپنے حالات وغیرہ بالمشافہ عرض کردیا کرتا تھا اور بہت دیر دیر تک گفتگو کرنے میں بھی مجھے کچھ باک نہ تھا اور نہ کسی مضمون کے پوچھنے میں حجاب تھا لیکن اب یہ حال ہے کہ خاص اپنی حالت کے متعلق آپ سے بالمشافہ گفتگو کرنے میں بہت ہی بوجھ معلوم ہوتا ہے حالانکہ مجھکو بخوبی معلوم ہے کہ آپ مجھ پر شفقت کرتے ہیں اور ہر طرح سے دلجوئی فرماتے ہیں۔

تحقیق۔ اس کا منشا غلبہ عظمت شیخ غلبہ انکسار خود کا مجموعہ ہے۔ النور ص ۱۷۹

تشبیہ اصطلاحی اور توحید وجودی میں فرق

حال۔ پہلے خط میں ایک مضمون تھا اس کی نسبت مزید استفادہ کی غرض سے عرض کرتا ہوں۔ آپ نے میری اس تحریر کے متعلق بعض وقت دات کو نماز پڑھتے ہوئے چراغ کی روشنی اور شعاع جو مسجد کی دیوار پر پڑتی ہے اس سے قلب میں ایک نور محبت کی کیفیت کیساتھ جوش مارتا ہے اور آیت مثل نورہ کمشکوٰۃ الخ یاد آجاتی ہے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ منظر میں غلبہ ہے ظاہر کا جس کو اصطلاح میں تشبیہ کہتے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ آیا اسی تشبیہ کا غلبہ اور منظر میں ظاہر کا غلبہ توحید وجودی ہے کہ جس کی وجہ سے غلبہ انکشاف میں اقوال مشہور انا الحق و سبحانی وغیرہ نکلے۔

تحقیق۔ اس کیفیت مذکورہ کا تعلق حواس سے ہوا ہے اور کیفیت توحید وجودی کا تعلق زیادہ قلب اور وجدان سے ہے۔

النور ص ۱۸۱

محبوبیتِ درد

قلب کی حالت آجکل یہ ہے کہ کبھی وہ درد بہر ہو جاتا ہے اور دیگر عوارض اور بھی اس کے ساتھ ملحق ہوتے جاتے ہیں جیسے توحش خوف گھبراہٹ بعض دفعہ قلب کی حرکت محسوس ہونے لگتی ہے اور بعض بعض اعضاء میں لرزہ بھی معلوم ہونے لگتا ہے ہیں تو یہ سب عوارض جسمانی لیکن بعض اوقات احوال باطنیہ بھی ان عوارض کیساتھ شریک و سہیم ہو جاتے ہیں مثلاً کسی معصیت پر تنبہ ہوا یا خوف کی کیفیت طاری ہوئی یا بیچینی ہوئی جو آجکل بعض دفعہ ہو جاتی ہے بس فوراً کھٹکا سا ہونے لگا اور بعض دفعہ توجہ الی اللہ سے بھی یہ عوارض پیش آجاتے ہیں۔ غرض اس درد کی عجیب کیفیت ہے یوں تو ایک مرض ہے مگر بعض باتوں میں ایک نعمت کا کام دیتا ہے اس درد کا ذکر میرے ہر خط میں ہے، اور ان خطوط کے اکثر مضامین کا مفہوم اسی سے وابستہ ہے بقول استاد ذوق علیہ الرحمۃ ع ہوں وہ حرف درد جس پہلو سے اٹھو درد ہے

تحقیق - ایسا درد محمود ہے جس سے درد مطلوب میں اعانت ہو۔ النور ص ۱۸۲

صفائی قلب کا محسوس ہونا

حال - بعض دفعہ قلب کی حالت محسوس ہوتی ہے کہ جیسے صاف کیا ہوا بالکل نازک شیشہ اسوقت بے ساختہ یہ شعر زبان پر آجاتا ہے کہ ؎ آہستہ برگ گل بفشاں بر مزار ما۔ بس نازک است شیشہ دل در کنار ما۔

تحقیق - ضعف و صفا سے مرکب ہے النور ۱۸۲

ترک تداوی سے تداوی کو فضیلت

حال - حضرت جی اس امر میں طبیعت نہایت فکر مند ہے کہ میری طبیعت میں کبھی یہ بات نہیں ہوئی کہ اپنے نفس کیلئے کوئی خاص آرام کھانے یا پینے کا اختیار کیا جائے جب تک گھر رہا جو کچھ گھر والوں اور بال بچوں نے کھایا پیا وہی آپ بھی علی ہذا القیاس سفر میں بھی یہی حالت رہی۔ جو ضروری ہوا اس کا اہتمام کیا گیا اور ماسوا کی نفی۔ اب اس وقت طبیعت میں کمزوری نہایت درجہ کی بڑھ گئی ہے اب اگر کسی وقت کی چیز کھانے کی نیت کرتا ہوں تو دو خیال پیدا ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ خدا جانے گھر والے کس طرح پر ہوں گے اور ان کے لئے تو یہ صورت شاید نہیں میسر ہو گی۔ اور دوسرے یہ کہ دل میں ندامت ہوتی ہے کہ اللہ کی نعمتیں تو بہتر سے کھا رہا ہے اس میں تو نے کیا کر کے دیا اور آئندہ چلکر تو کیا کریگا اور بصورت ترقی نعمتوں میں تو کیا کچھ کر کے دکھلائیگا طبیعت میں ایک دہشت و خوف معلوم ہوتا ہے اب اس میں جیسا کچھ ارشاد عالی ہو۔

تحقیق - یہ ایک حالت محمودہ کا غلبہ اور مبارک حالت ہے عمل در آمد اسمیں یہ چاہئے۔ کہ جس جس چیز سے محض لذت ہی مقصود ہو وہاں اس حال کے مقتضا پر عمل کیجئے اور جہاں تداوی یا تقویت کی ضرورت ہو وہاں

بہ نسبت حال کے امر شرعی مستحب اور دائم عمل افضل ہے اور تقویت بھی داخل تداوی ہے (النور صـ۱۸۶)

بدحالی کا علاج

حال۔ میرے قبلہ وکعبہ دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میری جو حالت ہے وہ ابتداء سے جناب کو معلوم ہے کہ سراپا عصیان میں غرق ہوں قلب ہے۔ وہ اس قدر تباہ و برباد ہو گیا ہے کہ اس قدر مدت خدمت میں رہتے ہوئے ہو گئی مگر خدا کی قسم آج روز اول کے مثل ہے کہ بارہ برس دلی میں رہے اور بھاڑ ہی جھونکا مجھے بھی خدمت اقدس میں رہتے ہوئے بارہ برس گذر گئے ہوں گے مگر جیسا تھا ویسا ہی ہوں بس اپنی حالت پر یہ شعر یاد آتا ہے کہ ؎

ان کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

خدا کی قسم قلب اس قدر گندہ ہے کہ جس کی کچھ انتہا نہیں۔ دن بھر ایک عجیب ادھیڑ بن میں گذر جاتا ہے ہر وقت خیالات فاسدہ واہیہ جمع ہوتے ہیں اور قلب کو پریشان رکھتے ہیں۔ چونکہ بارہا سن چکا ہوں کہ وساوس کی طرف التفات ان کے ازالہ کے لئے بھی مضر ہوتا ہے اس لئے التفات نہیں کرتا۔ مگر خدا کی قسم دل کو کیا کروں کہ ان سے دلتنگ ہے اور تکلیف ہوتی ہے کبھی تو وہ حالت ہوتی ہے کہ ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہوتا ہوں کہ اور کسی کا خیال ہی نہیں اور کبھی ایسا ڈوبتا ہوں کہ شاید قعر میں جا پڑتا ہوں۔ میں اپنی حالت پوری بیان نہیں کر سکتا کچھ اس کشمکش و پیچ میں رہتا ہوں کہ کبھی جو حالت ہے اس میں یقین ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ مجھے ضرور بخش دیں گے اور کبھی صورت ناامیدی کی پیدا ہو جاتی ہے۔ وساوس اسقدر آتے ہیں کہ کمبخت ...... تو اور تیرے اعمال اس قابل کہ بخشے جائیں اے اللہ تو ہی مددگار ہے میرے ...... میں تباہ ہو گیا برباد ہو گیا بارہا جناب سے دریافت کر کے اللہ کا نام لینا شروع کیا مگر کیا کروں افسوس صد افسوس کیا کہوں چھوٹ گیا۔ پورا نہ کر سکا پھر سنا کہ اگر کرنے کے بعد چھوڑ دے تو یہ بہت مضر ہے اس سے نہ ہی کرے یہ سمجھ کر پھر جرأت دریافت کرنے کی نہ ہوئی کہ کیا منہ لیکر سامنے جاؤں مگر پھر خیال آیا کہ یہ وسوسہ شیطانی ہے شیطان نے اس بہانہ سے راہ ماری ہے یہ سوچکر دل پر ایک چوٹ لگی رو دیا جھینکا حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ ؎

احب الصالحین ولست منهم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

میں کسی قابل نہیں مگر آپ کو سب قدرت ہے مولنا للہ میری دستگیری فرمایئے میں نے بیشک بارہا دریافت کر کے اس کو ترک کر دیا افسوس شیطان نے راہ ماری جو کام شروع کیا اسکو ترک کیا قسمت کی طرف منسوب نہیں کر سکتا کہ شکایت ہے۔ بس چپ ہوں اب کبھی کبھی روتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں نہ تو علمی لیاقت حاصل کی اور نہ جو حاصل کیا اس پر عمل کیا میرے بڑے ...... کس کے پاس

جاؤں، سب کو دیکھتا ہوں کہ کام میں لگتے ہیں اور دولت لوٹ رہے ہیں اور یہ حرماں نصیب یوں محروم ہے۔ حضرت کی توجہ تو پوری ہے اسلئے کہ اگر پوری توجہ نہ ہو تو بس نہ معلوم کیا ہو جاوے خدا کی قسم ایمان کی خیر نہیں یہ حالت تو توجہ ہونے پہ ہے بڑے...... میں کیا کروں خدمت کی حاضری سے سنتے سنتے بہت باتیں معلوم ہوگئی ہیں۔ ان ہی میں سے یہ بھی جانتا ہوں کہ بے اپنے کئے کچھ بھی نہیں ہوتا، مگر بدبختی دیکھو کہ سب کچھ جان کر کچھ نہیں کرتا۔ کم نصیبی نہیں تو اور کیا ہے اتنے بڑے دربار میں اور محروم افسوس صد افسوس یا اللہ میری دستگیری کیجئے اور یہ کہتے ہوئے بھی شرماتا ہوں اسلئے کہ بےخود کئے ہوئے کچھ ہوتا نہیں غرضیکہ اصلی اور مختصر حالت یہ ہے کہ چکی کے دو پاٹوں میں آگیا ہوں دونوں طرح کے خیالات آتے ہیں اگر ایک طرف ناامیدی ہے تو دوسری طرف امید ہے اگر ایک طرف گناہ ہیں تو فوراً دوسری طرف رحمت پر نظر ہے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت والا کی دعا اور حق تعالیٰ کی توفیق سے اتنا ضرور ہے کہ جب گناہ کا خیال ہوتا ہے تو اس کے دو ہی منٹ بعد توفیق استغفار ہو جاتی ہے۔ الٰہی تیرا شکر ہے لاکھ لاکھ شکر ہے کبھی تو اپنی ان باتوں کو دیکھتا ہوں اور ان پر نظر ہوتی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میری اصلاح ہوگئی، مگر فوراً ہی دوسری طرف اپنے گناہ اور اپنے خیالات اور اپنی حالت سامنے ہو جاتی ہے وہ اصلاح ہو جانے کی ساری خوشی خاک میں ملجاتی ہے میری پہلے عادت تھی کہ میں فضول باتیں کہ جن کا نہ سر ہوتا تھا نہ پیر سوچا کرتا تھا۔ اور گھنٹوں اس میں محو رہا کرتا تھا اب بھی وہ خیالات برابر آتے ہیں مگر فوراً ہی خیال آجاتا ہے کہ فضول ہیں استغفار پڑھکر حق تعالیٰ کا نام مبارک لینے لگتا ہوں غرضیکہ ایک عجب حالت ہے کہ لا الیٰ ھؤلاء ولا الیٰ ھؤلاء اگر کچھ امید ہے تو اس سے کہ کچھ امید نہیں حالت جو ہے کسی دوسرے کے سامنے بیان کرتے ہوئے شرماتا ہوں کہ کہے گا کہ اللہ اکبر ظاہر میں تو یہ پارسائی اور باطن میں یہ خباثت مگر آپ سے کیا چھپاؤں جب امام سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہتا ہے میں کیا عرض کروں مجھے کیا لطف آتا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب حق تعالیٰ کی درگاہ تک یہ حمد و ثنا پہونچی دل سے نکلتا ہے اللّٰھم ربنا لک الحمد اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے سن لیا اس خط کو لکھ رہا ہوں اور مختلف خیالات آرہے ہیں۔ مگر سوچتا ہوں کہ جو حالت بھی ہے اچھی یا بری کہہ تو دوں اگر ان سے بھی پوشیدہ کیا تو بجز حرمان کے اور کیا ہے کئی مرتبہ پرچہ دینے کا بعد عصر ارادہ ہوا تو اس میں اسلئے رکا کہ زبانی اس تفصیل سے عرض نہیں کرسکتا لہٰذا یہ خط لکھا بس میں پھر اتنا کہونگا کہ عجب حالت ہے کہ گناہ اس قدر ہیں کہ دنیا میں شاید کسی اور کے نہ ہونگے

بلکہ یقیناً نہ ہوں گے اور پھر بفکر اے اللہ کیا کروں حیران ہوں جانے کیا کیا بک گیا۔ اب یوں پوچھتا ہوں کہ خود تو کچھ ہوتا نہیں گناہوں کی پوٹیں کی پوٹیں ہیں اب کروں تو کیا۔ اللہ تعالیٰ سے قریب قریب ہر وقت معافی مانگتا ہوں مگر نئے گناہ اتنے ہو جاتے ہیں کہ ان ساری باتوں کے بیکار ہونیکا یقین ہو جاتا ہے۔ جب کبھی برے خیالات کا غلبہ ہوتا ہے یا بری نگاہ ہو جاتی ہے تو بس وہ دن میرا غارت ہو جاتا ہے سارے کاموں میں بے برکتی اس طرح معلوم ہوتی ہے جس طرح کہ مجھے محسوسات نظر آتے ہیں گناہ کی بے برکتی اور قلب کا تکدر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے آنکھوں کے سامنے کوئی شے کھولکر رکھدی اور اس کی سیاہی معلوم ہو گئی۔ قلب بالکل سیاہ و برباد ہو گیا۔ سمجھتا ہوں مگر اس در کا ہوں مدت ہو گئی ہے۔ کتے کیطرح پڑا ہوا ہوں کہاں جاؤں کس سے کہوں اب تو اسی در پر پڑا رہونگا۔ اور یہیں جان دینا ہے ع

عمر بھر اب نہ نکلنا ہو ترے کوچے سے
دم اسی در پہ نکل جائے تمنا ہے یہی

بڑے ...... میرے لئے ایک دعا کرو اسکی مجھے بہت ہی تمنا ہے وہ یہ کہ بس تم اپنے ہاتھ سے میرے اوپر خاک ڈال دو۔ اور ایمان کے ساتھ اس جہان سے جانا نصیب ہو جاوے۔ یہ آخری تمنا ہے خدا کے لئے اوقات خاص میں میرے لئے تو یہی دعا کرو کہ بس تم مجھے قبر میں اتار دو۔ مجھے پھر ایمان کی سلامتی نظر نہیں آتی۔ میں بہت کچھ بک چکا۔ اب میرا معمول یہ ہے کہ میں نے بعد عشا کے چار رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لینا مقرر کر لیا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ وہ ہو جاتی ہیں اور چونکہ ایک جگہ بیٹھکر تو ذکر کیا مگر چھوٹ گیا اس لئے صرف پانچسو کی تعداد اس وقت مقرر کرلی ہے اس کو بھی بعد عشا ہی پورا کر لیتا ہوں اس میں کسی کی قید نہیں کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے لیٹے ہوئے غرضکہ جو حالت بھی ہو اس کو پورا کر لینا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ ہو بھی جاتا ہے اس میں سراسر نفس کی آرام طلبی ہے مگر صرف اس لئے کہ اس طرح برابر جاری ہے اس پر عامل ہوں اگر میری اس تدبیر میں کوئی نقص ہو تو مطلع فرمایا جاوے۔ اسلئے کہ یہ ایجاد بندہ گندہ در گندہ ہے۔ توبہ توبہ کیا کہدیا بس اس شش و پنج میں رات دن کٹتا ہے آپ حالت کو جانتے ہو ذرا سے کو پالا ہے خود جو تھا کہدیا اور خط صرف اس لئے لکھا ہے تاکہ پوری کیفیت عرض کر سکوں۔ ورنہ زبانی رہجاتا ہے اور اس میں بھی اصل حالت بیان نہ ہو سکی مگر آگے فراستِ شیخ پر چھوڑتا ہوں کہ وہ ہر ایک کی حالت اور استعداد کو جانتے ہیں میری استعداد بہت خراب اور مضمحل اور کمزور ہو گئی ہے مجھے یہ بات اس طرح معلوم ہوتی ہے

جیسے کہ میرے سامنے ایک دیوار ہے اور اسکو صاف بالکل بلاشبہ دیکھ رہا ہوں اس کا جواب چاہے تحریر میں اور خواہ کان پکڑ کر بلا کر زبانی جس طرح چاہو دیدیجو غرضکہ اس کو آپ پر چھوڑتا ہوں جو چاہو کرو۔ زیادہ کیا عرض کروں تمہارا نافرمان بیٹا۔

تحقیق۔ بخور دادع معشوق من ست آنکہ بہ نزدیک تو زشت ست تمکو اس مجموعی حالت پر حسرت ہے مجھکو مسرت ہے یہ تمام حالات دو امر کی دلیل ہیں جو کہ اعلیٰ مقاصد سے ہیں ایک اپنی بدحالی کا احساس دوسرا خوشحالی کی فکر چار امر کو اپنا معمول کر لو پہلا عدم حرمان میرا ذمہ ایک ذکر متعلق جو معمول مقرر کرو گو قلیل ہو اس کو پورا کر لیا کرو خواہ دل سے یا بیدلی سے۔ دوسرا معاصی سے نفس کو ہمت کے ساتھ روکو۔ اور کوتاہی پر فوراً استغفار کرو۔ تیسرا ماضی و مستقبل کو مت سوچو نہ نفع کا قصد کرو۔ چوتھا حالات سے وقتاً فوقتاً اطلاع دو گو وہ اطلاع کے قابل بھی نہ ہوں اور اس سب کے ساتھ میری رائے میں تمہارے اعضاء رئیسہ میں حرارت کا اثر ہے علاج طبی ضرور کرو۔ اس کا بھی ان حالات میں دخل ہے اور اس دستور العمل کے بعد بفکر رہو ؎

من غم تو میخورم تو غم مخور
بر تو من مشفق ترم از صد پدر

تمہارا خیر خواہ دلسوز۔ اشرف علی ص ۱۹۹

معصیت کے بعد بوجہ محبت الٰہی ندامت ہونا

حال۔ مجھے کسی معصیت کے بعد کیا عرض کروں بوجہ خوف الٰہی کے ندامت کم ہوتی ہے بلکہ بوجہ محبت کے زیادہ ندامت ہوتی ہے۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ حالت رفیعہ ہے۔ النور ص ۱۹۸

بوجہ عذر شدید ادائے دیون میں تاخیر مضر باطن نہیں

حال۔ اسی طرح حقوق العباد از قسم دیون ذمہ میں ہوں ان کی ادائیگی میں سستی کرنا کیسا ہے مگر ارادہ ان کے ادا کرنیکا پختہ ہے صرف اتنی سستی ہوتی ہے کہ اگر اپنے آپ کو بھی ضرورت درپیش ہو اور صاحب دین کو بھی تو اپنی ضرورت کو ترجیح دیکر اس سے اس وقت عذر کر دیا جاتا ہے اور اگر ضرورت اپنے آپ کو شدید نہ ہو تو دین کے ادا کرنیکی کوشش کیجاتی ہے۔ ضرورت شدید جیسے اپنے یہاں مہمان ہوں ان کی میزبانی کے لئے یا اپنے گھر کے لئے گھی وغیرہ لانا ہو یا اپنے ہاں سوختہ وغیرہ نہ ہو وغیرہ وغیرہ

تحقیق - ضرورت شدید عذر ہے اس عذر سے تاخیر معصیت نہیں اسلئے مضر باطن بھی نہیں النور ۱۹۵

اپنی حالت پر اطمینان نہ ہونا

حال - مجدد الملۃ والدین فاضت انوار فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - الحمد للہ کہ میری حالت بتوفیق الٰہی وبرکت توجہ و دعا جناب سامی پیشتر سے بہت اچھی ہے

تحقیق - الحمد للہ بارک اللہ

حال - لیکن مجھے اطمینان نہیں کہ یہ حالت قائم رہیگی -

تحقیق - خود یہ حالت بھی اچھی ہے بلکہ اگر اطمینان ہوتا تو جس حالت کو اچھا سمجھا جاتا ہے وہ بھی اچھی نہ ہوتی - اس کا اچھا ہونا خود اسی پر موقوف ہے کان الامر بین الخوف والرجاء البتہ مقتضیٰ حالت موجودہ کا رجاء کو غالب رکھنا ہے جس کا باعث میرا وعدہ والتزام دعا ہے جس کے قبول کی مجھکو امید غالب ہے -

حال - دعا فرمایئے کہ حق سبحانہ میری دستگیری فرماتے رہیں اور مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کریں -

تحقیق - آمین - میں مشغول ہوں -

النور ۲۰۳

نماز و ذکر میں دلجمعی

حال - نماز میں جیسی پہلے طبیعت میں ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوتی تھی - اب وہ نہیں بلکہ طمانیت غالب ہے -

تحقیق - بڑی نعمت ہے -

حال - ذکر میں اس کا تقاضا تو ہوتا ہے کہ جلدی ختم ہوجائے مگر وحشت اور گھبراہٹ اور تنگی نہیں ہوتی -

تحقیق - بڑی رحمت ہے -

النور صـ ۲۰۴

آثار جذب -

حال - کبھی کبھی دعا وغیرہ میں رقت بھی طاری ہوجاتی ہے مگر اس کے منشا کا احساس نہیں ہوتا - خود ہی طبیعت بھر آتی ہے -

تحقیق - منشا کا احساس نہ ہونا ظاہر علامت جذب کی ہے جو زیادہ خوشی کی بات ہے -

النور صـ ۲۰۴

دیوانگی کا مطلوب بالذات ہونا

حال۔ طبیعت میں پہلی سی دیوانگی نہیں پاتا۔

تحقیق۔ یہ حالت زیادہ رفیع ہے دیوانگی مطلوب ہے فرزانگی کے لئے نہ کہ بالذات مگر یہ فرزانگی دوسری قسم کی ہے۔

حال۔ گو طبیعت بہت خوش رکھنا چاہتا ہوں الخ

تحقیق۔ اس کا بھی قصد ضرور نہیں۔ النور صـ ۲۰۷

تسکین و پریشانی کا سبب

حال۔ جب کبھی اپنے مالک کی معیت کا خیال ہو جاتا ہے تسکین ہو جاتی ہے اور جب کبھی غفلت سے معیت خیالی نظر سے غائب ہوئی فوراً طبیعت پریشان ہو جاتی ہے

تحقیق۔ یہ بھی ملحق بہ تسکین ہے۔

حال۔ اپنی حالت میں کوئی خاص تغیر نہیں پاتا

تحقیق۔ پانا ضرور نہیں ہونا ضرور ہے۔ سو وہ ہے۔ جمادی الاول ۱۳۳۲ھ النور صـ ۲۰۷

تلاوت قرآن پاک اور وظیفہ میں دلجمعی کا فرق

سوال۔ اور قرآن شریف کے پڑھنے میں دل نہیں لگتا اور نماز وظیفہ میں لگتا ہے کیا وجہ اس کے لیے بھی دعا فرماویں۔

جواب۔ دعا کرتا ہوں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وظیفہ میں تو ایک ہی چیز بار بار پڑھی جاتی ہے طبیعت پر زور نہیں پڑتا آسانی کی وجہ سے دل لگتا ہے اور قرآن میں مختلف کلمات مختلف آیات پڑھی جاتی ہیں طبیعت پر زور پڑتا ہے دشواری کی وجہ سے گراں معلوم ہوتا ہے اور اسی وجہ سے نماز بھی گراں معلوم ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وانہا لکبیرۃ الآیۃ سو یہ طبعی تفاوت ہے کوئی فکر کی بات نہیں مگر جس قدر بھی ہو سکے کرنا چاہیے بعد عادت کے انشاء اللہ تعالیٰ یہ دشواری جاتی رہیگی اور دلچسپی بھی ہو جاویگی۔ النور صـ ۲۰۸

وظیفہ میں روشنی نظر آنا

سوال۔ اکثر اوقات یہ بھی ہوا کہ تہجد کے ورد شریف پڑھتے وقت میرے جانب شمال یا سامنے ایسے ستارے اور روشنیاں نظر آئیں کہ میری آنکھ کھل گئی اور پھر جب میں نے دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ پہلے تو یہ خیال ہوا کہ شاید کسی طرف سے روشنی میرے مکان میں آ گئی مگر کچھ نہیں۔ ایک مرتبہ

ایسا معلوم ہوا کہ میرے سامنے کوئی مشعل لایا جب گھبرا کر آنکھ کھولدی تو کچھ نظر نہ آیا

جواب۔ ان امور کی طرف التفات نہ کیا جاوے کبھی خیال ہی ہوتا ہے اور کبھی انوار ذکر بھی ہوتے ہیں لیکن وہ بھی مقصود نہیں۔ گو محمود ہیں۔ تو شکر کیا جاوے مگر کمال نہ سمجھا جاوے۔ جمادی الاخری سنہ ۳۴ھ النور صہ ۲۰۹

سوال۔ بوقت تہجد بعد ۱۲ تسبیح کے درود شریف پڑھ رہا تھا کہ تمام مسجد میں آدھے گھنٹے تک سفید نور بھر گیا۔ جس کو میں نے دیکھا یہ کیا چیز ہے۔

جواب۔ اہل طریق کی تحقیق پر یہ نور ارواح ہے۔ النور صہ ۲۱۳

وحشت کا علاج

حال۔ آج طبیعت بھر متقاضی ہوئی اور بہت پریشان ہوئی اور خط لکھنے کیواسطے بیٹھ گیا۔ حضور کی برکت ایسی شامل حال ہے کہ کچھ عرض نہیں کرسکتا۔

تحقیق۔ الحمدللہ

حال۔ طبیعت میں اسقدر تغیر واقع ہوتا جاتا ہے کہ جسکی بابت کچھ عرض نہیں کرسکتا۔ اور میری حالت اس قدر روبہ اصلاح ہوتی چلی جاتی ہے جس پر مجھے خود تعجب آتا ہے

تحقیق۔ مبارک ہو۔

حال۔ دنیا کی محبت روزانہ دل سے اٹھتی چلی جاتی ہے اور یہ طبیعت چاہتی ہے کہ ایکدم دنیا کو ترک کردوں اور ایکدم کہیں جنگل بیابان میں چلا جاؤں مگر چونکہ اہل و عیال لگے ہوئے ہیں اسلئے حضور اطمینان قلب کیواسطے کچھ تجویز فرماویں تاکہ یہ وحشت دور ہو۔

تحقیق۔ قرآن مجید کی تلاوت بڑھا دیجئے اور اکثر چلتے پھرتے درود شریف کا شغل رکھیئے اور یہ عزم کرلیجئے کہ بدون مشورہ اپنے حال میں کوئی تغیر قصداً نہ کرینگے۔ النور صہ ۲۳۲

آثار انابت

حال۔ ابتداء میں جیسا کوئی معمولی گناہ مثلاً جھوٹ وغیرہ پر کچھ خیال نہ آتا تھا۔ مگر اب نہایت سخت اور بہت برا معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق۔ یہ علامات انابت سے ہے

حال۔ جو حضرات میرے محب ہیں اُن سے بھی صاف کہدیا ہے کہ مہربانی فرما کر میرے سامنے کچھ نہ کہا کیجئے۔

تحقیق۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ النور صہ ۲۳۲

آیات بشارت پر رونا آنا

حال۔ فجر کی نماز کے بعد کلام مجید پڑھتا ہوں جیسا کہ ابتدا سے معمول ہے مگر اب رونا آتا ہے خواہ آیت خوشخبری یا بشارت کی ہو یا خوف کی یہ کیا بات ہے حضور ایسا نہ ہو کہ خوشخبری کی آیت میں جو مجھے رونا آتا ہے میرے واسطے کوئی نقصان کی بات ہو۔ حضور مطلع فرماویں۔

تحقیق۔ رحمت ہے نقصان نہیں بلکہ بشارت کی آیتوں پر رونا آنا زیادہ اقرب الی سلامۃ الفطرۃ ہے کہ اس سے جوش زیادہ ہوتا ہے۔ اور جوش سے رونا۔ النور ص ۲۳۵

وارد کا اتباع کرنا

حال۔ دوسرے ضرب خفی لگاتا ہوں۔ مگر آواز سینہ سے مہین بعض اوقات موٹی بے ساختہ خود بخود سینہ سے نکلجاتی ہے،

تحقیق۔ جو کیفیت بیساختہ ہو جاوے اس میں تغیر کا قصد نکیجئے۔ بلکہ اسکا اتباع کیجئے۔

حال۔ اور پھر اسی میں مزا آتا ہے اور اسی کشش کے ساتھ رونا بھی آتا ہے مگر اس رونے کے ساتھ قلب کی حالت متغیر ہو کر مزید لطف کا باعث ہوتی ہے۔ وہم کو اس میں بالکل دخل نہیں ہے، اگر کچہ خرابی ہو تو مطلع فرمائیے اور جو اصلاح ہو اس سے حضور مطلع فرمائیے۔

تحقیق۔ کچہ خرابی نہیں۔ بالکل محمود ہے۔ النور ص ۲۳۶

حال۔ ذکر دوازدہ تسبیح میں ایک ذکر ختم ہو جانے کے بعد کسی قدر بے اختیاری کے ساتھ زبان پر سبحان اللہ وبحمدہٖ اور بعض دفعہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور کبھی دونوں کلمے جاری ہو جاتے ہیں اور کچہ دیر تک جاری رہتے ہیں جن سے کبھی کبھی تو بجبر توجہ ہٹا کر پھر دوازدہ تسبیح کا دوسرا ذکر شروع کرتا ہوں۔ بجبر سے منشا یہ ہے کہ طبیعت اس کو موقوف کرنے کو نہیں چاہتی۔ کلمات مذکورہ کے دوران ذکر میں قلب میں کشادگی اور فرحت محسوس ہوتی ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس گنہگار پر کس قدر رحمت فرمائی گئی ہے کہ ذکر کی توفیق ہوئی اگر بے اختیاری میں یعنی جبکہ تقاضا زیادتی کے ساتھ ہو یا ویسے ہی کچہ دیر ان کو پڑھ لیا کروں تو کچہ

حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق۔ حرج کیا معنی بلکہ اس کے ترک میں حرج ہے جب ایسی کیفیت ہوا کرے پہلی تسبیح کو موقوف کر دیا کیجئے اس کیفیت کے غلبہ تک۔ ذیقعدہ ۳۴ھ النور ص ۲۸۶

حال۔ اکثر یہ حالت ہوتی ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک یا کوئی روایت سنکر از حد جوش محبت دل میں پیدا ہوتا ہے اور عرصہ تک اشک بار رہتا ہوں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گویا حضور بالمشافہہ جلوہ افروز ہیں اور یہ مجمع کے اندر بھی ہوتی ہے اور تنہائی میں بھی بے اختیار کھڑا ہونا چاہتا ہوں گو معاً دو خیال دل میں پیدا ہوتے ہیں اول تو یہ کہ مجمع کے لوگ کہیں گے کہ یہ مکار ہے اور عقائد کے لئے بھی مضر ہے دوسرے یہ کہ اندرونی کیفیت تو یہ ہوتی ہے مگر ظاہر میں کچھ نظر نہیں آتا میں اسی حیرت میں رہتا ہوں اور کھڑے ہونیکی نوبت نہیں آتی پھر حالت ذکر میں ایک قسم کا بعد معلوم ہوتا ہے اور اس بعد سے پھر پریشانی ہوتی ہے۔ اب میں کس بات پر عمل کروں۔ کھڑا ہو جایا کروں یا کہ اس کے بالعکس۔

تحقیق۔ مبارک حالت ہے اگر ضبط نہ ہو سکے کھڑے ہو جاویں مگر یہ ظاہر نہ کرنا چاہیے کہ میں کیوں کھڑا ہوا پھر عقائد میں مضر نہو گا اگر کسی نے بہت اصرار سے پوچھا کہدیا کہ جی گھبراتا تھا وبس النور ص ۲۹۶

حال۔ ذکر اسم ذات کرنے میں ایک جوش سا پیدا ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اللہ کی ضرب دل پر ایسی لگ رہی ہے جیسے کوئی ٹھوکے کسی چیز سے دیتا ہے اور حلق اور سینہ کے درمیان اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی وزنی شے مثل چوگوشہ تختے کے رکھی ہوئی ہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد بے اختیار جی چاہتا ہے کہ خوب روؤں مگر یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسا نہو کوئی آجائے۔ بدیں وجہ ضبط کرتا ہوں ایسے وقت ضبط کیا جائے یا نہیں۔

تحقیق۔ نہیں۔ النور ص ۳۱۱

سوال۔ گذارش یہ ہے کہ رات ذکر میں بہت کشمکش پیدا ہوئی غلبۂ وحدت کیساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آیا اندر سے تقاضا یہ ہو رہا تھا کہ بجز ایک وجود کے کسی کا وجود نہیں اور طبعی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ایسا غالب تھا کہ حضور کا فنا مشاہد نہوتا تھا پھر یہ انکشاف ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ کے وجود کے سامنے حضور کا وجود تو کچھ بھی نہیں پھر اوسکا فنا کیوں

مشاہد نہیں ہوتا حق تعالیٰ کے وجود کے ساتھ حضور کے وجود کا فانی نہ ہونا جب خیال میں آتا ہے تو کہیں یہ شرک نہ ہو جاوے ۔

جواب ۔ یہ شرک نہیں اسلئے کہ جمیع ممکنات میں عموماً اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خصوصاً دو حیثیتیں ہیں ایک ذات کی اور اس مرتبہ میں وہ معدوم ہے اور ایک اضافہ مع الحق کی کہ اس مرتبہ میں وہ موجود ہے اور قاعدہ ہے کہ کسی حیثیت کے اعتبار سے ایک شئی پر کوئی حکم کرنا واقع میں اس حیثیت پر وہ حکم کرنا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حیثیت خاص سے وجود کا حکم لگانا واقع میں حق تعالیٰ پر وجود کا حکم کرنا ہے اور وہ عین توحید ہے سالک ان احوال میں غیر مختار ہوتا ہے کبھی ذات ممکن کی طرف نظر جاتی ہے کبھی حیثیت تلبس یعنی وجود پر نظر جاتی ہے جس طرف بھی نظر جاوے تکلف سے دوسری طرف نظر نہ کرنا چاہئے کہ اسوقت وہی نظر اسکی تربیت کا طریق ہے پس یہ غلطی تھی کہ بہ تکلف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فنار پر نظر کیجاتی تھی اور حیثیت وجود پر نظر کرنے کو خلاف فنا سمجھا جاتا تھا جب وجود پر نظر گئی تھی اس کو بھی وجود حق ہی پر نظر سمجھنا چاہئے تھا بالخصوص کہ ذکر تھا اور اوس کا لطف حاصل ہونے دینا تھا ۔ النور ص۴۹ ۴/

حال ۔ گذارش احوال یہ ہے کہ حضرت والا سے ایک عریضہ میں احقر نے ایک حالت کشمکش کا اظہار کیا تھا جس کا حاصل یہ تھا کہ ایک بار ذکر کے وقت جناب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آیا اور آپکا فنا مشاہد نہ ہونے سے فکر تھا جسکا جواب حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ حیثیات مختلف ہیں اضافت مع الحق کے مرتبہ میں ہر شئی موجود ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس خاص حیثیت سے وجود کا حکم لگانا واقع میں حق تعالیٰ پر وجود کا حکم کرنا تھا الخ اس جواب سے جس قدر نفع ہوا بیان سے باہر ہے اب جس چیز کا خطرہ یا خیال بھی ذکر یا صلوٰۃ وغیرہ میں آتا ہے اوس سے وجود حق ہی کا مشاہدہ ہوتا ہے ہ

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی ٭

تحقیق ۔ مبارک ۔ النور ص۵۳ ۴/

حال ۔ بعض دفعہ ذکر جہر میں قلب کے اوپر ایک عجیب تجلی محسوس ہوتی ہے جس سے بیتاب ہو جاتا ہوں قلب کو بہت زیادہ محویت اور کشش اوسکی طرف ہوتی ہے بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل بیتاب ہو کر پھٹ جاویگا جانتا ہوں کہ انوار بھی غیر ہیں اطوار بھی غیر ہیں ذات واحد ان سب سے مبرا ہے مگر اس وقت غلبہ وحدت کی وجہ سے

ہر چیز بجز ذاتِ واحد کے فانی معلوم ہوتی ہے اور اس تجلی کی طرف کشش اور بے تابی بے اختیار ہوتی ہے میں نے ابھی تک اسکی نفی اور دفع کی کوشش نہیں کی اس کی طرف توجہ مضر تو نہیں۔

تحقیق۔ قصداً توجہ نہ چاہیے لیکن اگر خود بخود توجہ ہوتی ہو تو اوسکی نفی بھی نہ کیجاوے اگر اس عدم نفی کو اصطلاح میں توجہ کہا جاوے تو یہ توجہ مضر نہیں۔

حال۔ اگر اس کو بھی اضافت مع الحق کی حیثیت سے دیکھا جاوے کہ اضافت مع الحق کی حیثیت میں یہ بھی غیر نہیں اس میں کچھ حرج نہیں۔

تحقیق۔ یہ نہ کیا جاوے کہ اس حیثیت کا استحضار کیا جاوے کہ یہ تکلف اور سبب تشویش ہوگا اس اضافت کے اعتبار کے معنی یہ ہیں کہ عدم فناء غیر کا جو شبہ پیدا ہوتا تھا اسکو حل کر دیا گیا باقی بیساختہ وبلا قصد جو تصور ہونے لگے اوس سے تجاوز نہ کیا جاوے۔ النور ص۲۵۵

ضرورت حضور قلب

حال۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ بیرونی تنفس اور اندرونی سانس کے ساتھ ہر دو میں اللہ اللہ کہتا ہوں اور نفس اسم ذات شریف سے خالی نہیں رہتا جب تک کہ اسکو پڑھتا ہوں،

تحقیق۔ اس تکلف کی ضرورت نہیں صرف زبان سے معمولی طور سے کیا کیجئے قلب کو حتی الامکان حاضر رکھیئے۔ النور ص۲۳۷

حالات باطنہ وعلوم ظاہرہ کا خلط نہ ہونا

سوال۔ لا یؤاخذکم اللہ باللغو۔ نہیں مواخذہ کریگا اللہ تعالےٰ تم سے تمہارے لغویات میں۔ پارہ اذا سمعوا اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا کیا ہے۔

جواب۔ اِن مضامین کے ساتھ اس کو مخلوط نکرنا چاہیے تھا۔ حالات باطنی اور علوم ظاہرہ جدا جدا خط میں آنا چاہیئے۔ النور ص۲۳۷

آثار شوق ومحبت

حال۔ نماز میں اکثر یہ جی چاہتا ہے کہ خوب روؤں اور بعض وقت کلام پاک کی تلاوت میں یہی خیال ہوتا ہے کہ روؤں مگر جہاں خیال کیا تو یہ بات رفع ہوئی، نہ معلوم یہ کیا بات ہے۔

تحقیق۔ اثر ہے محبت وشوق کا خدا تعالیٰ مبارک فرماوے اور رفع ہو جانا بھی رحمت

ہے ۔ ورنہ تحمل نہ رہے جو اولاً بدن کو مضر ثانیاً باطن کو مضر کہ عمل سے تعطل ہو جاوے اور عمل ہی سے ترقی ہوتی ہے ۔ النور ص ۲۳۹

حال ۔ مجھے اسکا بڑا شوق ہے کہ کسی طرح ہو اللہ پاک کی محبت میں بےچین رہوں ۔
تحقیق ۔ مگر اس[عه] کے ساتھ یہ بھی دعا کرو کہ اس بےچینی میں چین رہے ۔ النور ص ۵۸۰

احوال میں دوام نہ ہونا

حال ۔ مراقبہ میں ایک خاص رقت طاری ہوتی ہے مگر حضور نہیں معلوم یہ کیا بات ہے کہ کوئی دن ایسا بھی ہوتا ہے کہ رقت قلبی نہیں ہوتی ۔

تحقیق ۔ احوال غیر اختیاریہ دائم نہیں ہوتے ۔ اور اگر دائم ہوں تو ان میں لذت نہ رہے اور اکثر اس کے مصالح اس لذت پہ مبنی ہیں ، النور ص ۲۳۹

آثار غلبہ توحید وجودی

حال ۔ جتنے خطرات پیدا ہوتے تھے سب ذاکر معلوم ہوتے تھے حتیٰ کہ شیطان پہ لاحول نہیں پڑھ سکتا تھا اب یہ حالت نہ رہی

تحقیق ۔ یہ غلبہ تھا توحید وجودی کے بعض آثار کا ۔ جس کا ضرر اکثر ہے نفع سے اسکا نہ رہنا بہتر ہوا

حال ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر شے دیکھ رہی ہے نظر نہیں اٹھا سکتا تھا ۔ نہ کسی کو دیکھ سکتا تھا ۔ بیٹھے بیٹھے سوتا تھا ۔ لیٹ نہیں سکتا تھا ۔ اب یہ حالت نہ رہی جسم میں بہت قوت معلوم ہوتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پھٹ جائیگا ۔ یہ خیال ہوتا تھا کہ کھانے پینے کی ضرورت نہیں ۔ اسقدر غرور بڑھ گیا تھا کہ اگر میں نہ چاہوں تو ملک الموت روح کیسے قبض کر سکتے ہیں ۔

تحقیق ۔ یہ سب وہی تھا جسکا نہ رہنا بہتر ہوا ۔ النور ص ۲۴۵

حضور دائمی کا مقصود ہونا

حال ۔ اصلی مقصود تو بندہ حضور دائمی سمجھتا ہے ۔ سو بحمد اللہ حاصل تو ہے ۔ لیکن بعض وقت یہ تعلق بہت سست و مضمحل بلکہ نابود معلوم ہوتا ہے تو جان کو بنجاتی ہے ۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مردود ہو گیا ۔ جب پھر اعادہ ہوتا ہے تو کچھ تسلی ہوتی ہے ۔ بس اسکا علاج چاہتا ہوں کہ

[عه] اس جواب میں شریعت وطریقت دونوں کے اصول کی رعایت ہے اسلئے کہ اگر یہ جواب دیا جاتا کہ بےچینی مطلوب نہیں تو انکا یہ حال رخصت ہو جاتا کیونکہ طریقت میں حال مہمان عزیز ہے اگر اسکی قدر نہ کیجاوے تو روٹھ جاتا ہے تو اس جواب سے طریقت کے اصول کی نفی ہوتی اور اگر یہ جواب دیا جاتا کہ یہ بےچینی محمود ہے تو شریعت کے خلاف ہوتا اسواسطے کہ شریعت میں اطمینان اور چین مطلوب ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب پس اس جواب میں دونوں کی رعایت ظاہر ہے اسپر بیساختہ یہ شعر پڑھنے کو جی چاہتا ہے ۔ ہزار نکتۂ باریکتر ز مو اینجاست ۔ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند ۔ ہر کفے جام شریعت در کفے سندان عشق ۔ ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن ۔ رضی اللہ عنہ

یہ قوت اور شدت کے ساتھ ہو جاوے۔ تو بخدائی لایزال ہفت اقلیم کی سلطنت بھی گرد سمجھوں کہ جیسا جی چاہتا ہے ویسی مشغولی رہے۔ اگر ایسا نہوا تو اندیشہ ہے کہ ایکدن جان کھو کر رہونگا

تحقیق۔ یہ تو غلبہ حضور ہے جس کا دوام عادتاً نہیں ہوتا۔ نفس حضور بفضلہ تعالیٰ دائم ہے اور کافی ہے ؎

در بزم دور یک دو قدح درکش و برو ٭ یعنی طمع مدار وصال دوام را

النور ص ۲۴۸

تلوین کا مقدمہ تمکین ہونا

حال۔ دوسری عرض یہ ہے کہ دیوان حافظ یا اور کوئی نظم پر درد دیکھتا ہوں یا سنتا ہوں تو اس حزن میں کمی ہوتی ہے۔ اور جوش و حرارت بڑھتی ہے۔ جس طرح کہ کوئی مجمر میں آگ پھونکتا ہے۔ مگر بعد چندے پھر وہی سابقہ حالت حزن عود کر آتی ہے۔ امید کہ اس بیمار دیرینہ کا علاج کلی فرمایا جاوے، ع۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست

تحقیق۔ یہ احوال تو علی سبیل التعاقب اسی طرح وارد ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ایک روز تمکین میسر ہو جاتی ہے۔ یہ تلوین ہی مقدمۂ تمکین ہے۔ مقدمہ سے نہ گھبرائیے یہی سفیر مقصود ہے۔

النور ص ۲۴۸

غیر شرعی امر پر غصہ اور رحم آنا

حال۔ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غیر شرعی امر پر غصہ اور رحم دونوں برابر ہوتے ہیں۔

تحقیق۔ مبارک ہو حال رفیع ہے،

النور ص ۲۷۰

اپنے نفس پر غصہ آنا

حال۔ بعض اوقات سبق پڑھانے یا مطالعہ اسباق یا کسی اور وجہ سے تصور میں سستی سے غفلت ہوتی ہے تو بوجہ خوفِ زوال اس نعمت کے اپنے نفس پر بہت ہی سخت غصہ اور طبع میں قلق ہوتا ہے پھر بعد اس کے چند مرتبہ استغفار اور توبہ اور زاری کی جاتی ہے جب جا کر سکون اور اطمینان اور آرام طبع کا ہوتا ہے۔

تحقیق۔ استغفار ایسی حالت میں مسنون ہے۔ قلق بھی مضر نہیں۔ مگر غصہ محتمل ضرر ہے ایسا نہ کیا جاوے۔

حال - اگر کسی وقت کوئی فضول بات یا کام بیخبری سے احقر سے سرزد ہوتا ہے تو یہی حالت مذکورہ ہوتی ہے،

تحقیق - اس میں غصہ مضر نہیں، النور صـ ۲۷۱

جدید وارد کا نہ ہونا

حال - اب چند روز سے کچھ وارد نہیں ہوتا - مگر چونکہ مقصود نہیں لہذا سکون اور اطمینان ہے - ارشاد عالی سے مسرور فرمائیے -

تحقیق - یہی میں کہتا ہوں، النور صـ ۲۷۱

حال - اب تک حالت بدستور ہے کوئی تغیر نہیں -

تحقیق - عدم تغیر بھی حالت محمودہ مطلوبہ ہے - النور صـ ۲۹۶

اتباع اثر اشعار سے احتراز

حال - حالت بیداری میں بھی اگر کوئی شخص اچھا شعر پڑھتا ہے تو دل پر اثر ہوتا ہے بعض وقت حرکت قلبی پیدا ہو جاتی ہے مگر بہت ضبط کرنے کے بعد رونے سے محفوظ رہتا ہوں عجیب حالت ہے حضور میرے دل کی اصلاح کے لئے دعا فرمادیں حضور کے مسلک کے خلاف امر میں گرفتار ہونے سے مجھکو بلا میں مبتلا ہونا معلوم ہوتا ہے، خاکسار کی اصلاح حضور کے ہاتھ میں ہے -

تحقیق - کیفیت تو یہ مذموم نہیں البتہ اس کے مقتضا کا اتباع نہ کیا جاوے اور چونکہ اس عدم اتباع میں مجاہدہ شدید کرنا پڑے گا اور اس کا مجاہدہ ہونا موقوف ہے اس اثر پر اس لئے یہ اثر بھی مفید ہے جیسا کہ اتباع کرنے کی صورت میں یہی اثر مذموم و مضر ہوتا

ذیقعدہ ۳۴ھ النور صـ ۲۷۴

دن اور رات کی نمازوں میں یکسوئی کا تفاوت

حال - ظہر عصر، فجر میں اس قدر دل نہیں لگتا جس قدر کہ مغرب اور عشاء میں لگتا ہے خصوصاً عشا کی نماز تو نہایت اچھی ہوتی ہے -

تحقیق - شب کو طبعاً یکسوئی زیادہ ہوتی ہے اور شواغل کم - اور یہ حالت اوفق بالقرآن ہے قال اللہ تعالیٰ - اشد وطاء واقوم قیلا - النور صـ ۲۳۵

انقباض قلبی کا علاج

حسب حالے ننوشتیم شدایامے چند ؎ قاصدے کو کہ فرستم تو بیغامے چند
مابداں مقصد عالی نتوانیم رسید ؎ ہاں مگر لطف شما پیش نہد گامے چند
اے ضیاء الحق حسام الدین ما ؎ بہر ماحق ساختت نور و ضیا تو
تو ضیائے خویش از ما وا مگیر ؎ نور افشانی کن اے بدر منیر
اے دلم در ہجر بدرت چوں ہلال ؎ وار ہاں مارا ازیں رنج و ملال
درخور بزم شہاں گر نیستم ؎ من بروں در بخدمت ایستم

حضرت شیخی و مرشدی جناب مولٰنا اشرف علی صاحب دامت الطافکم۔

ازجانب احقر انام بدنام کنندۂ نکونامے چند احقر..... بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے عرض خدمت عالی میں یہ ہے کہ عرصہ تخمیناً تین ماہ کا ہوتا ہے کہ بندہ سے کوئی عریضہ خدمت عالی میں نہیں لکھا گیا گوناگون عوائق و پریشانیاں سدِ راہ رہیں زیادہ تر یہ بھی وجہ ہوئی کہ یہ جگہ ڈاک خانہ سے دور ہے جس کی وجہ سے اکثر دیر ہو جایا کرتی ہے لیکن دل کو اسی طرف کشش رہتی ہے۔ ؎

دورم بصورت از در دولت سرائے دوست ؎ لیکن بجان و دل زمقیمان حضرتم
دریا و کوہ و درہ و من خستہ و ضعیف ؎ اے خضر پے خجستہ مدد دہ بہمتم
خیالک راحتی فی کل حین ؎ وذکرک مونسی فی کل حال
منال اے دل کہ درزنجیر زلفش ؎ ہمہ جمعیت است آشفتہ حالی
سویدائے دل من تا قیامت ؎ مبادا از سوز و سودائے تو خالی

دل اکثر پریشان رہتا ہے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ جلدی ملاقات نصیب فرماویں۔

تحقیق۔ آمین بخیر۔

حال۔ بعض اوقات وہم و وسوسہ سے طبیعت پریشان ہو جاتی ہے اور یہ وہم ہر عبادت میں ہونے لگتا ہے طہارت میں نماز میں روزہ میں سب چیزوں میں وہم ہو جاتا ہے جس سے طبیعت منقبض ہو جاتی ہے۔

تحقیق۔ اگر اس وہم کا اتباع نہ کیا جاوے تو یہ انقباض بھی نافع ہے۔ النور ص ۲۷۵

حال۔ سب سے زیادہ تنگی جو آپ سے جدا ہو کر محسوس ہوئی وہ یہ ہوئی کہ قلب کو مجاہدہ اور کف عن الحرام سے سخت تنگی ہونے لگی یہاں تک کہ بعض اوقات زندگی تلخ ہونے لگی اور اس تنگی میں قلب کے اندر موت کی آرزو پیدا ہونے لگی بعض حالتوں میں قلب کی تنگی سے یہ نوبت ہوئی کہ جیسے کوئی سخت درد کے اندر کراہا کرتا ہے اور ہائے وائے کیا کرتا ہے اس کے بعد کچھ افاقہ ہوا اور قلب کے اندر شکستگی پیدا ہوئی اور عجب پندار کم ہوتا معلوم ہوا غلبۂ حال میں یہ مصرعہ مطابق حال زبان پر جاری ہوا

ع خوب شد اسباب خود بینی شکست

ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ے در طریق عشقبازی امن و آسائش خطاست　　ریش باد آں دل کہ با درد تو جوید مرہمے

تقلب احوال و انتقال از حالے بحالے منجملہ علامات قطع مراحل است اللہم زد فزد ے

چوں در زراد خانہ باز شد　　غمزہائے چشم تیر انداز شد
بر دلم زد تیر و سودائیش کرد　　عاشق شکر و شکر خائیش کرد
عشق میگوید بگوشم پست پست　　صید بودن خوشتر از صیادی است
تو نہ صیادی نہ جویائے منی　　بندۂ افگندۂ رائے منی
ہر زماں گوید بگوشم بخت تو　　گر ترا غمگین کنم غمگین مشو
من ترا غمگین و گریاں زاں کنم　　تاکنت از چشم بداں پنہاں کنم
تلخ گردانم از غمہا خوئے تو　　تا کہ گردد چشم بد از روئے تو

تحقیق۔ ماشاء اللہ تنگی کے ساتھ ان واردات کا القاء مصداق ہے قول عارف شیرازی کا ے

درد از یار است و درماں نیز ہم　　دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

حال۔ اس عاجز کے پاس کچھ سرمایہ اعمال نہیں اور یہ احوال جو کچھ بھی ہیں آپ کی صحبت کے طفیل دولت مستعار کی طرح میرے گھر مہمان ہیں بجز امید کے کہ اس سے ہر شکستہ خورسند ہے اور کس چیز پہ نظر رکھیں مبتلائے معصیت کے پاس سرمایۂ اعمال کہاں نفس و شیطان جیسے سخت دشمنوں سے جہاد بھی مجھ جیسے کم ہمت کی ہمت

کہاں البتہ خداتعالیٰ کی عنایت سے سب کچھ امید ہے ؎

درہمی تانی بجعبہ لطف بیر
عرضہ کن بیچارگی برچارہ گیر
در پناہ لطف حق باید گریخت
کہ ہزاراں لطف بر ارواح ریخت
اے محب عفو از ما عفو کن
اے طبیب رنج ناسور کہن
کیمیا داری کہ تبدیلش کنی
گرچہ جوئے خون بود نیلش کنی
بہر مائے بہرآں فضل نخست
کہ تو کردی گمرہاں را باز جست
حق آں رحمت کہ بر تلوین ما
رحمتے کن اے امیر لونہا
تا فضیحتہائے دیگر را نہاں
کردہ باشی اے کریم مستعاں
ابتلائم میکنی آہ الغیاث
اے ذکور از ابتلایت چوں اناث
ایں دل شوریدہ را تدبیر بخش
ایں کمانہائے دوتو را تیر بخش

تحقیق۔ احوال دواردات سابقہ کے بعد یہ واردات غیبی علاج ہی عجب محتمل کا مبارک ہو۔

حال۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے آپ کی صحبت کے طفیل گونہ ذوق دیوانگی نصیب فرمایا فللّٰہ الحمد علیٰ ذالک و تذکرت قول العارف حیث قال ؎

ہرچہ غیر شورش و دیوانگی است
اندریں رہ روئے در بیگانگی است
باکہ خفتی وزچہ پہلو خاستی
کہ چنیں پر جوش چوں دریاستی
سخت مست و بیخود و آشفتۂ
دوش اے جاں برچہ پہلو خفتۂ
جرعۂ یک ریخت ساقی الست
بر سر ایں شورہ خاک زیردست
جوش کرد آں خاک ما زاں جوششیم
جرعۂ دیگر کہ بس بے کوششیم
گر روا بد نالہ کردم از عدم
ور نبود ایں گفتنی اینک تن زدم

تحقیق۔ یہ سب شکر ہے جس پر وعدہ مزید ہے۔ اللّٰہم زد و بارک ذیقعدہ ۳۴ھ
النور صـ ۲۷۵

حب موت کی علامت ولایت ہونا

حال۔ زیست سے طبیعت گھبراتی ہے جی چاہتا ہے کہ خدا کی راہ میں کوئی مجھکو اسطرح ذبح کرے جیسے بکرا اللہ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے یا جیسے حضرت اسمٰعیل

علیہ السلام کو حکم ہوا تھا اسیطرح میرے لئے حکم ہوتا اور میں ذبح کر دیا جاتا بہرحال عالم ارواح میں کسی طرح پہونچ جاؤں مگر خدا کے نام کے ساتھ پہونچوں تاکہ اسکے نام سے وہاں تعلق ہے اگر اس کا قرب نہیں تو کچھ نہیں۔ بال بچوں کا ساتھ ہے ان کے تعلق کو ترک کرنا اجازت شرعی کے خلاف ہے انکا تعلق بیڑی ہے جو ادہر ادہر ہلنے نہیں دیتی۔

تحقیق۔ نہایت محمودہ حالت ہے حب موت علامت ولایت سے ہے۔ خداتعالیٰ مبارک فرماوے۔ ذیقعدہ ۳۴ سنہ ہجری النور صـ ۲۷۹

فراغ قلبی کا اہتمام

حال۔ حضرت کا اہتمام متعلق فراغت قلب (یعنی دل کسی چیز اور کسی شخص سے لگا ہوا نہ رہے) دیکھ کر اور حسن العزیز میں عمل حضرت کا دیکھ کر اور عوارف میں حضرت کی زبان مبارک سے بعض بزرگوں کی حکایات سنکر میرے قلب میں بھی بفضلہ تعالیٰ وبرکت حضرت اعلیٰ اس بات کی طرف میلان پیدا ہوا۔ اور حتی الامکان اس کا اہتمام کرنا شروع کر دیا ہے اور اس سے بہت نفع محسوس ہوتا ہے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ یہ اہتمام مضر تو نہ ہوگا۔

تحقیق۔ مضر کیا معنی نہایت نافع ہے۔ النور صـ ۲۹۰

حال۔ فراغت قلب کے متعلق خیال کرتا تھا کہ کیا کروں کہ فراغت قلب حاصل ہو دل میں یہ بات یک بیک آئی کہ جو بات اور جو کام ضروری نہ ہو نہ اسکو دیکھو نہ سنو نہ اس کا تصور دل میں کرو خواہ یہ چیزیں ماضی کے متعلق ہوں یا مستقبل کے۔

تحقیق۔ بارک اللہ تعالیٰ فی فہمکم ذلک کذلک۔ النور صـ ۳۰۲

بیداری اور خواب میں طبعی تفاوت

حال۔ جاگتے میں حضرت سے بات نہیں کر سکتا۔ اور خواب میں جب کبھی اتفاق گفتگو کا ہوتا ہے تو نہایت بے تکلفی سے گفتگو ہوتی ہے حالانکہ قاعدہ کی رو سے خواب میں بھی تکلف ہونا چاہئے اسکا کیا سبب ہے

تحقیق۔ اگر طبیعت کا غلبہ ہوتا تو وہی بات ہونا چاہئے تھا جو لکھی ہے لیکن حقیقت کا بفضلہ تعالیٰ غلبہ ہے اور حقیقت میں واقع ہے مناسبت تامہ اس لئے خواب

اس کا ظہور ہوتا ہے۔ النور صـ ۲۹۰

اپنے نفس پر سوء ظنی رکھنا

بحمد اللہ آپ کا جواب آنیکے بعد وہ شدت نہیں رہی اور غلبہ کی حالت میں بھی بہت کچھہ خیر گذری کیونکہ ع

درنہ ہست اندر قضا از بد بتر

جتنی خیریت رہی اس پر اللہ تعالیٰ کا ہزار لاکھ شکر ہے ع

بلا بودے اگر اینہم نبودے

اس کے علاوہ اس ابتلا میں اور بھی گونا گوں فوائد ہوئے۔ شکست عجب ظہور عجز وافتقار وعبدیت وتحمل وعرفان کیفیت صدور بعض معاصی وتحمل صبر در امر تربیت و شفقت علی الطالب وغیرہ وغیرہ اب گرچہ سکون ہے لیکن دل میں ایک ڈر بیٹھا ہوا ہے کہ کہیں پھر کوئی فتنہ پیش نہ آجائے۔

تحقیق۔ جو شخص اپنے نفس پر سوء ظن اور اپنی اصلاح وحفاظت کا مراقبہ مع التوکل علی اللہ رکھتا ہے وہ محفوظ رہتا ہے۔

حال۔ اس غلبہ کی حالت میں بھی اور اب بھی اپنے مناسب حال نوحۂ مرغ جو دفتر ششم مثنوی میں مناظرہ مرغ وصیاد کی تحت میں لکھا ہے بڑا پسند آتا ہے یہی مناجات اور دعا ہے آپ بھی دعا فرمادیں ؎

از تنا قضہائے دل پشتم شکست — بر سرم جانا بیا می مال دست
زیر دست تو سرم را راحتے ست — دست تو در شکر بخشی آیتے ست
سایۂ خویش از سر من بر مدار — بیقرارم بیقرارم بیقرار
خوابہا بے زار شد از چشم من — در غمت اے رشک سرو و یاسمن
گر نیم لائق چہ باشد گر دمے — ناسزائے را بپرسی در غمے
مر عدم را خود چہ استحقاق بود — کہ برو لطف چنیں در ہا کشود
توبہ بے توفیقت اے نور بلند — نیست جز بر ریش توبہ ریشخند

ماس خط کا جواب آنیکے بعد آنیکا ارادہ ہے جو بہتر ہو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمادیں۔

تحقیق۔ آمیں بالخیر۔ فقط ذی الحجہ ۳۴ھ النور صـ ۳۰۱

حال۔ کبھی کبھی جب اپنے اندر غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام اخلاق ذمیمہ

میرے اندر موجود ہیں پھر جی میں یہ آتا ہے کہ یہ سب تو اون اخلاق کے مادے ہیں جبکا قلع اور زوال میرے اختیار میں نہیں اس پر عمل تو نہیں ہوتا ہے اب شبہ یہ ہوتا ہے کہ دوسری بات جو جی میں آتی ہے یہ کہیں شیطان یا نفس کی طرف سے تو نہیں۔

تحقیق۔ جب تک اون مواد کی مقاومت آسان نہ ہو جاوے نفس پر یہ بدگمانی بھی سلامتی کی بات ہے۔ النور صہ ۴۹۳

اپنی حالت پر اطمینان نہ ہونیکا علاج

حال۔ یکے از اجازت یافتگان باعلم وعمل۔ بندہ بھی اپنے حال زار کو پیش کر کے اصلاح کا طالب ہے امسال بہت سی موتیں اپنے شناساؤں کی ہوئیں ان کو خیال کر کے اسقدر قلب پر ہراس ہوتا ہے کہ یاس کی سی حالت ہو جاتی ہے بہت دفعہ غور کیا کہ کچھہ اپنی اصلاح کی تدبیر کرو لیکن جب اس کو تفصیلی نظر سے دیکھا تو ششدر رہگیا کہ کس کس حالت کی اصلاح کروں دین کے ارکان خمسہ عقائد عبادات معاملات معاشرت اخلاق میں سے جس کو دیکھتا ہوں سوائے اس کے کہ عقائد کے متعلق تو کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ صحیح ہیں باقی میں صفر ہی صفر نظر آتا ہے لیکن صرف عقائد کی درستی کیا کام آسکتی ہے جبکہ ان سے جو مقصود ہے یعنی اعمال وہ درست نہ ہوں راتوں کو میری نیند اڑ جاتی ہے جس وقت خیال آتا ہے کہ آخر اس کا کیا انجام ہونا ہے عمر ختم ہونے آگئی اور کسی ایک شعبہ کی نسبت بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ صحیح ہے نہ دنیاوی حالت درست اور قابل اطمینان ہے نہ دینی اصل مقصود دوسری شق یعنی دینی حالت ہے اسمیں جو شعبہ مشکل اور زیادہ قابل اہتمام ہے یعنی تکمیل اخلاق اس کا تو نام ہی لینا فضول ہے اخلاق کا تو علم بھی پورا نہیں تا بعمل برآں چہ رسد بعض وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ جانے دل میں ایمان بھی ہے یا نہیں اور نمعلوم حق تعالیٰ کا ارادہ میرے ساتھہ کیا ہے اگر خدانخواستہ کچھہ برا ارادہ ہوا تو کیا ہوگا بعض وقت تو یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ خیال ہوتا ہے کہ اگر ارادہ برا نہ ہوتا تو اعمال حسنہ اور اصلاح کی توفیق کیوں نہوتی کم سے کم کوئی ایک شعبہ تو دین کا درست ہوتا اسوقت سوائے اس کے کہ اس دعا پر اکتفا کرتا ہوں اللھم لا تفعل بنا ما نحن لہ اھل وافعل

بناما انت لہ اھل علیگڈھ میں میں نے واجد علی شاہ کی سرگذشت قید خانہ کی پڑھی اسکو پڑھکر بہت رونا آیا کہ ایسے دنیادار کی حالت بھی جو عیاشی میں مشہور ہوا ہے مجھسے اچھی ہے اسکے کلام سے ہر جگہ عاجزی اور مسکنت ٹپکتی ہے تکبر بالکل نہیں معلوم ہوتا یہاں کہنے کو سب کچھ لیکن امراض باطنی کی لوٹ ہیں سب سے اول نماز کو دیکھتا ہوں کہ بہت کوشش کی مگر حضور قلب اور یکسوئی نہیں ہوتی ذرا سا خیال بٹنے سے پھر خبر ہی نہیں رہتی کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوں لطف یہ ہے کہ یہ معلوم ہے کہ یہ وساوس ہیں اور اگر دوسرا کوئی مجھ سے اس کی شکایت کرے تو علاج بھی بتا سکتا ہوں کہ اسکی طرف التفات نکرنا ہی علاج ہے مگر خود اسپر قادر نہیں ہوتا بعض وقت ایسا ہوتا بھی ہے کہ دھیان صرف حق تعالیٰ کیطرف ہوجاتا ہے اور ایک سکون محض محسوس ہوتا ہے لیکن دو چار سکنڈ سے زیادہ اسکو قرار نہیں ہوتا خاصکر اس قسم کے وساوس جب آجاتے ہیں کہ ترک فلاں فعل خلاف شریعت ہے گو وہ ایک مستحب ہی ہو لیکن یہ خیال ہوتا ہے کہ اس مستحب کو ترک کی وجہ ہوا اسکے کیا ہے کہ قلت مبالات بالدین ہے اور یہ بڑا بُرا مرض ہے مثلاً نماز پڑھنے میں پیجامہ کا پائچہ ہی لٹک جائے تو خیال ہوتا ہے کہ اتنا اونچا کیوں نہ رکھا جو نصف ساق تک رہتا بس اسی خیال میں بہت سا حصہ نماز کا غارت ہوگیا وعلیٰ ہذا ان سب باتوں کو میں حضرت کے جوتیوں کے طفیل سے جانتا ہوں مگر قدرت نہیں یہ ایک ادنیٰ سی مثال ہے کل شعبہ ہائے دین میں اسی قسم کے اختلال ہیں معاملات میں میں حتی الامکان بہت احتیاط رکھتا ہوں مگر کچھ نہ کچھ بے احتیاطی ہو ہی جاتی ہوگی معاشرات میں یہ ہے کہ حتی الامکان غیبت وغیرہ سے احتیاط رکھتا ہوں مطب میں کسی کو مجلس آرائی نہیں کرنے دیتا مگر اطمینان کے قابل حالت نہیں اخلاق تو میں عرض کر ہی چکا ہوں کہ انکی ماہیات کا بھی علم نہیں تکمیل کیسی، بس ایک ذریعہ تسلی ہے تو یہی کہ حضرت والا کی ذات سے وابستگی کا نام لگا ہوا ہے اور ایک اطمینان سا ہے کہ جس بات کو چاہیں گے معلوم کر لینگے تقریباً ایک مہینہ کا عرصہ ہوا کہ شاہجہانپور کٹھور جانا ہوا تھا وہاں پھر یکسوئی پیدا ہوئی جیسی پہلے ایک دفعہ ہوئی تھی اور قدرے دیر تک رہی خدا جانے اس مقام کی کیا خصوصیت ہے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ یہ کیفیات غیر اختیاریہ ہیں ان کے پیچھے نہ پڑنا چاہئے مگر یہ خیال جان مارتا ہے کہ کوئی مستحب بھی کیوں چھوٹتا ہے وضع قطع لباس وغیرہ کسی میں بھی ذرا بھی فرق ہے تو قلب میں اس مستحب سے انکار نہیں تو کیا ہے حضرت والا کو حقتعالیٰ نے ہماری اطمینان کا ذریعہ بنایا ہے للہ کوئی ایسی بات ارشاد فرمادیں جو اطمینان بخش ہو۔ اکثر یہ تمنا ہوتی ہے کہ جلد جلد تھانہ بھون حاضر

ہوا کروں لیکن اپنی صحت وقوت جواب دے چلی اور گھر میں علالت مستمر ہے اور اب والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ وغیرہ سب میرے ہی یہاں ہیں انکی خدمت اور ان کیلئے کسب معاش فرصت نہیں دیتی اس طول طویل تحریر کے ملاحظہ میں بہت سا وقت حضرت کا رائگاں جائیگا مگر میں اور کہاں جاؤں از آنکہ پناہے دگر نیستم۔ حضرت دعا بھی فرمادیں کہ اس حقیر کے اصلاح کی بھی اور اطمینان ظاہری وباطنی کی کوئی سبیل نکل آوے والسلام بالادب التمام۔

تحقیق۔ پورا کامل بجز انبیاء کے کوئی نہیں اور وہ کاملین بھی اپنے کو کامل نہیں سمجھتے سب کو اپنے نقص نظر آتے ہیں خواہ وہ نقص حقیقی ہوں یا اضافی اور نقص نظر آنیسے مغموم بھی ہیں اور مغموم بھی ایسے کہ اگر ہم جیسوں پر وہ غم پڑ جاوے تو کسی طرح جانبر نہیں ہوسکتے کمال کی تو توقع ہی چھوڑنا واجب ہے ہاں سعی کمال کی توقع بلکہ عزم واجب ہے اور اسکا یہی رنگ ہوگا جو آپ مشاہدہ کررہے ہیں اسکی مثال وہ مریض ہے جسکی تندرستی سے تو مایوسی ہے مگر فکر صحت اور اسکی تدبیر کا ترک جائز نہیں سمجھا جاتا اور نجات بلکہ قرب بھی کمال پر موقوف نہیں فکر تکمیل پر موعود ہے واللہ لا یخلف المیعاد بس اسی طرح سے عمر ختم ہوجاوے تو اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت اور بڑی نعمت ہے وھٰذا ھو معنی ما قال الرومی ؎

اندریں رہ می تراش و می خراش تادم آخر دمے فارغ مباش
تادم آخر دمے آخر بود کہ عنایت با تو صاحب سر بود

سب سے اخیر میں خواہ اسکو اظہار حال کہئے یا اپنی ہمدردی یا رفع التباس جو چاہے نام رکھئے یہ کہتا ہوں کہ میں بھی اسی کشمکش میں ہوں مگر اسکو مبارک سمجھتا ہوں جسکا یہ اثر ہے کہ یہ سمجھ نہیں سکتا کہ خوف کو غالب کہوں یا رجا کو مگر مضطر ہوکر اس دعا کی پناہ لیتا ہوں جس سے کچھ ڈھارس بندھتی ہے۔ اللّٰھم کن لی واجعلنی لک والسلام فقط النور ص ۵۵۲

نماز میں جوش قلبی کو ضبط کرنا

حال۔ ماوا وملجانا حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم وفیوضکم علینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حالتیں خادم کی یہ ہیں بعض دفعہ جب نماز حضرت کے پیچھے پڑھتا ہوں یا تنہا پڑھتا ہوں تو قلب میں جیسے ہنڈیاں میں جوش ہوتا ہے ویسا ہی جوش اٹھتا ہے اور چیخنے کو جی چاہتا ہے مگر یہ بات حاجب ہو جاتی ہے ؎

شیخ کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے
نالہ رکتا ہوا اٹھتی ہوئی فریاد رہے

تحقیق۔ ہاں نماز میں ضبط ہی محمود ہے۔ النور ص ۳۰۲

آثار رقت قلبی

حال۔ بندہ را قساوت قلبی باین درجہ است کہ بندہ گناہائے ماضیہ را یاد کردہ برائے گریہ وزاری بسیار کوشش میکنم از چشم قطرۂ اشک ہم بر نمی آید۔

تحقیق۔ نہ گریستن چشم قساوت نیست ورنہ تباکی را نائب مناب بکا قرار ندادندے۔

حال۔ اما در بعض وقت در وعظ حضرت ہرگاہ د مصائب کشی نبی کریم صلعم و در مصیبت کشی صحابہ و در شفقت نبی کریم صلعم بر امتاں وجد وجہد صحابہ برائے اشاعت اسلام نظر افتادہ دراں ہنگامہ بے اختیار از چشم اشک میریزد۔

تحقیق۔ الحمد للہ بکار عین ہم حاصل ست۔

حال۔ تا ہنوز یکسوئی دل ہم چنداں محسوس نمی شود اگر گاہے شود بتکلف است وگاہے بلا تکلف ہم دیدہ شود اما کم۔

تحقیق۔ پس چہ ضرر شد چوں بتکلف میسر است مامور بہ ادا گشت بازچہ باید۔ النور ص ۳۱۱

حال۔ دل ایسا سخت ہے کہ ایسی حالت میں بھی رونا نہیں آتا۔

تحقیق۔ جب رونا نہ آنے پر افسوس ہوا تو دل سخت کہاں ہوا معلوم ہوا کہ تربیۃ السالک کو بغور نہیں دیکھا۔ النور ص ۴۰۶

حال۔ دو ہفتہ سے خصوصاً یہ حالت ہے کہ بعض اوقات کی نماز میں اس قدر طاری ہو جاتی ہے کہ صاف الفاظ نہیں نکلتے اور گھنٹوں نماز ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا اور بعد ختم نماز بھی دیر تک رقت طاری رہتی ہے۔ اور بعض وقت کی نماز میں بالکل یہ حالت نہیں ہوتی اور معمولاً نماز ہو جاتی ہے در صورت نہ ادا ہونے پورے الفاظ بوجہ مجبوری احتمال ہوتا ہے

یہ کہ شاید نماز میں کچھ فتور پیدا ہوجاتا ہو جواب شافی کا امید وار ہوں۔

تحقیق۔ الحمد شریف اور چھوٹی تین آیتوں کی مقدار قرارت واجب ہے اگر اس کے حروف صاف نہ ہوں تو مکرر صاف پڑھا جاوے اور اس کے بعد صاف نہ ہوں تو کچھ حرج نہیں۔

النور ص ۴۴۴

آثار غلبۂ وحشت

حال۔ میرے لئے خاص طور پر توجہ فرماویں جس سے دماغ سے انتشار نکل جائے یکسوئی ایسی کسی کام میں نہیں ہوتی جس سے دوسری طرف خیال نہ جائے خاصکر ذکر کے وقت آج کل اور زیادہ پریشانی پیدا ہوجاتی ہے گو ذکر پورا ہوجاتا ہے مگر نہایت بے توجہی سے۔ مجھکو سخت تعجب ہوتا ہے کہ لوگ مراقبہ کیوقت کیسے یکسوئی حاصل کرتے ہیں اور پیشتر کے لحاظ سے اب ذکر و شغل میں لطف بہت کم آتا ہے بعض وقت خیال ہوتا ہے کہ خدا جانے کیا بات پیدا ہوگئی ہے جس سے دماغ میں بجائے لطافت کے کثافت آگئی ہے کہ کچھ پتہ ہی نہیں چلتا ؎

ہمتم بدرقہ راہ کن اے طائر قدس کہ دراز ست رہ مقصد من نو سفرم

بعض وقت طبیعت بہت گھبراتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ جلدی کسیطرح دنیا مٹ جائے جس سے نجات ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانا نصیب ہو کبھی کبھی یہ جی چاہتا ہے کہ کسی سے بات چیت کروں اور ادہر ادہر گھومتا پھروں یا ایسی جگہ چلا جاؤں جہاں کوئی کسی حرکت پر معترض نہ ہو پس تھوڑی دیر کے بعد پھر خیال بدل جاتا ہے مگر کام میں یکجہتی پھر بھی نہیں ہوتی عجیب ناگفتہ بہ حالت ہے اللہ تعالیٰ رحم فرماویں بالکل جنوں کی سی حالت ہے حضور دعا فرمائیں۔

تحقیق۔ جو حالت لکھی ہے یہ آثار ہیں غلبہ وحشت کے۔ اصل میں یہ وحشت عن الدنیا ہے عن الدین نہیں ہے ورنہ دنیا کے مٹنے اور خدا کی طرف جانیکا تقاضا نہ ہوتا پس یقیناً وحشت عن الدین نہیں ہے مگر اس کا ایک لون یہ بھی ہے کہ یہ وحشت فی الدین بھی ہونے لگتی ہے چونکہ تحقق اس دین کا بھی دنیا میں ہے پس اس وحشت کو دین سے اقتران عارض ہوجاتا ہے حال و محل کا تعلق نہیں ہے جیسا

کسی کو کوئی غم ہوا اور وہ غم نماز میں بھی رہے تو نماز اُس غم کا ظرف تو ہے مگر خود وہ غم نماز سے تو نہیں۔

النور صـ ۳۱۲

تمنائے رویت اللہ و دعائے سفر آخرت

حال۔ سخت طبیعت گھبراتی ہے کسی کام میں کسی جگہ طبیعت نہیں لگتی پریشان ہوں طبیعت میں اضطراب رہتا ہے کہیں سکون و چین نہیں ہے اپنی زندگی ہی سے طبیعت گھبراتی ہے اور بہت گھبراتی ہے اور جہاں غور کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے زندگی کے ایام بہت کم رہ گئے ہیں ایک گھنٹہ کا اعتبار نہیں معلوم ہوتا عقلاً ہی نہیں بلکہ طبعاً، قیدخانہ میں محبوس معلوم ہوتا ہوں مگر اس بات کا خیال دل کو ہلا دیتا ہے کہ لوگوں کے کچھ قرض میرے ذمہ ہوگئے ہیں مرنیکے بعد کہاں سے دوں گا اسواسطے جی چاہتا ہے کہ چار پانچ ماہ اور رہ جاتا تو قرض سے سبکدوش ہو کر اپنے وطن اصلی پہونچ جاتا (یا اللہ ایسا ہی ہو) اندولوں کئی روز سجدہ تمنا اسکی ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کو دیکھتا، مگر دعار کرنے کی ہمت نہ ہوئی، ہاتھ اٹھاتا تو خیال بے ادبی کا مانع ہوتا اور اکثر یہ شعر پڑھتا ع

اے برتر از قیاس و خیال و گماں و وہم الخ

مگر پھر تقاضا باقی رہتا اور ہے بھی کیا کروں، لوگ نکاح کی فکر میں ہیں اکثر جی چاہتا ہے انکار کر دوں اور لکھدوں کہ میں مخدوش حالت میں ہوں اس لئے نہیں کرتا مگر پھر رک جاتا ہوں کہ شرعاً گناہ نہ ہو جائے نیز لوگ اس کا مطلب کیا سمجھیں گے جو مناسب ہو تحریر فرمائیے۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ سب حالات محمود ہیں مبارک ہو رویت کی تمنا کے تقاضا پر یہ دعا کیجئے کہ اے اللہ رویت جلدی نصیب ہو اس کا حاصل تمنائے تعجیل سفر آخرت ہے جو شوق الی اللقاء درست ہے اور نکاح کے بارہ میں یہ عمل رکھئے ع

چو نکہ بر میخت بہ بندد بستہ باش

دوسرا خط کاتب ول کا

حال۔ نوازش نامہ بجواب عریضہ احقر شرف صدور لاکر باعث اطمینان ہوا فجزاکم اللہ خیرا لجزا۔ جو حالت کہ عریضۂ سابق میں عرض کی تھی بہ نسبت پہلے کے اب اس میں کمی ہے یعنی بجائے اضطراب کے سکون اور جیسی پریشانی اور طبیعت گھبرائی تھی اس میں بھی کمی ہے

اشتیاق رویت میں بھی اب اضمحلال ہے جناب نے عریضہ سابق کے حالات کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ ماشاء اللہ حالات اچھے ہیں مبارک و نیز اس کے قبل جوابی کارڈ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ مبارک حالت ہے مبارک ہو شکر کرو۔ اب ان حالات میں کمی یا اضمحلال کا ہونا کیا باعث ملال ہے اور اس پر حالت کے کم ہونے سے زیادہ افسوس کروں۔

تحقیق۔ یہ اس سے بھی ارفع ہے کہ اوفق بالسنۃ ہے۔ النور ص ۳۱۴

تلونیات

احقر بہت عرصہ سے دیکھتا ہے کہ جب دس بارہ روز معمولات خوب پابندی سے ہوئے تو بے حد اضطراب اور گھبراہٹ اور عالم کے اجزا کی بے اثباتی کا یقین اور جذب و کشش بڑھ جاتی ہے۔ اور جب ان میں کمی ہو جاتی ہے تو حالت میں فرق آجاتا ہے اور جہاں تک غور کیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کمی بھی منجانب اللہ بلا اختیار ہوتی ہے گو ظاہراً اپنے کسی عذر سے ہو اسلئے ابتدا سے ابتک کسی وظیفہ کے ناغہ ہو جانیسے سخت پریشانی محسوس نہیں ہوتی بلکہ پھر بھی اطمینان ہی رہتا ہے ہاں اگر تین چار وقت متواتر معمولات ادا نہ ہوں تو پھر پریشانی طبعی محسوس ہوتی ہے اور پھر جب کیا تو بہت زیادہ جی لگتا ہے اور رونا بھی خوب آتا ہے ان معاملات میں کیا خیال رکھنا چاہئے۔

تحقیق۔ یہ سب تلونیات ہیں جو قابل التفات نہیں۔

حال۔ اکثر امور واقعات میں اپنے کو مثل موم کے پاتا ہوں کہ جسطرف چاہا گھما دیا اسلئے رنج کی باتوں میں نہ زیادہ رنج ہوتا ہے اور نہ خوشی میں زیادہ خوشی۔ ویکون لی فی بعض الاحیان ادلال و تدلّل علی ربی واجدنی فی غیرہ علی بعد خفیف فاضطرب ثم یزول۔

تحقیق۔ ہذا ایضاً من التلوین۔ النور ص ۳۱۵

بی بی سے محبت کا غیر مضر ہونا

حال۔ حضرت آجکل ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں وہ یہ کہ اپنی بی بی سے زیادہ محبت ہو گئی ہے جسکی وجہ سے معمولات میں حرج واقع ہوتا ہے جس کا علاج ضروری معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ اس محبت کو مائل الی اللہ کر دیا جائے۔ معمولات کو گرتے پڑتے کسیطرح ادا کئے جاتا ہوں اور کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے جسکی وجہ وہی محبت ہے مگر وہ بات نہیں جو حضرت کی

خدمت مبارک میں تھی اللہ تعالیٰ پھر بہت جلد حضور کی قدمبوسی حاصل کراوے آمین احقر کیلئے دعاء خیر فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ زہد وتقویٰ عطا فرما دے اور مقصود حقیقی حاصل کرادے اور للہ غایتہ توجہ کا امیدوار ہوں ورنہ بالکل ہلاک ہوجاؤنگا۔

تحقیق۔ بی بی سے خواہ کتنی ہی محبت ہو مذموم ومضر نہیں، ہاں وہ محبت دین واعمال دین سے مانع نہ ہونا چاہئے سو یہ امر اختیاری اور متعلق ہمت کے ہے اور حضور وغیبت کا تفاوت امر طبعی ہے کیا حضرت حنظلہؓ کا شبہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب آپ کو معلوم نہیں باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔ النور ص ۳۱۹

سوال۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، عرض یہ ہے کہ معمولات بحمد اللہ تعالیٰ بخوبی ادا ہورہے ہیں بہت کم ناغہ ہوتا ہے مثلاً مہینہ میں ایک یا دو بار اس سے تو بہت خوش ہوں کہ مجھ جیسے ناکارہ کو حق تعالیٰ توفیق دے رہے ہیں مگر ایک اور بات اکثر خیال میں آتی ہے اسی سے متفکر ہوں کہ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے وہ یہ کہ اہلیہ کے انتقال کو ساڑھے دس ماہ کا عرصہ ہوگیا مگر انکا خیال کسی وقت دور نہیں ہوتا جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ حقتعالیٰ سے اسقدر بھی تعلق نہیں کیونکہ حقتعالیٰ کے تعلق کے ہوتے ہوئے غیر اللہ کی مفارقت کا افسوس کیا معنیٰ رکھتا ہے اگر اسی حالتمیں موت آگئی تو کس منہ سے حاضری ہوگی چاہئے یہ تھا کہ غیر اللہ سے محض ضابطہ کا تعلق ہوتا اور تعلق قلبی حقتعالیٰ جل شانہ سے ہی ہوتا یہاں اسکا عکس ہے نماز میں اسقدر حضور نہیں ہوتا جسقدر قبرستان میں جی لگتا ہے مرحومہ کی قبر پر جمعہ کے جمعہ جاتا ہوں وہاں سے واپسی کو دل ہی نہیں چاہتا، ابھی عید کا واقعہ ہے صبح بعد تلاوت مکان سے چلا گیا راہ میں قبرستان ہے وہاں جاکر بیٹھ گیا پونے سات بجے سے ساڑھے آٹھ بجے تک بیٹھا رہا اوّل تو کچھ پڑھکر بخشتا اسکے بعد خاموش بیٹھا کرتا ہوں، بیٹھ گیا ایک دیوار ہے چھوٹی سی قبر کے پاس اسپر بیٹھ جایا کرتا ہوں اسی پر بیٹھ گیا وہاں اسقدر مستغرق ہوا کہ کسی آنے جانیوالے کا بھی پتہ نہیں رہا اور اسکا علم یوں ہوا کہ شام کو حافظ ...... صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا تو قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے کئی آوازیں دیں مگر تو نے کچھ جواب نہیں دیا آخر میں چلا گیا تجھے تیرے حال پر چھوڑ کر اسکو سنکر اور بھی فکر ہے کہ نماز میں تو آہستہ کی آواز بھی کانمیں پہنچ جاتی ہے اور قبرستان میں کئی آوازیں دیجاویں اور وہ کان میں بھی نہ پڑیں لہذا عرض ہے کہ خدا کیواسطے خادم پر توجہ خاص فرمادیں احقر تو بالکل گیا گذرا ہوا اسی حالت میں

موت آگئی تو کیا ہوگا لِلّٰہ خبر لیجئے فقط۔

تحقیق۔ حلال محبت میں ایسا انہماک اگر غیر اختیاری ہو جس سے اعمال ضروریہ دینیہ میں خلل نہ آوے ذرا بھی دین میں مضر نہیں نہ اس سے حق تعالیٰ کی محبت میں کمی ہوتی ہے اور راز اسمیں یہ ہے کہ یہ محبت طبعی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت عقلی تو یہ دونوں ایک قلب میں جمع ہو سکتی ہیں اور اگر حقتعالیٰ کی محبت قلب میں نہ ہوتی یا کم ہوتی تو اس حالت سے فکر و غم ہی نہ ہوتا بالکل اطمینان رکھیں اگر اس حالت پر موت بھی آگئی تو ذرہ برابر بھی خطرہ نہیں البتہ دوسرے مصالح پر نظر کر کے اگر نکاح کر لیا جاوے تو انفع ہے۔ النور ص ۵۶۳

امور طبعیہ کا قابل التفات ہونا

حال۔ ایک امر دریافت کرتے ہوئے شرم تو آتی ہے مگر دل میں کھٹکا پیدا ہو گیا ہے بمجبوری بے حیائی اختیار کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ چند روز سے مجھے ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ جب کبھی نوبت جماع کی آتی ہے تو بعد انفراغ ایسی کچھ طبیعت مکدر ہوتی ہے جیسے کسی معصیت کا ارتکاب ہو جانے پر انفعال ہوتا ہے ایک جائز بلکہ مسنون فعل کے وقوع پر خلاف عقل اور عادت کیوں دل میں ایسا گمان ہوتا ہے اور یہ حالت غسل کے پہلے ہی پہلے ہوتی ہے پھر بشاشت تو آجاتی ہے مگر جبتک کوئی عبادت اور استغفار نہیں ہولیتی رہ رہکر واہمہ ہوتا ہے کہ میں نے کوئی گناہ کیا ہے اگر یہ خیال فاسد اور مضر ہے تو اسکے رفع کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے۔

تحقیق۔ ایک حال ہے کہ توجہ الی غیر الحق بالمحبت سے طبعاً انقباض ہوتا ہے امور طبعیہ مذموم نہیں یہ از خود رفع ہو جائیگا۔ النور ص ۳۲۴

حال۔ احقر ایک ہفتہ سے بہت پریشان ہے وجہ یہ کہ دو ہفتہ سے اس قصبہ میں بیماری طاعون کی ہے گو ٹیپ ہی ٹاپ ہے زوروں سے نہیں ہے لیکن تاہم خدا جانے کیوں میں اپنے کو پریشان پاتا ہوں گو اپنے کو بہت سمجھاتا ہوں لیکن کوئی اطمینان کی صورت نہیں نظر آتی واللہ اعلم موت سے کیوں اس قدر خوف کھا رہا ہوں اس سے صاف اپنے ضعف ایمان کی علامت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک امر طبعی ہے میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جنکے کمالات پر اتفاق ہے سنا ہے ایک بار فرماتے تھے مجھکو موت سے بہت ڈر

لگتا ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے من احب لقاء اللہ وہ عین موت کے قرب کی حالت ہے جو سب مسلمانوں کو نصیب ہوتی ہے اور اولیاء اللہ سے جو اشتیاق موت منقول ہے وہ بھی ایک حالت ہے، جو غیر اختیاری ہے جیسے کہ خوف غیر اختیاری ہے اور امور غیر اختیاریہ کی نہ تحصیل مامور بہ ہے نہ ازالہ بالکل تسلی رکھیں۔

حال۔ جب اسکو خیال کرتا ہوں تو اور بیقراری دوبالا ہو جاتی ہے اور اسوقت سارے عالم میں تاریکی محسوس ہوتی ہے

تحقیق۔ وہ تاریکی معصیت کی نہیں طبعی تنگی کی ہے۔

حال۔ رات کو جب سوتا ہوں تو صبح کی امید نہیں معلوم ہوتی کہ خدا جانے صبح کیسے گذریگی۔

تحقیق۔ یہ تو محمود بلکہ مقصود حالت ہے۔

حال۔ لہذا حضور سے مودبانہ گذارش ہے کہ حضور میرے ایمان کے استقلال کیلئے دعا فرمادیں

تحقیق۔ دعا سے انکار نہیں مگر یہ استقلال کے خلاف نہیں۔

حال۔ اور کوئی تدبیر تحریر فرمادیں جس سے کہ اطمینان قلب عطا فرمادیں۔

تحقیق۔ کسی تدبیر کی ضرورت نہیں۔

حال۔ اور اگر حضور کو تکلیف نہ ہو تو یہ تحریر فرمادیں کہ یہ میری حالت کیا ہے۔

تحقیق۔ اچھی خاصی ہے۔

حال۔ اور مجھکو ایسے وقت میں کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق۔ کچھ بھی نہیں۔

النور ص ۴۹ھ

خوش عقلی کا مطلوب ہونا نہ طبعی کا

حال۔ حضور نے دو وظائف ورد کرنے کے لئے فرمائے تھے وہ بفضلہ تعالے ورد کرتا ہوں اکثر نماز ادا کرنے کے بعد دل میں کسی قسم کی خوشی ہوتی ہے مگر ایک روز کا واقعہ ہے کہ میری طبیعت بجید خراب تھی اور بعینہ میرا یہ خیال تھا کہ اب میں چند منٹوں کا مہمان ہوں ایک قسم کا جوش میرے دل میں پیدا ہوا کہ توبہ وغیرہ کرنا چاہیئے اگرچہ میں نے توبہ وغیرہ کی مگر کسی قسم کی خوشی میرے دل میں نہ ہوئی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کی کیا وجہ ہے آیا میرا دل سیاہ ہے یا اور کوئی بات ہے امید

یہ ہے کہ حضور اس واقعہ سے اخذ کر سکتے ہیں کہ کیا بات ہے۔

تحقیق۔ خوشی عقلی کافی ہے اور وہی مطلوب ہے طبعی خوشی وابستہ ہے اسباب متعددہ کے ساتھ جن میں سے ایک صحت بدنی واعتدال مزاج بھی ہے اس کے نہ ہونے سے یہ خوشی نہیں ہوتی جو قابل التفات نہیں۔ النور ص ۳۲۵

دعا میں جی نہ لگنے کا علاج

حال۔ مہینوں سے میری یہ حالت ہے کہ دعا میں بہت عجلت کرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ ذرا دیر تک دعا مانگوں اور خوب جی کھول کر اپنا داستان دربار ایزدی میں پیش کروں لیکن خدا جانے کیا بات ہے کہ ذرا دیر تک ہاتھ پھیلانے کو جی نہیں چاہتا اور نہ ہاتھ اٹھتا ہے سخت مجبور ہوں لہذا حضور سے ملتجی ہوں کہ یہ میری کیسی حالت ہے اور میں اب ایسے وقت میں کیا کروں۔

تحقیق۔ باوجود دل نہ لگنے کے دیر تک دعا کریں اس سے لگنے لگے گا۔ النور ص ۳۲۸

یاد الٰہی

حال۔ یاد مولا سے کسی دم فرصت نہیں ہر وقت اُن کا ہی دھیان رہتا ہے۔

تحقیق۔ الحمد للہ۔

حال۔ اور اپنی تمام چیزیں عیاناً معلوم ہو رہی ہیں کہ ان کی ملک ہے تو کوئی چیز نہیں وہ جو تصرف کریں مجھے کوئی حق نہیں اگر دل میں کسی وقت خطرہ گذرتا ہے کہ اس نعمت سے بہت سے لوگ محروم ہیں فوراً یہ خیال آجاتا ہے کہ تو کون تو اس کی ملک اور سب اس کی ملک ہیں جسے چاہیں دیں جسے چاہیں نہ دیں۔

تحقیق۔ اس کے ساتھ یہ بھی خیال لانا ضروری ہے کہ جو اس وقت محروم نظر آتے ہیں ممکن ہے کہ یہ اخیر میں مرحوم ہو جائیں اور ان کو یقینی محروم سمجھنا ہی نہ چاہئے۔

حال۔ اپنے مالک کے اس فضل کا ہر وقت شاکر ہے اگر یہ کوئی قابل قدر ہے

تو محض حضرت کی جوتیوں کا طفیل اور حضرت ہی کے طفیل سے آئندہ امید ترقی ورنہ یہ نالائق کس لائق ہے اب جی چاہتا ہے کہ کوئی سانس یاد مولا سے خالی نہ ہو اور یہ خودی اٹھ جائے اور سب ان کے حوالہ ہو جائے۔

تحقیق۔ آمین ویکون کذلک انشاء اللہ تعالیٰ۔

النور صـ ۳۳۱

کیفیت حسی کا محسوس نہ ہونا

حال۔ ان اذکار سے کوئی کیفیت حسی محسوس نہیں ہوئی ہاں خیال کرنے سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ بندہ پہلے اکثر تمام نماز غفلت کے ساتھ پڑھ لیتا تھا اور ان ایام میں اکثر حصہ یا تو قرآن شریف کے الفاظ و معنی کا حضور رہا یا یہ کہ خدائے عزوجل کے سامنے کھڑا ہوں یہ خیال پیدا ہوا بظاہر اعضا میں بھی نماز کے وقت تذلل کی کیفیت معلوم ہوتی ہے

تحقیق۔ اس کے سامنے کیفیت حسی کیا چیز ہے۔

النور صـ ۳۳۴

اختلاج قلب کا علاج

حال۔ ایک ہفتہ سے تقریباً کبھی کبھی جب اچھی باتیں (خدا اور رسول کی) سُن لیتا ہوں تو اختلاج ہونے لگتا ہے اور بار بار یہ جی چاہتا ہے کہ خوب زور سے چیخیں مار مار کر رو دوں۔

تحقیق۔ ضرب وجہر چھوڑ دیجئے اور طبیب سے تعدیل مزاج کرائیے

النور صـ ۳۴۸

شوق موت

حال۔ ایک مدت سے یہ حال ہے کہ جب کبھی جوش ہوتا ہے کہ مرنے کو جی چاہنے لگتا ہے حاضری دربار الٰہی کا شوق ہو جاتا ہے اور موت سے ڈر نہیں لگتا ہے پھر سوچتا ہوں تو ڈرنے لگتا ہے۔ کہ اعمال کا یہ حال ہے اور کس بنیاد پر یہ جرات مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ خواہ نخواہ دل یہی کہتا ہے تم بخشے جاؤ گے بلا اعمال بھروسہ ہو رہا ہے۔ یہ کیا بات ہے!

تحقیق۔ ماشاء اللہ یہ اقرب دلائل مقبولیت ہے۔

النور صـ ۳۴۵

گوشہ نشینی

حال۔ کام بحمد اللہ جاری ہے ترقی کم بیش کر رہا ہوں۔ کوتاہی میری ہی طرف سے ہوتی ہے ورنہ وہاں سے عطا میں کیا کمی ہے اکثر یہی جی میں آتا ہے کہ سب کام چھوڑ چھاڑ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ جاؤں۔ صد کتاب و صد ورق در نار کن۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ تعالےٰ حالات محمودہ سے مسرت ہوئی۔ حب الترک بعض اعتبار سے خصوص بعض اوقات میں ترک سے بھی افضل ہے کہ ترک میں بعض اوقات خطرہ بھی ہے۔ جبکہ ضعف قلب سے تشویش کا احتمال ہو بخلاف حب ترک کے کہ محض بے خطر ہے۔ اور بحکم نیۃ المومن خیر من عملہ اجر و اثر میں اس کا متقارب پس فی الحال اس پر اکتفا کیا جاوے۔ جب وقت آوے گا خود غیب سے اس کے اسباب مہیا ہو جاویں گے۔ مجموعہ حالتیں میں یہ مضمون نقد حال ہونا چاہئے ؎

چونکہ بر میخت بہ بندد بستہ باش ؛ چوں کشاید چابک و برجستہ باش

از النور ص۳۴۶

کسل کا علاج

حال۔ کچھ عرصہ سے اس قدر خیالات پریشان رہتے ہیں کہ سوائے پنجوقتہ نماز کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ بار ہا ارادہ کرتا ہوں۔ اور ذکر شروع بھی کر دیتا ہوں پھر چھوٹ جاتا ہے جس پر افسوس بھی ہوتا ہے۔ یوں تو سراپا گنہگار ہوں پر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس گناہ کا وبال ہے بعینہ یہ حالت ہے۔ شعر

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد ؛ پر طبیعت ادھر نہیں آتی۔ ؛

والدہ ...... کے انتقال کو سال بھر سے زاید زمانہ گذر گیا۔ لیکن اب بھی کثرت سے بے اختیار خیال آجاتا ہے۔ اور بعض وقت قلب کو بے چین کر دیتی ہے ممکن ہے کہ یہ حزن اس کا سبب ہو۔ عرض حال کے بعد امیدوار ہوں کہ جو بندہ کے لئے مناسب تدبیر ہو ارشاد فرمائیں۔ کہ اس پر عمل کروں اور دعا بھی فرمائیں کہ خدا توفیق عطا فرماوے۔

تحقیق۔ اسباب کسل کے مختلف تھے۔ بڑا سبب اپنے ہم خیال کا نہ ہونا ہے سفر ظاہری بھی تنہا مشکل سے قطع ہوتا ہے کوئی رفیق ڈھونڈیئے۔ النور ص۳۴۶

ضعف قلب کا علاج

حال۔ تہجد کے وقت نفلوں کے ادا کرنے اور ذکر کرنے میں ایک قسم کا خوف معلوم ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی شخص سامنے آکر کھڑا ہوا چاہتا ہے۔ یا کسی ہیبت ناک صورت سے خوف دلایا چاہتا ہے اگرچہ اس وقت تک ایسا نہیں ہوا مگر ایک قسم کا خوف دل میں غالب رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے یکسوئی نہیں ہونے پاتی سخت پریشان ہوں۔

تحقیق۔ کسی کو پاس رکھئے گو خلوت نہ ہو اسکا سبب ضعف قلب ہے۔ النور ص۳۵۳

قلب کا جاری ہونا

حال۔ قلب کے جاری ہونے کو بصدقہ جناب کے جوتے اٹھانے کے نہ مقصود سمجھتا ہوں۔ اور نہ ضروری سمجھتا ہوں لیکن ہمیشہ یہ خیال آتا رہتا ہے کہ قلب جاری ہو جاوے۔

تحقیق۔ اس خیال سے تو کبھی جاری ہو ہی نہیں سکتا۔ اور قطع نظر کرنے سے تو اس کا شبہ بھی ہے۔ لیکن یہ امر قابل تحقیق ہے۔ کہ آپ جاری ہونے کے معنے کیا سمجھتے ہیں۔۔ النور ص۳۵۴

سوال۔ اگر نماز میں کوئی شخص بالقصد ذکر قلبی یا ذکر لسانی کرے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں قلب جاری ہونے کی کیا تعریف ہے اور کیا صاحب قلب کو اس کا علم ہوتا ہے۔

جواب۔ نماز میں نہ ذکر لسانی کرے نہ قلبی خود توجہ الی الصلوٰۃ اس میں مطلوب ہے قلب جاری ہونا کوئی اصطلاح فن کی نہیں۔ مطلوب ذکر میں ملکہ یادداشت ہے خواہ اس کا کچھ ہی نام رکھ لیا جاوے۔ النور ص۳۰۶

آثار محبت و عظمت

حال۔ حضرت جی اکثر یہ حالت رہتی ہے۔ کہ تین چار دن تک تو حق تعالےٰ کی محبت و عظمت قلب میں رہتی ہے کہ جس سے قلب میں ایک نور سا معلوم ہوتا ہے۔ اور حظ رہتا ہے اور جملہ عبادات نماز ذکر و قرآن شریف سب میں یہی حالت رہتی ہے۔ اور پھر تین چار روز کے لئے کچھ بھی نہیں رہتا نہ وہ محبت رہتی ہے نہ وہ عظمت۔ نہ وہ حظ بالکل صفائی ہو جاتی ہے۔ حضرت جی میری یہ کیا حالت ہے۔ اور پھر وہی بدستور حالت ہو جاتی ہے۔

تحقیق - محبت وعظمت تو دونوں حالت میں محفوظ ہے۔ صرف ان کا لون مختلف ہے کبھی قبض کبھی بسط۔ سو خصوصیت کسی لون کی مقصود نہیں - اسی طرح حظ ولذت بھی مقصود نہیں -

النور صـ ۳۵۹

آثار تجلی تنزیہ

حال - ایک روز ذکر کے وقت حالت مشابہ خواب کے ہوکر یہ نظر آیا کہ اللہ تعالےٰ کے قریب میں ہوں - لیکن ایک پردہ پڑا ہوا ہے - میں نے بہت ادہرادہر نظر دوڑائی - مگر پردہ دار پر نہ نظر پڑی - اور اسی حالت میں قدرے افسوس بھی محسوس ہونے لگا - کہ دیدار نہیں نصیب ہوا اسی اثنا میں وہ حالت مفقود ہوگئی - واقعی صحو کی حالت میں بھی اس افسوس کا اثر معلوم ہوا - بلکہ اب تک ہے کہ آنکھیں منتظر ہی ہیں - ع

دل کی دل میں ہی رہی بات نہ ہونے پائی

حضرت یہ کیا بات تھی کیا تجلی الٰہی تھی - یا کچھ تخیلات کے کرشمے ہیں -

تحقیق - غالباً تنزیہ کی ساتھ تجلی تھی - جو نظر آنے سے اکمل ہے - کہ اس نشارۃ میں نظر آنا تشبیہ کے خواص سے ہے اور تنزیہ اقرب ہے بہ نسبت تشبیہ کے گو ہماری ادراک کی ہوئی تنزیہ سے بھی وہ عالی ہیں - ؎

ما بری از پاک وناپاکی ہمہ   وز گراں جانی وچالاکی ہمہ

از النور صـ ۳۶۰

آثار بیعت

حال - ایک امر تشفی طلب یہ ہے کہ جب میں پیشتر بیعت کا خیال کرتی تھی تو دل میں ایک جوش سا اٹھتا تھا جس سے مجھے خوف ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو عین وقت پہ بیقراری سے رونے اور چلانے لگوں - لیکن جب حق تعالےٰ نے حصول برکت کا (یعنی بیعت کا) وقت عنایت فرمایا تو عجیب قبض کی حالت تھی حتےٰ کہ جو کلمات مجھ سے کہلوائے گئے بڑی دقت سے ادا کر سکی اس سے بڑا رنج ہوا کہ نہ معلوم یہ کیا بات تھی - بعد فراغ بھی تھوڑی دیر تک یہی حالت رہی اس کے بعد بے حد مسرت وفرحت معلوم ہوئی پھر معمولی تلاوت کلام اللہ کرنے لگی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خدا جانے کہاں کی دولت مل گئی ہے - اپنی یاد بھر کبھی اتنی حضوری وشوق سے میں نے تلاوت نہیں کی - شب کو پھر وہی قبض کی حالت یاد

آئی - تو نہایت رنج ہوا کہ توبہ کے وقت نہ معلوم اس قدر دل و زبان رکی کیوں جاتی تھی - اسی کے ضمن میں ایک پرانا واقعہ یاد آیا جس نے صدمہ دوبالا کر دیا - وہ یہ ہے کہ حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہونے کے بعد جب محرم الحرام میں بیت اللہ کے اندر عام داخلہ ہوا تو اس ناچیز بندی کو بھی یہ دولت نصیب ہوئی - اس وقت بھی بعینہ یہی حالت رہی - آنکھوں سے تو مینہہ برس رہا تھا - مگر دل جیسے کسی نے مٹھی میں پکڑ لیا تھا - حالانکہ اندر جانے سے پہلے خیال تھا کہ خدا جانے اس وقت کیا کیفیت ہوگی اور حطیم کے اندر اور حجر اسود کے پاس بھی کئی بار اسی کے قریب حالت ہوئی تھی - مذکورہ بالا شب میں یہ سب باتیں یاد کر کے اس قدر رنج ہوا بیان مشکل ہے - اور باعث رنج یہ کہ ان سب واقعات کو میں اپنے بید گنہگار ہونے کی علامت سمجھتی ہوں - اور جس وقت بھی خیال آتا ہے صدمہ ہوتا ہے - اَللّٰھُمَّ اغفرلی وارحمنی امید کہ جناب والا اس کی تحقیق سے سرفراز فرما کر تسلی بخشیں گے -

تحقیق - یہ حالت ہیبت کہلاتی ہے جو ایک رفیع حالت ہے - اور یہ کیفیت و ہیئت میں مشابہ قبض کے ہوتی ہے - سبب اس کا غایت درجہ کی عظمت ہے اور یہ علامت ہے غلبہ عقل کی طبیعت پر - اور اس میں کچھ حیرت بھی مل گئی ہے - اگر اس وقت جوش خروش ہوتا تو وہ علامت ہوتی طبیعت کے غلبہ کی عقل پر - جو اس کی پہلی حالت کے برابر نہیں - مبارک ہو - النور صـ ۳۶۱

حال - ضروری امر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں بوقت دعا رقت بہت طاری ہوتی ہے اور دل میں خوف و ہیبت ہوتی ہے کہ یہ مانگوں اور شاید مرضی کے خلاف ہو لہٰذا اس کی رضا ہی طلب ہوتی ہے - اور کسی خاص امر کی طلب کی ہمت نہیں ہوتی اور ہر وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ عنر اسمہ سے شرمندگی معلوم ہوتی ہے - یہی دعا کرتا ہوں کہ الٰہی اپنی مرضی کے موافق مجھ سے کام لے - ہدایات اور دعا کا طالب ہوں فقط

تحقیق - یہ حالت ہیبت کی احوال رفیعہ سے ہے - جب تک اس کی خود بخود تعدیل نہ ہو اس حال کا اسی طرح اتباع کرتے رہیں - دعا کرتا ہوں - النور صـ ۴۷

مبتدی کو کسی کے کام کا واسطہ بننا

سوال - گذارش یہ ہے کہ دیوبند کے ایک محصل صاحب گذشتہ

سال فارغ ہو کر سلہٹ جا کے ایک مدرسہ میں مدرس ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک سوال بھیجا تھا جس کا جواب جناب مولانا .... صاحب نے تحریر فرمادیا۔ باقی سائل نے بہت عجز انکسار کے ساتھ یہ تحریر فرمایا کہ اگر حضور مولٰنا مدظلہم بھی مہربانی فرماکر اپنے دستخط فرماویں تو بڑی عنایت ہوگی۔ الغرض اگر حضور موافق درخواست سائل دستخط فرماویں گے تو احقر بعد ظہر فتوی مذکور خدمت میں پیش کرے گا ورنہ بھیجدیگا۔

جواب - ان کے پاس بھیجدیجئے۔ پھر اگر ان کا دل چاہے وہ میرے پاس بھیجدیں گے پھر میں جیسا مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ مبتدی طریق کو ایسے امور میں متوسط بننا بھی نہ چاہیے۔

النور ص ۲۶۸

کیفیات کا غیر مقصود ہونا

حال - حضور نے گذشتہ ہفتہ کے عریضہ پر ارشاد فرمایا ہے کہ یہ ایک کیفیت غیر اختیاری ہے اس کی کوئی تدبیر نہیں۔ بجز تصرف کے اور تصرف سے میں معرا ہوں اور خدا کرے ہمیشہ معرا رہوں اگر پھر بھی اشتیاق ہو تو میں بخوشی اجازت دیتا ہوں۔ الخ حضرتا واللہ یہ مجھے فقط غیر اختیاری وسوسہ آتا تھا وہ عرض کر دیا گیا۔

تحقیق - مگر عرض کرنا شکایت کے لہجہ میں تھا اگر یہ محض وسوسہ تھا تو قابل التفات نہیں۔

حال - اب میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا ہوں کہ اے اللہ میرے مجھے بھی اس کے وسوسہ اور شوق سے معرا فرمائیے۔ حضرتا میرا تو نہ اور کہیں اعتقاد ہے نہ محبت ہے۔ نہ طبعی موافقت ہے بڑی بات تو یہ ہے کہ جناب کی جوتی کا صدقہ مجھے تو اس خانقاہ مقبولہ سے ہزارہا منافع ہوئے ہیں جو کہ ضروری اور مقصودی ہیں۔ میں تو کوئی بیس تیس پشت سے پیرزادہ اور سیدوں کے خاندان سے ہوں صدہا لوگ ہمارے یہاں جوتے سیدھے کرتے رہے۔ اور ان کو ہم معاش کا ذریعہ بنا کر ان سے لیتے رہے۔ آج وہ حالت ہے کہ ان کی جوتی سیدھی کرنے کا خود مجھے شوق ہے۔ اور ان سے لینا ترک کیا گیا اگر کوئی تعظیم و تکریم کرتا ہے تو شرم آتی ہے۔ یہ بھی حضور ہی کے طفیل سے سمجھتا ہوں۔ دوسرے اگر عیال

اطفال نہ ہوتے تو تعلقات کا رکھنا بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ لوگ وہابی وغیرہ کہتے ہیں۔ سخت شکایتیں کرتے ہیں۔ پرواہ نہیں رہتی۔ رسم رسومات چھوڑ دئے گئے بحمد اللہ بعض بعض مضامین قلب میں آتے ہیں۔ پھر وہی مضمون حضور کے مواعظ یا ملفوظ میں پائے جاتے ہیں۔ اس سے نسبت بندہ کی اپنے ہادینا مرشدنا سے ثابت ہوتی ہے جو شرط ہے فیض اعظم کی۔ ع

تمہارے قدموں میں دم نکل جائے ۔ یہی تمنا ہے غمزدوں کی

تحقیق۔ ماشاء اللہ ایسا تعلق مفتاح سعادات ہے۔

حال۔ جمعہ کے دن جو حضور والا نے تنبیہ فرمائی تو واللہ بے مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ یہی زبان پر جاری رہا کہ عفاک اللہ نکوگفتی عفاک اللہ نکوگفتی۔ اور دل نے یہ چاہا کہ کچھ وقت یہ ہدایت کی رحمت میرے سر پر برستی رہے کیونکہ واللہ اس بات پر حضور نے تنبیہ فرمایا کہ واقعی میں اس سے غافل تھا۔ خصوصاً اس فرمودہ شفقتانہ نے تو دل کو ہلا دیا کہ فرمایا (مجھے آپ پر بہت افسوس ہے کہ جس بات کے لئے مجھ سے تعلق رکھا وہ نہیں پوچھتے ہو۔ الخ) حضرتا نہایت شرمساری دامنگیر ہوئی کہ مجھے تو ایسا شفیق رہبر ملا کہ جو از خود اس نالائق کو نفع کی بات پر تنبیہ فرما رہے ہیں۔ اور میں بے وقوف غافل بیٹھا ہوں۔ اور مرشدنا تاسف فرما رہے ہیں۔ مثلاً ع

گنہ بندہ کرد ست او شرمسار

تحقیق۔ اللہ تعالیٰ فہم میں زیادہ برکت فرماویں۔

حال۔ پہلے عریضہ پر حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ چھ ہزار اسم ذات سے بارہ ہزار تک عمل کر کے اطلاع دینا۔ حضرتا اب بارہ ہزار اسم ذات بخوشی دل پڑھ لیتا ہوں چھ ہزار بعد نماز فجر اور چھ ہزار بوقت چاشت اور تہجد کے بعد بارہ تسبیح اصلی معمول ہے۔ اس دفعہ کچھ ذکر سے دل لگنے لگا ہے۔ اور امید دلچسپی کی ہوئی ہے۔

تحقیق۔ اس کا سبب وہی غیر مقصود سے کم ہو جاتا ہے مبارک ہو۔

حال۔ جناب نے جو ارشاد فرمایا تھا کہ کسی اہل تصوف سے رجوع کر لیجئے۔ اس دن سے سخت غمگینی اور پریشانی ہے اور یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے کہ شاید میرا خاتمہ

اچھا ہوگا ہر وقت دعا، گریہ سے مانگ رہا ہوں - اے اللہ میرے میرا خاتمہ بخیر فرما اور اپنی مرضیات پر محکم فرما اور غیر مرضیات سے محفوظ فرما -

تحقیق - یہ خاص اسی صورت میں خطاب تھا جب کہ کیفیات و مواجید کی طلب باقی رہے ورنہ کچھ بھی نہیں اطمینان فرمائیے اب تو کوئی غم کی بات ہی نہیں رہی -

سوال - حضرتا خاص اصلاح ہی کے لئے حضور میں آگرا ہوں معالجہ فرمائیے -

جواب - جو کچھ وقتاً فوقتاً کہا گیا وہ علاج ہی تھا جو بحمد اللہ نافع ہوا - النور ص ۳۶۸

سوال - اگر کوئی شخص کیفیات اور واردات کو مقصود نہ سمجھے بالکل یقین ہے کہ یہ مقصود نہیں اور سمجھتا ہے کہ اون کے حصول سے مقصود کو پہونچنا آسان ہوتا ہے کیونکہ وہ سب شوق دلانے والے ہوتے ہیں اور اس سے مزا آتا ہے بس اس خیال سے اگر اوس کی خواہش کرے اور اس کیلئے دعا کرے اور اس کو چاہے تو کیسا ہے کیا سالک کے لئے اتنی گنجائش ہے -

جواب - دعا کا مضائقہ نہیں بشرطیکہ عدم اجابت سے ذرا قلق نہ ہو اور اسکی تدبیر نہ کرے - النور ص ۴۸

حال - حضور والا نماز میں جو دلچسپی اور خضوع و خشوع پیدا ہو گیا تھا وہ حضرت کو اطلاع دینے کے بعد فوراً جاتا رہا عجیب حالت ہے جس حالت کا اظہار کرتا ہوں وہی حالت موقوف ہو جاتی ہے - امید کہ حضور تسلی فرمائیں گے -

تحقیق - وہ کیفیات معتبر ہی نہیں جو مصلح کو اطلاع دینے سے جاتی رہیں اطلاع دینا ضروری ہے خواہ ایک کیفیت بھی نہ رہے - کیفیات غیر اختیاریہ مطلوب ہی نہیں - ہاں جو امور اختیاری ہیں ان میں کوتاہی نہ ہونا چاہئے جیسے نماز میں قلب کو خود حاضر کرنا گو حاضر نہ رہے -

النور ص ۲۷

کیفیات فنا

حال - جمعہ سے آج تک تو جو بعض اعتراض فاسدہ از خود بے اختیار پیدا ہوتے تھے وہ بھی بفضلہ تعالیٰ چلے گئے - اب تو اپنے کو مردہ بدست زندہ سمجھتا ہوں -

تحقیق - یہی حالت فنا شرط فیض ہے -

النور ص ۳۷

حالات محمودہ

حال - گذارش اینکہ تین چار روز سے طبیعت ذکر کی طرف زیادہ مائل رہتی ہے شوق کی کثرت ہے طبیعت بالکل نہیں گھبراتی -

ہر وقت ذکر ہی کی طرف دھیان لگا رہتا ہے۔ بوقت ذکر بعض بعض دفعہ جوش ہوتا ہے۔ اور آواز بلند ہو جاتی ہے رقت بھی طاری ہوتی ہے اور عند اللہ اپنی اظہار عبودیت و ذنوب پر رونا آتا ہے اور خلوت بہت محبوب معلوم ہوتی ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ ایسی جگہ ذکر کروں کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ خیر یہاں تو آزادی ہے مگر مکان پر جانے سے طبیعت بہت گھبراتی ہے کہ وہاں کیسے کروں گا۔ اس میں کچھ تو مخالف نکلیں گے وہ تو مخالفت پر کمر بستہ ہوں گے۔ اس کا تو مضائقہ نہیں مگر موافقین و معتقدین بزرگ سمجھیں گے۔ جس سے ریا کا اندیشہ ہوتا ہے اس سے بہت متردد رہتا ہوں اور صورت حلال رزق کی بھی زیادہ فکر رہتی ہے اور باتوں سے بحمد اللہ اطمینان ہو گیا۔ اور ہو جائے گا۔ نماز کا بھی اب زیادہ شوق ہو گیا ہے۔ خصوصاً نماز تہجد رکوع و سجود میں طبیعت زیادہ لگتی ہے۔ جلدی سر اٹھانے کو دل نہیں چاہتا۔ دعا بھی تضرع سے ہونے لگی ہے۔ اپنے نفس کو سب سے ذلیل پاتا ہوں۔ گو کسی امر خلاف شرع پر طبعی غصہ آتا ہے مگر باعتبار مآل کے اپنے کو برا سمجھتا ہوں کہ شاید یہ شخص باعتبار مجموعی حالت کے ہم سے اچھا ہو۔ حقوق العباد کا زیادہ خیال ہو گیا ہے اگر اتفاقاً کسی سے کوئی گفتگو ہو گئی تو جب تک اس سے معافی چاہ نہیں لیتا تب تک سخت پریشانی و غم رہتی ہے اگرچہ زیادتی جانب آخر ہی کی ہو جب بھی اس سے درخواست معافی کی فوراً کرتا ہوں۔ خیال ہوتا ہے کہ اس صورت میں تو زیادہ اجر ہے۔ دین مہر کی بھی سب سے زیادہ فکر رہتی ہے خیال رہتا ہے کہ نہ معلوم کب وقت موت کا آجاوے کہ یہ قرض باقی رہ جائے تو یوم الحساب کو سخت رسوائی ہوگی۔ غرضکہ جو کچھ احکام شرعیہ خواہ ظاہر یا باطن خود معلوم ہیں یا کتب بینی سے یا حضور کی تقریر و تحریر سے معلوم ہو سکتے ہیں اس کی حسب استطاعت تکمیل کروں۔ خصوصاً اخلاق کی درستی کا زیادہ خیال رہتا ہے حضور کو دیکھ کر بہت اطمینان و سکون پیدا ہو جاتا ہے اور بہت محبت معلوم ہوتی ہے نیز حضور کی چہرہ مبارک کی زیارت سے جلالت و عظمت خداوندی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور بہت مرعوب ہو جاتا ہوں۔ اور جناب کے زجر توبیخ و ملامت کو کرامت اور کمال پر محمول کر کے اپنے لیے راہ ہدایت کی قرار دیتا ہوں۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ سب حالات عین طریق ہیں۔ النور صـ ۳۷۱

حالات محمودہ

حال۔ احقر آجکل دس ہزار مرتبہ استغفار اور چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھتا ہے بعض دن کسی عارض سے کم و بیش بھی ہو جاتا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ ہر طاعت کے بعد ایسی غیرت ہوتی ہے کہ جیسے معصیت کے بعد ہوا کرتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ میری ہر طاعت میں کمی اور بہت سی کوتاہیاں مجھکو معلوم ہوتی ہیں اور انعامات خداوندی کی ہر وقت اپنے اوپر بارش دیکھتا ہوں اور جب معصیت ہو جاتی ہے تب تو بجز رو کر معاف کرانے کے اور کچھ بن نہیں پڑتا۔ اور خدا تعالٰے سے سخت شرمندگی ہوتی ہے۔ چند یوم سے ایسی حالت پیش ہے کہ تمام دنیا سے دل سرد ہو گیا ہے اور قلب تمام عالم سے قطعی بے تعلق معلوم ہوتا ہے یہانتک کہ بیوی بچوں اور عزیز رشتہ داروں سے جو محبت باقی ہے اسکا صرف اتنا درجہ ہے کہ جیسے کوئی مسافر سرائے میں ٹھیرتا ہے اور وہاں کے لوگوں سے معمولی میل جول ہو جاتا ہے بس اس سے زیادہ تعلق نہیں معلوم ہوتا ہے۔ بیوی بچوں سے ہنستا بولتا ہوں ان کے حقوق بھی بفضلہ تعالیٰ ادا کرتا ہوں لیکن حقیقت کے اعتبار سے قلب بالکل بے تعلق سا معلوم ہوتا ہے ایک یہ حالت ہے کہ کوئی ساعت اور کوئی لمحہ مجھکو ایسا نہیں معلوم ہوتا جس میں فضل خداوندی میرے شامل حال نہ ہو، ہر وقت کرم و احسان اپنے آقائے حقیقی کا دیکھتا ہوں جسکی وجہ سے میں ہر حالت میں نہایت مسرور اور بے انتہا خوش رہتا ہوں چند یوم سے عسرت غالب ہے لوگ مجھپر رحم کر کے خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں لیکن حضرت مولنا قسم ہے اس ذات مقدس کی کہ میں اس عسرت کو ہفت اقلیم کی سلطنت پر ترجیح دیتا ہوں اس وجہ سے کہ اس عسرت کی بدولت مجھکو اسقدر نفع باطنی ہوا ہے کہ ہزاروں ریاضتوں اور مجاہدوں سے بھی نصیب نہ ہوتا، حقیقت حضرت یہ ہے کہ مشاہدہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں مربی حقیقی حق تعالٰے ہیں جو طریق زیادہ نافع بلکہ انفع بندہ کے حق میں ہوتا ہے اوس طریق سے اپنے بندہ کی تربیت فرماتے ہیں۔ چنانچہ کوئی حالت مجھکو ایسی پیش نہیں آتی جسمیں تربیت کی شان نہ معلوم ہوتی ہو اسلئے الحمد للہ میں ہر وقت ہر ساعت بے انتہا خوش و خرم رہتا ہوں کوئی معاملہ دنیا کا رنج دہ مجھکو رنجیدہ نہیں کرتا۔ اور الحمد للہ پریشانی تو نشان کو بھی نہیں ہوتی البتہ تکلیف طبعی ہو جاتی ہے

لیکن اس حال کا ایسا غلبہ ہے کہ اکثر اوقات تکلیف اور مصیبت میں بھی بہت کم احساس ہوتا ہے بعض وقت بلکہ الٹا اور مزا آنے لگتا ہے، قلب میں ایک آگ سی لگی ہے جو ہر وقت خصوص ذکر کیوقت مشتعل رہتی ہے رقت اکثر طاری رہتی ہے اپنے نفس سے دن بدن بدگمانی بڑھتی جاتی ہے، حضرت میرا نفس مجھکو سخت نمک حرام اور نافرمان نظر آتا ہے، اسکے شر سے بچنے کو خدا تعالیٰ سے ہر وقت امداد چاہتا رہتا ہوں میرا جی چاہتا ہے کہ ہر روز پانسو مرتبہ لاحول پڑھا کروں مجھکو اسکا مضمون بہت اچھا معلوم ہوتا ہے مجھکو سوائے خدا تعالےٰ کے اور کسی سے تعلق گوارا نہیں ہوتا، عرصہ سے بیکار ہوں اور خدا کے فضل سے ملازمت کیلئے لوگ مجھکو بلاتے ہیں لیکن حضرت مجھکو نوکری کرنا شرک کیطرح برا معلوم ہوتا ہے یہ چاہتا ہوں کہ ایسا پابندی اور تابعداری کا تعلق تو خدا تعالیٰ سے کرنا زیبا ہے۔ اور ملازمت نہ کرنیکا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آجکل اکثر خصوص تاجر پیشہ سخت بے احتیاط ہیں انکے نزدیک حرام وحلال سے کچھ بحث کرنا فضول ہے انکا نصب العین روپیہ ہے شریعت سے بحث نہیں کہتے ہیں کہ ہم دنیادار ہیں ہم سے شریعت پر عمل کرنا کیونکر ممکن ہے اور دل کھولکے بے ایمانیاں اور دغا بازیوں سے روپیہ حاصل کرتے ہیں جو لوگ مجھکو ملازمت پر دہلی آجکل بلاتے ہیں وہ پچاس روپیہ ماہوار دیتے ہیں لیکن انہی صفات سے موصوف ہیں اب میں انکے یہاں ملازمت کرکے کیونکر خلاف شریعت امور سے بچ سکتا ہوں، میرے عزیز واقارب بہت زور شور سے کوشش کرتے ہیں اور مجھکو مجبور کرتے ہیں کہ نوکری کرلو۔ اگر دغا بازی بے ایمانی کرینگے تو وہ کرینگے تم تو فقط لکھدینے والے ہو میں کہتا ہوں بھائی مجرم کی اعانت کرنیوالا بھی مجرم مانا جاتا ہے اپنے عزیزوں سے میں کہتا ہوں کہ دیکھو گھبراؤ مت ایسا معاملہ انشاء اللہ عنقریب آئیگا کہ اس عسرت کا بدل ہو جائیگا، یعنی انشاء اللہ کوئی سامان اللہ تعالیٰ ایسا فرمادینگے کہ تمام تکالیف کالنعم البدل ہو جائیگا۔ اور میں الحمدللہ اپنے آقا پر بھروسہ پورا رکھتا ہوں کہ ضرور ہوگا کیونکہ وہ ہر وقت میری دستگیری فرما رہے ہیں میں نے اپنے تمام تفکرات اور کام انکے ہی سپرد کردئے ہیں حضرت اگر میں بھوکا ہوں یا فاقہ ہو یا کپڑا نہ ہو غرض کچھ بھی تکلیف ہو لیکن اسکا کچھ فکر اور پروا نہیں ہوتی، البتہ اگر ذکر میں کسی مشغولی کی وجہ سے غفلت ہوتی ہے تو بہت قلق ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا خسارہ ہوا جتنا وقت اس حالت میں گذرا اس کا کوئی بدل نہیں غرض ذکر ہی میرا مایۂ تسلی ہے جو الحمدللہ ہر وقت کرتا رہتا ہوں

اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے شمار سے بیشمار جس قدر ہو جاتا ہے۔ اور یہ سب حضور کی ہی عنایت کی بدولت ہے جو مجھ جیسے ذلیل اور ارذل شخص پر ہے کیونکہ ؎

بے عنایات حق و خاصان حق
مگر ملک باشد سیہ ہستش ورق

ورنہ میں کہاں اور یہ انعامات اور احسانات الٰہی کہاں ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

حضرت میں حضور کی عنایت اور توجہ اور مہربانی کا بہت زیادہ حاجت مند ہوں للہ مجھ غریب اور خاطی شخص پر اور زیادہ توجہ فرمائی جاوے اور دعا فرمائی جاوے کہ آقائے حقیقی میرا مجھ سے راضی ہو جائے اور نیک عملوں کی زیادہ توفیق نصیب ہو فقط

تحقیق۔ بیحد دل خوش ہوتا ہے حق تعالیٰ مضاعف برکت و ترقی فرماوے اور ناکارہ کو بھی احباب صلحاء کی برکت سے اچھے ٹھکانے لگا دے۔ دوستوں سے بھی اس دعا کی امید ہے۔ النور ص ۳۹۵

حال۔ جب سے گھر بھر میرے حضور سے کھنڈوہ میں بیعت ہوئے ہیں پابندی شریعت خوب ہو رہی ہے ہر چھوٹا بڑا پابند صوم وصلوٰۃ ہے منجھلا بھائی جو بڑا سخت دل تھا اب ایسا نمازی ہو گیا ہے کہ اللہ اللہ والدہ صاحبہ کا بوجہ زخم کے اپریشن ہوا یعنی پیر کی ہڈی نکالی گئی گو بڑی سخت تکلیف تھی مگر ایک نماز بھی نہیں گئی سبحان اللہ یہ اس مقلب القلوب کی شان ہے ورنہ قبل بیعت میرے گھر کی گندی حالت تھی میں تبدیل ہو کر آیا تھا بہت ہی کڑھتا تھا اور سب کی ہدایت کی دعا مانگتا تھا یہ حضور والا کی کھلی کرامت ہے کہ بیعت کا شرف بخش کر سب کو سیدھا کر دیا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ ہدایت تو اللہ صاحب ہی کی طرف سے ہے مگر حضور کی دعا نے بھی بڑا کام کیا، بیشتر ہر ایک کے ساتھ میں مغز پاشی کیا کرتا تھا اب ایسے ہو گئے ہیں کہ ممنوع امور میں آپ کی کتاب دکھانیکی دیر ہے سب اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہتے ہیں گھر میں عورتیں بھی بدعات سے نفور ہو گئی ہیں صرف چھوٹا بھائی ذرا کبھی میری غیر حاضری میں نمازیں ترک کر دیتا ہے بارہا سمجھا چکا ہوں تھوڑی تھوڑی سزا بھی دیتا ہوں گو انگریزی طلبہ کی طرح سرکش اور لاپروا نہیں ہے مگر تاہم صحبت یا انگریزی کے اثر سے تغافل کرتا ہے میں ڈرایا کرتا ہوں کہ اگر شرع کے کاموں میں غفلت کی تو انگریزی تعلیم سے چھڑا لونگا، کبھی کبھی توجی میں آجاتا ہے کہ خوب

دل کھول کر بیٹھوں حضور والا اس کے راہ ہدایت پر آنے اور اماں کی صحت کے لئے بھی دعا فرماویں۔

تحقیق۔ دل وجان سے دعا ہے مگر سختی مناسب نہیں۔

حال۔ میرے ماں باپ سے زیادہ شفیق مولانا یہ احقر اب اپنی حالت کا اظہار کرتا ہے بفضلہ تعالیٰ و بہ برکت دعائے حضور والا معمولات بلا ناغہ ادا ہوتے ہیں بعد نماز صبح چھ ہزار بار اسم ذات نصف پارہ قرآن شریف اور اسم ذات کے قبل دوازدہ تسبیح پھر ایک منزل مناجات مقبول بعد نماز اشراق یٰسین شریف ایک بار شام کو نماز مغرب کے بعد تین ہزار اسم اور سورہ واقعہ ایک بار قضائے عمری عرصہ دو برس سے پڑھ رہا ہوں کئی برس ہوئے رمضان شریف میں ایک نامعقول حرکت ہو گئی تھی مگر کم ہمتی سے کفارہ کے روزے ابھی تک نہیں ادا کئے تھے آجکل آجکل ہو رہی تھی ایک روز تنہائی میں میری بی بی نے کہا کہ مجھکو تمہارے کفارہ کے روزوں کی تمسے زیادہ فکر ہے اس کلام کو سنکر میرے دل پر سخت چوٹ لگی اور فوراً روزے رکھنے شروع کر دیئے اب تو حضور والا طبیعت میں شریعت کی پابندی کی دھن پیدا ہو گئی ہے ------

--- جب کوئی کام کرتا ہوں تو دل پر حکم شریعت کا غلبہ خود بخود طاری ہو جاتا ہے خلاف شرع کام خواہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو پہاڑ معلوم ہوتا ہے۔ ننگ و عار بالائے طاق رکھکر کوئی کتنا ہی برا کیوں نہ کہے بدعات و رسوم کے پاس نہیں پھٹکتا۔ ہر وقت اللہ اور آخرت کی یاد دل میں رہتی ہے جی ڈرا کرتا ہے کہ خدا جانے ان گنتی کے دنوں کی زندگی سے بعد کیا پیش آئے خاتمہ کیسا ہو گا حشر میں کیا گذرے گی حقوق العباد اور صفائی معاملات کا بھی بڑا خیال رہتا ہے جی یوں چاہتا ہے کہ دوست دشمن سب کے پاؤں چوم چوم کر تلافی حقوق کی معافی حاصل کر لوں اب دنیا میں کوئی اپنا دشمن نہیں معلوم ہوتا اس ارحم الراحمین نے دل سے بغض حسد اور کینہ نکال لیا ہے اب اپنے سنوار کی پڑ گئی ہے جب دو چار آدمیوں کے پاس ضرورۃً جانا ہوتا ہے تو انکی دنیوی باتوں کی مشغولی پر بڑا تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ بڑے غافل ہیں ساری باتوں کو سنکر بڑی نفرت ہوتی ہے کان تو باتیں سنتے ہیں .... اور دل ہر وقت فکر آخرت میں شاغل رہتا ہے مولانا صاحب شاید ہی کوئی وقت (مثلاً تعلیم و درس) کا ایسا جاتا ہو گا جس میں مجھکو آخرت کا دھیان نہ رہتا ہو کبھی اللہ کی محبت

میں مست ہو جاتا ہوں اور اس کی رحمت واسعہ کو یاد کر کے جھوما کرتا ہوں اور جی چاہا کرتا ہے کہ سب سے اچھے عالم میں جلد چل کر اپنا اصلی ٹھکانہ دیکھ لوں اور انعامات الٰہی کی خوب خوب سیر کروں کبھی کبھی آمد حشر کی بڑی خوشی ہوتی ہے اور دل کو اس بات کی بڑی مسرت رہتی ہے کہ یہ آنکھیں اللہ جل جلالہٗ کو رحمۃ للعالمین حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ اور حضرت قطب الاقطاب مولانا گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کو دیکھیں گی بڑا لطف رہیگا اس دنیا کی زندگی ہیچ ہے اللہ صاحب آخرت کی نعمتیں نصیب فرمائیں غرض ایسے ایسے خیالات سے دل کبھی کبھی خوش ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ حالت رہتی ہے کہ عذاب قبر و حشر اور کوتاہی اعمال سے سخت اندوہ اور خشیت طاری ہو جاتی ہے جب کسی صالح شخص کی وفات ہوتی ہے تو دل مسرور ہوتا ہے اور جب گنہگار تارک صوم و صلوٰۃ مرتا ہے تو دل پر بڑی ہیبت سوار ہو جاتی ہے اور نزع کی آفتوں کو یاد کر کے از حد اندوہ ہوتا ہے قبر کی تاریکی اور عالم تنہائی اور اپنی بے چارگی و بے مائیگی کو خیال کر کے یہ شعر پڑھا کرتا ہوں ؎

تمہارے حکم سے باہر کہیں عشاق ہوتے ہیں
ہنساتے ہو تو ہنستے ہیں رُلاتے ہو تو روتے ہیں

حضور والا بندہ اپنی ایک خاص حالت کا اظہار کرتا ہے وہ یہ کہ بعض اوقات بلکہ چند عرصہ سے اکثر اوقات میرے دل میں یہ خیال آیا کرتا ہے کہ میری بخشش اللہ صاحب ضرور کریں گے بشرطیکہ اب گمراہی کے کوچہ میں نہ بھٹکوں شریعت کا پابند رہوں گو کوتاہیاں بھی بے حد و شمار ہوتی ہیں مگر اللہ میاں رحیم پیاری ماں سے زیادہ شفیق و کریم ہیں تائب اور اپنی طاقت بھر اچھے کام کرنیوالوں کو بخشتے ہیں۔ صراط مستقیم پہ چلنے والوں کی غیر اختیاری کوتاہیوں پر گرفت نہیں کرتے اور اے ۔۔۔۔ تو نے علامۂ تھانوی فاضت انوار فیوضہم کا دامن پکڑا ہے خبردار ان کے قدم بقدم چلنے سے کوتاہی نہ کیجیو۔ خلاف شرع امر پر راضی نہ ہوجیو اگر اس اہتمام و نیت کے بعد بھی کوتاہی ہو جائے تو ناامید

نہ ہوجیو۔ اللہ پاک کی درگاہ میں رو پیٹ کر معافی کا طالب ہوجیو اللہ میاں ضرور ضرور بخشیں گے، اور جنت ضرور ضرور دیں گے انشاء اللہ دائمی چین نصیب ہوگا اور بھروسہ اعمال کا نادانی ہے نماز ہے تو لنگڑی لولی روزہ نکما غرض جملہ اعمال ٹوٹے پھوٹے اور اس قابل نہیں کہ اجر ثواب تو درکنار عذاب ہی نہ ہو تو غنیمت ہے غرض جو کچھ ملیگا اللہ صاحب کی رحمت واسعہ سے ہی ملیگا اور ملیگا ضرور ملے گا وغیرہ وغیرہ اب حضور فرمائیں میرے یہ خیالات کیسے ہیں۔

تحقیق۔ بالکل مطلوب۔

حال۔ کبھی کبھی ایک حالت اور غلبہ کرتی ہے وہ یہ کہ بعض اوقات میرے دل پر یکایک ایسا اندوہ و ملال چھا جاتا ہے کہ جسکا کچھ بیان نہیں بہت کھوج لگاتا ہوں کہ یہ رنج و غم کس بات کا ہے معلوم ہو جائے مگر خاک پتہ نہیں لگتا برابر غمگینی چھائی رہتی ہے بندہ اس وقت یہ سوچا کرتا ہے کہ میرا کوئی مالی نقصان تو نہیں ہو گیا اور قسم کا ضرر تو نہیں ہو گیا جس کا یہ رنج ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ کچھ نقصان نہیں ہوا یہ اندوہ آپ ہی آپ ہو گیا ہے بھلا یہ کیا حالت ہوگی۔

تحقیق۔ اول سے بھی ارفع ہے۔

حال۔ طبیعت کی نزاکت ایسی بڑھ گئی ہے کہ اپنے سے کسیکو ذرا بھی تکلیف (ہاتھ یا زبان سے) پہنچتی ہے تو گھنٹوں ملال رہتا ہے کہ کسی کو کیوں رنج پہنچا جب چار آدمی بیٹھے ہوں تو سوائے دینی چرچے کے اور چیز نہیں بھاتی جی چاہتا ہے کہ خوب مذہبی باتیں کئے جاؤں کبھی کبھی تو ایسے جوش خروش سے محویت کی ساتھ گفتگو کرتا ہوں کہ آپے میں نہیں رہتا اس اثناء میں کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ کہیں یہ لمبی لمبی باتیں اپنے علمیت کے اظہار میں نہ نکل رہی ہوں جس سے ریاکاری کے آفات میں مبتلا ہو جاؤں اس خیال کے آتے ہی چپ ہو جاتا ہوں یا دھیرے دھیرے گفتگو کرنے لگتا ہوں۔ حضور والا مجھکو حضور اقدس کی کتب اور مواعظ و ملفوظات حسن العزیز، تعلیم الدین، قصد السبیل وغیرہ وغیرہ سے وہ وہ جلیل القدر منافع حاصل ہوئے ہیں کہ جنکا بیان احاطہ تحریر سے باہر ہے حضور اقدس کے کمالات حضور والا کی بزرگی ولایت ذی رفعت پر جب نظر جاتی ہے تو جی چاہتا ہے کہ گھر گھر بازار بازار گلی گلی دوڑ دوڑ کر چیختا پھروں کہ اے غافلو دوڑو دوڑو تھانہ بھون میں بھیجی ہوئی اللہ کی رحمت خاص سے دائمی فلاحیت

کا سودا خرید و اور اس کے فیوض و برکات سے جلد اپنی حالت درست کرو ورنہ بہت ہی پچھتاؤ گے غفلت کے گڑھوں میں بےخبری کی نیند لینے والو خدا کیلئے اٹھو اور ایک خاص ابر ہدایت کے صحت بخش چھینٹوں سے اپنے مریض دلوں کا علاج کرو، مولٰنا صاحب سچ تو یہ ہے کہ تمہارے کمالات کی پہچان اور پھر ولایت کی تہ ... پانیکا دعویٰ ہی غلط غلط غلط صریح غلط ہے اور یہ جو تھوڑی بہت پہچان ہوئی ہے وہ بھی حضور والا ہی کے علوم و کمالات کی مدد سے ورنہ کہاں ہم ... اور کہاں کمالات حضور والا، حضور کے صدقہ سے اللہ میاں کی محبت اللہ صاحب کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب ہوئی اسے شرور و آفات سے محفوظ رہے وہ جس کے فیوض و برکات کی نہریں ہرجا زور و شور سے جاری ہیں بعض اوقات جب اندوہ و ملال کے وقت ذکر میں بیٹھ جاتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب میں اللہ صاحب کی خاص حفاظت میں آگیا ہوں اس وقت ذکر الٰہی ایک مضبوط قلعہ معلوم ہوتا ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ ہر رنج و مصیبت کو کھونیکے لئے اس امن و امان راحت بخش ... قلعہ میں آکر چھپ رہنا چاہئے اس قلعہ میں رہنے کے بعد گویا دنیا سے الگ ہو جاتا ہوں عجب لطف سے ذکر ختم ہوتا ہے بعد ذکر پھر دلپر فرحت چھا جاتی ہے۔ چند روز سے نماز میں بھول بہت ہو جاتی ہے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد وسوسہ ہوتا ہے کہ تکبیر کہے بغیر ہاتھ باندھے ہیں سجدہ کرنے کے بعد خیال آتا ہے کہ ایک ہی سجدہ ہوا ہے۔ کبھی کبھی رکعات کی تعداد نہیں یاد رہتی خیال نہیں رہتا ہے کہ پہلا قاعدہ ہوا ہے یا نہیں ہے سورت ملائی ہے یا نہیں وغیرہ وغیرہ اس سے ازحد پریشانی ہوتی ہے بار بار نماز دہرانے میں اللہ سہو سے بچائے اس کی تدبیر کیا کروں حضور والا بندہ کے لئے دعائے خیر فرما دیں اسی طرح نظر عنایت رکھیں۔

تحقیق۔ تدبیر یہی ہے کہ جو حالت غیر اختیاری ہے اُس پر غم نہ کیا جائے اور جو پیش آئے اس کے متعلق جو حکم شرعی ہو اس پر عمل کیا جائے بس جن صاحب کا پرچہ رکھا ہے انکی نسبت آپکو اپنی معلومات لکھنا چاہئے تھی ورنہ ان کا پرچہ نہ رکھتے

النور ص۴۲

حصول جمعیت کا طریقہ

حال۔ عرض ہے کہ جتنا چلتے پھرتے وظیفہ

پورا کرنے میں جمعیت قلب ہوتی ہے وتنا ایک جگہ بیٹھے حاصل نہیں ہوتی۔ حضرتا یہ راز سمجھہ میں نہیں آتا کہ کیا ہے اگر اس کے لئے کوئی علاج ہو تو مرحمت فرمانا کہ بیٹھے بھی وتنی جمعیت قلب حاصل ہو۔

تحقیق۔ کوئی کیفیت خاص مقصود نہیں۔ اعمال کا انضباط اور ان پر مداومت چاہئے۔ خواہ کچھہ ہی کیفیت ہو یا نہ ہو اسلئے ضرور ہے کہ بیٹھکر بھی کچھہ معمول زیادہ مقدار میں کھا جائے یہی طریقہ جمعیت حاصل ہونے کا بھی ہے۔ یہ نہیں کہ اول جمعیت ہو پھر آپ بیٹھیں۔

النور صـ ۳۷۵

آواز دہل سنکر کیفیت بیخودی طاری ہونا

حال۔ ایک بات اور قابل عرض یہ ہے کہ ایک ذاکر شاغل نے کہ جو کچھہ مجھسے دین کا تعلق رکھکر کچھہ ذکر اللہ کیا کرتے ہیں محرم کا دن تھا گو پہلے سے کبھی جب سے اس احقر سے تعلق اس قسم کا رکھا ہے ایسی مجالس میں جاتے آتے نہیں مگر اتفاق سے انکا نوکر تماشا دیکھنے چلا گیا تھا اسکی تلاش میں انکا بیان ہے کہ میں وہاں چلا گیا، اس عرصہ میں آواز دہل پر صدائے اللہ اللہ محسوس ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ اس سے تو آواز اللہ اللہ کا صدور ہوتا ہے اور ہم انسان ہوکر غافل ہیں اسپر کیفیت غالب اور بیخودی ہوکر قریب دو گھنٹہ کے اچھلتا کودتا رہا۔ اور بہت دیر کے بعد افاقہ اس حالت سے مجھکو ہوا اور یہ حرکت مجھہ سے معذوری میں ہوئی معلوم ہونے پر میں نے انکو فہمائش کی کہ ایسے محل پر جہاں ناجائز مجلس ہو طالب کو جانا نہیں چاہئے تھا کہا کہ یہ تو غلطی ضرور ہوئی، پھر میں نے ان سے کہا کہ یہ حالت محمود تھی اور صدور اسکا بے محل ہوا لیکن طالب کو ایسے محل پر کبھی جانا چاہئے آئندہ اس کا خیال رکھیں کیا اس قسم کی کیفیات کا صدور ہیجان نفسانی و قوت بہیمیہ کے غلبہ سے ہوتا ہے۔

تحقیق۔ اکثر یہی ہے۔

حال۔ یا ایسے محل پر شیطان کو بھی اس میں کچھہ دخل ہوتا ہے۔

تحقیق۔ کبھی ایسا ہی ہوتا ہے تاکہ آسانی سے آئندہ دہوکہ میں ڈال سکے۔

حال۔ یا واردات قلبیہ سے روحانی کیفیات کو دخل محض ہوتا ہے۔

تحقیق۔ نہیں۔

النور صـ ۳۷۶

آثار ضعف قلب

حال۔ رات کے ایک بجے جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کا بیان پڑھتے تھے

اس وقت فدوی کو بیہوشی ہوئی اور میں زمین پر لوٹ رہا تھا اور زبان سے محمدؐ کا لفظ نکلتا تھا، اور جب سے میں وعظ کی مجلس میں حاضر ہوتا ہوں تو فدوی کی ایسی حالت ہوتی ہے جو اوپر ذکر کیگئی، اور جمعہ کے روز خطبہ پڑھا جاتا ہے کبھی ایسی حالت ہوتی ہے اور جب قرآن شریف پڑھتا ہوں تو کبھی یہ ہوتا ہے کہ جو حرف پڑھا جاتا ہے بلند آواز ہوتی ہے اور نماز میں بھی کبھی زمین سے پانوں اوبھرتے اور آنکھ بند ہوتی ہے اور اندر سے آواز ہم ہم نکلتی ہے اور اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا ذکر ہوتا ہے تو فدوی کی یہ حالت ہوتی ہے اور امام نماز کے بعد دعا مانگتے ہیں کبھی اس وقت بھی آنکھ بند ہو کر زمین پر لوٹتا ہوں اور ہاتھ اوپر اوٹھتے ہیں اور زبان سے ہائے ہائے نکلتا ہے اور وظائف میں بھی کبھی آواز بلند ہوتی ہے اور میری سب حالت بری ہے اسواسطے عرض کیا گیا۔ اور کوئی بزرگ کہتے ہیں کہ آپ کو خدا کا فیض ہوا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ شیطان آپکو غفلت و فریب دیتا ہے اور یہ دو بات کی فدوی کو سمجھ نہیں ہے اور میں بیوقوف بے تمیز بے حوصلہ کم عقل گنہگار بندہ ہوں۔

تحقیق۔ اس اختلاف کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر ایسی حالت والا متقی متشرع ہے تو یہ حالت وارد رحمانی کا اثر ہے۔ اور اگر غیر متقی و غیر متشرع ہے تو شیطانی اثر ہے اور ضعف قلب کی آمیزش دونوں حالتوں میں ہے۔

النور ص ۳۹۱

جذب الی اللہ

حال۔ گذشتہ ہفتہ میں کئی دن جناب حق تعالیٰ شانہ کی طرف بہت ہی کشش اور خیال و سرور رہا جیسی کیفیت عشقیہ کی سی حالت ہوتی ہے اور ہر وقت ذکر کرنیکو دل چاہتا تھا حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ نہایت انس اور ذکر میں لذت و لطف تھا مگر اب کچھ دن سے وہ حالت بہت ہی کم ہوگئی حضور دعا اور اصلاح فرما دیں۔

تحقیق۔ ایسی حالت اگر گاہ گاہ بھی ہو جاوے بڑی نعمت ہے اور گو اس حالت کا غلبہ نہیں رہا مگر اثر باقی رہتا ہے اسلئے اسکو زوال حالت نہ سمجھا جاوے فقط

النور ص ۴۰۳

کیفیت عشقیہ

حضور والا کی برکت سے اخیر شب میں نفل اور چھ تسبیح تہلیل اور چھ تسبیح اسم ذات دو ضربی اور بوقت فرصت اسم ذات

مبارک یک ضربی کا بھی وِرد رہتا ہے۔ اب حضور والا حالت یہ ہے کسی کسی وقت کیفیت عشقیہ کا اثر ہوتا ہے اور کبھی کچھ نہیں کسی وقت بہت سخت کشش ہوتی ہے۔ مگر ضبط کرتا ہوں کہ اگر چلاؤں ہائے ہائے کروں تو طلبہ کیا کہیں گے ایک عریضہ کے جواب میں حضور والا نے یہ شعر تحریر فرمایا تھا کہ شعر۔ کوئے نومیدی مرو کہ امید ہاست۔ تو تمام دن اس کو خیال کر کے نہایت مسرور ہوتا رہا مگر ضبط کیا گیا جی چاہتا تھا کہ کودوں اچھلوں اس قسم کے نوری حالات نہیں تحریر کیا کرتا ہوں۔ اس میں کوئی حرج و نقصان تو نہیں ہے کیونکہ پائندہ تو رہتے نہیں ہیں کبھی کشش کبھی کچھ کبھی کچھ دعا کا محتاج ہوں فقط۔

تحقیق۔ جو حالت لکھی ہے بس میں اپنے دوستوں میں اسکا تو انتظار کیا کرتا ہوں بہت خوشی ہوئی۔ مکرم من ضبط نہ کیا کیجئے ؎

نسازد عشق را کنج سلامت　　خوشا رسوائی کوئے ملامت

اور رہا قصد سے ہوتی ہے یوں لپٹتی نہیں پھرتی۔ النور ص ۴۰۵

کیفیات غیر اختیاریہ نہ ہونیکا علاج

حال۔ جو جوش اور کیفیت پہلے تھی اب اس میں کمی ہے حالانکہ کسی معمول میں کوئی کمی بفضلہ تعالیٰ اپنے خیال میں نہیں ہوئی۔ اگرچہ مقصود نہیں ہے مگر بعض وقت معین ہو کر سہولت پیدا کر دیتا ہے۔ اس وجہ سے خیال اسکے مطلب کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

تحقیق۔ اس کا مضائقہ نہیں مگر طریق اسکا دعا ہے نہ کہ سعیٔ اکتساب۔ النور ص ۴۰۶

نماز میں حضور قلبی نہ ہونیکا علاج

حال۔ نماز میں حضور قلبی کچھ جاتا رہا ہے خدا جانے کیا بات ہے اصلاح کی ضرورت ہے۔

تحقیق۔ تدبیر کا استعمال اختیار میں ہے، اگر ثمرہ نہ ہو کچھ ضرر نہیں۔ النور ص ۴۰۶

تمنائے استحضار تام حق تعالیٰ

حال۔ شروع میں حدیث النفس کا بہت غلبہ رہا جس سے بہت الجھن رہتی تھی بلکہ یاس ہو چلی تھی مگر الحمد للہ اب قدرے کمی ہے اور بفضلہ تعالیٰ سکون قلب میسر ہو جاتا ہے احقر کو اسکی ہمیشہ تمنا رہتی ہے کہ حق تعالیٰ کا استحضار تام ہر وقت میسر رہے اور اسکی جس

حدتک ترقی مطلوب ہو اس حدتک پہنچ جائے۔ اس کے فقدان یا کمی سے قلب متوحش رہتا ہے۔ اور جب بزعم خود ذرا بھی میسر ہو البس تسلی اور راحت قلب نصیب ہو جاتی ہے۔ آیا اس کیفیت کا منتظر یا کوشاں رہنا تو کیفیات غیر مقصودہ کے درپے ہونیکی قبیل سے نہیں ہے میں تو اسکو ہمیشہ کیفیت مقصودہ سمجھتا رہا ہوں اور اسکو اصل کامیابی سمجھے ہوئے ہوں بشرطیکہ طاعات کا مثمر ہو۔ گو یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ کیفیت اختیاری نہیں محض وہبی ہے گو کثرت ذکر اور اطاعت جو اس کے اسباب ہیں وہ اختیاری ہیں، اس حیثیت سے یہ کیفیت بھی تو کہیں کیفیات غیر اختیاریہ غیر مقصودہ میں داخل نہیں ہو جاتی۔

تحقیق۔ نفس کیفیت تو مقصود ہے اور اختیاری بھی ہے مگر اس میں مبالغہ غیر مقصود ہے اور غیر اختیاری ہے۔ پس اول کیلئے سرسری توجہ کافی ہے سو کیجئے اور ثانی کیلئے کاوش نہ کیجئے اس تقریر سے امید ہے کہ سب اجزاء سوال کے حل ہو گئے۔ النور ص ۴۰۸

حال۔ غرض احقر کی دلی آرزو ہے کہ ہر وقت حق تعالیٰ کے ساتھ قلب کو ایک قرب خاص حاصل رہے اور اس کی یاد کسی وقت کسی حال میں دور بلکہ مضمحل تک نہ ہو اور حلاوت ایمان قلب کو نصیب ہو جاوے اور جملہ رذائل نفس سے نجات حاصل ہو

تحقیق۔ ہاں آرزو کے درجہ میں یہ مطلوب ہے اور اس کا طریقہ دعا ہے دعا کیا کیجئے۔

حال۔ اللہ تعالیٰ حضور کی دعا و توجہ کی برکت سے اس چلہ میں جملہ مرادات حسنہ بر لائے

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

الحمد للہ اب امید ہو چلی ہے کہ انشاء اللہ کثرت کلام سے نفرت حاصل ہو جائے۔ دعا فرما دیں۔

تحقیق۔ ہاں دل و جان سے۔ النور ص ۴۰۹

کدورت قلبی کا علاج

حضرت جتنا وقت چمڑہ کی خرید و فروخت اور انتظامات میں گذرتا ہے۔ اور اس میں جو مشغولی ہوتی ہے اگرچہ بالکل الحمد للہ حدود شریعت کے اندر ہوتی ہے اور چونکہ یہ ذریعہ معین ہے ذکر کا اسلئے الحمد للہ یہ دنیا بھی نہیں لیکن تاہم بعد فراغ اس حالت کے قلب میں کدورت اور رنج معلوم ہوتا ہے جس کا تدارک استغفار سے کرتا ہوں۔

تحقیق۔ عین سنت کے موافق ہے کہ ضروریات کے سبب کدورت کو بھی قبول کرے اور اسکے تدارک کیلئے استغفار بھی کرے۔ سنت ہونیکی دلیل یہ حدیث ہے انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ الحدیث۔ النور ص۴۲۱

احوال انتہار سلوک

خطے از اجازت یافتگان

الحمدللہ سر دست طریق سلوک میں کچھ شبہات نہیں معلوم ہوتے جو کچھ انتہار اس طریق کی بطفیل آنحضرت قبلہ اپنی فہم ناقص میں آئی ہے بغرض اصلاح بے تکلف عرض کرتا ہوں امید کہ تکلیف فرما کر اصلاح فرمادی جاوے وہ یہ کہ یقین کالمشاہدہ کا حاصل ہوجانا۔ اپنا۔ اور اغیار کا وجود چشم باطن میں فنار کالعدم ہوجانا، بالکل یکسو ہوکر قلب کا ذکر و مذکور کی طرف متوجہ و مائل ہوجانا اور جمیع تعلقات و جملہ حالات و خیالات کا باطن سے غائب و فنا ہوجانا، مدام باہوش و صاحب فکر رہنا، اپنے اور اغیار کی ذات بلکہ ہر دوجہاں اور جملہ ماسوا سے قلب کا بالکل آزاد و فارغ ہوجانا، رضا و تسلیم کا عادی و خوگر بن جانا، جملہ حالات و جمیع معاملات میں مشیت و مرضی مولا پر بدل وجاں راضی و خوش رہنا بس اپنے فہم ناقص کا خلاصہ عرض کرچکا۔

جواب خط

ماشاءاللہ لیھنک العلم خوب سمجھ گئے اللھم ادم واقم النور ص۴۲۲

بوقت تلاوت غلبۂ حال میں لفظ اللہ باآواز بلند کہنا

حال۔ میں نے یہ لکھدیا تھا کہ کبھی کبھی جب میں مناجات یا قرآن وغیرہ سن لیتا ہوں تو ایک وجدی کیفیت غالب ہوکر بلا تکلف لفظ اللہ بلند آواز سے نکلجاتا ہے حضور نے تحریر فرمایا کہ اسمیں کیا حرج ہے کیا شبہ پڑگیا شبہ کچھ نہیں لیکن سنت کے خلاف مجھکو معلوم ہوا۔

تحقیق۔ خلاف وہ ہے کہ بلا غلبۂ حال ہو۔ النور ص۴۳۰

تنگی معاش کے فکر کا علاج

حال۔ خادم کو نماز میں بہت خلجان ہوتا ہے اور طبیعت نہیں لگتی ہے بوجہ تنگی معاش جی ہر وقت اوچاٹ رہتا ہے اور خادم کو بعد نماز عشار ایک گھنٹہ کی فرصت ہے آرزو

ہے کہ کوئی دعا حضور قلب کیلئے ارشاد فرماویں۔

تحقیق۔ میری کتاب اکسیر فی اثبات التقدیر بغور مطالعہ کر کے مجھکو اطلاع دیں۔ النور ص ۴۴۴

مسلمانوں سے ہمدردی

حال۔ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا رنج کسی وقت دل سے دور نہیں ہوتا، ہر چند کوشش کرتا ہوں مگر سکون نہیں ہوتا۔

تحقیق۔ اس سکون کے معنی تو یہ ہیں کہ اس کا رنج نہ ہو سو ایسا رنج تو مطلوب ہے اور سکون بیدردی ہے۔ النور ص ۴۵۷

ذوق وخشوع کا مختلف الالوان ہونا

حال۔ جب سے غلام یہاں حاضر ہوا ہے تو نماز میں وہ حضور وخشوع نہیں جو من قبل تھا اور ذکر وشغل کا بھی یہی حال ہے مگر ہاں ذکر میں البتہ ذوق ہے اگرچہ قبل جیسے نہیں عدم خشوع وذوق کو دیکھکر تعجب ہوتا ہے

تحقیق۔ ذوق وخشوع تو ہے مگر خود اس کے الوان مختلف ہیں کسی ایک خاص قسم کے نہ ہونے سے مقسم کا انتفاء لازم نہیں آتا۔ النور ص ۴۵۹

حضور دائمی ہونا

حال۔ آج کل ایک ایسی حالت ہے کہ جس کو میں قلمبند نہیں کر سکتا، ہاں البتہ اتنا ضرور لکھ سکتا ہوں کہ کسی وقت غیبت نہیں ہوتی ہر وقت حضور رہتا ہے اسی وجہ سے بدن میں قوت وہوشیاری پوری طرح نہیں رہتی بلکہ ضعف ہوجاتا ہے۔

تحقیق۔ غفلت عن الحق کو غیبت کہنا اصطلاح قوم کے خلاف ہے، اور خلاف اصطلاح میں کلام کرنا موہم تلبیس ہے۔ یہ کہنا چاہئے کہ غفلت نہیں ہوتی بہرحال یہ ایک نعمت عظمیٰ ہے مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اسی وجہ سے بدن میں الی قولہ ضعف ہوجاتا ہے۔ حضور دائم کو ضعف میں دخل کس طرح ہے۔ النور ص ۴۶۵

آثار عبادت

حال۔ اول تو عبادت ہوتی ہے گنی چنی مگر اس کی بھی مثال بالکل پھلجھڑی کی سی ہوتی ہے چھوٹنے کے بعد کچھ بھی نہیں۔

تحقیق۔ بالکل غلط مثال ہے کیونکہ اعمال کے انقضاء سے ان کا اثر منقضی نہیں ہوتا بلکہ جمع رہتا ہے تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نوکر جو کام کرتا ہے کام

ختم ہو جاتا ہے مگر تنخواہ چڑھ جاتی ہے مگر دن یا مہینہ ختم ہونے پر ملیگی اور جس اثر کو آپ مجتمع دیکھنا چاہتے ہیں وہ مقصود نہیں جیسے کسی مزدور کو ہر وقت سلفہ نہ ملے تو وہ کہے کہ سب محنت ضائع جارہی ہے۔

النور صـ ۴۷۷

مایوسی کا علاج

حال۔ دو روز کی نماز مغرب وعشاء بھی غفلت کیوجہ سے قضا ہوگئی تھی جس کی وجہ سے بارگاہ الٰہی میں نہایت رویا اور عرض کیا کہ اے خدا یہ کس معصیت کی سزا ہے دوسری رات کو سویا تو یہ معلوم ہوا کہ غیب سے اس کا جواب ملتا ہے کہ تیرے تزکیہ باطن و ترقی مراتب کے لئے ایسا کیا گیا۔ آنکھ کھل گئی خدا کی رحمت پر نظر گئی اور نہایت خوش ہوا۔

تحقیق۔ یہ جو کچھ وارد ہوا انکشاف ہے بعض مصالح وحکم واسرار بعض زلات کا جو بلا اختیار واقع ہو جاویں جس سے مقصود سالک کے یاس کا علاج ہے بوجہ اس کے کہ یاس سے تعطل اعمال میں اور کفران احوال میں پیدا ہونا محتمل ہے پس اس نعمت انکشاف پر شکر کرنا چاہئے اور معنی اس کے رخصت فی التساہل نہ سمجھنا چاہئے۔

النور صـ ۴۷۹

حال۔ اپنے ناقص افعال واعمال کی طرف ہمیشہ خیال رہتا ہے۔ اور اسی سوچ میں رہتا ہوں کہ کب تک پوری اصلاح ہوگی کبھی تو مایوسی کبھی امید یہ دو حالتیں ہر وقت موجود رہتی ہیں مگر مایوسی غالب رہتی ہے جس کی وجہ سے ہر وقت ایک پریشانی لگی رہتی ہے اور کل اعضاء سست ہو جاتے ہیں اس ناچیز کی طرف حضور کی خاص توجہ فرمانیکا امیدوار ہوں ؎

آنانکہ خاک رابنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

تحقیق۔ میں تو متوجہ ہی ہوں مایوسی کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح کی حقیقت سمجھنے میں کچھ غلطی ہوئی ہے ورنہ اسکی حقیقت کو سمجھکر تو مایوسی ممکن ہی نہیں اسلئے ضرورت ہے کہ آپ اسکی حقیقت لکھئے تاکہ جو اس میں غلطی ہو اسکو ظاہر کردوں۔

النور صـ ۵۴۵

امور عقلیہ وطبعیہ میں فرق

حال۔ جو منکرات سے احتراز عقلی اور شرعی

ہے یعنی عقل اور شریعت کی وجہ سے احتراز کیا جاتا ہے مقتضائے طبیعت نہیں مثل کھانے پینے کے کہ طبیعت ہی چاہتی ہو لہذا حضور والا سے سوال ہے کہ کبھی منکرات طبعاً بھی برے ہو جاتے ہیں یا نہیں۔

جواب۔ ہو جاتے ہیں۔

سوال۔ بر تقدیر اول وہ کمال ہے یا نہیں۔

جواب۔ کمال ہے مگر مامور بالتحصیل نہیں۔

سوال۔ پھر بر تقدیر اوّل طریقۂ حصول کیا ہے۔

جواب۔ جب وہ مامور بہ نہیں اسکا کوئی طریقہ بھی نہیں محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے دعا اس کے لئے محمود ہے۔ النور ص۴۸۱

اتباع سنت

حال جب میں نماز کے بعد دعا دنیا کے لئے مانگتا ہوں تو خداوند تعالیٰ کی عظمت وجبروت ایسی طاری ہوتی ہے کہ باوجود شدّت ضرورت دنیوی حاجت کے دعا نہیں مانگی جاتی ہے باوجودیکہ چاہتا ہوں کہ تسمہ نعل بھی اوسی سے طلب کرنا چاہئے۔

تحقیق۔ کیفیت وہ قابل اتباع ہے جس کے غلبہ کے وقت اسکے ضد کا خطور نہ ہو اور جب اسکی ضد بھی مستحضر ہو اور وہ اقرب الی السنۃ ہو تو وجدانیات کے اتباع سے سنن کے اتباع کو ترجیح و تقدیم ہے۔ النور ص۴۸۲

آثار شیطانی

حال۔ باباجہ کی آواز سے جو دروازہ مکان سے اکثر بارات وغیرہ جاتی رہتی ہیں خود بخود دردیکھو جی چاہتا ہے۔

تحقیق۔ یہ شیطانی اثر ہے طبیعت کو اس طرف سے ہٹا لینا چاہئے۔ النور ص۴۸۵

مطالعہ کتب دینیہ کے اثر کا مطلوب ہونا

حال۔ عرض یہ ہے کہ حضور والا کی تحریر کے مطابق ان کتب کا مطالعہ شروع کیا بفضلہ تعالے سمجھ میں تو سب کچھ آجاتا ہے کوئی مقام ایسا نہیں دیکھا جو بعد غور کے بھی سمجھ میں نہ آوے لیکن حافظ کی کمی ہے کہ مضمون پورا پورا یاد نہیں رہتا ہے حضرت والا سے دعائے خیر کا طالب ہوں کہ خداوند تعالیٰ قوت حافظہ میں ترقی کرے۔

تحقیق۔ یاد نہ رہنا مضر نہیں بار بار دیکھنے سے وہ اثر جو کہ مقصود ہے طبیعت میں پیدا ہو جاتا ہے گو مضمون یاد نہ رہے۔ النور ص۴۹۲

حال۔ بفضل خدا مطالعہ مواعظ حضور کا بہت کیا کرتا ہوں، لیکن مضمون بہت کم یاد رہتا ہے

تحقیق۔ مضر نہیں کیونکہ اسکا اثر باقی رہتا ہے جسطرح یہ تو یاد نہیں رہتا کہ میں نے کس وقت کیا کھایا تھا مگر ان غذاؤں کا جو اثر ہے یعنی قوت وہ باقی رہجاتی ہے۔ النور ص۵۳۲

آثار استقامت

حال۔ بعد ہدیہ سلام آنکہ حضرت کی دعا کی توجہ سے علاوہ دیگر اوراد کی دلائل کا ورد پورا ہوتا رہتا ہے طبیعت میں استقامت نہیں ہے حضرت اس کیلئے دعا اور خاص ہدایت مناسب فرما دیں۔ حزب البحر و دعائے مغنی و حزب الاعظم تینوں کی یا تینوں میں سے کسی کی اجازت ہو تو پڑھ لیا کروں نسبت نفی اثبات کے مسنون دعاؤں میں طبیعت زیادہ لگتی ہے باقی بندہ کے حق میں بہتر وہی ہے جو حضرت ارشاد فرما دیں گے خادم نے اس تاریک شہر میں کبھی کبھی امر بالمعروف کرنا شروع کر دیا ہے دعا فرما دیجئے کہ حقتعالیٰ اخلاص اور قبولیت مرحمت فرما دیں۔

تحقیق۔ اوراد واذکار کا پورا ہوتا رہنا یہ خود علامت استقامت کی ہے چونکہ استقامت کے اور بھی مراتب ہیں جو ابھی حاصل نہیں اون مراتب کے نہ ہونے پر استقامت نہ ہونے کا شبہ ہوتا ہے؎

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش کہ آنچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است

ع بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

میری رائے میں تربیۃ السالک کا بغور و بتکرار مطالعہ ضروری ہے حزب اعظم کو ان دونوں پر ترجیح ہے بحالت موجودہ ادعیہ مسنونہ و تلاوت قرآن میں وقت صرف کرنا انفع ہے نفی و اثبات کا وقت بھی اوسی میں صرف کر دیا جاوے۔ النور ص۴۹۲

مایوسی کا مذموم ہونا

حال۔ مجھے اس حالت سے یہ بھی ڈر ہے کہ نعوذ باللہ میرا خاتمہ اسی ڈر اور ناامیدی پر نہ ہو۔

تحقیق۔ ناامیدی عقلی مذموم ہے یعنی یہ اعتقاد ہو جاوے کہ مجھپر ہرگز رحمت نہ ہوگی اور موجودہ حالت ایسی نہیں۔

مخلوق کا خالق سے طبعاً ڈر زیادہ ہونے کی وجہ

حال۔ صرف یہ خیال ہے کہ نظر روکنے کے وقت یا کسی اور گناہ سے رکنے کیوقت حضور کا ڈر حق تعالیٰ کی ڈر کی طرح ہوتا ہے بلکہ حضور والا کا ڈر قلب میں زیادہ ہوتا ہے کہ اگر حضور کو پتہ دیا تو بہت ناخوش ہونگے اگر پتہ نہ دیا تو پھر بھی مصیبت ہے پھر اصلاح کیسے ہوگی پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ شرک نہ ہو حضور سے یہ عرض ہے کہ اسمیں جو احقر کی غلطی ہے اسکی اصلاح فرمادیں۔

تحقیق۔ مخلوق کا ڈر خالق سے طبعاً زیادہ ہونا مذموم نہیں کہ غیر اختیاری ہے اور عقلاً و اعتقاداً زیادہ ہونا مذموم ہے اور آیت لانتم اشد رهبة فی صدورهم من الله کا یہی محمل ہے اور طبعاً زیادہ ہونیکی لم تین امر ہیں ایک یہ کہ مخلوق محسوس ہے اور حقتعالیٰ محسوس نہیں اور طبعاً حاضر کا اثر زیادہ ہوتا ہے غائب سے دوسرے یہ کہ مخلوق سے تسامح کی توقع کم ہے اور خالق سے زیادہ ہے تیسرے یہ کہ مخلوق کی نظر میں ذلت ناگوار ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں ذلیل ہونا گوارا ہے

النور صـ ۵۰۳

حقوق العباد کا فکر ہونا

سوال۔ ایک بات دریافت طلب ہے کہ اگر کسی کو دل سے حقیر سمجھا یا کسی پر حسد کیا یا اور کوئی اخلاق مذمومہ جسکا تعلق دوسرے سے ہو اسکا ارتکاب دل سے کیا لیکن ہاتھ اور زبان سے کوئی قصور نہیں کیا تو یہ بھی حقوق العباد میں داخل ہے اور اس کو بھی معاف کرانا چاہئے یا نہیں۔

الجواب۔ چونکہ اس سے کسی کو ضرر نہیں پہنچا اسلئے یہ حقوق العباد نہیں ہوئے صرف توبہ الی اللہ و اصلاح آئندہ کافی ہے

حال۔ اب کیفیت عرض کرتا ہوں کہ بعض وقت بہت خوف معلوم ہوتا ہے خصوصاً مراقبہ کے وقت اور بہت طبیعت گھبراتی ہے اور ایسا جی چاہتا ہے کہ ابھی چلا جاؤں اور حقوق العباد سے چھٹکارا کرکے آؤں لیکن پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ کس کس مشکل سے یہاں آنا نصیب ہوا اور یہیں کی بدولت تقاضا پیدا ہوا اور جاکر معلوم نہیں کب چھٹکارا ملے یہاں اور تین ماہ رہجاتا تو کچھ پختگی آجاتی غرض جانیکو بھی جی نہیں چاہتا یہاں سے جانا گویا جنت سے علیحدہ ہونا ہے۔

تحقیق۔ چونکہ عزم ہے ادا یا ابرار حقوق کا اسلئے یہاں رہنے کے سبب جو اسمیں توقف ہوگا

مضر نہیں اور جن حقوق کی صفائی بذریعہ خط یا وکیل کی ہو سکے اسمیں توقف کی بھی ضرورت نہیں۔ النور ص۵۲۹

حال۔ ملخصاً۔ ایک دوست کے بچے میری نگرانی میں پڑھتے ہیں وہ ان کیلئے خرچ بھی دیتے ہیں میں نے عزیمت پر عمل شروع کیا کہ حساب میں ایک پیسہ کی غلطی نہ ہو مگر اشتراک میں نہ ہو سکا اور جدا انتظام بھی ممکن نہ ہوا پھر ایک رقم بالمقطع کھانیکی کر لی وہ رقم اتنی ہے کہ یقیناً انکا کچھ بچتا ہی ہوگا گو میں ان بچوں کی راحت و رغبت کا ہر طرح خیال رکھتا ہوں مگر میرے دلخواہ اسمیں کامیابی نہ ہوئی اور رخصت پر عمل کیا جسپر وہ دوست دل سے راضی بھی ہیں۔

تحقیق۔ عزیمت اور رخصت دو درجے وہاں ہوتے ہیں جہاں صاحب حق یہ دو درجے خود مقرر کرے اور جب ان دوست کی طرف سے یہ تقسیم نہیں ہے تو جسکو آپ رخصت سمجھے ہیں وہ عزیمت ہی ہے۔ النور ص۵۳۳

آثار تمکین

حال۔ حضرت مولانا و مرشدنا دامت برکاتہم۔ السلام علیکم۔ کمترین دست بستہ عرض کرتا ہے کہ حسب فرمان حضور والا اعمال ظاہرہ و باطنہ کا پہلے سے اب زائد اہتمام رکھتا ہے اور چند امور کی پابندی تو بہت دنوں سے کر لی ہے۔ قلت کلام اختلاط مع الانام، گوشہ تنہائی۔ اسلئے کہ کوئی کام دنیاوی ضروری میرے ذمہ نہیں جو انکی ضرورت پڑے اگر کبھی اتفاق ہو جاتا ہے ابتلاء کا تو فوراً ہی اسکی مضرت محسوس ہوتی ہے حضور اس عریضہ کے جواب ایکے بعد یہ سب تخیلات کم ہو گئے حاضری کے بعد دو مرتبہ سخت توحش ہوا مگر پھر حضور کی عنایت سے طبیعت سنبھل گئی اب موجودہ کیفیت یہ ہے کہ ذکر اللہ کے وقت کبھی تو ایسی حضوری ہو جاتی ہے کہ گویا دیکھ رہا ہوں اور نہایت ادب سے اور خشوع و خضوع سے سامنے ذکر کر رہا ہوں اور اپنی ناکامی عرض کر رہا ہوں اور کبھی مشاہدہ کی سی حالت نہیں رہتی مگر قلب کو خیال ذات باری عز اسمہ محیط رہتا ہے اور اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی کے تصور کرنے سے پھر وہی کیفیت ہو جاتی ہے چونکہ اکثر حصہ عمر کا گذر گیا اور اب جو باقی ہے وہ ضعف و ناتوانی کا ہے اور امراض بر آں مزید محنت بھی جیسی چاہئے نہیں کر سکتا اپنی حالت پر سخت افسوس رہتا ہے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو کیا منھ دکھاؤنگا نہ لوگوں سے ملنے کو جی چاہتا ہے نہ کھانے پینے میں مزہ آتا ہے طبیعت ہر وقت مغموم رہتی ہے اس غلام کو پورا اطمینان ہے کہ حضور میرے حال پر بہت شفقت اور عنایت سے توجہ فرماتے ہیں مگر مجھ ہی میں استعداد نہیں ہے ورنہ اب تک کب کی اصلاح ہو گئی ہوتی۔ رمضان شریف

میں خشکی بڑھ گئی بواسیر کے مرض میں زیادتی ہوگئی یہ خیال ہوا کہ بعد رمضان شریف علاج اور مرتب غذا وغیرہ کے استعمال سے صحت ہوجاویگی مگر ابھی تک مرض میں ترقی ہے کوئی صحت نہیں دعا کیلئے عرض کرتا ہوں گھی اور دودھ وغیرہ کا استعمال رکھتا ہوں اور دوا بھی استعمال کرتا ہوں کل سے حکیم ہاشم صاحب کا علاج کرنے کا ارادہ ہے کئی روز ہوئے ذکر کیحالت میں قلب پر اس صورت کا نقش معلوم ہوا۔ اور اس کے گرداگرد سفید نقوش تھے خواہ حروف ہوں یا اور کچھ مگر کمترین نے بالکل التفات نہیں کیا۔ چند منٹ میں زائل ہوگیا۔

صورتِ نقش [illegible]

حضور نے تعلیم الدین میں تحریر فرمایا ہے کہ صاحب تلوین ابھی راستہ میں ہے حضور پھر مجھے بھی پہنچائیے کب تک راستہ میں پڑا رہوں عرصہ دس بارہ سال کا ہوا جب کمترین نے اپنے حالات عرض کئے تھے تو جواب ارشاد ہوا تھا کہ یہ سب تلوین ہے پھر تمکین ہوگی مگر وقت معین نہیں اب تو آستانہ پر پڑا ہوں کبھی تو اصلاح ہوجائیگی ناامید از رحمت شیطاں بود جب یہ مصرع یاد آتا ہے اپنی ناامیدی سے توبہ کرتا ہوں اور پھر امید باندھتا ہوں اور اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام لینے کی اور اپنی طاعت کی توفیق عطا فرمائی یہ بھی کیا کم فضل و احسان ہے ۲۴ ہزار اسم ذات کا ورد رکھتا ہوں جب سے حاضر ہوا ہوں کبھی زائد بھی ہوجاتا ہے۔

تحقیق۔ الحمدللہ تمکین کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے اس مکتوب کے مضامین سے بہت مسرت ہوئی انشاء اللہ تع یوماً فیوماً مقصود سے قرب ہوتا جائیگا۔

کوئے نومیدی مرو کامیدہاست
سوئے تاریکی مرو خورشیدہاست

باقی اہل طریق کے یہاں مقرر ہے کہ طلب مقصود ہے وصول مقصود نہیں شرح اسکی یہ ہے کہ مقصود کے حصول کا قلب میں تقاضا نہ رکھے کہ یہ بھی حجاب ہے کیونکہ اس تقاضے سے تشویش ہوتی ہے اور تشویش برہم زن جمعیت و تفویض ہے اور جمعیت و تفویض ہی شرط وصول ہے اس کو خوب راسخ کر لیا جائے کہ روح سلوک ہے وہو من خصائص المواہب الامدادیہ قلما تنبہ لہ شیخ من مشائخ الوقت

النور ص۹ ۵۰ھ

آثار عروج و نزول

حال۔ (۶) کمترین کے پوتا پیدا ہوا ہے اکثر بیمار رہتا ہے اوسکی دادی نے تعویذ کے لئے مجھسے کہا جناب مولانا ..... صاحب سے ایک تعویذ لیکر چلا راستہ میں خیال آیا کہ انہیں کو چھوڑ کر اسمار کی

توجہ کرنا اللہ تعالیٰ سے عرض کرو جو کچھ عرض کرنا ہے) یہی الفاظ ہیں جو اس وقت متصور ہوئے تعویذ لاکر دیدیا اور کہدیا کہ ابھی رکھدو یہ واقعات اسلئے عرض کئے کہ ایسے مواقع میں کیا مناسب ہے اور کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق ۔ یہ عروج کے آثار سے ہے اور نزول اس سے بھی اکمل ہے وہ یہ کہ ہمارا اتنا رتبہ نہیں جو توجہ الی المسمی بلا واسطہ اسماء کے قابل ہوں اسی راز سے واذکر اسم ربک فرمایا گیا۔ النور ص ۵۱۲

خلق خدا کی خدمت اصلاح سے سلوک میں ترقی ہونا

سوال ۔ کل بروز شنبہ روانگی کا قصد ہے۔

جواب ۔ خدا تعالیٰ کے سپرد۔

سوال ۔ اسکے بعد اب اگر عریضہ ارسال خدمت بابرکت کروں تو کونسا خط شامل ہونا چاہئے۔ یہ

جواب ۔ ہاں

سوال ۔ یا اس کے قبل والا۔

جواب ۔ میرا یہ دل چاہتا ہے کہ آپ بندگان خدا کی کچھ دینی خدمت کریں کہ یہ خدمت بھی معین وصول و قرب ہے اور وہ خدمت یہ ہے کہ اگر کوئی طالب صادق ہو اسکو اللہ کا نام تبلا دیا کریں اور اگر وہ شائق ہو تو اسکو داخل سلسلہ بھی کرلیا کریں اسکی برکت سے سلوک میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ترقی ہوگی جیسے کسی طالب علم کو کتاب شروع کرا دینے سے اپنی استعداد بھی بڑھ جاتی ہے باقی خدا تعالیٰ مالک و معین ہے۔ النور ص ۵۱۳

آثار خشیت و ضعف قلب

حال ۔ اور ایک مشکل اور پیش آئی وہ یہ کہ مقبرہ میں زیارت کیلئے جب کبھی جاتا ہوں تو جب مقبرہ اور مردونکا خیال کرتا ہوں تو اپنا کیا حال ہوگا اس خیال کے بعد ایسی حالت ہوتی ہے کہ بہت شدت کے ساتھ اندر سے چیخ آتی ہے اور قریب قریب بیہوش ہو جاتا ہوں اسوقت بہت ضبط کے ساتھ چیخ کو ضبط کرتا ہوں اور جی میں یہ خیال آتا ہے کہ لاؤ یہاں سے کوئی جنگل کی طرف چلا جاؤں لوگوں کے پاس جاکر کیا کروں گا اسوقت حضرت والا کو یاد کرنے سے ڈر آتا ہے کہ یہ خیال اگر حضرت والا کو کسی طرح سے معلوم ہو جائیگا تو مجھکو خانقاہ سے نکال دینگے اس کے بعد افسوس کیساتھ

چلا آتا ہوں کہ خدا جانے کب اس جنگل میں گھر کرنا پڑے آیا یہ وحشت دل کی ضعف کے سبب سے ہے اگر دل کا ضعف ہے تو اس کا علاج بتلا کر سرفراز فرما دیں۔

تحقیق۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے اور کبھی خشیت مطلوبہ اسکا منشا ہوتا ہے چند روز میں اسکا اندازہ ہوجاویگا احتیاطاً کسی تدبیر تقویت قلب کا استعمال کر لیا جاوے۔ النور صـ ۵۱۵

آثار قبولیت صلوۃ

حال۔ جب بندہ تھانہ بھون ماہ رجب میں آپ کی خدمت میں فیض حاصل کرنیکے لئے وہاں پر چھ روز ٹھہرا تھا بندہ نے وہاں ٹہر رہکر آپ کی صحبت میں رہکر آپ کے فیض کی بڑی برکت دیکھی ہے جو آجتک آپ کے فیض کی برکت اس حال میں دیگر شخص میں نہیں دیکھی ہے بیان کرنیکے قابل یہ زبان نہیں ہے پھر بھی اسواسطے تحریر کرتا ہوں کہ آپ بندہ کو اس معاملہ سے خبردار کر دیں کہ یہ کیا معاملہ تھا جو بندہ نے دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ جب آپ فجر و مغرب و عشا میں نماز جماعت کے اندر تلاوت قرآن میں کوئی سورت تلاوت کرتے تھے تو بندہ آپکے پیچھے اگلی صف میں ہوتا تھا جو کلمات قرآن آپکی زبان سے نکلتے تھے وہ لوز کے ٹکڑے بنکر سب مقتدیوں کے اوپر کو پھیل کر اوپر کو چلے جاتے تھے بندہ نے بھی بہت حافظوں کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں مگر ایسا معاملہ کسی حافظ کے پیچھے نہیں گذرا۔

تحقیق۔ شاید حق تعالیٰ نماز و قرآن کو قبول فرما لیتے ہوں اگرچہ میں اس قابل نہیں۔

حال۔ جو بندہ کے دل پر ہمیشہ نماز کے اندر وسواس گذرتے ہیں وہ یہ ہیں کہ جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو ایک سفید پتلا سا منے کھڑا نظر آتا رہتا ہے اور اگر بندہ اسکی طرف خیال کرتا ہے تو نماز میں بیہوشی ہوجاتی ہے اور اگر خیال نکیا تو وہ سامنے سے جاتا نہیں ہے جبتک نماز پڑھتا رہتا ہوں وہ اسی طرح نظر آتا رہتا ہے اور اگر آنکھیں بند کر لوں تو نماز میں بیہوشی ہوجاتی ہے اب فرمائیں کہ اس سفید پتلا کے سامنے نظر آنیسے نماز میں تو کوئی خرابی نہیں ہے۔

تحقیق۔ نہ آنکھیں بند کرو اور نہ اسکی طرف توجہ کرو پھر نماز میں کچھ حرج نہیں نہ اسکی تحقیق میں پڑو کہ وہ پتلا کیا ہے کئی احتمال ہیں۔ النور صـ ۵۱۸

آثار انس و ہیبت

حال۔ پہلے بندہ پر یہ حالت تھی کہ امید رجا کیوجہ سے طبع پر تسکین تھی اب دو تین ماہ سے یہ حالت ہے کہ خوف زیادہ ہے اور اکثر وقت طبع کانپتی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے عذاب نار سے اماں دے۔

تحقیق پہلی حالت انس کی تھی یہ ہیبت کی ہے دونوں حالات رفیعہ سے ہیں بلکہ دوسری حالت انفع ہے۔

حال ۲ اور حضور والا سے پہلے ڈر زیادہ رہتا تھا اگرچہ الحمدللہ اعتقاد تو تھا لیکن ڈرتا بہت تھا اور حضور کی عظمت قہر آمیز معلوم ہوتی تھی اب ڈر نہیں ہوتا اور عظمت حضور کی شفقت آمیز معلوم ہوتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ جا کر حضرت سے لپٹ لوں لیکن بفضلہ تعالیٰ ضبط ہے کہ عقلاً ایسا کرونگا نہیں پس عرض ہے اللہ تعالیٰ سے پہلے خوف کم اور رجا کی امید قوی اور اب عکس اور حضور والا سے پہلے خوف زیادہ اور اب عکس اسکے ہے یہ کیا حالت ہے اور یہ تغیر تبدل کیوں ہوا اس میں تردد ہے تشفی فرما دیں۔

تحقیق۔ دونوں کا سبب ترقی و زیادت معرفت ہے مگر حقتعالیٰ کے کمالات غیر محدود و غیر متناہی ہیں لہذا انس و ہیبت میں تعاقب ہوتا رہیگا ایک ایسی تجلی ہوتی ہے جس سے انس ہوتا ہے اسکے بعد ایسی تجلی ہوتی ہے جس سے ہیبت ہوتی ہے پھر ایسی تجلی ہوتی ہے جس سے انس ہوتا ہے مگر پہلی انس سے تفاوت ہوتا ہے گو تفاوت لطیف ہو پھر ہیبت کی تجلی ہوتی ہے اور اسیطرح پہلی تجلی ہیبت سے متفاوت اسیطرح ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور مخلوق کے کمالات محدود و متناہی ہیں معرفت ہوتے ہوتے انکا احاطہ ہو جاتا ہے اور احاطہ کا خاصہ ہے اعتیاد اور اعتیاد کا خاصہ ہے ہیبت کی کمی۔ النور ص ۵۲۳

مقدمہ علاج کا فرض نہ ہونا

حال۔ ایک ذاکر نے مختلف الانواع حالات لکھکر علاج چاہا اسکا یہ جواب دیا گیا۔

تحقیق۔ علاج تو اسوقت ہو جب یہ حالات امراض ہوں یہ حالات تو خود ادویہ ہیں بہت سے امراض نفسانیہ کی جو بعد میں سمجھ میں آویگا۔ النور ص ۵۳۲

سکون قلبی کیلئے بقاء کا نہ ہونا

حال۔ یہاں خانقاہ میں رہکر تو وہ سکون قلب حاصل ہوتا ہے کہ شاید کسی بادشاہ کو بھی حاصل نہ ہو گھر کا خیال آتا ہے نہ خط لکھنے کو جی چاہتا ہے نہ خانقاہ سے باہر جانیکو جی چاہتا ہے نہ یہاں کسی سے زیادہ ملنے کو طبیعت چاہتی ہے اور قلب میں ایک کیفیت اور توجہ الی اللہ پیدا ہو جاتی ہے تہجد کبھی قضا نہیں ہوتی مگر گھر جا کر یہ کیفیت رفتہ رفتہ بہت ہی کم ہو جاتی ہے اسکے بقا کی کیا صورت کیجائے

تحقیق۔ عادۃً ممکن نہیں کسی کو ہوا ہی نہیں جو ہے غنیمت ہے ؎

در بزم عیش یک دو قدح نوش کن برو　　یعنی طمع مدار وصال دوام را۔ النور ص ۵۹۸

فرائض ونوافل میں تفاوت خشوع کیوجہ

حال۔ فرائض میں خشوع خضوع کم ہوتا ہے اور صلوٰۃ تہجد میں بحمد اللہ اکثر خشوع قائم رہتا ہے اسکی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی حضرت سلمہ، اسکے متعلق چند کلمات تحریر فرما کر اطمینان فرما دیں۔

تحقیق۔ فرائض میں قلت خشوع اور تہجد میں کثرت کے اسباب دریافت فرمائے ہیں ایسے امور کے اسباب اکثر طبعی ہوتے ہیں اور وہ بھی مختلف جو تحت ضبط نہیں آسکتے مثلاً فرض کے اوقات میں مشاغل کا ہجوم اور آخر شب میں انکی قلت یا ان واقعات میں لوگونکی اطلاع اور اخیر شب میں عدم اطلاع یا فرائض میں سب کا اشتراک جو مقلل حظ ہے اور تہجد میں عامل کا امتیاز جو مکثر حظ ہے ونحو ذلک ورنہ امور غیر اختیاری ہیں اسلئے ان اسباب کی تفتیش یا ان سے متاثر ہونا خلاف طریق ہے خشوع اختیاری اگرچہ قلیل ہو خشوع غیر اختیاری سے اگرچہ کثیر ہو بوجہ اسکے کہ اول مامور بہ ہے ثانی غیر مامور بہ بدرجہا افضل ہے آپکی خاطر سے یہ لکھدیا ہے ورنہ جواب یہ تھا کہ یہ سوال غیر ضروری ہے۔ النور ص ۶۳۳

امور اختیاریہ کا قابل علاج ہونا نہ غیر اختیاریہ کا

حال۔ احقر کا ایک عیب یہ ہے کہ بعض وقت اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا سمجھتا ہے اور علامات اسکی چند طریقے سے ظاہر ہوتی ہیں (۱) تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کا مرتکب نظر آوے اور بندہ اس کا مرتکب نہیں تو دل میں اپنے آپ کو اچھا سمجھنے کا خطرہ گذرتا ہے (۲) اور اگر اس شخص کو اس گناہ سے منع کرتا ہوں تو تیز زبان سے منع کرتا ہوں (۳) اور بعض وقت انکو دیکھنے سے نفرت معلوم ہوتی ہے (۴) اور ایک علامت یہ ہوتی ہے کہ عوام آدمی جو نماز وغیرہ شریعت کے احکام کے پابند نہیں اور عام طور پر گناہ میں مبتلا ہیں انکو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں (۵) اور انکے ساتھ اپنے سے بڑا اور اچھا جیسا نرمی اور تعظیم کا برتاؤ نہیں کرتا ہوں (۶) اور ایک علامت اپنے کو اچھا سمجھنے کی یہ پاتا ہوں کہ اگر کوئی میری تعریف کرے اور وہ کہے کہ تم مجھ سے اچھے ہو تو اس وقت اسکی بات کے رد کرنے کیلئے کہتا ہوں کہ نہیں صاحب آپکو کیا پتہ میرے اندر بڑے بڑے عیب ہیں آپ مجھ سے بہت اچھے ہیں میں بہت خراب ہوں آپکے پیر کی خاک کے برابر ہوں لیکن دل کی حالت اس قول کے مطابق نہیں پاتا بلکہ بعض وقت معلوم ہوتا ہے کہ فقط زبان ہی سے کہہ رہا ہوں، حضرت والا

احقر کے ان امراض کا علاج ارشاد فرمادیں۔

تحقیق۔ ان علامات کے متعلق الگ الگ لکھو کہ ان میں کیا کیا اختیاری ہیں اور کیا کیا غیر اختیاری اور یہ لکھو کہ اختیاری کا ترک بھی اختیاری ہوتا ہے یا نہیں اور یہ لکھو کہ کیا غیر اختیاری کا علاج ضروری ہے

اسکے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو درج ذیل ہے

حال (عہ۱) پہلی علامت کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کا مرتکب نظر آوے اور بندہ اس کا مرتکب نہیں تو دل میں اپنے کو اچھا سمجھنے کا خطرہ گذرنا یہ غیر اختیاری ہے (عہ۲) دوسری علامت اگر ایسے شخص کو گناہ سے منع کرتا ہے تو تیز زبان سے منع کرتا ہے یہ اختیاری ہے (عہ۳) تیسری علامت اور بعض وقت ایسے شخص کو دیکھنے سے نفرت سی معلوم ہوتی ہے یہ غیر اختیاری ہے (عہ۴) چوتھی علامت عوام آدمی جو نماز وغیرہ شریعت کے احکام کے پابند نہیں اور عام طور پر گناہ میں مبتلا ہیں انکو حقارت کی نظر سے دیکھنا عہ یہ غیر اختیاری ہے (عہ۵) اور انکے ساتھ اپنے سے بڑا اور اچھا جیسا نرمی اور تعظیم کا برتاؤ نہ کرنا یہ اختیاری ہے (عہ۶) چھٹی علامت دوسرے کی بات رد کرنے کیلئے یہ کہنا کہ نہیں صاحب آپکو کیا پتہ میرے اندر بڑے بڑے عیب ہیں آپ مجھ سے بہت اچھے ہیں میں بہت خراب ہوں آپکے پیر کی خاک کے برابر ہوں لیکن دل کی حالت اس قول کے مطابق نہ پانا یہ غیر اختیاری ہے جو بات اختیاری ہوتی ہے اسکا ترک بھی اختیاری ہے اور جو بات غیر اختیاری ہے اسکا علاج ضروری نہیں ہے اسلئے کہ غیر اختیاری امور میں مواخذہ نہیں ہوگا۔

اب بندہ کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ جتنے عیوب اختیاری ہونگے انکا دفع کرنا بھی اختیاری ہوگا لہذا انکا علاج یہی ہے کہ اپنے اختیار سے انکا مقابلہ کیا جاوے اور امور غیر اختیاریہ کے درپے ہی نہ ہونا چاہئے احقر کے جوابات میں اور اس سمجھ میں اگر کوئی غلطی ہوئی ہو تو ہدایت فرمائی جاوے

تحقیق ٹھیک ہے اتنے اضافہ کی اور ضرورت ہے کہ امور غیر اختیاریہ کے مقتضا پر عمل کرنا بعض اوقات مذموم ہوتا ہے اور اختیاری ہوتا ہے اس کا ترک بالاختیا بھی واجب ہے۔

عہ یعنی انکو دیکھکر جو انکی حقارت دل میں آجاتی ہے ۱۲